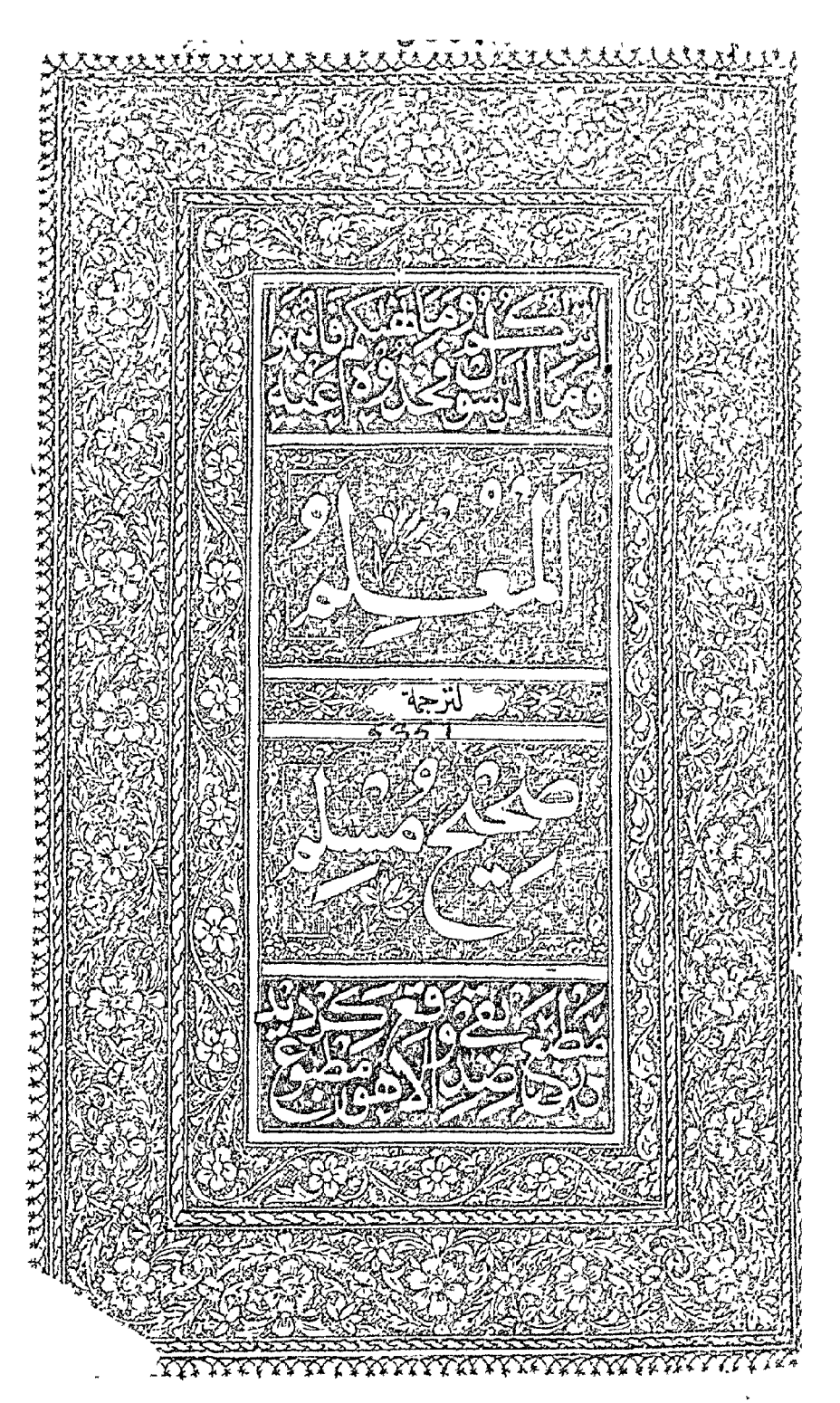


بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی شرفنا بالھدایۃ الی دین الاسلام واحکمہ فی قلوبنا خیر احکام وجنبنا عن بواطیل الوسارس والاوھام بالاقتفاء لسنۃ نبیہ خیر الانام علیہ افضل الصلوات ما تکررت اللیالی والایام وتعاقب الانوار والظلام وعلی الہ واصحابہ الکرام

بعد حمد ونعت کے فقیر حقیر سراپا تقصیر وصیاء الزمان عفا عنہ المنان خدمت میں تمامی برادران مسلمین اور شائقین حدیث سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے عرض کرتا ہے کہ باوجود ضعف اور ناتوانی اور قلت بضاعت اور بے سروسامانی کے آواخر سنہ ۱۳۱۱ ہجری مین محض تائید غیبی اور امداد خداوندی سے چار بڑی بڑی کتابین حدیث کی منجملہ صحاح ستہ کی زبان اردو مین ترجمہ ہوگئین یعنے موطای امام مالک اور جامع ترمذی اور سنن ابوداؤد اور سنن نسائی اور اللہ جل شانہ نے اپنے فضل وکرم سے ان چاردون کتابون کو مقبول فرمایا اور صدہا ہزارہا نسخے ان کے طالبین نے ہر چار طرف ولایت ہند کے خرید فرماکے اب شروع چودھوین صدی یعنی سنہ ۱۳۱۱ ہجری ماہ محرم سے یہ فکر پیدا ہوئی کہ اگرچہ حیات مستعار کا اعتبار نہین اور زندگانی دنیا محض ایک حباب ہے مگر خیر جبتک چند نفس باقی ہین وہ بہی اگر خدمت حدیث مین صرف ہون تو اس سے بڑھکر کون سی نعمت ہے پس اس خیال سے صرف خداوند کریم کی مدد پر بھروسا کرکے بینے صحیحین کے ترجمے مین دقت کو صرف کرنا مناسب جانا اور چونکہ صحیح بخاری علیہ الرحمۃ کی شرحین اور ترجمے عربی اور فارسی زبان مین بہت

پیش کیا پھر حسب بیان میں انھون نے کوئی علت بیان کی اوس کو میں نے نکال ڈالا اور جس حدیث
کو انھون نے کہا کہ صحیح ہے اور اوس میں کوئی علت نہیں ہے اوس کو میں نے داخل کیا اس روایت
کو خطیب بغدادی نے اپنی سند سے روایت کیا ہے ۔ اعلی سے اعلی سند امام مسلم کی وہ ہے جس میں
مسلم سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک چار واسطے ہون اور جیسے امام بخاری کے ثلاثیات ہین
یعنے تین واسطون کی حدیثین وہ صحیح مسلم میں نہیں ہین امام نووی نے کہا مسلم نے علم حدیث میں
کئی کتابین لکھین ہین سب میں مشہور یہ صحیح ہے اور یہ کتاب بتواتر مسلم سے نقل کی گئی ہے اس طرح
کہ اس کتاب کو مسلم کی تصنیف یقیناً کہہ سکتے ہین اور باسناد متصل مسلم تک روایت کی گئی ہے
اور ایک فائدہ خاص اس کتاب میں ہے وہ یہہ ہے کہ مسلم نے ہر ایک حدیث کے لیے ایک خاص مقام
جو مناسب تہا مقرر کیا ہے اور دہین اوس حدیث کے تمام طریقون کو جمع کر دیا ہے اور اس کے
مختلف الفاظ کو ایک ہی مقام پر بیان کیا ہے تاکہ ناظر کو آسانی ہووے اور تمام طریقون کے
وہ فائدہ اٹھاوے اور یہہ بات صحیح بخاری میں نہیں ہے امام حافظ عبد الرحمن بن علی بنی نے
چند اشعار صحیح مسلم کی تعریف میں لکھے ہین جنکا مضمون یہہ ہے کہ اے پڑہنے والے صحیح مسلم علم کا
دریا ہے جس میں پانے بہنے کے راستے نہیں ہین (یعنے سب پانی ایک ہی جگہہ موجود ہے اور
مسلم کی روایتون کا ذخیرہ بخاری کی مکرر روایتون سے زیادہ مراد دیتا ہے حافظ ابن الصلاح
نے کہا مسلم کی شرط یہ ہے کہ حدیث متصل الاسناد ہو اول سے لیکر اخیر تک ایک ثقہ دوسرے ثقہ
سے نقل کرتا ہو اور اس میں کسی قسم کا شذوذ یا علت نہ ہو سیوطی نے کہا ثقہ سے مراد یہہ ہے کہ
وہ راوی مسلم کے نزدیک ثقہ ہو اگرچہ اوروں کے نزدیک ثقہ نہ ہو اور اسی وجہ سے مسلم نے چھ سو
پندرہ ایسے لوگون سے روایت کی ہے جن سے بخاری نے روایت نہیں کی اسی طرح بخاری نے چار
سو چوتیس ایسے شخصون سے روایت کی ہے جن سے مسلم نے نہیں کی تو کتنی حدیثین ایسی نکلین گی جو
مسلم کی شرط پر صحیح ہین اور بخاری کی شرط پر صحیح نہیں اس لیے کہ مسلم کے نزدیک اوسکے راویون
میں وہ سب شرطین پائی جاتی ہین جو صحت حدیث کے لیے ضروری ہین اگر بخاری کے نزدیک نہیں
پائی جاتین پھر مسلم علیہ الرحمتہ اپنی کتاب میں ایک ایسی راہ پر چلے ہین کہ اسکی وجہ سے اون
کی کتاب کو صحیح بخاری پر فضیلت دی گئی ہے وہ یہہ کہ امام مسلم علیہ الرحمتہ حدیث کی تمام

متون کو اوس کے سب طریقون کے ساتھہ ایک ہی مقام مین جمع کر دیتے ہین اور اسکو مختلف
بابون مین جدا جدا نہین لاتے اور پوری عبارت اوس کی بیان کرتے ہین اور باب کے ترجمون کے
مین اوس کے ٹکڑے ٹکڑے نہین کرتے اور حتی المقدور الفاظ کی رعایت کرتے ہین اور نقل بالمعنی
نہین کرتے یہانتک کہ اگر ایک راوی نے دوسرے راوی سے ایک لفظ مین بھی اختلاف کیا
ہو اور معنے دونون لفظون کے ایک ہون تب بھی مسلم ہر ایک راوی کے لفظ کو بیان کر دیتے ہین
یہانتک احتیاط ہے کہ اگر ایک راوی نے حدثنا کہا ہو اور دوسرے نے اخبرنا تو وہ لکھدیتے ہین کہ
فلان راوی نے حدثنا کہا اور فلان نے اخبرنا اور حدیث کے ساتھہ اصحابہ کے اقوال اور تابعین
وغیرہ کے اقوال اور باب اور ترجمون کو نہین ملاتے اس لیے کہ انکو حرص تھی اس بات کی کہ حدیث
مین اور کوئی چیز ملنے نہ پاوے تو بعد مقدمے کے اس کتاب مین اور کچھ نہین ہے سوا حدیث کے ابن
الصلاح نے کہا وہ سب حدیثین جنکی صحت کا حکم کیا مسلم نے اس کتاب مین یقیناً صحیح ہین اور
ایسی ہی وہ حدیثین جنکو بخاری نے صحیح کہا ہے اس لیے کہ امت محمدی نے علماء نے ان دونون کتابون
کی حدیثون کو قبول کیا ہے اور جو کسی ایک آدھ شخص نے اس مین خلاف کیا ہے اوسکا خلاف
اعتبار نہین امام الحرمین نے کہا اگر کوئی شخص قسم کہاوے اپنی عورت کی طلاق پر کہ بخاری اور
مسلم کی جو حدیثین صحیح ہین وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہین تو اسکی عورت پر طلاق نہ پڑیگی
کیونکہ حقیقت مین اندونون کتابون کی حدیثین صحیح ہین اور علماء نے اجماع کیا ہے ان کی
صحت پر اور تمامی امت محمدی نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ جس حدیث کی صحت پر بخاری
اور مسلم دونون کا اتفاق ہے وہ صحیح ہے ابن الصلاح نے کہا مسلم ابوزرعہ رازی کے پاس آئے
اور ایک ساعت تک بیٹھے اور باتین کرتے رہے جب اوٹھے تو کہنے کہا اونھون نے چار ہزار حدیثین اپنی
صحیح مین جمع کین ہین ابوزرعہ نے کہا پھر باقی حدیثین کس کے لیے چھوڑین شیخ نے کہا مراد اس
شخص کی یہ تھی کہ صحیح مسلم مین اصل چار ہزار حدیثین ہین سو امکررات کو اور مکررات کو ملا کر سات
ہزار دو سو پچھتر حدیثین ہین - امام مسلم نے اس کتاب کو ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا ہے اور وہ
حقیقت مین باب باب پر مرتب ہے یہ باب کے ترجمون کو اوس نے متن کتاب مین داخل نہین کیا تاکہ
کتاب کا حجم نہ بڑھے یا اور کسی غرض سے امام نووی نے کہا لوگون نے مسلم کے ابواب کا ترجمہ کیا ہے بعضے

چنین ہین اور نہ یہی نہین اس وجہ سے کہ ترجمی کی عبارت مین قصور ہے یا الفاظ اوسکے کیسے ہین اور مین اپنی
شرح مین ان ترجمون کو مناسب عبارتون کے ساتھہ بیان کرون گا سیوطی نے کہا کہ یہ جو صحیح مسلم کے
ایک نسخے مین بابون کے ترجمی پائے جاتے ہین تو یہ مسلم کے بنائے ہوے نہین بلکہ لوگون نے ان کو
مسند بنا دیے ہین اور ان مین اچھے بُرے سب ہین جیسے نووی نے کہا ہے اور ان لوگون کی غرض
یہ تھی کہ حدیث نکالنے والے کو آسانی ہو وی لیکن بہتر یہی ہے کہ باب کو ترجمے کتاب مین نہ لکھہ
جاوین جیسے پرانے نسخون مین نہین لکھے ہین اور جن بابون کی وجہ سے مسلم کی کتاب بخاری کے
کتاب سے ممتاز ہے ان مین سے ایک بات یہی ہے کہ مسلم نے تعلیقات دینے بے اسناد روایتین بہت
کم بیان کی ہین سوا چند مقامون کے برخلاف بخاری کے کہ انکی کتاب مین تعلیقات بہت ہین نووی
نے کہا مسلم نے اپنی کتاب مین عمدہ راہون کو اختیار کیا ہے نہایت احتیاط اور مضبوطی اور معرفت
کے ساتھہ اور اس سے اون کا کمال ورع اور نہایت علم اور انتہای تحقیق اور علو شان مستنبط ہے
اور مسلم نے اپنے مقدمی مین لکھا ہے کہ انہون نے حدیث کی تین قسمین کی ہین ایک تو وہ جسکو بڑے
بڑے عمدہ حافظون نے روایت کیا ہو دوسرے وہ جسکو متوسط لوگون نے جنکا عیب ڈھنکا ہوا ہے
روایت کیا ہو۔ تیسرے وہ جسکو ضعیف اور متروک لوگون نے روایت کیا ہو تو مسلم جب پہلے قسم
کی حدیثون سے فارغ ہوتے ہین تو دوسرے قسم کی حدیثون کو لاتے ہین لیکن تیسرے قسم کی
حدیثون کو بالکل نہین لاتے علما نے اختلاف کیا ہے کہ اس تقسیم سے کیا مراد ہے حاکم اور بیہقی نے
کہا کہ مسلم دوسرے قسم کی حدیثون کو بیان کرنا چاہتے تھے مگر اس سے پہلے ناگہانی موت آگئی اور
فقط پہلی قسم کی حدیثین اوسکی کتاب مین ہین قاضی عیاض نے کہا غور سے یہ بات صحیح معلوم نہین
ہوتی اور اوس نے اپنی کتاب مین تینون طرح کی حدیثون کو بیان کیا ہے ابن عساکر نے کہا کہ مسلم نے
اپنی کتاب کو دو قسمون کی حدیثون پر مرتب کرنا چاہا ایک قسم مین تو عمدہ عمدہ حافظ اور ثقہ لوگون کی
روایتین اور دوسرے قسم مین ستور اور سچی متوسطین لوگون کی روایتین مگر ان کو موت آگئی اور
یہ آرزو پوری نہین ہوئی اور کتاب کی ترتیب تراجم اور ابواب کے ساتھہ رہ گئی باوجود اس کے اوسکی کتاب
مشہور اور مقبول ہوئی اور تیسرے قسم کی حدیثون کو انہون نے بالکل بیان نہین کیا پھر مسلم کے بعد
اور لوگون نے کسی ایک کتاب مین مسلم کے صحیح کیطرح لکھین اور عالی سندون کو حاصل کیا

اوران مین سے بعضون نے مسلم کے مشائخ کو پایا اور مسلم کی احادیث کو اپنی کتابون مین نکالا شیخ
ابو عمرو نے کہا یہ جو کتابین صحیح مسلم کے طور پر لکھی گئی ہین اگرچہ اون مین صحت کی ایک نشانی ہے مگر
تمام باتون مین وہ صحیح مسلم کے برابر نہین ہوسکتین۔ صحیح مسلم پر علمارنے بہت سی شرحین لکھی ہین
مین سے مشہور وہ شرح ہے جسکو امام حافظ ابو زکریا محی الدین نووی شافعی نے تالیف کیا اور وہی شرح
شائع اور مشہور ہے اور صحیح مسلم کے ساتھہ ہندوستان مین طبع ہوگئی ہے اور ایک اس شرح کا خلاصہ
ہے جسکو شمس الدین محمد بن یوسف قرنوی نے مرتب کیا اور ایک شرح ہے قاضی عیاض مالکی کی اسکا
نام اکمال المعلم فی شرح صحیح مسلم ہے اور ایک شرح ہے ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی کی اور
یہ مقدم ہے نووی سے بھی اور ایک شرح ہے امام عبداللہ محمد بن خلیفہ مالکی کی چار جلدون مین اور ایک
شرح ہے ابو عبداللہ محمد بن علی مازری کی جسکا نام معلم بفوائد کتاب مسلم ہے اور ایک شرح ہے عماد
الدین عبدالرحمن بن عبدالعلی مصری کی اور ایک شرح ہے غرائب مسلم کی عبدالغافر بن اسمعیل فارسی
کی جسکا نام مفہم فی شرح غریب مسلم ہے اور ایک شرح ہے سبط ابن الجوزی کی اور ایک شرح ہے ابو
الفرج عیسی بن مسعود زوادی کی پانچ جلدون مین اور ایک شرح ہے قاضی زین الدین لکر یا بن محمد
انصاری کی اور ایک شرح ہے مختصر شیخ جلال الدین سیوطی کی جسکا نام دیباج علے صحیح مسلم ہے
اور ایک شرح ہے قوام الدین ابو القاسم اسمعیل بن محمد اصفہانی کی اور ایک شرح ہے تقی الدین
شافعی کی اور ایک شرح ہے قسطلانی کی اسکا نام منہاج الدیباج ہے اور ایک شرح ہے ملا علی قاری کی چار
جلدون مین صحیح مسلم کی مختصر اہی بہت مین ایک مختصر ہے ابو عبداللہ شرف الدین محمد بن عبداللہ مرسی کا اور ایک مختصر
ہے زوائد مسلم کا بخاری پر حافظ سراج الدین عمر بن علی ملقن شافعی کا اور ایک مختصر ہے حافظ زکی الدین
منذری کا اور اس مختصر کی شرحین بھی بہت ہین اور سب سے عمدہ شرح اسکی سراج الوہاج ہے جو ہمارے
زمانے مین جناب مولانا سید محمد صدیق حسن صاحب بہادر کی تصنیفات مین سے چھپی ہے اور اس ترجمہ مین
اس شرح سے بہت فوائد منقول ہوئے ہین امام مسلم کا حال جو اس کتاب کے مؤلف ہین نام انکا مسلم بن الحجاج
بن مسلم القشیری بن ورد بن کوشاد نیشاپوری ہے امام حافظ ہین علم حدیث کو اور سفر کیا انہون نے حجاز اور
شام اور عراق اور مصر کا حدیث حاصل کرنیکے لیے اور مشہور مشائخ اون کے یہ لوگ ہین یحیی بن یحیی نیشاپوری
امام احمد بن حنبل اسحاق بن راہویہ عبداللہ بن مسلمہ قعنبی قتیبہ بن سعید ابو بکر بن ابی شیبہ محمد بن

بندار محمد بن مثنی وغیرہم کئی بار بغداد میں آئے اور اہل بغداد نے اس سے روایت کی سب سے آخر وہ بغداد میں ۲۵۲ھ ہجری میں تشریف لائے ترمذی نے ان سے روایت کی ہے خطیب بغدادی نے کہا مسلم بخاری کی پیروی کرتے تھے اور لوگوں کے اعتراضوں کو ان کے اوپر سے دفع کرتے تھے یہانتک کہ ادھر میں اور ذہلی میں اسی وجہ سے رنجش ہو گئی حافظ محمد بن یعقوب نے کہا بخاری جب نیشاپور میں آئے تو مسلم ادھر کے پاس بہت آتے جاتے تھے بعد اوسکے بخاری اور ذہلی میں ایک مسئلہ پر نزاع ہوا اور ذہلی نے لوگوں کو منع کیا بخاری پاس جانے سے لیکن مسلم نے نہ مانا جب ذہلی کو اس کی خبر ہوئی وہ غصہ ہوا مسلم مجلس سے اٹھ کر اور جو کچھ ذہلی سے حدیثیں لکھی تھیں وہ اوس کے پاس واپس کر دیں اس پر ذہلی سے ترک ملاقات ہو گئی بہرحال امام مسلم علماء اعلام میں سے ہیں حدیث کے اور حافظ اور امام اور مقتدی ہیں اس فن کے جنکو امام اہل حدیث نے مسلم کہا ہے اور طلب حدیث کی لیے دنیا کے اطراف اور اکناف میں پھرے اور محمد بن مہران اور ابو عثمان اور عمر بن سواد اور جریر بن یحیی اور سعید بن منصور اور ابو مصعب سے سنا اور ان سے روایت کیا ایک جماعت نے علماء اور حفاظ کے جیسے ابو حاتم رازی اور موسی بن ہارون اور احمد بن سلمہ اور ابو بکر بن خزیمہ اور بہت لوگوں نے جنکا شمار دشوار ہے ابو عمر بن احمد بن حمدان نے کہا میں نے ابو العباس بن عقدہ سے پوچھا کہ بخاری اور مسلم میں کون بڑھ کر ہے اونہوں نے کہا دونوں عالم ہیں میں نے پھر پوچھا انہوں نے کہا اے ابا عمر بخاری سے کبھی غلطی ہوتی ہے اہل تاریخ کہ ایک جگہہ کسی کی کنیت بیان کرتے ہیں اور دوسری جگہہ اسکا نام تو خیال ہوتا ہے کہ یہ دو آدمی ہیں اور مسلم سے بہت کم غلطی ہوتی ہے خطیب بغدادی نے کہا مسلم نے پیروی کی ہے بخاری کی اور وہ چلے ہیں بخاری کی راہ پر دار قطنی نے کہا اگر بخاری نہوتے تو مسلم کو بھی یہ راہ نہ ملتی غرض مسلم نے بخاری سے بہت فائدہ اٹھایا ہے ابو احمد شیخ حاکم نیشاپوری نے کہا کہ مسلم نے اپنی کتاب میں بہت سے متفرق حدیثیں بخاری کی کتاب سے لیں ہیں مگر ان کو بخاری کی طرف نسبت نہیں دی اور نہ اپنی صحیح میں بخاری سے روایت کی ہے مسلم نے سوا اس صحیح کے اور بھی کتابیں لکھی ہیں جیسے مسند کبیر جامع کبیر کتاب العلل کتاب الطبقات کتاب اوہام محدثین کتاب التمیز کتاب فن لیس لہ الا راو واحد کتاب اوہام محضرمین کتاب الاسماء والکنی کتاب الوحدان کتاب حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ

کتاب مشائخ مالک کتاب مشائخ ثوای اور مسلم کے عجیب حالون مین سے یہہ ہے کہ اونہون نے تمام عمر کسی کی غیبت نہین کی اور نہ کسی کو مارا اور نہ کسی کو گالی دی اور حدیث کے کھوٹے کھرے پہچاننے مین اپنے زمانے مین سب پر مقدم تھے یہان تک کہ بعضی امور مین بخاری پر بھی انکو فضیلت دی گئی ہے عیسیٰ اور پر گذر ۲۰۶ھ ہجری مین پیدا ہوئے اور وفات پائی اتوار کی شام کو رجب کے پچیسوین تاریخ ۲۶۱ھ ہجری مین عمر انکی پچپن برس کی تھی اور دوشنبہ کے روز دفن ہوئے اون کی وفات کا قصہ یون لکھا ہے کہ مجلس مین لوگون نے اون سے ایک حدیث پوچھی انکو معلوم نہوئی وہ گھر مین آن کر سب کتابون مین ڈھونڈ نہ لے. ور ایک ٹوکرا خرمی کا اون کے سامنے رکھا تھا ایک ایک خرما کھاتے جاتے تھے یہان تک کہ ٹوکرا تمام ہو گیا اور حدیث کی تلاش مین ایسا استغراق تھا کہ انکو خبر نہ ہوئی اور اسی وجہ سے مر گئے ابو حاتم رازی نے مسلم کو مرنے کے بعد خواب مین دیکھا اون کا حال پوچھا اونہون نے کہا اللہ جل شانہ نے جنت کو میرے لیے مباح کر دیا ہے جہان چاہون رہون **سند مولف ترجمہ کی امام مسلم تک** اجازت دی مجھکو صحیح مسلم شریف کی میرے شیخ عالم علامہ شیخ احمد بن ابراہیم بن عیسیٰ شرقی حنبلی نے اون کو اجازت دی شیخ عبد الرحمن بن حسن نے اونکو اجازت دی شیخ حسن قویسینی مصری نے اونکو اجازت دی شیخ سلیمان بجیرمی نے اُنکو اجازت دی شیخ محمد عشماوی نے اُنکو اجازت دی شیخ ابو الغر عجمی نے اُنکو اجازت دی شیخ محمد شوبری نے اُنکو اجازت دی محمد رملی نے اُنہون نے شیخ الاسلام زکریا انصاری سے اُنہون نے امام حافظ ابن حجر عسقلانی سے پھر حافظ ابن حجر روایت کرتے ہین اس کتاب کو صلاح بن ابی عمرو مقدسی سے اور وہ علی بن احمد بجاری سے اور وہ سوید طوسی سے اور وہ عبد اللہ فرادی سے اور وہ عبد الغافر فارسی سے اور وہ ابی احمد محمد بن عیسیٰ جلودی سے اور وہ ابی اسحاق ابراہیم بن محمد سے اور وہ امام حافظ مسلم بن الحجاج قشیری سے جو مولف ہین اس صحیح کے رضی ہو اللہ تعالی ان سب بزرگون سے اور اُنکی طفیل سے مغفرت کرے میری اور میری والدین اور بھائیون اور سب مومنین کی مومنات ترجمہ کتاب سے امام مسلم تک سولہ واسطے ہین اور امام مسلم کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک باعی حدیث مین چار ہین اس حساب سے مترجم سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اکیس واسطے ہوئے

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہون مین اللہ جل جلالہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم کرنے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ

سب تعریف لائق ہے اُسی پروردگار کی جو پالنا ہے سارے جہان کو اور بہتر انجام اون ہی لوگون کا ہے جو پرہیزگار ہین اللہ تعالی اپنی رحمت اوتاری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام پیغمبرون کے ختم کرنے والے ہین (یعنے نبوت کے سلسلہ کو اللہ تعالی نے آپ کی ذات پر ختم کر دیا اب دنیا مین آپ کے بعد کوئی پیغمبر نئی شریعت لیکر نہ آویگا) اور تمام نبیون اور پیغمبرون پر (جو ہمارے پیغمبر سے پہلے گزرے ہین جیسے حضرت آدم حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسی حضرت عیسی علیہم السلام) اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّكَ مِمَّا مَنَّ اللّٰهُ بِتَوْفِيْقِ خَالِقِكَ ذَكَرْتَ اَنَّكَ هَمَمْتَ بِاِخْتِصَارِ عَنْ تَعْرِيْفِ جُمْلَةِ الْاَخْبَارِ الْمَاثُوْرَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سُنَنِ الدِّيْنِ وَاَحْكَامِهٖ وَمَا كَانَ مِنْهَا فِي الثَّوَابِ وَالْعِقَابِ وَالتَّرْغِيْبِ وَالتَّرْهِيْبِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ صُنُوْفِ الْاَشْيَاءِ بِالْاَسَانِيْدِ الَّتِيْ بِهَا نُقِلَتْ وَتَدَاوَلَهَا اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ بعد حمد اور صلوٰۃ کے خدا تجھپر رحم کرے تونے اپنے پروردگار کی توفیق سے ذکر کیا تھا (یہ امام مسلم کسی اور کو فرماتے ہین) کہ تیرا قصد یہ ہے کہ تلاش کرے اون سب حدیثون کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہین دین کے طریقون اور حکمون مین (یعنے مسائل کی حدیثین جو فقہ سے متعلق ہین) اور اون حدیثون کو جو ثواب اور عقاب اور خوشخبری اور ڈرانے کے لیے ہین (یعنے فضائل اور اخلاق کی حدیثین) اور ان کے سوا اور باتون کی سندون کے ساتھ جن کے رو سے وہ حدیثین نقل کی گئی ہین اور جنکو علماے حدیث جاری رکھا ہے اپنے مین (یعنے مشہور اور معروف سندین) فَاَرَدْتَ اَرْشَدَكَ اللّٰهُ اَنْ تُوْقِفَ عَلٰى جُمْلَتِهَا مُؤَلَّفَةً مُخْصَاةً تو تیرا مطلب یہ تھا خدا تجھکو ہدایت کرے کہ تو ان سب حدیثون پر واقف ہو جاوے اس طرح سے کہ وہ سب حدیثین ایک جگہ جمع ہون وَسَاَلْتَنِيْ اَنْ اُلَخِّصَهَا لَكَ فِي التَّاْلِيْفِ بِلَا تَكْرَارٍ يَكْثُرُ وَاِنَّ ذٰلِكَ رَاَيْتَ عَنَّا لَكَ عَمَّا لَهٗ قَصَدْتَ مِنَ التَّفَهُّمِ فِيْهَا وَالْاِسْتِنْبَاطِ مِنْهَا اور تونے یہ سوال کیا تھا کہ مین ان سب حدیثون کو اختصار کے ساتھ تیرے لیے جمع کرون اور اوس مین تکرار نہو کیونکہ اگر تکرار ہوگی (اور طول ہوگا) تو تیرا مقصد جو حدیثون کو سمجھنا اور اون مین غور کرنا ہے اور اُن سے مسائل نکالنا ہے وہ جاتا رہے گا وَلِلَّذِيْ سَاَلْتَ اَكْرَمَكَ اللّٰهُ حِيْنَ رَجَعْتُ اِلٰى ذَكَرْتَ وَمَا تَؤُوْلُ بِهِ الْحَالُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

تعالیٰ عاقبۃ محمودۃ وسمعۃ موجودۃ اور تونے جس بات کا سوال کیا خدا تجھکو عزت دیوے
جب مین نے اوسمین غور کیا اور اوسکی انجام کو دیکھا تو خدا چاہے اوسکا انجام اچھا ہوگا اور بالفعل بھی
اوس مین فائدہ ہے (یعنے حال اور مآل دونون کے فائدے کی بات ہی) وَظَنَنْتُ حِيْنَ سَأَلْتَنِي
بِحَتْمِ ذٰلِكَ أَنْ لَوْ عُزِمَ لِي عَلَيْهِ وَقُضِيَ لِي تَمَامُهُ كَانَ أَوَّلُ مَنْ يُصِيْبُهُ نَفْعُ ذٰلِكَ
إِيَّايَ خَاصَّةً قَبْلَ غَيْرِي مِنَ النَّاسِ لِأَسْبَابٍ كَثِيْرَةٍ يَطُوْلُ بِذِكْرِهَا الْوَصْفُ إِلَّا
أَنَّ جُمْلَةَ ذٰلِكَ أَنَّ ضَبْطَ الْقَلِيْلِ مِنْ هٰذَا الشَّأْنِ وَإِتْقَانَهُ أَيْسَرُ عَلَى الْمَرْءِ مِنْ مُعَالَجَةِ
الْكَثِيْرِ مِنْهُ وَلَا سِيَّمَا عِنْدَ مَنْ لَا تَمْيِيْزَ عِنْدَهُ مِنَ الْعَوَامِّ إِلَّا بِأَنْ يُوْقِفَهُ عَلَى التَّمْيِيْزِ
غَيْرُهُ اور مین نے یہ خیال کیا جب تونے مجھسے اسبات کی تکلیف دی کہ اگر یہ کام مجھسے ہوجاوے
تو سب سے پہلے دوسرون کو تو خیر مجھے خود ہی فائدہ ہوگا کئی سببون سے جنکا بیان کرنا طول ہے مگر خلاصہ
یہہ ہے کہ اس طور سے تھوڑی حدیثون کو یاد رکھنا مضبوطی اور صحت کے ساتھہ آسان ہے آدمی پر بہت
سے حدیثون کو روایت کرنے سے (بغیر ضبط اور اتقان کے کیونکہ اوس مین ایک طرح کا خلجان پیدا
ہوتا ہے) خاص کر عوام کو بڑا فائدہ ہوگا جنکو تمیز نہین ہوتی کھوٹی کھری حدیث کی بے دوسرے
کے بتلائے ہوئے فَإِذَا كَانَ الْأَمْرُ فِي هٰذَا كَمَا وَصَفْنَا فَالْقَصْدُ مِنْهُ إِلَى الصَّحِيْحِ الْقَلِيْلِ
أَوْلَى بِهِمْ مِنَ ازْدِيَادِ السَّقِيْمِ وَإِنَّمَا يُرْجَى بَعْضُ الْمَنْفَعَةِ فِي الْإِسْتِكْثَارِ مِنْ هٰذَا الشَّأْنِ
وَجَمْعِ الْمُكَرَّرَاتِ مِنْهُ لِخَاصَّةٍ مِنَ النَّاسِ مِمَّنْ تُرْزَقُ فِيْهِ بَعْضَ التَّيَقُّظِ وَالْمَعْرِفَةِ
بِأَسْبَابِهِ وَعِلَلِهِ فَذَاكَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ يَجْبُرُ بِمَا أُوْتِيَ مِنْ ذٰلِكَ عَلَى الْفَائِدَةِ فِي الْإِسْتِكْثَارِ
مِنْ جَمْعِهِ تو جب حال ایسا ہوا جیسا ہمنے اوپر بیان کیا تو تھوڑی صحیح حدیثون کا بیان کرنا ان کے
لیے بہتر ہے بہت ضعیف حدیثون سے اور بہت سی حدیثین بیان کرنا اور مکررات کو جمع کرنا خاص
خاص آدمیون کو فائدہ دیتا ہے جنکو علم حدیث مین کچھ واقفیت ہو اور حدیث کے اسباب اور علتون کو
وہ پہچانتے ہون ایسا شخص البتہ بوجہ اپنی واقفیت اور معرفت کے بہت حدیثون کے جمع کرنے سے
فائدہ اوٹھاوے گا فَأَمَّا عَوَامُّ النَّاسِ الَّذِيْنَ هُمْ بِخِلَافِ مَعَانِي الْخَاصِّ مِنْ أَهْلِ التَّيَقُّظِ
وَالْمَعْرِفَةِ فَلَا مَعْنًى لَهُمْ فِي طَلَبِ الْكَثِيْرِ وَقَدْ عَجَزُوْا عَنْ مَعْرِفَةِ الْقَلِيْلِ لیکن عام
لوگ جو برخلاف ہین خاص لوگون کے جو صاحب واقفیت و معرفت ہین اونکو کچھ حاصل نہین بہت

حدیثون کے طلب کرنے مین جب کہ وہ تھوڑی حدیثون کے پہچاننے سے عاجز ہین (یعنے جسقدر کم حدیثین انہون نے دیکھی ہین اونہی کے پہچاننے کی اور صحیح کو ضعیف سے تمیز کرنے کی استعداد اون مین نہین تو بہت حدیثون سے وہ کیا فائدہ اوٹھا سکتے ہین) فَنَقُولُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مُبْتَدِئُونَ فِي تَخْرِيجِ مَا سَأَلْتَ عَنْهُ وَتَأْلِيفِهِ عَلَى شَرِيطَةٍ سَوْفَ أَذْكُرُهَا لَكَ وَهُوَ أَنَّا نَعْمِدُ إِلَى جُمْلَةِ مَا أُسْنِدَ مِنَ الْأَخْبَارِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُقَسِّمُهَا عَلَى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ وَثَلَاثِ طَبَقَاتٍ مِنَ النَّاسِ عَلَى غَيْرِ تَكْرَارٍ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَ مَوْضِعٌ لَا يُسْتَغْنَى فِيهِ عَنْ تَرْدَادِ حَدِيثٍ فِيهِ زِيَادَةُ مَعْنًى أَوْ إِسْنَادٌ يَقَعُ إِلَى جَنْبِ إِسْنَادٍ لِعِلَّةٍ تَكُونُ هُنَاكَ لِأَنَّ الْمَعْنَى الزَّائِدَ فِي الْحَدِيثِ الْمُحْتَاجِ إِلَيْهِ يَقُومُ مَقَامَ حَدِيثٍ تَامٍّ فَلَا بُدَّ مِنْ إِعَادَةِ الْحَدِيثِ الَّذِي فِيهِ مَا وَصَفْنَا مِنَ الزِّيَادَةِ أَوْ أَنْ نُفَصِّلَ ذٰلِكَ الْمَعْنَى مِنْ جُمْلَةِ الْحَدِيثِ عَلَى اخْتِصَارِهِ إِذَا أَمْكَنَ وَلٰكِنْ تَفْصِيلُهُ رُبَّمَا عَسُرَ مِنْ جُمْلَتِهِ فَأَعَدْنَاهُ بِهَيْئَتِهِ إِذَا ضَاقَ ذٰلِكَ أَسْلَمُ فَأَمَّا مَا وَجَدْنَا بُدًّا مِنْ إِعَادَتِهِ بِجُمْلَتِهِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ مِنَّا إِلَيْهِ فَلَا نَتَوَلَّى فِعْلَهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى پہر اگر خدا چاہے تو ہم اون حدیثون کے بیان کرنے مین جنکی تو نے فرمایش کی ہے ایک شرط پر چلین گے جو بیان کرتے ہین وہ شرط یہہ ہے کہ ہم اُن سب حدیثون کیطرف قصد کرتے ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مُسنَد (یعنے متصلاً ایک راوی نے دوسرے سے سنا ہو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک روایت کی گئی ہین (سب حدیثون سے مراد اکثر حدیثین ہین اس لیے کہ سب مسند حدیثین اس کتاب مین نہین ہین) پہر انکو تقسیم کرتے ہین تین قسمون پر اور راویون کے تین طبقون پر (پہلا طبقہ تو حافظ اور ثقہ لوگون کی روایتون کا دوسرا متوسطین کا تیسرا ضعفا اور متروکین کا مگر مصنف نے اس کتاب مین پہلی قسم کے بعد دوسری قسم کی حدیثون کو بیان کیا ہے پر تیسری قسم کو مطلق ذکر نہین کیا اور حاکم اور بیہقی نے کہا کہ اس کتاب مین سب پہلی قسم کی حدیثین ہین اور دوسرے قسم کی حدیثین بیان کرنے سے پہلے مسلم مرگئے) بغیر تکرار کے مگر جب کوئی ایسا مقام ہو جہان دوبارہ حدیث کا لانا ضرور ہوا سوجہ سے کہ اسمین کوئی دوسری بات زیادہ ہو یا کوئی ایسا اسناد ہو جو دوسرے اسناد کے پہلو مین واقع ہو کسی علت کی وجہ سے تو وہان تکرار کرتے ہین (یعنے دوبارہ اوس حدیث کو نقل کرتے ہین) اس لیے کہ جب کوئی بات زیادہ ہوئی

حدیث جسکی احتیاج ہے تو وہ مثل ایک پوری حدیث کے ہے پھر ضرور ہے اوس سب حدیث کا ذکر کرنا جسمین وہ بات زیادہ ہے یا ہم اس زیادتی کو جدا کرلین گے پوری حدیث سے اختصار کے ساتھہ اگر ممکن ہو (یعنے ایک حدیث مین ایک جملہ زیادہ ہے جس سے کوئی بات کام کی نکلتی ہے اور وہ جملہ جدا ہو سکتا ہے تو صرف اوس جملے کو دوسرا اسناد بیان کرکے نقل کردین گے اور ساری حدیث دوبارہ نہ لاوینگے مگر ایسا جب کرینگے کہ اوس جملے کا علیحدہ کرنا حدیث سے ممکن ہو (نووی نے کہا کہ اس مسئلہ مین علمائے حدیث کا اختلاف ہے یعنے حدیث کا ایک ٹکڑا علیحدہ روایت کرنے مین بعضون کے نزدیک مطلقاً منع ہے کیونکہ روایت بالمعنی اون کے نزدیک جائز نہین بلکہ حدیث کو لفظ بلفظ نقل کرنا چاہیے اور بعضون کے نزدیک اگرچہ روایت بالمعنی جائز ہے مگر حدیث کا ایک ٹکڑا علیحدہ روایت کرنا اوسی صورت مین درست ہے جب پہلے پوری حدیث کو روایت کرلین اور بعضون کے نزدیک مطلقاً جائز ہے اور قاضی عیاض نے کہا کہ مسلم کا یہی قول ہے اور صحیح یہہ ہے کہ علماء اور اہل معرفت کو یہ بات درست ہے بشرطیکہ معنی مین خلل واقع نہو) لیکن جب جدا کرنا اوس جملے کا دشوار ہو تو پوری حدیث اپنی خاص وضع سے بیان کرنا بہتر ہے اور جس حدیث کی دوبارہ بیان کرنے کی ہمکو حاجت نہو (یعنے اوسمین کوئی ایسی بات زیادہ نہو جس کی احتیاج ہے) تو اوسکو ہم دوبارہ بیان نکرین گے اگر خدا چاہے فَاَمَّا الْقِسْمُ الْاَوَّلُ فَاِنَّا نَتَوَخّٰی اَنْ نُقَدِّمَ الْاَخْبَارَ الَّتِیْ هِیَ اَسْلَمُ مِنَ الْعُیُوْبِ مِنْ غَیْرِهَا وَاَنْقٰی مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ نَاقِلُوْهَا اَهْلَ اِسْتِقَامَةٍ فِی الْحَدِیْثِ وَاِتْقَانٍ لِمَا نَقَلُوْا لَمْ یُوْجَدْ فِیْ رِوَایَتِهِمْ اِخْتِلَافٌ شَدِیْدٌ وَلَا تَخْلِیْطٌ فَاحِشٌ کَمَا قَدْ عُثِرَ فِیْهِ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنَ الْمُحَدِّثِیْنَ وَبَانَ ذٰلِکَ فِیْ حَدِیْثِهِمْ پہلی قسم کی حدیثون مین ہم اون حدیثون کو پہلے بیان کرتے ہین جو عیبون سے پاک اور صاف ہین اس وجہ سے کہ اون کے روایت کرنے والے وہ لوگ ہین جو صاحب استقامت اور اتقان (یعنے مضبوطی اور حفظ) ہین اپنی روایات مین نہ اونکی روایت مین سخت اختلاف ہے اور نہ خلط ملط ہے (اس لیے کہ جو راوی اور ثقہ لوگون سے بہت اختلاف کیا کرے یا راویتون مین بہت خلط ملط کرے وہ قابل اعتبار کے نہین رہتا) جیسے بعض محدثین کی کیفیت معلوم ہوگئی ہے اور انکی حدیث مین یہ بات کہل گئی ہے فَاِذَا نَحْنُ قَسَّمْنَا اَخْبَارَ هٰذَا الصِّنْفِ مِنَ النَّاسِ اَتْبَعْنَاهَا اَخْبَارَ الَّتِیْ وَقَعَ فِیْ اَسَانِیْدِهَا بَعْضُ مَنْ لَیْسَ بِالْمَوْصُوْفِ بِالْحِفْظِ وَالْاِتْقَانِ کَالصِّنْفِ الْمُقَدَّمِ قَبْلَهُمْ

عَلٰی اَنَّھُمْ وَاِنْ کَانُوْا فِیْمَا وَصَفْنَا دُوْنَھُمْ فَاِنَّ اِسْمَ السِّتْرِ وَالصِّدْقِ وَتَعَاطِی الْعِلْمِ

یشملھم پھر جب ہم بیان کر چکے ہین اس قسم کے راویون کی حدیثین (یعنے جو موصوف ہین ساتھہ کمال حفظ اور ضبط اور اتقان کے) تو اوس کے بعد وہ حدیثین لاتے ہین جنکے اسناد مین وہ لوگ ہین جنمین اوتنا حفظ اور اتقان نہین جیسا پہلے قسم کے راویون مین تہا اور یہہ لوگ اگرچہ پہلے قسم کے راویون سے درجے مین کم ہین مگر اون کا عیب ڈھکا ہوا ہے اور سچائی اور حدیث کی روایت مین وہ بہی شامل ہین (یعنے دوسرے درجے کے راوی بہی سچے اور ٹھیک ہین اور جو کچہ اون مین عیب تہا وہ چہپا یا گیا ہی اہل حدیث نے انکو متہم نہین کیا ہے کذب سے نہ اون سے روایت ترک کی ہے) کَعَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ وَیَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ زِیَادٍ وَلَیْثِ بْنِ اَبِیْ سُلَیْمٍ جیسے عطا بن السائب اور یزید بن ابی زیاد اور لیث بن ابی سلیم ف یہ تینون راوی دوسرے درجے کے ہین جو حفظ اور اتقان مین اعلی نہین ہین مگر اونکی سچائی مین شبہ نہین عطا بن السائب کی کنیت ابو السائب ہی یا ابو یزید یا ابو محمد یا ابو زیدہ وہ ثقہ ہین مگر اخیر عمر مین انکے حافظے مین فتور آگیا تہا پہر جن لوگون نے اون سے اختلاط کے پہلے سنا ہی اونکی روایت صحیح ہے اور جنہون نے بعد سنا ہی البتہ انکی حدیث مضطرب ہی سفیان ثوری اور شعبہ نے اون سے اختلاط کے پہلے سنا ہے اور جریر اور خالد بن عبد اللہ اور اسمٰعیل اور علی بن عاصم نے بعد اختلاط کے سنا ہے ایسا ہی کہا احمد بن حنبل نے اور یحیے بن معین نے کہا کہ عطا سے سب نے اختلاط کے بعد روایت کی ہے مگر شعبہ اور سفیان نے اور ابو عوانہ نے عطا سے صحت اور اختلاط دونون حالت مین سنا ہے تو اونکی روایت کا ہی اعتبار نہین یزید بن ابی زیاد یا یزید بن زیاد قرشی دمشقی حفاظ حدیث نے اوسکو ضعیف کیا ہے ابن نمیر اور یحیی بن معین نے کہا وہ کچہ نہین اور ابو حاتم نے کہا ضعیف ہی اور نسائی نے کہا متروک الحدیث ہی اور ترمذی نے کہا ضعیف ہی لیث بن ابی سلیم کو جمہور نے ضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ مختلط ہو گیا تہا اور اسکی روایتین مضطرب ہین لیکن اوسکی حدیث لکہی جاویگی احمد بن حنبل نے کہا وہ مضطرب الحدیث ہے لیکن لوگون نے اون سے روایت کی ہے دار قطنی اور ابن عدی نے کہا اوسکی حدیث لکہی جاوے گی اور اکثر لوگون نے کہا اوسکی روایت لکہنے کے لائق نہین (تو وی) وَاَضْرَابِھِمْ مِنْ حُمَّالِ الْاٰثَارِ وَنُقَّالِ الْاَخْبَارِ فَھُمْ وَاِنْ کَانُوْا فِیْمَا وَصَفْنَا مِنَ الْعِلْمِ وَالسِّتْرِ عِنْدَ اَھْلِ الْعِلْمِ

عطا بن السائب

یزید بن ابی زیاد

لیث بن ابی سلیم

فغيرهم من اقرانهم ممن عندهم ما ذكرنا من الاتقان والاستقامة في الرواية
يفضلونهم في الحال والمرتبة لان هذا عند اهل العلم درجة رفيعة وخصلة سنية
اور انکی مانند لوگ حدیث کی روایت کرنیوالے اور خبر کے نقل کرنے والے اگرچہ یہ لوگ مشہور ہین علم
مین اور مستور ہین اہل حدیث کے نزدیک لیکن اُنکے ہمعصر دوسری لوگ جنکی پاس اتقان اور استقامت
ہے روایت مین اون سے بڑھکر ہین حال اور مرتبے مین اسواسطے کہ اہل علم کے نزدیک یہ ایک درجہ ہے
بلند اور ایک خصلت سنیہ عمدہ ہے (یعنے ضبط اور اتقان) الا ترى انك اذا وازنت هؤلاء
الثلثة الذين سميناهم عطاء ويزيد وليثا بمنصور بن المعتمر وسليمان الاعمش و
اسمعيل بن ابي خالد في اتقان الحديث والاستقامة فيه وجدتهم مباينين
لهم لا يدانونهم لا تشك عند اهل العلم بالحديث في ذلك الذي استفاض
عندهم من صحة حفظ منصور والاعمش واسمعيل واتقانهم لحديثهم وانهم
لم يعرفوا مثل ذلك من عطاء ويزيد وليث کیا تو نہین دیکھتا اگر تو تولے ان تینون کو
جنکا ہم نے نام لیا یعنے عطا اور یزید اور لیث کو منصور بن معتمر اور سلیمان اعمش اور اسمعیل بن ابی
خالد کے ساتھہ (جو ان تینون کے ہمعصر ہین) حدیث کی اتقان اور استقامت مین تو اونکو بالکل جدا
پاویگا ہرگز اون کے قریب نہ ہونگے اس بات مین کچہ شک نہین اہل حدیث کے نزدیک اس لیے کہ اُن
کو ثابت ہو گیا ہے حفظ منصور اور اعمش اور اسمعیل کا اور اون کا ضبط اور اتقان حدیث مین جو نہین
ثابت ہوا عطا اور یزید اور لیث مین **ف** یعنی عطا اور یزید اور لیث منصور اور سلیمان اور
اسمعیل کے سامنے کچہ نہین اور ترتے اس لیے کہ عطا اور یزید اور لیث کا مرتبہ بہت کم ہے جیسے اون کا حال
اوپر گذرا اور منصور اور اعمش اور اسمعیل یہ حدیث کی حافظون اور ثقہ لوگون مین سے ہین اسمعیل بن
ابی خالد تو تابعی مشہور ہین اُنہون نے انس بن مالک اور سلمہ بن الاکوع اور عبداللہ بن ابی اوفی
اور عمر بن حریث اور قیس بن عابد اور ابوجحیفہ کو دیکہا اور یہہ سب صحابی ہین اور سلیمان اعمش بھی تابعی
ہین کیونکہ اُنہون نے انس کو دیکہا اور اعمش کہتے ہین ضعیف البصر کو جسکی بینائی مین فتور ہو یہ ان
کا لقب ہو گیا تہا اہل حدیث نے اس قسم کے القاب نقل کرنے مین قباحت نہین دیکہی کیونکہ یہ القاب
معرفت کے لیے بیان کیے جاتے ہین نہ ذلت اور توہین کے لیے منصور بن معتمر اگرچہ تابعی نہین ہین مگر حفظ اور

اتقان مین سب سے بڑھ ہوئے ہین اسلیے مسلم نے انکا نام پہلے رکھا عبد الرحمن بن مہدی نے کہا کہ منصور
سب کوفی والون مین زیادہ ثقہ ہین وَفِي مِثْلِ جُرْأَةِ هُوَ كَرَّرَ إِذَا وَازَنْتَ بَيْنَ الْأَقْرَانِ كَابْنِ
عَوْنٍ وَأَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ مَعَ عَوْفِ بْنِ أَبِي جَمِيلَةَ وَأَشْعَثَ الْحُمْرَانِيِّ وَهُمَا صَاحِبَا الْحَسَنِ
وَابْنِ سِيرِينَ كَمَا ابْنُ عَوْنٍ وَأَيُّوبُ صَاحِبَاهُمَا إِلَّا أَنَّ الْبَوْنَ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ هٰذَيْنِ
بَعِيدٌ فِي كَمَالِ الْفَضْلِ وَصِحَّةِ النَّقْلِ وَإِنْ كَانَ عَوْفٌ وَأَشْعَثُ غَيْرَ مَدْفُوعَيْنِ عَنْ صِدْقٍ
وَأَمَانَةٍ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَلٰكِنِ الْحَالُ مَا وَصَفْنَا مِنَ الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ اور ایسی ہی کیفیت
ہے جب تو موازنہ کرے (یعنے تو لے ایک کو دوسرے کے ساتھہ) ہمعصرون کو جیسے ابن عون اور ایوب سختیانی
کو عوف بن ابی جمیلہ اور اشعث حمرانی کے ساتھہ اور یہہ دونون مصاحب تھے ابن سیرین اور حسن بصری کے
(جو مشہور تابعین مین سے ہین) جیسے ابن عون اور ایوب ان کے مصاحب تھے مگر اون دونون اور
ان دونون مین بڑا فرق ہے (یعنے ابن عون اور ایوب کا درجہ بہت بڑھکر ہے) کمال فضل اور صحت
روایت مین اگرچہ عوف اور اشعث بھی سچے اور امانت دار ہین (امام احمد نے کہا عوف ثقہ ہین صالح
الحدیث اور یحیی بن معین نے بھی کہا وہ ثقہ ہے اسی طرح اشعث حمرانی کو دارقطنی نے کہا وہ ثقہ
ہے) اہل علم کے نزدیک مگر اصل حال وہ ہی درجہ کا اہل علم کے نزدیک جو ہم نے بیان کیا وَإِنَّمَا مَثَّلْنَا
هٰؤُلَاءِ فِي التَّسْمِيَةِ لِيَكُونَ تَمْثِيلُهُمْ سِمَةً تَدُلُّ عَلَى فَهْمِهَا مَنْ عُنِيَ عَلَى طَرِيقِ أَهْلِ
الْعِلْمِ فِي تَرْتِيبِ أَهْلِهِ فِيهِ فَلَا يُقَصَّرُ بِالرَّجُلِ الْعَالِي الْقَدْرِ عَنْ دَرَجَتِهِ وَلَا يُرْفَعُ مُتَّضِعُ
الْقَدْرِ فِي الْعِلْمِ فَوْقَ مَنْزِلَتِهِ وَيُعْطَى كُلُّ ذِي حَقٍّ فِيهِ حَقَّهُ وَيُنْزَلُ مَنْزِلَتَهُ اور ہم نے
مثال کے طور پر بیان کیا ان لوگون کا نام لیکر تاکہ انکی مثال ایک نشانی ہو اور فرعت پاوے اسکو سمجھکر
وہ شخص جسپر چھپا ہوا ہے رستہ علم والون کا اہل علم کی ترتیب مین تو کم نہ کیا جاوے بلند درجہ والا شخص
اپنے درجے سے اور بلند نکیا جاوے کم درجہ والا اپنے درجہ پر اور ہر ایک کو اسکا حق دیا جاوے اور اپنا درجہ
قَدْ ذُكِرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ أُمِرْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ
نُنْزِلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ مَعَ مَا نَطَقَ بِهِ الْقُرْآنُ مِنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ
عَلِيمٌ اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم کیا ہر ایک آدمی کو اوسکے
مرتبے پر رکھنیکا اور قرآن سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالی فرمایا ہر علم والے سے بڑھکر دوسرا علم والا ہے

(تو حدیث اور قرآن دونون سے اہل علم کے تفاوت درجات کا ثبوت ہوا) ف امام مسلم نے اس حدیث کو معلقاً یعنی بلا اسناد ذکر کیا اور معلق حدیثین مسلم کی کتاب مین بہت کم ہین ایک یہ حدیث بھی ہے جسکی صحت مین علماء کا اختلاف ہی حاکم ابو عبد اللہ حافظ نے اپنی کتاب معرفۃ علوم الحدیث مین اسکو صحیح بتلایا ہے اور ابو داؤد نے اپنی سنن مین اسکو روایت کیا میمون بن سنبیب سے اور اس نے عائشہ رضہ سے مگر میمون نے عائشہ سے نہین سنا تو یہ حدیث منقطع ہوئی حالانکہ مسلم نے شرط کی ہی کہ حدیث متصل اور مسند ہو اسکا جواب یون دیا ہے کہ میمون نے مغیرہ بن شعبہ کو پایا اور مغیرہ حضرت عائشہ سے پہلے مرے ہین اور شرط مسلم کی یہ ہے کہ ہم عصری ہو اور ملاقات ممکن ہو تو روایت حدیث کی ملاقات پر دلیل ہے البتہ اگر میمون یہ کہتا کہ میں نے عائشہ سے نہین ملا تو اعتراض درست ہوتا سو اسکے برار نے اپنی مسند مین اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کہا کہ مرفوعاً یہ حدیث اسی طرح سے مروی ہے لیکن موقوفاً اور طریقون سے بھی روایت کی گئی ہے واللہ اعلم فَعَلٰی نَحْوِ مَا ذَکَرْنَا مِنَ الْوُجُوْہِ نُؤَلِّفُ مَا سَأَلْتَ مِنَ الْاَخْبَارِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَامًّا مَا کَانَ مِنْہَا عَنْ قَوْمٍ ہُمْ عِنْدَ اَہْلِ الْحَدِیْثِ مُتَّہَمُوْنَ اَوْ عِنْدَ الْاَکْثَرِ مِنْہُمْ فَلَسْنَا نَتَشَاغَلُ بِتَخْرِیْجِ حَدِیْثِہِمْ توجیہ اوپر ہم نے بیان کیا اونہی طریقون پر ہم جمع کرتے ہین حدیثون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنکا تو نے سوال کیا اب جو حدیثین ایسے لوگون سے مروی ہین جن پر سب اہل حدیث یا اکثر اہل حدیث نے تو انکو ہم نہین روایت کرتے کَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مِسْوَرٍ بْنِ اَبِیْ جَعْفَرٍ الْمَدَائِنِیِّ وَعَمْرِو بْنِ خَالِدٍ وَعَبْدِ الْقُدُّوْسِ الشَّامِیِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ سَعِیْدٍ الْمَصْلُوْبِ وَغِیَاثِ بْنِ اِبْرَاہِیْمَ وَسُلَیْمَانَ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِیْ دَاوٗدَ النَّخَعِیِّ وَاَشْبَاہِہِمْ مِمَّنْ اُتُّہِمَ بِوَضْعِ الْاَحَادِیْثِ وَکَوُلَیْدٍ الْاَخْبَارِ جیسے عبد اللہ بن مسور بن ابی جعفر مدائنی اور عمر بن خالد اور عبد القدوس شامی (جو روایت کرتا ہی عکرمہ اور عطا سے عمرو بن علی فلاس نے کہا کہ اتفاق کیا اہل علم نے اوسکی حدیث کے ترک پر) اور محمد بن سعید مصلوب ف دمشقی جس کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی یا ابو عبد اللہ یا ابو قیس اوسکے نسب اور نام مین بڑا اختلاف ہی حافظ عبد الغنی نے کہا وہ اپنے نام کو سو طرح پر بدلتا ہی ابو حاتم نے کہا متروک الحدیث اور قتل کیا گیا اور سولی دیا گیا بیدینی کی وجہ سے محمد بن حنبل نے کہا ابو جعفر نے اوسکو قتل کیا زندیق ہونیکی وجہ سے اور اوسکی حدیث موضوع ہی اور خالد بن یزید نے کہا مین نے اوس سے سنا وہ کہتا تھا جب مین کوئی عمدہ بات سنون تو اوسکی اسناد بنا لون مین کچھ قباحت نہین احمد بن صالح نے کہا اوسنے چار ہزار

حدیثیں بنائیں ف اور غیاث بن ابراہیم اور سلیمان بن عمرو اور ابو داؤد نخعی اور ان کی مانند لوگ جن سے حدیث بنانیکی اور خبر بن تراشنے کی نسبت کی گئی ہے (یعنی یہ سب لوگ وضاع اور کذاب اور متروک الحدیث ہیں تو ایسے لوگوں کی روایتیں میں نے بالکل نہیں لکھیں وَكَذٰلِكَ مِنَ الْغَالِبِ عَلٰى حَدِيْثِهٖ الْمُنْكَرُ اَوِ الْغَلَطُ اَمْسَكْنَا اَيْضًا عَنْ حَدِيْثِهِمْ اور اسیطرح ہم نے اون لوگوں کی روایت بھی نہیں لکھی جنکی حدیث اکثر منکر (یعنے ثقات کے خلاف) یا غلط ہوتی ہے وَعَلَامَةُ الْمُنْكَرِ فِيْ حَدِيْثِ الْمُحَدِّثِ اِذَا مَا عُرِضَتْ رِوَايَتُهٗ لِلْحَدِيْثِ عَلٰى رِوَايَةِ غَيْرِهٖ مِنْ اَهْلِ الْحِفْظِ وَالرِّضَا حَالَفَتْ رِوَايَتُهٗ رِوَايَتَهُمْ اَوْ لَمْ تَكَدْ تُوَافِقُهَا فَاِذَا كَانَ الْاَغْلَبُ مِنْ حَدِيْثِهٖ كَذٰلِكَ كَانَ مَهْجُوْرَ الْحَدِيْثِ غَيْرَ مَقْبُوْلِهٖ وَلَا مُسْتَعْمَلِهٖ اور منکر کی نشانی محدث کی حدیث میں یہ ہے کہ جب اُسکی روایت کا مقابلہ کیا جاوے دوسرے لوگوں کی روایت سے جو اچھی اور حافظے والی ہیں تو اوسکی روایت اُنکی روایت کے خلاف پڑے بالکل یا کچھ موافق ہو اور اکثر خلاف جب کسی راوی کی اکثر اس قسم کی روایتیں ہوں تو وہ مہجور الحدیث کا یعنے اوسکی روایت مقبول اور مستعمل نہوگی ف تو منکر کے معنے بھی ظاہر ہوئے کہ جو روایت اور ثقہ لوگوں کی روایت کے خلاف ہو اسکو منکر مردود بھی کہتے ہیں اور ایک منکر اسکو بھی کہتے ہیں جسکو ایک ہی ثقہ شخص نے روایت کیا ہو مگر یہ مردود نہیں ہے جب وہ ثقہ ضابط اور متقن ہو (نووی) فَمِنْ هٰذَا الضَّرْبِ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَرَّرٍ وَيَحْيَى بْنُ اَبِيْ اُنَيْسَةَ وَالْجَرَّاحُ بْنُ الْمِنْهَالِ اَبُو الْعَطُوْفِ وَعَبَّادُ بْنُ كَثِيْرٍ وَحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ضُمَيْرَةَ وَعُمَرُ بْنُ صُهْبَانَ وَمَنْ نَحَا نَحْوَهُمْ فِيْ رِوَايَةِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْحَدِيْثِ فَلَسْنَا نَتَعَرَّجُ عَلٰى حَدِيْثِهِمْ وَلَا نَتَشَاغَلُ بِهٖ لِاَنَّ حُكْمَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَالَّذِيْ يُعْرَفُ مِنْ مَذَاهِبِهِمْ فِيْ قَبُوْلِ مَا يَتَفَرَّدُ بِهِ الْمُحَدِّثُ مِنَ الْحَدِيْثِ اَنْ يَكُوْنَ قَدْ شَارَكَ الثِّقَاتِ مِنْ اَهْلِ الْحِفْظِ فِيْ بَعْضِ مَا رَوَوْا وَاَمْعَنَ فِيْ ذٰلِكَ عَلَى الْمُوَافَقَةِ لَهُمْ فَاِذَا وُجِدَ ذٰلِكَ ثُمَّ زَادَ بَعْدَ ذٰلِكَ شَيْئًا لَيْسَ عِنْدَ اَصْحَابِهٖ قُبِلَتْ زِيَادَتُهٗ فَاَمَّا مَنْ رَاٰهُ يَعْمِدُ لِمِثْلِ الزُّهْرِيِّ فِيْ جَلَالَتِهٖ وَكَثْرَةِ اَصْحَابِهٖ الْحُفَّاظِ الْمُتْقِنِيْنَ لِحَدِيْثِهٖ اَوْ حَدِيْثِ غَيْرِهٖ اَوْ لِمِثْلِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَحَدِيْثِهِمَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مَبْسُوْطٌ مُسْتَفِيْضٌ قَدْ نَقَلَ اَصْحَابُهُمَا عَنْهُمَا حَدِيْثَهُمَا عَلَى الْاِتِّفَاقِ مِنْهُمْ فِيْ اَكْثَرِهٖ فَيَرْوِيْ عَنْهُمَا اَوْ عَنْ اَحَدِهِمَا الْعَدَدُ مِنَ الْحَدِيْثِ مِمَّا لَا يُعْرَفُ اَحَدٌ مِنْ اَصْحَابِهِمَا وَلَيْسَ مِمَّنْ قَدْ شَارَكَهُمْ فِي الصَّحِيْحِ مِمَّا عِنْدَهُمْ فَغَيْرُ جَائِزٍ قَبُوْلُ حَدِيْثِ هٰذَا الضَّرْبِ مِنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

اس قسم کے راویون مین سے عبد اللہ بن محرر اور یحیی بن ابی انیسہ اور جراح بن منہال ابو العطوف اور عباد بن کثیر اور حسین بن عبد اللہ بن ضمیرہ اور عمر بن صہبان اور ان کے مثل اور لوگ ہین جو منکر حدیثین روایت کرتے ہین ف عبد اللہ بن محرز یا عبد اللہ بن محرر مگر صحیح محرر ہے بصیغہ اسم مفعول اور یہ ائمہ مہلتین اتباع تابعین مین سے ہے روایت کرتا ہی حسن اور قتادہ اور زہری اور نافع وغیرہ تابعین سے روایت کی ہے اس سے ثوری اور ایک جماعت نے اتفاق کیا ہی محدثین نے اوسکی ترک پر امام احمد بن حنبل نے کہا لوگون نے ترک کردیا اوسکی حدیث کو ابو انیسہ جو یحیی کا باپ ہی اوسکا نام زید ہی اور ابو العطوف جراح بن منہال روایت کرتا ہے تابعین سے اوس نے سنا ہی حکم بن عتبہ اور زہری سے اور اس سے یزید بن ہارون روایت کرتا ہی بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہی اور عمر بن صہبان السلمی مدنی ہے اتفاق ہے اوس کے متروک ہونے پر (نووی) ف تو ہم ان لوگون کی حدیثین نہین لاتے نہ اونمین مشغول ہوتے ہین اس لیے کہ اہل علم نے جو حکم کیا ہی اور جو اونکا مذہب معلوم ہوا ہے وہ یہ ہی کہ جس روایت کو ایک ہی محدث نے روایت کیا ہو وہ قبول کی جاوے گی اس شرط سے کہ وہ محدث شریک ہو اور ثقہ اور حافظ لوگون کا اون کی بعض روایتون مین یا بالکل موافق ہو اونکا پھر جب یہ حال ہو اوسکا اور کسی روایت مین کچھ عبارت زیادہ کرے جو اسکے ساتھیون کی روایت مین نہو تو وہ قبول کیجاوے گی لیکن اگر تو کسی کو دیکھے جو زہری ایسے بزرگ شخص سے روایت کرنیکا قصد کرے جسکے شاگرد بہت ہین اور وہ حافظ ہین اور مضبوطی سے بیان کرتے ہین اوسکی اور اورون کی حدیثون کو یا ہشام بن عروہ سے روایت کا قصد کرے اور اندونون کی (یعنے ہشام اور زہری کی) حدیثین اہل علم کے نزدیک پھیلی ہوئی ہین اور مشترک ہین اور اُن دونون کے شاگرد اون کی حدیثون کو اتفاق کے ساتھ اکثر بیان کرتے ہین پھر وہ شخص اُن دونون سے چند ایسی حدیثین نقل کرے جو کسی شاگرد کو ان دونون کے شاگردون مین سے معلوم نہون اور وہ شخص اور صحیح روایتون مین ان شاگردونکا شریک نہو تو اس قسم کی روایتین ایسے لوگون کی ہرگز مقبول نہونگی (بلکہ وہ منکر مردود ہونگی)

وَقَدْ شَرَحْنَا مِنْ مَذْهَبِ الْحَدِيثِ وَأَهْلِهِ بَعْضَ مَا يَتَوَجَّهُ بِهِ مَنْ أَرَادَ سَبِيلَ الْقَوْمِ وَوُفِّقَ لَهَا وَسَنَزِيدُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى شَرْحًا وَإِيضَاحًا فِي مَوَاضِعَ مِنَ الْكِتَابِ عِنْدَ ذِكْرِ الْأَخْبَارِ الْمُعَلَّلَةِ إِذَا أَتَيْنَا عَلَيْهَا فِي الْأَمَاكِنِ الَّتِي يَلِيقُ بِهَا الشَّرْحُ وَالْإِيضَاحُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى اور ہم نے بیان کیا مذہب حدیث اور اہل حدیث کا اوس قدر جو مقصود ہی اوس شخص کا جو چلنا چاہی اہل حدیث کی راہ پر اور اوسکو توفیق دیجاوے چلنے کی اوس پر اور خدا چاہی تو ہم اُسکو شرح اور وضاحت سے بیان کرینگے اس کتاب کی

مقاموں میں جہاں وہ حدیثیں آوینگی جن میں کچھ علتیں ہیں اون مقاموں میں جہاں شرح کرنا اور واضح
بیان کرنا مناسب ہوگا وَبَعْدُ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ فَلَوْلَا الَّذِیْ رَأَیْنَا مِنْ سُوْءِ صَنِیْعِ کَثِیْرٍ مِّمَّنْ نَصَبَ نَفْسَہٗ
مُحَدِّثًا فِیْمَا یَکْثُرُ مِنْہُمْ مِنْ طَرْحِ الْاَحَادِیْثِ الضَّعِیْفَۃِ وَالرِّوَایَاتِ الْمُنْکَرَۃِ وَتَرْکِہِمُ الْاِقْتِصَارَ
عَلَی الْاَخْبَارِ الصَّحِیْحَۃِ الْمَشْہُوْرَۃِ مَا نَقَلَہُ الثِّقَاتُ الْمَعْرُوْفُوْنَ بِالصِّدْقِ وَالْاَمَانَۃِ بَعْدَ مَعْرِفَتِہِمْ
وَاِقْرَارِہِمْ بِاَلْسِنَتِہِمْ اَنَّ کَثِیْرًا مِّمَّا یَقْذِفُوْنَ بِہٖ اِلَی الْاَخْیَارِ مِنَ النَّاسِ لَہُمْ مُسْتَنْکَرٌ
وَمَنْقُوْلٌ عَنْ قَوْمٍ غَیْرِ مَرْضِیِّیْنَ مِمَّنْ ذَمَّ الرِّوَایَۃَ عَنْہُمْ اَئِمَّۃُ اَہْلِ الْحَدِیْثِ مِثْلُ مَالِکِ
بْنِ اَنَسٍ وَشُعْبَۃَ بْنِ الْحَجَّاجِ وَسُفْیَانَ بْنِ عُیَیْنَۃَ وَیَحْیَی بْنِ سَعِیْدِ الْقَطَّانِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ
بْنِ مَہْدِیٍّ وَغَیْرِہِمْ مِنَ الْاَئِمَّۃِ لَمَّا سَہُلَ عَلَیْنَا الْاِنْتِصَابُ لِمَا سَأَلْتَ مِنَ التَّمْیِیْزِ وَالتَّحْصِیْلِ
وَلٰکِنْ مِنْ اَجْلِ مَا اَعْلَمْنَاکَ مِنْ نَشْرِ الْقَوْمِ الْاَخْبَارَ الْمُنْکَرَۃَ بِالْاَسَانِیْدِ الضِّعَافِ الْمَجْہُوْلَۃِ
وَقَذْفِہِمْ بِہَا اِلَی الْعَوَامِّ الَّذِیْنَ لَا یَعْرِفُوْنَ عُیُوْبَہَا خَفَّ عَلٰی قُلُوْبِنَا اِجَابَتُکَ اِلَی الْمَسْأَلَتِ

بعد ان سب باتون کے جو اوپر گذریں خدا تجھپر رحم کرے اگر ہم نہ دیکھتے وہ برا کام جو کر رہا ہے شخص جس نے اپنے
تئیں محدث بنایا ہے (یعنے لازم ہے ایسے شخص کو کہ ضعیف حدیثون اور منکر روایتون کو نقل کرے اور صرف
اونہی حدیثون کو روایت کرے جو صحیح اور مشہور ہیں جنکو ثقہ لوگون نے جنکی سچائی اور امانت مشہور ہے نقل کیا
ہے اور وہ جانتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ بہت سی حدیثیں جنکو وہ عام لوگون کو سناتا ہے منکر ہیں اور اون لوگون
سے مروی ہیں جنکی بدنسبت حدیث کے اماموں نے کی ہے جیسے مالک بن انس اور شعبہ بن حجاج اور سفیان بن عیینہ
اور یحیی بن سعید القطان اور عبدالرحمن بن مہدی وغیرہم نے (یہ سب حدیث کے بڑے امام اور پیشوا ہیں)
البتہ ہمکو یہ تکلیف اٹھانا تیری خواہش کے موافق جو تو نے صحیح حدیثون کو جدا کرنیکے کی تھی دشوار ہوتی کیونکہ
جب سب لوگ یہی عادت کرتے کہ صرف صحیح حدیثیں نقل کیا کرتے تو عوام کے دھوکا کھانیکا ڈر نہوتا اور صحیح
حدیثون کے جدا کرنیکی ضرورت بھی نہ پڑتی) لیکن اسی وجہ سے جو ہمنے بیان کی کہ لوگ منکر حدیثونکو ضعیف اور مجہول
سندون سے بیان کیا کرتے ہیں اور عوام کو سنا دیتے ہیں جنکو عیبون کے پہچاننے کی لیاقت نہیں تیری خواہش کا
قبول کرنا ہمپر آسان ہوگیا (اس لیے کہ جس کام کی ضرورت ہوتی ہے اوسکا کرنا آسان ہوتا ہے)

باب

وُجُوْبِ الرِّوَایَۃِ عَنِ الثِّقَاتِ وَتَرْکِ الْکَاذِبِیْنَ

اس باب میں یہ بیان ہے کہ ہمیشہ ثقہ اور معتبر لوگون سے
روایت کرنا چاہیے اور جن لوگون کا جھوٹ ثابت ہو اون سے روایت نکرنا چاہیے وَاعْلَمْ وَفَّقَکَ اللّٰہُ اَنَّ

الواجب علی کل احد عرف التمییز بین صحیح الروایات وسقیمها ونقلات الناقلین لها
من المتهمین ان لا یروی منها الا ما عرف صحة مخارجه والستارة فی ناقلیه وان یتقی
منها ما کان منها عن اهل التهم والمعاندین من اهل البدع ترجمہ جان تو خدا تجھکو توفیق
دیوے جو شخص صحیح اور ضعیف حدیث مین تمیز کرنے کی قدرت رکھتا ہو اور ثقہ (معتبر) اور متہم (جن پر تہمت
لگی ہو کذب وغیرہ کی) راویون کو پہچانتا ہو اوسپر واجب ہے کہ نہ روایت کرے مگر اوس حدیث کو جسکی اصل
کی صحت ہو اور اسکی نقل کرنیوالے وہ لوگ ہون جنکا عیب فاش نہ ہوا ہو اور بچے اون لوگون کی روایت
سے جن پر تہمت لگائی گئی ہے یا جو عناد رکھتے ہین بدعتی ف نووی نے کہا کہ علما نے اتفاق کیا ہے
کہ جو بدعتی ایسا ہو جس کی بدعت اوسکو کفر تک پہونچا دیا ہو اوسکی روایت تو بالاتفاق مقبول نہین اور جس
کی بدعت کفر تک نہین پہونچی اوس کی روایت قبول کرنیمین اختلاف ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ اوسکی
روایت مقبول ہے بشرطیکہ وہ روایت اوسکی بدعت کی تائید مین نہ ہو اور صحیحین وغیرہ مین بہت سی ایسی
اون لوگون سے منقول ہین جو بدعت مین گرفتار تھے اصل یہ ہے کہ جو بدعتی عناد رکھتا ہو یعنے تعصب کہ
جھوٹی روایت اپنی تائید کے لیے نقل کرنا جائز رکھے جیسے روافض مین سے ایک فرقہ خطابیہ جو اپنی قوم
کے فائدے کے لیے جھوٹی گواہی دینا جائز رکھتا ہے اوسکی روایت قبول نہین ہوگی اور جو بدعتی سچا ہو اور
اوسکی عدالت روایت مین معلوم ہو اوسکی حدیث قبول کی جاوے گی والدلیل علی ان الذی
قلنا من هذا هو اللازم دون ما خالفه قول الله تعالی ذکره یا ایها الذین امنوا ان
جاءکم فاسق بنبا فتبینوا ان تصیبوا قوما بجهالة فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین وقال
جل ثناؤه ممن ترضون من الشهداء وقال واشهدوا ذوی عدل منکم فدل
بما ذکرنا من هذه الآی ان خبر الفاسق ساقط غیر مقبول وان شهادة غیر العدل
مردودة اور دلیل اسپر جو ہم نے کہا یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اے ایمان والو اگر تمہارے پاس
کوئی فاسق خبر لیکر آوے تو ہوشیار ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ جا پڑو کسی قوم پر نادانی سے پھر کل کو پچھتاؤ
اپنے کیے ہوئے پر ف ایک شخص کو حضرت نے بھیجا ایک قوم پر زکوٰۃ لینے کو وہ نکلا اس کے استقبال
کو اسلام سے پہلے اُس قوم مین اور اُسکی قوم مین بیر تھا یہ ڈرا کہ میرے مار لینکو نکلے اولٹا پھانگا مدینہ مین آکر
مشہور کر دیا کہ فلانی قوم مرتد ہو گئی حضرت نے لشکر بھیجنے مین اس سے معلوم ہوا کہ شہادت فاسق کی مقبول

نہین ف دوسرے اللہ تعالی نے فرمایا اور گواہ کرو دو مردون کو یا ایک مرد اور دو عورتون کو جنکو تم پسند کرتے ہو (گواہی کے لیے یعنے جو سچی اور نیک معلوم ہون) اور فرمایا اللہ تعالی نے گواہ کرو دو شخصون کو جو عادل ہون تو ان آیتون سے معلوم ہوا کہ فاسق کی بات بے اعتبار ہے اور قبول کے لائق نہین اور جو شخص عادل نہو اوسکی گواہی مردود ہے وَالْخَبَرُ اِنْ فَارَقَ مَعْنَاهُ مَعْنَى الشَّهَادَةِ فِي بَعْضِ الْوُجُوهِ فَقَدْ يَجْتَمِعَانِ فِي أَعْظَمِ مَعَانِيهِمَا إِذْ كَانَ خَبَرُ الْفَاسِقِ غَيْرَ مَقْبُولٍ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَمَا أَنَّ شَهَادَتَهُ مَرْدُودَةٌ عِنْدَ جَمِيعِهِمْ اور حدیث بیان کرنے اور گواہی دینے مین اگرچہ فرق ہے مگر وہ دونون شریک ہین ایک بڑے مطلب مین جب حدیث فاسق کی مقبول نہین علما کے نزدیک جیسے گواہی فاسق کی مردود ہے سب کے نزدیک ف یہ جواب ہے ایک اعتراض کا کہ جو آیتین اوپر بیان ہوئین اون سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ فاسق کی گواہی مقبول نہین پر حدیث اوسکی مردود ہونا اون سے نہین ثابت ہوتا جواب یہ ہے کہ حدیث اور گواہی دونون درحقیقت ایک ہین اگرچہ بعضی باتون مین کچھ فرق ہے وہ فرق یہ ہے کہ گواہی مین آزادی اور مردیت اور عدد (یعنے دو گواہ) شرط ہے اور حدیث مین یہ شرط نہین تو مقبول ہے حدیث غلام اور عورت اور ایک شخص کی پر دونون مین یہ ضرور ہے کہ اسلام ہو عقل ہو بلوغ ہو عدالت ہو مروت ہو ضبط اور حفظ ہو تحمل اور ادا کے وقت (تحمل وہ وقت جب حدیث سنے یا دیکھے اور ادا وہ وقت جب اوسکو بیان کرے کسی سے اسی طرح گواہی مین ایک تحمل کا وقت ہے یعنے جب واقعہ دیکھے یا سنے اور ایک ادا کا یعنے جب قاضی کے سامنے گواہی دیوے) اندھے کی گواہی مین اختلاف ہے امام شافعی اور ایک جماعت علما کے نزدیک جائز نہین اور امام مالک اور ایک جماعت کے نزدیک جائز ہے اور حدیث اسکی بالاتفاق مقبول ہے اسیطرح بلوغ کی شرط حدیث کے ادا کے وقت ہے نہ تحمل کے وقت تو اگر کسی نے اوادی جو سنی اور بلوغ کے وقت بیان کرے تو اوسکی روایت مقبول ہے اور یہی قول ہے اکثر علما کا مگر بعضون کا یہ مذہب ہے کہ تحمل کے وقت بھی بلوغ ضرور ہے اور بعضون کا یہ قول ہے کہ بلوغ نہ تحمل کے وقت شرط ہے نہ ادا کے وقت اور یہ دونون مذہب شاذ اور جمہور علما کے خلاف ہین (نووی) وَدَلَّتِ السُّنَّةُ عَلَى نَفْيِ رِوَايَةِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْأَخْبَارِ كَنَفْيِ دَلَالَةِ الْقُرْآنِ عَلَى نَفْيِ خَبَرِ الْفَاسِقِ وَهُوَ كَالشَّهَادَةِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبَيْنِ ترجمہ اسیطرح حدیث سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ منکر روایت کا بیان کرنا

(جسکے غلط ہونیکا احتمال ہو) درست نہین جیسے قرآن سے معلوم ہوتی ہے اور وہ حدیث وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہ شہرت منقول ہی کہ فرمایا آپ نے جو شخص مجھ سے حدیث نقل کرے اور وہ خیال کرے ہو کہ یہ جھوٹ ہی تو وہ خود جھوٹا ہے **فائدہ** یعنے گو اوس نے جھوٹ نہین بنایا پر جب اسکو خیال ہی کہ اس حدیث کی صحت کا یقین نہین ہوسکتا تو اُسکا بیان کرنا کیا ضرور ہی اگر اسپر بھی بیان کیا اور اُسکا عیب اظاہر نہ کیا تو جھوٹون مین وہ بھی شریک ہوگیا یعنے اوسپر بھی اوتنا ہی وبال ہوگا جتنا جھوٹی حدیث بنانیوالے پر امام مسلم نے اس حدیث کو مشہور کہا کیونکہ یہ حدیث مختلف الفاظ سے متعدد صحابہ سے مروی ہے بزار نے اپنی سند مین بیان کیا کہ چالیس صحابیون سے یہ حدیث اُس نے روایت کی ہی اور ابو بکر صیرفی نے لکھا ہے کہ وہ ساٹھ صحابیون سے مروی ہے اور ابن مندہ نے کہا کہ ستاسی صحابیون سے اور بعضون نے کہا باسٹھ صحابیون سے اور اون مین عشرہ مبشرہ بھی ہین اور کوئی حدیث سوا اس حدیث کے ایسی نہین جسکو سب عشرہ مبشرہ نے روایت کیا ہو یا ساٹھ صحابیون سے زیادہ نے روایت کیا ہو اور بعضون نے اس حدیث کو متواتر قرار دیا ہے اور بعضون نے کہا کہ یہ حدیث دوسو صحابیون سے منقول ہے اور بخاری اور مسلم دونون نے نقل کیا اس حدیث کو۔ اس حدیث سے کئی باتین معلوم ہوتی ہین ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے جیسے آگے کی روایتون مین ہے کہ جو ایسا کرے گا اوس نے اپنا ٹھکانا جہنم مین بنا لیا تو معلوم ہوا کہ وہ ضرور جہنم مین جاوے گا۔ پھر اگر مومن ہے تو جہنم سے نکلیگا کیون کہ اہلسنت کا اتفاق ہے کہ موحد ہمیشہ جہنم مین نہ رہے گا اگرچہ کتنا ہی گنہگار ہو دوسرے یہ کہ جس حدیث کے جھوٹ ہونیکا ظن ہو اُسکو نقل کرنا بھی درست نہین پر جب اوسکے ساتھ یہ بات بھی کہدے یا کہدی کہ یہ حدیث منکر ہے یا ضعیف ہی یا اس مین یہ علت ہی تو درست ہی اور جائز ہے محدثین کے نزدیک اس لیے کہ محدثین نے اپنی کتابون مین تمام قسم کی حدیثون کو بیان کیا ہے یہانتک کہ موضوعات کو بھی تیسرے یہ کہ اگر نقل کرنے والے کے خیال مین غلطی ہو یعنے وہ جھوٹی حدیث کو صحیح سمجھکر بیان کرے تو اُسپر گناہ نہین جیسے حاکم اور ابن ماجہ نے بعضی حدیثون کو صحیح خیال کرکے روایت کیا ہے چوتھے ہر قسم کی حدیث خواہ احکام مین ہو خواہ فضائل یا اخلاق مین سب مین یہی حکم ہے اور کرامیہ کے نزدیک فضائل اور اخلاق مین حدیث بنالینا درست ہی اور یہ اونکی انتہاے جہالت ہی (نووی مع زیادہ)

باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ

باندھنا کتنا بڑا گناہ ہے **عن** المغیرۃ بن شعبۃ وسمرۃ بن جندب فلما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذلک **ترجمہ** امام مسلم نے اپنی اسناد سے روایت کیا سمرہ بن جندب اور مغیرہ بن شعبہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا (یعنی وہی حدیث جو اوپر گذری کہ جو شخص مجھ سے حدیث نقل کرے اور وہ سمجھتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ خود جھوٹا ہے **عن** ربعی بن حراش انہ سمع علیا یخطب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تکذبوا علی فانہ من یکذب علی یلج النار **ترجمہ** ربعی بن حراش سے روایت ہے اس نے سنا حضرت علی سے وہ خطبہ پڑھ رہے تھے کہتے تھے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مت جھوٹ باندھو میرے اوپر جو کوئی میرے اوپر جھوٹ باندھے گا وہ جہنم میں جاوے گا **ف** یعنی لائق ہو گیا جہنم میں جانے کے اب اگر خدا معاف کر دیوے تو جہنم سے چھٹکارا ہو سکتا ہے جیسے سب کبیرہ گناہوں میں ہے بعضوں نے کہا یہ بددعا ہے جھوٹی حدیث بنانیوالے کے لیے یعنی خدا اوسکو جہنم میں داخل کرے **عن** انس بن مالک انہ قال انہ لیمنعنی ان احدثکم حدیثا کثیرا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من تعمد علی کذبا فلیتبوأ مقعدہ من النار **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھ کو بہت حدیثیں بیان کرنے سے یہی بات روکتی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لیوے **عن** ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ بناوے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لیوے **عن** علی بن ربیعۃ الوالبی قال اتیت المسجد فاذا المغیرۃ امیر الکوفۃ قال فقال المغیرۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان کذبا علی لیس ککذب علی احد فمن کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار **ترجمہ** علی بن ربیعہ والبی سے روایت ہے انہوں نے کہا میں مسجد میں آیا اور اون دنوں مغیرہ بن شعبہ کوفی کے حاکم تھے تو مغیرہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میرے اوپر جھوٹ باندھنا ایسا نہیں ہے جیسے اور کسی پر جھوٹ باندھنا (کیونکہ اور کسی پر جھوٹ باندھنے سے جھوٹ بولنے والے کا نقصان ہوگا یا جس پر جھوٹ باندھا اوسکا بھی یا اور دو تین آدمیوں کا بھی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے سے ایک عالم گمراہ ہوگا اور دنیا نقصان پہنچیگا) پھر جو کوئی شخص مجھ پر جھوٹ باندھے وہ

اپنا ٹھکانا جہنم مین بنالیوے عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ اِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلٰى اَحَدٍ ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اوس مین یہ نہین ہے کہ میرے اوپر جھوٹ باندھنا ایسا نہین ہے جیسے دوسرے کسی پر جھوٹ باندھنا۔ **باب** النَّهْيِ عَنِ الْحَدِيْثِ بِكُلِّ مَا سَمِعَ جو بات سنے اوسکو کہدینا (بغیر تحقیق کیے ہوئے) منع ہے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافی ہے آدمی کے جھوٹے ہونے کے لیے یہ بات کہ جو سنی اُسکو بیان کرے **ف** بغیر تحقیق اور تنقیح کے اس لیے کہ جھوٹ کہتے ہین خلاف واقع بیان کرنے کو پھر اگر عمداً ایسا امر کرے تو گنہگار ہوگا ورنہ گنہگار نہ ہوگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ عادت جو سنی کہڈالے بُری ہے بلکہ تحقیق کرنا ضرور ہے کہ یہہ خبر سچ ہے یا جھوٹ جب سچائی کا یقین ہو اوس وقت اگر مونہہ سے نکالے تو برا نہین **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت بھی ویسی ہے **عَنْ** اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْكَذِبِ اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ ترجمہ ابوعثمان نہدی سے روایت ہے حضرت عمرؓ نے کہا کافی ہے آدمی کو اتنا جھوٹ کہ کہڈالے جو بات سنے **عَنِ** ابْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ لِيْ مَالِكٌ اَعْلَمُ اَنَّهٗ لَيْسَ يَسْلَمُ رَجُلٌ حَدَّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ وَلَا يَكُوْنُ اِمَامًا اَبَدًا وَهُوَ يُحَدِّثُ بِكُلِّ مَا سَمِعَ ترجمہ ابن وہب سے روایت ہے امام مالک رح نے مجھسے کہا جان تو اس بات کو جو شخص کہڈالے جو سنے وہ بچ نہین سکتا (جھوٹ سے) اور کبھی وہ شخص امام (پیشوا) نہین ہوسکتا جو بیان کرے ہر ایک بات کو جسکو وہ سنے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْكَذِبِ اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ ترجمہ عبداللہ بن مسعود رضی سے روایت ہے اونہون نے کہا کافی ہے آدمی کو اتنا جھوٹ کہ جو سنے وہ کہہ دے **عَنْ** عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ يَقُوْلُ لَا يَكُوْنُ الرَّجُلُ اِمَامًا يُقْتَدٰى بِهٖ حَتّٰى يُمْسِكَ عَنْ بَعْضِ مَا سَمِعَ ترجمہ عبدالرحمن بن مہدی (جو حدیث کے بڑے امام ہین) اونہون نے کہا آدمی کبھی امام نہین ہوسکتا (یعنے اس لائق کہ لوگ اوسکی پیروی کرین جب تک کہ وہ نہ کہے بعضی باتون کو جنکو اُس نے سنا ہو (اس خیال سے کہ شاید یہ باتین غلط ہون تو میرا جھوٹ ثابت ہوگا) **عَنْ**

سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ سَأَلَنِي إِيَاسُ بْنُ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ إِنِّي أَرَاكَ قَدْ كُلِّفْتَ بِعِلْمِ الْقُرْآنِ فَاقْرَأْ عَلَيَّ سُوَرًا وَفَسِّرْهَا حَتَّى أَنْظُرَ فِيمَا عَلِمْتَ قَالَ فَفَعَلْتُ فَقَالَ لِي احْفَظْ عَلَيَّ مَا أَقُولُ لَكَ إِيَّاكَ وَالشَّنَاعَةَ فِي الْحَدِيثِ فَإِنَّهُ قَلَّمَا حَمَلَهَا أَحَدٌ إِلَّا ذَلَّ فِي نَفْسِهِ وَكُذِّبَ فِي حَدِيثِهِ ترجمہ سفیان بن حسین سے روایت ہے مجھسے ایاس بن معاویہ نے کہا مین دیکھتا ہون تم بہت محنت کرتے ہو قرآن کے حاصل کرنے مین (یعنے علم تفسیر مین) تو ایک سورت پڑہو میرے سامنے پھر اُسکا مطلب بیان کرو تاکہ مین دیکھون تمہارا علم سفیان نے کہا مینے ایسا ہی کیا ایاس نے کہا یاد رکھہ جو مین کہتا ہون تجھسے بچ تو شناعت سے حدیث مین (شناعت کے معنے قباحت یعنے ایسی حدیثین مت نقل کر کہ لوگ تمہین برا سمجھین اور جھوٹا جانین) کیونکہ جس نے شناعت کو اختیار کیا وہ خود بھی ذلیل ہُوا اور دوسرون نے بھی اسکو جھٹلایا (یعنے اسکا اعتبار جاتا رہا اب سچی بات بھی اُسکی جھوٹی سمجھی جاتی ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ مَا أَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِيثًا لَا تَبْلُغُهُ عُقُولُهُمْ إِلَّا كَانَ لِبَعْضِهِمْ فِتْنَةً عبداللہ بن مسعود نے کہا جب تو لوگون سے ایسی حدیث بیان کریگا جو اُن کی عقل مین نہ آوے تو بعض لوگون کے لیے اوس مین فتنہ ہوگا (یعنے وہ گمراہ ہوجاوینگے اسی لیے ہر شخص سے اوسکی عقل کے موافق بات کرنا چاہیے **بَابُ** النَّهْيِ عَنِ الرِّوَايَةِ عَنِ الضُّعَفَاءِ وَالِاحْتِيَاطِ فِي تَحَمُّلِهَا ضعیف لوگون سے روایت کرنا منع ہے اور روایت کو تحمل کے وقت احتیاط کرنا چاہیے بعضے نسخون مین اس باب کو یون لکھا ہے بَابٌ فِي الضُّعَفَاءِ وَالْكَذَّابِينَ وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ حَدِيثِهِمْ یعنے باب ضعفا اور کذابین یعنے جھوٹون کے بیان مین اور جن کی حدیث سے نفرت کرنا چاہیے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ سَيَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي أُنَاسٌ يُحَدِّثُونَكُمْ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اخیر امت مین ایسے لوگ پیدا ہونگے جو تم سے وہ حدیثین بیان کرینگے جنکو نہ تم نے سنا نہ تمہارے باپ دادا نے تو اون سے بچ رہنا (یعنے اون کے فریب مین نہ آنا اور حدیث کو اچھی طرح جانچ لینا اب اس زمانے مین بھی بہت سے جاہل فقیر ادہر اودہر کے گٹھ ملا اپنی بات جمانے کے لیے حدیثین بے سند نقل کرتے ہین اون کا اعتبار نکرنا چاہیے جب تک وہ حدیث صحیح کتابون مین نہ ملے اللہ کے فضل سے اب صحاح ستہ کا ترجمہ

قریب باتمام ہے عوام لوگون کو بھی یہ کتابین فائدہ دے سکتی ہین) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَاْتُوْنَکُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ مَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخیر زمانے مین دجّال (یعنے جھوٹ کو سچ بنانے والے) اور کذّاب یعنے جھوٹ بولنے والے پیدا ہونگے وہ حدیثین تمکو سناوین گے جو تمہارے باپ دادا نے نہ سنی ہون گی تو بچو رہنا اون سے ایسا نہ ہو وہ تمکو گمراہ کردین اور آفت مین ڈالدین عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدَۃَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ اِنَّ الشَّیْطَانَ لَیَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَۃِ الرَّجُلِ فَیَاْتِی الْقَوْمَ فَیُحَدِّثُھُمْ بِالْحَدِیْثِ مِنَ الْکَذِبِ فَیَتَفَرَّقُوْنَ فَیَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْھُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا اَعْرِفُ وَجْھَہٗ وَلَا اَدْرِیْ مَا اسْمُہٗ یُحَدِّثُ ترجمہ عامر بن عبدہ سے روایت ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا شیطان ایک مرد کے صورت بنکر لوگون کے پاس آتا ہے پھر اُن سے جھوٹی حدیث بیان کرتا ہے جب لوگ اوس جگہہ سے جدا ہوجاتے ہین تو ایک شخص اون مین سے کہتا ہے مین نے سنا ایک شخص سے جس کی صورت مین پہچانتا ہون لیکن نام نہین جانتا وہ ایسا بیان کرتا تھا۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اِنَّ فِی الْبَحْرِ لَشَیَاطِیْنَ مَسْجُوْنَۃً سَخَّرَھَا سُلَیْمَانُ یُوْشِکُ اَنْ تَخْرُجَ فَتَقْرَءَ عَلَی النَّاسِ قُرْاٰنًا ترجمہ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے انہون نے کہا دریا مین یعنے سمندر مین بہت شیطان ہین جنکو قید کیا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے قریب ہے کہ وہ نکلین اور لوگون کو قرآن سناوین عَنْ طَاؤُسٍ قَالَ جَاءَ ھٰذَا اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ یَعْنِیْ بُشَیْرَ بْنَ کَعْبٍ فَجَعَلَ یُحَدِّثُہٗ فَقَالَ لَہٗ ابْنُ عَبَّاسٍ عُدْ لِحَدِیْثٍ کَذَا وَکَذَا فَعَادَ لَہٗ ثُمَّ حَدَّثَہٗ فَقَالَ لَہٗ عُدْ لِحَدِیْثٍ کَذَا وَکَذَا فَعَادَ لَہٗ فَقَالَ لَہٗ مَا اَدْرِیْ اَعَرَفَتْ حَدِیْثِیْ کُلَّہٗ وَاَنْکَرْتَ ھٰذَا اَمْ اَنْکَرْتَ حَدِیْثِیْ کُلَّہٗ وَعَرَفْتَ ھٰذَا فَقَالَ لَہٗ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّا کُنَّا نُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ لَمْ یَکُنْ یُکْذَبُ عَلَیْہِ فَلَمَّا رَکِبَ النَّاسُ الصَّعْبَ وَالذَّلُوْلَ تَرَکْنَا الْحَدِیْثَ عَنْہُ ترجمہ طاؤس سے روایت ہے بشیر بن کعب ابن عباس پاس آئے اور ان سے حدیثین بیان کرنے لگے ابن عباس نے کہا فلانی حدیث پھر بیان کر انہون نے دوبارہ بیان کی اور کہا مجھے معلوم نہین ہوتا تم نے سب حدیثین میری پہچانین اور اسی کو منکر سمجھا

یا سب حدیثوں کو منکر سمجھا اور اسی حدیث کو پہچانا ابن عباس نے اون سے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث نقل کیا کرتے تھے جب آپ پر جھوٹ نہیں باندھا جاتا تھا پھر جب لوگ بری اور اچھے راہ چلنے لگے (یعنے سب قسم کی حدیثیں صحیح اور غلط نقل کرنے لگے) تو ہم نے حدیث بیان کرنا چھوڑ دیا **عن** ابن عباس قال انما کنا نحفظ الحدیث والحدیث یحفظ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاما اذ رکبتم کل صعب وذلول فهیهات ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے ہم حدیث یاد کیا کرتے تھے اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کرنا چاہیے لیکن جب تم بری اور اچھے ہر طرح کی راہ چلنے لگے تو اب اعتبار جاتا رہا اور دور ہو گیا **عن** مجاهد قال جاء بشیر بن کعب العدوی الی ابن عباس فجعل یحدث ویقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعل ابن عباس لا یاذن لحدیثه ولا ینظر الیه فقال یا ابن عباس مالی لا اراک تسمع لحدیثی احدثک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسمع فقال ابن عباس انا کنا مرة اذا سمعنا رجلا یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدرته ابصارنا واصغینا الیه باذاننا فلما رکب الناس الصعبة والذلول لم ناخذ من الناس الا ما نعرف ترجمہ مجاہد سے روایت ہے بشیر بن کعب عدوی ابن عباس پاس آئے اور حدیث بیان کرنے لگے اور کہنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا ہے ابن عباس نے کان نہ لگایا اون کیطرف نہ دیکھا اونکو بشیر بولے اے ابن عباس تمکو کیا ہوا جو میری بات نہیں سنتے میں حدیث بیان کرتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تم نہیں سنتے ابن عباس نے کہا کہ ایک وہ وقت تھا جب ہم کسی شخص سے سنتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا تو اوسی وقت اوسطرف دیکھتے اور کان اپنے لگا دیتے پھر جب لوگ بری اور اچھے راہ چلنے لگے (یعنے غلط روایتیں شروع ہو گئیں) تو ہم نے لوگون سے سننا چھوڑ دیا مگر جس حدیث کو ہم پہچانتے ہیں (اور ہم کو صحیح معلوم ہوتی ہے تو اوسکو سن لیتے ہیں) **عن** ابن ابی ملیکة قال کتبت الی ابن عباس اسالہ ان یکتب لی کتابا ویخفی عنی فقال ولدنا صح انا اخبار له الامور اختیارا او اخفی عنه قال فدعا لقضاء علی فجعل یکتب منه اشیاء ویمر به الشیء فیقول واللہ ما قضی بهذا علی الا ان یکون ضل ترجمہ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے میں نے ابن عباس کو لکھا کہ میرے لیے ایک کتاب لکھدو اور چھپا لو

(اون باتون کو جن مین کلام ہے تاکہ جھگڑا نہ ہو ابن عباس نے کہا لڑکا اچھی نصیحت کرتا ہی (یعنے ابن ابی ملیکہ کو کہا) مین اسکے لیے چنون گا باتونکو اور چھپالون گا (جو چھپانے کی باتین ہین) ف یہ ترجمہ جب ہی کہ اس روایت مین بخفی اور اخفی خاے معجمہ سے ہو جیسا اکثر نسخون مین ہے اور بعضے نسخون مین یہ دونون لفظ حاے حطی سے ہین اوس صورت مین ترجمہ یون ہوگا - کہ کم کرلین اون باتونکو جو کمی کے قابل ہین یعنے بہت لمبی کتاب نہ لکھین مختصر لکھین اور ابن عباس نے بھی ایسا ہی کہا کہ کم کرونگا مین یا عنی معنون مین علی کے ہے یعنی مین نے یہ خواہش کی کہ خوب اچھی طرح لکھین اور ابن عباس نے بھی ایسا ہی کہا کہ مین خوب انتخاب کرونگا حدیثون کو اور اچھی طرح اسکو لکھون گا ف پھر انہون نے حضرت علی کے فیصلون کو منگوایا اون مین سے کچھ باتین لکھنے لگے اور بعضے فیصلون کو دیکھکر کہتے تھے کہ قسم خدا کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا فیصلہ نہین کیا اگر کیا ہو تو وہ بہک گئی (یعنے اون سے غلطی ہوئی) ف جب حضرت علی جو خلفاے راشدین مین سے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز اور ساتھی اور علم کے دریا تھے اون کے فیصلون مین غلطی ہو تو اور عالمون اور مولویون کے سب حکم کیونکر صحیح ہوسکتے ہین - بعضون نے کہا مطلب ابن عباس کا یہ ہے کہ روایت غلط ہے اور حضرت علی گمراہ نہ تھے تو اونہون نے یہ فیصلہ کیونکر کیا ہوگا عن طاؤس قال اتی ابن عباس بکتاب فیہ قضاء علی رض فمحاہ الا قدرہ واشار سفیان بن عیینۃ بذراعہ ترجمہ طاؤس سے روایت ہی ابن عباس پاس حضرت علی کے فیصلون کی کتاب آئی انہون نے اسکو سب کو میٹ دیا مگر ایک ہاتھ کے برابر رہنے دیا (جو فیصلہ صحیح تھا اس لیے کہ ان کو معلوم ہوا کہ روایت ان فیصلون کی ٹھیک نہین عن ابی اسحاق قال لما احدثوا تلک الاشیاء بعد علی رض قال رجل من اصحاب علی رض فانہم واللہ ای علم افسدوا ترجمہ ابو اسحاق نے کہا جب لوگون نے ان باتون کو حضرت علی رضہ کے بعد نکالا (یعنے جھوٹی جھوٹی روایتین اون سے شائع کین) تو حضرت علی رضہ کے ایک رفیق بولے خدا انکو تباہ کرے یا اونپر لعنت کرے کیسا علم کو بگاڑا (یعنے لوگون کو گمراہ کیا اور حدیث کے علم کو ستیاناس کیا) عن ابی بکیر بن عیاش قال سمعت المغیرۃ یقول لم یکن یصدق علی علی فی الحدیث عنہ الا من اصحاب عبد اللہ بن مسعود ترجمہ ابو بکر بن عیاش سے روایت ہے مین نے مغیرہ سے سنا وہ کہتے تھے حضرت علی سے جو لوگ روایت کرتے تھے اونکی روایت نمانی جاتی

جب تک عبداللہ بن مسعود کے ساتھی اوس کی تصدیق نہ کرتے **باب** فِی اَنَّ الْاِسْنَادَ مِنَ
الدِّیْنِ اس باب مین یہ بیان ہے کہ سند بیان کرنا حدیث کی ضرور ہے اور وہ دین مین داخل ہے
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِیْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِیْنَكُمْ ترجمہ
محمد بن سیرین (جو مشہور تابعی ہین) نے کہا یہ علم دین کا ہے تو دیکھو کس شخص سے تم دین حاصل کرتے ہو۔
(یعنے ہر شخص کا اس مین اعتبار نکرو جو سچا اور دین دار اور معتبر ہو اوسی سے علم دین حاصل کرنا ضرور ہے)
عَنْ ابْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ لَمْ یَكُوْنُوْا یَسْاَلُوْنَ عَنِ الْاِسْنَادِ فَلَمَّا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ قَالُوْا
سَمُّوْا لَنَا رِجَالَكُمْ فَیُنْظَرُ اِلٰی اَهْلِ السُّنَّةِ فَیُؤْخَذُ حَدِیْثُهُمْ وَیُنْظَرُ اِلٰی اَهْلِ الْبِدَعِ فَلَا یُؤْخَذُ
حَدِیْثُهُمْ ابن سیرین نے کہا پہلے زمانے مین کوئی حدیث بیان کرتا تو اوس سے سند نہ پوچھتے پھر جب
فتنہ پھیلا (یعنے گمراہی شروع ہوئی اور بدعتین رفض اور خوارج اور مرجئہ اور قدریہ کی شائع
ہوئین) تو لوگون نے کہا اب اپنی اپنی سند بیان کرو دیکھین گے اگر روایت کرنے والے اہل سنت
ہین تو قبول کرینگے روایت اونکی اور جو بدعتی ہین تو نہ قبول کرین گے روایت اون کی **عَنْ** سُلَیْمَانَ
بْنِ مُوْسٰی قَالَ لَقِیْتُ طَاوُسًا فَقُلْتُ حَدَّثَنِیْ فُلَانٌ كَیْتَ وَكَیْتَ قَالَ اِنْ كَانَ مَلِیًّا فَخُذْ
عَنْهُ ترجمہ سلیمان بن موسی نے کہا مین طاؤس سے ملا اور مین نے کہا فلان شخص نے مجھ سے
حدیث بیان کی ایسی اور ویسی انہون نے کہا اگر وہ معتبر ہے (یعنے اوسکی دیانت اور امانت پر بھروسا
ہوسکتا ہے جیسے مالدار خوش معاملہ کی بات کا اعتبار ہوتا ہے) تو اوس سے روایت کر حدیث کو **عَنْ** سُلَیْمَانَ
بْنِ مُوْسٰی قَالَ قُلْتُ لِطَاوُسٍ اِنَّ فُلَانًا حَدَّثَنِیْ بِكَذَا وَكَذَا فَقَالَ اِنْ كَانَ صَاحِبَ مَلِیًّا فَخُذْ عَنْهُ ترجمہ وہی جو گذرا **عَنْ** اَبِی الزِّنَادِ قَالَ اَدْرَكْتُ بِالْمَدِیْنَةِ مِائَةً كُلُّهُمْ
مَاْمُوْنٌ مَا یُؤْخَذُ عَنْهُمُ الْحَدِیْثُ یُقَالُ لَیْسَ مِنْ اَهْلِهِ ترجمہ ابو الزناد (جنکا نام عبداللہ
بن ذکوان ہے اور وہ امام تھے حدیث کے) نے کہا مین نے مدینہ مین سو شخصون کو پایا سب کے سب امین تھے
مگر اون سے حدیث کی روایت نہین کرتے تھے لوگ کہتے تھے وہ اس لائق نہین ہین **ف** یعنے
اگرچہ وہ لوگ دیندار تھے مگر حدیث مقبول ہونے کے لیے اور شرطین بھی ضرور ہین جیسے حفظ اور اتقان
اور معرفت فقط زہد اور ریاضت کافی نہین اس لیے اون سے روایت نہین کرتے تھے **عَنْ** سَعْدِ
بْنِ اِبْرَاهِیْمَ یَقُوْلُ لَا یُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا الثِّقَاتُ ترجمہ سعد

بن ابراہیم نے کہا نہین حدیث قبول کی جاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر ثقہ لوگون کی (جس کی روایت پر بھروسا ہوسکتا ہے) **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُبَارَکِ یَقُوْلُ الْاِسْنَادُ مِنَ الدِّیْنِ وَلَوْلَا الْاِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ **ترجمہ** عبداللہ بن مبارک کہتے ہے اسناد دین مین داخل ہے اور اگر اسناد نہوتا تو ہر شخص جو چاہتا کہہ ڈالتا (اور اپنی بات چلا دیتا) **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْقَوَائِمُ یَعْنِی الْاِسْنَادَ **ترجمہ** عبداللہ بن مبارک نے کہا ہمارے اور لوگون کے درمیان پایے ہین یعنے اسناد (جیسے جانور بغیر پایون کے نہین سکتا ویسے ہی حدیث بغیر اسناد کے جم نہین سکتی) **عَنْ** اَبِیْ اِسْحَاقَ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ عِیْسَی الطَّالَقَانِیِّ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُبَارَکِ یَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحَدِیْثُ الَّذِیْ جَاءَ اِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ اَنْ تُصَلِّیَ لِاَبَوَیْکَ مَعَ صَلٰوتِکَ وَتَصُوْمَ لَھُمَا مَعَ صَوْمِکَ قَالَ فَقَالَ لَہٗ عَبْدُ اللّٰہِ یَا اَبَا اِسْحَاقَ عَمَّنْ ھٰذَا قَالَ قُلْتُ لَہٗ ھٰذَا مِنْ حَدِیْثِ شِھَابِ بْنِ خِرَاشٍ قَالَ ثِقَۃٌ عَمَّنْ قَالَ قُلْتُ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ دِیْنَارٍ قَالَ ثِقَۃٌ عَمَّنْ قَالَ قُلْتُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا اَبَا اِسْحَاقَ اِنَّ بَیْنَ الْحَجَّاجِ بْنِ دِیْنَارٍ وَبَیْنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَفَاوِزَ تَنْقَطِعُ فِیْھَا اَعْنَاقُ الْمَطِیِّ وَلٰکِنْ لَیْسَ فِی الصَّدَقَۃِ اِخْتِلَافٌ **ترجمہ** ابو اسحاق نے (جنکا نام ابراہیم بن عیسی طالقانی ہے) کہا مین نے عبداللہ بن مبارک سے کہا اے ابوعبدالرحمن یہ حدیث کیسی ہے جو روایت کی گئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی کے بعد دوسری نیکی یہ ہے کہ تو نماز پڑہے اپنے ماں باپ کے لیے اپنی نماز کے بعد اور روزہ رکہے اون کے لیے اپنے روزے کے ساتھہ انہون نے کہا ای ابو اسحاق یہ حدیث کون روایت کرتا ہے مین نے کہا شہاب بن خراش انہون نے کہا وہ تو ثقہ ہے پہر اونہون نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے مین نے کہا حجاج بن دینار سے اونہون نے کہا وہ بھی ثقہ ہے پہر انہون نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے مین نے کہا وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا عبداللہ نے کہا ای ابو اسحاق ابہی تو حجاج سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اتنی بڑے بڑے جنگل باقی ہین کہ اون کو طی کرنے کے لیے اونٹون کی گردنین تہک جاوین البتہ صدقہ دینے مین کسی کا خلاف نہین **فا** یعنے حجاج تو تبع تابعین مین سے ہے تو اونے درجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک دو راوی اور ہونگے جنکا پتہ نہین پہر حدیث منقطع ہوئی اور وہ کیونکر قبول ہوسکتی

ہے بڑے بڑے جنگلون سے یہی غرض ہے کہ کئی راوی چھوٹ گئے ہین جنکا معلوم ہونا ضرور ہی تو حدیث قابل اعتبار کے نہ ٹھہری مگر جسکا جی چاہے اپنے والدین کیطرف سے خیرات کرے تو اُسکا ثواب سب علماء کے نزدیک پہنچیگا کیونکہ صدقہ کا ثواب میت کو بالاتفاق پہونچتا ہے البتہ نماز روزہ اور عبادات بدنیہ مین اختلاف ہی تو شافعی اور جمہور علماء کا مذہب یہہ ہے کہ ان چیزون کا ثواب میت کو نہین پہونچیگا مگر جس صورت مین میت پر روزے واجب ہون اور اُسکا وارث اوس کیطرف سے قضا کر لیوی تو ادا ہو جاوین گے اور ایک قول یہ ہی کہ ادا ہونگے اور ایک جماعت علما کا مذہب ہے کہ میت کو تمام قسم کی عبادات کا ثواب پہونچ سکتا ہے جیسی نماز روزہ دعا تلاوت قرآن وغیرہ اور عطاء بن ابی رباح اور اسحاق بن راہویہ کا یہی قول ہے (نووی) **باب** اَلْکَشْفِ عَنْ مَعَایِبِ رُوَاۃِ الْحَدِیْثِ وَنَاقِلِی الْاَخْبَارِ وَقَوْلِ الْاَئِمَّۃِ فِیْ ذٰلِکَ یہ باب اس بیان مین ہے کہ حدیث کے راویون کا عیب بیان کرنا درست ہی اور وہ غیبت مین داخل نہین کیونکہ دین کی ضرورت ہے جیسے گواہون کا حال بیان کرنا درست ہی اور حدیث کے اماموں نے ایسا کیا ہی **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُبَارَکِ یَقُوْلُ عَلٰی رُؤُسِ النَّاسِ دَعُوْا حَدِیْثَ عَمْرِو بْنِ ثَابِتٍ فَاِنَّہٗ کَانَ یَسُبُّ السَّلَفَ ترجمہ عبداللہ بن مبارک لوگون کے سامنے کہتے تھے چھوڑ دو روایت کرنا عمر بن ثابت سے کیونکہ وہ برا کہتا تہا اگلے بزرگون کو **عَنْ** اَبِیْ عَقِیْلٍ صَاحِبِ بُہَیَّۃَ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ الْقَاسِمِ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ وَیَحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ فَقَالَ یَحْیٰی لِلْقَاسِمِ یَا اَبَا مُحَمَّدٍ اِنَّہٗ قَدْ یَقَعُ عَلٰی مِثْلِکَ عَظِیْمٌ اَنْ تُسْاَلَ عَنْ شَیْءٍ مِّنْ اَمْرِ ھٰذَا الدِّیْنِ فَلَا یُوْجَدُ عِنْدَکَ مِنْہُ عِلْمٌ وَّلَا فَرَجٌ اَوْ عِلْمٌ وَّلَا مَخْرَجٌ فَقَالَ لَہُ الْقَاسِمُ وَیْحَکَ ذَاکَ قَالَ لَاکَ ابْنُ اِمَامَیْ ھُدًی ابْنُ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ یَقُوْلُ لَہُ الْقَاسِمُ اَقْبِحْ مِنْ ذَاکَ عِنْدَ مَنْ عَقَلَ عَنِ اللّٰہِ اَنْ اَقُوْلَ بِغَیْرِ عِلْمٍ اَوْ اٰخُذَ عَنْ غَیْرِ ثِقَۃٍ قَالَ فَسَکَتَ فَمَا اَجَابَہٗ ترجمہ ابوعقیل (یحیی بن متوکل ضریر مدنی) سے روایت ہی جو صاحب تہا بہیہ کا (بہیہ ایک عورت کا نام ہی جو حضرت عائشہ سے روایت کرتی ہے ابوعقیل اوسکے مولی تہے) کہ مین قاسم بن عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر رضہ پاس بیٹہا تہا اور وہان یحیی بن سعید بہی تہے تو یحیی نے قاسم سے کہا ای ابومحمد تمہارے ایسے آدمی کے لیے یہ بات بہت بری ہے کہ تم سے دین کا مسئلہ کوئی پوچہا جاوے پہر تمکو اُسکا علم نہ ہو نہ اُسکا جواب قاسم نے کہا کس وجہ سے یحیی نے کہا اسوجہ سے کہ تم بیٹے ہو دو بڑے بڑے رہنما اماموں کے یعنی ابوبکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما کے (قاسم ابوبکر صدیق کے نواسے اور حضرت عمر کے پوتے تہے کیونکہ قاسم کی

عمرو بن ثابت

مان ام عبید اللہ ہین جو بیٹے ہین قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق کی) قاسم نے کہا اس سے بھی زیادہ یہ بات بُری ہے اُس شخص کے نزدیک جس کو خدائے متعال عنایت فرمائی ہے کہ مین کہون ایک بات اور اس کا مجھے علم نہو یا مین اس شخص سے روایت کرون جو معتبر نہ ہو یہہ سُنکر یحیی چپ ہو رہے اور کچھ جواب نہ دیا

ف یحیی نے قاسم کو غیرت دلائی کہ تمہارے دادا اور نانا اتنے بڑے امام تھے دین کے تم انہی کے نواسے اور پوتے ہو تمکو بھی چاہیئے کہ علم خوب حاصل کرو اور حدیثین بہت جمع کرو کہ ہر ایک مسئلہ کا جواب تمہارے پاس ہو لیکن قاسم نے وہ جواب دیا کہ یحیی کو سوائے سکوت کے کچھ نہ بن پڑا تھوڑا علم جو ضبط اور اتقان کے ساتھہ ہو طوفان بے تمیزی سے بہتر ہے اور ہر ایک مسئلہ کا جواب تو کسی سے ممکن نہین ہوا بڑے بڑے مجتہدین اور علما نے بہت سے مسائل مین سکوت کیا ہے۔ اس روایت مین یحیی بن متوکل جس کی کنیت ابو عقیل ہے ضعیف ہے جرح کیا ہے اوسپر یحیی بن معین اور علی بن مدینی اور عمرو بن علی اور عثمان بن سعید دارمی اور ابن عما اور نسائی نے پھر مسلم نے جو اُس سے روایت کیا اس کا جواب دو طرح پر ہے ایک یہ کہ مسلم کے نزدیک شاید یہ راوی ثقہ ہو کیونکہ جنہون نے جرح کیا ہے وہ مبہم ہے اور جب تک جرح کی وجہ بیان نکی جاوے تو وہ قبول کے لائق نہین دوسرے یہ کہ مسلم نے اس روایت کو بطور امداد اور استشہاد کے بیان کیا ہے اور وہ مقصود بالذات نہین (نووی) عَنْ اَبِیْ عَقِیْلٍ صَاحِبِ بُهَيَّةَ اَنَّ اَبْنَاءَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ سَاَلُوْهُ عَنْ شَیْءٍ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ فِيْهِ عِلْمٌ فَقَالَ لَهٗ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ تَرَاهُ اِنِّیْ لَاَعْظَمُ اَنْ تَكُوْنَ مِثْلَكَ وَاَنْتَ اِبْنُ اِمَامَیِ الْهُدٰى يَعْنِیْ مُحَمَّدًا وَاِبْنَ عُمَرَ تُسْاَلُ عَنْ اَمْرٍ لَيْسَ عِنْدَكَ فِيْهِ عِلْمٌ فَقَالَ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَاللّٰهِ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَعِنْدَ مَنْ عَقَلَ عَنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَنْ اَقُوْلَ بِغَيْرِ عِلْمٍ اَوْ اُخْبِرَ عَنْ غَيْرِ ثِقَةٍ قَالَ وَشَهِدَ هُمَا اَبُوْ عَقِيْلٍ يَحْيَى بْنُ الْمُتَوَكِّلِ حِيْنَ قَالَا ذٰلِكَ ترجمہ ابو عقیل سے روایت ہے جو صاحب تھا بہیہ کا کہ عبد اللہ بن عمر کے ایک بیٹے سے لوگون نے کوئی بات پوچھی جسکا جواب اُسکو نہ آیا یحیی بن سعید نے اون سے کہا یہ امر میرے پر بہت گران گذرا کہ تمہارے ایسا شخص جو بیٹا ہے دو بڑے بڑے امامون یعنے حضرت عمر اور عبد اللہ بن عمر کا اوس سے کوئی بات پوچھی جاوے اور وہ بتلا نہ سکے انہون نے کہا۔ اور اس سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک اور اسکے نزدیک جسکو اللہ نے عقل دی ہے یہ بات ہے کہ مین کہون اور مجھکو علم نہ ہو یا روایت کرون اوس شخص سے جو ثقہ نہ ہو سفیان نے کہا یحیی بن متوکل یعنے ابو عقیل اس گفتگو کے وقت موجود تھے

عن يحيى بن سعيد قال سألت سفيان الثوري وشعبة ومالكا وابن عيينة عن الرجل لا يكون ثبتا في الحديث فيأتيني الرجل فيسألني عنه فقالوا اخبر عنه انه ليس بثبت

ترجمہ یحیی بن سعید نے کہا مین نے سفیان ثوری اور شعبہ اور مالک اور ابن عیینہ سے پوچھا (جو حدیث کے بڑے بڑے امام تھے) کہ اگر ایک شخص معتبر نہ ہو حدیث کی روایت مین اور کوئی اوسکا حال مجھسے پوچھے (تو مین اوسکا عیب بیان کردون یا چھپاؤن) اون سبھون نے کہا بیان کردے کہ وہ شخص معتبر نہین (اور ابن بہار کرنے مین غیبت کا گناہ نہین بلکہ اجر ہوگا کیونکہ نیت بخیر ہے دین کی حفاظت منظور ہے نہ تو مین اوس شخص کی)

عن النضر بن شميل يقول سئل ابن عون عن حديث ليشهر وهو قائم على اسكفة الباب فقال ان شهرا تركوه ان شهرا تركوه قال مسلم بن الحجاج تركوه يقول اخذته السنة الناس تكلموا فيه

ترجمہ نضر بن شمیل سے روایت ہے ابن عون سے کسی نے پوچھا شہر بن حوشب کی حدیث کو اور وہ کھڑے تھے دروازہ کی چوکھٹ پر تو اونہون نے کہا شہر کو لوگون نے ترک کیا شہر کو لوگون نے ترک کیا مسلم نے کہا ترک کرے سے مطلب یہ ہے کہ لوگون نے اوس مین کلام کیا اور اوسکے حق مین جرح اور طعن کیا ۹ مگر شہر کی توثیق کی ہے بہت اماموں نے جیسے احمد بن حنبل اور یحیی بن معین نے احمد بن عبد اللہ عجلی نے کہا وہ تابعی ہے اور ثقہ ہے اور ابو زرعہ نے کہا لا باس بہ اور بخاری نے کہا شہر حسن الحدیث اور یعقوب بن شیبہ نے کہا شہر ثقہ ہے

عن عبد الله بن المبارك قال قلت لسفيان الثوري ان عبادا من كثير من نعرف حاله واذا حدث جاء بامر عظيم فترى ان اقول للناس لا تاخذوا عنه قال سفيان بلى قال عبد الله فكنت اذا كنت في مجلس ذكر فيه عباد اثنيت عليه في دينه واقول لا تاخذوا عنه

ترجمہ عبد اللہ بن مبارک نے کہا مین نے سفیان ثوری سے پوچھا تم جانتے ہو عباد بن کثیر کا حال جب حدیث بیان کرتا ہے تو ایک بلا لاتا ہے (یعنے جھوٹی حدیث روایت کرتا ہے) تو مین کہدون لوگون سے نہ روایت کرو اس سے سفیان نے کہا مان کہدو عبد اللہ نے کہا پھر جس مجلس مین مین ہوتا اور عباد بن کثیر کا ذکر آتا تو مین تعریف کرتا اوس کی دینداری کی لیکن کہدیتا کہ مت روایت کرو حدیث کی اوس سے ۹ یہ عباد بن کثیر قصی بصری ہے ترک کردیا اہل حدیث نے اوسکو امام احمد نے کہا وہ جھوٹی حدیثین روایت کرتا ہے اگرچہ یہ شخص ظاہر حال مین مرد دیندار اور صالح تھا پر حدیث کی روایت کرنے مین اوسی لیاقت نہ تھا وہ غلط روایت

کو صحیح روایت سے تمیز نہین کرسکتا تہا عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُبَارَکِ قَالَ انْتَہَیْتُ اِلٰی شُعْبَۃَ فَقَالَ ہٰذَا عَبَّادُ بْنُ کَثِیْرٍ فَاحْذَرُوْہُ ترجمہ عبداللہ بن مبارک نے کہا مین شعبہ کے پاس گیا انہون نے کہا یہ عباد بن کثیر ہے اس سے بچو (یعنے اس سے روایت کرنے سے) عَنِ الْفَضْلِ بْنِ سَہْلٍ قَالَ سَاَلْتُ مُعَلًّی الرَّازِیَّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِیْدٍ الَّذِیْ رَوٰی عَنْہُ عَبَّادُ بْنُ کَثِیْرٍ فَاَخْبَرَنِیْ عَنْ عِیْسَی بْنِ یُوْنُسَ قَالَ کُنْتُ عَلٰی بَابِہٖ وَسُفْیَانُ عِنْدَہٗ فَلَمَّا خَرَجَ سَاَلْتُہٗ عَنْہُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ کَانَ اَبٌ ترجمہ فضل بن سہل سے روایت ہے مین نے معلّی رازی سے پوچہا محمد بن سعید کا حال جو عباد بن کثیر روایت کرتا ہے تو انہون نے نقل کیا عیسی بن یونس سے انہون نے کہا مین عباد کے دروازے پر تہا اور سفیان اوس کے پاس تہے جب وہ باہر نکلے تو مین نے پوچہا اون سے عباد کو سفیان نے کہا وہ جہوٹا ہے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ الْقَطَّانِ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ لَمْ نَرَ الصَّالِحِیْنَ فِیْ شَیْءٍ اَکْذَبَ مِنْہُمْ فِی الْحَدِیْثِ قَالَ ابْنُ اَبِیْ عِتَابٍ فَلَقِیْتُ اَنَا مُحَمَّدَ بْنَ یَحْیَی بْنَ سَعِیْدٍ الْقَطَّانِ فَسَاَلْتُہٗ عَنْہُ فَقَالَ عَنْ اَبِیْہِ لَمْ نَرَ اَہْلَ الْخَیْرِ فِیْ شَیْءٍ اَکْذَبَ مِنْہُمْ فِی الْحَدِیْثِ قَالَ مُسْلِمٌ یَقُوْلُ یَجْرِیْ الْکَذِبُ عَلٰی لِسَانِہِمْ وَلَا یَتَعَمَّدُوْنَ الْکَذِبَ ترجمہ محمد بن یحیی بن سعید قطان نے اپنے باپ سے سنا (یحیی بن سعید قطان سے جو حدیث کے بڑے امام تہے) وہ کہتے تہے ہم نے نیک آدمیون کو (یعنے درویشون اور صوفیون کو) اتنا جہوٹا کسی چیز مین نہین دیکہا جتنا جہوٹا حدیث کی روایت کرنے مین دیکہا ابن ابی عتاب نے کہا مین محمد بن یحیے سے ملا اور اون سے یہہ بات پوچہی انہون نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ انہون نے کہا تو نیک لوگون کو اتنا جہوٹا کسی بات مین نہ پاویگا جتنا حدیث کی روایت مین ۔ امام مسلم نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ جہوٹ حدیث اون کی زبان سے نکل جاتی ہے لیکن وہ قصداً جہوٹ نہین بولتے ف اس لیے کہ اگر قصداً جہوٹی حدیث بناوین تو اون سے بدتر کون ہوگا پہر وہ نیک کیون رہین گے ۔ اکثر زاہد اور درویشون کی روایت مین غلط اور کذب نکلی ہین اور محدثین نے انکا اعتبار نہین کیا اوسکی وجہ یہہ معلوم ہوتی ہے کہ اون لوگون کو عبادت اور استغراق سے اتنی فرصت نہین ہوتی تہی کہ وہ حدیث کیطرف زیادہ توجہ کرین اور اوسکو جانچین صحیح کو سقیم سے جدا کرین وہ لوگ نہایت بہولے بہالے سیدہے سادہ ہوتے تہے جس نے جو حدیث انکے سامنے بیان کی وہ اوسکو سچا سمجہکر اوسکو روایت کرنا شروع کردیتے تہے اور راویون کے عیب اور

نقصان کبیرت التفات کم کرتے تھے اس جگہہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ زہد و ریاضت اور درویشی
اور تقدس اور چیز اور علم دوسری چیز ہے - ہر کسی سے ہر کار نہیں ساختند بعضی حضرات ایسے بھی گزرے
ہین جو زہد اور درویشی کے ساتھہ علوم ظاہر یہ مین بھی بڑی لیاقت اور دستگاہ رکھتے تھے جیسے امام حسن
بصری سفیان ثوری عبداللہ بن مبارک فضیل بن عیاض وکیع بن الجراح رضی ہوا اللہ ان سب سے
پہلے لوگون کا حال ہے تو پہلے حلما کو بھی اسیطرح خیال کرنا چاہیے امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ جو علم کلام
اور حکمت اور اصول مین بڑے کامل تھے علم حدیث سے بالکل عاری تھے اون کی کتابون مین اکثر بے
اعتبار حدیثین موجود ہین

غالب بن عبداللہ

عن خَلِيفَةَ بْنِ مُوسَى قَالَ دَخَلْتُ عَلَى غَالِبِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ
فَجَعَلَ يُمْلِي عَلَيَّ حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ فَأَخَذْتُهُ الْبَوْلُ فَقَامَ فَنَظَرْتُ فِي الْكُرَّاسَةِ
فَإِذَا فِيهَا حَدَّثَنِي أَبَانُ عَنْ أَنَسٍ وَ أَبَانُ عَنْ فُلَانٍ فَتَرَكْتُهُ وَ مُتُّ **ترجمہ** خلیفہ بن موسی نے
کہا مین غالب بن عبید اللہ پاس گیا وہ مجھکو لکھوانے لگا حدیث بیان کی مجھ سے مکحول نے حدیث بیان
کی مجھہ سے مکحول نے اتنے مین اسکو پیشاب لگا وہ پیشاب کرنے گیا مین نے اوسکی کتاب کو دیکھا تو اوس مین
یون لکھا تھا حدیث بیان کی مجھ سے ابان نے انس اور ابان نے فلانے سے یہ دیکھکر مین نے اوس
سے روایت کرنا چھوڑ دیا اور اوٹھکر چلا گیا - امام مسلم نے کہا وَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيَّ يَقُولُ
رَأَيْتُ فِي كِتَابِ عَفَّانَ حَدِيثَ هِشَامٍ أَبِي الْمِقْدَامِ حَدِيثَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ هِشَامٌ
حَدَّثَنِي رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ يَحْيَى بْنُ فُلَانٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قُلْتُ لِعَفَّانَ إِنَّهُمْ يَقُولُونَ
هِشَامٌ سَمِعَهُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ فَقَالَ إِنَّمَا أُتِيَ مِنْ قِبَلِ هَذَا الْحَدِيثِ كَانَ يَقُولُ حَدَّثَنِي
يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدٍ ثُمَّ أَدْعَى بَعْدُ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْ مُحَمَّدٍ **ترجمہ** اور مسلم نے حسن بن
علی حلوانی سے وہ کہتے تھے مین نے عفان کی کتاب مین ہشام ابو المقدام کی حدیث دیکھی جو عمر بن عبد العزیز
سے مروی ہے ہشام نے کہا مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا جسکا نام یحیی تھا فلانے کا بیٹا اوس نے محمد بن کعب
سے سنا مین نے عفان سے کہا لوگ کہتے ہین ہشام نے اس حدیث کو خود محمد بن کعب سے سنا ہے عفان نے کہا
ہشام اسی حدیث کے سبب سے آفت مین پڑ گیا پہلے کہتا تھا مجھ سے حدیث بیان کی یحیی نے اوس نے محمد سے
پھر کہنے لگا مین نے خود سنا محمد سے **ف** ہشام یہ بیٹا ہے زیاد اموی کا اسکو ضعیف کہا ہے محدثین نے
اسی وجہ سے جو بیان ہوئی اگرچہ اسقدر وجہ اوس کے ضعف کے لیے کافی نہین ہو سکتی کیونکہ احتمال ہے اوسنے سنا ہو

ہشام ابو المقدام

سلیمان بن الحجاج

روح بن غطیف

محمد سے پھر بھول گیا اور یحیے کے واسطے سے سنا پھر اسکو یاد آیا کہ میں نے محمد سے خود سنا ہی پر یہہ احتمال ہے احتمال ہے اور ایمہ حدیث کو معلوم ہو گیا کہ ہشام نے محمد سے نہین سنا اس لیے اسکا جھوٹ کھل گیا (نووی) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ جَبَلَةَ يَقُوْلُ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ رَوَيْتَ عَنْهُ حَدِيْثَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يَوْمُ الْفِطْرِ يَوْمُ الْجَوَائِزِ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ الْحَجَّاجِ اُنْظُرْ مَا وَضَعْتَ فِيْ يَدِكَ مِنْهُ قَالَ ابْنُ فُضَيْلٍ وَسَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ زَمْعَةَ يَذْكُرُ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ قَالَ يَعْنِيْ ابْنَ الْمُبَارَكِ رَأَيْتُ رَوْحَ بْنَ عُطَيْفٍ صَاحِبَ الدَّمِ قُدَّامَ الدَّرَاهِمِ وَجَلَسْتُ إِلَيْهِ مَجْلِسًا فَجَعَلْتُ أَسْتَحْيِيْ مِنْ أَصْحَابِيْ أَنْ يَرَوْنِيْ جَالِسًا مَعَهُ كَرِهْتُ حَدِيْثَهُ **ترجمہ** عبداللہ بن عثمان بن جبلہ نے کہا مین نے عبداللہ بن مبارک سے کہا وہ کون شخص ہے جس سے تم نے عبداللہ بن عمرو کی حدیث روایت کی عید الفطر اور جوائز کے باب مین ف جوائز جمع ہے جائزہ کی یعنے عطامین اور انعامات اور وہ حدیث یہہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو فرشتے راستون کے ناکون پر آجاتے ہین اور کہتے ہین اے مسلمانون چلو اپنے پروردگار پاس جو رحمت والا ہے حکم کرتا ہے نیک کام کا پھر بدلہ دیتا ہے اُسکا اوس نے حکم کیا تم نے روزہ رکھا اور مانا اپنے پروردگار کا کہنا تو قبول کرو اپنے جوائز یعنے عطاؤن کو پھر جب عید کی نماز پڑھ چکتے ہین تو ایک منادی ندا کرتا ہے آسمان سے جاؤ اپنے اپنے گھرون کو مراد پاکر تمہارے سب گناہ بخشے گئے اور اوس دن کو یوم الجوائز کہتے ہین ف ا نہون نے کہا وہ سلیمان بن الحجاج ہین دیکھو تم نے اون سے کیا حاصل کیا (یعنے وہ عمدہ شخص ہے اور ثقہ ہے یہ تعریف ہے اونکی) ابن فضیل نے کہا مین نے سنا وہب بن زمعہ سے وہ روایت کرتے تھے سفیان بن عبدالملک سے کہ عبداللہ بن مبارک نے کہا مین نے روح بن غطیف (یا غطیف) کو دیکھا جس نے درم کے برابر خون کی حدیث روایت کی ہے ف زہری سے اوس نے ابوسلمہ سے اوس نے ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کسی کو خون لگا ہو درم کے برابر اور وہ نماز پڑھ لیوے تو نماز کو پھیر لوٹا دے اس حدیث کو بخاری نے اپنی تاریخ مین ذکر کیا اور یہہ حدیث باطل اور بے اصل ہے محدثین کے نزدیک ف مین اُسکی صحبت مین بیٹھا پھر مین شرمانے لگا اپنے دوستون سے کہ وہ کیا کہین گے مجھے اوس کے پاس بیٹھا دیکھکر اسوجہ سے کہ اوس سے روایت کرنا مکروہ معلوم ہوا ف کیونکہ روح بن غطیف ضعیف ہے

بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُبَارَکِ قَالَ بَقِیَّۃُ صَدُوْقُ اللِّسَانِ وَ لٰکِنَّہٗ یَاْخُذُ عَمَّنْ اَقْبَلَ وَاَدْبَرَ ترجمہ عبداللہ بن مبارک نے کہا بقیہ بن ولید بن صائد بن کعب کلاعی سچا ہے لیکن وہ روایت کرتا ہے سب قسم کے لوگوں سے (یعنے ثقہ اور ضعیف کو نہیں دیکھتا اسی وجہ سے اوسکو بھی ضعیف کہا ہی محدثین نے عَنِ الشَّعْبِیِّ یَقُوْلُ حَدَّثَنِی الْحَارِثُ الْاَعْوَرُ وَھُوَ یَشْھَدُ اَنَّہٗ اَحَدُ الْکَاذِبِیْنَ ترجمہ عامر بن شراحیل شعبی (جو حدیث کے امام ہین) وہ کہتے تھے مجھ سے حدیث بیان کی حارث اعور نے اور وہ ایک ہی جھوٹا تھا ف یہ حارث بیٹا ہے عبداللہ یا عبید کا اعور اسکو اس لیے کہتے ہین کہ وہ کانا تھا کنیت اسکی ابو زہیر ہے کوفے کا رہنے والا مصاحب تھا حضرت علی کا مگر اوس نے حضرت علی پر جھوٹ باندھنا شروع کیا اور بہت حدیثین غلط سلط روایت کین آخر اس کا جھوٹ کھل گیا اور محدثین نے اسکو ترک کر دیا صرف نسائی نے اس سے دو حدیثین روایت کی ہین یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ شخص رافضیون کا مذہب رکھتا تھا چنانچہ آگے کی روایت سے معلوم ہوتا ہے عَنْ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ قَالَ عَلْقَمَۃُ قَرَاْتُ الْقُرْاٰنَ فِیْ سَنَتَیْنِ فَقَالَ الْحَارِثُ الْقُرْاٰنُ ھَیِّنٌ وَالْوَحْیُ اَشَدُّ ترجمہ ابراہیم نخعی کوفی (جو حدیث کے بڑے امام ہین) روایت کرتے ہین کہ علقمہ نے (جو مصاحب تھے عبداللہ بن مسعود کے) کہا مین نے قرآن کو دو برس مین پڑھا حارث کہنے لگا قرآن آسان ہے لیکن وحی مشکل ہے ف یہ روایت حارث کی بددہنی کا ثبوت ہی کیونکہ اُس نے سوا قرآن کے وحی اور قرار دی جیسے شیعہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے بہت سی آیندہ کی باتین اور اسرار اور مخفیات حضرت کو بتلائے تھے جنکو حضرت نے خاص علی بن ابیطالب کو بتلایا اور اونہی کو اپنا وصی کیا عَنْ اِبْرَاھِیْمَ اَنَّ الْحَارِثَ قَالَ تَعَلَّمْتُ الْقُرْاٰنَ فِیْ ثَلَاثِ سِنِیْنَ وَالْوَحْیَ فِیْ سَنَتَیْنِ اَوْ قَالَ الْوَحْیَ فِیْ ثَلَاثِ سِنِیْنَ وَالْقُرْاٰنَ فِیْ سَنَتَیْنِ ترجمہ ابراہیم سے روایت ہے حارث نے کہا مین نے قرآن کو تین برس مین سیکھا اور وحی کو دو برس مین یا یون کہا کہ وحی کو تین برس مین پڑھا اور قرآن کو دو برس مین عَنْ اِبْرَاھِیْمَ اَنَّ الْحَارِثَ اَثِمَ ترجمہ ابراہیم نے کہا حارث متہم ہے (یعنے وہ منسوب کیا گیا ہے کذب اور بددہنی سے عَنْ حَمْزَۃَ الزَّیَّاتِ قَالَ سَمِعَ مُرَّۃُ الْھَمْدَانِیُّ مِنَ الْحَارِثِ شَیْئًا فَقَالَ لَہٗ اِغْدُ بِالْبَابِ قَالَ فَدَخَلَ مُرَّۃُ وَاَخَذَ سَیْفَہٗ قَالَ وَاَحَسَّ الْحَارِثُ بِالشَّرِّ فَذَھَبَ ترجمہ حمزہ زیات سے روایت ہی مرہ ہمدانی نے حارث سے کوئی بات سنی تو

بقیہ بن ولید

حارث اعور

اوس سے کہا تم دروازے مین بیٹھو اور مرہ اندر گئی اور تلوار اٹھائی (کہ حارث کو قتل کرین) حارث نے آہٹ پائی کہ کچھ مقرر ہونے والا ہے وہ چلدیا عن ابن عون قال قال لنا ابراهيم ايا كم و المغيرة بن سعيد و ابا عبد الرحيم فانهما كذابان ترجمہ ابن عون سے روایت ہے ابراہیم نے کہا ہم سے بچو تم مغیرہ بن سعید اور ابو عبد الرحیم سے وہ دونون جھوٹے ہین ف مغیرہ بن سعید کوفی نسائی نے کہا کتاب الضعفاء مین کہ یہ شخص دجال تھا جلایا گیا آگ مین نخعی کے زمانے مین اور اس نے دعوی کیا تھا نبوت کا ابو عبد الرحیم اوسکا نام شقیق الضبی ہے جو قاضی تھا اور بعضون نے کہا کہ اوسکا نام سلیم بن عبد الرحمن نخعی ہے اور دونون کی کنیت ابو عبد الرحیم ہے اور دونون ضعیف ہین (نووی) عن عاصم قال كنا نأتي ابا عبد الرحمن السلمي ونحن غلمة افياع فكان يقول لنا لا عجالسوا القصاص غير ابي الاحوص وايا كم وشقيقا قال وكان شقيق هذا يرى رأي الخوارج وليس بابي وائل ترجمہ عاصم سے روایت ہے ہم ابو عبد الرحمن سلمی پاس آیا جایا کرتے اور اس زمانے مین ہم جوان لڑکے تھے (یعنے کمبر وجوانی کے قریب) تو وہ ہم سے کہا کرتے مت بیٹھا کرو قصہ خوانون کے پاس سوا ابو الاحوص کے اور بچو تم شقیق سے اور یہہ شقیق خارجیون کا سا اعتقاد رکھتا تھا یہ ابو وائل نہین ہے ف ابو وائل شقیق دوسرے ہین بوجہ سلمہ کے بیٹے ہین اور وہ کبار تابعین مین سے ہین یہ شقیق وہی ہے ضبی کوفی جسکا ذکر اوپر گذرا اور نسائی نے اسکو ضعیف کیا اوسکی کنیت ابو عبد الرحیم ہے جس سے ڈرایا ابراہیم نے اور بعضون نے کہا ابراہیم نے جس سے ڈرایا اوس کا نام سلمہ بن عبد الرحمن نخعی ہے یہ ابن ابی حاتم نے ابن مدینی سے نقل کیا (نووی) عن جرير يقول لقيت جابر بن يزيد الجعفي فلم اكتب عنه كان يؤمن بالرجعة ترجمہ جریر سے روایت ہے مین جابر بن یزید جعفی سے ملا پھر مین نے اس سے حدیث نہین لکھی وہ یقین کرتا تھا رجعت کا ف اسی وجہ سے محدثین نے جابر بن یزید کو ضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ رافضی تھا رجعت سے مراد یہان یہ ہے جو رافضیون کا اعتقاد ہے کہ حضرت علی زندہ ہین اور ابر مین رہتے ہین جب اونکی اولاد مین سے امام برحق پیدا ہوگا تو وہ اپنے شیعون کو ابر مین سے آواز دینگے کہ اس کے ساتھہ شریک ہو یہ ایسی بات ہے کہ جسکو کوئی عاقل قبول نہ کریگا عن مسعر قال اخبرنا جابر بن يزيد قبل ان يحدث شيئا اعد ترجمہ مسعر سے روایت ہے ہم سے حدیث بیان کی جابر بن یزید نے اوس سے پہلے جو اوس نے نئی بات

بات نکالی (یعنے بدمذہبی سے پہلے اس سے معلوم ہوا کہ پہلے جابر کا اعتقاد درست تہا پھر فاسد ہوگیا) **عن** سُفْيَانَ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَحْمِلُوْنَ عَنْ جَابِرٍ قَبْلَ اَنْ يُظْهِرَ مَا اَظْهَرَ فَلَمَّا اَظْهَرَ مَا اَظْهَرَ تَرَكَهُ النَّاسُ فِيْ حَدِيْثِهٖ وَتَرَكَهُ بَعْضُ النَّاسِ فَقِيْلَ لَهٗ وَمَا اَظْهَرَ قَالَ الْاِيْمَانَ بِالرَّجْعَةِ **ترجمہ** سفیان سے روایت ہے پہلے لوگ جابر سے حدیثین روایت کیا کرتے تہے جب تک اوس نے بد اعتقادی نہین ظاہر کی تہی پھر جب اوس نے اپنا اعتقاد کہولا تو لوگون نے اسکو متہم کیا حدیث مین اور بعضون نے اسکو ترک کردیا لوگون نے کہا کیا بد اعتقادی اوسکی معلوم ہوئی سفیان نے کہا رجعت پر یقین کرنا **عن** جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ يَقُوْلُ عِنْدِيْ سَبْعُوْنَ اَلْفَ حَدِيْثٍ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهَا **ترجمہ** جابر بن یزید جعفی نے کہا میرے پاس ستر ہزار حدیثین ہین جنکو مین نے روایت کیا ہے ابو جعفر سے (یعنی امام محمد باقر سے) انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** پر امام محمد باقر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہین سنا تو یہ سب روایتین منقطع ہوئین دوسرے روایت کرنیوالا جابر ایسا بد اعتقاد شخص اس لیے یقین ہوتا ہے کہ وہ سب روایتین جھوٹی اور جابر کی تراشی ہوئی ہونگی جنکو شیعہ نے اپنی کتابون مین روایت کیا ہے **عن** زُهَيْرٍ يَقُوْلُ قَالَ جَابِرٌ يَقُوْلُ اِنَّ عِنْدِيْ خَمْسِيْنَ اَلْفَ حَدِيْثٍ مَا حَدَّثْتُ مِنْهَا بِشَيْءٍ قَالَ ثُمَّ حَدَّثَ يَوْمًا بِحَدِيْثٍ فَقَالَ هٰذَا مِنَ الْخَمْسِيْنَ اَلْفًا **ترجمہ** زہیر سے روایت ہے جابر کہتا تہا میرے پاس پچاس ہزار ایسی حدیثین ہین جنکو مین نے لوگون سے بیان نہین کیا پھر ایک روز ایک حدیث بیان کی اور کہنے لگا کہ یہ اونہی پچاس ہزار مین سے ہے **عن** سَلَّامِ ابْنِ اَبِيْ مُطِيْعٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ جَابِرًا الْجُعْفِيَّ يَقُوْلُ عِنْدِيْ خَمْسُوْنَ اَلْفَ حَدِيْثٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** سلام بن ابی مطیع سے روایت ہے مین نے سنا جابر جعفی سے وہ کہتا تہا میرے پاس پچاس ہزار حدیثین ہین رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کی **عن** سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا سَاَلَ جَابِرًا عَنْ قَوْلِ عَزَّ وَجَلَّ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا حَتّٰى بَلَغَ اَبَّا فَقَالَ جَابِرٌ لَمْ يَجِئْ تَاْوِيْلُ هٰذَا قَالَ سُفْيَانُ وَكَذَبَ فَقُلْنَا لِسُفْيَانَ وَمَا اَرَادَ بِهٰذَا فَقَالَ اِنَّ الرَّافِضَةَ تَقُوْلُ اِنَّ عَلِيًّا فِي السَّحَابِ فَلَا نَخْرُجُ مَعَ مَنْ خَرَجَ مِنْ وُلْدِهٖ حَتّٰى يُنَادِيَ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ اَنَّ عَلِيًّا اَنَّهٗ يُنَادِيْ اُخْرُجُوْا مَعَ فُلَانٍ فَيَقُوْلُ جَابِرٌ هٰذَا تَاْوِيْلُ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَكَذَبَ كَانَتْ فِيْ اِخْوَةِ يُوْسُفَ **ترجمہ** سفیان سے روایت ہے مین نے سنا ایک شخص نے جابر

جعفی سے پوچھا اس آیت کو فلن ابرح الارض حتی یاذن لی ابی او یحکم اللہ لی وھو خیر الحاکمین ف یہ آیت سورہ یوسف مین ہے جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے چھوٹے بھائی کو چور ہونے کے بہانے سے رکھ لیا تو بڑا بھائی جو قافلہ کے ساتھ آیا تھا بولا مین نہ سرکون گا اسمٰعیل سے جب تک کہ اجازت دی مجھکو میرا باپ یا فیصلہ کرے اللہ میرے لیے اور وہ سب سے بہتر ہے فیصلہ کرنے والا ت جابر نے کہا اس آیت کا مطلب ابھی ظاہر نہین ہوا سفیان نے کہا جابر جھوٹا تھا حمیدی نے (جو اس روایت کو سفیان سے نقل کرتے ہین) کہا ہم لوگون نے سفیان سے پوچھا جابر کی کیا غرض تھی اونہون نے کہا رافضی لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ حضرت علیؓ ابر مین ہین اور ہم اونکی اولاد مین سے کسی کے ساتھ نہ نکلین گے یہان تک کہ آسمان سے حضرت علی آواز دین گے کہ نکلو اس شخص کے ساتھ تو جابر نے کہا کہ اس آیت کی تفسیر یہ ہے اور جھوٹ کہا اس لیے کہ یہ آیت یوسف علیہ السلام کے بھائیون کے قصے مین ہے ف اور اس آیت کی اول اور آخر اون کے بھائیون کا قصہ ہے یہ تفسیر جو جابر نے کی عقل کے خلاف اور نری بے تکی ہے رافضی لوگ قرآن کی آیتون کو اسی طرح سے بے تکی ادھر اودھر بھیرتے ہین اور غور نہین کرتے ع

سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا الْجُعْفِيَّ يَخْرُجُ مِنْ ثَلَاثِينَ أَلْفَ حَدِيثٍ مَا أَسْتَحِلُّ أَنْ أَذْكُرَ مِنْهَا شَيْئًا وَإِنِّي لِكَذَا وَكَذَا ترجمہ سفیان سے روایت ہے مین نے جابر سے سنا تیس ہزار حدیثون کو مین حلال نہین جانتا اون مین سے ایک حدیث بیان کرنیکو اگرچہ مجھے یہ اور یہ ملی (یعنے کیسی ہی دولت ملی پر مین اون حدیثون کو نقل نکرون گا کیونکہ وہ سب جھوٹھ ہین) عن أَبِي عُثْمَانَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو الرَّازِيِّ قَالَ سَأَلْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ الْحَمِيدِ فَقُلْتُ الْحَارِثَ بْنَ حَصِيرَةَ لَقِيتَهُ قَالَ نَعَمْ شَيْخٌ طَوِيلُ السُّكُوتِ يَصِرُّ عَلَى أَمْرٍ عَظِيمٍ ترجمہ ابی عثمان محمد بن عمرو رازی نے کہا مین نے جریر بن عبد الحمید سے پوچھا تم نے حارث بن حصیرہ کو دیکھا ہے اونہون نے کہا ہان ایک بڈھا تھا اکثر خاموش رہتا لیکن بہت بڑی بات پر اصرار کرتا تھا (یعنے رافضیون کا عقیدہ رکھتا تھا) تقریب مین ہے کہ حارث بن حصیرہ ازدی جسکی کنیت ابو نعمان ہے کوفے کا رہنے والا سچا ہے مگر خطا کرتا ہے اور نسبت کیا گیا ہے طرف رفض کی) عن حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ ذَكَرَ أَيُّوبُ رَجُلًا يَوْمًا فَقَالَ لَمْ يَكُنْ بِمُسْتَقِيمِ اللِّسَانِ قَالَ وَذَكَرَ آخَرَ فَقَالَ هُوَ مِنْ يَزِيدُ فِي الرَّقْمِ ترجمہ حماد بن زید نے کہا ایوب سختیانی ابن ابی تمیمہ کیسان ابو بکر بصری جو ثقہ ثبت حجت فقیہ عابد مشہور تھے) نے کہا ایک شخص کا حال کہ اوسکی زبان

حارث بن حصیرہ

درست نہ تھی اور دوسرے کو کہا کہ وہ رقم کو بڑھا دیتا ف اکثر بے ایمان سوداگروں کی عادت ہوتی ہے کہ کپڑوں کے تھانوں پر جو خریدار کی رقم لکھی ہوتی ہے اوسکو بڑھا دیتے ہیں تاکہ خریدار کو دھوکا دیکر اپنا نفع بڑھا لیں یہاں مراد یہ ہے کہ حدیث میں زیادہ کر دینا اور یہ دونوں لفظ اشارہ ہیں کذب کے لیے یعنے دونوں جھوٹے اور کذاب تھے عن حماد بن زید قال قال ایوب ان الی جانبی ثم ذکر من فضلہ و لو شھد عندی علی تمرتین ما رایت شھادتہ جائزۃ ترجمہ حماد بن زید سے روایت ہے ایوب نے کہا میرا ایک ہمسایہ ہے پھر بیان کی اوس کی فضیلت (یعنے اوسکی دیانت اور علم کی تعریف کی) اور کہا کہ اگر وہ میرے سامنے دو کھجوروں پر گواہی دیوے تو میں اوسکی گواہی درست نہ کہوں ف یعنے اسمیں یہی عیب ہے کہ جھوٹ بولتا ہے تو ایسے جھوٹے مقدمے میں بھی اوس کا اعتبار نہیں ہو سکتا عن معمر ما رایت ایوب اغتاب احدا قط الا عبد الکریم یعنی ابا امیۃ فانہ ذکرہ فقال رح کان غیر ثقۃ لقد سالنی عن حدیث لعکرمۃ ثم قال سمعت عکرمۃ ترجمہ معمر سے روایت ہے میں نے ایوب کو کسی شخص کی غیبت کرتے نہیں سنا کبھی مگر عبد الکریم بن ابی المخارق کی جسکی کنیت ابو امیہ ہے ذکر کیا انہوں نے اسکا اور کہا کہ خدا رحم کرے اوسپر وہ ثقہ نہ تھا ایک مجھ سے ایک حدیث پوچھی عکرمہ کی پھر کہنے لگا میں نے خود سنا ہے عکرمہ سے ف مگر صرف اس بات سے اسکا ضعیف ثابت نہیں ہوتا کیونکہ شاید وہ عکرمہ سے سنکر بھول گیا ہو پھر ایوب سے سنکر اسکو یاد آیا اور روایت کرنے لگا پر دوسرے قرینوں سے اوسکا جھوٹ ثابت ہو گیا اور ضعیف کہا ہے اس عبد الکریم کو سفیان بن عیینہ اور عبد الرحمن بن مہدی اور یحیی بن سعید القطان اور احمد بن حنبل اور ابن عدی نے اور یہ عبد الکریم بصرہ کے فاضلوں اور فقیہوں میں سے تھا (نووی) تقریب میں ہے کہ اسکی باپ کا نام قیس یا طارق تھا اور یہ مکے میں آکر رہا تھا ضعیف ہے بخاری نے اس سے ایک یا دو حدیث روایت کی ہے باب قیام اللیل میں اور نسائی نے اس سے روایت کی ہے مگر تھوڑی عن ھمام قال قدم علینا ابو داؤد الاعمی فجعل یقول حدثنا البراء حدثنا زید بن ارقم فذکر ذلک لقتادۃ فقال کذب ما سمع منھم انما کان ذلک سادلا یتکفف الناس زمن طاعون الجارف ترجمہ ہمام سے روایت ہے ابو داؤد اندھا (نفیع بن حارث) ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا حدیث بیان کی مجھ سے براء بن عازب نے اور حدیث بیان کی مجھ سے زید بن ارقم نے ہم نے

عبد الکریم ابو امیہ

ابو داؤد اعمی

یہ قتادہ سے ذکر کیا انہون نے کہا جھوٹا ہے اوس نے نہین سنا برار اور زید سے ف اور کہتا تہا کہ مین نے اٹہارہ بدر کے صحابیون سے سنا ہے یہہ ابوداؤد باتفاق علما ضعیف ہے عمر دبن علی نے کہا وہ متروک ہے اور یحیی بن معین اور ابوزرعہ نے کہا وہ کچہ چیز نہین اور ابوحاتم نے کہا منکر الحدیث ہے ق وہ تو ایک بہیک منگا تہا لوگون کے سامنے ناتہہ پہیلاتا تہا سخت وبا کے زمانے مین ق یہ وبا ایک قسم کا پہوڑا تہا جس مین جلن ہوتی تھی اور گرداگرد اوسکے سرخی یا سیاہی یا سبزی پہیل جاتی تہی اور اوس کے ساتہہ خفقان اور قے عارض ہوتی۔ علما نے اس کے زمانے مین اختلاف کیا ہے ابن عبدالبر نے کہا کہ ایوب سختیانی اسی طاعون کے زمانے مین مرے سنہ ۱۳۲ ہجری مین اور ابن قتیبہ نے معارف مین اصمعی سے نقل کیا ہے کہ یہ طاعون عبداللہ بن زبیر کے زمانے مین ہوا سنہ ۶۵ ہجری مین اور قاضی عیاض نے کہا کہ یہہ طاعون سنہ ۱۱۹ ہجری مین ہوا اور حافظ عبدالغنی مقدسی نے کہا کہ مطرف بعد طاعون کے مرا اور یہ طاعون سنہ ۸۷ مین تہا اور احتمال ہے کہ ان سب سالون مین طاعون واقع ہوا ہو اور جارف اسکو اس لیے کہتے ہین کہ جارف کے معنے جہاڑنیوالا اور یہ طاعون بہی لوگون کو جہاڑ کر لے گیا یعنے بہت لوگون کو ہلاک کیا ابن قتیبہ نے معارف مین اصمعی سے نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے اسلام مین طاعون عمواس شام مین واقع ہوا حضرت عمر رضہ کے زمانے مین اور اوسی سے مرے ابوعبیدہ بن الجراح اور معاذ بن جبل اور اونکی بی بی اور بیٹی راضی ہو اللہ اون سے پہر دوسرا طاعون جارف واقع ہوا عبداللہ بن زبیر کے زمانے مین پہر طاعون فتیات کیونکہ یہ واقع ہوا جوان عورتون پر بصرے اور واسط اور شام اور کوفے مین اوس زمانے مین حجاج ظالم واسط مین تہا عبدالملک بن مروان کی خلافت مین اور اسکو طاعون اشراف بہی کہتے ہین کیونکہ شریف لوگ بہت اس طاعون سے ہلاک ہوئے پہر طاعون عدی بن ارطاۃ سنہ ۱۰۰ مین واقع ہوا پہر طاعون غراب سنہ ۱۲۷ ہجری مین ہوا پہر طاعون سلم بن قتیبہ سنہ ۱۳۱ مین ہوا شعبان اور رمضان مین اور موقوف ہوا شوال مین اسی مین ایوب سختیانی مرے اور مدینے اور مکہ مین کوئی طاعون واقع نہین ہوا یہ ابن قتیبہ نے کہا۔ ابوالحسن مدائنی نے کہا اسلام مین پانچ طاعون مشہور ہے ایک طاعون شیرویہ جو مدائن مین ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین سنہ ۶ ہجری مین دوسرا طاعون عمواس جو حضرت عمر کے زمانے مین شام مین واقع ہوا اوس مین پچیس ہزار آدمی مرے تیسرا طاعون جارف عبداللہ بن زبیر کے زمانے مین سنہ ۶۹ مین ہوا اوس مین ہر روز ستر ہزار آدمی مرے تین دن تک انس بن مالک رض کی ترا سی

بیٹے یا ۳ بیٹے مر گئے اور عبدالرحمن بن ابی بکر کے چالیس بیٹے جاتے رہے چوتھا طاعون فتیات جو شوال
سنہ ۸۷ ہجری مین واقع ہوا پانچوان طاعون سنہ ۱۳۱ مین ہوا رجب مین اور سخت ہو گیا رمضان مین کمی ون
تک اس طاعون مین ایک ایک ہزار جنازے سکۃ المربد مین آتے تھے پھر شوال مین کم ہو گیا اور ایک طاعون
کوفے مین ہوا سنہ ۵۰ ہجری مین جسمین مغیرہ بن شعبہ مرے اور طاعون عمواس سنہ ۱۸ ہجری مین واقع ہوا
اور ابوزرعہ نے کہا سنہ ۱۷ مین اور عمواس ایک گانون کا نام ہے درمیان رملہ اور بیت المقدس کے قتادہ
کی پیدائش سنہ ۶۱ ہجری مین ہے اور انکی وفات ایک سو سترہ مین ہوئی اس صورت مین قاضی عیاض نے
جو اس طاعون کی تاریخ سنہ ۱۱۹ بیان کی ہے غلط ہوتی ہے اور یہانپر ضرور دو طاعونون مین سے ایک
طاعون مراد ہے یا سنہ ۶۷ کا طاعون مگر اسوقت قتادہ کی عمر صرف چھ برس کی ہوتی ہے یا سنہ ۸۷ کا
اور یہی ظاہر ہے (نووی) طاعون ہمیشہ کچھ ایک قسم کا نہین ہوتا بلکہ بیماریون کی ایک عمر ہے ہر ایک بیماری
اپنی اپنی عمر تک قائم رہتی ہے پہلے آہستہ آہستہ نشو و نما کرتی ہے پھر زور پکڑ جاتی ہے پھر گھٹتی گھٹتی
بالکل دنیا سے مٹ جاتی ہے اگلے زمانے مین طاعون بثورات اور پھوڑون سے ہوتا تھا چیچک بھی اگر عام
ہو تو اسی قسم مین ہے پھر بخار کا طاعون ہوا اب ہمارے زمانے مین ایک سو سال سے کہ سنہ ۱۱۰۰ ہجری مین
ہی طاعون تھے اور سہال کا ہوتا ہے جسکو ہیضہ کہتے ہین یہ بیماری اب زور پکڑتی جاتی ہے ولایت ہند
اور عرب اور گرم ملکون مین تقریباً ہر سال کچھ نہ کچھ رہتا ہے سنہ ۱۳۰۰ کے اخیر مین ولایت مصر مین بڑی
شدت ہو گئی تھی اب دیکھیے اسکی عمر دنیا مین کب تک ہے **عن** همام قال دخل ابو داود الاعمى
على قتادة فلما قام قالوا ان هذا يزعم انه لقي ثمانية عشر بدريا فقال قتادة هذا
كان سائلا قبل الجارف لا يعرض لشيء من هذا ولا يتكلم فيه فوالله ما حدثنا الحسن
عن بدري مشافهة ولا حدثنا سعيد بن المسيب عن بدري مشافهة الا عن سعد
بن مالك ترجمہ ہمام سے روایت ہے ابوداؤد اعمی قتادہ پاس آیا جب وہ اٹھکر چلا تو لوگون نے کہا
یہ کہتا ہے کہ مین اٹھارہ اور اصحابیون سے ملا ہون جو بدر کی لڑائی مین شریک تھے قتادہ نے کہا یہ تو
طاعون جارف سے پہلے بھیک مانگا کرتا تھا اسکو حدیث روایت کرنیکا کب خیال تھا نہ کبھی اس نے گفتگو کی
حدیث مین قسم خدا کی حسن بصری نے (جو ابوداؤد سے سن مین زیادہ اور حدیث کا عالم تھے) کوئی حدیث ہم سے
نہین بیان کی کسی بدری صحابی سے سنکر نہ سعید بن المسیب نے مگر سعد بن ابی وقاص سے **ف** تو جب

ان دونو صاحبون نے جو ابو داؤد کی نسبت سن اور علم مین زیادہ ہین کسی مدری سے نہین سنا سعد بن مالک یعنی سعد بن ابی وقاص سے ابو داؤد نے کیونکر اشارہ مدری صاحبون کے سنا یہ صرف بہتان اور کذب ہے ابو داؤد کا۔ اس جگہ سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ حسن بصری نے حضرت علی سے نہین سنا نہ اونکو دیکھا اور اکثر المحدیث کا اسپر اتفاق ہے اور صوفیہ رحمہم اللہ سماع حسن کا حضرت علی رضہ سے بیان کرتے ہین ۔ اسی بنا پر سلسلہ تصوف قائم کرتے ہین **عن** رقبۃ ان ابا جعفر الھاشمی المدنی کان یضع احادیث کلا حرج ولیست من احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان یرویھا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم **ترجمہ** رقبہ بن مسقلہ بن عبد اللہ کوفی نے کہا کہ ابو جعفر ہاشمی مدنی (جسکا نام عبد اللہ بن مسور مدانی ہے) سچی جھوٹی باتونکو حدیث بنا کر نقل کرتا حالانکہ وہ حدیث نہوتین اور روایت کرتا اونکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** یعنی بات سچی اور حکمت کی نقل کرتا مگر غضب یہ کرتا کہ اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ قرار دیتا **عن** یونس بن عبید قال کان عمرو بن عبید یتکذب فی الحدیث **ترجمہ** یونس بن عبید سے روایت ہے کہ عمرو بن عبید حدیث مین جھوٹ بولتا **ف** یہ عمرو بن عبید وہ شخص ہے جو حسن بصری کی صحبت مین رہتا تھا پھر قدری اور معتزلی ہو گیا **عن** معاذ بن معاذ یقول قلت لعوف بن ابی جمیلۃ ان عمرو بن عبید حدثنا عن الحسن ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من حمل علینا السلاح فلیس منا قال کذب واللہ عمرو ولکن اراد ان یجوز ھا الی قولہ الخبیث **ترجمہ** معاذ بن معاذ سے روایت ہے مین نے عوف بن ابی جمیلہ سے کہا عمرو بن عبید نے ہم سے حدیث بیان کی حسن بصری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہمپر ہتیار اوٹھاوے (یعنی مسلمانون کے قتل پر بغیر کسی وجہ شرعی کے مستعد ہو) تو وہ ہم مین سے نہین عوف نے کہا قسم خدا کی عمرو جھوٹا ہے اوسکا مقصد اس حدیث کے روایت کرنے سے یہ ہے کہ اپنے ناپاک اعتقاد کو اوس سے ثابت کرے **ف** یہ حدیث صحیح ہے اور کئی طریقون سے مروی ہے خود مسلم نے آگے اسکو روایت کیا ہے مگر عوف کی جو حسن بصری کا بڑا مصاحب تھا یہ غرض ہے کہ حسن نے اسحدیث کو روایت نہین کیا تو عمرو بن عبید کا حسن سے روایت کرنا کذب اور غلط ٹھہرا۔ عمرو بن عبید چونکہ معتزلہ مذہب کا پیشوا تھا اوسکا اعتقاد یہ تھا کہ جو مسلمان کبیرہ گناہ کرے وہ نہ مسلمان ہے نہ کافر اور اسلام اور کفر کے بیچ مین ایک اور واسطہ نکالتا تھا اور کہتا تھا کہ کبیرہ گناہ کرنے والا بھی مثل کافر کے ہمیشہ جہنم مین رہیگا اسحدیث کو اوس نے اپنا مذہب ثابت کرنے کے لیے روایت کیا کیونکہ ظاہر حدیث

سے یہ بات نکلتی ہے کہ مسلمان پر ہتیار اُٹھانے والا ہم مین سے نہین ہے یعنے مسلمان نہین ہے اور مسلمان پر
ہتیار اوٹھانا کبیرہ گناہ ہے تو اس سے یہ نکلا کہ کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان نہین ہے اب کافر بھی نہین ہے
پھر کیا ہوا نہ مسلمان نہ کافر یہی عمرو بن عبید کا مذہب ہے۔ اور اہل سنت یہ کہتے ہین کہ انسان یا کافر ہے
یا مسلمان اور کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان ہے مگر گنہگار خدا عذ کریم کو اختیار ہے کہ قیامت کے دن اُسکا
گناہ معاف کرے یا چند روز کے لیے جہنم کا عذاب دیوے مگر وہ ایک دن ضرور جہنم سے نکلکر جنت مین جاوے
گا اس لیے کہ ایمان اوسکا قائم تہا پھر وہ ضائع نہ جاوے گا اور آگے کتاب الایمان مین انشاء اللہ تعالی
بہت سی حدیثین بیان ہونگی جن سے معتزلہ کا مذہب رد ہوتا ہے اور اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس
شخص نے مسلمان پر ہتیار اُٹھایا وہ ہمارے طریقہ پر نہین ہے اور ہماری راہ پر نہین ہے جیسے باپ اپنے شریر
نافرمان بیٹے کو غصہ ہو کر کہتا ہے تو میرا نہین ہے اسیطرح حدیث سے بھی تشدد اور سختی منظور ہے اور مقصود یہ
ہے کہ لوگ مسلمان پر ہتیار اُٹھانے سے بچین اور نظیر اس کے دوسری حدیثون مین بہی موجود ہے جیسے
مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا یعنے جو خریدار اور فروخت مین دہوکا دیوے ہم مین سے نہین ہے (نووی)
عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ قَدْ لَزِمَ اَيُّوْبَ وَسَمِعَ مِنْهُ فَفَقَدَهُ اَيُّوْبُ فَقَالُوْا
يَا اَبَا بَكْرٍ اِنَّهُ قَدْ لَزِمَ عَمْرَو بْنَ عُبَيْدٍ قَالَ حَمَّادٌ فَبَيْنَا اَنَا يَوْمًا مَعَ اَيُّوْبَ وَقَدْ بَكَّرْنَا اِلَى
السُّوْقِ فَاسْتَقْبَلَهُ الرَّجُلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ اَيُّوْبُ وَسَاَلَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ اَيُّوْبُ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ
لَزِمْتَ ذَاكَ الرَّجُلَ قَالَ حَمَّادٌ سَمَّاهُ يَعْنِيْ عَمْرًا قَالَ نَعَمْ يَا اَبَا بَكْرٍ اِنَّهُ يَجِيْئُنَا بِاَشْيَاءَ
غَرَائِبَ قَالَ يَقُوْلُ لَهُ اَيُّوْبُ اِنَّمَا لَفْرَةٌ اَوْ نَفْرَقٌ مِنْ تِلْكَ الْغَرَائِبِ ترجمہ حماد بن زید سے
روایت ہے ایک شخص ہمیشہ ایوب سختیانی کی صحبت مین رہا کرتا اور اُن سے حدیثین سنتا ایک مرتبہ ایوب
نے اسکو نہ پایا تو لوگون نے کہا اے ابوبکر (یہ کنیت ہے ایوب سختیانی کی) وہ شخص اب عمرو بن عبید کی صحبت
مین رہتا ہے حماد نے کہا ایک دن ایوب کے ساتھ سویرے بازار کو جا رہا تہا اتنے مین وہ شخص سامنے
سے آیا ایوب نے اُسکو سلام کیا اور حال پوچھا پھر اوس سے کہا مین نے سنا ہے تم اوس شخص کے پاس رہتے ہو
(عمرو بن عبید کا نام لیا وہ بولا ہان اے ابوبکر کیونکہ وہ ہمکو عجیب باتین سناتا ہے ایوب نے کہا ہم
تو ایسے ہی عجیب باتون سے بہاگتے ہین فا یعنے نادر اور غریب حدیثون سے جنکو اور لوگ نہین
پہچانتے اور عمرو بن عبید اونکو روایت کرتا ہے اس لیے کہ وہ جہوٹے ہین اور عمرو بن عبید کا اعتبار

نہیں عن حماد قال قیل لایوب ان عمرو بن عبید روی عن الحسن قال لا یجلد السکران من النبیذ فقال کذب انا سمعت الحسن یقول یجلد السکران من النبیذ ترجمہ حماد سے روایت ہے ایوب سے کسی نے کہا کہ عمرو بن عبید نے حسن سے روایت کیا ہے جو شخص نبیذ پینے سے مست ہو جاوے اوسپر حد نہ پڑیگی ایوب نے کہا کہ عمرو بن عبید جھوٹا ہے میں نے حسن کو کہتے سنا ہے جو شخص نبیذ سے مست ہو جاوے اوسپر حد پڑیگی عن سلام بن ابی مطیع یقول بلغ ایوب ان ابی عمر افاقبل علی یوما فقال ارایت رجلا ائتمنہ علی دینہ کیف ائتمنہ علی الحدیث ترجمہ سلام بن ابی مطیع سے روایت ہے ایوب کو خبر پہونچی کہ میں عمر بن عبید پاس جاتا ہوں تو ایک روز میرے پاس آئے اور کہنے لگے تو کیا سمجھتا ہے جس شخص کے دین پر مجھے بھروسا نہ ہو کیا اوسکی حدیث پر تو بھروسا کرسکتا ہے عن ابی موسی یقول نا عمرو بن عبید قبل ان یحدث ترجمہ ابو موسی کہتے ہیں مجھسے حدیث بیان کی عمرو بن عبید نے قبل اس کے کہ اوسنے نکالیں نئی باتیں (یعنے بدعتقادی سے پہلے) عن معاذ العنبری نا ابی قال کتبت الی شعبۃ اسالہ عن ابی شیبۃ قاضی واسط فکتب الی لا تکتب عنہ شیئا ومزق کتابی ترجمہ معاذ عنبری نے کہا میں نے شعبہ کو لکھا کہ ابو شیبہ (ایک گاؤں کا نام ہے بصرے کے پاس) کے قاضی کا کیا حال ہے انہوں نے جواب میں لکھا کہ مت روایت کر اوس سے کچھ اور پھاڑ ڈالا میرا خط ف نا کہ اور کوئی ندیکھی ایسا نہ ہو ابو شیبہ کو خبر پہونچی اور وہ کچھ ایذا دیوے اور فساد پھیلاوے ۔ یہ ابو شیبہ دادا ہے ابو بکر بن ابی شیبہ اور عثمان بن ابی شیبہ کا متروک ہے محدثین کے نزدیک اور اسکی پوتے معتبر اور ثقہ ہیں خصوصًا ابو بکر بن ابی شیبہ جنکا مصنف مشہور ہے اسی ابو شیبہ نے وہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑہیں ذہبی نے کہا کہ یہ حدیث ابو شیبہ کی منکر حدیثوں میں سے ہے عن عفان قال حدیث حماد بن سلمۃ عن صالح المری بحدیث عن ثابت فقال کذب وحدثنی ھمام عن صالح المری بحدیث فقال کذب ترجمہ عفان سے روایت ہے میں نے حماد بن سلمہ سے ایک حدیث بیان کی صالح مری کی انہوں نے ثابت سے حماد نے کہا جھوٹ ہے پھر میں نے ہمام سے ایک حدیث بیان کی صالح مری کی انہوں نے کہا جھوٹ ہے ف یہ صالح مری بصرہ کا بیٹا بصری ہے بڑے عابدوں اور زاہدوں میں سے تھا اور مری اوسکو اس لیے کہتے ہیں کہ باپ اسکا عربی تھا اور مان

اوسکی لونڈی جسکو بنی مرّہ کی ایک عورت نے آزاد کیا تہا۔ صالح مرّی کی حکایتین صوفیون مین بہت مشہور ہین آواز انکی نہایت عمدہ تہی قرآن بڑی خوش آوازی سے پڑہتے تہی یہانتک کہ بعضے لوگ انکا قرآن سنکر خوف کے مارے مرگئے ہین یہ خود بہی بہت صالح اسم بامسمی اور خدا ترس تہی اکثر خدا کے خوف سے رویا کرتے مگر حدیث کی روایت مین انکا اعتبار نہین جیسے اوپر گذر چکا کہ درویشی اور چیز ہے اور حدیث کی روایت اور چیز عن ابی داود قال قال لی شعبۃ ائت جریر بن حازم فقل لہ لا یحل لک ان تروی عن الحسن بن عمارۃ فانہ یکذب قال ابو داود قلت لشعبۃ وکیف ذاک قال حدثنا عن الحکم بأشیاء لم اجدلہا اصلا قال قلت لہ بای شیء قال قلت للحکم اصل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی قتلی احد فقال لم یصل علیہم فقال الحسن بن عمارۃ عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی علیہم ودفنہم قلت للحکم ما تقول فی اولاد الزنا قال یصلی علیہم قلت من حدیث من یروی قال یروی عن الحسن البصری فقال الحسن بن عمارۃ حدثنا الحکم عن یحیی بن الجزار عن علی رضی اللہ عنہ ترجمہ ابو داود سے روایت ہی مجہہ سے شعبہ نے کہا تو جریر بن حازم پاس جا اور کہہ تجہکو درست نہین حسن بن عمارہ سے روایت کرنا کیونکہ وہ جہوٹ بولتا ہے ابو داود نے کہا مین نے شعبہ سے پوچہا کیونکر معلوم ہوا کہ وہ جہوٹ بولتا ہے شعبہ نے کہا اسوجہ سے کہ حسن بن عمارہ حکم سے چند حدیثین نقل کین جن کی اصل مین نے کچہ نپائی مین نے کہا وہ کون سی حدیثین ہین شعبہ نے کہا مین نے حکم سے پوچہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے شہیدون پر نماز پڑہی تہی حکم نے کہا نہین پہر حسن بن عمارہ نے حکم سے روایت کیا اوسنے مقسم سے اوسنے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی احد کے شہیدون پر اور دفن کیا انکو اور مین نے حکم سے کہا کہ تم زنا کی اولاد کے حق مین کیا کہتے ہو انہون نے کہا اونپر نماز پڑہی جاوے جنازے کی مین نے کہا کس سے روایت کیا گیا ہے اسباب مین انہون نے کہا حسن بصری سے حسن بن عمارہ نے کہا مجہسے حکم نے بیان کیا انہون نے یحیی بن الجزار سے سنا انہون نے حضرت علی رضہ سے ف تو ان دونون مقامون مین حسن بن عمارہ کا جہوٹ ظاہر ہوا کیونکہ شعبہ نے خود حکم سے ملکر پوچہا اور انہون نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے شہیدون پر نماز نہین پڑہی پہر حکم خود ہی کیونکر روایت کرتے ابن عباس سے کہ آپ نے نماز پڑہی اُنپر اسیطرح حکم نے

حسن بن عمارہ

ولد الزنا پر نماز جنازہ پڑھنے کے باب مین حسن بصری کا قول نقل کیا اور حسن نے اونہی سے حضرت علی کا قول روایت کیا اگرچہ احتمال ہے کہ اس باب مین حسن اور علی دونون سے منقول ہو مگر حدیث کے حفاظ راویون کا کذب اور دلائل اور قرائن سے پہچان لیتے ہین یہ حسن بن عمارہ بجلی ابو محمد کوفی ہے قاضی بغداد کا اور بالاتفاق ضعیف ہے اور متروک عن یزید بن ہارون وذکر زیاد بن میمون فقال سکتت ان لا اروی عنہ شیئا ولا عن خالد بن محدوج وقال لقیت زیاد بن میمون فسالتہ عن حدیث فحدثنی بہ عن بکر المزنی ثم عدت الیہ فحدثنی بہ عن مورق ثم عدت الیہ فحدثنی بہ عن الحسن کان ینتہی الی الکذب قال الحلوانی سمعت عبد الصمد وذکرت عندہ زیاد بن میمون فنسبہ الی الکذب ترجمہ یزید بن ہارون نے ذکر کیا زیاد بن میمون کا اور کہا مین نے قسم کہائی ہے کہ اس سے کچھ روایت نکرون گا نہ خالد بن محدوج سے یزید نے کہا مین نے زیاد بن میمون سے ملا اور اس سے ایک حدیث پوچھی اوس نے روایت کیا اوسکو بکر بن عبد اللہ مزنی سے پھر مین اوسے ملا تو اوس نے روایت کیا اوسی حدیث کو مورق بن مشمرج سے پھر مین اوس سے ملا تو روایت کیا اوسی حدیث کو حسن سے اور یزید بن ہارون اندونون کو یعنے زیاد بن میمون اور خالد بن محدوج کو جھوٹا کہتے تھے حسن حلوانی نے کہا مین نے عبد الصمد سے سنا مین نے ذکر کیا زیاد بن میمون کا انہون نے کہا جھوٹا ہے ف زیاد بن میمون بصری جسکی کنیت ابو عمار ہے ضعیف ہے بخاری نے اپنی تاریخ مین کہا کہ ترک کیا اسکو محدثین نے اور خالد بن محدوج واسطی بھی ضعیف ہے نسائی نے اوسکو ضعیف کیا کنیت اوسکی ابو روح ہے اور اس نے دیکھا ہے انس بن مالک رضہ کو (نووی) عن محمود بن غیلان قال قلت لابی داود الطیالسی قد اکثرت عن عباد بن منصور فما لک لم تسمع منہ حدیث العطارۃ الذی روی لنا النضر بن شمیل فقال لی اسکت فانا لقیت زیاد بن میمون وعبد الرحمن بن مہدی فسالتہ فقلنا لہ ہذہ الاحادیث التی ترویہا عن انس بن مالک فقال ارایتما رجلا یثوب فیتوب الیس یتوب اللہ علیہ قال قلنا نعم قال ما سمعت من انس من ذا قلیلا ولا کثیرا ان کان لا یعلم الناس فانتما لا تعلمان انی لم ار الزنا انسا قال ابو داود فبلغنا بعد انہ یروی فاتیناہ انا وعبد الرحمن بن مہدی فقال انوب ثم کان بعد یحدث فترکناہ ترجمہ محمود بن غیلان سے روایت ہے مین نے ابو داود طیالسی سے کہا تم نے عباد بن منصور سے بہت روایتین کین

تو کیا سبب ہے تم نے وہ حدیث نہیں سنی عشار عورت کی جو روایت کی نضر بن شمیل نے ہمارے لیے ف
وہ عشار کی حدیث یہ ہے کہ ایک عورت تھی مدینہ مین عشار نام جسکا نام حولا رہتا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم پاس آئی تو حضرت عائشہ سے ملی اور اپنے خاوند کا حال بیان کیا آپنے خاوند کی بزرگیان بتلائین یہ
حدیث بہت طول ہے اور صحیح نہیں ہے - ابن صباح نے اسکو پورا نقل کیا ہے روایت کیا ہے اس حدیث
کو زیاد بن میمون نے انس سے ت انہون نے کہا جب مدینہ مین اور عبد الرحمن بن مہدی دونون زیاد
بن میمون سے ملے اور اُس سے پوچھا اون حدیثون کو جو وہ روایت کرتا ہے انس سے وہ بولا تم دونون کیا سمجھتے
ہو اگر کوئی شخص گناہ کرے پھر توبہ کرے تو کیا اللہ تعالی معاف نہین کرے گا عبد الرحمن نے کہا البتہ
معاف کریگا زیاد نے کہا مین نے انس سے کچھ نہین سُنا نہ بہت تکم اگر لوگ اس بات کو نہین جانتے تو کیا
تم بھی نہین جانتے (یعنے تم تو جانتے ہو) مین انس سے ملا تک نہین - ابو داؤد نے کہا پھر ہمکو خبر
پہونچی کہ زیاد روایت کرتا ہے انس سے مین اور عبد الرحمن پھر گئے اوس نے کہا مین توبہ کرتا ہون پھر وہ بعد
اُسکی روایت کرنے لگا آخر ہم نے اُسکو ترک کیا (یعنے اس سے روایت چھوڑ دی کیونکہ وہ جھوٹا نکلا اور جھوٹا
بھی کیسا کہ توبہ کا بھی خیال اوس نے چھوڑ دیا) عن شبابۃ قال کان عبد القدوس یحدث
فیقول سوید بن عقلۃ قال شبابۃ وسمعت عبد القدوس یقول نھی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ان یتخذ الروح غرضا قال فقیل لہ ای شیء ھذا قال یعنی یتخذ کوۃ
فی حائط لیدخل علیہ الروح قال وسمعت عبید اللہ بن عمر القواریری یقول
سمعت حماد بن زید یقول لرجل بعد ما جلس مھدی بن ھلال یا ابا اسمعیل ما ھذہ
العین المالحۃ التی نبعت قبلکم قال نعم یا ابا اسمعیل ترجمہ شبابہ بن سوار مدائنی سے
روایت ہے عبد القدوس سے حدیث بیان کرتا تھا تو کہتا تھا سوید بن عقلہ اور کہتا تھا منع کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے روح یعنے ہوا کو غرض مین لینے سے لوگون نے کہا اسکا مطلب کیا ہے وہ بولا مطلب
یہ ہے کہ دیوار مین ایک سوراخ کرے ہوا آنے کے لیے ف یہ سب عبد القدوس کی تصحیف اور غلط فہمی ہے
اوسکی غلطی کی حدیث کی اسناد اور متن دونون مین اسناد کی غلطی تو یہ ہے کہ راوی کا نام سوید بن
غفلہ ہے غین اور فے سے نہ عقلہ عین اور قاف سے اور متن کی غلطی یہ ہے کہ رُوح بضم را ہے بمعنے جان نہ
رَوح بفتح را جسکے معنے ہوا کے ہین اور غرض غین سے ہے نہ غرض عین سے اور اصل معنی حدیث کی یہ

عبد القدوس

مہدی بن ہلال

مہدی بن ہلال

ابان بن ابی عیاش

ہین کہ آپنے منع کیا جاندار کو نشانہ بنا کر مارنے سے جسکو عبد القدوس نے اولٹ پلٹ کر کدہر کا کدہر کر دیا ۔
ف امام مسلم فرماتے ہین مین نے سنا عبید اللہ بن عمر و قواریری سے اونہون نے سنا حماد بن زید سے انہون نے کہا یہ شخص جب مہدی بن ہلال کئی دن تک بیٹھا یہ کیسا کہاری چشمہ ہے جو پہوٹا تمہاری طرف وہ شخص بولا امان اے ابی اسمعیل ف ابو اسمعیل کنیت ہے حماد بن زید کی کہاری چشمہ سے اونکی غرض مہدی بن ہلال کو ضعیف کرنا تہا اور اتفاق کیا ہے محدثین نے اوس کے ضعف پر نسائی نے کہا وہ بصرے کا رہنے والا ہے اور متروک ہی روایت کرتا ہے داؤد بن ابی ہند اور یونس بن عبید سے (نووی) عن ابی عوانۃ قال ما بلغنی عن الحسن حدیث الا اتیت بہ ابان بن ابی عیاش فقرأہ علی ترجمہ ابو عوانہ سے روایت ہے مجھکو حسن سے کوئی روایت نہین پہونچی مگر مین نے پوچہا اسکو ابان بن ابی عیاش سے اوس نے پڑہا اسکو میرے سامنے ف یعنے ابان کا یہ حال تہا کہ جو بات اوس سے پوچہتے وہ اسکو روایت کرتا حسن سے اور یہ دلیل ہے اوسکے کذب اور جہوٹ کی تقریب مین ہی کہ یہ ابان بن ابی عیاش اسکی کنیت ابو اسمعیل عبدی ہے اور یہ متروک ہے عن علی بن مسہر قال سمعت انا وحمزۃ الزیات من ابان بن ابی عیاش نحوا من الف حدیث قال علی فلقیت حمزۃ فاخبرنی انہ رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام فعرض علیہ ما سمع من ابان فما عرف منہا الا شیئا یسیرا خمسۃ او ستۃ ترجمہ علی بن مسہر سے روایت ہے مین نے اور حمزہ زیات نے ابان بن ابی عیاش سے قریب ایکہزار حدیثون کے سنین علی نے کہا پہر مین حمزہ سے ملا انہون نے بیان کیا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکہا اور جو کچہ ابان سے سنا تہا وہ آپ کو سنایا آپ نے پہچانا اون حدیثون کو مگر تہوڑی سی حدیثین قبول کین پانچ یا چہ ف نووی نے کہا کہ مقصود اس روایت کے لانے سے تائید ہے اوس امر کی جو اوپر ثابت ہو چکا کہ ابان بن ابی عیاش ضعیف ہے نہ یہ بات کہ خواب سے کوئی امر یقینا ثابت ہو سکتا ہے یا خواب سے کوئی سنت جو ثابت ہو گئی ہے باطل ہو سکتی ہے یا جو باطل ہو گئی ہے وہ ثابت ہو سکتی ہے اور اسپر علماء کا اجماع ہے کہ خواب کوئی دلیل شرعی نہین ایسا ہی کہا قاضی عیاض نے اور ہمارے اصحاب نے بہی یہی کہا ہے اور اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ خواب سے کوئی بات شرع کی بدل نہین سکتی اور یہ امر اوس حدیث کے خلاف نہین ہے کہ جس نے مجھے خواب مین دیکہا اوس نے مجہ کو دیکہا کیونکہ شیطان میری صورت بن نہین سکتا اسلیے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے

کہ آپ کو خواب مین دیکھنا صحیح ہے اور مثل اور شیطانی پریشان خیالات کی نہین ہی مگر حدیث سے یہ بات کہان نکلتی ہے کہ خواب مین جو کہون وہ ایک شرعی حکم ہے اور خواب کی حالت غفلت کی حالت ہی نہ ضبط اور تحقیق کی اور اتفاق کیا ہے علمائنے کہ روایت اور شہادت قبول کرنیکے لیے ضرور ہی کہ راوی اور شاہد بیدار اور ہوشیار صحیح الحفظ قلیل الخطا ہو اور جو شخص سو رہا ہے اُس مین یہ کوئی صفت نہین پھر اوسکی روایت کیونکر مقبول ہوگی مگر یہ سب جو بیان ہوا اُس صورت مین ہے کہ خواب مین کوئی ایسی بات سنی یا دیکھی جو شرع شریف کے خلاف ہو پر اگر وہ بات سنی یا دیکھی جو شرع شریف کر روسے جائز یا ثواب ہو یا آپ کو منع کرتے دیکھو اوس کام سے جو شرع شریف کر روسے منع ہو یا اوسکی کوئی دنیا کا کام ہو جسمین کوئی مصلحت ہو تو بالاتفاق اور خواب پر عمل کرنا مستحب ہی کیونکہ یہ حکم خواب سے ثابت نہین ہوا وہ تو پہلے ہی سے ثابت ہو چکا ہے (انتہی) ستر جم کہتا ہی کہ اگر خواب کی باتون کو ایک دلیل شرعی قرار دیا جاوی تو بڑی قباحت پیدا ہوتی ہے وہ یہ کہ ہر شخص دعوی کریگا کہ مینے خواب مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یون سنا ہی پھر اسکی تصدیق دشوار ہوگی اور اسمین شک نہین کہ جو لوگ صالح اور دیندار اور خدا پرست عاشق رسول ہین اونکی خواب اکثر صحیح ہوتی ہین پر اونکی صحت شرع ہی سے معلوم ہو سکتی ہے نہ شرح کی صحت خواب سے **عن** ذکریا بن عدی قال قال لی ابو اسحاق الفزاری اکتب عن بقیۃ ما روی عن المعروفین ولا تکتب عنہ ما روی عن غیر المعروفین ولا تکتب عن اسمٰعیل بن عیاش ما روی عن المعروفین ولا عن غیرھم ترجمہ زکریا بن عدی نے کہا مجھسے کہا ابو اسحٰق فزاری (ابراہیم بن محمد بن حارث بن اسمار بن خارجہ کوفی) نے (جو حدیث کی بڑے امام اور ثقہ اور فاضل تھے) لکھ لے تو بقیہ (بن ولید) کی وہ حدیثہ جو روایت کرے وہ مشہور لوگون سی اور مت لکھ اس حدیثکو جو روایت کری مجہول لوگون سے اور مت لکھ تو اسمعیل بن عیاش کی حدیث ہرگز اگرچہ وہ روایت کری مشہور لوگون سی بھی **ف** نووی نے کہا یہ قول ابو اسحاق کا اسمٰعیل بن عیاش کے حق مین خلاف ہی اور ائمہ حدیث سے عباس نے کہا مین نے یحیی بن معین سی سنا وہ کہتے تھے اسمعیل بن عیاش ثقہ ہے اور شام والون کے نزدیک وہ بقیہ سی بہتر تھا ابن ابی خیثمہ نے کہا مین نے یحیی بن معین سی سنا وہ کہتے تھے اسمعیل بن عیاش ثقہ ہے اور عراق والے برا جانتے تھے اوسکی روایت کو اور بخاری نے کہا اسمعیل بن عیاش کی روایت شام کے لوگون سی صحیح ہے عمرو بن علی نے کہا جب وہ اپنی شہر والون سی روایت کری تو اسکی روایت صحیح ہے اور جب اہل مدینہ سی جیسے ہشام بن عروہ اور یحیی بن سعید اور سہیل بن ابی صالح سی روایت کرے

اسمعیل بن عیاش

تو وہ کچھ نہیں اور یعقوب بن سفیان نے کہا میں اپنے یاروں سے سنتا تھا وہ کہتے تھے شام کا علم اسمٰعیل بن عیاش کے پاس ہے یعقوب نے کہا بعض لوگوں نے اسمٰعیل کے حق میں کلام کیا ہے اور وہ ثقہ ہے عادل ہے سب سے زیادہ جانتا ہے شام والوں کی حدیث کو اور اکثر اوسکے حق میں یہ کلام کیا ہے کہ وہ غریب حدیثیں روایت کرتا ہے مکے اور مدینے کے ثقہ لوگوں سے یحییٰ بن معین نے کہا اسمٰعیل ثقہ ہے شام والوں سے روایت کرنے میں اور اہل حجاز سے اوسکی روایت معتبر نہیں کیونکہ اُس کے کتاب تلف ہو گئی تھی اور اوسکا حافظہ خراب ہو گیا تھا ابو حاتم نے کہا وہ ضعیف ہے مگر اوسکی روایت لکھی جاویگی اور میں نہیں جانتا کہ کوئی باز رہا ہو اوسکی روایت سے سوا ابو اسحٰق فزاری کے۔ ترمذی نے کہا وہ بقیہ سے بہتر ہے اور بقیہ کی بہت حدیثیں منکر ہیں احمد بن ابے الحواری نے کہا ولید نے مجھسے کہا تمہارے یہاں لوگ روایت کرتے ہیں اسمٰعیل بن عیاش سے میں نے کہا ہاں ولید اور مروان تو اوس سے روایت کرتے ہیں اور ہشیم اور محمد بن ایاس روایت نہیں کرتے انہوں نے کہا ہشیم اور محمد بن ایاس کیا ہیں شہر والے تو ولید اور مروان ہیں (یعنے ولید اور مروان ہی معتبر ہیں اور جب یہ روایت کرتے ہیں تو کافی ہے (نووی)

عن عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ نِعْمَ الرَّجُلُ بَقِيَّةُ لَوْلَا اَنَّهُ يُكَنِّي الْاَسَامِيَ وَيُسَمِّي الْكُنٰى كَانَ ذٰهِرًا يُحَدِّثُنَا عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْوَحَاظِيِّ فَنَظَرْنَا فَاِذَا هُوَ عَبْدُ الْقُدُّوْسِ ترجمہ عبداللہ بن مبارک نے کہا بقیہ بن الولید اچھا آدمی تھا اگر وہ ناموں کو کنیت سے بیان نہ کرتا اور کنیت کو ناموں سے (یعنے بقیہ کی یہ عادت خراب ہے کہ تدلیس اور تلبیس کرتا ہے راویوں کا عیب چھپانے کے لیے نام کو کنیت سے بدل دیتا ہے اور کنیت کو نام سے تا لوگ پہچانے نہیں) ایک مدت تک ہمسے حدیث بیان کرتا تھا ابو سعید وحاظی سے جب ہم نے غور کیا (کہ وحاظی کون شخص ہے) تو معلوم ہوا کہ وہ عبدالقدوس ہے ف یعنے عبدالقدوس بن حبیب کلاعی ابو سعید شامی جسکا بیان اوپر گذرا اوسکا نام مشہور ہے کنیت اسکی مشہور نہ تھی تو بقیہ نے اوسکو کنیت سے ذکر کرنا شروع کیا تا کہ لوگ پہچانے نہیں **عن** عَبْدِ الرَّزَّاقِ يَقُوْلُ مَا رَاَيْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ يُفْصِحُ بِقَوْلِهٖ كَذَّابٌ اِلَّا لِعَبْدِ الْقُدُّوْسِ فَاِنِّيْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ لَهٗ كَذَّابٌ ترجمہ عبدالرزاق سے روایت ہے عبداللہ بن مبارک کو میں نے نہیں سنا کسی کو صاف جھوٹا کہتے ہو مگر عبدالقدوس کو وہ کہتے تھے جھوٹا ہے **عن** اَبِيْ نُعَيْمٍ وَذَكَرَ الْمُعَلّٰى بْنَ عِرْفَانَ فَقَالَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ وَائِلٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ بِصِفِّيْنَ فَقَالَ اَبُوْ نُعَيْمٍ اَتُرَاهُ بُعِثَ بَعْدَ الْمَوْتِ ترجمہ ابو نعیم نے ذکر کیا معلی بن عرفان کا تو کہا کہ مسعر نے کہا مجھسے حدیث بیان کی ابو وائل نے کہ نکلے ہمارے سامنے عبداللہ

عبدالقدوس

معلی بن عرفان

بن مسعود صفین مین ابو نعیم نے کہا شاید مر کر پھر قبر سے اٹھی ہونگی **ف** مقصود اس سے معلّی کا جھوٹ ظاہر کرنا ہے ابو وائل پر اسطرح کہ عبداللہ بن مسعود رضؓ نے وفات پائی ۳۲ھ یا ۳۳ھ ہجری مین حضرت عثمان کی وفات سے تین برس پہلے اور صفین کی جنگ حضرت علی کی خلافت کے دو برس بعد ہوئی تو ابن مسعود اسمین کیسے نکل سکتے ہین مگر اسطرح کہ پھر جی اٹھے ہون اور ابو وائل ثقہ اور فاضل ہین ان سے یہ جھوٹ صادر نہین ہو سکتا تو ضرور ہے کہ معلّی نے جھوٹ باندھا ہو یہ معلّی بن عرفان اسدی کوفی ہے جو بالاتفاق ضعیف ہے بخاری نے تاریخ مین کہا کہ وہ منکر الحدیث ہے اور نسائی نے بھی اسکو ضعیف کیا صفین ایک مقام کا نام ہے جہان حضرت علی رضؓ اور معاویہ مین جنگ عظیم واقع ہوئی تھی **عن** عَفَّانَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ عُلَيَّةَ فَحَدَّثَ رَجُلٌ عَنْ رَجُلٍ فَقُلْتُ اِنَّ هٰذَا لَيْسَ بِثَبْتٍ قَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ اغْتَبْتَهٗ فَقَالَ اِسْمٰعِيْلُ مَا اغْتَابَهٗ وَلٰكِنَّهٗ حَكَمَ اَنَّهٗ لَيْسَ بِثَبْتٍ قال

ترجمہ عفان بن مسلم سے روایت ہے ہم اسمٰعیل بن علیہ کے پاس بیٹھے تھے اتنے مین ایک شخص نے دوسرے شخص سے ایک حدیث روایت کی مین نے کہا کہ وہ معتبر نہین وہ شخص بولا تو نے اسکی غیبت کی اسمٰعیل نے کہا اس نے غیبت نہین کی بلکہ حکم لگایا اوسپر کہ وہ معتبر نہین **ف** یعنے ائمہ حدیث کا کسی پر جرح کرنا غیبت مین داخل نہین بلکہ مثل فتوے اور حکم کے ہے **عن** بِشْرِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَاَلْتُ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْ يُرْوٰى عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَاَلْتُ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ عَنْ اَبِي الْحُوَيْرِثِ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَاَلْتُهٗ عَنْ شُعْبَةَ الَّذِيْ يَرْوِيْ عَنْهُ ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَاَلْتُهٗ عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْاَمَةِ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَاَلْتُهٗ عَنْ حَرَامِ بْنِ عُثْمَانَ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَاَلْتُ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ عَنْ هٰؤُلَاءِ الْخَمْسَةِ فَقَالَ لَيْسُوْا بِثِقَةٍ فِيْ حَدِيْثِهِمْ وَسَاَلْتُهٗ عَنْ رَجُلٍ اٰخَرَ نَسِيْتُ اسْمَهٗ فَقَالَ هَلْ رَاَيْتَهٗ فِيْ كُتُبِيْ فَقُلْتُ لَا قَالَ لَوْ كَانَ ثِقَةً لَرَاَيْتَهٗ فِيْ كُتُبِيْ

ترجمہ بشر بن عمر سے روایت ہے مین نے امام مالکؒ سے پوچھا محمد بن عبدالرحمٰن کو جو روایت کرتا ہے سعید بن المسیب سے انہون نے کہا وہ ثقہ نہین ہے اور پوچھا مین نے ان سے ابو الحویرث کو **ف** یعنے عبدالرحمٰن بن معاویہ بن حویرث انصاری مدنی کو حاکم نے کہا وہ قوی نہین ہے اور امام احمد نے مالک کے قول کا انکار کیا اور کہا کہ روایت کیا اسسے شعبہ نے اور بخاری نے ذکر کیا اوسکو تاریخ مین اور نہین کلام کیا اس مین اور شعبہ نے اسکی کنیت ابو الجویریہ نقل کی ہے اور حاکم نے کہا کہ یہ وہم ہے شعبہ کا۔ تقریب مین ہے کہ عبدالرحمٰن سچا ہے مگر حافظہ اسکا خراب تھا اور نسبت کیا گیا ہے ساتھہ ارجاء یعنے مرجیہ ہونیکے **ف** انہون نے کہا

وہ ثقہ نہین ہے اور پوچھا مین نے اون سے شعبہ کو جس سے روایت کرتا ہے ابن ابی ذہب انہون نے کہا وہ ثقہ نہین ہے ف یہ وہ شعبہ نہین ہے جو حدیث کے مشہور امام ہین وہ تو شعبہ بن حجاج بصری ہین اور یہہ شعبہ بن دینار ہاشمی ہے مولی ابن عباس کا اوسکی کنیت ابو عبد اللہ یا ابو یحیی ہے اوسکو ضعیف کیا ہے بہت ایمہ حدیث نے احمد بن حنبل اور یحیی بن معین نے کہا وہ کچھ برا نہین ابن عدی نے کہا مین نے اوسکی کوئی حدیث منکر نہین دیکھی تقریب مین ہے کہ یہ شعبہ سچا ہے مگر حافظہ اسکا خراب تہا ت اور پوچھا مین نے اون سے صالح کو جو مولی ہے توامہ کا اونہون نے کہا وہ ثقہ نہین ہے ف یہ صالح مینا ہے بہمان کا مدینہ کا رہنے والا اور اسکو مولی توامہ کہتے ہین اس لیے کہ جس عورت نے اسکو آزاد کیا تہا وہ اپنی بہن کے ساتھہ توام یعنے جڑوان پیدا ہوئی تہی امام مالک نے صالح کو ضعیف کیا لیکن روایت کیا اوس سے ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے یحیی بن معین نے کہا وہ ثقہ ہے اور مالک نے اوسکو اسلیے عیب دیا کہ وہ بوڑہا ہو گیا تہا اور اسکا حافظہ بگڑ گیا تہا اسی طرح ثوری نے بہی اوسکو جب پایا جب وہ سٹہیا گیا تہا تو سنین اوس سے کئی منکر حدیثین لیکن جن لوگون نے روایت کیا ہے اوس سے قبل اختلاط (یعنے حافظہ بگڑنے) کے ان کی روایت صحیح ہے ابن عدی نے کہا ابن ابی ذہب اور ابن جریج اور زیاد بن سعد نے اوس سے سنا ہے قبل اختلاط کے اور اون کی روایت مین کوئی برائی نہین ت اور پوچھا مین نے اون سے حرام بن عثمان کو اونہون نے کہا وہ ثقہ نہین ہے ف یہ حرام بن عثمان انصاری سلمی ہے بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے نسائی نے کہا وہ شیعہ تہا روایت کرتا ہے جابر بن عبد اللہ سے نسائی نے کہا وہ ضعیف ہے ت اور پوچھا مین نے امام مالک سے ان پانچون آدمیون کو (جنکا ذکر اوپر گذرا) اونہون نے کہا وہ ثقہ نہین ہین اپنی حدیث مین اور مین نے پوچھا اون سے ایک اور شخص کو جسکا نام مین بہول گیا تو انہون نے کہا تو نے اوسکی روایت میری کتابون مین دیکہی ہے مین نے کہا نہین امام مالک نے کہا اگر وہ ثقہ ہوتا تو اوسکی روایت میری کتابون مین دیکہتا ف اس قول سے معلوم ہوا کہ جن لوگون سے امام مالک نے اپنی کتابون مین روایت کی ہے وہ سب ثقہ ہین مگر یہ ضرور نہین کہ سب لوگون کے نزدیک ثقہ ہون البتہ امام مالک کے نزدیک وہ ثقہ ہین اور اختلاف کیا ہے علمانے اس مسئلہ مین کہ اگر کوئی ثقہ شخص ایک مجہول سے روایت کرے تو اسسے اوس مجہول کی توثیق ہو گی یا نہین اکثر کا یہ قول ہے کہ صرف روایت کرنا اوس سے باعث توثیق کا نہین اور یہی ٹہیک ہے کیونکہ کبہی ثقہ غیر ثقہ سے روایت کرتا ہے نہ اسوجہ سے کہ وہ روایت دلیل اور حجت ہے بلکہ اعتبار اور تائید کے لیے البتہ جب ثقہ ایسا کہے

شرحبیل بن سعد

ہے، مالک نے کہا تو جس سے وہ اپنی کتاب مین روایت کرے وہ اسکے نزدیک ثقہ سمجھا جاویگا اور جو ثقہ اتنا کہے کہ مجھسے بیان کیا ثقہ نے تو وہ کافی ہے تعدیل کے لیے (نووی) **عن** ابن ابی ذئب عن شرحبیل بن سعد وکان متہما **ترجمہ** ابن ابی ذئب نے روایت کیا شرحبیل بن سعد سے اور وہ متہم تہا **ف** یعنے بسبب اسکے کہ تہا طرف کذب کی یہ شرحبیل بڑا عالم تہا مغازی کا (یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہادون کا) سفیان بن عیینہ نے کہا اُس سے بڑہ کر کوئی مغازی کا جاننے والا نہ تہا وہ محتاج ہوگیا لوگ اس ڈر کے مارے اُوسکو دیتے کہ ایسا نہو کہ وہ کہدیوے تیرا باپ بدر کی لڑائی مین حاضر نہا اور یہہ شرحبیل ہے الضار کا مدنی کنیت اسکی ابو سعد ہے محمد بن سعد نے کہا جو بڑا پرانا بوڑہا تہا روایت کی ہے اوس نے زید بن ثابت اور اکثر صحابہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ تقریب مین ہے کہ وہ سچا ہے لیکن اخیر مین اسکا حافظہ بگڑ گیا تہا سو برس کا ہوکر مرا

عبداللہ بن محرر الکبیر

عن عبد اللہ بن المبارک یقول لو خیرت بین ان ادخل الجنۃ وبین ان القی عبد اللہ بن محرر لاخترت ان القاہ ثم ادخل الجنۃ فلما رأیتہ کانت نظرۃ احب الی منہ **ترجمہ** عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے وہ کہتے تہے اگر مجھے اختیار دیا جاتا کہ جنت مین جاؤ یا عبد اللہ بن محرر سے ملو تو مین پہلے اوس سے ملتا پہر جنت مین جاتا (ایسی اسکی تعریف سنتا تہا اور اس قدر اوس سے ملنے کا اشتیاق تہا) پہر جب مین اسے ملا تو ایک اونٹ کی مینگنی مجہے اوس سے بہتر معلوم ہوئی **ف** یعنے ایسا نکما اور خراب نکلا

یحیی بن ابی انیسہ

عن زید یعنی ابن ابی انیسۃ قال لا تاخذوا عن اخی **ترجمہ** زید بن ابی انیسہ نے کہا مت روایت کرو میرے بہائی سے **ف** یعنی یحیے بن ابی انیسہ سے جو روایت کرتا ہے زہری اور عمرو بن شعیب سے اس لیے کہ وہ ضعیف ہے بخاری نے کہا وہ کچہ نہین نسائی نے کہا ضعیف ہے متروک الحدیث تقریب مین ہے کہ کنیت اسکی ابو زید حجری ہے اور وہ ضعیف ہے نووی نے کہا اوسکا بہائی زید بن ابی انیسہ وہ ثقہ ہے جلیل ہی حجت کی ہے اوس سے بخاری اور مسلم نے محمد بن سعد نے کہا وہ ثقہ ہے کثیر الحدیث اور فقیہ ہے۔ اہل حدیث کا انصاف اور خلوص اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کے فائدے کا خیال رکہتے تہے پر اپنے قرابت کا لحاظ نہ کرتے تہے

فرقد

عن عبید اللہ بن عمر وقال کان یحیی بن ابی انیسۃ کذابا **ترجمہ** عبید اللہ بن عمر نے کہا یحیی بن ابی انیسہ جہوٹا تہا **عن** حماد بن زید قال ذکر فرقد عند ایوب فقال ان فرقدا لیس صاحب حدیث **ترجمہ** حماد بن زید نے کہا فرقد (بن یعقوب سنجی ابو یعقوب) کا ذکر آیا ایوب کے سامنے انہون نے کہا وہ صاحب حدیث نہین **ف**

یعنے حدیث کا روایت کرنا اور کام ہے فرقد کو ہمین دخل نہ تہا اگرچہ وہ تابعی تہا اور عابد اور زاہد تہا جیسے اوپر گذرا کہ عبادت اور زہد اور چیز ہے اور حدیث کا علم اور ۔ مگر یحیی بن معین سے منقول ہو کہ اونہون نے فقہ کہا فرقد کو تقریب مین ہو کہ روایت کیا اوس سے ترمذی اور ابن ماجہ نے اور وہ سچا عابد تہا مگر حدیث مین ضعیف ہے کثیر الخطا سنہ ۱۳۱ مین مر ۔ عن عبد الرحمن بن بشر العبدی قال سمعت یحیی بن سعید القطان وذکر عندہ محمد بن عبید اللہ بن عبید بن محمد الکیشی فضعفہ جدا فقیل لیحیی اضعف من یعقوب بن عطاء قال نعم وکثر قال ما کنت اری ان احدا یروی عن محمد بن عبد اللہ بن عبید بن عمیر ۔ ترجمہ عبد الرحمن بن بشر عبدی نے کہا مین نے یحیی بن سعید قطان سے سنا اُن کے سامنے ذکر آیا محمد بن عبید اللہ بن عبید بن عمیر یعنی کا تو اونہون نے بہت ضعیف کہا اُسکو کسی نے کہا کیا وہ یعقوب بن عطا سے بہی زیادہ ضعیف ہو اونہون نے کہا کہ مین سمجہتا تہا کہ کوئی محمد بن عبید اللہ بن عبید بن عمیر سے روایت نکریگا ۔ عن بشر بن الحکم قال سمعت یحیی بن سعید القطان ضعف حکیم بن جبیر وعبد الاعلی وضعف یحیی بن موسی بن دینار قال حدثہ بہ یحیی وضعف موسی بن اللہفان وعیسی بن ابی عیسی المدنی ۔ ترجمہ بشر بن حکم سے روایت ہے مین نے سنا یحیی بن سعید قطان سے (جو امام تہے حدیث کے) اونہون نے ضعیف کیا حکیم بن جبیر کو ف یہ حکیم بن جبیر اسدی کوفی ہے شیعہ تہا ابو حاتم رازی نے کہا بڑا کٹہ شیعہ تہا عبد الرحمن بن مہدی اور شعبہ سے پوچہا گیا کہ تم نے حکیم بن جبیر سے روایت کرنا کیون چہوڑا اونہون نے کہا ہم ڈرتے ہین جہنم سے جسنے اسکی روایتین جہوٹی ہین اگر ہم اوس سے نقل کرینگے تو دوزخ مین ڈالے جاوینگے تقریب مین ہو کہ وہ ضعیف ہے اور روایت کیا اُس سے ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اور نہین روایت کیا اوس سے بخاری اور مسلم نے ف اور عبد الاعلی (بن عامر ثعلبی) کو ف تقریب مین ہو کہ وہ سچا ہے مگر وہم کرتا ہے ۔ ف اور ضعیف کیا یحیی بن موسی بن دینار کو اور کہا کہ حدیث اُسکی مثل ہوا کے ہے ف یعنے لغو اور بے ثبات اس مقام مین تمام نسخون مین یحیی کے بعد لفظ بن کا موجود ہے جو یقینا غلطی ہے اور صواب یہ ہے کہ بن کا لفظ نہو نووی نے کہا یہ غلطی مسلم کی کتاب نقل کرنے والون سے ہوئی ہے نہ مسلم سے ۔ یہ موسی بن دینار مکی ہے جو روایت کرتا ہے سالم سے ف اور موسی بن اللہفان کو ف جو بصری ہے روایت کرتا ہے ابن کعب سے تقریب مین ہو کہ یہ ضعیف ہے ف اور عیسی بن ابی عیسی مدنی کو ف یہ عیسی بن میسرہ ہے

عبد اللہ

فی عبد الاعلی فی یعقوب بن عطاء فی حکیم بن جبیر فی موسی بن دینار فی موسی بن اللہفان فی عیسی بن ابی عیسی فی عبد اللہ بن عبید بن عمیر

اسکی کنیت ابو موسی ہے یا ابو محمد غفاری مدنی اصل اسکی کوفی ہے اسکو خیاط یا خاط کہتے ہین یا خباط یحیی بن معین نے کہا پہلے خیاط (درزی) تہا پہر اس نے پیشہ کو چہوڑ کر خیاط ہوا (یعنے کپہے سیچنے لگا خطہ سی) پہر اسکو چہوڑ کر خباط ہوا (یعنے پتے جہاڑنیوالا) تقریب مین ہے کہ یہہ متروک ہے قال مسلم وسمعت الحسن بن عیسی یقول قال لی ابن المبارک اذا قدمت علی جریر فاکتب عنہ کلہ الا حدیث ثلثۃ لا تکتب حدیث عبید کاتب مہتب والسری بن اسمعیل ومحمد بن سالم عیسی نے کہا مجہسے کہا عبداللہ بن مبارک نے جب تو جریر کے پاس جاوے تو اسکا سارا علم لکہہ (یعنے سب حدیثین اوسکی روایت کر) مگر تین آدمیون کی حدیثین مت لکہہ عبیدہ بن مہتب اور سری بن اسمعیل اور محمد بن سالم کی روایتین ف کیونکہ یہ سب ضعیف ہین یزدی نے کہا یہ تینون کوفی ہین اور متروک قال مسلم ابن الحجاج واشباہہ ما ذکرنا من کلام اہل العلم فی متہمی رواۃ الحدیث واخبارہم عن معایبہم کثیر یطول الکتاب بذکرہ علی استقصائہ وفیما ذکرنا کفایۃ لمن فہمہ وعقل مذہب القوم فیما قالوا من ذلک وبینوا مسلم نے کہا اور اسکی مانند جو ہم نے ذکر کیا اہل حدیث کا کلام متہم راویون مین اور انکی علیبون مین بہت ہے جس کے سب بیان کرنے سے کتاب لمبی ہو جاویگی اور جس قدر ہمنے بیان کیا وہ کافی ہے اوس شخص کے لیے جو قوم کا مذہب سمجہ بوجہہ جاوے ف یعنے یہ کتاب کچہ جرح اور تعدیل کی تہوڑی ہے کہ اوسمین سب راویونکا حال بیان کیا جاوے بلکہ جرح اور تعدیل کی تو جداگانہ بڑی بڑی کتابین ہین جنمین تمام راویونکا پورا پورا حال بیان کیا گیا ہے

یہان تو چند راویونکا عیب ایسی حدیث کی

اقوال سے بیان کیا گیا صرف اس مقصد کے لیے کہ اہل حدیث کے نزدیک راویون کا عیب اور سقم بیان کرنا برا نہین اور اسکو غیبت مین داخل نہین کرتے وانما ازموا انفسہم الکشف عن معایب رواۃ الحدیث وناقلی الاخبار وانتقوا بذلک حین سئلوا لما فیہ من عظیم الخطر اذ الاخبار فی امر الدین انما تاتی فی تحلیل او تحریم او امر او نہی او ترغیب او ترہیب فاذا کان الراوی لہا لیس بمعدن للصدق والامانۃ ثم اقدم علی الروایۃ عنہ من قد عرفہ ولم یبین ما فیہ لغیرہ ممن جہل معرفتہ کان اثما بفعلہ ذلک غاشا لعوام المسلمین اذ لا یومن علی بعض من سمع تلک الاخبار ان یستعملہا او یستعمل بعضہا ولعلہا

ف احادیث

اَوْ اَكْثَرُهَا اَكَاذِيْبُ لَا اَصْلَ لَهَا مَعَ اَنَّ الْاَخْبَارَ الصِّحَاحَ مِنْ رِّوَايَةِ الثِّقَاتِ وَاَهْلِ الْقَنَاعَةِ
اَكْثَرُ مِنْ اَنْ يُّضْطَرَّ اِلٰى نَقْلِ مَنْ لَّيْسَ بِثِقَةٍ وَّلَا مُقْنِعٍ ترجمہ اور حدیث کو امامون نے راویون
کا عیب کہولدینا ضرور سمجھا اور اسبات کا فتوی دیا جب اون سے پوچھا گیا اس لیے کہ یہ بڑا اہم کام ہے کیونکہ دین
کی بات جب نقل کیجاویگی تو وہ کسی امر کے حلال ہونے کا لیے ہوگی یا حرام ہونے کے لیے یا اوسمین سببات کا
حکم ہوگا یا کسی بات کی ممانعت ہوگی یا کسی کام کے طرف رغبت دلائی جاویگی یا کسی کام سے ڈرایا جاوے
گا بہرحال جب اوی سچا اور امانت دار نہو پھر اوس سے کوئی روایت کرے جو اُسکی حال کو جانتا ہو اور وہ حال دوسرے
سے بیان کرے جو نہ جانتا ہو تو گنہگار رہوگا اور دھوکا دینے والا ہوگا عوام مسلمانون کو اس لیے کہ بعضے لوگ
اُن حدیثون کو سنینگے اور اُن سب پر یا بعض پر عمل کرینگے اور شاید وہ سب یا اُسمین سے اکثر جھوٹی ہون۔
(اور بعضے نسخون مین یہ ہے کہ اوسمین کم یا بہت جھوٹی ہون) جنکی اصل نہ ہو حالانکہ صحیح حدیثین فقہ لوگون
کی اور جن کے روایت پر قناعت ہوسکتی ہے کیا کم ہین کہ بے اعتبار اور جنکی روایت پر قناعت نہین ہوسکتی
اونکی روایتون کی احتیاج پڑی ف یعنے روایت کرنے کے لیے صحیح حدیثین ہزارون ہین پھر ضرورت
کیا ہے کہ اُنکو چھوڑکر ضعیف اور منکر اور موضوع حدیثون کو نقل کرے وَلَا اَحْسِبُ كَثِيْرًا مِّمَّنْ يُّخَرِّجُ
مِنَ النَّاسِ عَلٰى مَا وَصَفْنَا مِنْ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ الضِّعَافِ وَالْاَسَانِيْدِ الْمَجْهُوْلَةِ يَعْتَمِدُ
بِرِوَايَتِهَا بَعْدَ مَعْرِفَتِهٖ بِمَا فِيْهَا مِنَ الْوَهْنِ وَالضَّعْفِ اِلَّا اَنَّ الَّذِيْ يَحْمِلُهٗ عَلٰى رِوَايَتِهَا
وَالْاِعْتِدَادِ بِهَا اِرَادَةُ التَّكْثِيْرِ عِنْدَ الْعَوَامِّ وَكَاَنْ يُّقَالَ مَا اَكْثَرَ مَا جَمَعَ فُلَانٌ
مِنَ الْحَدِيْثِ وَاَلَّفَ مِنَ الْعَدَدِ وَمَنْ ذَهَبَ فِي الْعِلْمِ هٰذَا الْمَذْهَبَ وَسَلَكَ هٰذَا
الطَّرِيْقَ فَلَا نَصِيْبَ لَهٗ فِيْهِ وَكَانَ بِاَنْ يُّسَمّٰى جَاهِلًا اَوْلٰى مِنْ اَنْ يُّنْسَبَ اِلَى الْعِلْمِ
ترجمہ اور مین سمجھتا ہون کہ جن لوگون نے اس قسم کی ضعیف حدیثین اور مجہول سندین نقل کیمین ہین اور
اُن مین مصروف ہین اور وہ جانتے ہین اون کے ضعف کو تو اُن کی غرض یہ ہے کہ عوام کے نزدیک اپنی کثرت
علم ثابت کرین اور اسلیے کہ لوگ کہین سبحان اللہ فلان شخص نے کتنی بہت حدیثین جمع کی ہین اور
جس شخص کے یہ چال ہے اور اُسکا یہ طریقہ ہے اوسکا علم حدیث مین کچھ حصہ نہین اور وہ جاہل کہلانے کا
زیادہ سزاوار ہے عالم کہلانے سے ف کیونکہ علم وہ ہے جسکو عالم لوگ تسلیم کرین اور جاہل ناواقف
لوگون کا اعتبار ہے وہ اگر ایسے شخص کو بڑا عالم خیال کرین تو اون کے سمجھنے سے کیا ہوتا ہے حدیث کے امام

ف التوقف
ف بذلك
ف العلم

اور فاضل ہمیشہ ایسے شخص کو جو ہر قسم کی حدیثین نقل کرے اور صحیح اور ضعیف مین تمیز نکرے جاہل اور بیوقوف جانینگے - امام نووی نے قاضی عیاض سے نقل کیا ہے کہ راویون کا عیب بیان کرنا جائز ہے بلکہ واجب ہے باجماع علماء اسواسطے کہ شریعت کی حفاظت ضرور ہے اور یہ غیبت مین داخل نہین جو حرام ہے بلکہ نصیحت ہے اللہ اور رسول اور مسلمانون کے لیے یعنی سب کی خیرخواہی ہے اور ہمیشہ سنت محمدی کے فاضل اور پرہیزگار اور تقوی شعار لوگ ایسا کرتے چلے آئے ہین جیسے مسلم نے اس باب مین کتنے ایک بزرگون کے اقوال نقل کیے ہین اور مین نے بھی بخاری کی شرح کے شروع مین چند اقوال اس قسم کے بیان کیے ہین مگر یہ امر ضرور ہے کہ جو شخص راویون کا عیب بیان کرے وہ خدا سے ڈرے اور سمجھ سوچ کر کہے اور سستی اور کاہلی سے پرہیز کرے اور اس شخص کا عیب بیان نکرے جو عیب سے پاک ہو یا جسکا عیب فاش نہوا ہو اس لیے کہ جرح کرنے سے بھی ایک مفسدہ پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ اس راوی کی روایتین قابل اعتبار کے نہین رہتین اور اگلی حدیثین بسبب رد ہو جاتی ہین پھر اگر جرح غلط ہو تو گویا صحیح روایتون اور حدیثونکو رد کیا اسیواسطے جرح اسی شخص کا مقبول ہے جو خود صاحب معرفت مقبول القول ہو ورنہ جرح کرنے والیکو جرح کرنا درست نہین اب یہ بات کہ جرح اور تعدیل دونون مین ایک شخص کا کہنا کافی ہے یا کئی شخص ہونا چاہیین اس مسئلہ مین علماء کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایک شخص کا کہنا کافی ہے پھر یہ بات کہ جرح کا سبب بیان کرنا ضرور ہے یا نہین اسمین بھی اختلاف ہے امام شافعی اور بہت علماء کا یہ قول ہے کہ سبب بیان کرنا ضرور ہے اور جرح مبہم مقبول نہین اور قاضی ابوبکر باقلانی وغیرہ کا یہ قول ہے کہ سبب بیان کرنا ضرور نہین اور بعضون کا یہ قول ہے کہ جو شخص جرح کے اسباب کو پہچانتا ہے اوس کے لیے سبب بیان کرنا ضرور نہین اور جو نہین پہچانتا اوسکو ضرور ہے پھر جن لوگون کے نزدیک جرح مین سبب کا بیان کرنا ضرور ہے وہ کہتے ہین کہ جرح مبہم کا اثر صرف اسیقدر ہوگا کہ اوسکی روایت حجت کے لائق نرہیگی جب تک اس جرح کا ثبوت یا ابطال نہ ہو اب صحیحین مین جو بعضے ایسے راوی ہین جنپر اگلے لوگون نے جرح کی ہے تو اونکی جرح مبہم ہے جو ثابت نہین ہوئی اگر بعضے لوگ جرح کرین اور بعضی تعدیل ایک ہی راوی کی تو قول مختار جسپر جمہور علماء اور محققین ہین یہ ہے کہ جرح قبول کیجاویگی اور جرح مقدم ہے تعدیل پر اگرچہ تعدیل کرنیوالے عدد مین زیادہ ہون اور بعضون نے کہا کہ اگر تعدیل کرنیوالے زیادہ ہون تو تعدیل مقدم ہے مگر صحیح پہلا قول ہے - امام مسلم نے اس باب مین شعبی سے نقل کیا کہ انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حارث اعور نے اور وہ کذاب تھا اور کئی اور شخصون سے نقل کیا کہ حدیث بیان کی ہم سے فلان نے اور وہ متہم تھا اس مقام پر

جواب ۶ روایۃ صحیحین

یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ان اماموں نے ایسے لوگوں سے کیوں روایت کی حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وہ لوگ کذاب اور متہم ہیں اور اسکے کئی جواب ہیں ایک یہ کہ انہوں نے روایت کیا لوگوں کو جتانے کے لیے کہ اوس روایت کے ضعف سے آگاہ ہوجاویں دوسری یہ کہ ضعیف مختصر سے بطور استشہاد اور تائید کے روایت کرنا درست ہے مگر بالانفراد اُسکی روایت حجت پکڑنے کے لائق نہیں تیسری یہ کہ ضعیف شخص کی سب روایتیں جھوٹی نہیں ہوتیں تو حدیث کے امام اوسکی صحیح روایتوں کو پہچان لیتے ہیں اور اُنکو روایت کرتے ہیں اور ضعیف اور باطل کو چھوڑ دیتے ہیں اور یہہ امر اونپر آسان ہے جیسے کسی نے سفیان ثوری سے کہا جب انہوں نے کلبی (محمد بن سائب) سے روایت کرنیکو منع کیا کہ تم کیوں اُس سے روایت کرتے ہو انہوں نے کہا کہ میں اوس کے جھوٹ اور سچ کو پہچان لیتا ہوں چوتھی یہ اکثر ضعیف شخصوں سے ترغیب اور ترہیب اور فضائل اور قصص اور زہد اور اخلاق کی حدیثیں روایت کرتے ہیں جو کسی شی کی حلت یا حرمت سے متعلق نہیں اور اہل حدیث نے اس قسم کی ضعیف روایتوں کو جائز رکھا ہے بشرطیکہ موضوع نہ ہوں لیکن حدیث کے اماموں نے ضعیف لوگوں سے کسی قسم کی روایت کرنا بالانفراد جائز نہیں رکھا نہ محققین علماء نے اور یہ جو بعض فقیہوں کی (جیسے صاحب ہدایہ کے) عادت ہے کہ ہر قسم کی روایت نقل کرتے ہیں یہ عمدہ بات نہیں بلکہ نہایت بری بات ہے اس لیے کہ اگر اُنکو معلوم تھا کہ یہ روایت ضعیف ہے تو درست نہ تھا دلیل لانا اُس سے کیونکہ سب علماء کا اتفاق ہے اُس بات پر کہ ضعیف حدیث احکام شرعیہ میں قابل حجت پکڑنے کے نہیں ہے اور اگر اُنکو معلوم نہ تھا ضعف اُسکا تو بھی درست نہ تھی یہ بات کہ نقل کرتے اوسکو بغیر جانچ ہوئے یا اور اہل علم سے پوچھکر کا ذہبی لینے حدیث بنانیوالوں کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جنکا جھوٹ صاف کھل گیا ہے وہ کئی طرح پر ہیں بعضے تو ایسے کہ صاف ترش لیتے ہیں حضرت پر جو بات آپ نے نہیں فرمائی جیسے زندیق بیدین لوگ جنکے نزدیک دین کی کوئی عظمت یا عزت نہیں یا اسلام کو اچھا اور ثواب سمجھتے ہیں جیسے بعضے جاہل درویش اور صوفی کہ فضائل اور اخلاق میں لوگوں کو رغبت دلانے کے لیے حدیثیں بنا لیتے ہیں یا اپنا فخر جتانے کے لیے نئی اور نادر روایتوں سے جیسے فاسق اہل حدیث کرتے ہیں یا تعصب سے اپنا مذہب ثابت کرنے کے لیے جیسے بدعتی شیعہ اور قدریہ اور جہمیہ خذلہم اللہ تعالی اور اہل علم کے نزدیک ہر ایک طبقہ کے لوگ ان میں سے معین اور معلوم ہو گئے ہیں اور بعضی ان کذابین میں سے ایسے ہیں جو حدیث کے متن کو نہیں بناتے لیکن اوسکے لیے ایک صحیح سند تراش لیتے ہیں اور بعضی سند کو اولٹ پلٹ دیتے ہیں اور بعضی

اوسمین بڑہادیتے ہین اور اس سے قصد و اپنا فضل ظاہر کرنا یا اپنی جہالت رفع کرنا ہوتا ہے اور بعضے اس طرح جھوٹ بولتے ہین کہ جس سے نہین سنا اُس سے کہتے ہین ہم نے سنا ہے یا جس سے نہین ملی اوس سے ملنا بیان کرتے ہین اور اُس کی صحیح حدیثین نقل کرتے ہین اور بعضے کیا کرتے ہین کہ صحابی یا تابعی یا حکیم کے قول کو بڑہا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کر دیتے ہین اس سب قسمون کے لوگ کذاب ہین اور متروک ہین اہلحدیث کے نزدیک اسی طرح وہ شخص جو حدیث کی روایت پر جرات کرتا ہے بغیر اُسکو تحقیق کیے ہوئے اور جانچے ہوئے تو ایسے لوگون سے روایت نہین کرتے نہ اونکی روایتین قبول کرتے ہین اگرچہ صرف ایک ہی بار انہون نے ایسا کیا ہو کیونکہ جب ایک بار بے احتیاطی کی تو اونکا اعتبار جاتا رہا جیسے جھوٹا گواہ ایک بار جھوٹی گواہی دینے سے اُسکی گواہی اعتبار کے لائق نہین رہتی پھر اگر ایسا شخص توبہ کرے تو آیندہ بھی اُسکی روایت قبول ہوگی یا نہ ہوگی اس مین اختلاف ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ قبول ہو اس لیے کہ توبہ سے سب قسم کے گناہ معاف ہوجاتے ہین اور جنہون نے آیندہ بھی قبول نہ کیا اونکی حجت یہ ہے کہ یہ گناہ نہایت سخت ہے یعنے حضرت پر جھوٹ باندہنا تو اسکی سزا بھی سخت ہونا چاہیے کیونکہ آپ نے خود فرمایا کہ مجھپر جھوٹ باندہنا ایسا نہین ہے جیسے اور کسی پر جھوٹ باندہنا۔ دوسرے قسم کا ذہبی کی یہ ہے کہ حدیث مین تو وے کسی قسم کا جھوٹ نہین بولتے لیکن اور دنیا کی باتون مین جھوٹ بولتے ہین ایسے لوگون کی روایت بھی قبول نہین ہوتے نہ اون کی گواہی قبول ہے البتہ اگر توبہ کرین۔ تو قبول ہوسکتی ہے پر اگر ایک آدہ جھوٹ کسی دنیا کی بات مین نکل جاوے اور وہ معلوم اور مشہور نہو تو اُسکی روایت قبول ہوگی کیونکہ احتمال ہے کہ اوس سے غلطی ہوئی یا وہم ہوا اور جو وہ خود اکیرتہ جھوٹ بولنے کا اقرار کرے بطریقہ کہ اُسکا جھوٹ سے کسی مسلمان کو نقصان نہ پہنچا ہو اور پھر توبہ کرے تو بھی اُسکی روایت قبول ہوگی کیونکہ یہ نادر ہے اور اُن گناہون مین نہین ہین جو انسان کو ہلاک کر دیتے ہین اور اس قسم کی خطائین اکثر لوگون سے سرزد ہوجاتی ہین ایسا ہی حکم ہے اُس جھوٹ کا جو بطریق تعریض یا طنز کے ہو کیونکہ وہ درحقیقت جھوٹ نہین اگرچہ صورت مین جھوٹ ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوالجہم کو کہ وہ اپنی لاٹھی کندہے سے زمین پر نہین رکہتا (یعنے اکثر مار پیٹ کیا کرتا ہے) ایسا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی کیا کہ اپنی بی بی کو بہن بتلایا یہ تو ریہ ہے جو بنظر مصلحت درست ہے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا (نووی) **باب** صِفَةِ الِاحْتِجَاجِ بِالْحَدِيثِ الْمُعَنْعَنِ إِذَا أَمْكَنَ لِقَاءُ الْمُعَنْعِنِ وَلَمْ يَكُنْ مُدَلِّسًا یہ باب بیان مین اس بات کے کہ معنعن حدیث سے حجت پکڑنا صحیح ہے جب معنعن والون کی ملاقات ممکن ہو اور اُن مین

کوئی تدلیس کرنے والا نہو ف معنعن اوس حدیث کو کہتے ہین جسکی اسناد مین فلان عن فلان ہو یعنی فلان نے فلانے سے اور اوس نے فلانے سے روایت کیا چونکہ ایسی اسناد مین راوی یون نہین کہتا کہ مین نے فلان سے سنا یا اوس نے مجھسے بیان کیا تو شبہ ہوتا ہے کہ ایک نے دوسرے سے سنا ہے یا نہین ایسا نہو کہ بیچ مین کوئی راوی رہ گیا ہو اسلئے معنعن حدیث کی حجت ہونے مین علما کا اختلاف ہے بعضون کا یہ قول ہے کہ اگر ایک راوی نے دوسرے کا زمانہ پایا ہو اور اوسکی ملاقات اوس سے ممکن ہو تو وہ روایت محمول ہوگی اتصال پر اور حجت ہوگی امام مسلم کا یہی مذہب ہے اور اس باب مین اسیکو ثابت کیا ہے اور بعضے یہ کہتے ہین کہ صرف ملاقات کا ممکن ہونا کافی نہین بلکہ ضرور ہے کہ کم سے کم ایکبار اوس راوی کے دوسرے راوی سے ملاقات ہوجانا ثابت ہوجاوے امام مسلم نے کہا کہ یہ قول اعتبار کے لائق نہین اور بالکل نیا مذہب ہے جو اہل علم مین سے کسی نے اختیار نہین کیا اور بدعت ہی پر محققین علما نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور مسلم کے مذہب کو ضعیف کیا ہے علی بن المدینی اور بخاری اور ایک جماعت علما مسلم کے خلاف مین ہین بلکہ بعضون نے اس سے زیادہ اور شرطین بھی کی ہین کہ اوس راوی کے دوسرے راوی سے ملاقات معلوم اور ثابت ہو ہوی اور اون مین صحبت رہی ہو مگر ابن مدینی اور بخاری نے جو قول اختیار کیا ہے وہی صحیح ہے کہ جب کم سے کم ایک بار ملاقات ثابت ہوگئی تو روایت متصل سمجھی جاوے گی کیونکہ راوی کا حال معلوم ہے کہ اوسکی عادت تدلیس کی نہین تدلیس کے معنے چھپانا اور اصطلاح اہل حدیث مین تدلیس اسکو کہتے ہین کہ راوی اپنے شیخ کو جس سے حدیث سنی ہے چھپا کر اوس کے اوپر کے راوی کا نام لیوے تا لوگون کو معلوم ہو کہ اس نے اوس سے سنا ہے اور یہ عادت بعضے اہل حدیث کی تھی جنکا حال معلوم ہوگیا ہے کہ وہ اپنا علو اسناد بتلانے کے لیے یا کسی ادنے شخص سے روایت کرنے مین شرم کرکے تدلیس کیا کرتے تھے پھر اگر ایسا مدلس کرنے والا راوی معنعن حدیث مین ہو تو وہان ایک بار ملاقات ہونا یا ملاقات ممکن ہونا کسی کے نزدیک حدیث کے متصل ہونے کے لیے کافی نہوگا جب تک صاف معلوم نہ ہوجاوے کہ درحقیقت اس مدلس راوی کی صحبت اور ملاقات دوسرے راوی سے ہوئی تھی بعضون نے یہ کہا ہے کہ معنعن روایت بالکل کسی صورت مین حجت کے لائق نہین مگر یہ قول مردود ہے باجماع سلف اسکو کسینے اختیار نہین کیا (نووی مع زیادہ) نووی نے اس باب کی ترجمہ کو اسطرح قائم کیا ہے جیسا اوپر لکھا گیا لیکن نسخہ مطبوعہ کلکتہ مین یہ باب یون لکھا ہے باب مَا يُتَحَرَّزُ بِهِ رِوَايَةُ الرَّاوِي بَعْضِهِمْ عَنْ بَعْضٍ وَالتَّنْبِيهِ عَلَى مَنْ غَلِطَ فِي ذَلِكَ یعنی باب بیان مین اس بات کی کہ کیونکر صحیح ہوتی ہے روایت ایک راوی کی دوسرے راوی سے اور بیان اوس غلطی کا جو لوگون نے اسمقام مین کی ہے۔ اگرچہ یہ ترجمہ

بھی برا نہیں پر نووی نے جو ترجمہ کیا ہے وہ زیادہ مناسب ہے اور اولیٰ ہے اسواسطے ہم نے اوسی کو اختیار کیا اور
وجہ اس اختلاف کی وہی ہے جو اوپر گذری کہ امام مسلم نے خود تو باب کا ترجمہ لکھے نہیں لوگوں نے اُن کے بعد اپنے
اپنے مناسب دیکھکر اپنی رائے سے باب قائم کر لیے ہم بھی جو ترجمہ زیادہ مناسب ہوگا اوسی کو لکھا کرینگے
وقد تکلم بعض متخلی الحدیث من اھل عصرنا فی تصحیحہ الاسانید وسقیمھا بقول لو صرح
عن حقیقتہ وذکر مسادہ صحیحا کان رایا متینا ومذھبا صحیحا اذ الاعراض عن القول
المطرح احری لامانتہ واحمال ذکر قائلہ واجدر ان لا یکون ذلک تنبیھا لجھال الغیر
غیر اننا انما خوفنا من شرور العواقب واغترار الجھلۃ بمحدثات الامور واسرعھم
الی الاعتقاد خفاء المختبین والاقوال الساقطۃ عند العلماء رایا الکشف عن مساد قولہ و
رد مقالتہ بقدر ما یبین بھا من الرد اجدی عن الانام واحمد للعاقبۃ ان شاء اللہ

ترجمہ امام مسلم فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں بعضے ایسے لوگوں نے جنہوں نے حدیث میں محدث
قرار دیا ہے اسناد کی صحت اور سقم میں ایک قول بیان کیا ہے اگر ہم بالکل اوسکو نقل نکریں اور اوسکا ابطال
لکھیں تو عمدہ تجویز ہوگی اور ٹھیک رستہ ہوگا اس لیے کہ غلط بات کیطرف التفات نہ کرنا اور اوسکو مٹھی کے لیے
اور اوسکے کہنے والے کا نام کھو دینے کے لیے بہتر ہے اور مناسب ہے جاہلوں کے لیے تاکہ خبر ہی نہو اوس غلط
بات کی مگر سوچ سمجھ کر ہم انجام کی برائی سے ڈرتے ہیں اور یہ بات دیکھتے ہیں کہ جاہل نئی بات پر فریفتہ ہو جاتے
ہیں اور غلط بات پر جلد اعتقاد کر لیتے ہیں جو علماء کے نزدیک ساقط الاعتبار ہوتی ہے ہم نے اوس قول کی غلطی
بیان کرنا اور اوسکو رد کرنا جیسا چاہیے لوگوں کے لیے بہتر اور فائدہ مند خیال کیا اور اوسکا انجام بھی نیک ہوگا
اگر خدا عزوجل چاہے وزعم القائل الذی انتحینا الکلام علی الحکایۃ عن قولہ والاخبار
عن سوء روایتہ ان کل اسناد لحدیث فیہ فلان عن فلان قد احاط العلم بانھم قد
کانا فی عصر واحد وجائز ان یکون الحدیث الذی روی الراوی عمن روی عنہ قد
سمعہ منہ وشافھہ بہ غیر انہ لا یعلم لہ منہ سماعا ولم یجد فی شیء من الروایات
انھما التقیا قط او تشافھا بحدیث ان الحجۃ لا تقوم عندہ بکل خبر جاء ھذا المجیء حتی
یکون عندہ العلم بانھما قد اجتمعا من دھرھما مرۃ فصاعدا او تشافھا بالحدیث
بینھما او یرد خبر فیہ بیان اجتماعھما او تلاقیھما مرۃ من دھرھما فما فوقھا فان

لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ عِلْمُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَأْتِ رِوَايَةٌ تُخْبِرُ اَنَّ هٰذَا الرَّاوِيَ عَنْ صَاحِبِهِ قَدْ لَقِيَهُ مَرَّةً وَسَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ فِي نَقْلِهِ الْخَبَرَ عَمَّنْ رُوِيَ عَنْهُ عِلْمُ ذٰلِكَ وَلَا اَمْرٌ مَرْسُومًا وَصِفَاتُ حُجَّةٍ وَكَانَ الْخَبَرُ عِنْدَهُ مَوْقُوفًا حَتّٰى يَرِدَ عَلَيْهِ سَمَاعُهُ مِنْهُ لِشَيْءٍ مِنَ الْحَدِيْثِ قَلَّ اَوْ كَثُرَ فِيْ رِوَايَةٍ مِثْلِ مَا وَرَدَ

ترجمہ اور اس شخص نے جس کے قول سے ہم نے گفتگو شروع کی اور جسکی فکر اور خیال کو ہم نے باطل کہا یوں گمان کیا ہے کہ جو اسناد ایسا ہو جسمین فلان عن فلان ہو اور یہ بات معلوم ہو گئی ہو کہ وہ دونون ایک زمانہ مین تھے اور ممکن ہو کہ حدیث ایک نے دوسرے سے سنی ہو اور اس سے ملا ہو مگر ہمکو یہ معلوم نہین ہوا کہ اوس نے اوسسے سنا ہے نہ ہم نے کسی روایت مین اسبات کی تصریح پائی کہ وہ دونون ملے تھے اور ان مین منہ در منہ بات چیت ہوئی تھی تو ایسے اسناد سے جو حدیث روایت کیجاوے وہ حجت نہین ہے جب تک یہ بات معلوم نہو کہ کم سے کم وہ دونون اپنی عمر مین ایکبار ملے تھے اور ایک نے دوسرے سے بات چیت کی تھی یا ایسی کوئی حدیث روایت کی جاوے جسمین اس امر کا بیان ہو کہ وہ دونون کی ملاقات ایک بار زیادہ ہوئی تھی اگر اسبات کا علم نہو اور نہ کوئی حدیث ایسی روایت کیجاوے جس سے ملاقات اور سماع کا ثبوت ہو تو ایسی حدیث کا لقل کرنا جس سے ملاقات کی علم نہ ہو ایسی حالت مین حجت نہین ہے اور وہ حدیث موقوف رہیگی یہانتک کہ اون دونون کا سماع تھوڑا یا بہت دوسری روایت سے معلوم ہو وَهٰذَا الْقَوْلُ يَرْحَضُكَ اللّٰهُ فِي الطَّعْنِ فِي الْاَسَانِيْدِ قَوْلٌ مُخْتَرَعٌ مُسْتَحْدَثٌ غَيْرُ مَسْبُوْقٍ صَاحِبُهُ اِلَيْهِ وَلَا مُسَاعِدَ لَهُ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلَيْهِ وَذٰلِكَ اَنَّ الْقَوْلَ الشَّائِعَ الْمُتَّفَقَ عَلَيْهِ بَيْنَ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْاَخْبَارِ وَالرِّوَايَاتِ قَدِيْمًا وَحَدِيْثًا اَنَّ كُلَّ رَجُلٍ ثِقَةٍ رَوٰى عَنْ مِثْلِهِ حَدِيْثًا وَجَائِزٌ مُمْكِنٌ لَهُ لِقَاؤُهُ وَالسَّمَاعُ مِنْهُ لِكَوْنِهِمَا جَمِيْعًا كَانَا فِيْ عَصْرٍ وَاحِدٍ وَاِنْ لَمْ يَأْتِ فِيْ خَبَرٍ قَطُّ اَنَّهُمَا اجْتَمَعَا وَلَا تَشَافَهَا بِكَلَامٍ فَالرِّوَايَةُ ثَابِتَةٌ وَالْحُجَّةُ بِهَا لَازِمَةٌ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ هُنَاكَ دَلَالَةٌ بَيِّنَةٌ اَنَّ هٰذَا الرَّاوِيَ لَمْ يَلْقَ مَنْ رَوٰى عَنْهُ اَوْ لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ شَيْئًا فَاَمَّا وَالْاَمْرُ مُبْهَمٌ عَلَى الْاِمْكَانِ الَّذِيْ فَسَّرْنَا فَالرِّوَايَةُ عَلَى السَّمَاعِ اَبَدًا حَتّٰى يَكُوْنَ الدَّلَالَةُ الَّتِيْ بَيَّنَّا

ترجمہ اور یہ قول اسناد کے باب مین خدا تجھپر رحم کرے ایک نیا ایجاد کیا ہوا ہے جو پہلے کسی نے نہین کہا نہ حدیث کے عالمون نے اوسکی موافقت کی ہے اس لیے کہ مشہور مذہب جس پر اتفاق ہے اہل علم کا اگلے اور پچھلون کا وہ یہ ہے کہ جب کوئی ثقہ شخص کسی ثقہ شخص سے کوئی ایک حدیث کو اور ان دونون کی ملاقات جائز اور ممکن ہو (باعتبار سن اور عمر کے) اسوجہ سے کہ وہ دونون ایک زمانے مین موجود

تھی اگرچہ کسی حدیث مین اسبات کی تصریح نہ ہو کہ وہ دونون ملے تھے یا اُن مین روبرو بات چیت ہوئی تھی
تو وہ حدیث حجت ہی اور وہ روایت ثابت ہی البتہ اگر اس امر کی دربان کوئی کہلی دلیل ہو کہ درحقیقت یہ راوی
دوسرے راوی سے نہین ملا یا اوس سے کچھ نہین سُنا تو وہ حدیث حجت نہوگی لیکن جب تک یہ امر مبہم رہی (یعنے گول گول
اور کوئی دلیل نہ سنے اور نہ ملنے کی نہو) تو صرف ملاقات کا ممکن ہونا کافی ہوگا اور وہ روایت سماع پر محمول کی
جاویگی فَيُقَالُ لِمُخْتَرِعِ هٰذَا الْقَوْلِ الَّذِي وَصَفْنَا مَقَالَتَهُ أَوَ لِلذَّابِّ عَنْهُ قَدْ أَعْطَيْتَ فِي جُمْلَةِ
قَوْلِكَ أَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ الثِّقَةِ حُجَّةٌ يَلْزَمُ بِهِ الْعَمَلُ ثُمَّ أَدْخَلْتَ فِيهِ الشَّرْطَ بَعْدُ فَقُلْتَ
حَتَّى يُعْلَمَ أَنَّهُمَا قَدْ كَانَا الْتَقَيَا مَرَّةً فَصَاعِدًا أَوْ سَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا فَهَلْ تَجِدُ هٰذَا الشَّرْطَ
الَّذِي اشْتَرَطْتَهُ عَنْ أَحَدٍ يَلْزَمُ قَوْلُهُ وَرِوَايَتُهُ فَهُمْ دَلِيلًا عَلَى مَا زَعَمْتَ فَإِنِ ادَّعَى قَوْلَ أَحَدٍ
مِنْ عُلَمَاءِ السَّلَفِ بِمَا زَعَمَ مِنْ إِدْخَالِ الشَّرِيطَةِ فِي تَثْبِيتِ الْخَبَرِ طُولِبَ بِهِ وَلَنْ يَجِدَ هُوَ
وَلَا غَيْرُهُ إِلَى إِيجَادِهِ سَبِيلًا وَإِنْ هُوَ ادَّعَى فِيمَا زَعَمَ دَلِيلًا يُحْتَجُّ بِهِ قِيلَ لَهُ وَمَا دَلَّكَ أَنَّ الَّذِي

ترجمہ پھر جس شخص نے یہ قول نکالا ہے یا اوسکی حمایت کرتا ہی اوس سے یون گفتگو کرین گے کہ خود تیری ہی
کلام سے یہ بات نکلی کہ ایک ثقہ شخص کی روایت دوسرے ثقہ شخص کی حجت ہی جسپر عمل کرنا واجب ہی ف اسمقام
پر امام مسلم نے ایک بڑا ضروری قاعدہ شرع کا بیان کیا وہ کیا ہے عمل کرنا خبر واحد پر علماء نے کہا ہی کہ حدیث
یعنے خبر دو قسم کی ہے ایک متواتر ایک احاد متواتر وہ ہی جس کے روایت کرنیوالے اتنے آدمی ہون کہ اُن سب کا
جھوٹا ہونا عقل کے نزدیک محال معلوم ہو اور ہر طبقے مین اوسکے راوی اسی کثرت سے ہون اس قسم کی روایت سے تو علم
ہی حاصل ہوتا ہے یعنے یقین اور اسپر عمل ہی واجب ہوتا ہے خبر احاد وہ ہی جسکو ہر طبقے مین سے تھوڑے راویون نے نقل
کیا ہو خواہ ایک ہی راوی نے نقل کیا ہو یا زیادہ نے اگرچہ بعضے طبقون مین اُسکے راوی کثرت سے ہون مثلاً ایک
ہی صحابی نے ایک حدیث کو روایت کیا ہے پر بہت سے تابعین نے اوس صحابی سے سنا ہے تو اگرچہ وہ حدیث مشہور
ہوگی پر خبر احاد مین داخل ہے خبر احاد کے حکم مین علماء کا بہت اختلاف ہی مگر جمہور اہل اسلام صحابہ اور تابعین اور اُنکے
بعد اور محدثین اور فقہا اور علماء کا مذہب یہ ہی کہ خبر واحد کا راوی اگر ثقہ ہو تو وہ حجت ہی اور اُس سے ظن حاصل ہوتا
ہے اگرچہ یقین جیسا متواتر سے حاصل ہوتا ہے نہین ہوتا اور اسپر عمل کرنا واجب ہی اور اوسکے مقابلہ مین قیاس اور رائے
کو ترک کرنا چاہیے اور خبر احاد پر عمل واجب نہو تو سارا احادیث کا علم بیکار ہو جاتا ہے کیونکہ حدیثین متواتر ایک یا دو ہی نہین
نہین ہین سب احاد ہین پھر سوا قرآن کے کچھ باقی نہین رہتا اور قدریہ اور رافضہ کا قول یہ ہی کہ خبر واحد پر عمل واجب نہین

ہے اور بعضی اہل حدیث کا قول یہ ہے کہ خبر واحد علم اور عمل دونون کو موجب ہے مثل خبر متواتر کے اس لیے کہ راوی ثقہ اور معتبر ہے اور بعضون کا قول یہ ہے کہ بخاری اور مسلم کے احاد حدیثین علم کو موجب ہین اور عمل کو بھی باقی کتابون کی احاد حدیثین صرف عمل کو موجب ہین مگر یہ سب اقوال ضعیف ہین اور صحیح وہی ہے جو پہلے بیان ہوا کہ خبر واحد پر عمل واجب ہوتا ہے اور اس سے علم یقین حاصل نہین ہوتا اسی واسطے اعتقادات مین خبر واحد پر بھروسا نہین ہوسکتا البتہ اگر اخبار احاد بہت سے ہون جن سے ایک مشترک مضمون پیدا ہو تو وہ مضمون متواتر ہوجاویگا اور ایسی حدیث کو متواتر المعنی کہتے ہین اسمین اگرچہ ہر حدیث کے الفاظ متواتر نہین ہوتے پر اون سب کا حاصل مضمون متواتر خیال کیا جاتا ہے اور اسپر یقین کرنا لازم ہے شفاعت اور علامات قیامت اور ظہور مہدی اور اکثر اعتقادات کے متعلق مضامین اسی قسم کے ہین جنکے مضامین مختلف حدیثون اور روایتون سے متواتر ہوگئے ہین ف۵۵ پھر تو نے خود ایک شرط بعد کو بڑھادی کہ جب یہ بات معلوم ہوجاوے کہ وہ دونون اپنی عمر مین ایک بار ملے ہے یا زیادہ اور ایک نے دوسرے سے سنا تھا اب اس شرط کا ثبوت کسی ایسے شخص کے قول سے پاتا ہے جسکا ماننا ضرور ہو گا ایسا کوئی قول نہین ہے تو اور کوئی دلیل اپنے دعوی پر لا اگر وہ یہ کہے کہ اس باب مین سلف کا قول ہی یعنی اس شرط کے ثبوت کے لیے تو کہا جاویگا کہان ہی لا پھر نہ اسکو کوئی قول ملیگا نہ اور کسیکو اور اگر وہ اور کوئی دلیل قائم کرنا چاہے تو پوچھینگے وہ دلیل کیا ہے فَإِنْ قَالَ قُلْتُهُ لِأَنِّي وَجَدْتُ رُوَاةَ الْأَخْبَارِ قَدِيمًا وَحَدِيثًا يَرْوِي أَحَدُهُمْ عَنِ الْآخَرِ الْحَدِيثَ وَلَمَّا يُعَايِنْهُ وَلَا سَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا قَطُّ فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ وَاسْتَجَازُوا رِوَايَةَ الْحَدِيثِ بَيْنَهُمْ هَلَكَا عَلَى الْإِرْسَالِ مِنْ غَيْرِ سَمَاعٍ وَالْمُرْسَلُ مِنَ الرِّوَايَاتِ فِي أَصْلِ قَوْلِنَا وَقَوْلِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْأَخْبَارِ لَيْسَ بِحُجَّةٍ احْتَجْتُ لِمَا وَصَفْتُ مِنْ هَذِهِ الْعِلَّةِ إِلَى الْبَحْثِ عَنْ سَمَاعِ الرَّاوِي كُلَّ خَبَرٍ عَنْ رَاوِيهِ فَإِذَا أَنَا عَلِمْتُ عَلَى سَمَاعِهِ مِنْهُ لِأَدْنَى شَيْءٍ تَبَتَ عِنْدِي بِذَلِكَ جَمِيعُ مَا يَرْوِي عَنْهُ بَعْدُ فَإِنْ عَزَبَ عَلَى مَعْرِفَةِ ذَلِكَ أَوْقَفْتُ الْخَبَرَ وَلَمْ يَكُنْ عِنْدِي مَوْضِعَ حُجَّةٍ لِإِمْكَانِ الْإِرْسَالِ فِيهِ ف۵۶ ترجمہ پھر اگر وہ شخص یہہ کہے مین نے یہ مذہب سہل اختیار کیا ہے کہ مین نے حدیث کے تمام اگلے اور پچھلے راویون کو دیکھا کہ ایک دوسرے سے حدیث روایت کرتے ہین حالانکہ اوس ایک نے اوس دوسرے کو دیکھا نہ اوس سے سنا تو جب مین نے دیکھا کہ انہون نے جائز رکھا ہے مرسل کو روایت کرنا بغیر سماع کے اور مرسل روایت ہمارے اور علم والون کے نزدیک حجت نہین ہے ف۵۷ مرسل کہتے ہین اوس روایت کو جسکے اسناد مین اتصال نہ ہو یعنی کوئی اوپر سے بیچمین سے چھوٹ گیا ہو مثلاً تابعی یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا ہے اور صحابی کو ذکر نہ کرے جس سے اس

تابعی نے سنا ہو منقطع اور معضل بھی اسی کی قسمیں ہیں مگر منقطع اوس روایت کو کہتے ہیں جو تبع تابعی صحابی سے روایت کرے یا بیچ کے راویوں میں سے کوئی راوی چھوٹ جاوے اور معضل وہ جس میں دو راوی برابر چھوٹ گئے ہوں مرسل حدیث کے قبول کرنے میں علماء کا بہت اختلاف ہے مشہور مذہب یہ ہے کہ وہ حجت نہیں اور یہی قول ہے شافعی اور ایک جماعت فقہا کا اور مالک ابو حنیفہ اور احمد اور اکثر فقہا کا قول یہ ہے کہ مرسل روایت حجت ہے جب اس کا راوی ثقہ ہو۔

ف تو احتیاج پڑے مجھکو راوی کے سماع دیکھنے کی جسکو وہ روایت کرتا ہے دوسرے سے پھر اگر مجھے کہیں ذرا بھی ثابت ہو گیا کہ اوس نے سنا ہے دوسرے راوی سے تو اوسکی تمام روایتیں اوس سے درست ہونگیں اگر بالکل مجھے معلوم نہ ہوا کہ اُس نے اوس سے سنا ہے تو میں روایت کو موقوف رکھونگا اور میرے نزدیک وہ روایت حجت نہ ہوگی اس لیے کہ ممکن ہے اوسکا مرسل ہونا یہ دلیل ہوئی مخالف کی اب اوسکا جواب آگے مذکور ہوتا ہے فَيُقَالُ لَهُ فَإِنْ كَانَتِ الْعِلَّةُ فِي تَضْعِيفِكَ الْخَبَرَ وَتَرْكِكَ الِاحْتِجَاجَ بِهِ إِمْكَانَ الْإِرْسَالِ فِيهِ لَزِمَكَ أَنْ لَا تُثْبِتَ إِسْنَادًا مُعَنْعَنًا حَتَّى تَرَى فِيهِ السَّمَاعَ مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى آخِرِهِ وَذَلِكَ أَنَّ الْحَدِيثَ الْوَارِدَ عَلَيْنَا بِإِسْنَادِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ فَبِيَقِينٍ تَعْلَمُ أَنَّ هِشَامًا قَدْ سَمِعَ مِنْ أَبِيهِ وَأَنَّ أَبَاهُ قَدْ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ كَمَا تَعْلَمُ أَنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَمِعَتْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ يَكُونُ إِذَا لَمْ يَقُلْ هِشَامٌ فِي رِوَايَةٍ يَرْوِيهَا عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ أَوْ أَخْبَرَنِي أَنْ يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَبِيهِ فِي تِلْكَ الرِّوَايَةِ إِنْسَانٌ آخَرُ أَخْبَرَهُ بِهَا عَنْ أَبِيهِ وَلَمْ يَسْمَعْهَا هُوَ مِنْ أَبِيهِ لِمَا أَحَبَّ أَنْ يَرْوِيَهَا مُرْسَلًا وَلَا يُسْنِدُهَا إِلَى مَنْ سَمِعَهَا مِنْهُ وَكَمَا يُمْكِنُ ذَلِكَ فِي هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ أَيْضًا مُمْكِنٌ فِي أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَكَذَلِكَ كُلُّ إِسْنَادٍ لِحَدِيثٍ لَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ سَمَاعِ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ وَإِنْ كَانَ قَدْ عُرِفَ فِي الْجُمْلَةِ أَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ قَدْ سَمِعَ مِنْ صَاحِبِهِ سَمَاعًا كَثِيرًا وَيَجُوزُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ أَنْ يُرْسِلَ فِي بَعْضِ الرِّوَايَةِ فَيَسْمَعُ مِنْ غَيْرِهِ عَنْهُ بَعْضَ أَحَادِيثِهِ ثُمَّ يُرْسِلُهُ عَنْهُ أَحْيَانًا وَرُبَّمَا يُسَمِّي مَنْ سَمِعَ مِنْهُ وَيَنْشَطُ أَحْيَانًا فَيُسَمِّي الرَّجُلَ الَّذِي حَمَلَ عَنْهُ الْحَدِيثَ وَيَتْرُكُ الْإِرْسَالَ ترجمہ اوس سے کہا جاویگا اگر تیرے نزدیک شے کو ضعیف کرنیکی اور اسکو حجت نہ سمجھنے کی علت صرف ارسال کا ممکن ہونا ہے (جیسے اوس نے خود کہا کہ جب سماع ثابت نہ ہوا تو وہ روایت حجت نہ ہوگی کیونکہ ممکن ہے اسکا مرسل ہونا) تو لازم آتا ہے کہ تو کسی اسناد معنعن کو زمانے تک اول سے لیکر آخر تک اوس میں تصریح نہ ہو سماع کی (یعنے ہر راوی دوسرے سے یوں روایت کرے کہ میں نے اُس سے سنا مثلاً جو حدیث ہمکو پہنچی ہشام کی روایت سے

اوس نے اپنے باپ عروہ سے اوس نے حضرت عائشہ سے تو ہم یقینا جانتے ہین کہ ہشام نے اپنے باپ سے سنا ہی اور اسکے باپ عروہ نے حضرت عائشہ سے سنا ہے جیسے ہم اس بات کو یقین جانتے ہین کہ حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا باوجود اسکے احتمال ہے کہ اگر کسی روایت مین ہشام یون کہے کہ مین نے عروہ سے سنا ہی یا عروہ نے مجھ خبر دی۔ (بلکہ صرف عن عروہ کہے) تو ہشام اور عروہ کے بیچ مین ایک اور شخص ہو جس نے عروہ سے سنکر ہشام کو خبر دی ہو اور خود ہشام نے اپنے باپ سے اُس روایت کو نہ سنا ہو لیکن ہشام نے اسکو مرسلاً روایت کرنا چاہا اور جس کے ذریعے سے سنا اُسکا ذکر کرنا مناسب نہ جانا اور جیسے یہ احتمال ہشام اور عروہ کے بیچ مین ہے ویسے ہی عروہ اور حضرت عائشہ کے بیچ مین بھی ہوسکتا ہی اسیطرح ہر ایک اسناد مین جسمین سماع کی تصریح نہین اگرچہ یہ بات معلوم ہووے کہ ایک دوسرے سے بہت روایتین سنی ہین مگر یہ ہوسکتا ہے کہ بعضی روایتین اوس سے نہ سنی ہون بلکہ کسی اور کے ذریعے سے سنکر اوسکو مرسلاً نقل کیا ہو جس کے ذریعے سے سنا اسکا نام نہ لیا اور کبھی اس احتمال کو رفع کرنے کے لیے اوسکا نام بھی لے دیا اور ارسال کو ترک کیا ﴿ حاصل جواب یہ ہی کہ جب احتمال ارسال کا حدیث کو حجت ہونے کے لیے کافی ہوا تو احتمال قدوان بھی موجود ہے جہان ایک اوی کی ملاقات دوسرے راوی سے ثابت ہوجاوے کیونکہ ملاقات کا ہونا اس بات کو مستلزم نہین کہ تمام حدیثین اسکی روایت کی ہوئین خود اوسی سے سن لی ہون بلکہ ہے کہ کچھ اسسے خود سنی کچھ اور لوگون کی وساطت سے سنی تو ملاقات کا معلوم ہونا بھی احتمال رفع کرنے کے لیے کافی نہوا پھر اس شرط لگانے سے حاصل ہی کیا ہوا بلکہ اور ضرر پیدا ہوا کہ ہزارون صحیح متصل روایتین جو عن عن کے ساتھ مروی ہین ایک بے بنیاد احتمال سے بیکار ہوگئین۔ مخالف اسکا جواب یہ دیسکتا ہے کہ مطلق احتمال رفع اتصال کے لیے کافی نہین جب ملاقات ثابت ہوگئی تو جانب اتصال کو ترجیح ہے اور جانب ارسال مرجوح تو اعتبار اتصال ہی کا ہوگا کیونکہ وہی ظاہر ہے اور ظن غالب بھی اسیکا ہی اسلیے کہ راوی مدلس نہین برخلاف اُس صورت کے جہان ملاقات ایک بار بھی ثابت نہین ہوی وہان جانب اتصال اور ارسال دونون مساوی ہین اسلیے شک اور تردد ہوا اور وہ مستلزم ہی روایت کی موقوف ہونے کو وَمَا قُلْنَا مِنْ هٰذَا مَوْجُوْدٌ فِي الْحَدِيْثِ الْمُسْتَفِيْضِ مِنْ فِعْلِ ثِقَاتِ الْمُحَدِّثِيْنَ وَ اَئِمَّةِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَسَنَذْكُرُ مِنْ رُوَاياتِهِمْ عَلَى الْجِهَةِ الَّتِيْ ذَكَرْنَا عَدَدًا نَسْتَدِلُّ بِهَا عَلَى اَكْثَرِ مِنْهَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَمِنْ ذٰلِكَ اَنَّ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيَّ وَابْنَ الْمُبَارَكِ وَوَكِيْعًا وَابْنَ نُمَيْرٍ وَجَمَاعَةً غَيْرَهُمْ رَوَوْا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحِلِّهِ وَلِحُرْمِهِ بِاَطْيَبِ مَا اَجِدُ فَرَوٰى هٰذِهِ الرِّوَايَةَ يَحْيٰى اللَّيْثُ بْنُ

سَعْدٍ وَدَاوُدُ الْعَطَّارُ وَحُمَيْدُ بْنُ الْاَسْوَدِ وَوُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ وَاَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ امام مسلم فرماتے ہین کہ احتمال جو ہم نے بیان کیا (صرف فرضی اور خیالی نہین ہے) بلکہ موجود ہی حدیث مین بھاری ہے بہت سی ثقہ محدثین کی روایتون مین ہم تھوڑی سی ایسی روایتین بیان کرتے ہین خدا چاہے تو اون سے دلیل پوری ہوگی بہت سی روایتون پر۔ پہلی روایت وہ ہی جو ایوب سختیانی اور ابن مبارک اور وکیع اور ابن نمیر اور ایک جماعت انسوا انکی ہشام سے نقل کی اوس نے اپنے باپ عروہ سے اوس نے حضرت عائشہ سے کہ مین جو شجرہ لگاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کہولتے وقت اور احرام باندھتے وقت جو سب سے عمدہ مہکو ملتی۔ اسی روایت کو بعینہ لیث بن سعد اور داؤد عطار اور حمید بن الاسود اور وہیب بن خالد اور ابو اسامہ نے ہشام سے روایت کیا کہا ہشام نے خبر دی مہکو عثمان بن عروہ نے اوس نے اپنے باپ عروہ سے اوس نے حضرت عائشہ سے ف تو ہشام اور عروہ کے بیچ مین عثمان بن عروہ کا واسطہ نقل کیا اور پہلی اسناد مین عثمان کا واسطہ نہین ہے صرف ہشام عن عروہ ہے حالانکہ پہلی اسناد کے نقل کرنیوالے حدیث کے بڑے بڑے امام ہین اون سے غلطی نہین ہوسکتی تو ضرور ہے یہ بات کہ اس روایت کو ہشام نے خود عروہ سے نہین سنا بلکہ عثمان کے واسطے سے سنا لیکن کبھی ہشام نے اسکو مرسلاً عروہ سے نقل کیا اور کبھی مسنداً عثمان سے اگرچہ اس مقام مین یہ احتمال بھی ہے کہ ہشام نے اسکو پہلے عثمان کے واسطے سے سنا ہو پھر خود عروہ سے بلکر بلا واسطہ بھی اون سے سن لیا وَرَوَى هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اعْتَكَفَ يُدْنِيْ اِلَيَّ رَاْسَهٗ فَاُرَجِّلُهٗ وَاَنَا حَائِضٌ فَرَوَاهَا بِعَيْنِهَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ دوسری روایت ہشام کی ہی اپنے باپ عروہ سے اوس نے عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف مین ہوتے تو اپنا سر میری طرف کو جھکا دیتے مین آپکے سر مین کنگھی کر دیتی اسی روایت کو بعینہ امام مالک نے زہری سے روایت کیا ہے اوس نے عروہ سے اوس نے عمرہ سے اوس نے عائشہ سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ق تو امام مالک کی روایت مین عروہ اور عائشہ کے بیچمین ایک واسطہ ہی عمرہ کا جو پہلے اسناد مین نہین ہے نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتین معلوم ہوتی ہین ایک یہ حائضہ عورت کا اور بعضا پاک ہین اور اسپر علما کا اتفاق ہی اور ابو یوسف سے جو منقول ہی کہ حائضہ کا ماتھہ بھی نجس ہی وہ روایت صحیح نہین دوسرے یہ کہ معتکف اپنے بالون مین کنگھی کرسکتا ہی تیسرے یہ کہ اپنی عورت کیطرف دیکھہ سکتا ہی

اور اسکو جبو سکتا ہو بغیر شہوت کے روایت کی الزہری و صالح بن ابی حسان عن ابی سلمۃ عن عائشۃ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقبل وھو صائم فقال یحیی بن ابی کثیر فی ھذا الحدیث فی
القبلۃ اخبرنی ابو سلمۃ بن عبد الرحمن ان عمر بن عبد العزیز اخبرہ ان عروۃ
اخبرہ ان عائشۃ اخبرتہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقبلھا وھو صائم وھو مرسل
تیسری روایت وہ ہو جو زہری اور صالح بن ابی حسان نے ف اور ایک نسخہ مین صالح بن کیسان ہے اور وہ غلط
ہے صحیح صالح بن ابی حسان ہے انہ نے اسکو روایت کیا ابن وہب سے اور اسنے ابن ابی ذیب سے
اور اسنے ابو سلمہ سے ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ صالح بن ابی حسان ثقہ ہے اور صالح بن حسان بصری ابو الحارث
دوسرا شخص ہے وہ بھی ابو سلمہ سے روایت کرتا ہو وہ ضعیف ہے (نووی) ف ابو سلمہ سے نقل کیا اوسنے عائشہ سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور آپ روزہ دار ہوتے یحیی بن ابی کثیر نے اسی بوسہ کی حدیث کو یون روایت
کیا خبر دی مجھ ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے انکو خبر دی عمر بن عبد العزیز نے اون کو خبر دی عروہ نے انکو خبر دی عائشہ صدیقہ
نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکا بوسہ لیتے اور آپ روزہ دار ہوتے ف یحیی بن ابی کثیر نے ابو سلمہ اور عائشہ
کے بیچ مین دو واسطے اور نقل کیے عمر بن عبد العزیز اور عروہ کا اور یہہ دونون واسطے پہلے اسناد مین نہین ہین اس اسناد
مین ایک نادر بات ہو وہ یہ کہ چار رون راوی یعنی یحیی اور ابو سلمہ اور عمر بن عبد العزیز اور عروۃ تابعین مین سے ہین
اور ایک دوسری سی روایت کرتے ہین دوسرا لطف یہ ہو کہ ابو سلمہ یعنی عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عوف کبار تابعین مین
سے ہین اور عمر بن عبد العزیز اونکی نسبت سن اور طبقہ مین کم ہین پر وہ اُن سی روایت کرتے ہین وروی ابن
عیینۃ وغیرہ عن عمرو بن دینار عن جابر قال اطعمنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لحوم الخیل ونھانا عن لحوم الحمر الاھلیۃ فرواہ حماد بن زید عن عمرو وعن محمد
ابن علی عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھذا النحو فی الروایات کثیر یکثر
تعدادہ وفیما ذکرنا منھا کفایۃ لذوی الفھم ترجمہ جو تھی روایت وہ ہو جو سفیان بن عیینہ وغیرہ نے
عمرو بن دینار سی کی انہون نے جابر سی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو کھلایا گھوڑون کا گوشت اور منع کیا گدہون
کے گوشت سی اسی حدیث کو حماد بن زید نے روایت کیا عمرو سے انہون نے محمد بن علی (یعنے امام باقر) سی انہون نے جابر سی
(تو حماد بن زید نے عمرو بن دینار اور جابر کے بیچ مین ایک واسطہ اور نقل کیا محمد بن علی کا جو پہلے اسناد مین نہین) اور
اس قسم کی حدیثین بہت ہین جنکا شمار کثیر ہے اور جتنی ہم نے بیان کین وہ سمجھدارون کے لیے کافی ہین فاذا کانت

+ من العلة عند من وصفنا قوله قبل في فساد الحديث وتوهينه إذا لم يعلم أن الراوي قد سمع ممن روى عنه شيئا لم كان الإرسال فيه لزمه ترك الاحتجاج في فساد قوله برواية من يعلم أنه قد سمع ممن قد روى عنه إلا في نفس الخبر الذي فيه ذكر السماع لما بينا من قبل عن الأئمة الذين نقلوا الأخبار أنه كانت لهم تارات يرسلون فيها الحديث إرسالا ولا يذكرون من سمعوه منه وتارات يشطون فيها فيسندون الخبر على هيئة ما سمعوا فيخبرون بالنزول وبالصعود إن نزلوا وبالصعود إن صعدوا وكما قد رحنا ذلك عنهم فرحمه الله حيث جعل علة من وهن حديثا أن راويه قد روى عن من لم يسمع منه ما روى عنه إذا كان الراوي ممن عرف بالتدليس في الحديث وشهر به فحينئذ يتوقف عن سماعه في روايته ويتفقد ذلك منه كي تنزاح عنهم علة التدليس إنما أتينا ذلك من غير مدلس على الوجه الذي زعم من حكينا قوله أنا سمعنا ذلك ممن سمعنا ولم نسمع من الأئمة رحمهم الله نحن رحمه الله

في

وإنما

قوله من التقي د الله

۱۲ عن رحمه

نے سلف کہ امامون مین سے جو حدیث کو استعمال کرتے تھے اور اسناد کی صحت اور سقم کو دریافت کرتے تھے جیسے ایوب سختیانی

اور ابن عون اور مالک بن انس اور شعبہ بن حجاج اور یحیی بن سعید قطان اور عبدالرحمن بن مہدی اور جو اُن کے بعد ہین کسیکو نہین سنا کہ وہ اسناد مین سماع کی تحقیق کرتے ہون جیسے یہ شخص دعوی کرتا ہی جسکا قول اوپر ہم نے بیان کیا البتہ جنہون نے اون مین سے راویون کی سماع کی تحقیقات کی ہی تو وہ ان راویون کے جو مشہور ہین تدلیس مین موصوف بیشک ایسے راویون کے سماع سے بحث کرتے ہین اور اُسکی دریافت کرتے ہین تاکہ ان سے تدلیس کا مرض دور ہووے لیکن سماع کی تحقیق اوس راوی مین جو بدلس نہو جسطرح اس شخص نے بیان کیا تو یہ ہمنے کسی امام سے نہین سنا اون امامون مین سے جنکا ذکر ہمنے کیا اور جنکا نہین کیا فَمِنْ ذٰلِكَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيَّ وَقَدْ رَاٰى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَوٰى عَنْ حُذَيْفَةَ وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ وَعَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا حَدِيْثًا يُسْنِدُهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ فِيْ رِوَايَتِهٖ عَنْهُمَا ذِكْرُ السَّمَاعِ مِنْهُمَا وَلَا حَفِظْنَا فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الرِّوَايَاتِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ شَاهَدَ حُذَيْفَةَ وَاَبَا مَسْعُوْدٍ بِحَدِيْثٍ قَطُّ وَلَا وَجَدْنَا ذَاكِرًا رُوِّيْتُهٖ اِيَّاهُمَا فِيْ رِوَايَتِهٖ بِعَيْنِهَا وَلَمْ يُلْمِحْ عَنْ اَحَدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِمَّنْ مَّضٰى وَلَا مِمَّنْ اَدْرَكْنَا اَنَّهٗ طَعَنَ فِيْ هٰذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ اللَّذَيْنِ هُمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ حُذَيْفَةَ وَاَبِيْ مَسْعُوْدٍ بِضَعْفٍ فِيْهِمَا بَلْ هُمَا وَمَا اَشْبَهَهُمَا عِنْدَ مَنْ لَّاقَيْنَا مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيْثِ مِنْ صِحَاحِ الْاَسَانِيْدِ قَوِيَّتَانِ يَرَوْنَ اسْتِعْمَالَ مَا نُقِلَ بِهِمَا وَالْاِحْتِجَاجَ بِمَا اَتَتْ مِنْ سُنَنٍ وَّاٰثَارٍ رَوَتْهَا فِيْ زَعْمِ مَنْ حَكَيْنَا قَوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَاهِيَةٌ مُّهْمَلَةٌ حَتّٰى يُصِيْبَ سَمَاعَ الرَّاوِيْ عَمَّنْ رَوٰى ترجمہ مسلم بن حجاج کی روایت مین ہی عبداللہ بن یزید انصاری کی روایت ہی (جو خود صحابی ہین) انہون نے دیکھا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور روایت کی ہی حذیفہ بن الیمان اور ابو مسعود (عقبہ بن عمرو انصاری بدری) سے ہر ایک سے ایک ایک حدیث جسکو انہون نے مسند کیا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ف ابو مسعود سے انہون نے نفقہ الرجل علی اہلہ کی حدیث روایت کی ہے جسکو بخاری اور مسلم دونون نے اپنی کتابون مین نقل کیا اور حذیفہ سے وہ حدیث روایت کی ہے اخبرنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بما ہو کائن الخ یہ حدیث جسکو مسلم نے نقل کیا ہی تو عبداللہ بن یزید صحابی ہین انہون نے روایت کیا حذیفہ اور ابو مسعود سے جو مشہور صحابی ہین ف پراون سے دونون مین اس بات کی تصریح نہین کہ عبداللہ بن یزید نے ان دونون سے (یعنی حذیفہ اور ابو مسعود سے) سنا اور نہ کسی روایت مین ہم نے یہ بات پائی کہ عبداللہ حذیفہ اور ابو مسعود سے روبرو ملی اور اون سے کوئی حدیث سنی اور نہ کہین ہم نے پایا کہ عبداللہ نے اون دونون کو دیکھا کسی خاص روایت مین اگرچہ عبداللہ خود صحابی ہے اور اُنکا سن اتنا تھا کہ ملاقات اونکی

حذیفہ اور ابو مسعود سے ممکن ہے اسلیے روایت عن کے ساتھ محمول ہے اتصال پر تو صرف امکان ملاقات کافی ہوا جیسے امام مسلم کا مذہب ہے) اور کسی علم والے سے نہیں سنا گیا نہ اگلے لوگوں سے نہ ان سے جن سے ہم ملے ہیں کہ انہوں نے طعن کیا ہو ان دونوں حدیثوں میں جس کو عبد اللہ نے روایت کیا حذیفہ اور ابی مسعود سے کہ یہ ضعیف ہیں بلکہ یہ حدیثیں اور جو انکی مشابہ ہیں صحیح حدیثوں میں سے ہیں اور قوی ہیں ان امانوں کے نزدیک جن سے ہم ملے ہیں اور وہ انکا استعمال جائز رکھتے ہیں اور ان سے حجت لیتے ہیں حالانکہ یہی حدیثیں اوس شخص کے نزدیک جسکا قول اوپر ہمنے بیان کیا (جو ثبوت ملاقات شرط کرتا ہے) واہی ہیں اور بیکار ہیں جب تک سماع عبد اللہ کا حذیفہ اور ابو مسعود سے متحقق نہو وَلَوْ ذَهَبْنَا نَعُدُّ الْأَخْبَارَ الصِّحَاحَ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِمَّنْ يَزْعُمُ هٰذَا الْقَائِلُ وَنُخْبِرُهَا لَعَجَزْنَا عَنْ تَقَصِّي ذِكْرِهَا وَأَحْصَاءِ كُلِّهَا وَلٰكِنَّا أَحْبَبْنَا أَنْ نُثْبِتَ مِنْهَا عَدَدًا يَكُونُ سِمَةً لِمَنْ سَكَتْنَا عَنْهُ مِنْهَا ترجمہ اور اگر ہم سب ایسی حدیثوں کو جو اہل علم کے نزدیک صحیح ہیں اور اس شخص کے نزدیک ضعیف ہیں بیان کریں تو انکو ذکر کرتے کرتے ہم تھک جاوینگے (بقدر کثرت کے ہیں) لیکن ہم چاہتے ہیں کہ تھوڑی اون میں سے بیان کریں تاکہ باقی کے لیے وہ نمونہ ہو ان دونوں کا ابو عثمان النہدی اور ابو رافع الصائغ وہما مِمَّنْ أَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ وَصَحِبَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَدْرِيِّينَ هُمْ أَجَلُّ وَأَقْدَمُ مِنْ أَنْ نَرُدَّ أَخْبَارَهُمْ وَنَتْرُكَهَا لِمِثْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَنَحْوِهِمَا قَدْ أَسْنَدَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا وَلَمْ يَسْمَعْ فِي رِوَايَةٍ بِعَيْنِهَا أَنَّهُمَا عَايَنَا أُبَيًّا وَسَمِعَا مِنْهُ شَيْئًا ترجمہ ابو عثمان نہدی (عبد الرحمن بن مل جو ایک سو تیس برس کے ہو کر مرے) اور ابو رافع صائغ (یہ بھی) ان دونوں نے زمانہ جاہلیت کا پایا ہے (لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میسر نہوئی ایسے لوگوں کو مخضرم کہتے ہیں) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے سے بڑے بدری صحابیوں سے ملے ہیں اور روایتیں کی ہیں پھر اون کے اوتر کر اور صحابہ سے یہانتک کہ ابو ہریرہ اور ابن عمر اور انکی مانند صحابیوں سے ان میں سے ہر ایک نے ایک حدیث ابی بن کعب سے روایت کی ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حالانکہ کسی روایت سے یہ بات ثابت نہیں ہوئی کہ ان دونوں نے ابی بن کعب کو دیکھا یا اون سے سنا ہے وَأَسْنَدَ أَبُو عَمْرٍو الشَّيْبَانِيُّ وَهُوَ مِمَّنْ أَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ وَكَانَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا وَأَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَخْبَرَةَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَيْنِ وَأَسْنَدَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا وَعُبَيْدٌ وُلِدَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللہ علیہ وسلم واسند قیس بن ابی حازم وقد ادرک زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن
ابی مسعود الانصاری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلثۃ اخبار واسند عبد الرحمن بن ابی
لیلی وقد حفظ عن عمر بن الخطاب صحب علیا عن انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم حدیثا واسند ربعی بن حراش عن عمران بن حصین عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
حدیثین وعن ابی بکرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا وقد سمع ربعی من علی بن
ابی طالب روی عنہ واسند نافع بن جبیر بن مطعم عن ابی شریح الخزاعی عن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم حدیثا واسند النعمان بن ابی عیاش عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ
ثلثۃ احادیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم واسند عطاء بن یزید اللیثی عن تمیم الداری
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا واسند سلیمان بن یسار عن رافع بن خدیج عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا واسند حمید بن عبد الرحمن الحمیری عن ابی ہریرۃ عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم احادیث

ترجمہ اور ابو عمرو شیبانی (سعد بن ایاس) نے جس نے جاہلیت
کا زمانہ پایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جوان مرد تھا اور ابو معمر عبد اللہ بن سخبرہ نے ہر ایک
نے ان میں سے دو دو حدیثیں ابو مسعود انصاری سے روایت کیں اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبیدہ بن عمر نے
ام المؤمنین ام سلمہ سے ایک حدیث روایت کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبید پیدا ہوئے تھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور قیس بن ابی حازم نے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے ابو مسعود
انصاری سے تین حدیثیں روایت کی اور عبد الرحمن بن ابی لیلے نے جس نے حضرت عمر سے سنا ہے اور حضرت علی کی
صحبت میں رہا ایک حدیث انس بن مالک سے روایت کی اور ربعی بن حراش نے عمران بن حصین سے دو حدیثیں روایت کیں
انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ابو بکرہ سے ایک حدیث انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ربعی
نے حضرت علی سے سنا ہے اور ان سے روایت کی ہے اور نافع بن جبیر بن مطعم نے ابو شریح خزاعی سے ایک حدیث روایت
کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نعمان بن ابی عیاش نے ابو سعید خدری سے تین حدیثیں روایت کیں انہوں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عطاء بن یزید لیثی نے تمیم داری سے ایک حدیث روایت کی انہوں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے اور سلیمان بن یسار نے رافع بن خدیج سے ایک حدیث روایت کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے ف ان سب حدیثوں کو نووی نے اپنی شرح میں نقل کیا ہے مگر اکثر حدیثیں انہیں کی مسلم نے آگے

ف ۱۲ اور حمید بن عبد الرحمن حمیری نے ابو ہریرہ سے کئی حدیثیں روایت کیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

نقل کی ہین اسلیے بخوف طول ہم نے اون کو یہان نہین لکہا اور غرض ان سب راویون کی ذکر کرنے سے یہ ہی کہ یہ سب راوی باعتبار سن اور عمر کے جن لوگون سے روایت کی ہی اُن سے سکتے ہین پر اُنکا سننا اور ملاقات کرنا ثابت نہین ہوا حالانکہ محدثین نے ان راویون کو قبول کیا ہے اور اسکو صحیح کہا ہے تو معلوم ہوا کہ صرف امکان سماع کافی ہے ثبوت سماع ضرور نہین فَكُلُّ هٰؤُلَاءِ التَّابِعِيْنَ الَّذِيْنَ نَصَبْنَا رِوَايَتَهُمْ عَنِ الصَّحَابَةِ الَّذِيْنَ سَمَّيْنَاهُمْ لَمْ يُحْفَظْ عَنْهُمْ سَمَاعٌ عَلِمْنَاهُ مِنْهُمْ فِيْ رِوَايَةٍ بِعَيْنِهَا وَلَا اَنَّهُمْ لَقُوْهُمْ فِيْ لَفْظِ خَبَرٍ بِعَيْنِهٖ وَهِيَ اَسَانِيْدُ عِنْدَ ذَوِي الْمَعْرِفَةِ بِالْاَخْبَارِ وَالرِّوَايَاتِ مِنْ صِحَاحِ الْاَسَانِيْدِ لَا نَعْلَمُهُمْ وَهَنُوْا مِنْهَا شَيْئًا قَطُّ وَلَا اتَّهَمُوْا فِيْهَا سَمَاعَ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ اِذَا السَّمَاعُ لِاَحَدِ هٰؤُلَاءِ مُمْكِنٌ مِنْ صَاحِبِهٖ غَيْرُ مُسْتَنْكَرٍ بِكُلِّ يَقِيْنٍ جَمِيْعًا كَانُوْا فِي الْعَصْرِ الَّذِيْ اتَّفَقُوْا فِيْهِ وَكَانَ هٰذَا الْقَوْلُ الَّذِيْ اَحْدَثَهُ الْقَائِلُ الَّذِيْ حَكَيْنَا قَوْلَهُ فِيْ تَوْهِيْنِ الْحَدِيْثِ بِالْعِلَّةِ الَّتِيْ وَصَفْنَا اَقَلَّ مِنْ اَنْ يُعَرَّجَ عَلَيْهِ وَيُشَارَ اِلَيْهِ اِذْ كَانَ قَوْلًا مُحْدَثًا وَكَلَامًا مُخْتَلَفًا لَمْ يَقُلْهُ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ سَلَفٌ يُسْتَنْكَرُ بِهٖ مَنْ بَعْدَهُمْ خِلَافُهُ فَلَا حَاجَةَ بِنَا فِيْ رَدِّهٖ بِاَكْثَرَ مِمَّا مَرَّ مِنْ رَدِّنَا اِذْ كَانَ قَدْرُ الْمَقَالَةِ وَقَائِلِهَا الْقَوْلَ الَّذِيْ وَصَفْنَا وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى دَفْعِ مَا خَالَفَ مَذْهَبَ الْعُلَمَاءِ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

ترجمہ یہ سب تابعین جنہون نے صحابہ سے روایت کی ہی جنکا ذکر ہم نے اوپر کیا اون کا سماع ان صحابہ سے کسی معین روایت مین معلوم نہین ہوا نہ ملاقات انکی اون صحابہ کے ساتھہ کسی روایت سے ظاہر ہوی باوجود اسکے یہ سب روایتین حدیث اور روایت کے پہچاننے والون کے نزدیک (یعنے محدثین کے نزدیک) صحیح السند ہین اور ہم نہین جانتے کہ کسنے اون مین سے کسی روایت کو اون مین سے ضعیف کیا ہو یا اسمین سماع کی تلاش کی ہو اسلیے کہ سماع ممکن ہے اُسکا انکار نہین ہوسکتا کیونکہ وہ دونون ایک زمانے مین موجود تھے اور یہ قول جسکو اس شخص نے نکالا ہی جسکا بیان اوپر ہم نے کیا حدیث کے ضعیف ہونے کے لیے اس علت کو جو مذکور ہوی اس لائق بھی نہین کہ اوس طرف التفات کرین یا اوسکا ذکر کرین اسلیے کہ یہ قول بنا نکلا ہوا ہے اور غلط اور فاسد ہی کوی اہل علم مین سے اوسکا قایل نہین ہوا اور جو لوگ سلف کے بعد رہگئے انہون نے اسکا انکار کیا تو اوس سے زیادہ اسکی رد کرنے کی حاجت نہین جب اس قول کی اور اسکے کہنے والے کی یہ وقعت ہی جیسے بیان ہوی اور اللہ مدد کرنے والا ہی اسکے رد کرنے کے لیے جو علماء کے مذہب کے خلاف ہی اور اسی پر بھروسا ہی۔ تمام ہوا مقدمہ کتاب مسلم کا اب شروع ہوتا ہی بیان ایمان کا جو اصل ہی تمام اعمال کا اور جسپر موقوف ہی نجات آخرت کی وعذاب سے

كِتَابُ الْاِيْمَانِ

کتاب ایمان کے بیان مین۔

فخطابی نے کہا کہ اکثر علماء کا مذہب ہی کہ ایمان اور اسلام ایک ہی اور زہری نے کہا کہ اسلام زبان سے اقرار کرنا ہی اور ایمان اعمال صالحہ کو کہتے ہین اور صحیح یہ ہی کہ اسلام عام ہے اور ایمان خاص تو ہر مومن مسلم ہی لیکن ہر مسلم کو مومن ہونا ضرور نہین ایمان کی اصل تصدیق ہے یعنے دل سے یقین کرنا اور اسلام کی اصل فرمانبرداری ہے یعنے اطاعت کرنا تو کبھی آدمی ظاہر مین مطیع ہوتا ہے پر دل مین اوسکو یقین نہین ہوتا وہ مسلم ہے نہ مومن پھر ایمان اصطلاح شرع مین یہ ہی کہ دل سے یقین کرے اور زبان سے اقرار کرے اور اعمال کو ملا تہہ پاؤن سے ادا کرے اسی لیے ایمان گھٹتا بڑہتا ہے اور یہی مذہب ہے اہل سنت کا اور اسکی دلیل بہت سی آیتین اور حدیثین ہین اور مرجیہ کا قول یہ ہے کہ ایمان صرف قول کا نام ہے اور اعمال صالحہ ایمان مین داخل نہین اسی لیے ایمان نہ گھٹتا ہی نہ بڑہتا ہے اور حنفیہ اس باب مین موافق ہوئے ہین مرجیہ کے مگر فرق یہ ہی کہ حنفیہ اعمال صالحہ کو عذاب سے بچنے کے لیے ضرور جانتے ہین اور مرجیہ کہتے ہین کہ اعمال کی ضرورت نہین اور ایمان کے ساتھہ کوئی گناہ ضرر نہین کرتا اور جو لوگ خلاف احادیث صحیحہ اور آیات قرآنیہ کے اس بات کے قائل ہوئے ہین کہ ایمان مین نہ زیادتی اور کمی نہین ہوتی اسلیے کہ ایمان صرف تصدیق قلبی اور یقین کو کہتے ہین انہون نے غور نہین کیا اسلیے کہ تصدیق اور یقین دونون صفات نفسانی مین سے ہین اور ہمیشہ صفات نفسانی جیسے رنج اور غصہ اور محبت اور عداوت مین زیادتی اور کمی ہوتی ہے پس اسیطرح دلائل مین غور کرنے سے یقین مین بہی کمی اور بیشی ہوتی ہے بعضون نے کہا ہی کہ کمی اور بیشی نہو لیکن یہ غرض ہی کہ کمیت مین کمی بیشی نہین ہوتی لیکن کیفیت مین تو کمی اور بیشی ہونا ضرور ہی کیونکہ ایمان مقلد کا ہرگز محقق کے ایمان کے برابر نہین ہوسکتا اسیطرح ایمان ادنی عالی آدمی کا اور ایمان انبیا اور اولیا کا کیونکر برابر ہوسکتا ہے اب علمانے اتفاق کیا ہی اس بات پر کہ مومن جسپر حکم کیا جاویگا اہل قبلہ ہونیکا اور جو ہمیشہ جہنم مین نہ رہیگا وہ شخص ہے جو اپنے قلب سے یقین کرے دین اسلام کے حق ہونے پر اور نہین شک کرے اور زبان سے اقرار کرے اللہ جل جلالہ کی توحید اور آنحضرت ﷺ کی رسالت کا اب اگر ایک بات کا اقرار کرے یعنے فقط توحید یا فقط رسالت کا تو وہ مومن نہ ہوگا اور بعضون نے کہا کہ اگر فقط توحید کا اقرار کرے تو وہ مسلم ہوگا اور اوس سے کہا جاویگا رسالت کی اقرار کے لیے پھر اگر وہ انکار کرے تو مرتد واجب القتل ہوگا اسی طرح جو شخص اہل قبلہ مین سے ہو وہ کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہ ہوگا نہ کسی بدعت کی وجہ سے یعنے اسکی تکفیر نہ کرینگے البتہ اگر اسلام کے کسی ضروری رکن کا انکار کرے جسکا ثبوت متواتر اور اتفاق ہے جیسے نماز یا روزہ کی فرضیت کا یا خمر کی حرمت کا یا زنا یا ناحق قتل کی حرمت کا تو وہ کافر کہا جاویگا (نووی باختصار مع زیادۃ) قال الامام ابو الحسین مسلم بن الحجاج رحمہ اللہ یعون اللہ عزوجل نبتدی

وَاِیَّاہُ نَسْتَکْفِیْ وَمَا تَوْفِیْقُنَا اِلَّا بِاللّٰہِ جَلَّ اِلٰہُہٗ امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج اس کتاب کو مؤلف فرماتے ہین
کہ ہم شروع کرتے ہین کتاب کو اللہ تعالی کی مدد سے اور اوسی کو کافی سمجھکر اور نہین ہمکو توفیق دینیوالا مگر
اللہ تعالی بڑا ہے جلال اُسکا ف اب یہان سے کتاب مسلم کی شروع ہوتی ہے مگر ہم نے ترجمہ مین اختصار کیواسطے
حدیث کو اسناد کو نہین لکھا کیونکہ اسناد سے وہی لوگ فائدہ اٹھاتے ہین جو اہل علم اور معرفت ہین اور عامی آدمی
کو صرف یہی کافی ہے کہ علماء حدیث جس حدیث کو صحیح کہتے ہون اوسپر عمل کرے۔ امام مسلم اسناد مین کہین
حدثنا اور اخبرنا کہتے ہین اور کہین حدثنی اور اخبرنی اوس سے امام مسلم کی کمال احتیاط حدیث کی روایت مین
معلوم ہوتی ہے حدثنی اور اخبرنی وہان کہا جاتا ہے جہان امام مسلم نے اکیلے کسی شیخ سے حدیث
سنی یا اکیلی پڑہ کر سنائی اور حدثنا اور اخبرنا وہان جہان اور لوگون کے ساتھ حدیث سنی یا پڑہ کر سنائی عَنْ
یَحْیَی بْنِ یَعْمَرَ قَالَ کَانَ اَوَّلُ مَنْ قَالَ فِی الْقَدَرِ بِالْبَصْرَۃِ مَعْبَدٌ الْجُھَنِیُّ فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَ
حُمَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْیَرِیُّ حَاجَّیْنِ اَوْ مُعْتَمِرَیْنِ فَقُلْنَا لَوْ لَقِیْنَا اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْنَاہُ عَمَّا یَقُوْلُ ھٰؤُلَآءِ فِی الْقَدَرِ فَوُفِّقَ لَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ بْنِ
الْخَطَّابِ رض دَاخِلًا الْمَسْجِدَ فَاکْتَنَفْتُہٗ اَنَا وَصَاحِبِیْ اَحَدُنَا عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَالْاٰخَرُ عَنْ شِمَالِہٖ فَظَنَنْتُ
اَنَّ صَاحِبِیْ سَیَکِلُ الْکَلَامَ اِلَیَّ فَقُلْتُ یَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّہٗ قَدْ ظَھَرَ قِبَلَنَا نَاسٌ یَقْرَءُوْنَ
الْقُرْاٰنَ وَیَتَقَفَّرُوْنَ الْعِلْمَ وَذَکَرَ مِنْ شَاْنِھِمْ وَاِنَّھُمْ یَزْعُمُوْنَ اَنْ لَّا قَدَرَ وَاَنَّ الْاَمْرَ
اُنُفٌ فَقَالَ اِذَا لَقِیْتَ اُولٰٓئِکَ فَاَخْبِرْھُمْ اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْھُمْ وَاَنَّھُمْ بُرَءَآءُ مِنِّیْ وَالَّذِیْ یَحْلِفُ بِہٖ
عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ لَوْ اَنَّ لِاَحَدِھِمْ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا فَاَنْفَقَہٗ مَا تَقَبَّلَ اللّٰہُ مِنْہُ حَتّٰی یُؤْمِنَ بِالْ
ثُمَّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ
طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا یُرٰی عَلَیْہِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا یَعْرِفُہٗ
مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْہِ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ وَوَضَعَ
عَلٰی فَخِذَیْہِ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَنْ تَشْھَدَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَتُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ وَتُؤْتِیَ الزَّکٰوۃَ وَ
رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَیْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَہٗ یَسْاَلُہٗ وَیُصَدِّقُہٗ
قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْ

یَتَقَفَّرُوْنَ
قَالَ

وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ
تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ
السَّائِلِ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنْ اَمَارَاتِهَا قَالَ اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَاَنْ تَرٰى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ
رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا عُمَرُ اَتَدْرِيْ مَنِ
السَّائِلُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهٗ جِبْرِيْلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

یحییٰ بن یعمر سے روایت ہے سب سے پہلے جس نے تقدیر میں گفتگو کی **فا** یعنی تقدیر کی نفی کی اور بدعت نکالی اور مخالفت کی اہل حق کی کیونکہ اہل حق تقدیر کو ثابت کرتے ہیں یعنی یوں کہتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ نے ازل میں سب چیزوں کا اندازہ کر دیا تھا یعنی وہ جانتا تھا کہ فلاں چیز فلاں وقت میں فلانی طرح پر واقع ہوگی پھر اسی موافق جیسے کہ علم میں تھا وہ چیز ظاہر ہوتی ہے اور قدریہ اس امر کا انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ نے اوں کا اندازہ نہیں کیا تھا نہ اوسکو اُنکا علم تھا بلکہ جب چیزیں واقع ہوئیں تو اسوقت خدا کو اُنکا علم ہوا اور یہ اُنکا جھوٹ ہے خدائے عزوجل پر اس فرقہ کو قدریہ اس لیے کہتے ہیں کہ وہ انکار کرتا ہے قدر کا صاحب مقالات نے کہا کہ یہ فرقہ قدریہ کا تمام ہوگیا اور کوئی اہل قبلہ میں سے اس قول کا قائل نہ ہوا اور خیر زمانوں میں جو قدریہ کہلاتے ہیں وہ تقدیر اچھی کو ثابت کرتے ہیں پر یہ کہتے ہیں کہ خیر اللہ کیطرف سے ہے اور شر شیطان اور بندے کیطرف سے ہے اور معتزلہ کو بھی قدریہ کہتے ہیں کیونکہ وہ اسبات کے قائل ہوتے ہیں کہ بندہ بالکل قادر ہے اور وہ خود اپنے افعال کا خواہ خیر ہوں یا شر خالق ہے اور رفضی بھی اس باب میں معتزلہ کے شریک ہوتے ہیں اور اہل سنت اور جماعت یہ کہتے ہیں کہ خالق کوئی نہیں ہے سوا خدا کے خدا ہی تمام چیزوں کا خالق ہے یہاں تک کہ انسان کے افعال اور خیالات اور ارادات کا بھی پر خدا نے بندے کو ایک قسم کا اختیار دیا ہے جبر پر عذاب اور ثواب منحصر ہے پر اوس اختیار کو خلق نہیں کہتے خود قرآن مجید میں یہ بات موجود ہے واللہ خلقکم وما تعملون یعنی اللہ نے تمکو پیدا کیا اور تمہارے عملوں کو اور فرمایا ہل من خالق غیر اللہ یعنی کوئی خالق نہیں سوا خدا کے ابو محمد بن قتیبہ نے غریب الحدیث میں اور ابو المعالی امام الحرمین نے ارشاد میں یوں لکھا ہے کہ بعض قدریہ کہتے ہیں ہم قدریہ نہیں ہیں بلکہ اہل سنت قدریہ ہیں کیونکہ وہ قدر اور قضا کو ثابت کرتے ہیں اور یہ محض دھوکا اور فریب ہے اسلیے کہ اہل حق تمام کاموں کو خدا کے سپرد کرتے ہیں اور قدر اور افعال کو خدا کیطرف نسبت کرتے ہیں اور یہ جاہل اپنی طرف نسبت کرتے ہیں اور جو شخص اپنی طرف نسبت کرے کسی چیز کی تو وہ اولی ہے کہ تمام

رکھا جاوی اور جس چیز کے ساتھہ بہ نسبت اوس شخص کے جو اُس چیز کو اپنے سے نفی کرے اور غیر کے لیے ثابت کرے
امام الحرمین نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قدریہ مجوس ہین اس امت کی تو مشابہت دی قدریہ کو مجوس
کے ساتھہ یعنی جیسے مجوس (فارسی لوگون) نے دو خالق ثابت کیے ہین ایک خیر کا اسکو یزدان کہتے ہین اور ایک شر
کا اوسکو اہرمن کہتے ہین اسی طرح قدریون نے بھی شر کا خالق بندے کو قرار دیا بلکہ وہ بدتر ہین مجوس سے کیونکہ مجوس نے
تو دو خالق نکالے اور انہون نے ہزارون لاکھون کروڑون خالق کر دیے نووی نے کہا یہ حدیث کہ قدریہ مجوس
ہین اس امت کی روایت کیا اوسکو ابو حازم نے ابن عمر سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور روایت
کیا اوسکو ابو داؤد نے اپنی سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا کہ صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اگر ابو حازم
کا سماع ابن عمر سے ثابت ہو جاوی خطابی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدریہ کو مجوس اسلیے کہا کہ انکا قول
مشابہ ہے مجوس کے مذہب کے کیون کہ مجوس دو اصلون کے قائل ہین ایک نور یعنی روشنی دوسری ظلمت یعنی تاریکی اور
کہتے ہین کہ خیر نور کا فعل ہے اور شر ظلمت کا تو وہ بت پرست اور مشرک ہوے اسی طرح قدریہ نسبت کرتے ہین خیر کی
اللہ کیطرف اور شر کی دوسرے کی طرف حالانکہ اللہ جل جلالہ خالق خیر اور شر سب کا اور کوئی کام بُرا ہو یا بھلا اوسکی
مشیت اور ارادے کے نہین ہوتا تو خیر اور شر دونون باعتبار خلق کے منسوب ہین اللہ کیطرف اور باعتبار کسب اور
فاعلیت کے بندے کیطرف اور بعضے آدمی قضا اور قدر کا مطلب نہین سمجھتے ہین کہ بندہ بالکل مجبور ہے خدا کی قدر اور قضا
کے سامنے اور اسکو کسی طرح کا اختیار نہین یہ فرقہ جبریہ کہلاتا ہے جو قدریہ کیطرح گمراہ ہے اور اہلسنت سے خارج ہے
حالانکہ قضا و قدر کا یہ مطلب نہین بلکہ قضا و قدر خدا کا علم ہے کہ بندہ کیسے کام کریگا بُرے یا بھلے اور کب کریگا پر بندے کو
اسکا علم نہین اسلیے وہ سب کام اپنی اختیار سے کرتا ہے اور اسکو ثواب یا عذاب ملتا ہے (نووی مع زیادہ)

ف بصرے مین (جو ایک شہر ہے دلتہ خلیج فارس پر آباد کیا تھا اوسکو عتبہ بن غزوان نے حضرت عمر کی خلافت مین سمعانی
نے کہا بصرہ قبہ ہے اہل اسلام کا اور خزانہ ہے عرب کا اور درحقیقت بصرہ ایک ایسا شہر ہے کہ جس سے تجارت اہل ہند
اور فارس کے ساتھہ بخوبی قائم ہو سکتی ہے اور شاید اسی مصلحت سے اسی شہر کی بنا ہوئی ہوگی) وہ معبد جہنی تھا

ف سمعانی نے کتاب الانساب مین لکھا ہے کہ جہنی نسبت ہے جہینہ کیطرف جو ایک قبیلہ ہے قضاعہ مین سے
اور اسکا نام زید بن لیث بن سود بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ تھا کہ یہ لوگ اسمین کے کوفہ مین اترے بلکہ ایک محلہ
ہے کوفہ مین جو منسوب ہے جہینہ کیطرف اور کچھ بصرے مین اترے اور بصرے والون مین تھا معبد بن خالد جہنی جو حسن
بصری کا شاگرد تھا اور سب سے پہلے اُس نے قضا کی تقدیر مین بصرے مین پھر بصرے والے اوسکی راہ چلنے لگے حجاج بن

یوسف نے اسکو قتل کیا باندھکر تقریب مین ہے کہ بعضون نے کہا اوسکے باپ کا نام عبداللہ بن عقیم ہے اور بعضون نے کہا اسکا دادا عقیم تہا وہ سچا ہے لیکن بدعتی تہا اسنے اول تقدیر مین گفتگو کی بصرہ مین اور قتل کیا گیا ۸۰ھ مین ف تو مین اور حمید بن عبدالرحمن حمیری دونون ملکر چلے حج یا عمرے کے لیے اور ہمنے کہا کاش ہمکو کوئی صحابی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ملجاوے جس سے ہم ذکر کرین اوس بات کا جو یہ لوگ کہتے ہین تقدیر مین تو مل گئی ہمکو اتفاق سے عبداللہ بن عمر بن خطاب رضہ مسجد کو جاتے ہوئے ہم نے اونکو بیچ مین کر لیا یعنی مین اور میرا ساتہی دہنی اور بائین بازو ہو گئے مین سمجہا کہ میرا ساتہی (حمید) مجہکو بات کرنے دیگا (اسلیے کہ میری گفتگو اچہی تہی تو مین نے کہا) ای ابا عبدالرحمن (یہ کنیت ہے ابن عمر رضہ کی) ہمارے ملک مین کچہ لوگ ایسے پیدا ہوئے ہین جو قرآن کو پڑہتے ہین اور علم کا شوق رکہتے ہین یا اوسکی باریکیان نکالتے ہین ف حدیث مین یہان یتفقرون ہے تقدیم قاف بر فا جسکے معنے یہ ہین کہ طلب کرتے ہین علم کو اور شوق رکہتے ہین اوسکا اور بعضے نسخون مین یتفیقرون ہے بتقدیم فا بر قاف اسکے معنے یہ ہین کہ باریکیان نکالتے ہین اور سوختگافیان کرتے ہین اور بعضون نے مسلم کے سوا یہ لفظ روایت کیا ہے یتقفرون بخذف الف یعنی پیروی کرتے ہین علم کی قاضی عیاض نے کہا بعضون نے یتقعرون پڑہا تقعر سے یعنی گہری باتین نکالتے ہین اور ابویعلی کی روایت مین یتفقہون ہے یعنی فقہ حاصل کرتے ہین (نووی) ف اور بیان کیا حال اونکا اور کہا کہ وہ کہتے ہین کہ تقدیر کوئی چیز نہین اور سب کام ناگہان ہو گئے ہین ف یعنی ابتدائی ایک ہے ایکا بے سوچے سمجہے ہو گئے اللہ تعالی کو پیشتر سے اونکا علم نہ تہا نہ اوسنے پہلے سے کوئی اندازہ کیا تہا بلکہ وقوع کے بعد خدا کو علم ہوا جیسے اور پر گذرا کہ بقول غلاۃ قدریہ کا ہے اور سب قدریہ کا نہین اور قائل اسکا گمراہ اور جہوٹا ہے خدا سب مسلمانون کو اس اعتقاد سے بچاوے ف عبداللہ بن عمر نے کہا تو جب اُن لوگون سے ملے تو کہدی اون سے مین علاقہ نہین رکہتا اور وہ مجہسے علاقہ نہین رکہتے ف یعنی علاقہ اسلام کا اسلیے کہ وے سب کافر ہین قاضی عیاض نے کہا کہ مراد وے قدریہ ہین جو خدا کا علم مخلوقات کے ساتہہ نفی کرتے ہین وہ تو بالاتفاق کافر ہین اور یہ لوگ درحقیقت فلاسفہ ہین جو کہتے ہین خدا کو جزئیات کا علم نہین ہو سکتا اگر ہو بہی تو اجمالی حکما کا اجمالی علم ہوگا نہ تفصیلی بعضون نے کہا کہ ابن عمر کا یہ قول صاف دلالت کرتا ہے قدریہ کے کافر ہونے پر اور احتمال ہے کہ مراد کفر سے ناشکری ہو لیکن اگے کی عبارت سے صاف اونکا کفر معلوم ہوتا ہے ف اور قسم ہے اُسکی جسکی عبداللہ بن عمر قسم کہاتا ہے (یعنے اللہ جل جلالہ کی) کہ ایسے لوگون مین سے (جنکا ذکر تونے کیا جو تقدیر کے قائل نہین) اگر کسی کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو پہر وہ اسکو خرچ کرے خدا کی راہ مین تو خدا قبول نکریگا جب تک تقدیر پر ایمان نہ لاوے پہر کہا کہ حدیث بیان کی مجہسے میرے باپ عمر

بن الخطاب نے کہ ایک روز ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے مین ایک شخص آن پہنچا جس کے کپڑے نہایت سفید تھے اور بال بہت کالے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ سفر سے آیا ہے اور کوئی ہم مین سے اوسکو پہچانتا نہ تھا وہ بیٹھ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آنکر اور اپنے گھٹنے حضرت کے گھٹنون سے ملا دیے اور دونون ہاتھ اپنے رانون پر رکھے (جیسے شاگرد استاد کے سامنے بیٹھتا ہے) پھر بولا اے محمد بتلاؤ مجھکو اسلام کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ گواہی دے (یعنے زبان سے کہے اور دل سے یقین کرے) اس بات کی کہ کوئی معبود سچا نہین سوا خدا کے اور محمد اوسکا بھیجا ہوا ہین اور قائم کرے نماز کو اور ادا کرے زکوۃ کو اور روزے رکھے رمضان کے اور حج کرے خانہ کعبہ کا اگر تجھسے ہو سکے (یعنے راہ خرچ ہو اور رستے مین خوف نہو) وہ بولا سچ کہا تم نے ہم کو تعجب ہوا کہ آپ ہی پوچھتا ہے پھر آپ ہی کہتا ہے کہ سچ کہا (حالانکہ پوچھنے والا علم ہوتا ہے اور سچ کہنے والا وہ ہوتا ہے جسکو علم ہو تو یہ دونون کام ایک شخص کیونکر کرے گا) پھر وہ شخص بولا مجھکو بتلاؤ ایمان کیا ہے آپنے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے (دل سے) اللہ اور اوسکے فرشتون پر (کہ وہ اللہ کے پاک بندے ہین اور اوسکا حکم بجا لاتے ہین اللہ نے انکو بڑی طاقت دی ہے) اور اوسکے پیغمبرون پر (جنکو اوس نے بھیجا خلق کو راہ بتلانے کے لیے) اور پچھلے دن پر (یعنے قیامت کے دن پر جس روز حساب کتاب ہوگا اور اچھے اور برے اعمال کی جانچ اور پڑتال ہوگی) اور یقین کرے تو تقدیر پر کہ بُرا اور اچھا سب خدا کیطرف سے ہے (یعنے سب کا خالق وہی ہے) وہ شخص بولا سچ کہا تم نے پھر اوس شخص نے پوچھا مجھکو بتلاؤ احسان کیا ہے آپنے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو خدا کی عبادت کرے اس طرح دل لگا کر جیسے تو اوسکو دیکھ رہا ہے اگر اتنا نہ ہو تو یہی سہی کہ وہ تجھکو دیکھ رہا ہے ف اس ایک فقرے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری التصوف اور سلوک کو بیان کر دیا خلاصہ تصوف کا یہ ہے کہ بندے کو خدا سے محبت اور الفت پیدا ہو اور خدا کا خیال ہر وقت بندے کے دل مین رہے تو اعلی درجہ اسکا یہ ہے کہ بندہ خدا کی ذات کے تصور مین ایسا غرق ہو جاوے کہ سوا خدا کے کچھ نظر نہ آوے گو ظاہری آنکھ سے دنیا کی چیزین دیکھے اور کانون سے سنے پر جب دل خدا سے لگا ہے تو آنکھ اور کان بندے کے آنکھ اور کان کیطرح کہلاتے ہین آنکھ دیکھتی ہے کان سنتا ہے مگر دھیان اور لو اوسی کی ہے اسی کو وحدۃ الشہود کہتے ہین جو اعلی درجہ کے فقیرون اور صوفیون اور خدا کے پاک بندون کو حاصل ہوتا ہے اور ایک مرتبہ اس سے ادنی ہے جس کے حاصل کرنے کے لیے ہر مسلمان کو کوشش کرنا چاہیے وہ یہ کہ خدا کو ہر وقت حاضر اور ناظر سمجھے اور یہ یقین کرے کہ خدا اوسکی تمام حرکات اور سکنات یہانتک کہ قلب کے خطرات اور خیالات کو بھی جانتا ہے پھر اوسکی عبادت کیوقت دوسری چیزین دل مین نہ آنے اور بیہودہ وسوسون کو راہ دینا شیطان کا کام ہے جس سے پناہ مانگنا چاہیے نووی نے کہا مقصود اس کلام سے

یہ ہو کہ بندہ عبادت مین اخلاص کرے اور دل لگاوے یعنے عبادت بہت خضوع اور خشوع سے کرے قاضی عیاض نے
کہا کہ یہ حدیث ایسی جامع ہے کہ تمام شریعت کے علوم اس سے نکل سکتے ہین ف پھر وہ شخص بولا بتلایے مجھکو قیامت
کب ہوگی آپ نے فرمایا اسکو جس سے پوچھتی ہو وہ خود پوچھنیوالے سے زیادہ نہین جانتا ف یعنے قیامت کا وقت کسی
کو معلوم نہین سوا خدا کے نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مفتی اور عالم سے جب کوئی ایسی بات پوچھی جاوے
جسکو وہ نہین جانتا تو یون کہنا چاہیے کہ مجھکو معلوم نہین اور یہ کہنا اسکی ذلت اور نقصان کا باعث نہوگا بلکہ دلیل
ہے اسکے کمال علم اور ورع اور تقوی کی بڑے بڑے امامون نے جیسے ابو حنیفہ اور مالک نے بہت سی مسائل مین سکوت
کیا ہے اور کہا ہے کہ ہم کو معلوم نہین ف وہ شخص بولا تو مجھے اسکی نشانیان بتلایے آپ نے فرمایا ایک
نشانی یہ ہے کہ لونڈی اپنی بی بی کو جنے گی ف یہ ترجمہ ہے اِنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا کا جیسی اس روایت
مین ہے اور ایک روایت مین رَبَّتَهَا کے بدلے رَبَّهَا ہے مذکیر کے ساتھہ تو ترجمہ یہ ہوگا کہ جنیگی لونڈی اپنے میان کو
اور ایک روایت مین بَعْلَهَا ہے یعنے جنیگی لونڈی اپنے خاوند کو اس فقرہ کے مطلب مین مختلف اقوال ہین بعضون
نے کہا مطلب یہ ہے کہ لونڈیان بہت پکڑی جاوینگی اور اونکی اولاد بہت پھیلیگی اور ظاہر ہے کہ لونڈی بہی خرید
کی سو سے ایک مال ہے اور باپ کا مال اوس کے بعد بیٹے کا ہوتا ہے اور بیٹا بیٹی اپنی مان کے میان بی بی اور مالک ہونگے
بعضون نے کہا مراد یہ ہے کہ لونڈیان بادشاہون کی مائین ہونگی کیونکہ اوس زمانے کے بادشاہ موافق شریعت کے
نکاح کے پابند نہ ہون گے بلکہ بہت سی نکاح ہی نہ کرینگے لونڈیان اور خصین رکھینگے پھر اونہی کے لڑکے لڑکیان تخت
پر بیٹھکر بادشاہ بنینگے اور اپنی مان کو بہی اپنی رعیت مین شامل کرینگے بعضون نے کہا غرض یہ ہے کہ لوگون کا
حال تباہ ہوگا وہ ام ولد کو بہی بیچنا شروع کردینگے آخر بکتی بکتی کبھی وہ اپنے بیٹے ہی کے ہاتھہ آنکر بکے گی اور اسکو
معلوم نہوگا کہ یہ میری مان ہے اور یہ صورت سوا ام ولد کے اور لونڈیون مین بہی ہوسکتی ہے مثلاً ایک لونڈی
کا لڑکا سوا اسکے مالک کے کسی اور سے ہو نکاح یا شبہ یا زنا سے پھر وہ لونڈی بکتی بکتی اوس لڑکے کے ہاتھہ مین جا پڑی
اور وہ نہ پہچانے اور بعل کے معنے بھی مالک اور سید کے آتے ہین جیسے اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا یعنے تم پکارتے ہو مالک کو اور بعضون
نے کہا کہ بعل سے مراد خاوند ہے یعنے مطلب وہ کہتے ہین لونڈیون کی خرید اور فروخت اس قدر کثرت سے ہوگی کہ کبھی ایک
شخص اپنی مان سے نکاح کرلیگا اور اسکو معلوم نہوگا بعضون نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ لوگ ماؤن کی عزت اور حرمت چھوڑ
دینگے اور مان سے وہ سلوک کرینگے جو لونڈی سے کرتے ہین خدا اپنی پناہ مین رکھے اس زمانے مین بہی بہت لوگ ایسے
نکلینگے جو مان باپ کا ادب نہین کرتے اور اونکی اطاعت نہین کرتے بلکہ لونڈی غلامون کی طرح اونکو کہرکتے ہین جھڑکتے ہین

نے کہا کہ اس حدیث سے یہ بات نہیں نکلتی کہ ام ولد کی بیع ممنوع یا جائز ہے اور جن لوگون نے استدلال کیا اس امر پر اسمیں تعجب ہے اون سے تعجب ہوتا ہے اسلیے کہ جو چیز قیامت کی نشانی ہو اور سکا حرام یا مذموم ہونا ضرور نہیں کیونکہ اونچی اونچی مکان بنانا دولت بہت کمانا پچاس پچاس عورتین رکھنا حرام نہیں حالانکہ وہ بھی قیامت کی نشانیان ہین **ف** دوسری نشانی یہ ہے کہ تو دیکھیگا ننگون کو جنکی پاؤن مین جوتا نہا تھا ننگا لڑے بڑے عمارتین بنوانے مین **ف** یعنی دنیا کی حالت مین ایک بڑا انقلاب ہوگا کہ جو لوگ مفلس قلاش ہو کے تھے وہ ہیر مالدار ہو جائینگے اور جو امیر مالدار تھے وہ مفلس محتاج ہو جاوینگے اگرچہ ایسی انقلاب دنیا مین بڑے بڑے جنگون سے کئی بار ہو چکی ہین پر قیامت کے قریب ساری دنیا مین ہونگے اور ابتک جو ہوئے وہ دنیا کے ایک ایک حصے مین ہوئے جیسی دوسری روایت مین ہے کہ قیامت کے قریب کشت وخون بہت ہوگا اور فساد عالمگیر ہو جاویگا بعضون نے کہا کہ مراد ان ننگون ننگا لون سے عرب کے لوگ ہین اور یہ ایک پیشین گوئی تھی اون کے لیے کہ اسلام کو ترقی ہوگی اور عربون کی شوکت بڑھیگی اور وہ محتاجی اور غربت سے نکلکر مالدار اور امیر بن جاوینگے پھر ایسا ہی ہوا آپ کی وفات کی تھوڑی مدت بعد ایران اور روم اور مصر فتح ہوئی اور عرب کے لوگ مالا مال ہو گئے **ف** راوی نے کہا پھر وہ شخص چلا گیا مین بڑی دیر تک ٹھیرا رہا **ف** یہ ترجمہ ہے فَلَبِثْتُ مَلِيًّا کا اور بعضی نسخون مین فلبثت ملیا ہے یعنی آپ بہت دیر تک چپ رہے اور ابوداؤد اور ترمذی کی روایت مین ہے تین دن کے بعد حضرت مجھسے ملے لیکن یہ بظاہر مخالف ہے ابوہریرہ کی روایت کے کہ وہ شخص بیٹھ موڑ کر چلا آپنے فرمایا اسکو بلاؤ لوگ دوڑے تو وہان کسیکو نہ پایا اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبرئیل تھے اور ممکن ہے توفیق اسطرح پر کہ حضرت عمر اسوقت مجلس سے اوٹھکر چلے گئے ہون تو آپنے اور لوگون سے اوسوقت کہا ہو اور حضرت عمر سے تین دن کے بعد **ف** بعد اسکے آپنے مجھسے فرمایا اے عمر تو جانتا ہے یہ پوچھنے والا کون تھا مین نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا وہ جبرئیل تھے تمکو سکھانے آئے تھے دین تمہارا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام اور احسان سب دین مین داخل ہی اور یہ حدیث علوم اور معارف کی بہت سے قسمون پر مشتمل ہے بلکہ وہ اصل ہے اسلام کی جیسی ہمنے قاضی عیاض سے نقل کیا اور کچھ فائدے اسکے اوپر مذکور ہوئے ایک فائدہ اسکا یہ بھی ہے کہ جب اہل مجلس کو کسی بات کا علم نہ ہو تو اونکو معلوم کرانے کے لیے پوچھنا درست ہے تاکہ سب واقف ہو جاوین دوسرا یہ ہے کہ عالم کو بہت نرمی کرنا چاہیے پوچھنے والے کو اچھی طرح جواب دینا چاہیے کہ اوسکو تشفی ہو جاوے **عن** يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ قَالَ لَمَّا تَكَلَّمَ مَعْبَدٌ بِمَا تَكَلَّمَ بِهِ فِي شَأْنِ الْقَدَرِ أَنْكَرْنَا ذَلِكَ قَالَ فَحُجَّ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِمْيَرِيُّ حَجَّةً وَسَاقُوا الْحَدِيثَ

بمعنی حدیث کہمس باسنادہ وفیہ بعض زیادۃ ونقصان احرف ترجمہ یحیی بن یعمر سے
روایت ہے جب معبد نے تقدیر میں گفتگو کی تو ہم نے اُسکا انکار کیا پھر میں نے اور حمید بن عبد الرحمن حمیری نے ملکر ایک حج
کیا اور بیان کیا حدیث کو اخیر تک اوسیطرح جیسا اوپر گذری اوسی اسناد سے لیکن بعض حرفوں میں کمی اور بیشی
ہے عن یحیی بن یعمر وحمید بن عبد الرحمن قالا لقینا عبد اللہ بن عمر فذکرنا القدر
وما یقولون فیہ وانقص الحدیث بنحو حدیث ہم عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ و
سلم وفیہ شیء من زیادۃ وقد نقص منہ شیئا ترجمہ یحیی بن یعمر وحمید بن عبد الرحمن سے روایت
ہے ہم دونوں ملے عبد اللہ بن عمر سے اور ذکر کیا ہم نے تقدیر کا اور جو لوگ کہتے ہیں اس باب میں اور بیان کیا
حدیث کو اوسی طرح جیسا اوپر گذری مگر کچھ زیادہ کیا اور کچھ کم عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ و
سلم بنحو حدیثہم ترجمہ حضرت عمر سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری روایت بھی ایسی
ہی ہے عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما بارزا للناس فاتاہ
رجل فقال یا رسول اللہ ما الایمان قال ان تؤمن باللہ وملئکتہ وکتبہ ولقائہ ورسلہ وتؤمن
بالبعث الاخر فقال یا رسول اللہ ما الاسلام قال الاسلام ان تعبد اللہ ولا تشرک بہ شیئا
وتقیم الصلوۃ المکتوبۃ وتؤدی الزکاۃ المفروضۃ وتصوم رمضان قال یا رسول اللہ وما
الاحسان قال ان تعبد اللہ کانک تراہ فانک ان لا تراہ فانہ یراک قال یا رسول اللہ
متی الساعۃ قال ما المسئول عنہا باعلم من السائل ولکن ساحدثک عن اشراطہا اذا ولدت
الامۃ ربہا فذاک من اشراطہا واذا کانت العراۃ الحفاۃ رؤس الناس فذاک من اشراطہا
واذا تطاول رعاء البہم فی البنیان فذاک من اشراطہا فی خمس لا یعلمہن الا اللہ عز و
جل ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی
الارحام وما تدری نفس ما ذا تکسب غدا وما تدری نفس بای
ارض تموت ان اللہ علیم خبیر قال ثم ادبر الرجل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ردوا
علی الرجل فاخذوا لیردوہ فلم یروا شیئا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا جبریل جاء
لیعلم الناس دینہم ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن لوگوں میں برآمد
ہوئے اتنے میں ایک شخص آیا اور بولا یا رسول اللہ ایمان کسے کہتے ہیں آپنے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے دل سے

قال

کتابہ

قال

باب بیان الایمان ما ہو وبیان خصالہ

اللہ پر اور اس کے فرشتون پر اور اُسکی کتابون پر اور اس سے ملنے پر اور اُسکے پیغمبرون پر اور یقین کرے پھر اچھی اور بُری پر ف خدا سے ملنا تو مرنے کے ساتھ ہی ہو جاتا ہے اور پھر اچھی اور بُری سے مراد قیامت کا اٹھنا ہی اور بعضون نے کہا خدا سے ملنا حساب کتاب کے بعد ہوگا لیکن اس ملنے سے خدا کا دیدار مراد نہین ہے کیونکہ وہ خاص خاص لوگونکو ہوگا (نووی) ف پھر وہ شخص بولا یارسول اللہ اسلام کیا ہی آپنے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ جل جلالہ کو پوجے اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نکرے ف یعنے خدا کے برابر کسیکو نہ سمجھے نہ قدرت مین نہ علم مین نہ تصرف مین نہ عبادت مین نہ دعا مین بلکہ پوجے تو خدا ہی کو پوجے مانگے تو خدا سے مانگے سوا خدا کے سب کو عاجز بندہ خیال کرے اگرچہ بعضے بندون اور غلامون کا پروردگار سے بہت درجہ بلند کیا ہی اور اُنکو بہت کچھ سرافراز فرمایا ہے پر خدا کے ساتھ وہ بندے اور غلام ہی ہین البتہ بندون مین اُنکو امتیاز ہے ف اور قائم کرے تو فرض نماز کو اور دیوے تو زکوۃ کو جسقدر فرض ہے اور روزے رکھے رمضان کے ف یہ سب چیزین عبادت مین داخل ہین اگرچہ یہ چیزین عبادت مین اعلی درجے کی نہین اسلیے اُنکو علیحدہ بیان کیا اور بعضون نے کہا کہ عبادت سے مراد معرفت الٰہی ہے اور اقرار ہے اُسکی وحدانیت کا۔ نماز مین قید لگائی فرض کی اس لیے کہ مسلمان ہونے کے لیے صرف فرض کا ادا کرنا کافی ہے سنن اور مستحبات کا ادا کرنا لازم نہین اسیطرح نفل صدقات کا دینا لازم نہین اور قائم کرنے سے نماز کے یہ مراد ہی کہ ہمیشہ پابندی کے ساتھ اسکو پڑھی یا سب شرائط اور ارکان کے ساتھ پورا کرے ف پھر وہ شخص بولا یارسول اللہ احسان کسے کہتے ہین آپ نے فرمایا تو عبادت کرے اللہ کی جیسے تو اُس کو دیکھ رہا ہے اگر تو اُسکو نہین دیکھتا (یعنے اگر استغراق نہو اور یہ درجہ نہو سکے) تو اتنا تو ہو کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے پھر وہ شخص بولا یارسول اللہ قیامت کب ہوگی آپ نے فرمایا جس سے پوچھتے ہو قیامت کو وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہین جانتا لیکن مین اوسکی نشانیان تجھسے بیان کرتا ہون جب لونڈی اپنے مالک کو جنے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب ننگے بدن ننگے پاؤن پھرنیوالے لوگ سردار بنین تو یہ قیامت کی نشانی ہے ف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین عرب اور ہند اور روم اور مصر اور ایران مین اسیطرح کی تہذیب اور شائستگی تھی اور یورپ یعنے فرنگستان کے لوگ بالکل وحشی جاہل گنوار جانورون کیطرح تھے خصوصًا انگلنڈ کے لوگ اور روس کے لوگ تو انسانیت سے بہت تھوڑا حصہ رکھتے تھے اور جانورون کیطرح جھاڑون اور پہاڑون مین رہتے تھے اون مین بادشاہت یا ملکداری کا سلیقہ بالکل نہ تھا اب ہمارے زمانے مین چند روز سے انہی وحشی لوگون نے وہ ترقی کی ہے کہ تمام دنیا کے حاکم اور سردار بن بیٹھے ہین پس شاید یہی قیامت کی نشانی ہو اور یہی مراد ہو اس حدیث سے ف اور جب بکریان یا بھیڑین چرانے والے بڑی بڑی حویلیان بنا دین تو یہ بھی قیامت کی نشانی

ہے قیامت ان پانچ چیزوں میں سے ہے جنکو کوئی نہیں جانتا سوا خدا کے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی
اللہ ہی جانتا ہے قیامت کو اور اوتارتا ہے پانی کو اور جانتا ہے جو کچھ ماں کے رحم میں ہے (یعنے نر یا مادہ) اور کوئی
نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کریگا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس ملک میں مرے گا اللہ ہی جاننے والا اور خبردار ہے
راوی نے کہا پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوسکو پھیرلے آؤ لوگ چلے اوس
کے لینے کو لیکن وہاں کچھ نہ پایا (یعنے اس شخص کا نشان ہی نہ ملا) تب آپ نے فرمایا یہ جبرئیل تھے تمکو دین کی باتیں
سکھلانے آئے تھے **عن** ابی حیان التیمی بھذا الاسناد مثلہ غیر ان فی روایتہ اذا اولد الامۃ
ربتھا یعنی السراری ترجمہ دوسری روایت میں بھی ایسا ہی ہے مگر اتنا فرق ہے کہ جب لونڈی
جنے اپنے خاوند کو (یعنے رہنے کے بدلے بعلہا منقول ہے اور تفسیر اوسکی اوپر گذری) **عن** ابی ھریرۃ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلونی فھابوہ ان یسالوہ فجاء رجل فجلس عند رکبتیہ
فقال یا رسول اللہ ما الاسلام قال لا تشرک باللہ شیئا وتقیم الصلوٰۃ وتؤتی الزکوٰۃ وتصوم
رمضان قال صدقت قال یا رسول اللہ ما الایمان قال ان تؤمن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ
ولقائہ ورسلہ وتؤمن بالبعث وتؤمن بالقدر کلہ قال صدقت قال یا رسول اللہ ما الاحسان
قال ان تعبد اللہ کانک تراہ فانک ان لا تکن تراہ فانہ یراک قال صدقت قال یا رسول
اللہ متی تقوم الساعۃ قال ما المسئول عنھا باعلم من السائل وساحدثک عن اشراطھا اذا
رایت المراۃ تلد ربتھا فذاک من اشراطھا واذا رایت الحفاۃ العراۃ الصم البکم ملوک
الارض فذاک من اشراطھا واذا رایت رعاء البھم یتطاولون فی البنیان فذاک من اشراطھا
فی خمس من الغیب لا یعلمھن الا اللہ ثم تلا ان اللہ عندہ علم الساعۃ الایۃ ان اللہ علیم
خبیر ثم ادبر فقال ردوہ فلم یروا شیئا فقال ھذا جبریل جاء یعلم الناس دینھم
ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پوچھو مجھسے (دین کی باتیں جو ضروری ہیں البتہ
بے ضرورت پوچھنا منع ہے) لوگوں نے خوف کیا پوچھنے میں (یعنے ان پر رعب آ پکا چھا گیا) تو ایک شخص آیا اور
آپ کے گھٹنوں کے پاس بیٹھا اور بولا یا رسول اللہ اسلام کیا ہے آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے

باب بیان الایمان والاسلام والاحسان ووجوب الایمان بالقدر وبیان الساعۃ وامارتھا

قال

کتابہ

الامۃ

ربتھا

اذا

اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دیوے اور رمضان کے روزے رکھے وہ بولا سچ کہا آپنے پھر اوس نے کہا یا رسول اللہ ایمان کیا ہے آپنے فرمایا یقین کرے تو اللہ پر اور اُس کی کتابوں پر اور اُس سے ملنے پر اور اُسکے پیغمبروں پر اور یقین کرے تو جی اوٹھنے پر مرنے کے بعد اور یقین کرے تو پوری تقدیر پر وہ بولا سچ کہا آپنے پھر بولا یا رسول اللہ احسان کیا ہے آپنے فرمایا اللہ سے ڈرے جیسے تو اُسکو دیکھ رہا ہے اگر تو اُسکو نہیں دیکھتا تو وہ تجھ دیکھ رہا ہے وہ بولا سچ کہا آپنے پھر بولا یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی آپنے فرمایا جس سے پوچھتا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا البتہ میں تجھ سے اوس کی نشانیاں بیان کرتا ہوں جب تو لونڈی کو دیکھے (یا عورت کو) وہ اپنی مالک اور میاں کو جنے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب تو دیکھے ننگے پاؤں ننگے بدن بہروں گونگوں (یعنی احمق اور نادانوں) کو وہ بادشاہ ہیں ملک کے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب تو دیکھے مکریاں چرانے والوں کو بڑی بڑی عمارتیں بنا رہے ہیں تو یہ قیامت کی نشانی قیامت غیب کی پانچ باتوں میں سے ہے جنکا علم کسی کو نہیں سوا خدا کے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی (اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ الخ) یعنے اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور برساتا ہے پانی اور جانتا ہے جو ماں کے پیٹ میں ہے اور کوئی نہیں جانتا کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کس ملک میں مرے گا پھر وہ شخص لوٹ گیا ہوا (اور چلا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسکو بلاؤ سو وہ پاس لوگوں نے ڈھونڈا تو کہیں نہ پایا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبرئیل علیہ السلام تھے اُنہوں نے چاہا تمکو علم ہو جاوے جب تم نے نہ پوچھا (یعنے تم نے سوال نہ کیا رعب میں آگئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آدمی کے بھیس میں بنکر آئے اور ضروری باتیں پوچھکر گئے تاکہ تمکو علم حاصل ہو جاوے

باب بَیَانِ الصَّلٰوۃِ الَّتِیْ ھِیَ اَحَدُ اَرْکَانِ الْاِسْلَامِ

بیان نمازوں کا جو ایک رکن ہے اسلام کا

عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَھْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّاْسِ یُسْمَعُ دَوِیُّ صَوْتِہٖ وَلَا یُفْقَہُ مَا یَقُوْلُ حَتّٰی دَنٰی مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا ھُوَ یَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ فَقَالَ ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُھُنَّ فَقَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ وَصِیَامُ شَھْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُہٗ فَقَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ وَذَکَرَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الزَّکٰوۃَ فَقَالَ ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُھَا قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَھُوَ یَقُوْلُ وَاللّٰہِ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْہُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ

ترجمہ طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس نجد والوں میں سے (نجد ایک

باب ۱ متفق علیہ

ملک ہی عرب مین اجس کے بال پریشان تھے اور اسکی آواز کی گنگناہٹ سنی جاتی تھی لیکن سمجھ مین نہ آتا کیا کہتا ہی یہانتک کہ نزدیک آیا وہ سوال
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تب معلوم ہوا کہ وہ پوچھتا ہی اسلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازین ہین رات اور دن مین وہ بولا انکے
سوا اور کوئی نماز میرے اوپر ہی آپنے فرمایا نہین مگر یہ کہ تو نفل پڑہنا چاہیو ف یعنے سوان پانچ نمازون کے اور کوئی نماز فرض نہین ہے بلکہ
سنت ہی یا تہجد وتر کی نماز اور عید کی نماز اور گہن کی نماز یہ سب سنت ہین اور جو کوئی انکو واجب کہتا ہی اوسپر یہ حدیث حجت ہی وہ
کہتا ہی کہ شاید اوسوقت تک وتر اور عید کی نماز واجب نہوی ہوگی مگر یہ صرف احتمال ہی ف اور روزے مین رمضان کے وہ بولا سوا رمضان کے روزون
کے اور کوئی روزہ مجھپر ہی آپنے فرمایا نہین مگر یہ کہ تو نفل روزہ رکھنا چاہیو ف اور قضا کا روزہ رمضان کا روزہ ہی اور ظہار وغیرہ کی کفارون
مین روزہ متعین نہین اور چیزون سے بہی کفارہ ادا ہوسکتا ہی ف پہر آپنے اوس سے زکوٰۃ کو بیان کیا وہ بولا سوا اسکے اور کوئی
خیرات مجھپر ہی آپنے فرمایا نہین مگر یہ کہ تو نفل ثواب کے لیے صدقہ دینا چاہیو ف تو وہ قطع ہوا اور جو واجب کتہی مین وہ خیال کرتی ہین کہ اداء قضا
واجب مجھپر ہوگا ف راوی نے کہا پہر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا اور کہتا جاتا تہا قسم خدا کی مین نہ اُن سے زیادہ کرونگا
نہ ان مین کمی کرون گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مراد پائی اس نے اگر سچا ہے ف یعنے اگر بجا
لایا ان سب باتونکو اور کسی کمی اون مین جیسے زبان سے کہتا ہے تو آخرت مین نجات پاویگا اپنی مراد کو پہونچیگا اور
جو زیادہ کیا ان سے تو اور بہتر ہے اسکے لیے اسمقام پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ دین کے ارکان اور اعمال اور یہی ہین
پہر اوس شخص نے یہ کیونکر کہا مین ان سے زیادہ نکرون گا جواب اسکا یہ ہی کہ بخاری کی روایت مین ہی کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو شریعت کی باتین بتلادین اور وہ کہتا جاتا تہا قسم خدا کی جسقدر اللہ نے مجھپر فرض
کیا ہی مین اوس مین کمی بیشی نہ کرونگا تو فرض ہین اور دین کی باتون مین سب ضروری ارکان اور اعمال آگئے اور
نوافل اور سنن کا ادا کرنا نجات کے لیے ضرور نہین گو ہمیشہ کے لیے سنتون کا ترک کرنا برا ہے اور ایسے شخص
کی گواہی مقبول نہوگی پر وہ گنہگار نہین ہوسکتا اور نجات ضرور پاویگا۔ اور اس حدیث مین حج کا ذکر نہین اور
بعضی روایتون مین روزے کا ذکر نہین ص۔ قاضی عیاض نے کہا کہ یہ راویون کا قصور ہے جیسا کہ کسی یاد رہا ویسا
اوس نے بیان کیا اور چونکہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے تو ساری اعمال اور ارکان جو سب روایتون کے دیکھنے سے معلوم
ہوتی ہین ضرور ٹہہرے بعضی روایتون مین تا ملانا یعنے غریب رشتہ دارون سے سلوک اور محبت کرنا اور مال غنیمت مین سے
پانچوان حصہ ادا کرنا بہی اسلام کے ارکان مین سے بیان کیا ہے اور احتمال ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موقع
اور محل دیکہہ کر جو ارکان جس وقت کے لیے زیادہ ضرور ہون وہی بیان کیے ہون اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اور ارکان
کو جنکی فرضیت اوسکو معلوم ہوجاوے خواہ بیشتر سے معلوم تہی بجا نہ لاوین واللہ اعلم عن طلحۃ بن عبید اللہ

حاشیہ کی عبارت کٹی ہوئی ہے

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ نَحْوَ حَدِيْثِ مَالِكٍ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ وَاَبِيْهِ اِنْ صَدَقَ اَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَاَبِيْهِ اِنْ صَدَقَ **ترجمہ** طلحہ بن عبید اللہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہے جیسی اوپر گذری اتنا فرق ہے کہ جب اوس شخص نے کہا قسم خدا کی میں اسمیں نہ کمی کرونگا نہ بیشی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نجات پائی اُس نے قسم اس کے باپ کی اگر سچا ہے یا جنت میں جاویگا قسم اس کے باپ کی اگر سچا ہے **ف** اس حدیث میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی اُس کے باپ کی حالانکہ دوسری حدیث میں ہے جو شخص قسم کھانا چاہے تو اللہ کی قسم کھاوے اور ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ منع کرتا ہے تم کو باپ دادوں کی قسم کھانے سے جواب اُسکا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا بطریق عادت اور تکیہ کلام کے تھا کیونکہ عرب لوگ باتوں میں اس قسم کی قسم کھا کرتے ہیں نہ بطور حلف کے جسمیں تعظیم کسی کے نام کی مقصود ہوتی ہے اور مشابہ کرنا اسکا اللہ جل جلالہ کے ساتھ یہی جواب صحیح ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ اوس وقت ہوگا جب خدا کے سوا اور کسی کی قسم کھانا منع نہ تھا اور صحیح یہ ہے کہ قسم کھانا اللہ کے سوا اور کسی کی اس لیے منع ہوئی ہے کہ خدا کے ساتھ کسی اور کو برابر نہ کیا جاوے یعنی جیسے خدا کے نام کی عظمت اور بڑائی دل میں ہے ویسی کسی اور کی نہو۔ نہ کسی اور کے نام کی قسم کو پورا کرنا ایسا لازم اور ضرور سمجھا جاوے جیسے خدا کے نام کی قسم کو پھر اگر کسی اور کو ایسا بڑا اور بزرگ سمجھکر جیسے خدا کو سمجھتا ہے اوسکی قسم کھاوے تو وہ شخص مشرک ہو جاویگا اور جو ایسا نہ سمجھے صرف بطور تکیہ کلام یا عادت کے بطور لغو کسی کی قسم کھاوے تو وہ شرک نہیں ہے اگرچہ نکمہ مشابہ ہے مشرکوں کے افعال کے اسلیے اسسے بھی پرہیز کرنا بہتر ہے اور یہی مقصد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپ نے فرمایا جو شخص قسم کھاوے کسی اور کی سو اُس نے شرک کیا

باب السُّؤَالِ عَنْ اَرْكَانِ الْاِسْلَامِ اسلام کے ارکان کو پوچھنے کا بیان

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نُهِيْنَا اَنْ نَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ فَكَانَ يُعْجِبُنَا اَنْ يَجِيْءَ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ الْعَاقِلُ فَيَسْاَلَهٗ وَنَحْنُ نَسْمَعُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَتَانَا رَسُوْلُكَ فَزَعَمَ لَنَا اَنَّكَ تَزْعَمُ اَنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَكَ قَالَ صَدَقَ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ قَالَ مُحَمَّدٌ صلعم اللّٰهُ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ الْاَرْضَ قَالَ اللّٰهُ قَالَ فَمَنْ نَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ اللّٰهُ اَرْسَلَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ يَوْمِنَا وَلَيْلَتِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ اٰللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا زَكٰوةً فِيْ اَمْوَالِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ

ف رجعل فیہا کما جعل اللہ قال فبالذی خلق السماء والارض وفی نسخۃ ھکذا

فَبِالَّذِیْ اَرْسَلَکَ اللّٰہُ اٰمَرَکَ بِھٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُکَ اَنَّ عَلَیْنَا صَوْمَ شَھْرٍ
رَمَضَانَ فِیْ سَنَتِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِیْ اَرْسَلَکَ اللّٰہُ اٰمَرَکَ بِھٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ
رَسُوْلُکَ اَنَّ عَلَیْنَا حَجَّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا قَالَ صَدَقَ قَالَ ثُمَّ وَلّٰی قَالَ وَالَّذِیْ
بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَا اَزِیْدُ عَلَیْھِنَّ وَلَا اَنْقُصُ مِنْھُنَّ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَئِنْ صَدَقَ
لَیَدْخُلَنَّ الْجَنَّۃَ ۔ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہی کہو ممانعت ہوئی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کچہ
پوچہنے کی ف اللہ جل جلالہ نے فرمایا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ خیر تک یعنی
اسی ایمان والوسط پوچہو بہت چیزین اگر تم پر کہلین تو تمکو بری لگین اور اگر پوچہوگے جسوقت قرآن اتر تا ہی
تو کہولی جاوین گی اللہ نے اون سے درگذر کی ہے اور اللہ بخشتا ہی تحمل والا ویسی باتین پوچہنی چکر ہین کچہ لوگ
تم سے پہلے یہہ پوچہکر دو سرے دن مکر گئے ہین یعنے آپ سے نہ پوچہو کہ یہ چیز روا ہے یا نہین پس یہ کام کرین
یا نہ کرین بلکہ جو فرمایا اوسپر عمل کرو جو نہ فرمایا اوسکو معاف جانو تا دین آسان رہی اور جو ہر بات کا جواب آوے
تو دین تنگ ہو جاویگا پہر عمل نکر سکوگے جیسے اگلے لوگ نہ کر سکے پہر کفر کی رسمین تہائین کہ پوچہنے کی حاجت
نہین جو اللہ نے نہ فرمایا وہ بے اصل ہے اور اسیطرح بیفائدہ باتین پوچہنے کسی نے پوچہا میرا باپ کون تہا یا میری
عورت گھر مین کس طرح ہے اگر پیغمبر ہر بات کا جواب دی تو شاید برا جواب آوے اور پشیمانی حاصل ہو (موضح
القرآن) تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن مین امام عالیجاہ مولانا سید محمد صدیق حسن خان بہادر لکہتے
ہین کہ اللہ تعالی نے کثرت سوال سی منع کیا اسلیے کہ کبہی بے حاجت سوال کرنے سے ایک امر جو واجب نہ تہا
واجب ہو جاتا ہے اور بخاری اور مسلم نے انس سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑہا
ایسا کہ کبہی کسی نے ویسا خطبہ نہ سنا تہا ایک شخص بولا میرا باپ کون تہا اوس وقت یہ آیت اوتری بخاری نے
ابن عباس سے بہی ایسا ہی روایت کیا ہے ایک روایت مین ہے کہ وہ پوچہنیوالا عبداللہ بن حذافہ تہا اوسنے
پوچہا میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہی ابن حبان نے ابوہریرہ سی روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے خطبہ پڑہا اور فرمایا کہ اللہ نے تمپر فرض کیا ہے حج کو ایک شخص کہڑا ہوا اور بولا کیا ہر سال یا رسول
اللہ آپ چپ رہے اوسنے تین بار یہی پوچہا جب آپ نے فرمایا اگر مین ہان کہتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا پہر
تم اوسکو ادا نکر سکتے جو بات مین بیان نکرون تم بہی اوسکو چہوڑ دو لینے نہ پوچہو اس لیے کہ تم سے پہلے جو لوگ
ہے وہ تباہ ہوئے اسی بہت پوچہنے کی وجہ سی اور اختلاف کرنے سے اپنے پیغمبرون پر جب مین تم کو کسی بات سی منع

کرون تو اوس سے بچو اور جب کسی بات کا حکم کرون تم اوسکو بجا لاؤ جہانتک تم سے ہوسکے اور یہ آیت ہی باب ہین
اترنی بخاری اور مسلم نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا کہ لوگ ایک چیز کو پوچھتے جو حلال ہوتی پھر پوچھتے پھر پوچھتے
یہانتک کہ وہ شے حرام ہوجاتی جب حرام ہوجاتی تو اوسکو کرنے لگتے ابن منذر نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑا گناہ اوس مسلمان پر ہے جس نے پوچھا ایک شے کو اور وہ حرام نہ تھی پھر اوس کے پوچھنے
سے حرام ہوئی اور ابن جریر اور ابن منذر اور حاکم نے ابو ثعلبہ خشنی سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا اللہ نے حد ین باندہ دین ہین پھر اوس سے آگے مت بڑہو اور فرض بتلا دیے ہین اونکو ادا کرو اور
حرام کر دیا ہے جن چیزون کو اونکو مت کرو اور جن باتونکو نہین بیان کیا اونکو بھولا نہین بلکہ رحمت ہے اوسکی
تمہارے اوپر تو چپ ہو رہو اور اونکی بحث مت کرو انتہی ۔ اگرچہ یہ ممانعت بیفائدہ سوال کرنے سے اور بیکار چیزون کے
پوچھنے سے نہی اور یہ مطلب حضرت کا نہ تہا کہ لوگ ایمان کے باتین یا ضروری کام دین کے نہ پوچھین کیونکہ ان باتون
کے بتلانے کے لیے تو خود حضرت بھیجے گئے تہے پر صحابہ ڈر کر بعضے وقت پوچھنے کی بات کو بہی نہ پوچھتے اور منتظر رہتے کہ
کوئی نیا ناواقف شخص آوے اور وہ پوچھے ہم بہی سن لین اور سمجھ لین ق تو ہم کو اچھا معلوم ہوتا کہ
کوئی شخص جنگل کے رہنے والون مین سے آوے مگر سمجھدار ہو آپ سے کچھ پوچھے ہم سنین تو ایک شخص آیا جنگل کے
رہنے والون مین سے اور کہنے لگا ای محمد تمہارا ایلچی ہمارے پاس آیا اور کہتے لگا تم کہتے ہو کہ اللہ نے تمکو بھیجا ہے آپ نے
فرمایا سچ کہا اوس ایلچی نے وہ شخص بولا تو آسمان کس نے پیدا کیا آپ نے فرمایا اللہ نے پہر اوس نے کہا زمین کس نے
پیدا کی آپ نے فرمایا اللہ نے پہر اوس نے کہا پہاڑون کو کس نے کھڑا کیا اور اونمین جو چیزین ہین وہ کس نے پیدا
کین آپ نے فرمایا اللہ نے تب اوس شخص نے کہا قسم ہے اوس کی جس نے آسمان پیدا کیا اور زمین بنائی اور پہاڑونکو
کھڑا کیا کیا اللہ نے سچ مچ آپ کو بھیجا ہے آپ نے فرمایا ہان ق پہلی اس شخص نے خدا کو دریافت کیا پہر رسالت
کی تصدیق کی بعد اوس کے اعمال کو دریافت کیا یہ ترتیب نہایت عمدہ ہے اور یہ ایک کافی قرینہ ہے اس بات کا کہ وہ
پوچھنے والا اگرچہ جنگلی تہا پر غافل اور سمجھدار تہا ابن الصلاح نے کہا کہ اس حدیث مین دلیل ہے اون لوگون کے لیے
جو مقلدین عوام کا ایمان درست جانتے ہین اسلیے کہ عوام کو بہی یقین حاصل ہوتا ہے اور شک اور تزلزل نہین ہوتا
برخلاف معتزلہ کے کہ وہ مقلد کے ایمان کو صحیح نہین سمجھتے اور یہ حدیث حجت ہے اون پر کیونکہ آپ نے اس شخص کے
ایمان کو جائز کہا اور یہ نہین کہا کہ تجھکو ان باتون پر یقین کرنے کے لیے دلیل اور معجزے کا دیکھنا ضرور ہے
معتزلہ یہ کہتے ہین کہ گو مقلد کا اعتقاد مضبوط ہوتا ہے پر اوسکی مضبوطی پر بھروسا نہین ہوسکتا اس لیے کہ اوس نے بغیر

دلیل کے ایک آدمی کی بات کو مان لیا ہو پھر اگر کوئی دوسرا اسمین شک ڈالدی تو اسکا اعتقاد ہٹ سکتا ہو اسکا جواب یہ ہو کہ بیشک اسکو شک پیدا ہوا اس وقت تک کہ اسکا ایمان صحیح ہو کیونکہ وہ برابر ہو محقق کے ایمان کے جسنے دلائل مین غور کرکے حاصل کیا ہو اب مقلب القلوب جل جلالہ و عز و جل ہے وہ چاہو تو ایمان پر ثابت رکھے چاہو تو ڈگمگا دیوے بڑے بڑے محقق وسوسون مین پڑکر گمراہ ہوگئے ہین اور مقلد کامیاب ہوگئے ہین اگرچہ اسمین کچھ شک نہین کہ اعلیٰ درجہ تحقیق کا ہو اور جہانتک تحقیق ممکن ہو تقلید کی راہ چلنا بہتر نہین لیکن تقلید مین کچھ حلاوت اور ذائقہ ہو پس جسکو وہی سمجھتے ہین جو محقق ہین **ق** پھر وہ شخص بولا آپکے ایلچی نے ہم سے کہا کہ ہمپر پنجوقتہ نمازین ہین ہر دن اور رات مین آپنے فرمایا اوس نے سچ کہا وہ شخص بولا قسم اوسکی جسنے آپکو بھیجا کیا اللہ نے ان نمازون کا آپکو حکم کیا ہو آپنے فرمایا ہان پھر وہ شخص بولا آپکے ایلچی نے کہا کہ ہمپر زکوۃ ہے ہمارے مالدون کی آپنے فرمایا اوس نے سچ کہا وہ شخص بولا قسم اوس کی جسنے آپکو بھیجا کیا اللہ نے آپکو زکوۃ کا حکم کیا ہے آپنے فرمایا ہان پھر وہ شخص بولا آپکے ایلچی نے کہا کہ ہم پر رمضان کا روزہ ہین ہر سال آپنے فرمایا اوس نے سچ کہا وہ شخص بولا قسم اوسکی جسنے آپکو بھیجا کیا اللہ نے آپکو ان روزون کا حکم کیا ہو آپنے فرمایا ہان پھر وہ شخص بولا آپکے ایلچی نے کہا کہ ہم پر حج بیت اللہ ہو جو کوئی راہ چلنے کی طاقت رکھے (یعنی خرچ راہ اور سواری ہو اور رستہ مین امن ہو) آپنے فرمایا سچ کہا اوس نے یہ سنکر وہ شخص پیٹھ موڑکر چلا اور کہنے لگا قسم اوسکی جسنے آپکو سچا پیغمبر کرکے بھیجا مین نہ ان باتون سے زیادہ کرون گا نہ کم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سچا ہے یہ تو جنت مین جاویگا **ف** امام نووی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ ایک شخص کی خبر معتبر ہے اور اسپر عمل کرنا چاہیے جب تو آپنے دین کی باتین بتلانے کے لیے ایک ایلچی روانہ کیا اور یہ شخص جو آیا تھا اسکا نام ضمام بن ثعلبہ تھا قاضی عیاض نے کہا ظاہر یہ ہو کہ یہ شخص مسلمان ہوکر آیا تھا مگر اسلام کی باتون کو اچھی طرح تحقیق کرنے کے لیے حضرت ہی سے خود پوچھ لیا حاکم ابو عبد اللہ نے کتاب المعرفۃ مین کہا کہ یہ حدیث دلیل ہے اس بات کی کہ علو اسناد طلب کرنا جائز ہو کیونکہ اس شخص نے پہلے تمام باتین دین کے ایلچی کے واسطے سے سنی تھین پھر بواسطہ نکلا کہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی کو آیا **عن** اَنَسٍ کُنَّا نُھِیْنَا فِی الْقُرْاٰنِ اَنْ نَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ شَیْءٍ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ بِمِثْلِہٖ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے کہ ہمکو قرآن مین منع ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات پوچھین پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح **باب** بَیَانِ الْاِیْمَانِ الَّذِیْ یُدْخِلُ بِہِ الْجَنَّۃَ وَاَنَّ مَنْ تَمَسَّکَ بِمَا اُمِرَ بِہٖ دَخَلَ الْجَنَّۃَ باب بیان مین اس ایمان کے جسسے آدمی جنت مین جاویگا اور بیشک اس بات کا جو کوئی حکم بجالاوے وہ جنت مین جاویگا **عن** اَبِیْ اَیُّوْبَ اَنَّ اَعْرَابِیًّا عَرَضَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ فِیْ سَفَرٍ فَاَخَذَ بِخِطَامِ نَاقَتِہٖ اَوْ زِمَامِھَا ثُمَّ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْ یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ بِمَا یُقَرِّبُنِیْ مِنَ الْجَنَّۃِ وَمَا یُبَاعِدُنِیْ مِنَ النَّارِ قَالَ فَکَفَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَظَرَ فِیْ اَصْحَابِہٖ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ وُفِّقَ اَوْ لَقَدْ ھُدِیَ قَالَ کَیْفَ قُلْتَ قَالَ فَاَعَادَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَعْبُدُ اللّٰہَ لَا تُشْرِکُ

بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ دَعِ النَّاقَةَ ترجمہ ابو ایوب (خالد
بن زید) انصاری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر مین جارہی تھی اتنے مین ایک جنگلی شخص آیا
اور آپ کی اونٹنی کی رسی یا نکیل پکڑے آڑے آنکر اور کہا یا رسول اللہ یا یون کہا یا محمد مجھے بتلاؤ وہ چیز جو مجھ
کرے مجھکو جنت سے اور دور کرے جہنم سے یہ سنکر آپ رک گئے اور دیکھا آپنے اصحاب کیطرف پھر فرمایا اسکو توفیق
دی گئی یا ہدایت کی گئی (یعنے خدا نے اسکی مدد کی اور اسبات کی پہچان کی اوسکو طاقت دی توفیق کہتے
ہین نیک بات کی قدرت دینے کو اور خذلان بری بات کی قدرت دینے کو) آپ نے فرمایا (اوس جنگلی سے) تو
نے کیا کہا اوس نے پھر وہی کہا (یعنے مجھکو وہ بات بتلایے جو جنت سے نزدیک کرے اور جہنم سے دور) تب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کو پوج اور اوسکے ساتھہ کسی کو شریک نکر اور اداکر نماز کو اور دی زکوۃ اور ناتے
کو ملادی (یعنے عزیزون رشتہ دارون کے ساتھہ سلوک کر اگر وہ برائی کرین یا ملاقات ترک کرین تو تو نیکی کر
اور ان سے ملتا رہ) چھوڑ دے اونٹنی کو (کیونکہ اب تیرا کام ہوگیا) ف اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی
ہے کہ اگر چلتے چلتے بھی کوئی شخص دین کی بات پوچھے تو ٹھہرنا چاہیے اور اسکو بتلانا چاہیے اور دین کی بات
بتلانے مین علم ہونے ساتھے سستی کرنا بری بات ہے حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی چپ ہو رہے حق بات سے وہ گونگا
شیطان ہے عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ھٰذَا الْحَدِیْثِ ترجمہ
ابو ایوب سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اَعْمَلُہٗ یُدْنِیْنِیْ مِنَ الْجَنَّۃِ وَیُبَاعِدُنِیْ مِنَ النَّارِ قَالَ
تَعْبُدُ اللّٰہَ لَا تُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا وَتُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ وَتُؤْتِی الزَّکٰوۃَ وَتَصِلُ ذَا رَحِمِکَ فَلَمَّا اَدْبَرَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ تَمَسَّکَ بِمَا اُمِرَ بِہٖ دَخَلَ الْجَنَّۃَ وَفِیْ رِوَایَۃِ ابْنِ
اَبِیْ شَیْبَۃَ اِنْ تَمَسَّکَ بِہٖ ترجمہ ابو ایوب سے روایت ہے ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس
اور کہنے لگا مجھکو بتلایے کوئی ایسا کام جسکو مین کرون وہ نزدیک کردے مجھکو جنت سے اور دور کردیوے جہنم سے
آپنے فرمایا وہ کام یہ ہے کہ تو پوجے اللہ کو اور شریک نکرے اوسکا کسی کو اور قائم کرے نماز کو اور دیوے زکوۃ
کو اور ملادی ناتے کو جب وہ پیٹھہ پھیر کر چلا آپنے فرمایا اگر یہ چلیگا اون باتون پر جیسا حکم کیا گیا یا مین نے جسکا حکم کیا
تو جنت مین جاویگا عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ اَعْرَابِیًّا جَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُہٗ دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰہَ لَا تُشْرِکُ

بِهٖ شَیْئًا وَتُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ الْمَکْتُوْبَۃَ وَتُؤَدِّیْ الزَّکٰوۃَ الْمَفْرُوْضَۃَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا شَیْئًا اَبَدًا وَلَا اَنْقُصُ مِنْہُ فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا **ترجمہ** ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے ایک گنوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ مجھکو بتلایئے کوئی ایسا کام جب مین اسکو کرون تو جنت مین جاؤن آپ نے فرمایا وہ کام یہہ ہی کہ تو اللہ کو اوس کے ساتھہ کسی کو شریک نکری اور قائم کرے تو نماز کو اور دیوی تو زکوۃ کو جو فرض ہے اور روزے رکھے رمضان کے وہ شخص بولا قسم اسکی جسکے ہاتھہ مین میری جان ہے مین نہ اس سے زیادہ کرونگا نہ اس سے کم جب وہ پیٹھہ پھیرکر چلا آپ نے فرمایا جو خوش ہو اس بات سے کہ وہ ایک جنتی کو دیکھے تو اسکو دیکھے **ف** شاید اللہ جل جلالہ نے آپ کو آگاہ کر دیا ہوگا کہ یہ شخص ضرور جنت مین جاویگا کیونکہ یہ ان کامون کو بجا لاویگا اور ہمیشہ کریگا یہان تک کہ اوسکا خاتمہ بالخیر ہوگا **باب** مَنْ قَامَ عَلَی الْاِیْمَانِ وَالشَّرَائِعِ دَخَلَ الْجَنَّۃَ **ترجمہ** باب جو شخص قائم ہوا یمان پر اور شریعتون پر وہ داخل ہوگا جنت مین **عن** جَابِرٍ قَالَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النُّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ اِذَا صَلَّیْتُ الْمَکْتُوْبَۃَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَاَحْلَلْتُ الْحَلَالَ اَاَدْخُلُ الْجَنَّۃَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعَمْ **ترجمہ** جابر رضہ سے روایت ہے نعمان بن قوقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یارسول اللہ اگر مین فرض نماز ادا کرون اور حرام کو حرام سمجھون (اور اس سے باز رہون) اور حلال کو حلال سمجھون (اگرچہ اوسکو نکرون) تو مین جنت مین جاؤنگا آپ نے فرمایا ہان **عن** جَابِرٍ رضہ قَالَ قَالَ النُّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بِمِثْلِہٖ وَزَادَ فِیْہِ وَلَمْ اَزِدْ عَلٰی ذٰلِکَ شَیْئًا **ترجمہ** وہی روایت ہے ایسی ہی ہے اتنا زیادہ ہی کہ نعمان نے کہا مین اس سے زیادہ کچھ نکرون (یعنے فرض ادا کرون حرام کو حرام حلال کو حلال سمجھون اس سے زیادہ کچھ نکرون) **عن** جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرَاَیْتَ اِذَا صَلَّیْتُ الصَّلَوَاتِ الْمَکْتُوْبَاتِ وَصُمْتُ رَمَضَانَ وَاَحْلَلْتُ الْحَلَالَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَلَمْ اَزِدْ عَلٰی ذٰلِکَ شَیْئًا اَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَاللّٰہِ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ذٰلِکَ شَیْئًا **ترجمہ** جابر رضہ سے روایت ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا مین اگر فرض نمازون کو ادا کرون اور رمضان کے روزے رکھون اور حلال کو حلال سمجھون اور حرام کو حرام اس سے زیادہ کچھ نہ کرون تو جنت مین جاؤنگا آپ نے فرمایا ہان وہ شخص بولا قسم خدا کی مین اس سے زیادہ کچھ نہ کرونگا **باب** بَیَانِ اَرْکَانِ

ن اَاَدْخُلُ

ن اَاَدْخُلُ

الاسلام وذکر عزائم الاحکام اسلام کے بڑے بڑے ارکان اور ستون کا بیان **عن** ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بنی الاسلام علی خمسۃ علی ان یوحد اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وصیام رمضان والحج فقال رجل الحج وصیام رمضان فقال لا صیام رمضان والحج هکذا سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اسلام بنا کیا گیا ہے پانچ چیزوں پر اس پانچ ستون پر اسلام کھڑا ہے یہ تشبیہ ہے اسلام کو ایک گھر کی مانند سمجھو یا جہت کی جس میں پانچ کھمبے ہوں ایک اللہ جل جلالہ کی توحید نماز قائم کرنا زکوٰۃ دینا رمضان کے روزے رکھنا حج کرنا ایک شخص بولا حج اور رمضان کے روزے (یعنی حج کو پہلے کیا اور روزوں کو بعد) ابن عمر نے کہا نہیں رمضان کے روزے اور حج میں نے یوں ہی سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** مگر دوسری روایت خود ابن عمر سے بتقدیم حج مروی ہے پھر انہوں نے اس شخص پر کیسے انکار کیا اسکا جواب علماء نے یوں دیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو دو بار سنا ہوگا ایک بار بتقدیم صوم اور ایک بار بتقدیم حج پھر اوس شخص کے سامنے وہ روایت نقل کی جو بتقدیم صوم تھی جب اوس نے حج کو پہلے کیا تو ابن عمر نے اوس پر انکار کیا کہ تو اس بات کو کیا جانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ہی فرمایا بتقدیم صوم اور اس سے یہ بات نہیں نکلتی کہ انہوں نے دوسری طرح یہ روایت نہیں سنی اور احتمال ہے کہ ابن عمر اس وقت بتقدیم حج کی روایت کو فراموش کر گئے ہوں اسلیے انہوں نے اسکا انکار کیا پھر یاد آئی تو اسکو روایت کیا حافظ ابن الصلاح کہتے ہیں ابن عمر کی محافظت اس ترتیب پر دلالت کرتی ہے اسبات پر کہ واو کلام عرب میں ترتیب کے لیے آتی ہے اور یہ مذہب ہے بہت فقہا شافعیہ اور بعض نحویوں کا لیکن جو لوگ واو سے ترتیب نہیں نکالتے جیسے جمہور کا قول ہے اور وہی مختار ہے وہ کہتے ہیں کہ ابن عمر کا یہ انکار اسلیے نہ تھا کہ واو ترتیب کو مقتضی ہے بلکہ اس لیے کہ رمضان کے روزے ۲ھ ہجری میں فرض ہوئے اور حج ۶ھ یا ۹ھ ہجری میں فرض ہوا تو روزے کو پہلے ذکر کرنا مناسب ہے پھر تقدیم حج کی روایت بالمعنی ہے اور اس میں تصرف ہوا ہے تقدیم اور تاخیر سے نووی نے کہا ابن الصلاح کی یہ تقریر مسلم نہیں کیونکہ دونوں روایتیں صحیح ہیں اور دونوں میں تناقض نہیں اور اس قسم کا احتمال روایات میں بیفائدہ قدح پیدا کرتا ہے اور ابو عوانہ اسفرائنی نے کتاب مخرج علی صحیح مسلم میں انکار ابن عمر کا صیام کی تقدیم پر نقل کیا ہے اور یہ برعکس ہے مسلم کی روایت ہے لیکن ابن الصلاح نے کہا کہ یہ روایت مسلم کی روایت کا مقابلہ نہیں کر سکتی نووی نے کہا احتمال ہے کہ یہی صحیح ہو اور شاید یہ واقعہ دو بار پیش آیا ہو واللہ اعلم (نووی) **عن** ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بنی الاسلام علی خمس

عَلٰی اَنْ یُّعْبَدَ اللّٰہُ وَیُکْفَرَ بِمَا دُوْنَہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَحَجِّ الْبَیْتِ وَصَوْمِ
رَمَضَانَ ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کھڑا کیا گیا ہے
پانچ ستون پر ایک یہ کہ اللہ ہی کی عبادت کیجاوے اور اُسکے سوا کا (تمام جھوٹے خداؤں کا) انکار کیا جاوے دوسرے
نماز پڑھنا تیسری زکوۃ دینا چوتھی بیت اللہ کا حج کرنا پانچویں رمضان کے روزے رکھنا **عن** عَبْدِ اللّٰہِ
بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ
لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَحَجِّ الْبَیْتِ
وَصَوْمِ رَمَضَانَ ترجمہ عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام بنایا
گیا ہے پانچ چیزوں پر ایک تو گواہی دینا اس بات کی کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور حضرت محمد اُس
کے بندے ہیں اور اوسکے بھیجے ہوئے دوسرے قائم کرنا نماز کو تیسری زکوۃ دینا چوتھی حج کرنا خانہ کعبہ کا
پانچویں رمضان کے روزے رکھنا **عن** طَاؤُسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَلَا تَغْزُوْا
اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ الْاِسْلَامَ بُنِیَ عَلٰی
خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَصِیَامِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَیْتِ۔ حمیس

ترجمہ طاؤس سے روایت ہے عبداللہ بن عمر سے ایک شخص نے کہا تم جہاد کیوں نہیں کرتے انہوں نے کہا میں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے اسلام کے پانچ کہم (ستون) ہیں ایک تو گواہی
دینا اس بات کی کوئی معبود برحق نہیں سوا خدا کے دوسری نماز پڑھنا تیسری زکوۃ دینا چوتھی رمضان
کے روزے رکھنا پانچویں خانہ کعبہ کا حج کرنا **ف** اور جہاد اس قسم کا رکن نہیں کہ ہر مسلمان کو اسکا
کرنا ضرور ہو بلکہ جہاد فرض کفایہ ہے اگر بعضوں نے کیا تو سب کیطرف سے الزام جاتا رہا البتہ اگر کوئی نکلے
تو سب کے سب گناہ گار ہونگے یہ اُسوقت ہے جب جہاد میں سب مسلمانوں کے شریک ہونیکی ضرورت نہو اور جو جماعت
جہاد کر رہی ہو وہ دشمن کے مقابلے کے لیے کافی ہو اور جب کافر ہجوم کر آویں اور جہاد کرنے والے مسلمان اُنکے
مقابلے سے عاجز ہوں تو اُسوقت سب پر جہاد فرض ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ ابن عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ جہاد میں شریک ہو چکے تھے پھر یہ واقعہ اُس وقت کا ہوگا جب وہ بوڑھے ہونگے یا اور کسی عذر سے اونکو
جہاد میں جانیکی طاقت نہ ہوگی یا وہ فتنہ کا وقت ہوگا جب مسلمان ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے ایسے وقت میں
تو گھر بیٹھ رہنا بہت عمدہ ہے **باب** الْاَمْرِ بِالْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ تَعَالٰی وَرَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وسلم وشرائع الدین والدعاء الیہ والسوال عنہ وحفظہ وتبلیغہ من لم یبلغہ ترجمہ
باب حکم کرنیکا اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لانے کی لیے اور دین کے احکام پر لوگون کو بلانا اوس طرف اور پوچھنا اور
یاد رکھنا دین کی باتون کو اور پہونچانا دین کا اون لوگون کو جنکو نہین پہونچا عن ابن عباس رض
قال قدم وفد عبد القیس علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انا ھذا الحی
من ربیعۃ وقد حالت بیننا وبینک کفار مضر ولا نخلص الیک الا فی شھر الحرام فمرنا
بامر نعمل بہ وندعو الیہ من وراءنا قال امرکم باربع وانھاکم عن اربع الایمان
باللہ ثم فسرھا لھم فقال شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ واقام الصلوۃ
وایتاء الزکوۃ وان تؤدوا خمس ما غنمتم وانھاکم عن الدباء والحنتم والنقیر و
المقیر وزاد خلف فی روایتہ شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وعقد واحدۃ ترجمہ ابن عباس سے
روایت ہے عبد القیس کے وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے وفد کہتے ہین اُن لوگون کو جو ایک
جماعت یا قوم کیطرف سے منتخب ہوکر بھیجے جاوین کسی ضروری کام کے واسطے بادشاہ یا وزیر یا کسی سردار
کیطرف اور عبد القیس ایک شخص کا نام ہے جسکی اولاد کو عبد القیس کہتے ہین اور یہ ایک شاخ ہے ربیعہ کی جو ایک بڑا
قبیلہ تہا عرب مین یہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تہے چودہ سوار تہے جسکا سردار اشج عصری تہا
اور ان لوگون مین تہے مزیدہ بن مالک محاربی اور عبیدہ بن ہمام محاربی اور صحار بن عباس مری اور عمرو بن مرحوم
عصری اور حارث بن شعیب عصری اور حارث بن جندب اور باقی لوگون کا نام معلوم نہین ہوا اور ان لوگون کے
آنیکا یہ سبب تہا کہ منقذ بن حیان ایک شخص تہا جو اکثر مدینہ منورہ مین تجارت کے لیے آیا کرتا جاہلیت کے زمانے مین ایکبار
وہ جاوین اور کھجورین ہجر (ایک بستی کا نام ہے) سے مدینہ مین لیکر آیا اور وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
سے مدینے کو ہجرت کر چکے تہے منقذ راہ مین بیٹہا تہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اودہر سے گذرے منقذ ایک
دیکھکر اوٹہہ کہڑا ہوا آپ نے فرمایا منقذ تمہاری قوم کے سب لوگون کا کیا حال ہے پہر آپنے اوسکی قوم کے بڑون
بڑون سے ہر ایک کا نام لیا منقذ یہ معجزہ دیکھکر حیران ہوا اور اسیوقت اسلام لایا اور سورہ فاتحہ اور اقرا
سیکہا پہر ہجر کیطرف جانے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے ساتہہ ایک خط روانہ کیا عبد القیس کے لوگون کو وہ
خط منقذ نے عبد القیس کے لوگون کو نہین دیا اور اپنے پاس چہپا رکہا ایکبار منقذ کی جورو جو اشج عصری کی بیٹی
تہی (اشج کا نام منذر بن عائذ تہا لیکن حضرت نے اُسکا نام اشج رکہا کیونکہ اوسکی پیشانی مین ایک چوٹ کا

نشان تھا) اوس نے اپنے خاوند کو نماز اور قرآن پڑھتے دیکھکر اپنے باپ منذر سے اسکو نقل کر دیا اور یہ کہا کہ میرے خاوند کا جب سے وہ مدینہ سے لوٹ کر آیا ہے عجب حال ہو گیا ہے انہہ پاؤن دہوتا ہے پھر اکیطرف (یعنے قبلہ کیطرف) منہ کرکے کبھی پیٹ جھکاتا ہے (رکوع) کبھی زمین پر گرتا ہے (سجدہ) جب منذر اُس کے خاوند سے ملا اور دونون کی باتین ہوئین تو اشج کے دل مین اسلام کا خیال جم گیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حظ لیکر اپنی قوم پاس آیا اور پڑھ کر سنایا اون سبھون کا دل اسلام کیطرف مائل ہوا اور انہون نے ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف روانہ کی جس کا سردار اشج کو کیا جب وہ مدینہ سے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا تمہارے پاس عبد القیس کے لوگ آتے ہین جو بورپے الون مین سب سے بہتر ہین اور اُن مین اشج بھی ہے وہ لوگ پہنچے واپنہین نہ تنگ کرنیوالے ف اور کہا یارسول اللہم ربیعہ کے قبیلہ مین سے ہین اور ہمارے اور آپکے بیچ مین مضر کے کافر روک ہین مضر (بھی ایک قبیلہ کا نام ہے اوسکے لوگ کافر تھے اور وہ عبد القیس اور مدینہ کے بیچ مین رہتے تھے عبد القیس کے لوگون کو آنے نہ دیتے تھے) اور ہم نہین آسکتے آپ تک مگر حرام مہینہ مین (عرب کے نزدیک چار مہینے حرام تھے (یعنے ذیقعدہ اور ذیحجہ اور محرم اور رجب) ان مہینون مین وہ لوٹ مار نہ کرتے اور مسافرون کو رستا تھے اسوجہ سے ان مہینون مین مسافر سفر کیا کرتے اور بے کھٹکے راہ چلتے) تو بتلایئے ہمکو کوئی ایسی بات جسپر ہم عمل کرین اور ہماری طرف کے لوگون کو بھی اوس طرف بلاوین آپنے فرمایا مین تمکو حکم کرتا ہون چار باتون کا اور منع کرتا ہون چار باتون سے پھر بیان کیا اونکو حکم کرتا ہون کہ گواہی دو اسبات کی کوئی برحق معبود نہین سوا اللہ کے اور حضرت محمد اوس کے بھیجے ہوئے ہین اور قائم کرو نماز کو اور ادا کرو زکوۃ کو اور ادا کرو پانچوان حصہ غنیمت کے مال سے

ف دوسری روایت مین پانچ باتین مذکور ہین چار تو یہی اور ایک رمضان کے روزے اور بخاری کی روایت مین بھی پانچ باتین ہین اس مقام پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ آپ نے چار باتین فرمائین اور ذکر کیا پانچ کو علما نے اسکا جواب کئی طرح سے دیا ہے سب سے ظاہر وہ ہے جو ابن بطال نے کہا کہ اصل مقصود چار ہی باتین تھین یعنے توحید اور نماز اور زکوۃ اور روزہ مگر ایک بات غنیمت کی جس کے زیادہ بتلانی اسلیے کہ وے لوگ کفار مضر کے قریب رہتے تھے اور اُنکو جہاد کرنا پڑتا تھا اور غنیمتین ملتی تھین اور ابن الصلاح نے کہا واؤ تو واؤ کا عطف شہادۃ ان لا الہ الا اللہ پر نہین ہے تاکہ پانچ باتین ہون بلکہ اربع پر ہے تو مطلب یہ ہوا مین تمکو حکم کرتا ہون چار باتون کا اور ایک اور بات کا

ف منع کرتا ہون دُبّا سے (یعنے کدو کے تونبے) اور حنتم سے ف حنتم کی تفسیر مین علما کے کئی اقوال ہین صحیح یہ ہے کہ حنتم کہتے ہین سبز لاکھی گھڑون کو اور یہ تفسیر خود صحیح مسلم مین کتاب الاشربہ مین ابو ہریرہ سے منقول ہے

اور یہی قول ہے عبداللہ بن مغفل اور اکثر اہل لغت کا اور بعضون نے کہا کہ حنتم ہر ایک گہڑے (ٹھلیا) کو کہتے ہین
یہ عبداللہ بن عمر اور سعید بن جبیر اور ابو سلمہ کا قول ہے بعضون نے کہا کہ حنتم ایک قسم کے گہڑے ہین جو مصر سے آتی ہین
وہ اندر سے روغنی ہوتے ہین اور یہ انس بن مالک اور ابن ابی لیلی سے منقول ہے انہون نے کہا وہ لال ہوتے ہین بعضون
نے کہا کہ حنتم لال رنگ کے گہڑے ہین اونہین مصر سے شراب آیا کرتا تہا یہ حضرت عائشہ سے منقول ہے اور ابن ابی لیلی
نے کہا کہ طائف سے اسمین شراب آتا تہا اور کچہ لوگ انمین نبیذ بنایا کرتے تہے بعضون نے کہا کہ حنتم وہ گہڑے ہین
جو مٹی اور بال اور خون سے بنتی ہے اور یہ عطا سے منقول ہے (نووی) ت اور نقیر سے (یعنے چوبین برتن
سے ایک لکڑی کو لیکر اوسکو کہود کر کڑا سا بنالیتے تہے) اور مُقیّر سے ف مُقیّر فارسی نکلا ہے یعنے جس برتن پر
قار چڑہا ہو قار زفت کو کہتے ہین اور بعضون نے کہا زفت ایک قسم ہے قار کی اور اول قول صحیح ہے کیونکہ ابن عمر سے
بسند صحیح منقول ہے کہ زفت اور مقیر ایک چیز ہے اور قار اور زفت ہندی مین رال کو کہتے ہین ف خلف بن
ہشام نے اپنی روایت مین اتنا زیادہ کیا کہ گواہی دیتا ہون اس بات کی کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور اشارہ
کیا آپنے اوںگلی سے ایک کا ف یہ جو ان چارون قسم کے برتنون سے ممانعت کی اوس سے غرض یہ ہے کہ ان
برتنون مین شربت نہ بناؤ یعنے گہجور اور انگوراون مین نہ بہگوؤ اس لیے کہ ان برتنون مین شراب تیار ہوا
کرتا تہا اور نشہ اون مین جلدی پیدا ہو جاتا ہے اور چمڑے مین شربت بہگونے کی ممانعت نہین کی کیون کہ
چمڑا لطیف ہے اوسمین نشہ والی چیز نہین رہتی بلکہ اکثر چمڑا تیز شراب سے پہٹ جاتا ہے اور یہ ممانعت بہی اول
اسلام مین تہی پہر بریدہ کی حدیث سے منسوخ ہو گئی اوس مین یہ ہے کہ مین نے تمکو منع کیا تہا شربت بہگونے
سے سوا چمڑے کے اور برتنون مین لیکن اب بہگوؤ ہر برتن مین اور نہ پیو اوس شراب کو جو نشہ لاوے روایت کیا
اسکو مسلم نے اور یہی قول ہے جمہور علما کا اور خطابی نے کہا کہ صحیح یہی ہے کہ یہ ممانعت منسوخ ہو گئی اور ایک جماعت
علما نے اس ممانعت کو قائم رکہا ہے اور یہی قول ہے مالک اور احمد اور اسحاق کا اور یہی منقول ہے عمر اور ابن عباس
سے (نووی) عَنْ اَبِیْ جَمْرَۃَ قَالَ کُنْتُ اُتَرْجِمُ بَیْنَ یَدَیِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَیْنَ النَّاسِ
فَاَتَتْہُ اِمْرَاَۃٌ تَسْاَلُہٗ عَنْ بَعْضِ الْاَشْرِبَۃِ فَقَالَ اِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَیْسِ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ الْوَفْدُ اَوْ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوْا رَبِیْعَۃُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ اَوْ بِالْوَفْدِ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا
النَّدَامٰی قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا نَاْتِیْکَ مِنْ شُقَّۃٍ بَعِیْدَۃٍ وَاِنَّ بَیْنَنَا وَبَیْنَکَ ھٰذَا الْحَیَّ
مِنْ کُفَّارِ مُضَرَ وَاِنَّا لَا نَسْتَطِیْعُ اَنْ نَاْتِیَکَ اِلَّا فِیْ شَھْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ نَفْصِلُ بِہٖ نُخْبِرُ

بِهٖ مَنْ وَّرَآءَنَا وَنَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ قَالَ وَاٰمَرَهُمْ بِاَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ قَالَ اٰمَرَهُمْ
بِالْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَقَالَ وَهَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ
اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءُ الزَّكٰوةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ
وَاَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسًا مِّنَ الْمَغْنَمِ وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّآءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ شُعْبَةُ وَرُبَّمَا
قَالَ النَّقِيْرِ قَالَ شُعْبَةُ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ وَقَالَ احْفَظُوْهُ وَاَخْبِرُوْا بِهٖ مَنْ وَّرَآءَكُمْ وَقَالَ
اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ رِوَايَتِهٖ مَنْ وَّرَآءَكُمْ وَلَيْسَ فِيْ رِوَايَتِهٖ الْمُقَيَّرُ ترجمہ
ابو جمرہ (نصر بن عمران) سے روایت ہے میں ابن عباس کے سامنے اون کے اور لوگون کے بیچ میں ترجمہ تھا (یعنے اور دن
کی بات کو عربی میں ترجمہ کرکے ابن عباس کو سمجھاتا اور اُنکی بات فارسی میں ترجمہ کرکے لوگون کو سمجھاتا) اتنے میں
ایک عورت آئی جو پوچھتی تھی گھڑے کے نبیذ کو ف یعنے مٹی کے مٹھور یا تمبلوی یا گھڑے میں جو گھچور یا انگور
کا شربت بنایا جاوے اُسکا پینا کیسا ہے نووی نے کہا اس میں دلیل ہے اس بات کی کہ عورت اجنبی اور غیر مردون
سے بات کرسکتی ہے اور اُنکی آواز سن سکتی ہے اور وہ اُنکی آواز سن سکتے ہیں اضباح کیوقت ف ابن عباس
نے کہا عبدالقیس کے وفد (وفد کے معنے اوپر گذرے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے آپ نے پوچھا یہ وفد کون
ہیں یا یہ کون قوم کے لوگ ہیں لوگون نے کہا ربیعہ کے لوگ ہیں آپ نے فرمایا مرحبا ہو قوم یا وفد کو ف
مرحبا ایک کلمہ ہے جسکو عرب کے لوگ ملاقات کیوقت بولتے ہیں یعنے جب کوئی ملنے کو آتا ہے اسکا مطلب یہ ہے
کہ تم اچھی جگہ آئے وسعت اور گنجایش کیجگہ میں ف نہ رسوا ہو نہ شرمندہ (کیونکہ خود آئے مسلمان
ہوکیونکہ لڑائی کے بعد مسلمان ہوتے تو رسوا ہوتے لونڈی غلام بنائے جاتے مال لٹ جاتا تو
شرمندہ ہوتے) اون لوگون نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ پاس دور دراز سفر سے آتے ہیں اور ہمارے اور آپکے بیچ
میں یہ قبیلہ ہے مضر کے کافرون کا تو ہم نہیں آسکتے آپ تک مگر حرام مہینون میں (جب لوٹ مار نہیں ہوتی)
اس لیے ہمکو حکم کیجیے ایک صاف بات کا جسکو ہم بتلاوین اور لوگون کو بھی اور جاوین اوسکے سبب سے جنت میں آپ
نے حکم کیا اُنکو چار باتون کا اور منع کیا اُنکو چار باتون سے حکم کیا اونکو اللہ کی توحید پر ایمان لانیکا اور پوچھا اون سے
تم جانتے ہو ایمان کیا ہے اُنہون نے کہا اللہ اور اُسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا ایمان گواہی دینا ہے اس
بات کی کہ کوئی لائق نہیں عبادت کو سوا اللہ کے اور بیشک حضرت محمد اوسکے بھیجے ہوئے ہیں اور قائم کرنا نماز
کا اور دینا زکوٰۃ کا اور روزے رکھنا رمضان کے (یہ چار باتیں ہوگئیں اب ایک پانچوین بات اور ہے) اور ادا

کرنا یا پنجوین حصہ کا غنیمت کے مال مین سے (یعنے جو کافرون کے لوٹ مین سے مال ہاتھ آوے اوس مین سے پانچوان حصہ خدا اور رسول کے لیے نکالو) اور منع کیا اونکو کدو کے تونبے اور سبز لاکھی گھڑے اور روغنی برتن سے شعبہ نے کبھی یون کہا اور نقیر سے اور کبھی کہا مقیر سے (دونون کے معنے اوپر گذرے اور فرمایا یاد رکھو اسکو اور خبر کرو ان باتون کی اُن لوگون کو جو تمہارے پیچھے ہین اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے مَنْ وَرَاءَكُمْ کہا بدل مِنْ قَوْمِكُمْ کے (اور مطلب ایک ہی) اور اُن کی روایت مین مقیر کا ذکر نہین ہے **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ نَحْوَ حَدِيْثِ شُعْبَةَ وَقَالَ اَنْهَاكُمْ عَمَّا يُنْبَذُ فِي الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَزَادَ ابْنُ مُعَاذٍ فِي حَدِيْثِهٖ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْاَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ اِنَّ فِيْكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ الْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ ترجمہ دوسری روایت بھی ابن عباس سے اسیطرح ہے اسمین یہ ہے مین تم کو منع کرتا ہون اوس نبیذ سے جو بھگو یا جاوے کدو کے تونبے اور چوبین اور سبز لاکھی اور روغنی برتن سے ابن معاذ نے اپنی روایت مین اپنے باپ سے اتنا زیادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد القیس کے اشج سے (جسکا نام منذر بن حارث بن زیاد تھا یا منذر بن عامر یا منذر بن عبید یا عائذ بن منذر یا عبد اللہ بن عوف) فرمایا تجھ مین دو عادتین ایسی ہین جنکو اللہ تعالی پسند کرتا ہے ایک تو عقلمندی دوسری دیر مین سمجھ بوجھکر کام کرنا جلدی نہ کرنا **ف** یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے فرمایا کہ جب عبد القیس کے لوگ مدینہ مین پہونچے تو جھٹ پٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آگئے مگر اشج سامان کے پاس ٹھہرا رہا اور سب سامان اکٹھا کیا اور اونٹ کو باندھا پھر اچھے کپڑے بدلے بعد اوسکے آپ پاس آیا آپ نے اسکو نزدیک بلایا اور اپنی بازو ٹھہلایا پھر یہ فرمایا حقیقت مین عقلمندی اور ٹھہنان یہ دونون صفتین ایسی ہین جو تمام غریزون کی جڑ ہین بعض آدمی عقلمند ہوتے ہین لیکن جلد باز اون سے بہت سی غلطیان ہوجاتین ہین پھر سرسندہ ہوتے ہین عمدہ بات یہ ہے کہ جس کام کو کرنا چاہے پہلے اوسمین خوب فکر کرے اور اوسکی فائدون اور نقصانون پر نظر ڈالے پھر جب فائدہ زیادہ معلوم ہون اور اُسکا انجام بھی اچھا ہو تو اوسکو کرے اگر خود سے یہ کام نہ ہو سکے تو اور عقلمند دوستون سے مشورہ لیوے حکما نے کہا ہے کہ جو آدمی ہر کام کو خیال آتے ہی کر بیٹھتا ہے اوس مین اور جانور مین کچھ فرق نہین جانور کی عقل اسیقدر ہے کہ جو خیال آیا اوس طرف دوڑ پڑا فکر و تامل اور انجام بینی کچھ نہین **عن** قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْ لَقِيَ الْوَفْدَ الَّذِيْنَ قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ سَعِيْدٌ وَذَكَرَ قَتَادَةُ اَبَا نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ فِيْ

حدیثہ ھذا ان اناسا من عبد القیس قدموا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا
یا رسول اللہ انا حی من ربیعۃ وبیننا وبینک کفار مضر ولا نقدر علیک الا فی اشھر
الحرم فمرنا بامر نعمل بہ من وراءنا وندخل بہ الجنۃ اذا نحن اخذنا بہ فقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرکم بار بع وانھاکم عن اربع اعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا
واقیموا الصلوۃ وآتوا الزکوۃ وصوموا رمضان واعطوا الخمس من الغنائم وانھاکم
عن اربع عن الدباء والحنتم والمزفت والنقیر قالوا یا نبی اللہ ما علمک بالنقیر قال بلی
جذع تنقرونہ فتقذفون فیہ من القطیعاء قال سعید او قال من التمر تصبون فیہ
من الماء حتی اذا سکن غلیانہ شربتموہ حتی ان احدکم او ان احدھم لیضرب ابن
عمہ بالسیف قال وفی القوم رجل اصابتہ جراحۃ کذلک قال وکنت اخبؤھا حیاء
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت نفیم نشرب یا رسول اللہ قال فی اسقیتکم الادم
التی یلاث علی افواھھا فقالوا یا نبی اللہ ان ارضنا کثیرۃ الجرذان ولا تبقی بھا اسقیۃ
الادم فقال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وان اکلتھا الجرذان وان اکلتھا الجرذان قال وقال نبی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لاشج عبد القیس ان فیک لخصلتین یحبھما اللہ الحلم والاناۃ

یہ حدیث ہمکو ابو جمرہ نے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں میں ابن عباس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا وہ مجھکو اپنے ساتھ بٹھاتے تھے
تو میں نے چاہا کہ وہ اپنے پاس ٹھہرا لیں تو میں نے ان سے کہا کہ مجھکو کچھ باتیں ایسی بتلائیے جو رسول اللہ صلعم پاس آئے تھے
عبد القیس کے تعلق سے (اور قتادہ نے نام نہ لیا اس شخص کا جس سے
یہ حدیث سنی اسکو تدلیس کہتے ہیں) سعید نے کہا قتادہ نے ابو نضرہ کا نام لیا انہوں نے سنا ابو سعید خدری سے
(تو قتادہ نے اس حدیث کو ابو نضرہ (منذر بن مالک بن قطعہ) سے سنا انہوں نے ابو سعید خدری سے (سعد بن
مالک بن سنان سے) کہ کچھ لوگ عبد القیس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور کہنے لگے اے نبی اللہ کے ہم ایک
شاخ ہیں ربیعہ کے اور ہمارے اور آپکے بیچ میں مضر کے کافر ہیں اور ہم نہیں آسکتے آپ تک مگر حرام مہینوں
میں تو حکم کیجیے ہم کو ایسے کام کا جسکو ہم بتلا دیں اور لوگوں کو جو ہمارے پیچھے ہیں اور جنت میں جاویں ہم اسکی وجہ
سے جب ہم اوسپر عمل کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمکو حکم کرتا ہوں چار باتوں کا اور منع کرتا
ہوں چار چیزوں سے پوجو اللہ کو اور نہ شریک کرو اسکے ساتھ کسیکو اور قائم کرو نماز کو اور دو زکوٰۃ کو اور روزے رکھو
رمضان کے اور ادا کرو پانچواں حصہ غنیمت کے مالوں میں سے اور منع کرتا ہوں میں تمکو چار چیزوں سے کدو کے تونبے
اور سبز لاکھی برتن اور روغنی برتن اور نقیر سے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ نقیر آپ نہیں جانتے آپنے فرمایا کیوں

نہین جانتا نقیر ایک لکڑی ہے جسکو تم کھود لیتے ہو پھر اوسمین قطیعا (ایک قسم کی چھوٹی کھجور اوسکو شہر یہی کہتے ہین) بھگوتے ہو سعید نے کہا یا تمر بھگوتے ہو پھر اوس مین پانی ڈالتے ہو جب اوسکا جوش تھم جاتا ہے تو اوس کو پیتے ہو یہانتک کہ ایک تم مین کا اپنے چچا کے بیٹے کو مارتا ہے تلوار سے (نشہ مین آکر جب عقل جاتی رہتی ہے نزدیک دشمن کی شناخت نہین رہتی اپنے بھائی کو جسکو سب سے زیادہ چاہتا ہے تلوار سی مارتا ہے شراب کی برائیون مین سے یہ ایک بڑی برائی ہے جسکو آپنے بیان کیا) راوی نے کہا ہمارے لوگون مین اُسوقت ایک شخص موجود تھا (جسکا نام جہم تھا) اُسکو ایک زخم لگ چکا تھا اُسی نشے کے بدولت لیکن مین اُسکو چھپاتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم کے مارے مین نے کہا یا رسول اللہ پھر کس برتن مین ہم شربت پیین آپنے فرمایا پیو چمڑے کے برتنون مین جنکا مونہہ باندہا جاتا ہے (ڈوری یا تسمے سے) لوگون نے کہا اے نبی اللہ کے ہمارے ملک مین چوہے بہت ہین دہن چمڑے کے برتن نہین رہ سکتے آپ نے فرمایا پیو چمڑے کے برتنون مین اگرچہ چوہے اُنکو کاٹ ڈالین اگرچہ چوہے انکو کاٹ ڈالین (یعنی جس طور سے ہو سکے چمڑے ہی کے برتن مین پیو چوہون سے حفاظت کرو اگر نہ ہو سکے تو خیر پیو اور برتن مین پینا درست نہین کیونکہ وہ شراب کا برتن ہین) راوی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد القیس کے اشج سے فرمایا تجھہ مین دو خصلتین ایسی ہین جنکو اللہ تعالی پسند کرتا ہے ایک تو عقلمندی دوسری سہولت اور اطمینان جلدی نکرنا **عن** أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ غَيْرَ أَنَّ فِيهِ وَتَدِ يُفُونَ فِيهِ مِنَ الْقُطَيْعَاءِ وَالتَّمْرِ وَالْمَاءِ وَلَمْ يَقُلْ قَالَ سَعِيدٌ أَوْ قَالَ مِنَ التَّمْرِ **ترجمہ** دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے مگر اُس مین بجائے تقذفون کے تدیفون یا تذیفون ہے یعنے ملاتے ہو اوسمین قطیعا اور کھجور اور پانی **عن** أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوْا نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلَنَا اللَّهُ فِدَاكَ مَا ذَا يَصْلُحُ لَنَا مِنَ الْأَشْرِبَةِ فَقَالَ لَا تَشْرَبُوا فِي النَّقِيرِ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلَنَا اللَّهُ فِدَاكَ أَوَتَدْرِي مَا النَّقِيرُ قَالَ نَعَمْ الْجِذْعُ يُنْقَرُ وَسَطُهُ وَلَا فِي الدُّبَّاءِ وَلَا فِي الْحَنْتَمَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْمُوكَا **ترجمہ** ابو سعید خدری سے روایت ہے عبد القیس کے وفد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تو کہنے لگے اے نبی اللہ کے اللہ ہمکو آپ پر فدا کرے کون سا شراب ہمکو درست ہے آپ نے فرمایا نقیر مین نہ پیو انہون نے کہا اے نبی اللہ

کے اللہ ہم کو آپ پر فدا کرے کیا آپ جانتے ہین فقیر کو آپنے فرمایا ہان فقیر ایک لکڑی جسکے بیچ مین کھود کر گڈھا کر لیتے ہین کدو کے تونبے مین نہ پیو سبز لاکھی برتن مین نہ پیو اور پیوستکون مین (چمڑی کی) جنکا منہ بندھا ہو ڈوری یا تسمہ سے **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے بہت سی مسائل معلوم ہوئی جو جایجا اوپر مذکور ہوئی اور مین حتیطار سے انکو بیان کرتا ہون ایک تو روسا اور اشراف کی سفارت روانہ کرنا ضروری اور مہم کامون کے لیے دوسری سوال سے پہلے عذر ظاہر کرنا تیسرے مہمات اسلام اور ارکان اسلام کا بیان سوا حج کے اور اوپر ہم کہہ چکے کہ اوس وقت تک حج فرض نہین ہوا تھا چوتھی عالم کا مدد چاہنا دوسرون کے سمجھانیکے لیے کسی اور شخص سے جیسے ابن عباس کے مترجم ابو جمرہ تھے پانچوین ترجمہ اور فتوی اور خبر مین ایکشخص کا قول کافی ہونا چھٹی مہمان کے لیے مرحبا کہنا اوسکی تعریف کرنا اوس کے خوش کرنے کے لیے ساتوین تعریف کرنا منہ پر جب اوس مین فتنے کا خوف نہو اور مونہہ پر تعریف کرنا یعنے مدح جو منع ہے وہ اسوقت جب فتنے کا خوف ہو ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مقامون مین مدح ثابت ہے آپ نے ابو بکر رضہ سے فرمایا ازار لٹکانے کی حدیث مین تو اون لوگون مین سے نہین ہے جو تکبر سے ایسا کام کرتے ہین اور فرمایا اے ابو بکر تم سب لوگون سے زیادہ احسان صحبت اور مال کیوجہ سے مجھ پر تیرا ہے اور جو مین کسیکو دوست بناتا (سوا خدا کے) تو ابو بکر کو بناتا اور ایسی ہی بہت سی حدیثین اور آثار منقول ہین آٹھوین پوچھنے والے پر عتاب نہ کرنا اگر وہ کہے مجھ سے کھول کر بیان کرو نوین صرف رمضان کا لفظ کہنا درست ہو نا شہر رمضان کہنا ضرور نہین دسوین عالم سے دوبارہ پوچھنا سمجھنے کے لیے گیارہوین تاکید کرنا کلام کے زیادہ اثر ڈالنے کے لیے بارہوین یہ کہنا درست ہے کہ خدا مجھے تیر قربان اور فدا کرے انتہی مختصرا **باب** الدعاء الی الشہادتین وشرائع الاسلام ارباب بلانے مین لوگون کو طرف شہادتین کے اور بیان مین اسلام کے ارکان کے **عن** ابن عباس ان معاذا قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انک تاتی قوما من اہل الکتاب فادعہم الی شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ فان ہم اطاعوا لذلک فاعلمہم ان اللہ قد افترض علیہم خمس صلوات فی کل یوم ولیلۃ فان ہم اطاعوا لذلک فاعلمہم ان اللہ افترض علیہم صدقۃ تؤخذ من اغنیائہم فترد فی فقرائہم فان ہم اطاعوا لذلک فایاک وکرائم اموالہم واتق دعوۃ المظلوم فانہ لیس بینہا وبین اللہ حجاب ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے معاذ بن جبل نے کہا مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا (یمن کیطرف حاکم کرکے) تو فرمایا تم لوگے

کچھ لوگون سے اہل کتاب کے تو بلانا اونکو اس بات کی گواہی کی طرف کہ سوا خدا کے اور معبود برحق نہین سو اخدا کے اور مین اللہ
کا بھیجا ہوا ہون (یعنے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اگر وہ اسکو مان لین تو بتلانا اونکو یہ بات کہ اللہ نے اونپر فرض
کی ہین پانچ نمازین ہر دن اور رات مین پھر اگر وہ مان لین اسکو تو بتلا اونکو یہ بات کہ اللہ نے فرض کیا ہے اون پر
زکوۃ کو جو لی جاویگی اونکے مالداروں سے پھر دیجاویگی اونہی کے فقیرون اور محتاجون کو اگر وہ اسکو مان لین تو خبردار
نہ لینا عمدہ مال اون کے (یعنے زکوۃ مین متوسط جانور لینا عمدہ دودھ والا اور پرگوشت فربہ چھانٹ کر نہ لینا) اور
بچنا مظلوم کی بددعا سے کیونکہ مظلوم کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی روک نہین ف یعنی وہ فورًا اللہ تک
پہونچ جاتی ہے اور قبول ہوتی ہے راوی نے کہا اس حدیث سے بہت باتین نکلتی ہین قبول کرنا خبر واحد کا اور
واجب ہونا عمل اوسپر اور وتر کا واجب نہ ہونا اس لیے کہ معاذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چند روز پہلے
یمن کی طرف بھیجے گئے تھے پھر اگر وتر واجب ہوتا تو آپ اونکو بھی نمازون مین شریک کرتے اور مسنون ہونا دعوت کفار کا
طرف توحید کی جنگ سے پہلے اور حکم ہونا اسلام کا جب تک شہادتین کا زبان سے اقرار نکرے اور یہی مذہب ہے اہل
سنت کا اور واجب ہونا پانچون نمازون کا ہر دن اور رات اور گناہ عظیم ہونا ظلم کا اور امام کو نصیحت کرنا اپنے
عاملون کو اللہ سے ڈرنے کے لیے اور ظلم سے بچنے کے لیے اور حرام ہونا زکوۃ وصول کرنیوالے پر عمدہ مال چھانٹ لینا
اسی طرح صاحب مال پر برا مال دینا اور زکوۃ نہ دینا کافر کو نہ مالدار کو اور استدلال کیا ہے اس حدیث سے خطابی
اور ہمارے اصحاب نے کہ زکوۃ کا نقل جائز نہین یعنے ایک ملک کی زکوۃ دوسرے ملک کے فقیرون کو نہ بھیجی جاوے اور یہ
استدلال قوی نہین کیونکہ فقرائہم سے مراد مسلمانون کے فقیر ہو سکتے ہین اور بعضون نے اسحدیث سے یہ استدلال
کیا ہے کہ کافر فروع شریعت جیسے نماز روزہ زکوۃ کے ساتھہ مخاطب نہین ہین یعنے اونکو صرف یہی حکم ہے کہ ایمان لاوین
اور اسی امر کے نہ کرنے پر اونکو عذاب ہوگا نماز روزہ وغیرہ اونپر جب فرض ہے کہ وہ مسلمان ہون اور دلیل اس کی
یہ ہے کہ حضرت نے اس حدیث مین یون فرمایا اگر وہ اسکو مان لین تو اونکو یہ بتلا تو معلوم ہوا کہ جب وہ شہادتین
کو نہ مانین تو اور ارکان اسلام اونپر واجب نہین اور یہ استدلال ضعیف ہے اس لیے کہ حدیث سے مقصود یہ ہے کہ جب وہ
شہادتین کا اقرار کرین تو اونکو بتلا دے کہ نماز کا مطالبہ اون سے ہوگا دنیا مین اور دنیا مین تو ارکان اسلام کا مطالبہ
جب ہی ہوگا جب وہ اسلام لاوین اس سے یہ لازم نہین کہ آخرت مین بھی اونکو ارکان اسلام کے ترک پر عذاب نہ ہو
اور قرینہ اسپر یہ ہے کہ حضرت نے از ایک ایک بات بہ ترتیب بتلائی پہلے جو بہت ضروری تھی پھر جو اس سے کم اور
خود اسی حدیث مین یہ بات موجود ہے کہ جب وہ نماز کو مان لین تو بتلا اونکو زکوۃ کی فرضیت حالانکہ اس کی

کوئی قائل نہین ہوا کہ پہلے انسان پر نماز فرض ہوتی ہے پھر اوس کے بعد روزہ فرض ہوتا ہے

عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث معاذا الی الیمن فقال انک ستاتی قوما بمثل حدیث وکیع ترجمہ ابن عباس سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عن** ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما بعث معاذا الی الیمن قال انک تقدم علی قوم اھل کتاب فلیکن اول ما تدعوھم الیہ عبادۃ اللہ فاذا عرفوا اللہ فاخبرھم ان اللہ قد فرض علیھم خمس صلوات فی یومھم ولیلتھم فاذا فعلوا فاخبرھم ان اللہ عز وجل قد فرض علیھم زکوۃ تؤخذ من اموالھم فترد علی فقرائھم فاذا اطاعوا بھا فخذ منھم وتوق کرائم اموالھم ترجمہ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ کو یمن بھیجا تو اون سے کہا تم جاؤ گے ایک قوم پاس اہل کتاب ہین سے تو سب سے پہلے جس طرف تم اون کو بلاؤ وہ اللہ جل جلالہ کی عبادت ہے پھر جب وہ خدا کو پہچان لیوین **ف** قاضی عیاض نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب یعنے یہود اور نصاری خدا کو نہین پہچانتے اور یہی قول ہے بڑے بڑے متکلمین کا اگرچہ وہ ظاہر مین خدا کی پرستش کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم نے خدا کو پہچانا اگرچہ عقل اس بات کو جائز رکھتی ہے کہ جو شخص ایک رسول کو نہ مانے وہ خدا کو پہچان لیوے قاضی عیاض نے کہا جو شخص خدا کو مشابہ سمجھتا ہے اور مخلوقات کی یا خدا کو جسم جانتا ہے اور اجسام کیطرح یہودیون مین سے یا خدا کو اولاد ہونا جائز جانتا ہے یا اوسکی بی بی یا بیٹا ثابت کرتا ہے یا حلول اور انتقال اور امتزاج اجسام کیطرح اوسکے لیے جائز سمجھتا ہے نصاری مین سے یا اوسکی اوصاف ایسی بیان کرتا ہے جو اسکو لائق نہین یا اوس کے لیے شریک یا مخالف برابر والا ثابت کرتا ہے مجوس اور بت پرستون مین سے ان سب کا معبود درحقیقت خدا نہین ہے اگرچہ وہ اسکا نام خدا رکھین تو درحقیقت انہون نے سچے خدا کو نہین پہچانا اس لیے کو سمجھ کر یا درکھنا چاہیے (نووی) **ف** تو انکو بتلا کہ اللہ نے اون پر پانچ نمازین فرض کی ہین ہر رات اور دن مین جب وہ یہ کرنے لگین تو انکو بتلا کہ اللہ نے اونپر زکوۃ فرض کی ہے جو لی جاویگی اونکے مال مین سے پھر دی جاویگی اونہی مین کے فقیرون کو جب وہ یہ بھی مان لین تو زکوۃ لے اون سے اور بچ اونکے عمدہ مالون سے **ف** یہ جو فرمایا زکوۃ لی جاویگی اون کے مال مین سے اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی مسلمان زکوۃ نہ دیوے تو جبرا اوس کے مال مین سے وصول کیجاوے گی اس مین خلاف نہین ہے مگر اختلاف اسمین ہے کہ آیا وہ باطنا بیزار ہوگا یا نہ ہوگا اوس مین ہمارے اصحاب کے دو قول ہین (نووی)

باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ باب بیان مین اس بات کے کہ لوگون

سے لڑنا چاہیے یہانتک کہ وہ کہنے لگین کوئی معبود سچا نہین سوا خدا کے اور بیشک حضرت محمد اوسکے رسول ہین
عن ابی ھریرۃ قال لما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واستخلف ابوبکر الصدیق
بعدہ وکفر من کفر من العرب قال عمر بن الخطاب لابی بکر کیف تقاتل الناس وقد قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فمن قال
لا الہ الا اللہ فقد عصم منی مالہ ونفسہ الا بحقہ وحسابہ علی اللہ فقال ابوبکر واللہ
لاقاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکوۃ فان الزکوۃ حق المال واللہ لو منعونی عقالا کانوا
یؤدونہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلتھم علی منعہ فقال عمر بن الخطاب
فواللہ ما ھو الا ان رایت اللہ قد شرح صدر ابی بکر للقتال فعرفت انہ الحق ترجمہ
ابوہریرہ سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ابوبکر صدیق رض خلیفہ ہوئے اور عرب کے لوگ
جو کافر ہو گئے کافر ہو گئے ف خطابی نے کہا جو لوگ اسلام سے پھر گئے تھے وہ دو طرح کے تھے ایک تو وہ جو بالکل
دین اسلام کو چھوڑ کر اپنے کفر کی حالت کیطرف پھر لوٹ گئے تھے اور ابوہریرہ نے جو کہا کافر ہو گئے عرب کے لوگ
جو کافر ہو گئے اوس سے مراد اسی قسم کے لوگ ہین اور ایسے لوگون مین بھی دو گروہ تھے ایک گروہ تو مسیلمہ کذاب
کا جو اسکو پیغمبر جانتے تھے اور اسود عنسی کا اور اس کے قبول کرنیوالے یمن کے لوگون مین سے یہ فرقہ تو بالکل ہمارے
پیغمبر کی نبوت کا انکار کرتا تھا اور مسیلمہ یا اسود کو پیغمبر سمجھتا ابوبکر صدیق نے ان سے لڑنا شروع کیا یہانتک
کہ مسیلمہ یمامہ مین اور اسود عنسی صنعا مین مارا گیا اور اونکی جماعتین لوٹ گئین اور اکثر اُن مین کے مارے گئے دوسرا
گروہ وہ تھا جو دین سے پھر گیا تھا اور شرائع اور احکام دین کا منکر ہو کر نماز روزہ کو چھوڑ دیا تھا اور پھر اوسی
جاہلیت کے طریق پر چلنے لگا تھا اور سوقت خدا کو سجدہ صرف تین مسجدون مین ہوتا تھا ایک مکہ کی مسجد دوسری مدینہ کی
مسجد قیسری عبد القیس کی مسجد بحرین مین دوسری طرح کے لوگ تھے جنھون نے نماز اور زکوۃ مین فرق نکالا تو
نماز پڑھتے تھے لیکن زکوۃ دینے سے انکار کیا یہ لوگ درحقیقت یکتیم کے باغی تھے انہی لوگون کے بارے حضرت عمر
کو شبہ ہوا (السراج الوہاج) ت تو حضرت عمر نے ابوبکر سے کہا تم کیونکر لڑوگے ان لوگون سے حالانکہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مجھ کو حکم ہوا لوگون سے لڑنیکا یہانتک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہین پھر جس نے
لا الہ الا اللہ کہا اوسنے مجھسے اپنے مال اور جان کو مگر کسی حق کے بدلے (یعنی کسیکے بدلے جیسے زنا کرے
یا خون کرے تو پکڑا جاویگا) پھر حساب اُسکا اللہ پر ہے (اگر اوسکے دل مین کفر ہو اور ظاہر مین ڈر کے مارے مسلمان

ہو گیا ہو تو قیامت مین اللہ اوس سے سمجھ لیگا پر دنیا مین اس سے کوئی مواخذہ نہوگا ف تو حضرت عمر کا اعتراض بظاہر
حدیث کے تھا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لا الہ الا اللہ کہا اوس نے بچا لیا اپنے مال اور جان کو
اور یہ لوگ لا الہ الا اللہ کہتے ہین صرف زکوۃ دینے سے انکار کرتے ہین پھر ان سے لڑنا اور انکی مال اور جان لینا کیونکر درست
ہوگا ف حضرت ابو بکر نے کہا قسم خدا کی مین تو لڑون گا اوس شخص سے جو فرق کرے نماز اور زکوۃ مین اس لیے
کہ زکوۃ مال کا حق ہے ف مطلب حضرت ابو بکر کا یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال اور جان کی حفاظت
معلق کی ہے شرطون پر اور جو حکم معلق ہو دو شرطون پر وہ ایک شرط کے ہونے سے حاصل نہین ہوتا جب دوسری
شرط نہو پھر قیاس کیا اوسکا نماز سے بعد اوسکے زکوۃ کو نماز کے مثل قرار دیا اور اس حدیث مین دلیل ہے اس بات
کی کہ جو شخص نماز چھوڑ دے اوس سے لڑائی درست ہے باجماع صحابہ جب ابو بکر نے زکوۃ کو جو مختلف فیہ تھی نماز کی مثل
قرار دیا جو متفق علیہ تھی تو اس معاملہ مین حضرت عمر نے عموم حدیث سے استدلال کیا اور ابو بکر نے قیاس سے
اور معلوم ہوا کہ عام کی تخصیص قیاس سے ہو سکتی ہے ف قسم خدا کی اگر وہ ایک عقال کو روکین گے جو دیا
کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مین لڑون گا اون سے اوسکے نہ دینے پر ف مسلم ہے عقالاً مروی ہے
اور ایسا ہی بخاری مین اور بعضی روایتون مین عقال کے بدلے عناق ہے عناق کہتے ہین بکری کے بچے
کو اور دونون صحیح ہین اور محصول ہین اس امر پر کہ ابو بکر نے دو مرتبہ یہ کلام کہا ہوگا ایک بار عقال کہا اور ایکبار
عناق تو روایت کیے گئے اون سے دونون لفظ تو عناق سے مراد بکریون کے بچے ہین جنکی مائین مر گئی ہون اور
عقال سے مراد ایک سال کی زکوۃ ہے اور بعضون نے کہا کہ عقال وہ رسی ہے جس سے اونٹ کو باندھتے ہین اور
نووی نے اسکو صحیح کہا کیونکہ یہ موقع شدت اور مبالغہ کا ہے تو جہانتک عقال کی تحقیر ہو مناسب ہے اور جب
ایک سال کی زکوۃ مراد لین تو یہ مطلب حاصل نہین ہوتا (السراج الوہاج) ف حضرت عمر نے کہا قسم خدا
کی پھر وہ کچھ نہ تھا مگر مین نے یقین کیا کہ اللہ جل جلالہ نے ابو بکر کا سینہ کھولدیا ہے لڑائی کے لیے (یعنی اُن کے
دل مین یہ بات ڈالدی تب مین نے جانا کہ یہی حق ہے) ف نووی نے کہا حضرت عمر نے ابو بکر کی تقلید نہین
کی اسواسطے کہ عمر خود مجتہد تھے اور مجتہد کو درست نہین دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا اور روافض نے یہ خیال کیا ہے
کہ حضرت عمر نے ابو بکر کی تقلید کی اور بنا اسکی اون کے خیال فاسد پر ہے کہ امام کو معصوم ہونا ضرور ہے یہ انکی
کھلی ہوئی جہالت ہے (السراج الوہاج) نووی نے کہا بعض افاضلون نے یہ خیال کیا ہے کہ ابو بکر رضہ نے سب سے
پہلے مسلمانون کو قید اور قتل کیا حالانکہ وہ لوگ زکوۃ کے باب مین تاویل کرتے تھے اور کہتے تھے قرآن مین

یہ جو حکم ہے خُذْ مِنْ اَمْوَالِہِمْ صَدَقَۃً الآیۃ تو یہ خطاب خاص ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس واسطے کہ تطہیر یعنے
پاک کرنا گناہون سے اور تزکیہ اور صلاۃ دوسرے سے نہین ہوسکتا خطابی نے کہا یہ خیال ایسے لوگون کا ہے جن کو دین
سے ذرا بہرہ نہین اور اُن کے عمدہ مقاصد افترا اور بہتان اور سلف کی برائی ہین اور ہم اوپر بیان کرچکے ہین کہ
اسلام کے مرتد ہوجانے والے لوگ کئی طرح کے ہین یعنے تو بالکل دین سے پھر گئے تھے اور مسیلمہ وغیرہ کو پیغمبر جاننے لگے
تھے اور بعضون نے نماز اور زکوۃ اور تمام شرائع کو ترک کردیا تھا پھر انہی لوگون کو صحابہ نے کافر سمجھا اور ابوبکر نے اُن سے
لڑائی کی اور اُنکی عورتون اور بچون کو لونڈی غلام بنایا اور اکثر صحابہ نے اس بات مین ابوبکر کی موافقت کی عوذ
حضرت علی نے بنی حنیفہ کے قیدیون مین سے ایک عورت کو لونڈی بنایا جس کے پیٹ سے محمد بن الحنفیہ پیدا ہوئے پھر صحابہ
کا زمانہ گذرنے سے پہلے اس بات پر اتفاق ہوگیا کہ مرتد کو قید نہ کرنا چاہیے بلکہ قتل کرنا چاہیے اور وہ لوگ جنہون
نے زکوۃ دینے سے انکار کیا تھا وہ دین پر قائم تھے پر باغی تھے اور اگرچہ اُن مین کے بعض زکوۃ دینے پر راضی
ہوئے تھے پر اون کے سرداروں نے اونکو زکوۃ دینے سے روکا جیسے بنی یربوع وہ زکوۃ دینے پر مستعد ہوگئے تھے اور
مال زکوۃ جمع کرکے روانہ کرنے والے تھے کہ مالک بن نویرہ نے انکو زور کا پھیرا ان لوگون کو خاص کرکے کافر
نہین کہا اگرچہ یہ بھی ایک قسم کے مرتد تھے کیونکہ مرتد لوگون کے شریک ہوگئے تھے دین کی بعض باتین موقوف
کرنے مین اسلیے کہ روۃ کا اطلاق ہر گمراہ پر ہوتا ہے اور ہر اوس شخص پر جو پہلے ایک کام کیطرف توجہ رکھتا ہو
پھر اوس سے پھر جاوے اور یہ لوگ بھی اطاعت سے پھر گئے تھے اور حق کو روکتے تھے تو یہ قبیح لقب مرتد کا
اون کے ساتھ بھی لگ گیا اور دینداری جاتی رہی اور یہ جو انہون نے استدلال کیا تھا قرآن سے
کہ قرآن مین خُذْ مِنْ اَمْوَالِہِمْ مین خطاب خاص ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو قرآن کے خطاب تین طرح
کے ہین ایک خطاب عام جیسے یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ یعنے ایمان والو جب تم کھڑے ہو نماز کے
لیے یا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ اے ایمان والو فرض ہین تم پر روزے اور ایک خطاب خاص حضرت کے
لیے جسمین دوسرا شریک نہین ہوسکتا وہ جب ہے کہ آیت مین صاف اشارہ ہو کہ یہ حکم پیغمبر کے ساتھ خاص ہے جیسے
وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَہَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ اور جیسے فرمایا خَالِصَۃً لَّکَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اور ایک خطاب وہ ہے جو اللہ تعالے
اپنے پیغمبر کو مخاطب کیا ہے پر اوس مین پیغمبر اور سب امت کے لوگ برابر ہین جیسے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ
قائم کر نماز کو آفتاب کے ڈھلتی ہی اور جیسے فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ یعنے جب تو قرآن
پڑھنے لگے تو پناہ مانگ شیطان مردود سے اور جیسے وَاِذَا کُنْتَ فِیْہِمْ فَاَقَمْتَ لَہُمُ الصَّلٰوۃَ اور یہ سب خطاب سوا

امین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی خاص نہین بلکہ سب امت اوس مین شریک ہے اسی طرح یہ خطاب بھی
ہے خذ من اموالہم صدقۃ الآیۃ تو جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کا قائم مقام ہو
وہ اسپر عمل کرسکتا ہے اور اسی کی مثل ہے یہ آیت یا ایہا النبی اذا طلقتم النساء کہ خطاب ہی نبی کیطرف
اور حکم ہے سب مسلمانون کو بلکہ بعض مقامون مین خطاب ہی پیغمبر کیطرف اور مراد اور لوگ ہین جیسے فان کنت
فی شک مما انزلنا الیک اسلیے کہ حضرت کو شک نہ تھی اوس مین جو آپ پر اوترا تمہارا تطہیر اور تزکیہ
اور دعا تو یہ ہر ایک امام کرسکتا ہے صاحب صدقہ کے لیے اور جو ثواب جس عمل پر وارد ہوا ہے وہ قائم
ہے آپ کی وفات سے موقوف نہین ہوگیا اور امام اور عامل کو مستحب ہے کہ صدقہ دینے والے کے لیے
دعا کرے اوس کے مال کی ترقی اور برکت کے لیے اور امید ہے کہ اللہ تعالی اوسکی دعا کو قبول کریگا اور
اُسکو سوال کو رد نہ کریگا اگر کوئی یہ کہے کہ جن لوگون نے اوس زمانے مین زکوۃ نہ دینے کے لیے تاویل کی
تھی وہ باغی قرار پائے اب اگر اس زمانے مین بھی کوئی زکوۃ کی فرضیت کا انکار کرے اور اُسکو انکار
تو کیا اُسکا حکم مثل باغیون کے ہوگا تو جواب اُسکا یہ ہے کہ نہین اس زمانے مین جو کوئی زکوۃ کی فرضیت کا
انکار کرے وہ بالاجماع کافر ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ وہ لوگ معذور تھے کئی وجہون سے ایک تو یہ کہ زمانہ نبوت
کا اُن سے قریب تھا جب احکام منسوخ ہوتے رہتے دوسرے یہ کہ وے لوگ نادان تھے اور نئے مسلمان ہوئے تھے
اسلیے شبہ مین پڑگئے اب تو دین اسلام شائع اور مشہور ہوگیا اور دین کی باتین خاص اور عام سب کو معلوم
ہوگئین اب عالم کیا جاہل تک جانتا ہے کہ زکوۃ اسلام کا ایک رکن ہے تو اب کوئی معذور نہ ہوگا اوس کے انکار مین
اسیطرح حکم ہے ہر ایک شخص کا جو انکار کرے ہست کی اجماعی کاسون مین سے کسی کام کا جو مشہور ہو جیسے پانچون نمازون کا
یا رمضان کے روزون کا یا جنابت سے غسل کرنے کا یا زنا کے حرام ہونیکا یا شراب کے حرام ہونیکا یا محرم عورتون سے نکاح
حرام ہونیکا البتہ اگر کوئی اس زمانے مین بھی نومسلم ہو اور ارکان اسلام کو اچھی طرح نہ جانتا ہو وہ اگر انکار کرے
نادانستہ تو کافر نہوگا اور اسلام کا اطلاق اسپر باقی رہیگا اور جو باتین امت کی اجماعی ہین پر خاص و عام مین مشہور
نہین اون کا انکار کفر نہوگا جیسے پوپھی اور بہتیجی مین جمع کرنا یا خالہ اور بھانجی مین یا قاتل کو میراث نہ دلانا یا دادی
کو چھٹا حصہ دینا (انتہی باختصار) السراج الوہاج مین ہے کہ ابوبکر صدیق جو دلیل لائے اور عمر نے جو اعتراض کیا اُس
سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنکو دوسری روایت کی خبر نہین ہوئی جسکو ابوہریرۃ نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنے کا یہانتک کہ وہ گواہی دین اسبات کی کوئی معبود برحق نہین

سوا خدا کے اور یقین لاوین میری اور پر اور اُس پیغمبر جو مین لایا ہون جب ایسا کرین گے تو بچا لیا انہون نے اپنی جانون اور مالون کو مگر حق کے بدلے پھر حساب اونکا اللہ پر ہے اور ابن عمر کی روایت مین ہے گواہی دین اسبات کی کوئی معبود برحق نہین سوا خدا کے اور محمد اوسکے رسول ہین اور ادا کرین نماز کو اور دین زکوٰۃ کو اور انس کی روایت مین ہے کہ سنہ کرین نماز مین ہمارے قبلہ کی طرف اور کہا وین ہمارا ذبح کیا ہوا جانور اور ہمارے کہنے سے نماز پڑہین اسلیے کہ اگر حضرت عمر کو ان روایتون کی خبر ہوتی تو یہ اعتراض ہی نکرتے اور ابوبکر کو اگر خبر ہوتی تو وہ حدیث سے دلیل لاتے قیاس کیون کرتے۔ اس حدیث سے بہت سی باتین معلوم ہوئین ایک تو قیاس کا حجت ہونا اور اُسپر عمل کرنا دوسرے نماز یا زکوٰۃ یا اور فرائض اسلام کو ادا نکرنے والون سے لڑنا تیسرے باغیون سے لڑنے کی اجازت چوتھے امام کو اجتہاد درست ہونا ضرورت کے وقت اور بحث کرنا امام سے نووی نے کہا قاضی عیاض نے کہا کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے پر جان اور مال محفوظ رہنا عرب کے مشرک اور بت پرستون کے لیے ہے اور اُن کے سوا اور کافر جو توحید کا اقرار کرتے ہین جیسے اہل کتاب وغیرہ وہ صرف توحید کی وجہ سے بچ نہین سکتے اسلیے دوسری حدیث مین اتنا زیادہ ہے کہ مجھکو رسول ماننے اور نماز پڑہنے اور زکوٰۃ دینے اور اسکے ساتھہ یہ بھی ضرور ہے کہ جتنے احکام اور مسائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہین اون سب کو مانے پھر نووی نے کہا کہ علما نے اختلاف کیا ہے زندیق کی توبہ قبول کرنے مین یعنے جو بالکل منکر شریعت اور دین کا منکر ہو (جیسے ہمارے اس زمانے مین ایک فرقہ نکلا ہے جسکو نیچری یعنے طبعی کہتے ہین) تو اس مین پانچ قول ہین سب مین صحیح اور صواب یہ ہے کہ توبہ اُسکی قبول ہے بسبب احادیث صحیحہ مطلقہ کے اور ایک قول یہ ہے کہ اوس کی توبہ ہرگز قبول نہین بلکہ اُسکو قتل کرنا چاہیے پھر اگر وہ درحقیقت سچا ہوگا تو آخرت مین اُسکو نجات ہوگی ایک قول یہ ہے کہ پہلی بار کی توبہ مقبول ہے پھر اگر کفر اختیار کرے تو مقبول نہین ایک قول یہ ہے کہ وہ اگر خود توبہ کرے تو قبول ہے اور جو تلوار کے ڈر سے کرے تو قبول نہین ایک قول یہ ہے کہ وہ اگر دوسرے کو بھی گمراہی کی طرف بلاتا ہو تو اوس کی توبہ قبول نہین ورنہ قبول ہے انتہے **عن** ابی ھریرۃ اخبرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ فمن قال لا الٰہ الا اللہ فقد عصم منی مالہ ونفسہ الا بحقہ وحسابہ علی اللہ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنے کا یہانتک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہین پھر جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اوس نے بچا لیا مجھ سے اپنے مال اور جان کو مگر کسی حق کے بدلے اور حساب اُسکا اللہ پر ہے **عن** ابی ھریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الٰہ الا اللہ ویؤمنوا بی و

بِمَا جِئْتُ بِهٖ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ ترجمہ ابوہریرہ رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ حکم ہوا لوگوں سے لڑنیکا یہانتک کہ وہ گواہی دین اس بات کی کوئی معبود برحق نہین سوا خدا کے اور ایمان لاوین مجھپر (کہ مین اللہ کا بھیجا ہوا ہون) اور جسپر جسکو مین لیکر آیا (یعنی قرآن پر اور شریعت کے تمام احکام پر جب کو مین لایا) جب وہ ایسا کرین تو انہون نے بچالیا اپنی جانون اور مالون کو مگر کسی حق کے بدلے اور حساب انکا اللہ پر ہے فا نووی نے کہا اس حدیث مین بیان ہے اوس بات کا جو دوسری روایتون مین اختصار کیا گیا صرف لا الہ الا اللہ کہنے سے یعنی اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اوپر کی روایتین جنمین صرف لا الہ الا اللہ کہنے کا بیان ہے مختصر اور مجمل ہین جان اور مال بچنے کے لیے جیسے لا الہ الا اللہ کا اقرار ضرور ہے ویسے ہی محمد رسول اللہ کا بھی بلکہ قرآن اور حدیث اور تمام احکام شریعت کا ماننا جنکا ثبوت متواتر یقین کو پہونچ گیا ہے ضرور ہے اور اسکا بیان بتفصیل سے اوپر گذر چکا اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آدمی دین اسلام پر مضبوط عقیدہ رکھے اور شک نکرے تو وہ مومن ہے اور موحد اور یہ ضرور نہین کہ اہل کلام کے دلائل کو دریافت کرے اور خدا کے وجود دلیلون سے پہچانے یہی قول ہے محققین اور جمہور سلف کا اور بعض لوگون کے نزدیک ایمان پورے ہونیکے لیے دلائل کا پہچاننا ضرور ہے اور یہ قول ہے معتزلہ اور بعض اشاعرہ کا اور یہ خطا ہے اس لیے کہ مقصود یقین ہے اور وہ حاصل ہو گیا تقلید سے بھی دوسرے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صرف یقین کو کافی سمجھا اور دلائل دریافت کرنیکی شرط نہین کی عن جابر وَابِیْ هُرَیْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ قَرَءَ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ترجمہ جابر اور ابوہریرہ رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ حکم ہوا لوگون سے لڑنیکا یہانتک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہین پھر جب انہون نے لا الہ الا اللہ کہا تو بچا لیا مجھ سے اپنی جانون اور مالون کو مگر حق کے بدلے اور حساب انکا اللہ پر ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی انما انت مذکر لست علیہم بمصیطر یعنی تو تو نصیحت کرنیوالا ہے لوگون کو تیرا کچھ زور اونپر نہین (یہ آیت اسوقت کی ہے جب جہاد فرض نہوا تہا) عن عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْا عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ ترجمہ عبداللہ بن عمر رضی

ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ گواہی دیں اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوا خدا کے اور بیشک محمد اوس کے رسول ہیں اور قائم کریں نماز کو اور دیویں زکوٰۃ کو پھر جب کریں تو بچا لیا انہوں نے مجھ سے اپنی جانوں اور مالوں کو مگر حق کے بدلے اور حساب اون کا اللہ پر ہے قال السراج الوہاج میں ہے کہ امام شوکانی سے سوال ہوا وہ لوگ جو جنگل میں رہتے ہیں اور کوئی حکم شرعی بجا نہیں لاتے نہ نماز نہ روزہ صرف یہ ان سے کلمہ شہادت پڑھتے ہیں وہ کافر ہیں یا مسلمان اور آیا مسلمانوں کو اون سے جہاد کرنا چاہیے یا نہیں تو جواب دیا انہوں نے ارشاد السائل میں کہ جو شخص ارکان اسلام اور فرائض اسلام کو بالکل ترک کرے اور اسکے پاس سمجھ نہو سوا زبان سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے تو بیشک وہ کافر ہے اور شدید الکفر اوسکا جان اور مال حلال ہے اس لیے کہ صحیح حدیثوں سے یہ بات ثابت ہے کہ جان اور مال اوسوقت بچیگی جب ارکان اسلام کو ادا کرے تو ایسے کافروں کے قریب جو مسلمان رہتے ہوں اونپر واجب ہے کہ اون کافروں کو اسلام کے احکام تبلاویں اور اُن کے بجا لانیکے لیے اون کو دعوت کریں اور پہلے نرمی اور مہولت سے ثواب کی رغبت دلاکر اور عذاب سے ڈرا کر اونکو سمجھاویں اگر وہ مان لیں اور ارکان اسلام ادا کرنے لگیں تو خیر اور جو انکار کریں اور نہ مانیں تو مسلمانوں کو جہاد کرنا چاہیے اون پر اور جب تک وہ اعمال اسلام بجا نہ لاویں اُنکا خون اور مال حلال ہے اور اُن کا حکم ایسا ہے جیسے جاہلیت کے لوگوں کا اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کھول کے بیان کر دیا ہے ان باتوں کو جو کافروں کے ساتھ لڑنے سے متعلق ہیں اور آیات قرآنی اور احادیث نبوی اس باب میں بہت ہیں ہر شخص کو معلوم ہیں بلکہ خاص اسی امر کے لیے اللہ جل جلالہ نے اپنے رسول کو بھیجا اور کتابیں اوتاریں اور زیادہ اس کا بیان کرنا بیفائدہ طول ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جب اون لوگوں نے اصرار کیا کفر پر تو وہ ملک دار الحرب ہے بلاشک اور بلاشبہ اور جو احکام دار الحرب کے ہیں وہی احکام اون کے ملک کے ہونگے اور اختلاف کیا ہے مسلمانوں نے کہ کافروں کے ملک پہ جہاد کرنے کے لیے امام کا ہونا ضرور ہے یا نہیں لیکن حق یہ ہے کہ ضرور نہیں اور یہ جہاد واجب ہے ہر ایک شخص پر جو مسلمان ہو اور آیات قرآن اور احادیث نبوی مطلق ہیں اون میں کوئی قید نہیں انتہی عَنْ اَبِیْ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَکَفَرَ بِمَا یُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَرُمَ مَالُہٗ وَدَمُہٗ وَحِسَابُہٗ عَلَی اللّٰہِ ترجمہ ابو مالک سے روایت ہے اس نے سنا اپنے باپ سے کہا کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جس شخص نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور انکار کیا اون چیزوں کا جنکو لوگ پوجتے ہیں سوا خدا کے (آدمی ہو یا جن اوتار یا جہاڑ پہاڑ یا بت وغیرہ تو حرام ہو گیا مال اوسکا اور خون اوسکا اور حساب اوسکا اللہ

پر سے عن ابی مالک عن ابیہ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من وحد
اللہ ثم ذکر بمثلہ ترجمہ ابو مالک سے روایت ہے اور نے سنا اپنے باپ سے اس نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے آپ نے فرمایا جو ایک جانے اللہ کو پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گذری **باب الدلیل**
علی صحۃ اسلام من حضرتہ الموت ما لم یتیقن الموت ما لم یشرع فی النزع وھو الغرغرۃ وتنبیہ جواز الاستغفار
للمشرکین والدلیل علی ان من مات علی الشرک فھو من اصحاب الجحیم ولا ینفعہ ما ذکر
شیء من الوسائل باب بیان میں اس بات کے کہ جو شخص مرتے وقت مسلمان ہو تو اسلام اسکا صحیح ہے
جب تک حالت نزع نہ ہو یعنی جان کنی شروع ہو اور مشرکین کے لیے دعا کرنا منع ہے اور جو مر جاوے گا مشرک پر وہ جہنمی ہے
کوئی وسیلہ اوسکے کام نہ آویگا عن سعید بن المسیب عن ابیہ قال لما حضرت ابا طالب
الوفات جاءہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوجد عندہ ابا جھل وعبد اللہ بن ابی
امیۃ بن المغیرۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عم قل لا الہ الا اللہ کلمۃ اشہد
لک بھا عند اللہ فقال ابو جھل وعبد اللہ بن ابی امیۃ یا ابا طالب اترغب عن ملۃ
عبد المطلب فلم یزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعرضھا علیہ ویعیدہ لہ تلک
المقالۃ حتی قال ابو طالب اخر ما کلمھم ھو علی ملۃ عبد المطلب وابی ان یقول لا
الہ الا اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما واللہ لاستغفرن لک ما لم انہ عنک
فانزل اللہ ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من
بعد ما تبین لھم انھم اصحاب الجحیم وانزل اللہ فی ابی طالب فقال لرسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء وھو اعلم
بالمھتدین ترجمہ سعید بن مسیب جو مشہور تابعین میں سے ہیں ابن مدینی نے کہا میں نے اون سے زیادہ علم میں
کوئی تابعی نہیں پایا فقیہ ہیں امام ہیں) روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے (مسیب بن حزن بن عمرو بن عامد بن عمران
بن مخزوم قرشی مخزومی سے جو صحابی ہیں ق اس حدیث کو بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کیا حالانکہ مسیب
سے اسکا راوی کوئی نہیں سوائے اون کے بیٹے سعید کے تو رد ہو گیا حاکم کے قول کا کہ بخاری اور مسلم نے کوئی حدیث
ایسی روایت نہیں کی جسکا راوی ایک ہی شخص ہو اور شاید مراد اون کی یہ ہو کہ سوا صحابہ کے اور شخصوں سے روایت
کرنیوالے کم سے کم دو چار ہیں (نووی) ف انہوں نے کہا جب ابو طالب نے عبد المطلب (رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا اور پرورش کرنیوالے) مرنے لگے ف یعنی بیماری کی شدت ہوئی اور موت کا یقین ہو گیا یہ نہین مراد ہے کہ سکرات شروع ہو گئی کیونکہ نزع اور سکرات کیوقت توبہ قبول نہین فرمایا اللہ جل جلالہ نے وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ یعنی نہیں ہے توبہ ان لوگوں کے لیے جو گناہ کرتے ہین پھر جب موت سامنے آگئی تو کہنے لگے ہم نے اب توبہ کی اور اسکی دلیل یہ ہے کہ ابوطالب سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو کی اور مشرکون نے آپکے خلاف انکو سمجھایا آخر ابوطالب نے مشرکون کا کہنا مانا تو معلوم ہوا کہ نزع کیحالت نہیں تھی قاضی عیاض نے کہا بعضے متکلمین نے یہان یہ معنی کیے ہین کہ نزع کیحالت ابوطالب پر طاری ہوئی اور یہ صحیح نہیں ہے ت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اون کے پاس تشریف لائے اور وہان ابوجہل (عمرو بن ہشام) اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو بیٹھا دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا میرے تم کہہ دو لا الہ الا اللہ ایک کلمہ مین اللہ کے پاس اسکا گواہ رہون گا تمہاری لیے (یعنے خدا ے عزوجل سے قیامت کے روز عرض کرونگا کہ ابوطالب نے حد تہے اور انکو جہنم سے نجات ہونا چاہیے انہون نے آخر وقت مین کلمہ توحید کا اقرار کیا تہا) ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا اے ابوطالب تم اپنے باپ عبدالمطلب کا دین نہین چاہتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر یہی بات اون سے کہتے رہے (یعنے کلمہ توحید پڑہنے کے لیے) (ادہر ابوجہل اور عبداللہ بن ابی اپنی بات بکتے رہے) یہانتک کہ ابوطالب نے اخیر بات جو کی وہ یہ تھی مین عبدالمطلب کے دین پر ہون ف تو ابوطالب نے دین اسلام کو قبول نہین کیا اور اپنی قوم کا پاس کیا اور جہنم اختیار کیا السراج الوہاج مین ہے کہ اس حدیث سے ابوطالب کے دین اسلام کو قبول نہین کیا اور اپنی قوم کا پاس کیا اور جہنم اختیار کیا السراج الوہاج مین ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسبات کی کہ عبدالمطلب بھی کفر پر مرے تہے جیسے ابوطالب امام ابوحنیفہ نے فقہ اکبر مین صاف لکھا ہے کہ ابوطالب کفر پر مرے ت اور انکار کیا لا الہ الا اللہ کہنے سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم خدا کی مین تو تمہارے لیے دعا کرون گا (بخشش کی) جب تک مجھکو منع نہو ف نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قسم کہانا خود بخود بغیر اس کے کہ دوسرا قسم کہلاوے درست ہے اور اس جگہ یہ قسم تاکید بقصد ہے کہ مین ضرور استغفار کرونگا تمہارے لیے اور یہ ابوطالب کو خوش کرنیکے لیے آپنے فرمایا اور انکے مکے مین ہجرت سے کچھ ہی پہلے ہوئی ابن فارس نے کہا ابوطالب جب مرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف انچاس برس کی تہی آٹھ مہینے گیارہ دن اور ابوطالب کے وفات کے تین روز بعد ام المومنین خدیجہ کا انتقال ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج کے بعد دوسرا رنج ہوا اسی سبب اس سال کو عام الحزن کہتے ہین ت تب اللہ تعالی نے یہ آیت تاری مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا الخ تک یعنی نبی کو اور مسلمانون کو یہ درست نہین

کو دعا کرین مشرکون کے لیے اگرچہ وہ ناتے والے ہون جب معلوم ہو گیا کہ وہ جہنمی ہین پھر اللہ تعالی نے ابوطالب کی
شان مین یہ آیت اتاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا انک لا تہدی من احببت اختیار نہیں ہے تم راہ پر نہین لا
سکتے جسکو چاہو لیکن اللہ راہ پر لا سکتا ہے جسکو چاہے ف نووی نے کہا مفسرین کا اتفاق ہے اس بات پر
کہ یہ آیت ابوطالب کے باب مین اور مسلم سے زجاج نے بھی اسپر اجماع نقل کیا ہے ت اور وہ جانتا ہے ان لوگون
کو جن کی قسمت مین ہدایت ہے عن الزہری بہذا الاسناد مثلہ غیر ان حدیثہ صالح انتہی
عند قولہ فانزل اللہ فیہ ولم یذکر الایتین وقال فی حدیثہ ویعودان بتلک المقالۃ
وفی حدیث معمر مکان ہذہ المقالۃ الکلمۃ فلم یزالا بہ ترجمہ دوسری روایت بھی سابق
ہے مگر چند لفظون کا فرق ہے پر مطلب ایک ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
لعمہ عند الموت قل لا الہ الا اللہ اشہد لک بہا یوم القیمۃ فابی قال فانزل اللہ انک
لا تہدی من احببت الآیۃ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے
مرتے وقت کہا تم لا الہ الا اللہ کہو مین اسکا گواہ ہونگا تمہارے لیے قیامت کے دن انہون نے انکار کیا
تب اللہ تعالی نے یہ آیت اوتاری انک لا تہدی من احببت الخ عن ابی ہریرۃ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمہ قل لا الہ الا اللہ اشہد لک بہا یوم القیمۃ قال
لولا ان تعیرنی قریش یقولون انما حملہ علی ذلک الجزع لاقررت بہا عینیک عینک
فانزل اللہ تعالی انک لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء ترجمہ ابوہریرہ سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے فرمایا کہو لا الہ الا اللہ مین اسکی گواہی دونگا
تمہارے لیے قیامت کے دن انہون نے کہا اگر قریش میرے اوپر عیب نہ کہتے وہ کہین گے ابوطالب ڈر گیا
یا وحشت مین آگیا البتہ مین ٹھنڈی کرتا تمہاری آنکھ یہ کہکر (یعنے تمکو خوش کر دیتا اور لا الہ الا اللہ کا
اقرار کر لیتا پر قریش کے لوگون سے مجھے شرم آتی ہے وہ کہین گے ابوطالب ایسا دل کا بودا اور کچا تھا
کہ مرتے وقت ڈر کے مارے (اپنا دین بدل ڈالا) تب اللہ تعالی نے یہ آیت اوتاری انک لا تہدی من
احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء باب الدلیل علی ان من مات علی التوحید دخل الجنۃ
قطعا باب بیان مین اسبات کے کہ جو کوئی توحید کے اوپر مریگا (یعنے مشرک نہوگا اور خدا کو ایک جانتا ہوگا اور کسی کو
اوسکے ساتھ شریک نہ کرتا ہوگا) تو وہ جنت مین جائیگا ف ایک نہ ایک روز اگرچہ تھوڑے دنون عذاب پاوے اپنی

اور گناہون پر پر ہمیشہ وہ جہنم مین نہین رہ سکتا نووی نے کہا اہل سنت اور اہل حق کا سلف اور خلف مین یہ
اعتقاد ہی کہ جو شخص توحید پر مرے وہ ہر حال مین جنت مین جاویگا پہر اگر گناہون سے پاک ہو جیسے نابالغ یا مجنون جو بالغ ہوتی ہی
مجنون ہر گیا ہو یا اوسنے توبہ صحیح کی ہو تمام گناہون سے اور پہر توبہ کے بعد کوئی گناہ نکیا ہو یا خدا کیطرف سے اوس کو
توفیق ہوئی ہو گناہون سے بچنے کی وہ تو جنت مین جاویگا اور جہنم مین بالکل نجاویگا اور یہ جو آیت مین ہے کہ تم مین سے کوئی
نہین ہگر جہنم پر اوسکا ورود ہوگا تو ورود سے مراد مرور ہی یعنے گذرنا اور پہر سے اور یہ گذرنا تو سب کے لیے ہی کیونکہ صراط یعنے
پل جہنم کی اوپر سے ہی اللہ ہمکو جہنم سے اور سب آفتون سے بچاوے اور اگر اوس نے گناہ کبیرہ کیے ہون گے اور بغیر توبہ
کے مرا ہے تو وہ اللہ کی مرضی پر ہے اگر چاہے اوسکا قصور معاف کردیوے اور اسکو جنت مین لیجاوے اور اگر چاہے تو تہوڑے
دنون اسکی تقصیر کے لائق عذاب دیکر پہر جنت مین لیجاوے پر وہ ہمیشہ جہنم مین نہ رہیگا تو جو شخص توحید پر مرا وہ کیسی ہی
گناہ کرے ہمیشہ جہنم مین نہ رہیگا جیسے وہ شخص جو کفر پر مرے ہمیشہ جہنم مین رہیگا اور جنت مین نجاویگا اگرچہ کیسی ہی نیکیان
کرے یہ مختصر بیان ہے عقیدہ اہل حق کا اس مسئلہ مین اور کتاب اور سنت اور اجماع امت دلیل ہین اس اعتقاد کی اور
نصوص متواتر ہین اس باب مین جن سے یقین حاصل ہوسکتا ہے پہر جبکہ قاعدہ ثابت اور مقرر ہو گیا تو اب جنکی
حدیثین وارد ہون اگرچہ ظاہر مین کچہ اس قاعدے کے خلاف ہون پر انکو حمل کرنا چاہیے اسی قاعدے پر تاکہ نصوص
شرعیہ مین تناقض اور تخالف نہ ہو اور خدا چاہے تو ہم بعض حدیثون کی تاویل بیان کرینگے جن سے اور حدیثون کی
تاویل بہی معلوم ہوجاویگی انتہے عن عثمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات
وھو یعلم ان لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ ترجمہ حضرت عثمان سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جو شخص مرجاوے اور اسکو یقین ہو اس بات کا کہ کوئی لائق نہین عبادت کے سوا اللہ جل جلالہ کے تو وہ جنت
مین جاویگا قاضی نووی نے کہا قاضی عیاض نے کہا اختلاف کیا ہی لوگون نے اوس شخص کے باب مین جو شہادتین کا
قائل ہو یعنے توحید اور رسالت کا لیکن گنہگار ہو کر مرے تو مرجئہ ایک گمراہ فرقہ ہی وہ یہ کہتا ہے کہ ایمان کے ساتھ
کوئی گناہ ضرر نہین کرتا اور خوارج کہتے ہین کہ گناہ ضرر کرتا ہے اور آدمی گناہ کی وجہ سے کافر ہوجاتا ہے اور معتزلہ
کہتے ہین کہ اگر اسکا گناہ کبیرہ ہے تو وہ ہمیشہ جہنم مین رہیگا اور نہ اسکو مومن کہین گے نہ کافر بلکہ فاسق کہین گے اور اشاعرہ
کے نزدیک جو اہل سنت ہین وہ شخص مومن ہے اب اگر اسکا گناہ نہ بخشا جاوے اور اسکو عذاب ہو تو ہمیشہ نہ ہوگا ایک نہ
ایک دن وہ جنت مین جاویگا تو اس حدیث سے رد ہو گیا خوارج اور معتزلہ کا اور رہا جو وہ دلیل لاتے ہین اس حدیث سے اوون کا
جواب یہ ہی کہ تمہارا مطلب اس حدیث سے کہان نکلتا ہے اس حدیث مین تو یہ ہے کہ موحد جنت مین جاویگا پہر ہوسکتا

ہے کہ اوسکا گناہ بخش دیا جاوے یا شفاعت سے نجات ہو جہنم سے یا گناہ کے مقدار عذاب پاکر جنت مین جاوے اور یہ تاویل
ضرور ہے اسلیے کہ بہت سے آیات اور احادیث سے گناہ گارون کے لیے عذاب نکلتا ہے پھر نصوص شریعت کو ایکدوسرے کے
مطابق کرنا لازم ہے اور یہ جو فرمایا اس حدیث مین کہ اوسکو یقین ہو توحید کا تو رد ہو گیا بعض کتے مرجیہ کا جو کہتے ہین صرف
شہادتین کو زبان سے کہنے سے الا جنت مین جاویگا گو دل سے اوسپر عتقاد نہ ہو اور دوسری حدیث مین اوسکی اور تاکید
مروی ہے یعنے اسکو شک نہ ہو اور یہ مزید ہے ہمارے مذہب کے قاضی عیاض نے کہا اس حدیث سے حجت لاتا ہے وہ شخص جو
کہتا ہے صرف دل سے شہادتین کو پہچاننا کافی ہے زبان سے کہنا ضرور نہین مگر اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ دل سے یقین کرنا
اور زبان سے اقرار کرنا دونون ضرور ہین اور جہنم سے نجات پانے کے لیے صرف ایک کافی نہین البتہ جب زبان مین کوئی
آفت ہو جیسے گونگا یا نہ رہی یا مہلت نہ ہو زبان سے کہنے سے پہلے مرجاوے تو دل سے یقین کرنا کافی ہے اور اس حدیث سے
حجت نہین اوس شخص کی جس نے خلاف کیا اہل سنت اور جماعت کا اسلیے کہ دوسری حدیث مین صاف وارد ہے جس نے
کہا لا الہ الا اللہ اور جس نے گواہی دی لا الہ الا اللہ اور معاذ کی روایت مین ہے جسکی آخر بات لا الہ الا اللہ ہوگی وہ جنت مین
جاویگا اور ایک روایت مین ہے جو اللہ سے ملیگا اوس کے ساتھ کسی کو شریک نکیا ہو تو جنت مین جاویگا اور ایک روایت
مین ہے کوئی بندہ ایسا نہین جو گواہی دے اس بات کی سوا اللہ کے کوئی سچا معبود نہین اور محمد اللہ کے رسول ہین مگر
اللہ حرام کردیگا اسکو جہنم پر اور اسپاہی ہے عبادہ بن صامت اور عتبان بن مالک کی روایت مین عبادہ کی حدیث مین
اتنا زیادہ ہے کہ اوسکی اعمال جاہے جیسے ہون اور ابی ہریرہ کی روایت مین ہے کہ وہ اللہ سے ملے اور اسکو شک نہو شہادتین
مین تو جنت مین جاویگا اگر زنا کرے یا چوری کرے ان سب احادیث کو مسلم نے اپنی کتاب مین نقل کیا ہے تو ایک جماعت
سلف سے ان مین سعید بن المسیب بھی ہین یہ منقول ہے کہ یہ حدیثین اوسوقت کی ہین جب اور فرائض اور اوامر اور نواہی
نہ تھی اور بعضون نے کہا یہ حدیثین مجمل ہین شرح کی محتاج ہین اور مطلب اوسکا یہ ہے کہ شہادتین کا اقرار کرے اور
اون کے حقوق اور فرائض سبکو ادا کرے اور یہ قول ہے حسن بصری کا اور بعضون نے کہا کہ یہ اوس شخص کے لیے
ہے جو کفر اور شرک سے شرمندہ ہو کر اسکا اقرار کرے پھر مرجاوے یہ قول بخاری کا ہے اور ان سب تاویلات کی ضرورت
اوسوقت ہے جب حدیث کو ظاہر پر نہ کہین لیکن جب اپنے درجہ اور مرتبے پر لیجاوین تو تاویل مشکل نہین جیسے محققین علما
نے بیان کیا ہے تو پہلے یہ بات سمجھ لینا چاہیے کہ تمام اہلسنت سلف صالحین اور محدثین اور فقہا اور متکلمین کا یہ
مذہب ہے کہ گنہگار اللہ کی مشیت پر ہین اور جو شخص ایمان پر مرے اور دل سے یقین رکھتا ہو شہادتین کا وہ جنت مین
جاویگا پھر اگر اوس نے گناہون سے توبہ کرلی ہو یا گناہون سے پاک ہو وہ تو جنت مین جاویگا اپنے پروردگار کی رحمت سے اور

حرام کیا جاویگا جہنم پر پھر اگر ان حدیثون کو ہم ایسے شخصون پر محمول کرین مطلب صاف ہوگا اور یہی مراد ہے حسن بصری اور بخاری کی اور اگر وہ شخص گناہون کے ساتھہ آلودہ ہو وجبات کا ترک کیا ہو یا حرام کا ارتکاب تو وہ اللہ کی مشیت پر ہے اوسکا یقین نہین ہوسکتا کہ وہ جہنم مین بالکل نہ جاویگا اور پہلے ہی پہل جنت مین چلا جاویگا لیکن اسکا یقین ہے کہ وہ ایکدن آخر کو ضرور جنت مین جاوے گا اور خدا کو اختیار ہے چاہے اوسکا گناہ معاف کردیوے اور چاہے اوسکو چندروز عذاب دیکر پھر جنت مین بھیجدے اور ممکن ہے کہ سب احادیث اپنے معنے پر قائم رہین اور جمع یہی ہو جاوے اس طرح پر کہ جنت مین جانے سے یہ مراد ہو کہ جنت کا استحقاق اوسے ہوگیا یا بالفعل بعفو یا آیندہ بعد عذاب اور جہنم حرام ہونے سے یہ غرض ہو کہ ہمیشہ کا جہنم اوسپر حرام ہے اور دونون مضمون مین خوارج اور معتزلہ کا خلاف ہے اور احتمال ہے کہ حدیث من کان آخر کلامہ لا الہ الا اللہ یعنی جسکی اخیر بات لا الہ الا اللہ ہوگی وہ جنت مین جاویگا یہ اوس شخص کے لیے ہو جسکی زبان سے مرتے وقت اخیر مین یہ کلمہ نکلے اور پھر بعد اوسکے دوسری بات کرے اگرچہ اس سے پہلے گناہ کرچکا ہو پر شاید خاتمہ کلام کی وجہ سے خدا کی رحمت شامل حال ہو اور وہ جہنم سے بالکل نجات پاوے برخلاف اُن گنہگارون کے جنکی آخری بات یہ کلمہ نہو اسیطرح پر جو عبادہ کی حدیث مین ہے کہ وہ جنت کے جس دروازے مین سے چاہی جاوے وہ خاص ہوگا اوسکے لیے جو شہادتین کے ساتھہ ایمان اور توحید حقیقی کے ساتھہ متصف ہو اور اسکا ثواب اسقدر ہوجاوی کہ اوس کے گناہون سے بڑھ جاوے اور مغفرت اور رحمت کو واجب کرے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا اور یہ نہایت عمدہ ہے لیکن ابن المسیب سے جو تاویل منقول ہے وہ ضعیف اور باطل ہے اس لیے کہ ابوہریرہ بہت دیر مین اسلام لائے تھے جس سال خیبر فتح ہوا ۷ھ ہجری مین اور اسوقت تو تمام احکام شریعت جاری ہوچکے تھے اور سب مین الکف مثل نماز اور روزے اور زکوٰۃ کے فرض ہوچکے تھے اور حج بھی فرض ہوگیا تھا اوس کے قول کے موافق جو کہتا ہے حج ۵ھ یا ۶ھ ہجری مین فرض ہوا اور بعضون نے کہا کہ ۹ھ ہجری مین فرض ہوا اور شیخ ابن الصلاح نے اسمقام مین ایک اور تاویل بیان کی ہے انہون نے کہا کہ شاید یہ قصور راویون کے حفظ اور قلت ضبط کی وجہ سے ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے آپنے تو پورا پورا بیان دوسری حدیثون مین کیا ہے اور جائز ہے کہ یہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو بت پرستون کے ساتھہ خطاب کرنے مین کیونکہ توحید اسکے لیے دین کے تمام باتون کو لازم کرتی تھی اور جو کافر توحید کا قائل نہ ہو جیسے بت پرست یا ہارسنی ہم وہ لا الہ الا اللہ کہے اور اسکا وہ حال ہو جو اوپر ہم نے بیان کیا تو حکم کیا جاویگا اوسکے اسلام کا اور ہم وہ نہین کہینگے اسحال مین جیسے ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہے اسکے اسلام کا حکم کیا جاویگا پھر اس

پر جبر کرینگے اور احکام قبول کرنے کے لیے اس لیے کہ ارتکاب قتل یہ نکتا ہے کہ اسلام کے پورا کرنے کے لیے اور سن بہتر کرینگے اور اسکا حکم مثل مرتد کے ہوگا اگر وہ باقی احکام کو بجا لاوے اور نفس الامر میں اور آخرت کے احکام میں وہ مسلمان ہوگا حالانکہ ہم نے جسکو بیان کیا وہ نفس الامر اور آخرت کے احکام میں مسلمان ہیں واللہ اعلم (نووی) —

عن عثمان یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مثلہ سواء ترجمہ حضرت عثمان سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **باب منہ** عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مسیر قال فنفدت ازواد القوم قال حتی ھم بنحر بعض حمائلھم قال فقال عمر یا رسول اللہ لو جمعت ما بقی من ازواد القوم فدعوت اللہ علیہا قال ففعل قال فجاء ذو البر ببرہ وذو التمر بتمرہ قال وقال مجاھد وذو النواۃ بنواۃ قلت وما کانوا یصنعون بالنواۃ قال کانوا یمصونہ ویکفرون علیہ الماء قال فدعا علیہا قال حتی ملأ القوم ازودتھم قال فقال عند ذلک اشھد ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ لا یلقی اللہ بھما عبد غیر شاک فیھما الا دخل الجنۃ ترجمہ ابوہریرہ رضی سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک سفر میں (جنگ تبوک میں) تو لوگوں کے توشے تمام ہو گئے اور آپ نے قصد کیا لوگوں کے بعض اونٹ کاٹ ڈالنے کا ف حدیث میں حمائلہم ہے حاء حطی سے یا حمائلہم جیم سے دونوں منقول ہیں صاحب تحریر اور ابن الصلاح نے دونوں کو ذکر کیا ہے لیکن صاحب تحریر نے حمائلہم جیم سے اختیار کیا ہے اور قاضی عیاض نے حمائلہم حاء حطی سے شیخ ابو عمرو نے کہا دونوں صحیح ہیں تو جب حاء حطی سے ہو تو حمائل جمع ہے حمولہ کی یعنے وہ اونٹ جسپر لادا جاوے سامان وغیرہ اور جب جیم سے تو جمع ہے جمال کی اور جمالہ جمع ہے جمل کی جمل اونٹ کو کہتے ہیں ف حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ کاش آپ جمع کیجیے لوگوں کے سب توشوں کو پھر دعا کیجیے اللہ سے اوسپر (تاکہ برکت ہو انمیں اور کافی ہو جاوے سب کے لیے) آپ نے ایسا ہی کیا تو جس کے پاس گیہوں تھی وہ اپنی گیہوں لیکر آیا اور جسکے پاس کھجور تھی وہ کھجور لیکر آیا اور جسکے پاس گٹھلی تھی وہ گٹھلی لیکر آیا ف نووی نے کہا اسحدیث سے یہ ثابت ہوا کہ مسافروں کو اپنے اپنے توشے ملا دینا اور ساتھ ملکر کھانا درست ہے اگرچہ کوئی زیادہ کھاوے کوئی کم اور ہمارے اصحاب نے کہا یہ سنت ہے ف میں نے کہا گٹھلی کو کیا کرتے تھے انہوں نے کہا اوسکو چوستے تھے پھر اوسپر پانی پی لیتے تھے راوی نے کہا آپ نے دعا کی اون سب توشوں پر تو لوگوں نے اپنے اپنے توشے کے برتنوں کو بھر لیا ف تو توشے میں آپ کی دعا کی برکت سے ایسی افزایش ہو گئی کہ یا تو

کرینگا اور اس سے معلوم ہوا کہ لشکر کے لوگون کو اپنے جانور جو لڑائی مین کام دیتی ہین بیچنا درست نہین ہے امام اجازت نہ دے (السراج الوہاج) ف آپ (فرمایا اچھا کاٹو اتنے مین حضرت عمر آئے اور انہون نے کہا یا رسول اللہ اگر ایسا کیجگا تو سواریان کم ہوجاوینگی ف اس سے معلوم ہوا کہ امام اور بادشاہ کے حکم مین اعتراض کرنا جائز ہے اور کم درجے والے کو یہ پہونچتا ہے کہ بالادست کو عمدہ مشورہ دیوے جب کوئی مصلحت ہو اور اوسکے حکم کو منسوخ کرنے کے لیے کہے (نووی) ف لیکن سب لوگون کو بلا بھیجے اور کہیو اپنا اپنا بچا ہوا توشہ لیکر آوین پھر خدا سے دعا کیجیے تو شاید میں برکت دیوے شاید اللہ اسمین کوئی راستہ نکالدے (یعنے برکت اور بہتری عطا فرماوے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا پھر ایک دستر منگایا اوسکو بچھا دیا اور سب کا بچا ہوا توشہ منگوایا کوئی مٹھی بھر جوار لایا کوئی مٹھی بھر کھجور لایا کوئی ٹکڑہ روٹی یہانتک کہ سب ملکر تھوڑا سا دستر پر اکٹھا ہوا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی برکت کے لیے بعد اوسکے فرمایا اپنے اپنے برتنون مین توشہ بھرو تو سبھون نے اپنے برتن بھر لیے یہانتک کہ لشکر مین کوئی برتن نچھوڑا جسکو نہ بھرا ہو پھر سب نے کھانا شروع کیا اور سیر ہوگئے اسپر بھی کچھ بچرہا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور مین اللہ کا بھیجا ہوا ہون جو شخص ان دونون باتون پر یقین کرکے اللہ سے ملے وہ جنت سے محروم نہوگا عن عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ وَأَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَابْنُ أَمَتِهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَأَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَّأَنَّ النَّارَ حَقٌّ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شَاءَ رَوَاهُ مسلم عبادہ بن صامت سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہے مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے وہ اکیلا ہے اوسکا کوئی شریک نہین اور بیشک حضرت محمد اوسکے بندے ہین اور بھیجے ہوئے ہین اور بیشک حضرت عیسیٰ اللہ کے بندے ہین اور اوسکی لونڈی (مریم) کے بیٹے ہین اور اوسکی بات سے پیدا ہوئے جو اوس نے مریم مین ڈالدی (یعنے حکم کردیا کُن کے ساتھہ پھر وہ ہوگئی بن باپ کے) اور رحمت ہین خدا کی یا روح ہین خدا کی (یعنے حضرت عیسیٰ کو روح اللہ کہتے ہین اسلیے کہ اللہ جل جلالہ نے اونکی روح کو پیدا کیا اگرچہ سب بے روحون کو خدا ہی نے بنایا ہے پر حضرت عیسے کی روح بڑی عزت اور بزرگی والی ہے اسلیے خدا کیطرف نسبت دی گئی جیسے خانہ کعبہ کو بیت اللہ کہتے ہین) اور بیشک جنت حق ہے اور جہنم حق ہے تو لیجا ویگا

باب منہ

اوسکو اسکے جنت مین آٹھہ دروازہ نہین سے جسمین سے چاہے ف نووی کہا یہ حدیث ایک بہت عمدہ حدیث ہے عقائد مین جو جامع ہے تمام ضروری باتون کو اور اسسے رد ہوتا ہے تمام کفر کی ملتون کا اختصار کے ساتھ بعضے لوگ ہمارے زمانے مین یہ شبہ کرتے ہین کہ حضرت عیسی بغیر باپ کے کیونکر پیدا ہوے حالانکہ فطرت کی قاعدے سے اور اصول حکمت سے یہ بات محال معلوم ہوتی ہے اونکا جواب یہ ہے کہ تم عالم کو قدیم جانتے ہو یا حادث اگر حادث مانتے ہو تو ابتدای آفرینش مین نوع انسان کا ظہور کسی پہلے شخص سے ہوا ہوگا جو نہ باپ رکھتا تھا نہ ماں پھر جب خدا نے بغیر ماں اور باپ کے ایک شخص کو پیدا کیا تو بغیر باپ کے پیدا کرنا اوس کے نزدیک کیا دشوار ہے اگر قدیم جانتے ہو تو قدم سے یہ مراد نہین کہ عالم اسیطرح بوضع خاص قدیم ہے کیونکہ اوضاع اور اطوار مین ہمیشہ تغیر ہوتا رہتا ہے بلکہ اسی بنا پر کرات کے کرات متفرق اور پریشان ہو سکتی ہین اور انکے اجزا پھر دوبارہ ملکر ایک نیا کرہ ظاہر کر سکتے ہین اسیوجہ سے ابی تور اور دیوجانس اور ایک جماعت فلاسفہ نے جو قدم عالم کے قائل تھے یہ لکھا ہے کہ اوائل ترکیب زمین مین زمین سے اعلی اعلی قسم کے جاندار جیسے انسان اور بہائم خود بخود پیدا ہوتے تھے آخر زمانہ دراز کے بعد زمین کے قوت گھٹتی گھٹتی اب یہ نوبت پہونچی ہے کہ سوا نباتات اور کم درجے کے حیوانات کے جیسے چوہے گھونس کیڑے مکوڑے وغیرہ کے عمدہ قسم کے جاندار زمین سے خود بخود پیدا نہین ہوتے پھر جس نے زمین مین یہ استعداد رکھی ہے کہ آدمی سب طرح کے جانور اوسمین سے پیدا کردیوے اوسکی نزدیک جو انسان مین سے ایکدوسرا انسان پیدا کردینا نہ مشکل ہے نہ عقل کے خلاف ہے اور تعجب ہے کہ یہی حضرت عیسی کو بن باپ کے نہ ماننے والے لوگ عقل اور فلسفہ کا دم بھرتے ہین اور حکیمون اور فیلسوفون کے لغوبات کو بھی تسلیم کر لیتے ہین اور قرآن وحدیث کی سچی تقریر قیاس باطل سے رد کرتے ہین خیر وہ حکیم اور فیلسوف انسان کی ابتدای خلقت اور عالم کی ابتدای آفرینش مین اسقدر اختلاف رکھتے ہین کہ ایک دوسرے کے خیال کو لغو اور باطل سمجھتا ہے عن عمیر بن ہانی فی ھذا الاسناد بمثلہ غیر انہ قال ادخلہ اللہ الجنۃ علی ما کان من عمل ولم یذکر من ای ابواب الجنۃ الثمانیۃ شاء ترجمہ دوسری روایت مین ایسی ہی ہے مگر اوسمین اتنا زیادہ ہے کہ اللہ اسکو جنت مین لے جاویگا جسمیں سے چاہے اسکے اعمال ہون یعنے اگرچہ گناہ اوسنے کیے ہون پر مراد وہی گناہ ہے جو کفر تک نہ پہونچا دے اور یہ اسمین نہین ہے کہ جنت کے آٹھہ دروازون مین سے جاہے عن عبادۃ بن الصامت انہ قال دخلت علیہ وھو فی الموت فبکیت فقال لی مہلا لم تبکی فواللہ لئن استشہدت لاشہدن لک ولئن شفعت لاشفعن لک ولئن استطعت لانفعنک

ثُمَّ قَالَ وَاللّٰہِ مَا مِنْ حَدِیْثٍ سَمِعْتُہٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَکُمْ فِیْہِ خَیْرٌ اِلَّا وَقَدْ
حَدَّثْتُکُمُوْہُ اِلَّا حَدِیْثًا وَّاحِدًا وَسَوْفَ اُحَدِّثُکُمُوْہُ الْیَوْمَ وَقَدْ اُحِیْطَ بِنَفْسِیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ شَہِدَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَرَّمَ اللّٰہُ
عَلَیْہِ النَّارَ ترجمہ صنابحی کی روایت ہے ف صنابحی نسبت ہے صنابح کیطرف جو ایک شاخ ہے قبیلہ
مراد کی اور نام انکا ابوعبداللہ عبدالرحمن بن عسیلہ ہے نووی نے کہا یہ تابعی ہیں جلیل القدر چلے تھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لیے پھر وفات ہوگئی آپ کی اور یہ راہ میں تھے جحفہ میں آپ کی وفات کے پانچ یا چھ دن بعد
یہ مدینہ میں آئے اور ابوبکر صدیق اور بہت صحابہ سے ملے اور روایتیں کمیں تقریب میں ہے کہ عبدالملک کی خلافت میں
انہوں نے انتقال کیا نووی نے کہا جسکو حدیث میں اشتغال نہیں ہے وہ اس صنابحی کو صنابح بن اعسر خیال کرتا
ہے حالانکہ صنابح بن اعسر صحابی ہیں ف ہیں عبادہ بن صامت پاس گیا وہ مرنے کے قریب تھے میں رونے لگا انہوں نے
کہا مہلت دی مجھکو (یعنے بات کرنے دے مجھکو) کیوں روتا ہے قسم خدا کی اگر میں گواہ بنایا جاؤں گا تو گواہی دونگا
تیرے لیے (ایمان کی) اور اگر میری سفارش کام آویگی تو سفارش کرون گا تیری اور اگر مجھے طاقت ہوگی تو فائدہ
دونگا تجھکو پھر کہا قسم خدا کی کوئی حدیث میں نے نہیں سنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جسمیں تمہاری بھلائی تھی
مگر میں نے اسکو بیان کر دیا تم سے ف قاضی عیاض نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے چھپائیں وہ حدیثیں
جن کے بیان کرنے میں اذکو نقصان معلوم ہوا یا فتنہ اس لیے کہ ہر شخص کی عقل اتنی نہیں جو ہر حدیث کا مطلب سمجھے
اور اسمیں کوئی عمل کرنے کی بات نہ ہوگی نہ کوئی حد ہوگی شریعت کے حدود میں سے اور ایسا بہت صحابہ نے کیا ہے
کہ بے ضرورت حدیث کو بیان نہیں کیا یا اس حدیث کو جس سے خوف تھا لوگوں میں فساد پھیلنے کا اسوجہ سے کہ انکی عقل قاصر
تھی اوس کے سمجھنے سے ایسی ہی وہ حدیثیں جو منافقوں کے بیان میں ہیں اور قیامت کی علامات میں اور کسی
قوم کی بری اوصاف میں یا اونکی مدحت اور نسبت میں (نووی) ف البتہ ایک حدیث میں نے بیان نہیں
کی اب اوسکو آج بیان کر دیتا ہوں کس لیے کہ میرے جان جانیکو ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
آپ فرماتے تھے جو شخص گواہی دے (یعنے دل سے یقین کرے اور زبان سے اقرار) کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے
اور بیشک حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں تو حرام کر دیگا اللہ اوسپر جہنم کو (یعنے ہمیشہ رہنے کو جہنم میں یا جہنم کے اوس طبقے
کو جسمیں کافر ہمیشہ رہنے والے ڈالے جاوینگے) عن معاذ بن جبل قال کنت ردف النبی صلی اللہ
علیہ وسلم لیس بینی وبینہ الا مؤخرۃ الرحل فقال یا معاذ بن جبل قلت لبیک رسول اللہ

باب ہمیشہ

یا معاذ قلت

وسعديك ثم سار ساعة ثم قال يا معاذ بن جبل قلت لبيك يا رسول الله وسعديك ثم سار ساعة ثم قال يا معاذ بن جبل قلت لبيك يا
رسول الله وسعديك قال هل تدري ما حق الله على العباد قال قلت الله ورسوله اعلم قال فان حق الله على
العباد ان يعبدوه ولا يشركوا به شيئا ثم سار ساعة ثم قال يا معاذ بن جبل قلت
لبيك يا رسول الله وسعديك قال هل تدري ما حق العباد على الله اذا فعلوا ذلك
قلت الله ورسوله اعلم قال ان لا يعذبهم ترجمہ معاذ بن جبل سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ پیچھے بیٹھا سواری پر میرے اور آپ کے بیچ میں کچھ نہ تھا مگر لکڑی پہلان کی آپ نے فرمایا اے معاذ
میں نے عرض کیا حاضر ہوں آپ کی خدمت میں اور فرمان بردار ہوں آنکا رسول اللہ پھر آپ چلے تھوڑی دیر بعد
اوسکے فرمایا اے معاذ بن جبل میں نے کہا حاضر ہوں اور فرمان بردار ہوں خدمت میں یا رسول اللہ پھر آپ
چلے تھوڑی دیر بعد پھر فرمایا اے معاذ بن جبل میں نے کہا حاضر ہوں اور فرمانبردار ہوں خدمتمیں یا رسول اللہ آپ نے
فرمایا تو جانتا ہے اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے میں نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا اللہ کا
حق بندوں پر یہ ہے کہ اوسکو پوجیں اور اوسکے ساتھ کسیکو شریک نکریں پھر آپ چلے تھوڑی دیر اور فرمایا اے
معاذ بن جبل میں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ اور فرمانبردار ہوں آنکا آپ نے فرمایا تو جانتا ہے بندوں کا حق
اللہ پر کیا ہے ف صاحب تحریر نے کہا حق کہتے ہیں ہر موجود کو جو پایا جاوے یا جسکا پایا جانا آیندہ ضرور ہو اور
اللہ سبحانہ حق ہے موجود ہے ازلی ہے باقی ہے ابدی ہے اور موت اور قیامت اور جنت اور نار حق ہیں کیا
معنے وہ ضرور پائیں جاوینگی اور ہونگی اور سچ بات کو بھی حق کہتے ہیں یعنے وہ پائی گئے ہے اور اسکا وجود
ہے اسیطرح حق واجب اور لازم کام کو بھی کہتے ہیں جیسے نماز جیسے فرائض اللہ کے جنکا کرنا لازم ہے یا جسی
کا قرض جسکا ادا کرنا لازم ہے یا اور کوئی حق حقوق میں سے تو جب یوں کہیں اللہ کا حق بندے پر تو اوسکے معنے
یہ ہیں جو بندے پر کرنا لازم اور واجب ہے اللہ کے لیے اور جب یوں کہیں بندوں کا حق اللہ پر تو وہاں حق سے
مراد اوس کا تحقق ہے یعنے وہ ضرور پایا جاوے گا یہ نہیں کہ اللہ پر واجب یا فرض ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ پر کوئی
کام واجب اور لازم نہیں اور نہ کوئی اوسپر کسیکام کو واجب کرسکتا ہے وہ خود بادشاہ ہے مالک ہے صاحب
ہے سارے جہان کا جو چاہے کرے جو چاہے حکم کرے پر اپنے وعدے اور قول کا سچا ہے اوسکی بات ٹلنے والی نہیں اوس
نے جیسا فرمایا اوسکے نیک بندے جنت میں ضرور جاوینگے لیکن اگر وہ چاہے تو نیکوں کو بھی دوزخ میں ڈالدے
کسی کی کیا مجال جو اوسکو کچھ بھی کہہ سکے ف صاحب بندے یہ کام کریں (یعنے اسی کی عبادت کریں کسی کو

اوسکے ساتھہ شریک نکرین مین نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ اللہ اون کو عذاب نہ
کرے عن معاذ بن جبل قال کنت ردف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی حمار فقال
لہ عفیر قال فقال یا معاذ تدری ما حق اللہ علی العباد وما حق العباد علی اللہ قال قلت اللہ ورسولہ اعلم
قال فان حق اللہ علی العباد ان یعبدوہ ولا یشرکوا بہ شیئا وحق العباد علی اللہ ان لا یعذب
من لا یشرک بہ قال قلت یا رسول اللہ افلا ابشر الناس قال لا تبشرھم فیتکلوا ترجمہ
معاذ بن جبل سے روایت ہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ سوار تہا گدہے پر جسکا نام عفیر تہا ف بضم
عین مہملہ اور فتح فا موحدہ بہی صحیح ہے اور یہی ہے معتبر مخزن مین اور قاضی عیاض نے جو اسکو غین معجمہ سے کہا
ہے وہ متروک ہے نووی نے کہا یہ وہ گدہا تہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کا تہا بعضون نے کہا وہ مرگیا
حجۃ الوداع مین اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دفعہ دوسری بار کا ہے اور پہلی حدیث مین جو مذکور ہے
وہ اور بار کا اسلیے کہ پہلی حدیث مین پالان کا ذکر ہے اور پالان اونٹ پر ہوتی ہے اور احتمال ہے کہ ایک ہی واقعہ ہو اور
پہلی حدیث کا یہ مطلب ہو کہ میرے اور آپکے بیچ مین صرف اتنا فاصلہ تہا جیسے پالان کی لکڑی ف آپ نے
فرمایا ای معاذ تو جانتا ہے اللہ کا حق بندون پر کیا ہے اور بندون کا حق اللہ پر کیا ہے مین نے کہا اللہ اور اوسکا رسول
خوب جانتا ہے آپنے فرمایا اللہ کا حق بندون پر یہ ہے کہ اوسیکی عبادت کرین اوس کے ساتھہ کسیکو شریک نکرین
اور بندون کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو شخص شرک نکرے اللہ اوسکو عذاب دیوے مین نے کہا یا رسول اللہ مین خبر
کردون لوگون کو یہ سنکر آپ نے فرمایا مت سنا انکو کہیں ایسا نہو وہ اسپر بھروسا کرکے بیٹہین ف پہر اور نیک
کام کرنا اور گناہون سے بچنا چہوڑدین اگرچہ توحید نجات کے لیے کافی ہے پر بالکل جہنم سے محفوظ رہنے کے
لیے اور جنت مین عالی درجہ پانے کے لیے اعمال صالحہ کرنا اور برے کاموں سے بچنا ضرور ہے عن معاذ
بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معاذ اتدری ما حق اللہ علی العباد
قال اللہ ورسولہ اعلم قال ان یعبدوہ ولا یشرکوا بہ شیئا قال اتدری ما حقھم
علیہ اذا فعلوا ذلک قلت اللہ ورسولہ اعلم قال ان لا یعذبھم ترجمہ معاذ بن جبل سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای معاذ تو جانتا ہے اللہ کا حق بندے پر کیا ہے اونہون نے کہا اللہ
اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ پوجا جاوے خدا اور شریک کیا جاوے اوسکا ساتھہ کسی ف
اور بعضے نسخون مین شیئا ہے نصب تو ترجمہ یہ ہوگا پوجے بندہ اللہ کو اور اوسکا ساتھہ شریک نکرے کسی کو ف

ھل تدری
حق
ان یعبدوا الخ
فقال اذا
وقال

پھر آپ نے فرمایا تو جانتا ہے بندوں کا حق کیا ہے اللہ پر جب وے ایسا کریں میں نے کہا اللہ اور رسول اسکا خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ اللہ کو عذاب نکرے (یعنے ہمیشہ کا عذاب جہنم کا کرون کہ ہوگا) عَنْ مُعَاذٍ يَقُولُ دَعَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَجَبْتُهُ فَقَالَ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللهِ عَلَى النَّاسِ بِحُنَيْنٍ يَتَصَحَّرُ ترجمہ معاذ سے روایت ہے مجھکو بلایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میں نے جواب دیا آپ نے فرمایا تو جانتا ہے اللہ کا حق بندون پر کیا ہے پھر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا قُعُودًا حَوْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَنَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فِي نَفَرٍ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِنَا فَأَبْطَأَ عَلَيْنَا وَخَشِينَا أَنْ يُقْتَطَعَ دُونَنَا وَفَزِعْنَا فَقُمْنَا فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَخَرَجْتُ أَبْتَغِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَتَيْتُ حَائِطًا لِلْأَنْصَارِ لِبَنِي النَّجَّارِ فَدُرْتُ بِهِ هَلْ أَجِدُ لَهُ بَابًا فَإِذَا رَبِيعٌ يَدْخُلُ فِي جَوْفِ حَائِطٍ مِنْ بِئْرٍ خَارِجَةٍ وَالرَّبِيعُ الْجَدْوَلُ فَاحْتَفَزْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ مَا شَأْنُكَ قَالَ قُلْتُ كُنْتَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا فَقُمْتَ فَأَبْطَأْتَ عَلَيْنَا فَخَشِينَا أَنْ تُقْتَطَعَ دُونَنَا فَفَزِعْنَا فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَأَتَيْتُ هَذَا الْحَائِطَ فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ وَهَؤُلَاءِ النَّاسُ وَرَائِي فَقَالَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَعْطَانِي نَعْلَيْهِ فَقَالَ اذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ فَمَنْ لَقِيتَ مِنْ وَرَاءِ هَذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ لَقِيتُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَا هَاتَانِ النَّعْلَانِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قُلْتُ هَاتَيْنِ نَعْلَا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِي بِهِمَا مَنْ لَقِيتُ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ بَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ فَضَرَبَ عُمَرُ بِيَدِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَخَرَرْتُ لِاسْتِي فَقَالَ ارْجِعْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَجْهَشْتُ بُكَاءً وَرَكِبَنِي عُمَرُ وَإِذَا هُوَ عَلَى أَثَرِي فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قُلْتُ لَقِيتُ عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي بَعَثْتَنِي بِهِ فَضَرَبَ بَيْنَ ثَدْيَيَّ ضَرْبَةً فَخَرَرْتُ لِاسْتِي فَقَالَ ارْجِعْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عُمَرُ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي أَبَعَثْتَ أَبَا هُرَيْرَةَ بِنَعْلَيْكَ مَنْ لَقِيَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ بَشَّرَهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ فَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَتَّكِلَ النَّاسُ عَلَيْهَا فَخَلِّهِمْ يَعْمَلُونَ قَالَ

باب منه

وفزعنا

مستيقنا

صفت

فخل الله صلى

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَخَلَّفْتُمْ ترجمہ ابوہریرہ کی روایت ہے ہم بیٹھے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ہمارے ساتھ ابوبکر اور عمر بھی تھے اور آدمیوں میں اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھے (اور تشریف لے گئے باہر) پھر دیر لگائی آپ نے ہمارے پاس پھر آنے میں تو ہمکو ڈر ہوا کہیں دشمن آپکو نہ ستاوے اکیلا پاکر ہم گھبرا گئے اور اٹھ کھڑے ہوئے سب سے پہلے میں گھبرایا تو میں نکلا آپ کو ڈھونڈھنے کے لیے اور بنی نجار کے باغ پر پہنچا (بنی نجار انصار میں سے ایک قبیلہ تھا) اوس کے چار دانطرف پھرا دروازے کو دیکھتا ہوا کہ دروازہ پاؤں تو اندر جاؤں (کیونکہ گمان ہوا کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے اندر تشریف لے گئے ہوں) دروازہ ملا ہی نہیں (شاید دروازہ ہی نہ ہوگا اوس باغ میں یا ہوگا پر ابوہریرہ کو گھبراہٹ میں نظر نہ آیا) دیکھا تو ایک نالی باغ کے اندر جاتی ہے باہر کے کنوئیں سے ف تو خارجہ صفت ہے کنوے کی اور بعضوں نے کہا کہ خارجہ ایک شخص کا نام ہے تو ترجمہ یہ ہوگا خارجہ کے کنوے سے یعنی وہ نالی پانی کی خارجہ کے کنوئیں سے آتی تھی ف میں گھسا اوسمیں سمٹ کر جیسے لومڑی گھستی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا آپ نے فرمایا ابوہریرہ میں نے کہا جی ہاں یارسول اللہ آپ نے فرمایا کیا حال ہے تیرا میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ ہم لوگوں میں تشریف رکھتے تھے پھر آپ تشریف لے گئے اور آپنے دیر لگائی آنے میں تو ہمکو ڈر ہوا کہیں دشمن آپ کو نہ ستاوے ہم سے جدا دیکھکر ہم گھبرا گئے اور سب سے پہلے میں گھبرا کر اٹھا اور اس باغ پر آیا (دروازہ نہ ملا) تو اس طرح سمٹ کر گھس آیا جیسے لومڑی اپنے بدن کو سمیٹ کر گھس جاتی ہے اور یہ سب لوگ آتے ہیں میرے پیچھے آپ نے فرمایا اے ابوہریرہ اور عنایت کیں مجھکو اپنی جوتیاں (نشانی کے لیے تاکہ اور لوگ ابوہریرہ کی بات کو سچ سمجھیں) اور فرمایا یہ دونوں جوتیاں میری لیکر جا اور جو کوئی تجھے ملے اس باغ کے پیچھے اور وہ گواہی دیتا ہو اس بات کی کہ کوئی برحق معبود نہیں سوا خدا کے دل سے یقین کرکے کہتا ہو اس بات پر تو خوش کر اوسکو یہ سنا کر کہ اوس کے لیے جنت ہے (ابوہریرہ نے کہا میں جوتیاں لیکر چلا) تو سب سے پہلے میں عمر سے انہوں نے پوچھا یہ جوتیاں کیسی ہیں اے ابوہریرہ میں نے کہا یہ جوتیاں ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپنے یہ مجھکو دیکر بھیجا ہے کہ میں جس سے ملوں اور وہ گواہی دیتا ہو لا الٰہ الا اللہ کی دل سے یقین کرکے تو خوشخبری دوں اوسکو جنت کی یہ سنکر حضرت عمر نے ایک تھپیڑ میرے چھاتیوں کے بیچ میں مارا میں سرین کے بل گرا ف حضرت عمر کا یہ قصد تھا کہ ابوہریرہ کو گرا دیں یا ایذا دیں بلکہ انکو باز رکھنا مقصود تھا اسکام سے اور مارا تھپڑ سینہ پر اس لیے مارا کہ اونکو تنبیہ ہو اور وہ یہ کہنے سے باز رہیں قاضی عیاض وغیرہ نے کہا کہ حضرت عمر کا یہ فعل طور اعتراض کے نہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر

کیونکہ ابوہریرہ کے پیام میں سوا اسکے کوخوش کرنیکے اور کوئی بری بات نتھی مگر حضرت عمر نے ایسے پیام کو فاش کرنا خلاف مصلحت کے جانا کیونکہ وہ وقت سعی اور کوشش کا تھا دین میں اور بجالانا تمام احکام الٰہی علی الخصوص جہاد وغیرہ کا ترقی دین کے لیے اوسوقت نہایت ضرور تھا اور اگر یہ خوش خبری سنکر پہونچ جاتی تو احتمال تھا کہ بہت لوگ تن آسانی کرنے اور اسپر بھروسا کرکے سست ہوجاتے اور اسیوجہ سے حضرت عمر ابوہریرہ کے ساتھ آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مصلحت بیان کی آپنے اُنکی راے کو ٹھیک سمجھا اور اوسی پر عمل کیا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رعیت کو امام کے حکم پر اعتراض کرنا پہونچتا ہے اور امام کو چاہیے کہ یا تو اوس اعتراض کا معقول جواب دیکر رعیت کو خاموش کرے یا اپنے حکم کو موقوف رکھے (نووی) (ف) پھر کہا لوٹ جا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس اے ابوہریرہ میں لوٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف اور تیار تھا رونے پر میرے ساتھ ہی عمر بھی پہنچا پہونچکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہوا تجھکو اے ابوہریرہ میں نے کہا میں عمر سے ملا اور جو پیام آپ نے مجھ دیکر بھیجا تھا پہونچایا انہوں نے میرے تھپاتوں کے بیچ میں مارا ایسا کہ میں سرین کے بل گر پڑا اور کہا کہ لوٹ جا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے کہا تو نے ایسا کیوں کیا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ قربان ہو آپ پر میرا ماں باپ میرے آپنے بھیجا تھا ابوہریرہ کو اپنی جوتیاں دیکر کہ جو شخص ملے اور وہ گواہی دیتا ہو لا الہ الا اللہ کی دل سے یقین کرکے تو خوش خبری دو اوسکو جنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں حضرت عمر نے کہا تو ایسا نہ کیجئے صدقہ ہوں آپ پر ماں باپ میرے کیونکہ میں ڈرتا ہوں لوگ اس پر بھروسہ کرکے بیٹھ رہینگے اذکو عمل کرنے دیجیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا اون کو عمل کرنے دے (ف) نووی نے کہا یہ حدیث بہت سے فائدوں پر مشتمل ہے ایک عالم کا بیٹھنا لوگوں کو سجانے اور دین کی باتیں بتانے کے لیے دوسرے غیر کے مکان کے اندر جانا بغیر اوسکی اجازت کے درست ہے جب یقین ہو اسبات کا کہ وہ ناراض نہ ہوگا کیونکہ ابوہریرہ باغ کے اندر چلے گیے اور حضرت نے بھی منع نہیں کیا بلکہ جائز ہے دوسرے کے ہتھیار سے فائدہ اٹھانا اور دوسرے کا کہنا کہا لینا اور اوسکی جانور پر سواری کرنا اور کہانا اپنے گھر لے جانا اور اسکے مثل اور باتیں جو اوسکو ناگوار نہ ہوں لیکن روپیہ پیسہ لینا درست نہیں بالاجماع نووی نے کہا روپیہ پیسہ بہت لینا درست نہیں جو ناگوار ہو یہ سب اوس صورت میں ہے کہ یقین ہو اوسکی رضامندی کا اور جو تک ہو تو بغیر اوذن کے تصرف درست نہیں تیسرے امام کو نشان دیکر کسی کو بھیجنا یعنی دین کی باتیں جیسا بانظر مصلحت یا خوف فساد یا بچنیں تابع کا اعتراض کرنا متبوع پر اور تابع کی راے قبول کرنا جب راے ٹھیک ہے اور چھٹی یہ قول درست ہونا فداہوں آپ پر ماں باپ میرے اور بعضے سلف نے

اسکو مکروہ کہا ہے مگر وہ صحیح نہیں عن انس بن مالک ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
یا معاذ بن جبل ردیفہ علی الرحل فقال یا معاذ قال لبیک رسول اللہ وسعدیک قال یا معاذ
قال لبیک رسول اللہ وسعدیک قال یا معاذ قال لبیک رسول اللہ وسعدیک قال ما من
عبد یشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ الا حرمہ اللہ علی النار قال یا
رسول اللہ افلا اخبر بہا فیستبشروا قال اذا یتکلوا فاخبر بہا معاذ عند موتہ
تاثما ترجمہ انس بن مالک کی روایت ہے معاذ بن جبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے
سواری پر آپ نے فرمایا اے معاذ انہوں نے کہا حاضر ہوں آپکی خدمت میں اور فرمانبردار ہوں آپ نے پکارا رسول اللہ پھر آپ نے
فرمایا اے معاذ انہوں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ اور فرمانبردار ہوں آپکا آپ نے فرمایا جو بندہ گواہی دیوے اس بات کی
خدا کے کوئی سچا معبود نہیں اور حضرت محمد اوسکے بندے اور رسول ہیں تو اللہ حرام کرے گا اوسکو جہنم پر معاذ نے کہا
یا رسول اللہ میں اسکی خبر کردوں لوگوں کو وہ خوش ہوجاوین آپ نے فرمایا تب تو تکیہ کرلیں گے اسپر پھر معاذ نے یہ حدیث
بیان کردی مرتے وقت گناہ سے بچنے کے لیے ف کیونکہ علم کا چھپانا اس طرح کہ وہ ضائع ہوجاوے منع ہے
معاذ جب تک زندہ تھے تو یہ حدیث ضائع نہیں ہوسکتی تھی اور جب مرنے لگے تو ڈر ہوا کہ یہ حدیث بالکل تلف
ہوجاویگی اس لیے انہوں نے بیان کردیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بیان کرنے سے منع کیا تھا وہ بطور تحریم
کے نتھا بلکہ بطور مصلحت کے تھا یا ممانعت مشہور کرنے سے تھی نہ خاص لوگوں سے بیان کرنے کی ورنہ آپ معاذ
کو کیوں بتلاتے شیخ ابن الصلاح نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو عام خوشخبری دینے سے منع کیا تھا اسلئے
ڈرہوا کہ کہیں جاہل اور بے خبر آدمی اسکو سنکر دھوکا نہ کھاوے اور یکہ کر بیٹھے اور خود آپنے یہ حدیث ان لوگوں کو
بتلائی جنکے دھوکے میں پڑنیکا ڈر نہ تھا اور وہ صاحب علم اور معرفت تھے جیسے معاذ بن جبل تو معاذ بھی اوسی راہ
پر چلے اور انہوں نے بھی خاص آدمیوں کو جنکو اس لائق پایا یہ حدیث بتلائی اور ابوہریرہ کی روایت میں جو یہ منقول ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو عام خوشخبری دینے کے لیے فرمایا تھا تو یہ پہلی رائے تھی جس کے بعد رائے بدل گئی
اور رائے دینا یعنے اجتہاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی درست تھا جیسے اور مجتہدوں کو درست ہے پر آپ کو اور مجتہدوں
پر یہ فضیلت ہے کہ آپ خطا پر قائم نہیں رہتے تھے فی الفور وحی سے اوسکی اصلاح ہوجاتی برخلاف اور مجتہدوں کے
وہ خطا پر قائم رہتے ہیں اور جس شخص نے دین کی باتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد جائز نہیں کہا
وہ یہ کہتا ہے کہ شاید ابوہریرہ کو عام خوشخبری دینے کا حکم پہلے اوترا ہو پھر حضرت عمر رض کے سوال کے وقت

دوسرا حکم اور ہے جس سے پہلا حکم منسوخ ہو گیا نووی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کی تین قسمیں ہیں جو منصوص ہے
تین دنیاوی امور میں تو آپ بالاتفاق اجتہاد کرتے تھے اور دین کے باتوں میں علماء کا اختلاف ہے اکثر جائز کہتے ہیں اجتہاد
کو دین کی باتوں میں بھی کیونکہ جب دین میں اجتہاد اور وحی درست ہے تو آپ کو درست ہونا کیا معنے اور بعضوں نے
کہا جائز نہیں کیونکہ آپ یقین حاصل کر سکتے تھے خدا سے پوچھ کر اور بعضوں نے کہا لڑائی کے کاموں میں اجتہاد
جائز ہے اور باقی باتوں میں نہیں پھر جن علماء نے اجتہاد دین کی باتوں میں جائز کہا ہے انہوں نے اختلاف کیا ہے
کہ آیا اجتہاد آپ کے کیا بھی یا نہیں اکثر نے کہا کہ کیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ نہیں کیا اور بعضوں نے توقف کیا اس
مسئلہ میں پھر جن لوگوں نے کہا کہ اجتہاد کیا ہے انہوں نے اختلاف کیا ہے کہ خطا آپ سے ہو سکتی تھی یا نہیں محققین
کا یہ قول ہے کہ خطا آپ سے نہیں ہو سکتی تھی اور اکثر لوگوں کا یہ قول ہے کہ خطا ہوتی تھی پر آپ اس خطا پر قائم نہیں
رہتے تھے اور یہ مقام اسکی تفصیل کا نہیں ہے **عن** انس بن مالک قال حدثنی محمود بن الربیع
عن عتبان بن مالک قال قدمت المدینۃ فلقیت عتبان فقلت حدیث بلغنی عنک
قال اصابنی فی بصری بعض فبعثت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی احب ان تاتینی
فتصلی فی منزلی فاتخذہ مصلی قال فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومن شاء من اصحابہ
فدخل وھو یصلی فی منزلی واصحابہ یتحدثون بینھم ثم اسندوا واعظم ذلک وکبر
فی مالک بن دخشم قال وددوا انہ دعا علیہ فھلک وددوا انہ اصابہ شیء فقضی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوۃ وقال ایس یشھد ان لا الہ الا اللہ واتی رسول اللہ قالوا
انہ یقول ذلک ومافی قلبہ قال لا یشھد احد انہ لا الہ الا اللہ واتی رسول اللہ فیدخل
النار او قطعہ قال انس فاعجبنی ھذا الحدیث فقلت لابنی اکتبہ فکتبہ **ترجمہ**
انس بن مالک سے روایت ہے اور انہوں نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی محمود بن ربیع نے انہوں نے سنا عتبان بن مالک سے۔
ف نووی نے کہا اس حدیث کی اسناد میں ایک عجیب بات ہے تین میں ایک تو یہ کہ تین صحابی برابر ایک دوسرے سے
روایت کرتے ہیں وہ انس ہیں اور محمود اور عتبان دوسرے یہ کہ بڑے سے چھوٹے سے روایت کی انس نے محمود بن محمود سے
سن اور علم اور رتبے میں **ف** محمود نے کہا میں بدر میں آیا تھا عتبان سے ملا اور میں نے کہا ایک حدیث ہے
جو مجھ کو پہونچی تم سے (تو بیان کرو اسکو) عتبان نے کہا میری آنکھ میں فتور ہو گیا (دوسری روایت میں ہے
وہ اندھے ہو گئے اور شاید ضعف بصارت مراد ہو) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس کہلا بھیجا میں چاہتا ہوں

آپ میرے مکان پر تشریف لاوین اور نماز پڑہین کسی جاے پر تو مین اُسی جائے کو مصلی بنالون (بعنے ہمیشہ وہین نماز پڑہا کرون) اور یہ درخواست اس لیے کی کہ انکو نہین معلوم ہوجاے کہ مسجد نبوی مین اون کا آنا دشوار رہتا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور جسکو خدا نے چاہا اپنے ہمراہ مین سے ساتھ لائے آپ اندر آئے اور نماز پڑہنے لگے اور اصحاب آپکے آپس مین باتین کر رہے تہے (منافقون کا ذکر چھڑ گیا تو اُن کا حال بیان کرنے لگے اور انکی بری باتین اور بری عادتین ذکر کرتے تہے) پہر اونہون نے سب مین بڑا منافق مالک بن دخشم کو کہا یا مالک بن دُخَیشم یا مالک بن دخشن یا دخیشن) ف صحابہ نے نفاق مین اول درجہ کا اس شخص کو قرار دیا حالانکہ یہ بدر مین شریک تہا اور اور لڑائیون مین اور نفاق اسکا ثابت نہین ہوا بلکہ خود حضرت نے اسکو مومن قرار دیا بخاری کی روایت مین ہے وہ لآالٰہ الا اللہ کہتا محض خدا کے واسطے ف اور چاہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے لیے بددعا کرین وہ مرجاوے یا اوسپر کوئی آفت اوترے (تو معلوم ہوا کہ بدکارون کے تباہ ہونے کی آرزو کرنا برا نہین) اتنے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا کیا وہ (یعنے مالک بن دخشم) گواہی نہین دیتا اس بات کی کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور مین اللہ کا رسول ہون صحابہ نے عرض کیا تو وہ اس بات کو زبان سے کہتا ہے پر دل مین اوسکے یقین نہین آپ نے فرمایا جو کوئی گواہی دیوے لآالٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی پہر وہ جہنم مین نہ جاویگا یا اوسکو آگ نہ کہاویگی۔ انس نے کہا یہ حدیث مجکو بہت اچہی معلوم ہوئی تو مین نے اپنے بیٹے سے کہا اسکو لکہ لے اوس نے لکہہ لیا ثُمَّ حَدَّثَنِی عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ غَزَا فَأَرْسَلَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَعَالَ تُخَطُّ لِي مَسْجِدًا فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَ قَوْمُهُ وَعَتَبَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ مَالِكُ بْنُ الدُّخَيْشِمِ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ مرجمہ انس کے روایت حدیث بیان کی مجہسے عتبان بن مالک نے وہ اندہے ہوگئے تو اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس کہلا بہیجا میرے مکان پر تشریف لائیے اور ایک جگہہ مقرر کردیجیے مسجد کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور آپ کے لوگ آئے پر ایک شخص غائب تہا جسکو مالک بن دخشم کہتے تہے پہر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسا اوپر گذری ف نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتین معلوم ہوئین کچہ اوپر گذرین ایک بات یہ ہے کہ آثار صالحین کے ساتھہ تبرک کرنا درست ہے دوسرے یہ کہ علماء اور فضلا اور مشائخ کو اپنے مریدون اور شاگردون کے گہر جانا اور اُن سے ملنا بہتر ہے تیسرے مفضول کو فاضل سے کچہ درخواست کرنا کسی مصلحت سے درست ہے چوتہی نماز پڑہنے والے کے سامنے باتین کرنا درست

ہے اگر نمازی کو حرج نہ ہو یا بخیل جو شخص ملاقات کو جاوے اسکو اماست درست ہے اگر صاحب خانہ رضامند ہو جیسی حاکم
اور امام کے کسی شخص کا حال بیان کر دینا جب اوس کے ضرر کا خوف ہو درست ہے ساتویں حدیث کا لکھنا درست ہے
کیونکہ انس نے اپنے بیٹے سے کہا لکھ لینا سنت ہے اور حدیث لکھنے سے ممانعت بھی آئی ہے اور اجازت
بھی ممانعت تو اس کے لیے ہے جو یاد نکرے صرف لکھنے پر بھروسا کرے حالانکہ اوسکو یاد کرنیکی طاقت ہو اور اجازت
اوس کے لیے ہے جو یاد نکر سکے اور بعضوں نے کہا ممانعت اسوقت تھی جب حدیث کی ملجانے کا ڈر تھا قرآن کے
ساتھ پھر اجازت ہوئی اور پہلے سلف صحابہ اور تابعین میں اختلاف تھا حدیث کی کتابت میں لیکن بعد
اجماع ہو گیا ہے کتابت کے درست ہونے پر آٹھویں امام یا عالم کو اپنے لوگ پیشوا تھہ لینا درست ہے مراقات
کے لیے جاوے انتہی باختصار **باب** اللہ لیل علی ان من رضی باللہ وبالاسلام دینا وبمحمد
صلی اللہ علیہ وسلم رسولا فھو مومن وان ارتکب المعاصی الکبائر **باب** بیان میں اس بات
کے کہ جو شخص راضی ہو اللہ کی خدائی پر اور اسلام کے دین پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری پر وہ مومن ہے
اگرچہ کبیرہ گناہ کر بیٹھے **عن** العباس بن عبد المطلب انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ
علیہ وسلم رسولا **ترجمہ** عباس بن عبد المطلب سے روایت ہے انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
آپ فرماتے تھے ایمان کا مزہ چکھا اوس نے جو راضی ہو گیا خدا کی خدائی پر اور اسلام کے دین پر اور محمد صلے
اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری پر **ش** نووی نے نقل کیا صاحب تحریر سے رضی ہونا یعنی قناعت کرنا اور کافی
جاننا اور کچھ نہ چاہنا تو حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سوا اللہ کے اور کسی کو طلب نکرے اور سوا اسلام کے دوسرے کفر کے راستوں
پر نہ چلے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے موافق رہے پھر جس میں یہ صفات ہونگے بیشک ایمان کی حلاوت
اوسکے دل میں معلوم ہوگی اور اسکا مزہ چکھیگا قاضی عیاض نے کہا مزہ چکھنے سے یہ مراد ہے کہ اسکا ایمان صحیح
ہوگا اور اس کے دل کو اطمینان ہوگا اسواسطے کہ جب وہ راضی ہوا ان چیزوں سے تو یہ دلیل ہے اوس کے کمال معرفت
اور نفاذ بصیرت کی اور اسکے ساتھ اسکا دل بھی خوش ہوگا اس لیے کہ جو شخص کسی چیز سے راضی ہوتا ہے تو وہ
اسپر سہل ہوتی ہے اسیطرح جب مومن کے دل میں ایمان بیٹھ جاتا ہے تو تمام عبادتیں اور اطاعتیں اوسپر
آسان ہو جاتی ہیں اور لذت دیتی ہیں تحفۃ الاخیار میں ہے خدائی خدا پر راضی ہونے کی یہ نشانی ہے کہ اسکی
قضا اور قدر پر راضی رہے رنج اور تکلیف اور مصیبت میں اسکا گلہ شکوہ نکرے اور دین اسلام پر راضی ہونے

کیفیت حاضرین

کی یہ علامت ہے کہ اسلام کے احکام پر مضبوط ہوجاوے کفر کے رسومات کے گردن پہنکی اور حضرت کی پیغمبری پر راضی ہونے کی یہ پہچان ہے کہ حضرت کی سنت پر چلے اور بدعت سے عداوت رکھے اور جس کو یہ بات حاصل نہین اوسکو ایمان کے مزے سے خبر نہین اسلئے مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑے مرتبے کیطرف اشارہ کیا جو عام مومنون اور مسلمانون کو حاصل نہین پھر دنیا مین انکو ایمان کی حلاوت اور لذت کہان ہے ہان وہ تمام عبادتین اور اطاعتین جو کرتے ہین تو جہنم کے ڈر سے نفس پر زور ڈالکی کرتے ہین اور دین کے احکام بجالاتا اون کے نزدیک ایسی ہی دشوار ہین جیسے بہارے بہارے پتھر ڈھونا یا اور کوی محنت شاقہ کرنا جسکو دل نہ چاہتا ہو پر پیٹ کی خاطر یا کسی سے ڈر کر انسان کرتا ہے پھر درویش بر جان درویش پہلے ہر مسلمان کو اسی طرح ریاضت اور محنت کرکے نفس کی بری خواہشون کو اوس سے آسانی اور آرام طلبی کو توڑنا چاہیے پر ان باتونکا مزہ بہت آگے چلکر کتنے دنون کے بعد حاصل ہوگا جب اسکا نفس تکرار عمل سے یعنی بار بار نیک کام کرنے سے اون کا مونکا عادی ہوجاویگا تو اسکو ان کاموں مین ایک لذت پیدا ہوگی اور ایک مزہ حاصل ہوگا جیسے انسان پہلے کثرت ڈنڈ یا مگدر کرتا ہے تو چند روز تک کیسے ناگوار گذرتے ہین پھر اون مین ایسا مزہ آنے لگتا ہے کہ انکا چھوڑنا دشوار گذرتا ہے اور بے کثرت کیے چین نہین پڑتا یہ تو جسمانی قوی اور حرکات کی لذت ہے جو عادت ہونے کے بعد چھٹ نہین سکتی پھر ایمان جو روحانی لذتون سے ہے اوسکا مزہ اور ذائقہ کس قدر ہوگا قیاس کرنا چاہیے پر اوسکا بیان کیونکر ہوسکتا ہے اوسکو وہی جانے جس نے اوسکا مزہ چکھا ہو۔ آدمی جب دنیا مین بہت تک بسر کرتا ہے اور دنیا کے انقلابات اور حرکات اور تغیرات مین غور کرتا رہتا ہے تو اسکو ایک خلجان اور اضطراب پیدا ہوتا ہے اور چونکہ وہ اس باب خیر اور راحت اور خوشی کو جمع کرنا چاہتا ہے پر اون اسباب کی تشخیص اور شناخت مین غلطی کرتا ہے تو ہر مرتبہ اوسکی کوشش رائگان اور اوسکی سعی برباد ہونے سے اسکو وحشت پیدا ہوتی جاتی ہے خیر یہان ایک ایسا تشتت اور اضطراب اوسکے دلکو ہوجاتا ہے کہ معاذ اللہ اکثر دنیادار اسی عارضے مین گرفتار ہین اونکو دم بھر چین نہین اون کی زندگی موت سے بدتر ہے انکو دنیا ہی مین وہ عذاب الیم ہے کہ خدا کی پناہ جب کسی شخص کا یہ حال ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ برائے نام مومن ہے جو کلمات ایمان کو زبان سے تو تے کیطرح کہتا ہے پر دل مین اوسکو نور ایمان بالکل نہین اور رضا بالقضا کا مرتبہ اوسکو حاصل نہین جس نے خداوند کریم کو اپنا مالک پروردگار مربی سرپرست ہر طرح کی حاجتین بر لانے والا سب طرح کی کام نکالنے والا برے اور اچھے کی خبر لینے والا تمام ضروریات کا بندوبست کرنیوالا تمام ایذاؤن اور تکلیفون سے بچانے والا سمجھا اور

دل سے اور پیر یقین کیا اور سب مقاصد اور مطالب کو اسکی مرضی پر چھوڑ دیا وہ خدا کی خداوندی سے راضی اور خوش ہوا
اب کیا ممکن ہے کہ دنیا کے تغیرات سے اوسکو رنج برابر رنج یا اضطراب پیدا ہو تو اپنے مالک کے ارادون پر اور
اوسکے کامون پر دل سے خوش ہے اور جو انتظام پروردگار قائم کرتا ہے وہی اسکا عین مطلب اور مقصد ہے پھر
اوسکو کیا تکلیف اور رنج کیسا خفقان کیسا۔ کارساز ما فکر کارما۔ فکر ما در کار ما آزار ما **باب** بیان
عَدَدِ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَاَفْضَلِهَا وَاَدْنَاهَا وَفَضِیْلَةِ الْحَیَاءِ وَکَوْنِهٖ مِنَ الْاِیْمَانِ **باب** بیان
مین ایمان کی شاخون کے اور کون سی شاخ افضل ہے اور کونسی ادنی ہے اور شرم اور حیا کی فضیلت اور اسکا
داخل ہونا ایمان مین **عن** اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَعْنِیْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْاِیْمَانُ
بِضْعٌ وَسَبْعُوْنَ شُعْبَةً وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی ستر سے کچھ شاخین ہین اور حیا ایک شاخ ہے ایمان کی **ف** دوسری روایت مین
ساٹھ سے کچھ شاخین ہین مگر اوسمین راوی کو شک ہے کہ ستر سے کچھ شاخین کہین یا ساٹھ سے کچھ شاخین اور بخاری
نے بغیر شک کے ساٹھ سے کچھ روایت کین اور ابو داؤد اور ترمذی نے ستر سے کچھ بغیر شک کے اور ایک
روایت مین ترمذی کے چونسٹھ دروازے ایمان کے منقول ہین اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ صحیح کونسی روایت
ہے قاضی عیاض نے کہا صحیح ساٹھ سے کچھ شاخین شیخ ابن الصلاح نے کہا یہ شک سہیل راوی کیطرف سے
واقع ہوا ایسا ہی کہا بیہقی نے اور سہیل سے ستر سے کچھ شاخین بغیر شک کے بھی منقول ہین اور راجح کونسی
روایت ہے یہ مختلف فیہ ہے کسی نے کم کی روایت کو ترجیح دی کسی نے زیادہ کی روایت کو حدیث مین بضع کا
جو لفظ آیا ہے تو اوسکے معنون مین بھی علماء کا اختلاف ہے کسینے کہا بضع تین سے دس تک کو کہتے ہین کسی نے
کہا تین سے نو تک کو خلیل نے کہا بضع سات کو کہتے ہین کسینے کہا دو سے دس تک کو اور بارہ سے بیس تک کو اور
شعبہ سے مراد ایک ٹکڑا ہے تو معنی حدیث کے یہ ہین کہ ایمان ستر سے کچھ خصلتون کا نام ہے قاضی عیاض نے کہا
اوپر یہ بات گزر چکی کہ ایمان لغت مین یقین کرنے کو کہتے ہین اور شرع مین سے دل سے یقین کرنیکو اور زبان سے
اقرار کرنیکو اور شرع کے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اعمال کو بھی کہتے ہین جیسے ایک حدیث مین ہے کہ سب سے
افضل خصلت ایمان کی کلمہ توحید پر یقین کرنا ہے اور سب سے کمتر راہ مین سے ایذا دینے والی چیز ہٹا دینا اور ابھی
ہم کہہ چکے ہین کہ کمال ایمان کا اعمال سے ہے اور اتمام ایمان کا عبادات سے ہے اور عبادات کا کرنا اور ان سب
شاخون کا ملانا تصدیق کا تتمہ ہے اور دلیل ہے تصدیق کی اور جو خصلتین اوسمین کی ہین جو تصدیق کو کہتے ہین

تو وہ ایمان سے خارج نہیں ہیں نہ ایمان شرعی ہے نہ لغوی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بات کو بتلایا کہ افضل ان سب خصلتوں میں توحید ہے جو ہر شخص پر واجب ہے اور کوئی شاخ بغیر اس کے قائم نہیں رہ سکتی گویا یہ جڑ ہے اور سب سے کمتر خصلت یہ ہے کہ جس چیز سے مسلمانوں کو ضرر پہونچنے کا گمان ہو جیسے کانٹا وغیرہ وہ راہ سے ہٹا دینا اور ان دونوں کے بیچ میں بہت سی خصلتیں ہیں جو کوشش کرنے سے معلوم ہو سکتی ہیں اور بعضوں نے انہیں کوشش کی ہے مگر اور نہ یقین نہیں ہو سکتا کہ وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں تھیں اور انکا نہ پہچاننا ایمان میں کچھ نقصان نہیں کرتا اسواسطے کہ اصول اور فروع ایمان کے سب معلوم اور محقق ہو چکی ہیں البتہ اجمالاً یقین کرنا کہ ایمان کے خصائل اسقدر ہیں ضرور ہے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا حافظ ابن حبان نے کہا میں نے اس حدیث میں ایک مدت تک غور کیا اور عبادات اور اطاعات کا شمار کیا تو وہ ستر پر کئی سے بہت زیادہ ہیں پھر میں نے حدیثوں کیطرف رجوع کیا اور جس عبادتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان میں شمار کیا ہے اونکو جوڑا تو وہ ستر پر کئی سے کم ہوتی ہیں آخر میں رجوع ہوا اللہ کی کتاب کیطرف اور اسکو غور سے پڑھا اور جن عبادتوں کو اللہ نے ایمان میں داخل کیا ہے اونکو جوڑا تو وہ بھی ستر پر کئی سے کم ہوتی ہیں پھر میں نے قرآن اور حدیث کو ملایا اور جو عبادتیں مکرر ملیں اونکو نکال ڈالا تو اللہ اور اسکے رسول کی بیان کی ہوئی عبادتیں ملا کر ستر پر کئی میں نہ زیادہ نہ کم جب میں نے یقین کیا کہ مراد آپ کی یہ عبادتیں ہیں اور ابن حبان نے ان سب عبادتوں کو اپنی کتاب شعب الایمان میں بیان کیا ہے اور اس فن میں سب سے عمدہ کتاب منہاج ہے ابو عبد اللہ حلیمی کی اور کتاب شعب الایمان ہے امام بیہقی کی اور ابن حبان نے کہا کہ ساٹھ پر کئی کی روایت بھی صحیح ہے اس لیے کہ عرب کے لوگ گنتی بیان کرتے ہیں اور اس سے یہ غرض نہیں ہوتی کہ اس سے بڑھ کر اور نہیں ہیں (انتہے کلام النووی) السراج الوہاج میں مولانا سید محمد صدیق حسن خاں صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ شعب الایمان بیہقی کا خلاصہ امام قزوینی نے کیا ہے پھر میں نے قزوینی کی خلاصہ کا خلاصہ کیا ہے اور اسکا نام الدر الخصیب رکھا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اَوْ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی ستر کئی یا ساٹھ پر کئی شاخیں ہیں افضل ان سب میں لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور ادنی ان سب میں راہ میں سے موذی چیز کو ہٹانا ہے اور حیا ایک شاخ ہے ایمان کی ف اور ایک روایت میں ہے کہ حیا ایمان میں ہے اور دوسری

روایت مین ہے کہ حیا سے نہین ہوتی مگر بھلائی ۱۲ ایک روایت مین ہے کہ حیا بالکل خیر ہے واحدی نے کہا کہ حیا اور استحیاء دونون حیاۃ سے نکلے ہین اور حیا انسان کی قوۃ حیات ہی تو جس شخص کا احساس لطیف ہو اور حیاۃ قوی ہے اُسی کو حیا ہوتی ہے جنید بغدادی رح نے کہا حیا نعمتون کا دیکھنا اور اپنی تقصیرون پر نظر کرنا ہے یعنی خدا کے احسانات اور اپنی تقصیرات پر غور کرنا اس سے ایک حالت پیدا ہوتی ہے جسکو حیا کہتے ہین اخلاق مین فضائل نفس تین رکھی ہین عفت اور شجاعت اور عدالت پھر حیا عفت کا ایک شعبہ ہی ابو علی بن مسکویہ نے کتاب الطہارۃ مین کہا کہ حیا رک جانا ہے نفس کا بری باتین کرنے سے اور پرہیز کرنا ہے برائی سے قاضی عیاض نے کہا حیا تو ایک خلقی صفت ہی پھر اسکو ایمان مین داخل کیا اس لیے کہ کبھی حیا پیدا ہوتی ہے ریاضت اور کسب سے جیسے اور اخلاق حسنہ ریاضت سے حاصل ہوتے ہین اور کبھی خلقی ہوتی ہے لیکن حیا کا استعمال قانون شرع کے موافق محتاج ہوتا ہے کسب اور نیت اور علم کی طرف تو وہ ایمان مین ہے اور دوسرے یہ کہ حیا نیک کام کراتی ہے اور گناہون سے باز رکھتی ہے لیکن یہ جو فرمایا حیا بالکل خیر ہے اور نہین ہوتی اوس سے مگر خیر تو اسمین یہ اشکال ہوتا ہے کہ بعض وقت حیا کی وجہ سے انسان حق بات کہنے سے رک جاتا ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کرتا ہے اور کبھی حیا کی وجہ سے اوس کے حقوق تلف ہو جاتی ہین تو خیر محض کیونکر ہوئی اسکا جواب یہ ہی کہ یہ حیا نہین ہے یہ تو عجز اور ناتوانی ہے اسکو حیا بعضون نے مجازاً کہا ہے لیکن حقیقۃً حیا اوس خلق کا نام ہے جو بری بات سے روکتی ہے اور اچھی بات کیطرف بلاتی ہے اور منع کرتی ہے کسی عقدار کے حق مین تقصیر کرنے سے اور جنید کا قول اس پر دلالت کرتا ہے (نووی) **عن** سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ

ترجمہ سالم نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ایک شخص نصیحت کر رہا تھا اپنے بھائی کو حیا کے باب مین **ف** یعنی منع کر رہا تھا حیا سے اور کہتا تھا حیا بری بات ہی **ف** آپ نے فرمایا (جانے دی یعنے مت منع کر حیا سے بخاری) حیا ایمان مین داخل ہی دوسری روایت مین ہے مَرَّ بِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يَعِظُ أَخَاهُ **عن** عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ مُحَدِّثٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ إِنَّهُ مَكْتُوبٌ فِي الْحِكْمَةِ أَنَّ مِنْهُ وَقَارًا وَمِنْهُ سَكِينَةً فَقَالَ عِمْرَانُ أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُحَدِّثُنِي عَنْ صُحُفِكَ

ترجمہ عمران بن حصین حدیث بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیا سے نہین ہوتی مگر بہتری بشیر بن کعب نے کہا

حکمت کی کتابون مین لکھا ہے کہ حیا ہی سے وقار ہوتا ہے اور حیا سے سکینہ ہوتا ہے ف وقار کہتے ہین سنجیدہ سمجھ کر ایک کام کرنیکو اور اس کے خلاف چھچھورا پن ہے کہ جلدی سے جو خیال مین آوے کرنے لگی اور اسکا انجام رسوائی جیسے جانورون کا حال ہے اور سکینہ بھی وہی وقار کو کہتے ہین یعنے سکون نفس اور ثبات حرکات کیوقت اور اسکے خلاف مین ہے اضطراب اور عجلت ف عمران نے کہا مین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تجھسے بیان کرتا ہون اور تو اپنی کتابون کی باتین بیان کرتا ہے ف یعنے حدیث اور قرآن کے سامنے حکیمون کے اقوال بیان کرنا بیموقع ہے گو حکیم بڑے دانشمند اور عقیل تھے مگر پھر بھی اون سے ہزارون طرح کی غلطیان ہوئین مین حکیم کا رتبہ پیغمبر سے بہت کم ہے اسی طرح حکمت کا رتبہ نبوت سے بہت کمتر ہے پھر پیغمبر کا قول جب مجادی تو اب حکیمون کی بات ڈھونڈھنا بیکار ہے عن ابی قتادۃ قال کنا عند عمران بن حصین فی رھط و فینا بشیر بن کعب فحدثنا عمران یومئذ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحیاء خیر کلہ قال او قال الحیاء کلہ خیر فقال بشیر بن کعب انا نجد فی بعض الکتب او احدی کلمۃ ان منہ سکینۃ و وقارا للہ و منہ ضعف قال فغضب عمران حتی احمرت عیناہ و قال الا ارانی احدثک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و تعارض فیہ قال فاعاد عمران الحدیث قال فاعاد بشیر فغضب عمران قال فما زلنا نقول ان منا یا ابا نجید انہ کان من اہل الجہل ابو قتادہ سے روایت ہے ہم عمران بن حصین کیپاس ایک رہط مین تھے ہمارے لوگون مین سے (رہط کہتے ہین دس سے کم مردون کی جماعت کو) اور ہمارے لوگون مین بشیر بن کعب (ابن ابی الحمیری عدوی ابو ایوب البصری) بھی تھے عمران نے ایک دن حدیث بیان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیا بالکل حیا بالکل خیر ہے بشیر بن کعب نے کہا ہم نے بعضی کتابون مین یا حکمت مین دیکھا ہے کہ حیا کی ایک قسم تو سکینہ اور وقار ہے اللہ تعالی کے لیے اور ایک حیا صفت نفس ہے ف یعنے بودا پن اور ڈرپوک پنا یا جرات جسکے دل مین طاقت نہین ہوتی خون اسمین کم ہوتا ہے اور سکو یہ صفت اکثر لاحق ہوتی ہے اور سکو عربی مین عجز اور خور اور مہانت بھی کہتے ہین اس صفت کیوجہ سے انسان مین ذلت اور لئامت پیدا ہوجاتی ہے وہ اپنے حقوق کو پورا پورا حاصل نہین کرسکتا ڈرتا ہے آخر جو ملجاتا ہے اسی پر قناعت کرتا ہے اور دم نہین مارتا بلکہ اپنے حقوق کو حاصل کرنے مین کوشش بھی نہین کرتا اکثر ہندوستان کے لوگ اس بری صفت مین مبتلا ہین اور یہ ایک اخلاق ذمیمہ مین سے ہے جس سے حکیم ہمیشہ منع کرتے چلے آئے ہین اور درحقیقت یہ حیا نہین ہے جو صفات حمیدہ اور اخلاق فاضلہ مین سے ہے پر بعضون نے اسپر حیا کا اطلاق

مغالطہ سے یا مجازاً کیا ہے دیوجانس حکیم جو یونان مین تہا اوسنے بہی کہا ہے کہ حیا ضعف نفس سے پیدا ہوتی ہے
اور اوسکو ترک کرنا چاہیے مراد اوسکی حیا سے بہی صفت رذیلہ ہے نہ وہ حیا جو انسان کو بری باتون سے روکتی ہے
وہ تو بالاتفاق عمدہ صفت ہے **ت** یہ سنکر عمران کو غصہ آیا اُنکی آنکھین لال ہوگئین اور انہون نے کہا مین
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتا ہون اور تو اوس کے خلاف بیان کرتا ہے **ف** ظاہر جو حدیث
مین جو مطلب ہے وہ بالکل صحیح ہے کیون کہ مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا سے وہی صفت ہے جو اخلاق فاضلہ
مین سے ہے جسکا بیان ابہی ہوا اور جو انسان کو قبائح اور معاصی سے روکتی ہے اور وہ بالکل خیر ہے اور سراسر بہتر ہے
ہے اور حکمت کر رو سے جو امر ثابت ہو وہ بہی صحیح ہے اس لیے کہ حکیمون نے اس حیا کو برا نہین کہا ہے بلکہ ضعف نفس
کو جو درحقیقت حیا مین داخل نہین ہے اور دونون قولون مین کسی قسم کا تعارض یا خلاف نہین ہے چونکہ بشیر نے
حیا کا اطلاق اس بری صفت پر بہی کیا اور حیا کو تقسیم کیا دو قسمون پر ایک عمدہ اور ایک بری اور حدیث سے
یہ بات نکلتی تہی کہ حیا بالکل خیر ہے تو بظاہر گویا حدیث کی خلاف مین ایک بات کہی اور حکمت کی بات کو حدیث
کے مقابلے مین بیان کیا اسلیے عمران غصے ہوئے لسراج الوہاج مین ہے کہ اکثر سلف بلکہ خلف کو صحابی نے
ایسا ہی غصہ اور انکار کیا ہے اوس شخص پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مقابلے مین کسی اور کا
قول بیان کرے اگرچہ وہ کیسے ہی بلند درجے کا شخص ہو اس لیے کہ کسی صحابی یا ولی یا مجتہد کا درجہ اور مرتبہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر نہین ہوسکتا پہر اُسکی بات بہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف مین محض بے
وقعت اور بے اعتبار ہے اور حاصل یہ ہے کہ سوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جتنے لوگ ہین سب کے اقوال مین
سے کچہ لینے کے قابل ہین اور کچہ چہوڑ دینے کے قابل بقول قُذَّ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَدَرَ اور مجہے تعجب ہوتا ہے اوس شخص سے
جو ایمان لاوے اللہ پر اور اُسکے رسول پر اور قیامت پر کہ اُسکا دل کیونکر مانتا ہے جب وہ حدیث سن لیوے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہر اور کسی کی بات مین سے بات مانے یا سنے اور مقدم کرے اوسکی بات کو جناب
رسالت مآب کی بات پر جسکی شان مین یہ آیت اوتری وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى **ت** ابوداؤد
نے کہا عمران نے پہر دوبارہ اسی حدیث کو بیان کیا بشیر نے پہر دوبارہ وہی بات کہی جب تو عمران غصے ہوئے (اور
انہون نے قصد کیا بشیر کو مارنے کا) ہم سب کہنے لگے ای ابا نجید (یہ کنیت ہے عمران بن حصین کی) بشیر ہم مین سے
ہے (یعنی مسلمان ہے) اسمین کوئی عیب نہین) یعنی وہ منافق یا بے دین یا بدعتی نہین ہے جیسے تم نے خیال
کیا) **عن** عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ مَرَّ

دوسری روایت بھی عمران کی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری **باب** جامع اوصاف الاسلام یہ باب
جامع ہے اوصاف اسلام کا **عن** سفیان بن عبد اللہ الثقفی قال قلت یا رسول اللہ قل لی
فی الاسلام قولا لا اسأل عنہ احدا بعدک وفی حدیث ابی اسامۃ غیرک قال قل
آمنت باللہ ثم استقم ترجمہ سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے روایت ہے میں نے کہا یا رسول اللہ مجھ اسلام میں
ایک ایسی بات بتا دیجیے کہ پھر میں آپکے بعد کسی سے نہ پوچھوں کسی سے آپ نے فرمایا کہہ ایمان لایا میں اللہ پر پھر جما
رہ اسپر ابو اسامہ کی روایت میں ہے کسی سے آپ کے سوا **ف** قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث جوامع الکلم میں
سے ہے اور یہ مطابق ہے اللہ تعالے کے قول کے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا یعنے جن لوگوں نے کہا
پروردگار ہمارا اللہ ہے پھر جم رہے اسپر یعنی توحید کی اللہ جل جلالہ کی اور ایمان لائے اسپر پھر جمے رہے یعنے
دگے نہیں توحید سے اور شرک میں نہ پھنسے اور لازم کرلی اونہوں نے اطاعت اللہ جل جلالہ کی یہانتک کہ مرے
اس حال پر اور یہی تفسیر ہے اس آیت کی موافق اکثر مفسرین صحابہ کرام فمن بعدہم کے اور یہی معنے ہیں اس حدیث
کے تمام ہوا کلام قاضی کا ابن عباس نے کہا اللہ تعالی کے اس قول میں فاستقم کما امرت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پر سارے قرآن میں کوئی آیت اس سے زیادہ دشوار اور سخت نہیں اور تیرے اور اسی واسطے جب صحابہ نے آپ سے
کہا آپ جلدی بوڑھے ہو گئے تو آپ نے فرمایا مجھے سورہ ہود اور اسکی مانند اور سورتوں نے بوڑھا کر دیا اور استاذ
ابو القاسم قشیری نے اپنے رسالے میں لکھا ہے استقامت وہ درجہ ہے جس سے سب کام پورے اور کامل ہوتے ہیں
اور اسی صفت سے تمام بھلائیاں حاصل ہوتی ہیں اور انکا انتظام ہوتا ہے اور جس شخص میں استقامت اور استقلال
نہ ہو اور اسکی کوشش سب رائگاں ہے اور اسکی سعی سب بے نتیجہ ہے بعضوں نے کہا استقامت ایسی صفت ہے کہ اسکو
بڑے بڑے ہی لوگ کر سکتے ہیں کیونکہ وہ حاصل ہوتی ہے رسومات کی ترک سے اور عادات کے چھوڑنے سے اور خلوص اور
صدق کے ساتھ خدا کے سامنے کھڑے ہونے سے اسیواسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا استقامت کرو اور تم ہرگز
سب نیکیاں نکر سکو گے واسطی نے کہا استقامت وہ خصلت ہے جس سے ساری نیکیاں پوری ہوتی ہیں اور اسکے نہ ہونے
سے سب نیکیاں بری ہو جاتی ہیں اور مسلم نے اپنی صحیح میں سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے صرف یہی حدیث روایت
کی ہے اور ترمذی نے بھی روایت کیا اسحدیث کو اور اتنا زیادہ کیا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ سب سے زیادہ مجھ کس
چیز سے ڈرنا چاہیے آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا اس سے (کیونکہ اکثر گناہ زبان ہی سے صادر ہوتے ہیں اور
اکثر آفتیں اور بلائیں انسان پر زبان کی آتی ہیں اور شروع تربیت کا حکماء میں یہی ہے کہ پہلے انسان اپنی

زبان کو قابو میں کرے اور دیکھتا رہے کہ اوسکی زبان سے جو باتیں نکل رہی ہیں وہ مناسب ہیں یا غیر مناسب اور کلام
ہے کہ خلاف مصلحت کے کوئی بات زبان سے نہ نکالے **باب** بیان تفاضل الاسلام وای امورہ افضل
اسلام کی فضیلت دوسرے اسلام پر اور بیان اس بات کا کہ کون سے کام اسلام کے افضل ہیں **عن** عبد اللہ بن عمرو
ان رجلا سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الاسلام خیر قال تطعم الطعام وتقرء
السلام علی من عرفت ومن لم تعرف ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ
اللہ علیہ وسلم سے کون سا اسلام بہتر ہے آپ نے فرمایا یہ کہ تو کھانا کھلاوے (بھوکے کو اور مہمان کو) اور سلام علیک کرے
ہر شخص سے خواہ تو اوسکو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو **ف** کون سا اسلام بہتر ہے یعنی کون سی خصلت اسلام کی بہتر
ہے اور سنت اسلام یہی ہے جو اس حدیث میں بیان ہوئی کہ ہر مسلمان سے سلام علیک کرے خواہ اوس سے پہچان ہو
یا نہ ہو اور یہ عادت جو بعض لوگوں نے اختیار کی ہے کہ اوسی شخص کو سلام کرتے ہیں جس سے پہچان ہو جسی نہیں
عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص یقول ان رجلا سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال ای المسلمین خیر قال من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ ترجمہ عبد اللہ بن عمرو
بن العاص کہتے تھے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا مسلمان بہتر ہے آپ نے فرمایا وہ
مسلمان جسکی زبان اور ہاتھ سے بچے رہیں یعنے نہ زبان سے کسی کی برائی کرے نہ ہاتھ سے کسی کو ایذا دیوے
عن جابر یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول المسلم من سلم المسلمون
من لسانہ ویدہ ترجمہ جابر سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے مسلمان
وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بچے رہیں **عن** ابی موسی قال قلت یا رسول اللہ ای
الاسلام افضل قال من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ ترجمہ ابو موسی اشعری سے روایت ہے
میں نے کہا یا رسول اللہ کون سا اسلام افضل ہے آپ نے فرمایا جسکی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں
عن بردید بن عبد اللہ بهذا الاسناد قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای
المسلمین افضل فذکر مثلہ ترجمہ ابو بردہ بردید بن عبد اللہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے میں
یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا مسلمان افضل ہے **ف** نووی نے کہا کبھی حضرت
نے افضل اُس مسلمان کو قرار دیا جو کہا نا کھلاوے سلام کرے ہر شخص کو اور کبھی اوسکو جس کی زبان اور ہاتھ سے اور
مسلمان بچے رہیں یہ اختلاف بوجہ اختلاف احوال سائلین اور حاضرین کے تھا تو ایک مقام میں سلام اور اطعام

ف باب افشاء السلام وفضل من مر علی جماعۃ فسلم علیہم او علی من لم یعرفہ ومن رد علیہ
ف فقال ای المسلمین خیر

یعنے کہانا کہلانے کی زیادہ ضرورت معلوم ہوئی آپنے اوسی کو بیان فرمایا اور ایک موقع مین ایذا دہی سے
رکنے کی ضرورت معلوم ہوئی تو اُسی کو بیان کیا اور یہ جو فرمایا مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھہ سے دوسرے
مسلمان بچے رہین تو مطلب یہ ہے کہ کامل مسلمان وہی ہے جسمین یہ صفت ہو اور یہ غرض نہین کہ جس مین یہ صفت
نہو وہ مسلمان ہی نہین ہے اور ان حدیثون مین بہت سی فوائد ہین ایک تو یہ کہ کہانا کہلانا اور سخاوت کرنا اور
مسلمانون کو فائدہ پہونچانا دین کا بہت ضروری کام ہے دوسرے یہ کہ مسلمانون کو ایذا دینے سے بچنا چاہیے خواہ
زبان سے ایذا ہو یا کسی فعل سے کسی کی توہین یا حقارت نکرنا چاہیے تیسری ترغیب ہے اسمین مسلمانون کو ایک
دل اور اتفاق کی اور باہم محبت اور دوستی اور الفت رکھنے کی قاضی عیاض نے کہا باہم الفت رکھنا اور
اتفاق کرنا دین کے فرضون مین سے ایک فرض ہے اور بڑا رکن ہے شریعت کا اور اسی سے انتظام ہے اسلام کا
چوتھی حکم ہے سلام کا ہر مسلمان پر خواہ اوس سے پہچان ہو یا نہ ہو اور مراد ہر شخص سے ہر مسلمان ہے تو یہ عام خاص
کیا گیا ہے اور کافر کا سلام کرنا ضرور نہین پانچوین ہدایت ہے اخلاص عمل کی واسطے اللہ تعالی کی چھٹی ارشاد
ہے تواضع اور انکسار کی طرف جو شعار ہے اسلام کا **باب** بَيَانِ خِصَالِ مَنْ اتَّصَفَ بِهِنَّ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ
بیان اون خصلتون کا جن سے ایمان کا مزہ ملتا ہے **عَنْ** اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيمَانِ مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ
مِمَّا سِوَاهُمَا وَاَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ وَاَنْ يَكْرَهَ اَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ
اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا تین باتین جسمین ہونگی وہ انکی وجہ سے ایمان کی مٹھاس اور حلاوت پاویگا ایک تو یہ کہ اللہ اور اُس کے
رسول سے دوسرے سب لوگون سے زیادہ محبت رکھی دوسری یہ دوستی رکھی کسی آدمی سے صرف خدا کے واسطے
(یعنے دنیا کی کوئی غرض نہ ہو نہ اوس سے ڈر ہو) تیسری یہ کفر کو پھر اختیار کرنا بعد اس کے کہ خدا نے اُسکو نجات
دی اوس سے اتنا برا جانے جیسے انگار مین پڑنا **قال** نووی نے کہا یہ حدیث بڑی ہے اور ایک اصل ہے اسلام
کی اصول مین سے علما نے کہا ہے حلاوۃ ایمان کے معنے یہ ہین کہ عبادت مین اور تکلیف اُٹھانے مین خدا اور
رسول کی رضامندی کے لیے لذت اور مزہ پیدا ہو اور دنیا کے فوائد اور منافع پر خدا اور رسول کی رضامندی
کو مقدم رکھے اور خدا کی محبت یہ ہے کہ اُسکا حکم مانے اور اوسکی مخالفت کو ترک کرے ایسی ہی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی محبت ہے قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث اوسی مطلب کی ہے جیسے اوپر گذری ایک حدیث کہ ایمان

کا مزہ چکھا اوس نے جو خدا کی خدائی کے ساتھہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کے ساتھہ اور اسلام کے
دین کے ساتھہ راضی ہوا اس لیے کہ خدا اور رسول کی محبت اسی طرح خالص خدا کے لیے دوسرے مسلمان سے محبت
اسی طرح کفر کو پھر اختیار کرنے کی نفرت نہیں ہوگی مگر اُس شخص کو جسکا ایمان اور یقین زوردار ہے اور اوسکا
دل کو اطمینان ہے اور اوسکا سینہ کشادہ ہے اور ایمان اوسکے گوشت اور خون میں اثر کر گیا ہے یہی وہ شخص ہے کہ جس
نے ایمان کی ٹھہاس پائی اور خدا کے لیے کسی سے محبت رکھنا پہلی ہے خدا کی محبت کا اور بعضوں نے کہا خدا کی محبت
یہ ہے کہ اپنے دل کو موافق کر دیوے خدا کی مرضی کے اور جو خدا کو پسند ہے وہ ہی اُسکو پسند ہو اور جو خدا کو ناپسند
وہ ہی اُسکو ناپسند ہو اور اس باب میں متکلمین کی عبارتیں مختلف ہیں لیکن مطلب ایک ہی ہے اور حاصل یہ
ہے کہ محبت ایک میل اور خواہش ہے پھر یہ میل کبھی تو اون چیزوں کیطرف ہوتا ہے جو بالطبع انسان کو مرغوب
ہیں جیسے خوبصورتی خوش آوازی کھانیکا ذائقہ اور کبھی اُن چیزوں کیطرف جن کا حسن عقل سے معلوم ہوا ہے
جیسے محبت صالحین اور علماء اور اہل فضل کی اور کبھی یہ میل اسوجہ سے ہوتا ہے کہ کسیکو اُسپر احسان کیا ہو یا مصیبت
سے بچایا ہو اور یہ سب باتیں ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں کیونکہ تمام کمالات ظاہری اور
باطنی آپ میں جمع تھے اور تمام فضائل اور محاسن اخلاق آپ میں موجود تھے اور آپکا احسان اور فیض تو اتنا عام ہے کہ
سب مسلمانوں کی گردن پر ہے اوسکو ہمیشہ ہمیشہ کا آرام دلوایا جہنم کے عذاب سے بچایا پھر خداوند کریم کا احسان تو
سب سے زیادہ ہے کیونکہ اُسی نے حضرت کو پیدا کیا پھر پیغمبر بنا کر ہمارے پاس بھیجا پس درحقیقت اصل الاصول محبت
ہے اللہ جل جلالہ کی اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور اہل بیت اور صالحین اور اولیاء اللہ
اور ائمہ دین کی راجع ہے اللہ کی محبت کیطرف تو اللہ کی محبت بالذات ہے باقی سب کے بالعرض یعنی خدا کی محبت
کے دل میں کبھی کوئی سوا خدا کے کسی اور شے سے بالذات محبت کبھی وہ اہل اللہ کے نزدیک مشرک ہے جو بڑا ظلم
کھلا ہے یہ صفت ہے مشرکین کی اور مومنوں کی یہ صفت ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (نووی سے زیادہ)

عن
اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ طَعْمَ الْاِيْمَانِ مَنْ كَانَ
يُحِبُّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَمَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ كَانَ اَنْ
يُّلْقٰى فِى النَّارِ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَنْ يَّرْجِعَ فِى الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ ترجمہ انس سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں جسمیں ہونگی وہ ایمان کا مزہ پاویگا جو شخص دوستی رکھے کسی سے پھر نہ کہنا
ہو دوستی اوس سے مگر خدا کے لیے (خدا کا نیک بندہ سمجھ کر) اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے دوستی رکھے دوسرے

اور سب لوگون یا چیزون سے زیادہ اور جو انکار مین ڈالا جانا ناپسند کرے مگر پھر کفر اختیار کرنا پسند کرے جب خدا اور اوسکو نجات دی کفر سے **ف** مراد اس سے وہ لوگ ہین جو پہلے کافر یا مشرک تھے پھر خدا نے اُنکو اسلام سے شرف فرمایا تو اُنکا اسلام اُنکو جب ہی مزہ دیگا جب وہ کفر کے دین سے اسقدر بیزار ہون کہ انگار مین گرنا قبول کرین پر کفر قبول کرین **عن** اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِخَوْحِہٖ یَعْنِیْ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ اَنْ یَّرْجِعَ یَھُوْدِیًّا اَوْ نَصْرَانِیًّا **ترجمہ** دوسری روایت بھی ایسی ہی مگر اوس مین یہ ہے کہ انگار مین گرنا اوسکو پسند ہو یہودی یا نصرانی ہونا گوارا نہو **باب** وُجُوْبِ مَحَبَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثَرَ مِنَ الْاَھْلِ وَالْوَلَدِ وَالْوَالِدِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ وَاِطْلَاقِ عَدَمِ الْاِیْمَانِ عَلٰی مَنْ لَّمْ یُحِبَّہٗ ھٰذِہِ الْمَحَبَّۃَ **ترجمہ** باب اس بات کے بیان مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا بی بی اور اولاد ماں باپ اور سب لوگون سے زیادہ واجب ہے اور اسکو ایسی محبت نہو وہ مومن نہین **عن** اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ وَفِیْ حَدِیْثِ عَبْدِ الْوَارِثِ الرَّجُلُ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ اَھْلِہٖ وَمَالِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ **ترجمہ** انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بندہ یا کوئی آدمی مومن نہین ہوتا جب تک اُسکو میری محبت گھر والون اور مال اور سب لوگون سے زیادہ نہو **ف** خطابی نے کہا مراد وہ محبت نہین ہے جو طبعی ہوتی ہے اور غیر اختیاری بلکہ مقصود محبت اختیاری ہے تو مطلب یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپکے ارشاد کی تعمیل دنیا کی سب چیزون پر مقدم رکھے ماں باپ بی بی اولاد دوست آشنا یہ سب اگر ناراض ہوجاوین تو قبول کرے پر خدا اور اُسکے رسول کی نافرمانی ہرگز اختیار نکرے یہی محبت صادقہ ہے جسپر مدار ہے ایمان کا ابن بطال اور قاضی عیاض نے کہا محبت تین قسم کی ہوتی ہے ایک تو محبت بزرگی کی وجہ سے جیسے بیٹے کو باپ سے ہوتی ہے اور شاگرد کو اُستاد سے دوسری محبت شفقت اور پیار کی جیسے باپ کو یا ماں کو اولاد سے ہوتی ہے تیسرے محبت ہم شکل اور ہم خیال ہونیکی جیسے دوست آشناؤن سے ہوتی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام محبتون کو اپنی محبت مین جمع کردیا ہے ابن بطال نے کہا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کا ایمان کامل ہو وہ اس بات کو یقین کرے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق اوسپر زیادہ ہے اُسکے باپ اور بیٹے کے حق سے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے ہمکو جہنم سے نجات ملی ہے اور ہم نے گمراہی سے نکلکر ہدایت پائی ہے قاضی عیاض نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مین سے یہ بات بھی ہے کہ آپکی سنت کی مدد کرنا اور آپ کی شریعت پر جو اعتراض کرے اوسکا جواب دینا اور آپ سے ملنے کی آرزو کرنا اگرچہ جان اور مال سے تصدق

ہوجاوی اور جب یہ بات معلوم ہوئی تو ثابت ہوئی یہ بات کہ ایمان کی حقیقت پوری نہیں ہوتی بغیر اس محبت کے
اور ایمان صحیح نہیں ہوتا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر اور منزلت ماں باپ بزرگ محسن سے زیادہ دلمیں
نہو اور جس کا یہ اعتقاد نہو وہ مومن نہیں ہے (نووی) **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّلَدِهٖ وَوَالِدِهٖ وَ
النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے مومن
نہیں ہوتا جب تک اوسکو میری محبت اولاد اور ماں باپ اور سب لوگوں سے زیادہ نہو **بَابُ** الدَّلِيْلِ
عَلٰى اَنَّ مِنْ خِصَالِ الْاِيْمَانِ اَنْ يُّحِبَّ لِاَخِيْهِ الْمُسْلِمِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ مِنَ الْخَيْرِ ایمان کی خصلت سے
ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کے لیے بھی وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے (یعنے بھلائی) **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ اَوْ قَالَ لِجَارِهٖ
مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے
مومن نہیں ہوتا جب تک وہ نہ چاہے اپنے بھائی یا ہمسائے کے لیے جو چاہتا ہے اپنے لیے **ف** علماء نے کہا
مراد یہ ہے کہ مومن کامل نہیں ہوتا اور نہ اصل ایمان تو بغیر اس صفت کے بھی حاصل ہوتا ہے اور مطلب یہ ہے کہ
اپنے بھائی مسلمان کے لیے بھی عبادات اور نیکیاں اور دنیا کی مباح چیزیں جو اپنے لیے چاہتا ہے چاہیے
نسائی کی روایت میں ہے بھلائی اور خوبی۔ ابن الصلاح نے کہا بعضوں نے اس صفت حاصل کرنیکو دشوار اور
محال سمجھا ہے حالانکہ یہ بات صحیح نہیں کیونکہ مراد یہ ہے تم میں سے کسی کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے بھائی
مسلمان کے لیے وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے یعنے اُس کے لیے بھی نعمتوں کا حاصل ہونا اچھا جانے اگر خود کو
کوئی نقصان نہو اور یہ امر بہت آسان ہے قلب سلیم پر یعنے جسکا دل صاف ہو البتہ جس کے دلمیں کینہ اور حسد بھرا ہوا
ہو اوسپر بہت دشوار ہے خدا بچاوی ہمکو اور ہمارے بھائیوں کو ایسے خراب دل سے (نووی) حاصل یہ ہے کہ جب کسی
بھائی مسلمان کی بھلائی ہوتی ہو اور اپنا اُسمیں کچھ ضرر نہو تو اُسپر خوش ہونا چاہیے اور ہمیشہ عام خیر خواہی
اور عام ہمدردی میں شریک رہنا چاہیے **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُحِبَّ لِجَارِهٖ اَوْ قَالَ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ
ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اوس کی جسکے ہاتھ میں میری جان
ہے کوئی آدمی مومن نہیں ہوتا جبتک کہ اپنے ہمسائے یا بھائی کے لیے وہی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے

باب بیان تحریم ایذاء الجار ہمسایہ کو ایذا دینا حرام ہے **عن** ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یدخل الجنۃ من لا یامن جارہ بوائقہ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت مین نہ جاویگا وہ شخص جسکا ہمسایہ اوسکے مکر و فساد سے محفوظ نہین ہے **ف** یعنی اوسکی بدی اور ظلم سے اوسکو امن نہ ہو اور وہ ہمیشہ ڈرتا ہو کہ کہین مجھکو صدمہ نہ پہونچے اُس کیطرف سے علماء نے کہا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو ہمسایہ کو ستاتا درست سمجھ کر حالانکہ وہ جانتا ہو کہ یہ فعل حرام ہے تو وہ کافر ہے کبھی جنت مین نہ جاویگا یا یہ غرض ہے کہ اوسکو جنت مین جانا جنت کہلاتی ہی نصیب نہ ہوگا بلکہ روکا جاوے گا یہانتک کہ عذاب ہو اس گناہ پر یا معاف کیا جاوے اور ضرورت ان تاویلون کی یہ ہے جو اوپر گزرا کہ اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص توحید پر مرے اگرچہ کبیرے گناہ کرتا ہو وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم مین نہیں رہیگا بلکہ چند روز عذاب دیا جاوگا۔ یا معاف کیا جاویگا پھر جنت مین جاویگا۔ بہرحال ہمسایہ کو رنج دینا اور نا حق اوسکو ستانا ایسا حرام ہے کہ بہشت سے محروم رکھتا ہے **باب** الحث علی اکرام الجار والضیف ولزوم الصمت الا عن الخیر وکون ذلک کلہ من الایمان ہمسائے اور مہمان کی خاطرداری کی ترغیب اور چپ رہنے کی فضیلت اور یہ باتین ایمان مین داخل ہونا **عن** ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیقل خیرا او لیصمت ومن کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیکرم جارہ ومن کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفہ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یقین رکھتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن (قیامت پر) اوسکو چاہیے یا تو اچھی بات کرے یا چپ رہے **ف** سبحان اللہ کیا عمدہ نصیحت ہے نووی نے کہا غرض یہ ہے کہ جب بات کرنیکا ارادہ کرے تو سوچ لیوے کہ جو بات کہنا چاہتا ہے وہ بہتر ہے ثواب کی بات واجب ہو یا مستحب اوسوقت کہے اور اگر معلوم ہو کہ اس بات کا کہنا کچھ ثواب نہین تو چپ رہے پھر جائے وہ بات حرام ہو یا مکروہ ہو یا مباح ہو جس مین نہ ثواب ہے نہ عذاب ہر حال مین خاموشی بہتر ہے تو مباح بات کا بھی نہ کہنا بہتر اور اولی ہے کیونکہ مباح باتین لیجاتی ہین انسان کو حرام اور مکروہ کیطرف اور ایسا اتفاق اکثر ہوتا ہے اللہ جل جلالہ نے فرمایا ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید ۱۲ یعنی جو بات انسان مونہہ سے نکالتا ہے اوسکے پاس ایک شخص ہے جو راہ دیکھتا ہے طیار ہے (اوسکے لکھنے کو) اور جنتلان کیا ہے سلف اور خلف نے اس مسئلہ مین کہ انسان کے سب تکلم کی باتین اگرچہ مباح ہون لکھی جاتی ہین یا صرف وہی باتین جنمین عذاب یا ثواب ہو ابن عباس کا یہ

قول ہے کہ صرف وہی باتین لکھی جاتی ہین جنکا بدلہ ملیگا ثواب یا عذاب اس صورت مین آیت کو خاص کرنا پڑیگا
اور شرع نے ترغیب دی ہے اس طرف کہ سماج باتین بہت کرنا اچھا نہین کیونکہ انسان اکثر بہت باتین کرنے
سے گرسماج ہران حرام یا مکروہ باتون مین مبتلا ہوجاتا ہے امام شافعی نے اس حدیث کا یہ مطلب کیا ہے کہ انسان کو
بات کرنے سے پہلے فکر کرنا چاہیے پھر اگر اوسکو یہ امر متحقق ہو کہ اُس بات سے کچھ نقصان نہین تو اُس بات کو کہے اور
اگر یہ امر متحقق ہو کہ اوس سے ضرر ہوگا یا شک ہو ضرر اور عدم ضرر مین تو چپ رہے امام ابن ابی زید مالکی نے کہا تمام
آداب اور اخلاق حسنہ چار حدیثون سے نکلتی ہین ایک تو یہی حدیث دوسری وہ حدیث کہ آدمی کا اچھا اسلام
یہ ہے کہ چھوڑ دے اُس بات کو جو کام نہ آوے (یعنی بیکار اور لغو سے پرہیز کرے) تیسری حدیث لا تغضب یعنی
غصہ مت کر چوتھی وہ حدیث جو اوپر گذری کہ انسان کو چاہیے اپنے بھائی کے لیے وہی چاہے جو اپنی لیے خاص
چاہتا ہے اور اُستاذ ابوالقاسم قشیری رحمۃ نے فرمایا کہ چپ رہنا موقع پر صفت ہے مردون کی جیسے بولنا موقع
پر نہایت عمدہ خصلت ہے اور مین نے سنا ابوعلی دقاق سے وہ کہتے تھے جو شخص چپ رہتا ہے حق بات سے (یعنی جہان
موقع ہو حق بات بیان کرنیکا) وہ گونگا شیطان ہے لیکن ارباب مجاہدہ اور ریاضت نے جو سکوت اختیار کیا ہے
وہ اس لیے کہ باتین کرنے مین طرح طرح کی آفتین ہین اور ہمین نفس کو حظ ہوتا ہے وہ اپنی تعریف کرتا ہے
اور کبھی اپنی فصاحت اور شیرین بیانی لوگون پر ظاہر کرنا چاہتا ہے اور یہ سکوت اور خاموشی ایک بڑا رکن
ہے تہذیب اخلاق کا فضیل بن عیاض نے کہا جو شخص بات کو اپنے اعمال مین سے ایک عمل سمجھیگا وہ
بے فائدہ بات کم کریگا اور ذوالنون مصری نے کہا سب سے زیادہ اپنی نفس کی حفاظت کرنیوالا وہ شخص ہے
جو اپنی زبان کو زیادہ روکے **ت** اور جو شخص ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن پر اوسکو چاہیے کہ خاطر
داری کرے اپنے ہمسائے کی اور جو شخص ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن پر اوسکو چاہیے کہ خاطرداری کرے
اپنے مہمان کی **ف** قاضی عیاض نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جو شخص شریعت اسلام پر چلنا چاہے
اوسکو ہمسایہ اور مہمان کے ساتھ سلوک کرنا ضرور ہے اور اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین ہمسائے کے ساتھ سلوک
کرنیکا حکم کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ جبرئیل علیہ السلام مجھکو وصیت کرتے تھے ہمسایہ
کے ساتھ سلوک کرنیکے لیے یہانتک کہ مین سمجھا جبرئیل اوسکو قرکہ ہی ولا دینگے اسیطرح مہمانداری کرنا بھی اسلام کا
طریقہ ہے اور خصلت ہے پیغمبرون اور صالحون کی اور لیث نے کہا کہ ایک رات مہمانداری کرنا واجب ہے اور
دلیل اوسکی وہ حدیث ہے کہ ایک رات مہمانی کرنا حق ہے واجب ہے ہر مسلمان پر اور عقبہ کی حدیث کہ جب تم اترو

کسی قوم پر پہر دہ دیوین تمکو کچہ بطور مہمانی کے تو قبول کرلو اوسکو اور جو نہ دیوین تو لو لو اون سے مہمانی کا حق اور اکثر فقہا اس بات پر ہین کہ مہمانی کرنا اخلاق مین داخل ہے پر واجب نہین اور دلیل اونکی وہ حدیث ہے کہ جائزہ ضیافت کا ایک رات ہے اور جائزہ کہتے ہین عطا اور صلہ اور احسان کو اور یہ اختیاری ہوتے ہین نہ وجوبی اور یہی حضرت نے فرمایا چاہیے کہ احسان کرے اور سلوک کرے اس سے یہی یہ بات نکلتی ہے کہ مہمانی واجب نہین کیونکہ ایسے الفاظ کا استعمال واجب مین نہین ہوتا دوسرے یہ کہ مہمان اور ہمسایہ کو ایک ساتھ بیان کیا حالانکہ ہمسایہ کے ساتھ سلوک واجب نہین اور اگلی حدیثون کی یہ تاویل کی ہے کہ وہ اوائل اسلام کی حدیثین ہین جب دلداری اور خاطرداری واجب تہی پہر اختلاف کیا ہے علمانے کہ مہمانداری بستی والون پر اور جنگل والون پر دونون پر واجب ہے یا صرف جنگل مین رہنے والون پر تو شافعی اور محمد بن حسکم کا قول یہ ہے کہ دونون پر واجب ہے اور مالک اور بعضون نے کہا کہ صرف جنگل والون پر واجب ہے اس لیے کہ بستی یا شہر مین مسافر کو ٹہرنے کی جگہ مجالی ہے سرا وغیرہ ہین اور کہانا اور بیچنے کی چیزین بہی سب بازار مین ملتی ہین اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ ضیافت جنگل کے رہنے والون پر ہے نہ بستی والون پر لیکن یہ حدیث اہل معرفت کے نزدیک موضوع ہے (نووی) **عن** ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلا یؤذ جارہ ومن کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفہ ومن کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیقل خیرا او لیسکت **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یقین رکہتا ہو اللہ پر اور پچہلے دن پر وہ نہ ستاوے اپنے ہمسایے کو اور جو شخص یقین رکہتا ہو اللہ پر اور پچہلے دن پر وہ خاطر داری کرے اپنے مہمان کی اور جو شخص یقین رکہتا ہو اللہ پر اور پچہلے دن پر وہ بہلی بات کہے یا چپ رہے **عن** ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمثل حدیث ابی حصین غیر انہ قال فلیحسن الی جارہ **ترجمہ** ابوہریرہ سے دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے مگر اسمین یہ ہے کہ احسان کرے اپنے ہمسایے کے ساتھ **عن** ابی شریح الخزاعی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیحسن الی جارہ ومن کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفہ ومن کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیقل خیرا او لیسکت **ترجمہ** ابوشریح خزاعی (خویلد بن عمرو یا عبدالرحمن یا عمرو بن خویلد یا ہانی بن عمرو یا کعب) سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایمان رکہتا ہو اللہ پر اور پچہلے دن پر وہ نیکی کرے اپنے ہمسایے کے ساتھ اور جو شخص

باب ان

ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ احسان کرے مہمان کے ساتھ اور جو شخص ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ وہی بات کہو (جس مین بھلائی ہو یا ثواب ہو) یا چپ ہو رہے **باب** بیان کون النہی عن المنکر من الایمان وان الایمان یزید وینقص بری بات سے منع کرنا ایمان مین داخل ہے اور ایمان گھٹتا بڑھتا ہے **عن** طارق بن شہاب قال اول من بدأ بالخطبۃ یوم العید قبل الصلوٰۃ مروان فقام الیہ رجل فقال الصلوٰۃ قبل الخطبۃ فقال قد ترک ما ھنالک قال ابو سعید اما ھذا فقد قضی ما علیہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان **ترجمہ** طارق بن شہاب روایت ہے سب سے پہلے جس نے شروع کیا خطبہ عید کے دن نماز سے پہلے وہ مروان تھا (بیٹا حکم کا جو پہلا خلیفہ ہے خلفاے بنی امیہ مین سے) **ف** قاضی عیاض نے کہا اختلاف ہے اس باب مین بعضون نے کہا کہ سب سے پہلے خطبہ نماز سے پہلے حضرت عثمان نے پڑھا ہے اور بعضون نے کہا حضرت عمر نے اسکی وجہ یہ تھی کہ لوگ نماز تمام ہوتے ہی چلدیتے تھے اور خطبے کے تمام ہونیکا انتظار نکرتے اور بعضون نے کہا اسمین یہ مصلحت تھی کہ دور رہنے والون کو بھی نماز ملجاوے اور جو لوگ دیر مین آوین اون کو بھی نماز ملے اور بعضون نے کہا یہ فعل سب سے پہلے معاویہ رضہ نے کیا اور بعضون نے کہا عبد اللہ بن زبیر نے کیا (پر یہ سب روایتین ثابت نہین ہین) اور جو ثابت ہوا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے وہ یہ ہے کہ پہلے نماز پڑہی عید کی پھر خطبہ شروع کیا اور یہی قول ہے تمام ملکون کے فقہا کا اور بعضون نے اسپر اجماع نقل کیا ہے اور یہ اجماع بعد اختلاف کے ہوا یا یہ کہ التفات نہین کیا گیا بنی امیہ کے خلاف کیطرف کیونکہ تمام خلفاے راشدین اور صدر اول کا اتفاق ہو چکا تھا اور یہی روایت مین ابو سعید نے جو کہا کہ اس شخص نے اپنا حق ادا کر دیا سب لوگون کے سامنے یہ دلیل ہے اس بات کی کہ لوگون کے نزدیک سنت ثابت ہو چکی تھی برخلاف اس کے جو مروان نے کیا تھا اور یہی ابو سعید نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جو شخص تم مین سے کوئی کام خلاف شرع دیکھے تو اوسکو مٹا دے اور خلاف شرع وہی کام ہوگا جو سنت کے خلاف ہوگا اور اوسپر عمل نہوا ہوگا زمانہ سابق مین اور یہ دلیل ہے اس امر کی کہ سوا مروان کے اور کسی خلیفہ نے ایسا نہین کیا تھا اور عثمان اور عمر اور معاویہ سے جو منقول ہے وہ صحیح نہین ہے (نووی) **ف** اور سنت ہے کہ شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا نماز پڑہنا چاہیے خطبے سے پہلے مروان نے کہا یہ بات موقوف کردی گئی **ف** اس حدیث

پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ابو سعید خدری نے خود کیوں نہیں منع کیا اس برے کام سے یہانتک کہ ایک دوسرا شخص اٹھا
اور اُس نے کہا اوسکا جواب یہ ہے کہ شاید ابو سعید خطبہ شروع ہونے وقت نہ ہونگے تو اس شخص نے اعتراض کیا پھر ابو سعید
آگئے ہونگے اور احتمال ہے کہ ابو سعید پہلے سے موجود ہوں لیکن انہوں نے خوف کیا ہو حضرت کا اپنے لیے یا کسی اور کے
لیے یا فتنے کا تو ساقط ہو گیا اون سے انکار جو واجب تھا اور اس شخص نے خوف نکیا کسی قوت کی وجہ سے یا خوف کیا ہو
صرف اپنے نفس پر اور یہ جائز ہے ایسی صورت میں بلکہ مستحب ہے اور احتمال ہے کہ ابو سعید نے انکار کا قصد کیا ہو
اتنے میں اس شخص نے جلدی سے کہدیا پھر ابو سعید نے اوسکی تائید کی اور دوسری روایت میں جسکو بخاری
اور مسلم دونوں نے نکالا باب صلوٰۃ العید میں یہ ہے کہ ابو سعید نے خود مروان کا ہاتھ کھینچا جب اوسکو منبر پر جاتی دیکھا
اور مروان اور ابو سعید ساتھ آئے تھے پھر مروان سے ابو سعید کی بات کو نہ مانا تو احتمال ہے کہ یہ موقع دوبارہ ہوا ہو
ف ابو سعید نے کہا اس شخص نے تو اپنا حق ادا کر دیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جو
شخص تم میں سے کسی منکر (یعنے خلاف شرع کام کو دیکھے تو اُسکو مٹا دیوے اپنے ہاتھ سے اگر اتنی طاقت نہ ہو تو
زبان سے اگر اتنی بھی طاقت نہ ہو تو دل ہی سے سہی (یعنے دلمیں اُسکو برا جانے اور اُس سے بیزار ہو) یہ سب سے کمزور درجے
ایمان کا اگر یہ بھی نہ ہو اور دلمیں بھی خلاف شرع کام سے نفرت نہ آوے تو سمجھنا چاہیے کہ ایمان رخصت ہو گیا اور کفر
جم گیا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ نووی نے کہا یہ جو حضرت نے فرمایا ہے اور خلاف شرع کام کو مٹی اور بگاڑنے
کا ہاتھ یا زبان سے یہ امر واجب کر لیے ہے باجماع امت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب ہونے پر دلیل ہے کتاب اور سنت
اور اجماع امت سے اور یہ نصیحت میں داخل ہے جو خود دین ہے اور نہیں خلاف کیا اسمیں کسی سوا چند رافضیوں کے
اور اُن کے خلاف کا اعتبار نہیں امام الحرمین نے بھی کہا کہ اون کے خلاف کا اس مسئلے میں اعتبار نکرنا چاہیے اس
لیے کہ مسلمانوں کا اتفاق ہو چکا تھا اس کے وجوب پر رافضیوں کے پیدا ہونے سے پہلے اور وجوب اسکا شرع سے ہے
نہ عقل سے اور معتزلہ کے نزدیک عقل سے ہے اور یہ جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ یعنے
اے ایمان والو تم اپنے تئیں سمجھا لو نہیں دوسرے کی گمراہ ہونے سے کچھ نقصان نہ ہوگا جب تم ہدایت پاؤ گے یہ تمہارے
مذہب کے خلاف میں نہیں کیونکہ آیت کے معنے مذہب صحیح پر یہ ہیں کہ جب تم سب احکام کو جو تم پر واجب ہیں بجا لاؤ گے
تو دوسروں کی تقصیر سے تمکو ضرر نہ ہوگا جیسے دوسری جگہ فرمایا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَىٰ یعنے ایک کا بوجھ دوسرا نہ اٹھائے
گا پھر جب سبنے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کر دیا تو اوسپر سے مواخذہ جاتا رہا اب گناہ اُسی پر رہیگا جس نے برا کام
کیا ۔ یہ بھی جاننا چاہیے کہ اچھی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے منع کرنا فرض کفایہ ہے اگر بعضوں نے کر دیا تو سب کے

فرض سے یہ فرض ادا ہو گیا ورنہ سب گنہگار رہو نگے اور بعض مقامون مین یہ فرض عین ہوتا ہے کسی خاص شخص پر جیسے اُس مقام مین کوئی نہ ہو سوا اُس کے یا اوسی کے حکم سے وہ کلام مٹتا ہو یا جیسے کوئی اپنی بی بی یا بچے یا غلام کو کوئی برا کام کرتے یا فرض کو ترک کرتے دیکھے علماء نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص کو گمان ہو کہ میرے منع کیے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا تب بھی منع کرنا چاہیے اس لیے کہ نصیحت سے کچھ نہ کچھ فائدہ مسلمانون کو ضرور ہوگا اور اوپر ہم کہہ چکے کہ اس شخص کا کام حکم کر دینا ہے اچھے کام کا اور منع کر دینا ہے بُرے کام سے اب چاہے وہ مانے یا نہ مانے مثلاً اس کا فرض نہین ہے جیسے اللہ جل جلالہ نے فرمایا رسول پر کچھ نہین ہے مگر پہنچا دینا۔ علماء نے کہا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مین یہ شرط نہین ہے کہ حکم کرنے والا یا منع کرنے والا خود تمام شریعت کے احکام پر چلتا ہو اور بری باتون سے بچتا ہو بلکہ اگر وہ خود تقصیر وار ہو جب بھی امر اور نہی کرنا چاہیے کیونکہ یہ دوسرا فرض ہے پھر ایک مین خلل ہونے سے دوسرے کو بھی ضائع کرنا ضرور نہین اور یہ کام کچھ حاکمون سے خاص نہین ہے بلکہ ہر ایک مسلمان اسکو کر سکتا ہے امام الحرمین نے کہا دلیل اسپر اجماع ہے مسلمانون کا اس لیے کہ صدر اول مین اور اوس کے قریب کے زمانے مین ادنے ادنے مسلمان خود عالم تھے بہت سی باتون سے منع کرتے اور اچھے کامون کا حکم کرتے حالانکہ اور مسلمان اُنکو اس کام سے نہ روکتے اور اُسپر نکیر نکرتے پھر اگر حکومت شرط ہوتی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے تو البتہ اور مسلمان اُنکو سمجھا دیتے کہ تمہارا یہ عہدہ نہین ہے یہ بات ضرور ہے کہ جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے وہ خود اُس مسئلہ کو جانتا ہو اگر وہ بات مشتبہ و اجتہادیات یا محرمات سے ہو جیسے نماز روزہ زنا شرب خمر تو ہر ایک مسلمان کو ان باتون کا علم ہے وہ حکم اور منع کر سکتا ہے اور جو کوئی دقیق مسئلہ ہو تو عوام کو اُسمین مداخلت نہین پہونچتی اور نہ انکو انکار پہونچتا ہے بلکہ یہ منصب علماء کا ہے پھر علماء کو بھی اُس کام کا انکار کرنا یا حکم کرنا چاہیے جو اجماعی ہو اور جو کام اختلافی ہو اُسمین کسی قرین کو دوسرے فریق سے جھگڑا کرنا درست نہین اسلیے کہ ہر مجتہد مصیب ہے بعضون کے نزدیک اور یہی مختار ہے اور بعضون کے نزدیک ایک مصیب ہے اور باقی مخطی لیکن مخطی معین نہین ہو سکتا اور جو مسین ہی ہو تو اُسپر گناہ نہین بوجہ خطاء اجتہادی کے پر اگر نصیحت کے طور پر اوسکو نرمی سے سمجھا دے تو وہ بہتر ہے اسلیے کہ علماء کا اتفاق ہے اس بات پر کہ اختلاف سے نکل جانا چاہیے حتی المقدور جب کسی سنت مین خلل نہ آوے یا اور کسی دوسرے اختلاف مین نہ پڑ جاوے قاضی القضاۃ ابو الحسن ماوردی البصری الشافعی نے اپنی کتاب احکام سلطانیہ مین لکھا ہے کہ علماء کا اختلاف ہے اس مسئلہ مین کہ اگر بادشاہ کسی کو محتسب بنا دے اور وہ مجتہد ہو تو وہ لوگون کو اپنے مذہب کیطرف لا سکتا ہے اختلافی مسائل مین یا نہین لیکن صحیح یہ ہے کہ محتسب نہین لا سکتا اور ہر شخص کو اختیار ہے کہ فقہا کے اختلافی مسائل مین جس فقیہ کا چاہے

مذہب اختیار کرے) اور ہمیشہ فروعات مین صحابہ اور تابعین اور سن بعد ہم کا اختلاف رہا تو محتسب پر کوئی انکار کرے
نہ محتسب دوسرے پر نہ اور کوئی دوسرے پر اسیطرح علما نے کہا ہی کہ مفتی اور قاضی کو نہین پہونچتا کہ اپنے مخالف پر
اعتراض کرے جب وہ نص یا اجماع یا قیاس جلی کی مخالفت نہ کرے اور جان تو کہ یہ باب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
کا بہت ضائع ہوگیا مدت دراز سے اور اس زمانے مین جو کچھ باقی ہے وہ نہایت کم ہے حالانکہ یہ ایک بڑا باب ہے جس پر
مدار تمام دین کا اور جب برایان بہت پھیلین گی تو عذاب الہی عام ہوگا نیک اور بد پر اور جب لوگ ظالم کو ظلم سے
نہ روکین گے تو خدا تعالی سبکو عذاب مین مبتلا کریگا اللہ تعالی نے فرمایا فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ
الآیہ یعنی بچین وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہین اللہ کے حکم سے پہونچیگا اونکو ایک فتنہ یا دکھ کا عذاب تو جو شخص آخرت کا
طالب ہو اور اللہ جل جلالہ کی رضامندی حاصل کرنا چاہتا ہو اوسکو چاہیے کہ اس باب کا خیال رکھے یعنے امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر کا اس لیے کہ فائدہ اسکا بڑا ہے خاص کر اوسحالت مین جب وہ موقوف ہوگیا ہے اور اپنی نیت
خالص رکھے اور جس شخص کو حکم کرے یا منع اوسسے خوف نکرے اس خیال سے کہ وہ بڑا آدمی ہے کیونکہ اللہ تعالی نے
فرمایا البتہ خدا مدد کرے گا اوسکی جس نے خدا کی مدد کی اور فرمایا جو شخص بہروسا کرے اللہ پر اوسکو سیدہی راہ ملی
اور فرمایا جن لوگون نے کوشش کی ہماری راہ مین ہم اونکو اپنی راہ بتلاوین گے اور فرمایا لوگ خیال کرتے ہین کہ
وہ چھوڑ دیے جاوینگے اتنی بات پر کہ ہم ایمان لائے اور اونکی آزمایش نہ ہوگی اون سے پہلے جو لوگ گذر گئے اونکو بھی ہم نے
آزمایا تو البتہ اللہ تعالی جانیگا ان لوگونکو جو سچے ہین اور اون لوگونکو جو جھوٹے ہین اور یہ بات خیال کر لینا چاہیے کہ ہمیشہ ثواب اُتنا ہی زیادہ ملتا ہی
جتنی تکلیف زیادہ ہو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے خوف سے ترک نکرنا چاہیے ویسے ہی دوستی اور محبت اور مہربانی کی وجہ سے بھی ترک نہ کرنا چاہیے اور
اپنی سرخروی اور مرتبہ بڑا ہونیکا لیحاظ نہین اسلیے کہ دوستی اور محبت سے تو اوسکا حق اور بھی ہوگیا اور وہ حق یہ ہے کہ اوسکو نصیحت کرے
اور آخرت کی بھلائی بتلاوے اور مضر اور مہلک باتون سے بچاوے اور دوست اور عزیز آدمی کا وہی ہے جو اوسکے
آخرت کی بھلائی مین کوشش کرے اگرچہ دنیا مین اوس کی وجہ سے نقصان ہی ہو اور دشمن وہ ہے جو اوسکی آخرت
کو تباہ کرے اگرچہ دنیا کا فائدہ اوسسے حاصل ہو اور شیطان جو ہم لوگون کا دشمن گنا جاتا ہے وہ اسیوجہ سے اور پیغمبر
جو ہمون کے دوست سمجھے جاتے ہین وہ اسی سبب سے کہ وہ کوشش کرتے ہین اون کے آخرت کو درست کرنے مین یا اللہ
تو ہمکو اور ہمارے دوستون کو اور سب مسلمانون کو توفیق دے کہ وہ تیری خوشی حاصل کرنے مین کوشش کرین اور
اپنی رحمت اور عنایت ہم سب پر عام کردے اور جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے اوسکو چاہیے کہ نرمی
کرے تاکہ لوگ جلدی اوسپر عمل کرین امام شافعی رحمہ نے فرمایا جس شخص نے اپنے بھائی کو پوشیدہ نصیحت کی اوسنے

اوسکو درست کیا اور آراستہ کیا اور جس نے کہلم کھلا نصیحت کی اوس نے اپنے بھائی کو رسوا کیا اور اس باب مین ایک کام وہ ہی جسمین اکثر لوگ سستی کرتے ہین وہ یہ ہے کہ ایک آدمی کو دیکھتے ہین عیب دار چیز بیچتے ہوئے پھر اوسکو منع نہین کرتے اور خریدار کو آگاہ نہین کرتے اوس عیب سے اور یہ ایک بڑی خطا ہی اور علما نے صاف تصریح کردی ہے کہ جو شخص اس امر کو جانتا ہے کہ اوس چیز مین یہ عیب ہی اوس پر واجب ہی کہ بیچنے والے کو منع کرے اور خریدار کو اوس عیب سے آگاہ کردے لیکن جلد یقہ منع کرنیکا تو وہ خود حضرت نے بتادیا کہ اوسکو دیکھے یعنی برے کام کو تو نہ ہو سکے تو زبان سے اگر یہ نہ ہو سکے تو دل سے بگاڑنے کا مطلب یہ ہی کہ اوسکو برا جانے اور اگرچہ برا جاننا اوسکا بگاڑنا نہین ہو سکتا کیا کرنا چاہیے کہ اوسکا اختیار سے قید ہی اور یہ جو آپ نے فرمایا سب سے کم درجہ ایمان کا یہ ہی یعنی یہ ایسا دنی مرتبہ ہے ایمان کا کہ دل سے برے کام کو برا جانے اور اوس سے نفرت کرے قاضی عیاض نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے ہر برے کام کے بگاڑنے مین تو بگاڑنیوالے پر واجب ہی کہ جس طرح سے ہو سکے بگاڑے قول سے یا فعل سے تو جو حرام کام کے آلات اور اسباب ہون انکو ہاتھ سے توڑے اور شراب اور مسکرات کو بہادیوے یا دوسرے سے کہدے وہ بہادی اور زبردستی سے چھینی ہوئی چیز جنمین کہ خود اوسکے مالک کو واپس کردیوے یا دوسرے کو حکم کرے اور چاہیے کہ بگاڑنے مین نرمی کرے جاہل پر اور اوس ظالم پر جس سے شر کا خوف ہو مگر یہ جب ہی کہ اوسکو اپنی بات چلنے کا خیال ہو جیسے مستحب ہی یہ بات کہ بگاڑنیوالا ناصح اور صاحب فضیلت ہو اور جو شخص انتہا درجہ پر گمراہ ہو یا اپنے کام مین اصرار کرتا ہو اور سخت سختی ہی کرے جب یہ بات معلوم ہو کہ اوسکی سختی سے فائدہ ہوگا اور خوف نہ ہو دوسرے مفسدی کا اگر اوسکو گمان غالب ہو کہ ہاتھ سے بگاڑنے مین اور کوئی بڑا مفسدہ پیدا ہوگا جیسے کسیکا خون ہوگا خود بگاڑنیوالے کا یا اور کسی کا تو باز رہے اور صرف زبان سے نصیحت کرے اور ڈراوے خدا کے عذاب سے اور اگر گمان غالب ہو کہ زبان سے کہنے مین بھی اسی قسم کا شر ہوگا تو صرف دل سے اوسکو برا سمجھے اور چپ ہو رہے اور یہی مقصود ہی حدیث سے اگر خدا نے چاہا اور جو اسکو کوئی مددگار ملے تو اوس سے مدد لیوے پر ہتھیار نہ اوٹھاوے اور لڑائی شروع نکرے اور چاہیے کہ اطلاع کرے اسکی حاکم کو اگر یہ کام سوا حاکم کے اور کوئی کرتا ہو یا صرف دل سے اوسکو برا سمجھے یہی مسئلہ ہے اور یہی ثواب ہی محققین علما کی نزدیک اور بعضون نے کہا کہ ہر حال مین زبان سے کہدیوے پھر اگر قتل کیا جاوے یا ایذا دیا جاوے تو صبر کرے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا امام الحرمین نے کہا غایت مین سو ہر شخص کو یہ بات پہونچتی ہے کہ کبیرہ گناہ کرنیوالے کو روکے اوس گناہ سے پر لڑائی شروع نکرے اور ہتھیار نہ اوٹھاوے اگر وہ نہ مانے تو بادشاہ وقت کو اطلاع کرے پھر اگر بادشاہ بھی ظلم پر مستعد ہو اور شریعت کی مخالفت سے باز نہ آوے اور سمجھانے سے نہ سمجھے تو سب مسلمان جو صاحب لڑائی ہون ملکر اوس بادشاہ کو تخت سے اوتار دین اگرچہ

اسمین تمہیں اوٹھانیکی ضرورت پڑی اور خون ریزی اور لڑائی ہوئی یہ کلام ہے امام الحرمین کا اور اتارنا بادشاہ کا عجیب ہے اور محمول ہو اُس صورت پر جب بادشاہ کے اوتارنے سے دوسرے کسی فساد کا ڈر مفہوم ہو جو اُس سے بھی بڑا ہو اور امر بالمعروف کرنیوالے کو حبس اور خانہ تلاشی کا اختیار نہیں بلکہ جب وہ کوئی بری بات دیکھے تو اُسکو بگاڑ دے یہ کلام ہے امام الحرمین کا اور قاضی القضاۃ ماوردی نے کہا محتسب کو بحث کرنا نہیں چاہیے اون گناہوں سے جو ظاہر نہ ہوں پھر اگر گمان غالب ہو کہ بعضے لوگ ایسے کاموں کو پوشیدہ کیا کرتے ہیں تو اسمیں دو قسمیں ہیں ایک قسم تو یہ جسکا تدارک بعد وقوع کے دشوار ہو جیسے کوئی شخص محتسب کو خبر کرے کہ فلان شخص فلان عورت کو ساتھ تنہائی میں زنا کرنا چاہتا ہے یا فلان کو قتل کرنا چاہتا ہے تو فوراً محتسب کو حبس کرنا چاہیے اور اوس واقعے کا بندوبست کرنا چاہیے اسی طرح اگر محتسب کے سوا اور لوگوں کو خبر ہو انکو بھی بندوبست کرنا چاہیے دوسری قسم وہ جو اس سے کم ہے اسمیں حبس اور کھوج جائز نہیں جیسے کسی مکان سے باجے بجانیکی آواز آوے تو باہر سے پکار کر منع کردے اور گھر کے اندر + نہ کہے اور ماوردی نے احکام سلطانیہ کی آخر میں ایک عمدہ باب احتساب کی باب میں لکھا ہے جو مشتمل ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قاعدوں پر اور ہم نے اس مقام میں اوسکے مطالب بیان کردیے اور کلام کو طول دیا اس لیے کہ مفید ہے اور یہ باب اسلام کا ایک بڑا باب ہے اور اسکی بہت حاجت پڑتی ہے (نووی) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ وَعَنْ قَیْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ فِیْ قِصَّةٍ مَرْوَانَ وَحَدِیْثِ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ شُعْبَةَ وَسُفْیَانَ ترجمہ ابوسعید سے دوسری روایت بھی ایسی ہے ف السراج الوہاج میں ہے کہ مسلمانوں نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے اور کہا ہے کہ یہ دونوں دین کے بڑے ستون ہیں اور یہ واجب ہیں ہر مسلمان پر قول الجمہور میں ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ادب یہ ہے کہ نرمی اور ملایمت کے ساتھ ہو اور سختی اور شدت بادشاہوں کو زیبا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ بحث کرو اون سے اچھی طرح سے وضو اور نماز میں امر بالمعروف کا یہ طریقہ ہے مثلاً کسی کو دیکھے وہ پاؤں اچھی طرح نہیں دھوتا تو یہ حدیث سنا دے خرابی ہے کوچوں کی جہنم کے عذاب سے یا نماز اچھی طرح نہیں پڑھتا تو یہ حدیث سنا دے پھر نماز پڑھ کیونکہ تو نہیں پڑھی اور لباس اور کلام وغیرہ میں اسیطرح سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنی تم میں ہونا چاہیں کچھ لوگ جو بلاویں نیکی کیطرف حکم کریں اچھی بات کا اور منع کریں بری بات سے اور وہی لوگ ہیں چھٹکارا پانے والے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من نبی بعثہ اللہ فی امۃ قبلی الا کان لہ من امتہ حواریون
واصحاب یاخذون بسنتہ ویقتدون بامرہ ثم انہا تخلف من بعدہم خلوف یقولون ما
لا یفعلون ویفعلون ما لا یومرون فمن جاہدہم بیدہ فہو مومن ومن جاہدہم
بلسانہ فہو مومن ومن جاہدہم بقلبہ فہو مومن ولیس وراء ذلک من الایمان حبۃ
خردل قال ابو رافع فحدثت بہ عبد اللہ بن عمر فانکرہ علی فقدم ابن مسعود
فنزل بقناۃ فاستتبعنی الیہ عبد اللہ بن عمر یعودہ فانطلقت معہ فلما جلسنا اتانا
ابن مسعود عن ہذا الحدیث فحدثتہ ابن عمر قال صالح وقد تحدثہ
بنحو ذلک عن ابی رافع ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نبی مجھ
سے آگے اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں بھیجا جس کے حواری نہوں اسکی امت میں سے ف حواری کے معنی مخلص اور برگزیدہ
لوگ جو ہر ایک قسم کے عیب سے پاک ہوں یا مددگار یا جہاد کرنیوالے یا جو مستحق ہوں خلافت کے پیغمبر کے بعد ف اور
اصحاب جو اسکی طریقہ پر چلتے ہیں اور اوس کے حکم کی پیروی کرتے ہیں پھر اون لوگوں کے بعد ایسے نالائق لوگ پیدا ہوتے
ہیں جو زبان سے کہتے ہیں اور کرتے نہیں اور کرتے ہیں اُن کاموں کو جنکا حکم نہیں پھر جو کوئی ان لائقوں سے
لڑے ہاتھ سے وہ مومن ہے اور جو کوئی لڑے زبان سے (انکو برا کہے انکی باتوں کا رد کرے) وہ بھی مومن ہے اور جو
کوئی اُن سے لڑے دل سے (انکو برا جانے) وہ بھی مومن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہیں (یعنی
اگر دل سے بھی برا نجانے تو اُس میں ذرہ برابر بھی ایمان نہیں) ابو رافع (جنہوں نے روایت کیا اسحدیث کو ابن
مسعود سے اور نام ان کا اسلم یا ابراہیم یا ہرمز یا ثابت یا یزید تھا مولی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) نے کہا
میں نے یہ حدیث عبداللہ بن عمر سے بیان کی انہوں نے نہ مانا اور انکار کیا مجھپر اتفاق سے عبداللہ بن مسعود آئے
اور قناۃ (ایک وادی کا نام ہے مدینہ کے وادیوں میں سے) ف نووی نے کہا قناۃ بفتح قاف ایسا ہی ذکر
کیا اوسکو حمیدی نے کتاب الجمع بین الصحیحین میں اور اکثر نسخوں میں یہی ہے اور مسلم کے اکثر روایت کرنیوالوں نے
بقناۃ روایت کیا ہے قاموس سے اور فنا کہتے ہیں اوس میدان کو جو گھر کے سامنے ہوتا ہے ایسا ہی روایت کیا ابوذر نے
اسفرائنی نے قاضی عیاض نے کہا سمرقندی کی روایت قناۃ قاف سے ٹھیک ہے اور کسیکی روایت بقنائہ خطا ہے اور تصحیف
ف میں اترے اونکے عبداللہ بن عمر مجھے اپنے ساتھ لے گئے عبداللہ بن مسعود کی عیادت کو میں اون کے پاس بیٹھا
جیسا ہم بیٹھے تو میں نے عبداللہ بن مسعود سے اس حدیث کو پوچھا انہوں نے اوسیطرح بیان کیا جیسے میں نے ابن عمر سے بیان کیا

کیا تہا صالح بن کیسان نے کہا اسی طرح یہ حدیث ابو رافع سے روایت کی گئی ہے فانیہ صالح بن کیسان نے کہا کہ یہ حدیث ابو رافع سے اوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور اُس مین عبداللہ بن مسعود کا ذکر نہین اور بخاری نے اپنی تاریخ مین اسیطرح باختصار ابو رافع سے اوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو نقل کیا ہے ابو علی جیانی نے کہا امام احمد بن حنبل نے کہا یہ حدیث محفوظ نہین ہے اور یہ سلام ابن مسعود کی کلام سے نہین ملتا وہ تو یہ روایت کرتے ہین کہ صبر کرو ایسے وقت مین یہانتک کہ مجھ سے ملو یہ کلام ہے قاضی عیاض کا اور شیخ ابو عمرو نے کہا کہ اس حدیث کا انکار کیا ہے امام احمد نے اور اسکی اسناد مین حارث بن فضیل انصاری ہے ابو عبداللہ مدنی یحیے بن معین نے کہا وہ ثقہ ہے اور روایت کیا اوس سے ایک جماعت ثقات نے اور ہم نے اُسکا ذکر ضعفا کی کتابون مین نہین پایا علاوہ اسکی حارث منفرد نہین ہے اسحدیث کو ساتھ بلکہ شریک نے بھی روایت کی ہے اوسکی دوسرے نے بھی صالح بن کیسان کی کلام سے معلوم ہوتا ہے دارقطنی نے کتاب العلل مین کہا کہ یہ حدیث دو طریقون سے بھی مروی ہے انمین سے ایک روایت ہے ابو واقد لیثی کی ابن مسعود سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ جو ابن مسعود سے مروی ہے کہ صبر کرو تم یہانتک کہ ملو مجھ سے تو یہ اوس موقع پر ہے جہان قتل اور خون ریزی اور فتنون کا ہو اور اس حدیث مین جو حکم ہے نا لائقون سے جہاد کرنیکا ماتہ سے اور زبان سے وہ اُس موقع پر ہے جہان کسی فتنے کے اوٹھ کھڑے ہونے کا ڈر نہ ہو علاوہ اسکے اس حدیث مین اگلی امتون کا بیان ہے اور اس امت کا ذکر نہین ہے تمام ہوا کلام ابو عمرو کا اور وہی ظاہر ہے اور امام احمد کا قدح احادیث مین بہت عجیب ہے (انتہی ماقال النووی) السراج الوہاج مین ہے کہ اگرچہ اس حدیث مین اس امت کا ذکر نہین لیکن حضرت نے اشارہ کیا کہ ایسا ہی آپکی امت مین بھی ہوگا اس قول سے ممکن جاہد ہم یعنی جو کوئی اون سے جہاد کرے تو کوئی وجہ نہین کہ یہ امت شامل نہو اور اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے دوسرے یہ کہ مطلب اس حدیث کا دوسری حدیثون مین بھی منقول ہے آپنے فرمایا خیر القرون قرنی اخیر حدیث تک نووی نے کہا اسحدیث کی اسناد مین چار تابعی ہین ایک دوسری سے روایت کرتا ہے صالح اور حارث اور جعفر اور عبدالرحمن اور ایسا ہی ایک اسناد پہلے گذر چکا ہے اور مین نے ایک رسالہ بنایا ہے اسی قسم کے رباعی اسنادون مین اون مین بعضے اسناد ایسے بھی ہین جنمین چار صحابی ایک دوسرے سے روایت کرتے ہین اور چار تابعی ایک دوسرے سے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كَانَ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَكَانَ لَهٗ حَوَارِيُّوْنَ يَهْتَدُوْنَ بِهَدْيِهٖ وَيَسْتَنُّوْنَ بِسُنَّتِهٖ مِثْلَ حَدِيْثِ صَالِحٍ وَقَدْ ذَكَرَ قُدَامَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ اِجْتِمَاعَ ابْنِ عُمَرَ مَعَهٗ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

سلم نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہین گذرا جس کے حواری نہون وہ جلتے مین اوسکی راہ پر اور عمل کرتے ہین اوسکی سنت پر۔ پھر پیدا کیا روایت کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری مکہ سے مین ابن مسعود کے آئیگا اور ابن عمر کے ملنے کا اون سے ذکر نہین ہے

باب تفاضل اھل الایمان فیہ وترجحان اھل الیمن فیہ ایمانداروں کا ایمان ایکدوسرے سے کم زیادہ ہونا اور یمن کے لوگون کا ایمان زیادہ ہونا عن ابی مسعود قال اشار النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیدہ نحو الیمن فقال الا ان الایمان ھھنا وان القسوۃ وغلظ القلوب فی الفدادین عند اصول اذناب الابل حیث یطلع قرنا الشیطان فی ربیعۃ ومضر ترجمہ ابو مسعود (عقبہ بن عمرو انصاری) سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے یمن کیطرف (جو ایک ملک ہے جزیرہ عرب مین جنوبی مشرقی جانب مدینہ سے اور یمن بہت سے شہر اور بستیان ہین صنعا اور دمان کا مشہور شہر ہے) اور فرمایا کہ خبردار ہو کہ ایمان اور وہیں ہے اور کڑاپن اور دلون کی سختی اون لوگون مین ہے جو چلایا کرتے ہین اور اونٹون کی دم کی جڑ کے پاس جہان سے شیطان کے دو سینگ نکلتے ہین یعنی قوم ربیعہ اور مضر مین ف غیاث اللغات مین ہے کہ یمن ایک ملک ہے مشہور اقلیم اول اور دوم مین اور یہ ملک مکہ معظمہ سے داہنی طرف واقع ہے اسواسطے اسکو یمن کہتے ہین کیونکہ کعبہ کو عربون نے بیکشخصر قرار دیا ہے جسکا مونہ پورب کیطرف ہے اور پیٹ اوسکی بچہان کیطرف اول حضرت نے یمن کیطرف اشارہ کرکے اُن کی تعریف کی اسواسطے کہ وہان کے لوگ بہت جلد ایمان لائے اور پورب کیطرف اشارہ کیا اور اُنکی مذمت کی یعنی قوم ربیعہ اور مضر جنکے پاس اونٹ بہت تھے اسواسطے کہ وے اسلام کے بہت مخالف رہے شیطان کے دو سینگ سے مراد سورج ہے اسواسطے کہ جب آفتاب نکلتا ہے تو شیطان اپنے دونون سینگ (یعنی سر کے دونون کونے) اُس پر کھدیتا ہے تاکہ کافرون کا سجدہ اوسیکو ہو (تحفۃ الاخیار) نووی نے کہا شیطان کے دونون قرن سے مراد اوسکی سر کے دونون کونے ہین اور بعضون نے کہا اوسکی دونون جماعتین جنکو وہ بھیجتا ہے لوگون کے گمراہ کرنے کے لیے اور بعضون نے کہا اوس کے دونون گروہ کافرون مین سے اور مقصود اس سے یہ ہے کہ مشرق یعنی پورب کیطرف شیطان کا تسلط زیادہ ہے جیسے دوسری حدیث مین ہے کفر کا سر مشرق کیطرف ہے اور حضرت کے زمانے مین یہی حال تھا کیونکہ اسوقت پورب کی جانب جو ملک واقع تھے جیسے ہند اور چین اور خود عرب کے ملک مین سے نجد وغیرہ وہان ایمان بالکل نہ تھا اور زیادہ کفر ہی کفر تھا اور جسوقت دجال نکلے گا تو وہ بھی مشرق سے نکلے گا اوسوقت بھی کفر کا زور مشرق ہی کیطرف ہوگا اور بڑے بڑے فتنے اور فساد اسیطرف سے واقع ہوئے اور یہی جانب ہے جاہل وحشی ترکون کا جو انتہا کے جنگی اور فسادی ہوتے ہین اور فتنہ ان ترکون کا ہلاکو کے زمانہ مین اور غارت کرنا اونکا بغداد کو اور سیٹ دینا خلافت عباسی کو اور قتل

ہونا لاکھون مسلمانون کا اون کے ہاتھ سے تاریخ مین مشہور ہے اور یہ ایک ایسا بڑا فتنہ تہا جسکی مثل اسلام مین بہت کم ہوا ہے بہرحال فتنہ تیمور لنگ کا اور ان فتنون کی خبر دوسری حدیثون مین بہی حضرت نے دی ہے عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَآءَ اَہْلُ الْیَمَنِ ہُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَۃً اَلْاِیْمَانُ یَمَانٍ وَّالْفِقْہُ یَمَانٍ وَّالْحِکْمَۃُ یَمَانِیَۃٌ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یمن کے لوگ آئے (خود مسلمان ہونے کو) وہ لوگ نرم دل ہین ایمان بہی یمن کا ہے اور فقہ بہی یمن کی اور حکمت بہی یمن کی ف نووی نے کہا یہ جو فرمایا ایمان یمن کا ہے اسکو علما نے ظاہر سے پہیرا ہے اس لیے کہ ایمان کا شروع مکے سے ہوا پہر مدینہ سے ابوعبید مغرب کے امام نے اس باب مین چند قول بیان کیے ہین ایک تو یہ کہ یمن سے مراد مکہ ہے کیونکہ تہامہ مین ہے اور تہامہ ملک یمن مین داخل ہے دوسرے یہ کہ یمن سے مراد مکہ اور مدینہ دونون ہین اس لیے کہ یہ حدیث آپنے تبوک مین فرمائی اور مکہ اور مدینہ تبوک اور یمن کے درمیان ہین تو اشارہ کیا آپنے یمن کیطرف یعنی یمن کے سمت کیطرف اور مراد آپکی مکہ اور مدینہ سے تہی اس لیے آپنے فرمایا ایمان یمن کا ہے کیونکہ اُسوقت مکہ اور مدینہ دونون یمن کے سمت مین تہے اور اس کی نظیر یہ ہے کہ رکن یمانی مکہ مین واقع ہے اور اوسکو یمانی کہتے ہین اسلیے کہ وہ یمن کیجانب واقع ہے قیسے یہ کہ یمن سے مراد انصار کے لوگ ہین اسلیے کہ انصار اصل مین یمن کے رہنے والے تہے پہر ایمان نسبت دیا گیا انصار کیطرف کیونکہ وہ ایمان کے مددگار تہے اور یہ اختیار کیا ہے بہت لوگون نے اور یہی قول اچہا ہے سب مین شیخ ابوعمرو نے کہا اگر ابوعبید اور جو اوس کے تابع ہوئے حدیث کے الفاظ کو دیکہتے اور اُسمین تامل کرتے اور ظاہر حدیث کو نہ چہوڑتے اور یہی کہتے کہ مراد یمن کے لوگ ہین اسلیے کہ ایک روایت مین ہے تمہارے پاس یمن کے لوگ آئے اور یہ خطاب ہے انصار کیطرف تو ضرور یمن والون سے انصار کے سوا اور لوگ مراد ہون گے اسیطرح پر اس روایت مین جو ہے کہ یمن کے لوگ آئے تو ظاہر ہے کہ اوسوقت انصار نہین آئے تہے دوسرے یہ کہ حضرت نے پہلے انکے عمدہ صفات بیان کیے کہ وہ نرم دل ہین پہر اوس کے بعد بیان کیا کہ ایمان بہی یمن کا ہے تو یہ اشارہ ہے اون لوگون کیطرف جو یمن سے آئے تہے نہ مکہ اور مدینہ کیطرف اور حدیث کو ظاہر پر رکہنے سے کوئی مانع نہین ہے اسواسطے کہ جو شخص کسی وصف سے موصوف ہوتا ہے اور اچہی طرح اوسپر قائم ہوتا ہے اور اوسکو نسبت دیتے ہین اوس شخص کیطرف اور یمن والون کا ایسا ہی حال تہا اوس وقت ایمان مین اور اُن لوگون کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تہے یمن والون مین سے اور آپ کی وفات کے بعد بہی بعضے یمن والے ایمان مین ایسے ہی کامل گذرے ہین جیسے اویس قرنی اور ابومسلم خولانی رضی اللہ عنہما اور ان کی مانند اور لوگ جن کے قلب سلیم تہے اور ایمان قوی تہا تو ایمان کی نسبت اون کیطرف

اس معنی کرے کہ وہ کامل نہیں ایمان میں اور اس سے یہ غرض نہیں ہے کہ اون کے سوا اور لوگ مومن نہیں ہیں اس صورت
میں اس حدیث میں اور اس حدیث میں کہ ایمان حجاز میں ہے منافاۃ نہ ہوگی بہرحال اس حدیث میں یمن والون سے وہی یمن
والے ہیں جو اُس وقت میں موجود تھے نہ ہر زمانے کے یمن والے اس لیے کہ لفظ سے یہ نہیں نکلتا اور یہ ہی حق ہے اور ہم اس
کا منکر کرتے ہیں کہ اوس نے ہمکو سیدھی راہ بتلائی انتہی السراج الوہاج میں ہے کہ لفظ سے نہ کہنا کچھ یمن والون سے خاص
نہیں بلکہ یہ حکم ہر حدیث میں چل سکتا ہے جسمیں کسی ملک والون کی فضیلت بیان ہوئی ہے لیکن صحیح صحیح رہتا ہے
جو یمن والون کی فضیلت یا اور کسی ملک کی فضیلت میں آئی ہیں اون سے اوتبون سے اوتبک لوگ اوسملک والون
کی فضیلت نکالتے ہیں اس لیے کہ اصل کی تاثیر فروع میں ضرور ہوتی ہے بہرحال تجربے سے یہی یہ بات معلوم ہوئی
ہے کہ جیسے ایمان اور حکمت اور فقہ یمن میں رہا ہے ہرزمانہ میں ویسا اور کسی ملک میں نہیں رہا جیسے اس کیطرف آیندہ
اشارہ ہوگا اور اس قدر کافی ہے حدیث کے مضمون کی صحت کے لیے اور اللہ خاص کرتا ہے اپنی رحمت سے جسکو چاہتا ہے
تو کوئی وجہ نہیں کہ حدیث کو خاص کریں اون لوگون سے جو موجود تھے اوس زمانے میں اور اللہ کی رحمت اس سے زیادہ
وسیع ہے انتہی - یہ جو فرمایا فقہ بھی یمن کے ہے تو فقہ سے مراد یہاں دین کا سمجھ اور یوجھ ہے پھر اصطلاح شرع میں اہل اصول
نے فقہ کے معنے یہ قرار دیے کہ وہ علم ہے احکام شرعیہ عملیہ کا اون کے دلائل کے ساتھ پھر فرمایا کہ حکمت بھی یمن کی ہے
حکمت کے باب میں کئی قول ہیں لیکن عمدہ قول یہ ہے کہ حکمت عبارت ہے اُس علم سے جو مشتمل ہے اللہ کی معرفت پر اور
اُسکی وجہ سے بصیرت کہلی جاتی ہے اور نفس درست ہوجاتا ہے اور حق معلوم ہوجاتا ہے اور عمل کی توفیق ہوتی ہے
اور جو ہر نفسانی سے بچاؤ ہوتا ہے اور حکیم وہ ہے جسمیں یہ سب باتیں موجود ہوں ابوبکر بن دریدنے کہا جو کلمہ نصیحت
کا ہو یا زجر کا اور جو بات بہتری کیطرف لیجاوے اور برائی سے بچاوے وہ حکمت ہے اور حکم آیہ میں یہی مقصود ہے اس حدیث
میں ان الشعر لحکمۃ یعنے بعضے شعر حکمت ہوتی ہے کذا قال النووی اور السراج الوہاج میں ہے کہ حکمت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو کہتے ہیں جو اللہ کے کلام کے بعد ہے اور ایک جماعت سلف نے آیہ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
کی تفسیر یوں کی ہے اسیطرح اس آیہ کی اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ کی توصاف حدیث کے معنوں
میں یہی ہے کہ حکمت سے حدیث نبوی مراد ہے جیسے حدیث کی کتابیں مشتمل ہیں اور یہ جو فرمایا کہ بعضے شعر حکمت ہے اسکا
مطلب یہ ہے کہ بعضے شعر حدیث کے موافق ہوتی ہے وہ اچھی ہے اور حدیث کے خلاف ہو وہ قبیح ہے اور وہ جو ابن الصلاح
وغیرہ نے حکمت کے معنے بیان کیے ہیں وہ فلاسفہ کی تعریف سے ملتی ہے اور اوس کے قریب ہیں اور ایک دلیل اس
بات کی کہ حکمت سے مراد حدیث شریف ہی ہے کہ اُسکے ساتھ فقہ کو بیان کیا اور یہ حدیث ایک نشانی ہے نبوت کی نشانیوں

ہین سے اور اس مین شہادت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے یمن اور اہل یمن پر کہ اون مین ایمان ہے اور حدیث ہے اور فقہ ہے اور یہ اتنی بڑی فضیلت ہے کہ اس سے بڑہ کر دوسری فضیلت نہین اور کسی ایک آیتین اور حدیثین ان کی شان مین اور اُنکے ایمان کی صفت مین وارد ہوئی ہین اُنکو علامہ شوکانی نے اپنی نفسانیت این بیان کیا ہے اور مین نے اُنکو سلسلۃ العسجد وغیرہ مین ذکر کیا ہے اور یمن اور صنعا کا بیان کئی کتابون مین لکھا ہے اون مین سے حضیرۃ القدس ہے اور ریاض المزاحف اور مین نے اہل یمن مین سے چند علما کا حال جو کتاب اور سنت پر چلنے والے تھے کتاب اتحاف النبلاء اور تاج المکلل مین ذکر کیا ہے اور شکر ہے خدا کا اس بات پر جو قرآن اور حدیث اور فقہ کے علم سے بہرہ اہل یمن سے متصل ہے

ابو القاسم

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمثل سرحبیہ ابو ہریرہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا کم اھل الیمن ھم اضعف قلوبا وارق افئدۃ الفقہ یمان والحکمۃ یمانیۃ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئے تمہارے پاس یمن والے اون کے قلب ضعیف ہین اور فواد نرم ہین **ف** فواد اور قلب دونون ایک ہین بنا بر مشہور کے اور بعضون نے کہا فواد سوائے قلب کے اور عین ہے قلب کے اور بعضون نے کہا فواد باطن قلب ہے اور بعضون نے کہا پردہ ہے قلب کا اور قلب ضعیف ہونے سے یہ مراد ہے کہ اون مین خوف ہے خدا کا اور تواضع ہے اور وہ قابل ہے نصیحت پانیکے اور سالم ہے سختی اور قسوت سے جیسے اور لوگون کے دلمین ہے اور وہ صنف قلب مراد نہین ہے جو عیب ہے حکیمون کے نزدیک **ف** فقہ بھی یمنی ہے اور حکمت بھی یمنی ہے **عن** ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رأس الکفر نحو المشرق والفخر والخیلاء فی اھل الخیل والابل الفدادین اھل الوبر والسکینۃ فی اھل الغنم ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چوٹی کفر کی مشرق کیطرف ہے اور بڑائی مارنا اور گھمنڈ کرنا گھوڑے والون اور اونٹ والون مین ہے جو چلاتے ہین **ف** حدیث مین فدادین کا لفظ ہے اسکے معنون مین اختلاف ہے ابو عمرو شیبانی نے کہا یہ جمع ہے فدادکی بر تشدید دال اور فداد گائے بیل کو کہتے ہین جن سے کھیتی کیجاتی ہے تو مراد کاشتکار اور زمیندار اور ملکی لوگ ہین لیکر انکار کیا ہے اسکا اور وں نے اور کہا وہ فدادین فدید سے ہے جسکے معنے ہے چلانا اور شور کرنا اور مراد وہی لوگ ہین جو اونٹون اور گھوڑون اور کھیتون مین چلایا کرتے ہین اور حدو رجہ کے بدخلق اور سخت ہوتے ہین ابو عبیدہ نے کہا فدادین سے مراد وہ لوگ ہین جنکے پاس بہت اونٹ ہین دو سو سے لیکر ہزار تک (نووی) تحفۃ الاحیار مین ہے کہ جانور دو

باب سید

کی صحبت کی بھی تاثیر ہوتی ہے سائیس اور شتربان اکثر بدخلق ہوتے ہیں اور بکری چرانے والے بیشتر مسکین ہوتے ہیں اسی واسطے پیغمبروں نے بکریوں کو چرایا ف اور وبر والے ہیں ف وبر کہتے ہیں اونٹ کے بالوں کو اور یہ اونٹ والوں پاس ہوں گے نہ گھوڑے والوں پاس اور شاید مراد وہ لوگ ہوں جن کے پاس گھوڑے اور اونٹ دونوں ہوں ف اور غریبی اور نرمی بکری والوں میں ہے عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الایمان یمان والکفر قبل المشرق والسکینۃ فی اھل الغنم والفخر والریاء فی الفدادین اھل الخیل واللوبر ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یمن میں ہے اور کفر پورب کیطرف ہے اور غریبی اور اطمینان بکری والوں میں ہے اور گھمنڈ اور دکھاوا شور کرنیوالوں میں ہے جو گھوڑے اور اونٹ رکھتے ہیں عن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الفخر والخیلاء فی الفدادین اھل الوبر والسکینۃ فی اھل الغنم ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا بڑائی کرنا اور گھمنڈ شور کرنیوالوں میں ہے جو اونٹ رکھتے ہیں اور غریبی اور سکینی بکری والوں میں ہے عن الزھری بھذا الاسناد مثلہ وزاد الایمان یمان والحکمۃ یمانیۃ ترجمہ زہری سے دوسری سند سے یہ حدیث بھی ایسی ہی ہے اتنا زیادہ ہے کہ ایمان بھی یمن کا ہے اور حکمت بھی یمن کی ہے۔ عن ابی ھریرۃ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول جاء اھل الیمن ھم ارق افئدۃ واضعف قلوبا الایمان یمان والحکمۃ یمانیۃ والسکینۃ فی اھل الغنم والفخر والخیلاء فی الفدادین اھل الوبر قبل مطلع الشمس ترجمہ اوپر گذر چکا عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتاکم اھل الیمن ھم الین قلوبا وارق افئدۃ الایمان یمان والحکمۃ یمانیۃ رأس الکفر قبل المشرق عن الاعمش بھذا الاسناد ولم یذکر رأس الکفر قبل المشرق عن الاعمش بھذا الاسناد مثل حدیث جریر زاد والفخر والخیلاء فی اصحاب الابل والسکینۃ والوقار فی اصحاب الشاء ترجمہ ان سب حدیثوں کا اور پچھلی حدیث کا اخیر کی روایت میں یوں ہے کہ گھمنڈ اور بڑائی کرنا اونٹ والوں میں ہے اور سکینہ اور وقار بکری والوں میں ہے عن جابر بن عبد اللہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلظ القلوب والجفاء فی المشرق والایمان فی اھل الحجاز ترجمہ

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دلون کی سختی اور کہر ایسن پورب والون مین ہے اور ایمان حجاز والون مین فدنیے سے شرق کیطرف مضر کے کافر رہتے ہے جونہایت سخت لوگ تھے اور حضرت کی پاس آنے والے لوگون کو ستاتے تھے اور حجاز عرب کا ایک قطعہ ہے جسمین مکہ اور مدینہ اور طائف واقع ہین السراج الوہاج مین ہے کہ اس حدیث مین بدست ہے شرق کی اور تعریف ہے حجاز کے اور یمن حجاز مین داخل ہے اور ہندوستان شرق مین ہے اور یہ حکایت ہے ایک گذشتہ زمانے کی پھر اللہ تعالی نے اپنا فضل کیا ہندوستان پر اور اوسمین اسلام اور مسلمانون کو پھیلایا اور بہت سی ہند کے لوگ اسلام سے مشرف ہوئے اور یہ فضل ہے اللہ کا وہ جسکو چاہے دیتا ہے اور ہندوستان مین بہت بڑے بڑے علما اور فضلا گذرے ہین اور بہت سے محدث جو عمل کرتے تھے کتاب اور سنت پر اور وہ جو بعضے بدعتی ہند کے رہنے والے اس حدیث سے یہ بات نکالتے ہین کہ شرق سے مراد نجد کے لوگ ہین اور یہ حدیث نجد والون پر صادق آتی ہے اور اسی بنا پر تکفیر کرتے ہین شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی جو نجد سے نکلکر حجاز مین آئے تھے اور انہون نے توحید کو پھیلایا تھا اور شرک کو مٹایا تھا تو یہ اونکا تعصب اور عناد ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کفر کی چوٹی پورب ہین ہے اور نجد کو خاص نہین کیا اور شرق عام ہے تمام اون ممالک کو شامل ہے جو پورب کی جانب ہے منورہ سے واقع ہین ہند ہو یا سند اور شیخ محمد بن عبدالوہاب مسلمان تھے عالم تھے حق بات کی دعوت کرتے تھے وہ نہ کافر تھے نہ اسلام سے خارج تھے پھر وہ اس حدیث سے کیونکر مراد ہونگے حالانکہ بعض احادیث صحیحہ مین نجد والون کی فضیلت موجود ہے ایک شخص کے باب مین آپنے فرمایا جو نجد کا رہنے والا تھا کہ نجات پائی اوسنے اگر وہ سچا ہے اور حدیث سے مراد وہی شخص ہے جو اس صفت کا ہو یعنی سخت دل اور کافر ہو اور جس مین یہ صفت نہین وہ حدیث مین داخل نہین ہے خواہ شرقی نجدی یا ہندی ہو یا مغربی اندلسی ہو اور یہی مفہوم ہے حدیث کا انتہی مترجم نے مولانا محمد بشیر الدین صاحب مرحوم قنوجی سے سنا فرماتے تھے کہ شرق سے مراد بدالیون کا قصبہ ہے جو مدینہ منورہ سے پورب کی جانب واقع ہے اور وہان سے قرن شیطان کا نکلا جس نے دنیا مین بدعت کا رواج دیا اور علمائے موحدین کو کافر اور فاسق قرار دیا اللہ تعالی اوسکے شر سے تمام مسلمانون کو بچاوے آمین یارب العالمین **باب** بیان انہ لا تدخل الجنۃ الا المؤمنون وان محبۃ المؤمنین من الایمان وان افشاء السلام سبب لحصولہا جنت مین وہی جاوینگے جو مومن ہین اور مومنون سے محبت رکھنا ایمان مین داخل ہے اور سلام کا رواج دینا سبب ہے محبت کا **عن** ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تدخلون الجنۃ حتی تؤمنوا ولا تؤمنوا حتی تحابوا اولا

أدلكم على شيء إذا فعلتموه تحاببتم أفشوا السلام بينكم ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بہشت مین نہ جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ گے اور ایمان دار نہ ہوگے جب تک آپسمین
ایک دوسرے سے محبت نہ رکھوگے اور مین بتلاؤن تمکو وہ چیز جب تم اوسکو کروتو آپس مین محبت ہوجاوے رائج کرو سلام
کو آپسمین ف ایمان دار نہ ہوگے یعنی پورے ایماندار نہ ہوگے جب تک محبت نہ رکھوگے ایکدوسرے سے اور سلام
کے رائج کرنے سے یہ معنی ہین کہ ہر ایک مومن کو سلام کرے خواہ اُس سے پہچان ہو یا نہ ہو اور سلام پہلا سبب ہے الفت
کا اور کجھی ہے دوستی پیدا کرنے کی اور سلام کے رائج کرنے مین الفت مسلمانون کے دلون مین جمتی ہے اور اُنکی علامت
ظاہر ہوتی ہے کیونکہ سلام نشانی ہے مسلمانون کی جو دیتی ہے اونکو اور قومون سے اور آپسمین یہ صفت ہے نفس کے
اور تواضع ہے اور تعظیم ہے دوسرے مسلمانون کی بخاری نے اپنی صحیح مین عمار بن یاسر سے روایت کیا انہون نے
کہا تین باتین ہین جس نے اُنکو حاصل کیا تو ایمان کو حاصل کیا ایک تو انصاف اپنے نفس سے دوسرے سلام کرنا
سب کو تیسری خرچ کرنا تنگی کے وقت اور سوا بخاری کے اور لوگون نے اس قول کو مرفوعاً روایت کیا اور سلام مین
ایک اور فائدہ ہے وہ یہ ہے کہ اُس سے عداوت اور دشمنی دور ہوتی ہے اور آپس کا بغض رفع ہوتا ہے جو مٹیٹو والا ہے
نیکیون کو مگر سلام خالص خدا کے واسطے کرے نہ کسی خواہش نفسانی سے اور نہ خاص کرے اپنے دوستون اور احباب کو کذا
ذکر النووی تحفۃ الاخیار مین ہے کہ بہشت کا ملنا ایمان پر موقوف ہے اور ایمان محبت پر موقوف تو معلوم ہوا کہ بہشت محبت
پر موقوف ہے پھر حضرت نے محبت حاصل کرنیکا آسان طریقہ بتلایا یعنی السلام علیک کرنا سلام سے واسطے محبت حاصل
ہوتی ہے کہ دعای خیر ہے یعنی خدا تمکو ہر بلا سے سلامت رکھے اور معمول ہے کہ آدمی اپنے خیر خواہ دعا مانگنے والے کو اپنا
دوست جانتا ہے تو آپ بھی اُس سے محبت کرتا ہے ہر چند سخاوت اور احسان بھی محبت کا سبب ہے لیکن احسان اور
سخاوت تمام عالم کے مسلمانون سے نہین ہو سکتی اور سلام آسان بات ہے کہ ہر ایک کر سکتا ہے اسواسطے حضرت نے اسی
کو خاص کرکے بتلایا لیکن افسوس عجب الٹا زمانہ ہو گیا ہے کہ جہالت اور غرور کے سبب سے اب بعضے لوگ سلام علیک کرنے
سے ناخوش ہوتے ہین اور عداوت پر کمر باندھتے ہین محبت اور خیر خواہی کی چیز اون اولٹون کے نزدیک عداوت کا سبب
ہوگئی انتہے متترجم کہتا ہے مین نے جن لوگون کو سلام علیک کرنے سے ناراض ہوتے دیکھا رہ وہ لوگ ہین جو انتہا کے
جاہل اور وحشی ہین جنکو یہ بھی نہین معلوم کہ سلام علیک کے معنے کیا ہین اگر اوضی لوگون سے کوئی ہندی زبان ہو
کہے خدا آپ کو سلامت رکھے جو بعینہ سلام علیک کے معنی ہین تو خوش ہوتے ہین پس ایسے جاہلون کا علاج یہ ہے کہ اون کو
سلام علیک کے معنے بتلا دیجاوین اور یہ سمجھا دیا جاوے کہ صحابہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دین اور دنیا دونون کے

پادشاہ تہے سلام علیک کہا کرتے تہے اور یہ شعار ہے اسلام کا پھر تمہاری حقیقت کیا ہے جو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے اعراض کرو ہو اور تمہارا درجہ ہی کیا ہے اور تمکو کون پوچھتا ہے اگر اس سے بھی تم کو ترک نکروگے تو اسلام سے خارج ہوجاؤگے اور اس غرور اور جہالت کے بدولت دین اور دنیا دونون تباہ ہون گے **عن** کما عن بعض الاسناد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لا تدخلون الجنۃ حتی تؤمنوا بمثل حدیث ابی معویۃ ووکیع ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اور اس مین یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اوس کی جس کے ہاتھہ مین میری جان ہے کہ بہشت مین نہ جاؤگے جب تک ایمان نہ لاؤگے اخیر تک **باب** بیان ان الدین النصیحۃ دین خیر خواہی کو کہتے ہین اور سچائی اور خلوص کو **عن** تمیم الداری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الدین النصیحۃ قلنا لمن قال للہ ولکتابہ ولرسولہ ولائمۃ المسلمین وعامتہم ترجمہ تمیم داری کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین خلوص اور خیر خواہی کا نام ہے ہمنے کہا کس کی خیر خواہی آپنے فرمایا اللہ کی اور اوس کی کتاب کی اور اوسکی رسول کی اور حاکمون کی مسلمانون کی اور سب مسلمانون کی **ف** نووی نے کہا یہ حدیث عظیم الشان ہی اور اسپر مدار ہی اسلام کا اور وہ جو بعضون نے کہا ہی کہ یہ ادن چار حدیثون مین سے ایک حدیث ہے جو جامع ہین اسلام کی تمام باتون کو تو یہ صحیح نہین بلکہ صرف اسی حدیث پر مدار اسلام کا اور یہ حدیث مسلم کے افراد مین سے ہے اور تمیم داری سے صحیح بخاری مین کوئی روایت نہین اور نہ مسلم مین کوئی اور روایت ہی اوس کے سوا اس روایت کی امام ابوسلیمان خطابی نے کہا نصیحت ایک ایسا جامع لفظ ہی جسکی مثل دوسرا لفظ زبان عرب مین بہت کم ہے اور معنی اوس کے یہ ہین کہ اکھٹا کرنا سب بھلائیون کا جس کے لیے نصیحت کی جاوے ایسے ہی فلاح کا لفظ ہی عربی زبان مین جو جامع ہے دنیا اور آخرت سب قسم کی بھلائیونکو بعضون نے کہا نصیحت ماخوذ ہی نصح الرجل توبہ سے یعنی فلانے نے کپڑا اپنا تو نصیحت کرنیوالی کے فعل کو مشابہت دی سینے سے جیسے سینے سے کپڑا درست ہوتا ہے ایسے ہی نصیحت سے دوسرے کے خلل رفع ہوتے ہین اور وہ درست ہوتا ہے اور بعضون نے کہا وہ ماخوذ ہے نصحت العسل سے یعنی صاف کیا مین نے شہد کو موم سے تو شابہت دی صاف باتون مین کھوٹ پن نہ ہو اوس شہد کے ساتھہ جو موم اور چرک سے صاف کیا جاوے لیکن نصیحت کی تفسیر تو خطابی اور اور علمانے اوس باب مین ایک تفسیر کلام کہا ہی اور مین سب کو ملاکر مختصر طور پر بیان کرتا ہون اللہ کے لیے نصیحت یہ ہی کہ اوس پر ایمان لاوے اوس کے ساتھہ کسی کو شریک نکرے اوسکی صفات مین بیعیبی اختیار نکرے جتنی صفات کمال اور جلال کے ہین وہ سب اسکے

لیے ثابت کرے اور اسکو پاک سمجھے تمام عیبوں اور نقصانات سے اور اسکی عبادت کے لیے مستعد رہے اور اسکی نافرمانی سے بچتا رہے
اسکے لیے دوستی رکھے اور اسی کے لیے دشمنی رکھے جو شخص خدا کا فرمانبردار ہو اوس سے محبت رکھے اور جو شخص خدا کی نافرمانی
کرے اوس سے دشمنی رکھے جو شخص خدا کا انکار کرے اوس سے جہاد کرے اوسکے احسان کا اقرار کرے اوسکا شکر گذار رہے
تمام کاموں مین سچا اور مخلص رہے لوگون کو بلاوے ان باتون کیطرف اور ترغیب دیوے انکی سب لوگون کو یا جن پر
اوسی قدرت ہو خطابی نے کہا ان صفات سے بندے کو نصح حاصل ہوتا ہے واللہ تعالی کو کیونکر اسے بے پرواہ ہے ہر ناصح
کی نصح سے ۲ خدا کی کتاب کے لیے نصیحت یہ ہے کہ یقین کرے اس بات پر کہ وہ اللہ کا کلام ہے اوسنے اوتارا ہے کسی مخلوق
کا کلام اوسکی مثل نہین ہوسکتا اور نہ کوئی مخلوق اوسکی مثل بناسکتا ہے پھر اوس کی بڑائی دلمین رکھے اوسکی تلاوت
کرے جسطرح تلاوت کا حق ہے اوسکو خوش آوازی سے پڑھے درد اور رقت کے ساتھہ اوسکے حروف اچھی طرح سے ادا کرے
جو لوگ اوسمین تحریف کرنا چاہتے ہین تاویلات سے اون کا رد کرے جو اوسپر اعتراض اور طعنہ کرتے ہین اون کا جواب
دیوے جو مضمون اوسمین ہین اون کی تصدیق کرے اوسکے احکام سے خبردار رہو اوسکے عام اور مشا اونکو سمجھے اوسکی نصیحتون
پر غور کرے اوسکے عجائب اور غرائب مین فکر اور خوض کرے اوسمین جو آتین محکم ہین اونپر عمل کرے (یعنی حلال
حرام کی آتین اور احکام کی آتین) اور جو آتین متشابہ ہین (یعنی اعتقاد کی آتین) اونکو تسلیم کرے (یعنی
اون کے ظاہری معنی پر یقین کرکے اوسکی حقیقت کو خدا کے سپرد کرے اوسمین تاویل یا تحریف یا انکار نکرے)
اوسکے عام اور خاص اور ناسخ اور منسوخ کو پہچانے اوسکے علوم کو پھیلاوے اوس طرف دعوت کرے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نصیحت یہ ہے کہ آپ کو خدا کا بھیجا ہوا سمجھے اور اوسپر یقین کرے اور جتنی باتین
آپ لیکر آئے ہین اون سب پر ایمان لاوے آپ کے حکم کو مانے آپ نے جس سے منع کیا اوس سے باز رہے آپ کی مدد
کرے گو آپ وفات پاچکے ہین (جیسے زندگی مین آپ کی مدد کرتا اگر آپ دنیا مین تشریف رکھتے ہوتے) جو شخص آپ
کا دشمن ہو اوس سے دشمنی رکھے جو شخص آپ کا دوست ہو اوس سے دوستی رکھے آپ کا درجہ بڑا سمجھے آپ کے حق کی
توقیر کرے آپ کے طریقے کو زندہ کرے آپ کی سنت کو جلا دیوے آپکی دعوت کو پھیلاوے آپ کی شریعت کو شہر
کرے آپ کی شریعت پر جو کوئی تہمت کرے اوسکی تہمت کو دور کرے آپکی شریعت کے علم پھیلاوے آپکی شریعت
کے معنامین مین غور کرے اوسمین لوگون کو بلاوے اوسکی سیکھنے اور سکھانے مین کوشش اور ورزش کرے اوسکی
عظمت اور بزرگی کرے اوسکو پڑھتے وقت ادب سے پڑھے یعنی باتین بکرے بغیر جانے بوجھے اوسمین گفتگو نکرے جو لوگ
شریعت کا علم رکھتے ہون یعنی قرآن اور حدیث کا اونکی عظمت اور بزرگی کرے آپکے اخلاق وعادات کو اختیار کرے

آپ کی آداب پر چلیں آپ کے اہل بیت اور اصحاب سے محبت رکھیں جو شخص آپ کی شریعت میں بدعت نکالے اوس سے علیحدہ رہیں (یعنی اوس کا شریک نہ ہو اوسکی مدد نکرے) جو شخص آپ کے آل یا اصحاب سے بغض رکھے اوس سے جدا رہیں مسلمان حاکموں کے لیے نصیحت یہ ہے کہ حق بات میں اونکی مدد کرے اور اونکی اطاعت کرے اور اونکو حکم کرے حق بات کا اور یاد دلاوے اور نصیحت کرے نرمی اور ملائمت سے اور جس بات سے وہ غافل ہوں اونکو بتاوے اور مسلمانوں کے کسی حق کی اون کو خبر نہ ہو تو اوس سے جتاوے اور اون سے بغاوت اور سرکشی نکرے اور لوگوں کا دل اون کی اطاعت کیطرف مائل کرے خطابی نے کہا یہ بھی اون کے لیے نصیحت ہے کہ اون کے پیچھے نماز پڑھے اون کے ساتھ کافروں سے جہاد کرے زکوٰۃ انکو ادا کرے تلوار اونپر نہ اٹھاوے جب وہ کچھ ظلم کریں یا بدخلقی کریں اور جو مٹی خوشامد سے اونکو مغرور نکرے اور انکیواسطے دعا کرے نیکی کی اور یہ سب اوس صورت میں ہے کہ مسلمانوں کے اماموں سے خلفا وغیرہ مراد ہوں جو مسلمانوں کے کاموں کا انتظام کرتے ہیں حکومت والوں میں سے اور یہی مشہور ہے اور خطابی نے اسیکو نقل کیا پھر کہا کبھی مراد لی جاتی ہے اماموں سے دین کے علما اور اُن کے لیے نصیحت یہ ہے کہ انکی باتوں کو مانیں جو قرآن اور حدیث کے مطابق ہوں لیکن عام مسلمانوں کے لیے نصیحت وہ یہ ہے کہ اونکو بتلاوے وہ بات جسمیں اون کے آخرت کا فائدہ ہو اور دنیا کا اور اونکو ایذا نہ دیوے اور سکھلاوے اونکو وہ بات دین کی جو وہ نہیں جانتے اور مدد کرے اُنکی زبان سے اور ہاتھ سے اور اُنکے عیبوں کو چھپاوے اور اُن کے ضرر کو دور کرے اور اُنکی منفعت کیلیے کوشش کرے اور اُنکو حکم کرے نیک بات کا اور منع کرے بری بات سے نرمی اور ملائمت اور شفقت سے اور اُن میں جو بزرگ بوڑھا ہو اوسکی بزرگی کرے اور جو بچہ چھوٹا ہو اوسپر شفقت کرے اور اُنکو جو پسند کرتا ہے اور اُن سے فریب نکرے نہ اون سے حسد کرے اور اُن کیواسطے وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے اور بُرا جانے اون کے لیے جو اپنے لیے برا جانتا ہے اور اُنکے مال یا عزت کی محافظت کرے اسی طرح جتنی باتیں ہم نے نصیحت کی بیان کیں اُن سب کی اُنکو دعوت دیوے اونکی ہمت کو عبادت کیطرف لگاوے اور سلف صالحین میں بعضے ایسے بزرگ تھے کہ وہ نصیحت کے لیے اپنی دنیا کا نقصان گوارا کرتے یہ خلاصہ ہے اُسکا جو بیان کیا گیا نصیحت کی تفسیر میں ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ نصیحت کو دین اور اسلام کہتے ہیں اور دین کا اطلاق اعمال پر بھی ہوتا ہے جیسے اقوال پر ہوتا ہے اور نصیحت فرض کفایہ ہے اگر بعضے کرینگے تو کافی ہے باقی لوگوں کے اوپر سے مواخذہ نہ رہیگا اور نصیحت لازم ہے اپنی طاقت کے موافق جب یہ بات معلوم ہو کہ اوسکی نصیحت قبول کیجاویگی اور اُسکے حکم کی اطاعت کیجاویگی اور اُسکی جان پر کوئی آفت نہ آویگی اگر کسی آفت یا

سیب کا خوف ہو تو مختار ہو جاتا ہے تو نصیحت چھوڑ دیتا ہے **عَنْ** تَمِیْمِ الدَّارِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِہٖ ترجمہ تمیم داری سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عَنْ** تَمِیْمِ الدَّارِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِہٖ ترجمہ تمیم داری سے تیسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عَنْ** جَرِیْرٍ قَالَ بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ ترجمہ جریر بن عبداللہ بجلی سے روایت ہے میں نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز پڑھنے پر اور زکوٰۃ دینے پر اور ہر مسلمان کی خیرخواہی پر **ف** خاص کیا نماز اور زکوٰۃ کو کیونکہ یہ دونوں بڑے رکن ہیں دین کے بعد شہادتین کے اور روزے کو ذکر نہیں کیا اس لیے کہ دوسری روایت میں ہے بیعت کرنے اور مان لینے پر اور روزہ اسمیں داخل ہے کہ دین کے تمام احکام اوسمیں آگئے **عَنْ** جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ بَایَعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی النُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ ترجمہ جریر بن عبداللہ سے روایت ہے میں نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر مسلمان کی خیرخواہی کرنے پر **عَنْ** جَرِیْرٍ قَالَ بَایَعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ فَلَقَّنَنِیْ فِیْمَا اسْتَطَعْتُ وَالنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ ترجمہ جریر سے روایت ہے میں نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن لینے اور مان لینے کی (یعنی جو حکم آپ فرماؤ نگے اوسکو سنوں گا اور بجالاؤں گا) پھر آپنے مجھے سکھلا دیا اتنا اور کہہ جہاں تک مجھ میں قدرت ہے (یہ آپکی کمال شفقت تھی اپنی اُمت پر کہ شاید کوئی حکم دشوار ہو اور نہ ہو سکے تو بیعت میں خلل آوے اسلیے اتنا اور بڑھا دیا کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے) اور بیعت کی اس بات پر کہ خیرخواہ رہوں گا ہر مسلمان کا **ف** پھر جریر نے اپنی بیعت پر ایسا عمل کیا کہ ایک بار اپنے غلام کو بھیجا گھوڑا خریدنے کو وہ تین سو درہم کو ایک گھوڑا اچکا لایا اوسکا مالک بھی ساتھ آیا دام لینے کو جریر نے گھوڑے کے مالک سے کہا تیرا گھوڑا تین سو درہم سے زیادہ کا مال ہے تو چار سو درہم کو بیچ اوسنے کہا میں نے تمکو اختیار دیا جو دام مناسب ہوں دیدو جریر نے کہا وہ چار سو درہم سے بھی زیادہ کا مال ہے پانسو درہم کو بیچ اسیطرح سے سو سو درہم بڑھاتے گئے اور مالک اپنی تہا کم پر یہانتک کہ آٹھ سو درہم تک لگائے اور خرید آٹھ سو درہم کو لوگوں نے کہا تم نے یہ کیا کیا جریر نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تہی ہر مسلمان کی خیرخواہی پر تو گھوڑے کا بیچنے والا بھی مسلمان تہا اور یہ بات خیرخواہی کی تہی کہ میں اوسکا مال کم کو خریدلوں اور اوسے نقصان دوں روایت کیا اسکو طبرانی نے **بَابُ** بَیَانِ نُقْصَانِ الْاِیْمَانِ بِالْمَعَاصِیْ وَنَفْیِہٖ عَنِ الْمُتَلَبِّسِ بِالْمَعْصِیَۃِ عَلٰی اِرَادَۃِ نَفْیِ کَمَالِہٖ ترجمہ ایمان کا گھٹ جانا گناہوں سے اور ایمان جدا

ہوجاتا اوس شخص سے جو گناہ کر رہا ہے یعنے کمال ایمان کا نہیں ہوتا گناہ کرتے وقت عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ
النبی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ
السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَشْرَبُ الْخَمْرَ حِیْنَ یَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ
فَاَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَانَ یُحَدِّثُهُمْ هٰؤُلَاءِ
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ثُمَّ یَقُوْلُ وَكَانَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ یَحْجُوْ مَعَهُنَّ وَلَا یَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ
یَرْفَعُ النَّاسُ اِلَیْهِ فِیْهَا اَبْصَارَهُمْ حِیْنَ یَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں زنا کرتا زنا کرنے والا مگر زنا کرتے وقت وہ مومن نہیں ہوتا اور نہ چور چوری کرتے
وقت مومن ہوتا ہے اور نہ شراب پینے والا شراب پیتے وقت مومن ہوتا ہے ابن شہاب نے کہا مجھ سے عبد الملک
بن ابی بکر نے بیان کیا کہ ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث اس حدیث کو روایت کرتے تھے ابوہریرہ سے پھر کہتے تھے
کہ ابوہریرہ ہمیں اتنا اور بڑھا دیتے تھے نہ لوٹے گا ایسی لوٹ جو بڑی ہو (یعنے کسی حقیر چیز کی نہو) جسطرف لوگوں کے
نظر اوٹھی لوٹتے وقت مومن ہوتا ہے ف نووی نے کہا محققین علما نے اس حدیث کے معنے یوں بیان
کیے ہیں کہ ان افعال کو کرتے وقت اوسکا ایمان کامل نہیں ہوتا اور ایسا محاورہ بہت ہے کہ ایک شے کی نفی کرتے
ہیں اور مراد اوس کے کمال کی نفی ہوتی ہے جیسے یہ کہتے ہیں علم نہیں مگر وہ جو فائدہ دیوے مال نہیں مگر اونٹ
عیش نہیں مگر آخرت کا عیش اور ہم نے یہ تاویل اس لیے کی کہ ابوذر و عبادہ کی حدیث یوں آئی ہے جس نے لا الٰہ الا
اللہ کہا وہ جنت میں جاویگا اگرچہ زنا یا چوری کرے اور عبادہ بن صامت کی حدیث میں ہے کہ صحابہ نے بیعت
کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر کہ چوری نکریں گے نہ زنا کرینگے نہ اور کوئی گناہ پھر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی تم میں سے پورا کرے اپنی بیعت کو اوس کا ثواب اللہ پر ہے اور جس سے کوئی خطا ان
خطاؤں میں سے ہو جاوے پھر اوسکو دنیا ہی میں سزا ملجاوے تو یہی اوسکا کفارہ ہے اور جو دنیا میں سزا نہ ملے
تو آخرت میں خدا کو اختیار ہے چاہے اوسکو معاف کرے چاہے عذاب دیوے تو یہ دونوں حدیثیں مع اپنے نظائر
کے اور اللہ تعالی کے اس قول کے اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ یعنے
اللہ تعالی نہیں بخشیگا شرک کو اور سوا شرک کے اور گناہ بخشدیگا جس کے چاہے اور اجماع اہل حق کے اس بات پر
کہ زانی اور چور اور قاتل اور سوا ان کے اصحاب کبائر جو شرک اور کفر میں مبتلا نہ ہوں مومن ہیں مگر ایمان اونکا
ناقص ہے اگر توبہ کرینگے تو گناہ معاف ہوجاوے گا اور جو گناہ کرتے کرتے مرینگے تو خدا کے اختیار پر ہے

چاہے اُسکو بخش دیوے اور جنت مین لیجاوے اور چاہے گناہ کے برابر عذاب دیکر پھر جنت مین بھیجدیوے لاچار
کرنے مین ہمکو اس حدیث کی تاویل پر اور جو حدیث اسکی مشابہ آئی ہے پھر یہ تاویل ظاہر ہے لغت سے بعید نہین نہ
استعمال سے اور جب دو حدیثین ایسی وارد ہون کہ بظاہر اون مین اختلاف ہو تو اونکی تاویل کرنا ضرور ہے اور جمع کرنا
واجب ہے اور بعضے علماء نے اسحدیث کے معنے یون بیان کیے ہین کہ جو شخص زنا کرے اُسکو حلال جانکر یا چوری کرکے اُسکو
حلال جانکر تو وہ مومن نہین کیونکہ حلال جاننا شرعی حرام کو باتفاق علماء کفر ہے اور حسن اور ابو جعفر طبری نے کہا
مومن نہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ تعریف کے قابل نہین رہتا کہ مومن اللہ کا دوست اوسے کہین اور مستحق ہوتا ہے
بڑے لقب کا جیسے زانی یا چور یا لوٹیرے یا شرابی کا اور ابن عباس سے منقول ہے کہ اوسکے دل سے ایمان کا نور جاتا رہتا ہے
اور اسباب مین ایک حدیث مرفوع بھی آئی ہے اور مہلب نے کہا اُسکی بصیرت اللہ کی عبادت مین جاتی رہتی
ہے اور زہری نے کہا یہ حدیث اور جو حدیثین اسکی مثل آئی ہین اونپر ایمان لانا چاہیے اور جس مطلب پر آئین
ہین اوسپر روان کرنا چاہیے اور اُسکے معنے مین پڑنا وہ غور نکرنا چاہیے کیونکہ ہمین اوس کے معنے معلوم نہین
اور کہا انہون نے چلاؤ ان حدیثون کو اوسیطرح جیسے اگلے لوگون نے چلایا اونکو اور بعضون نے اسحدیث کے
معنے مین اور اقوال بیان کیے ہین جو ظاہر نہین ہین بلکہ بعضے غلط ہین اس لیے مین نے اُنکو نقل نہین کیا اور
یہ اقوال جو بیان ہوئے سب محتمل ہین اور صحیح وہی معنے ہے جو ہم نے سب سے پہلے بیان کیا۔ امام بخاری نے اپنی
صحیح مین اس حدیث کے معنے یہی بیان کیے ہین کہ وہ مومن کامل نہین ہوتا اور اُسمین ایمان کا نور نہین رہتا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِي وَأَنْتُمْ
الْحَدِيثَ يَذْكُرُ مَعَ ذِكْرِ النُّهْبَةِ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَاتَ شَرَفٍ قَالَ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَعِيدٌ
الْمُسَيَّبُ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي بَكْرٍ هٰذَا إِلَّا ذِكْرَ النُّهْبَةِ ترجمہ یہ روایت ہے ابی ہریرہ سے ایسی ہی جیسے اوپر گذری اس
مین یہ نہین کہ لوٹ عمدہ یعنے بہاری ہو اور دوسری روایت مین ابن شہاب کی لوٹ کا بالکل ذکر نہین ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ
أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَذَكَرَ النُّهْبَةَ وَلَمْ يَقُلْ ذَاتَ شَرَفٍ ترجمہ اس
روایت مین بھی لوٹ کا ذکر ہے پر عمدہ اور بہاری کا لفظ نہین ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ قَالَ بِمِثْلِ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ غَيْرَ أَنَّ الْعَلَاءَ وَصَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ

لیس فی حدیثہ صاین رفع الناس الیہ فیہا ابصارھم فی حدیث ھمام ین رفع الیہ المؤمنون
اعینھم فیہا وھو حین ینتھبھا مؤمن ولا یغل احدکم حین یغل وھو مؤمن
فایاکم ایاکم ترجمہ اس روایت مین یہ نہین کہ لوگ اپنی آنکھین اٹھاوین اوس لوٹ کی طرف اور ہمام کی
روایت مین ہے مومن اپنی آنکھین اٹھاوین جسوقت وہ لوٹ رہا ہو اوس لوٹ کیطرف تو وہ مومن نہین ہی اور اتنا
زیادہ ہے کہ نہ چوراوی کوئی تم مین سے غنیمت کے مال مین اور جسوقت چوراوی تو وہ مومن نہین تو بچو تم بچو تم
اس حدیث سے عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مؤمن ولا
یسرق حین یسرق وھو مؤمن ولا یشرب الخمر حین یشربھا وھو مؤمن والتوبۃ معروضۃ بعد ترجمہ
ابوہریرہ رض سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زنا
کرنیوالا جسوقت زنا کرتا ہے وہ مومن نہین ہوتا اور چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہین ہوتا اور شرابی جب
شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہین ہوتا اور توبہ قبول ہوگی بعد اسکے ف نووی نے کہا اجماع کیا علماء نے
کہ توبہ قبول ہوتی ہے جب تک جان کنی نہ شروع ہو اور توبہ کے تین رکن ہین ایک تو یہ گناہ سے جدا ہو جاوے
دوسرے اس کے کرنے پر نادم ہو تیسرے قصد کرے کہ پھر کبھی نہ کرون گا پھر اگر توبہ کی ایک گناہ سے اور دوبارہ کیا
اوسکو تو توبہ باطل نہ ہوگی اور جو توبہ کی ایک گناہ سے پھر دوسری اسم کا گناہ کیا تو پہلی توبہ صحیح ہے یہی مذہب ہی
اہل حق کا اور معتزلہ نے دونون مسئلون مین خلاف کیا ہے قاضی عیاض نے کہا کہ بعض علماء نے یہ کہا ہی کہ اس
حدیث مین اشارہ ہی تمام گناہون کیطرف اور ڈرایا گیا ہے سب سے تو زنا اشارہ ہی اُن تمام گناہون کیطرف جو
خواہش نفسانی سے ہوتے ہین اور چوری اُن تمام گناہون کیطرف جو دنیا کے طمع سے ہوتے ہین اور حرام کی حرص سے
اور شراب اون تمام گناہون کیطرف جو خدا کی یاد سے روکتے ہین اور اوسکی حمد سے غافل کرتے ہین اور لوٹ ان
تمام گناہون کیطرف جسمین اللہ کے بندون پر ظلم ہوتا ہے اور اُنکی بے عزتی ہوتی ہے اور دنیا اکہٹی کی جاتے
ہے ماجاء فی الرقاق سے **باب** بیان خصال المنافق منافق کی خصلتون کے بیان **عن** عبد اللہ
بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربع من کن فیہ کان منافقا خالصا
ومن کانت فیہ خلۃ منھن کانت فیہ خلۃ من نفاق حتی یدعھا اذا حدث کذب
واذا عاھد غدر واذا وعد اخلف واذا خاصم فجر غیر ان فی حدیث سفیان وان
کانت فیہ خصلۃ منھن کانت فیہ خصلۃ من النفاق ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار باتین جسمین ہونگی وہ تو نرا منافق ہے اور جسمین ایک خصلت ہوگی ان
چارون مین سے تو اسمین ایک ہے نفاق کی خو ہے یہانتک کہ اسکو چھوڑ دیوے ایک تو یہ کہ جب بات کرے تو جھوٹھ
بولے دوسرے جب اقرار کرے تو اُس کے خلاف کرے تیسرے جب وعدہ کرے تو پورا نکرے چوتھے جب جھگڑا کرے
تو ناحق چلے اور طوفان جوڑے ف اور بعضی روایتون مین یہ ہے جب اسکے پاس امانت رکھی جاوے
تو خیانت کرے نووی نے کہا اسحدیث کو علما نے مشکل کہا ہے اس وجہ سے کہ کبھی یہ خصلتین اوس مسلمان مین
پائی جاتین ہین جو یقین کہتا ہے ارکان ایمان پر اور اجماع کیا ہے علما نے اس بات پر کہ جو شخص دل سے
یقین رکھے اور زبان سے اقرار کرے ایمان کے ارکان کا پھر یہ چارون کام کرے تو وہ کافر نہین نہ منافق ہے
جو ہمیشہ جہنم مین رہیگا کس لیے کہ حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ السلام کے بھائیون مین یہ چارون خصلتین
موجود تہین تو محققین علما نے یہ کہا ہے کہ وہی صحیح اور مختار ہے کہ یہ خصلتین نفاق کی ہین اور حدیث کا
مطلب یہ ہے کہ جس شخص مین یہ خصلتین ہون وہ شابہ ہے منافقون کے ان خصائل مین اور اخلاق مین کیونکہ
نفاق یہی ہے کہ ظاہر باطن کے خلاف ہو اور جس شخص مین یہ خصلتین ہونگی اوسکا ظاہر باطن کے خلاف
ہوگا اور اُسکا نفاق اوسی لوگون کے حق مین اثر کرے گا جن سے وہ وعدہ کریگا یا گفتگو کرے گا یا جھگڑیگا
یا امانت لیگا اور اسلام کے حقمین یہ نفاق اثر نہ کرے گا کیونکہ اسلام مین اُسکا ظاہر باطن کے خلاف نہین
نہین ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقصد نہین ہے کہ ان خصلتون کا کرنیوالا ایسا منافق ہے جو
کافر ہوتا ہے جسکی سزا ہمیشہ جہنم مین رہنا ہے اور جو فرمایا کہ وہ نرا منافق ہوگا اس سے یہ غرض ہے کہ بہت مشابہ
ہوگا منافق کے ان خصلتون کے سبب سے بعضے علما نے کہا ہے یہ حدیث اوس شخص کے باب مین ہے جس سے ایسی خصلتین
وقوع مین آئی ہون لیکن جس سے شاذ و نادر یہ باتین ہوجاوین وہ اسمین داخل نہین ہے اور یہی مختار ہے حدیث کے
معنے مین اور امام ابو عیسیٰ ترمذی نے علما سے اسکے یہ معنے نقل کیے ہین کہ مراد حدیث مین عمل کا نفاق ہے نہ اعتقاد
کا نفاق اور ایک جماعت علما نے کہا ہے کہ مراد اس حدیث سے وہ منافق ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
مین تھے اور انہون نے جھوٹھ موٹھ اپنا ایمان ظاہر کیا تھا اور دین کی امانت مین خیانت کی تھی اور وعدہ کیا تھا دین
کی مدد کا پھر خلاف وعدگی کی اور لڑائی جھگڑے مین ناحق کی پیروی کی اور یہی قول ہے سعید بن جبیر اور عطا
بن ابی رباح کا اور رجوع کیا اسی طرف حسن بصری نے اگرچہ پہلے اسکے خلاف پر تھے اور یہی منقول ہے ابن عباس اور
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم سے اور انہون نے روایت کیا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قاضی عیاض نے کہا

ہماری بہت سی امام اسی قول کیطرف گئے ہین اور خطابی نے ایک اور قول نقل کیا وہ یہ ہی کہ مقصود اس حدیث سے ڈرانا ہے مسلمان کو کہ وہ ان خصلتون کی عادت نڈالے ورنہ خوف ہی کہ حقیقۃً منافق ہوجاویگا اور حکایت کی خطابی نے کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے ایک خاص منافق کے باب مین اور حضرت کا قاعدہ تہا کہ آپ صاف یون نفرماتے فلان منافق ہے بلکہ اشارہ کرتے جیسے آپنے فرمایا کیا حال ہے لوگون کا ایسا کرتے ہین **مترجم** کہتا ہی اللہ جل جلالہ نے مجھے الہام کیا کہ حدیث مین کوئی اشکال نہین ہی اور نہ اسمین تاویل کی ضرورت ہی بیشک جس شخص مین یہ چارون باتین جمع ہونگی اور وہ ہمیشہ یہی کرتا ہو کہ بات کہتے وقت جھوٹ بولے عہد کرکے توڑ ڈالے لڑتے وقت حد سے چلے امانت مین خیانت کرے تو وہ پکا منافق ہوگا کس لیے کہ دین کی باتون مین یہی وہ بھی کرے گا زبان سے اقرار کریگا پر دلمین خلاف ہوگا دین کے احکام مین یہی خیانت کریگا اس لیے کہ اوسکا تو یہ قاعدہ ہوگیا ہی یہ نہین کہ کبھی کبھی اوس سے یہ باتین سرزد ہون اور وہ اونپر شرمندہ ہو اس صورت مین اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وغیرہ یہ سب قضایا کلیہ ہونگے نہ جزئیہ اور ظاہر ہے کہ ایسا شخص جو کبھی ہمیشہ یہ قاعدہ ہو مومن نہین ہوسکتا تحفۃ الالمعی مین ہے کہ منافق دو قسم ہین ایک یہ کہ دلمین کفر ہو صرف زبان سے اسلام کا اقرار کرے حضرت کہیوقت مین جو منافق تہے اسیطرح کے تھے دوسرے یہ کہ دلمین کفر نہین بلکہ اسلام ہے لیکر بہت اعتقاد اور فسق و فجور مین گرفتار رہا اس حدیث مین دوسری قسم کا نفاق مراد ہے یعنی ایمان کے لائق تو یہ تہا کہ آدمی ان بدکاریون سے بچتا پھر جب ان کامون مین گرفتار رہا تو اسلام کا لطف اوس مین کچھ ظاہر نہوا اسواسطے اوسکو منافق فرمایا

عن اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰیَۃُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی نشانیان تین ہین جب بات کرے تو جھوٹی جب وعدہ کرے تو خلاف جب امانت لیوی تو خیانت کرے اوسمین

عن اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ عَلَامَاتِ الْمُنَافِقِ ثَلٰثَۃٌ اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی نشانیان تین ہین جب بات کرے تو جھوٹی جب وعدہ کرے تو خلاف جب امانت لیوی تو خیانت کرے اوسمین

عن الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ اٰیَۃُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّہٗ مُسْلِمٌ **ترجمہ** اس روایت مین ہی کہ منافق کی نشانیان تین ہین اگرچہ روزہ رکہے اور نماز پڑہے اور اپنے تئین مسلمان کہے

عن اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ یَحْیٰی بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ وَذَکَرَ فِیْہِ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّہٗ مُسْلِمٌ **ترجمہ** وہی جو اوپر

گذرا **باب** بیان حال ایمان من قال لاخیہ المسلم یا کافر ترجمہ جس نے اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہا اوسکے ایمان کا بیان **عن** ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کفر الرجل اخاہ فقد باء بہا احدھما ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی مرد نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو وہ بات دونون مین سے کسی پر ضرور پلٹے گی **ف** یعنے اگر وہ کافر درحقیقت مین جسکو کافر کہا تو بجا ہوا اور اگر وہ کافر نہین تو اُسوقت کفر کہنے والے پر پلٹ پڑیگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی اپنی زبان کو روکی رکھے ہر ایکسکو بے دلیل یقینی کافر نہ کہے شاید اسپر پلٹ پڑے اور خدا کے غضب مین گرفتار ہو ہان یون کہنا مضایقہ نہین کہ فلان شخص کافرون کے سے کام کرتا ہے اگر اوس کے عمل دین کے خلاف ہون اور اگر کسیکا کفر بدلیل قطعی ثابت ہوگیا ہو اور ضروریات دین کا وہ انکار کرتا ہو تو اُسکو شوق سے کافر کہے تاکہ کوئی اُسکی راہ پر نہ چلے اور شریعت محمدی مین خلل نہ پڑے جیسے کہ اس زمانے مین ملحد فقیر ظاہر ہوتے ہین کہ شریعت محمدی پر ہنستے ہین بیشک وہ کافر ہین **مترجم** کہتا ہے ہمارے زمانے مین ایک نیا فرقہ مسلمانون مین پیدا ہوا ہے جنکو نیچری کہتے ہین وہ گو عقل کے تابع اپنے تئین کہتے ہین پر عقل سلیم سے بہرہ نہین رکھتے وہ تمام ضروریات دین جیسے فرشتون کا شیطان کا وحی کا معجزات کا انکار کرتے ہین نماز روزہ کو لغو اور بیکار خیال کرتے ہین وہ بلاشبہ کافر ہین اور کافر بھی کیسے سخت کہ اگر کوئی مسلمان اون کے کفر مین شبہ کرے تو مین ڈرتا ہون کہین وہ خود بھی کافر نہ ہوجاوے۔ امام نووی نے فرمایا کہ اس حدیث کو بھی بعض علمانے مشکلات مین سے خیال کیا ہے اس لیے کہ اُس کے ظاہری معنے مراد نہین کیونکہ اہل حق کا مذہب ہے کہ مسلمان گناہ کرنے سے جیسے قتل یا زنا کرنے سے کافر نہین ہوتا پس اسیطرح اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہنے سے بھی کافر نہوگا جب تک دین اسلام کے بطلان کا اعتقاد نکرے اور جب یہ معلوم ہوا تو حدیث کی تاویل کئی صورتون سے کی گئی ہے ایک یہ مراد وہ شخص ہے جو اسبات کو درست جانتا ہے اس صورت مین کفر پلٹنے سے یہ مراد ہوگا کہ وہ کہنے والا خود کافر ہوجاویگا کیونکہ مسلمان کو کافر کہنا درست جانتا ہے دوسرے یہ کہ مراد کفر پلٹنے سے یہ ہو کہ اُس کا گناہ اور عیب کہنے والی پر لوٹ جاویگا تیسرے یہ کہ حدیث محمول ہے اون خوارج پر جو مسلمانون کی تکفیر کرتے ہین اور اس تاویل کو قاضی عیاض نے امام مالک سے نقل کیا ہے اور یہ ضعیف ہے اس لیے کہ اہل حق کے نزدیک خوارج بھی اور اہل بدعت کیطرف کافر نہین ہین یہی مذہب صحیح اور مختار ہے چوتھی تاویل یہ ہے کہ مراد پلٹنے سے یہ ہے کہ انجام اوسکا کفر ہوگا اس لیے کہ گناہ گویا کفر کا قاصد ہے اور جو شخص گناہ بہت کرتا ہے تو ڈر ہے کہ گناہون کی نحوست اوسکو کفر تک لیجاوے اور مؤید ہے اس تاویل کی وہ روایت جو ابوعوانہ اسفرائنی

نے اپنی کتاب مخرج علی صحیح مسلم مین نکالی کہ پہر اگر وہ شخص جسکو اسنے کافر کہا حقیقت مین کافر ہو تو خیر ورنہ کفر لوٹ آویگا اسپر اور ایک روایت مین ہی جب اپنے بھائی کو کافر کہا تو دونون مین سے ایک پر کفر واجب ہو گیا بالجملہ ان تاویل یہ ہی کہ مراد پلٹنے سے اوسکی تکفیر کا پلٹنا ہے یعنے اوسنے جو ایک مسلمان کو کافر کہا اور وہ کافر نہین تو گویا اوسنے خود اپنی تکفیر کی اس لیے کہ کہنے والا بہی مثل اوسکی ایک مسلمان ہی انتہے ماقال النووی **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرِیٍٔ قَالَ لِاَخِیْہِ یَا کَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِہَا اَحَدُھُمَا اِنْ کَانَ کَمَا قَالَ وَاِلَّا رَجَعَتْ اِلَیْہِ ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہکر پکارے تو کفر آجاویگا دونون مین سے ایک پر اگر وہ شخص جسکو اسنے پکارا کافر ہے تو خیر (کفر اوسپر رہیگا) ورنہ لوٹ آویگا پکارنے والے پر **عَنْ** اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَیْسَ مِنْ رَجُلٍ دَعَا لِغَیْرِ اَبِیْہِ وَھُوَ یَعْلَمُہٗ اِلَّا کَفَرَ وَمَنِ ادَّعٰی مَا لَیْسَ لَہٗ فَلَیْسَ مِنَّا وَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْکُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوُّ اللّٰہِ وَلَیْسَ کَذٰلِکَ اِلَّا حَارَ عَلَیْہِ ترجمہ ابوذر غفاری (جندب بن جنادہ یا بریر) سے روایت ہی انہون نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرمایا جو شخص اپنے تئین بیٹا کہے کسی کا اور جانتا ہو کہ اسکا بیٹا نہین ہی (یعنے اپنے باپ کے سوا کسی اور کو باپ بتلاوے جان بوجہکر) تو وہ کافر ہو گیا **ف** نووی نے کہا اسکی تاویل دو طرح ہے ایک تو یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو اس امر کو حلال اور جائز جانے دوسرے یہ کہ کفر سے مراد کفر شرعی نہین ہے جو مقابل ہی اسلام کے بلکہ کفر سے مقصود کفران ہی یعنے ناشکری اور احسان فراموشی اس لیے کہ باپ کا حق اوسنے فراموش کیا اور غیر کو باپ بنایا اور اسکی نظیر دوسری حدیث مین ہی آپنے فرمایا عورتون کو وہ کفر کرتی ہین یعنے ناشکری کرتی ہین خاوند کی انتہے **ف** اور جس شخص نے دعوی کیا اوس چیز کا جو اوسکی نہین ہی وہ ہم مین سے نہین ہے اور بنا لیوے وہ ٹہکانا اپنا جہنم مین **ف** اوسکی نہین ہے یعنے وہ جانتا ہے کہ یہ شی میری نہین ہی خواہ دوسری کسی کی ہو یا نہ ہو اسپر دعوی کرے کہ میری ہے تو وہ ہم مین سے نہین ہی یعنے ہمارے راہ اور طریقے پر نہین ہے کیونکہ اسلام کی شان سے جہوٹا دعوی کرنا بہت بعید ہے جیسے باپ بیٹے سے کہتا ہے تو میرا نہین ہے یعنے میری وضع اور چال پر نہین ہے اور جہنم مین ٹہکانا بنانے سے یہ غرض ہے کہ سزا اس تصور کی جہنم ہے پہر اگر خدا چاہے تو معاف کر دیوے اور توبہ سے بہی معاف ہو سکتا ہے (نووی) **ف** اور جو شخص کسیکو کافر کہکر بلاوے یا خدا دشمن کہکر پہر وہ (جسکو اس نام سے پکارا) ایسا نہ ہو (یعنے کافر نہ ہو) تو وہ کفر پلٹ آویگا پکارنیوالے پر **باب** بیان

بار دعوین اخی ای ایسر ایہ فقد

حال ایمان من رغب عن ابیہ وھو یعلم ترجمہ جو شخص اپنے باپ سے پھر جاوے اور نفرت کرے اور دوسرے کو باپ بناوے جان بوجھکر اوس کے ایمان کا حال **عن** ابی ھریرۃ یقول ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا ترغبوا عن اٰبائکم فمن رغب عن ابیہ فھو کفر ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت نفرت کرو اپنے باپوں سے (یعنے اپنے باپ کو باپ نا کہو دوسرے کو باپ بناؤ جو شخص نفرت کرے اپنے باپ سے وہ کافر ہوگیا (اسکے معنے اوپر گذر چکے) **عن** ابی عثمان قال لما ادعی زیاد لقیت ابا بکرۃ فقلت لہ ما ھذا الذی صنعتم انی سمعت سعد بن ابی وقاص یقول سمع اذنای من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یقول من ادعی ابا فی الاسلام غیر ابیہ یعلم انہ غیر ابیہ فالجنۃ علیہ حرام فقال ابو بکرۃ وانا سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ ابو عثمان (نہدی عبدالرحمن بن مل) سے روایت ہے جب زیاد کا دعوی کیا گیا **ف** اصل میں زیاد بیٹا تھا عبید ثقفی کا اور یاروں میں سے تھا حضرت علی کے پھر معاویہ نے اسکو اپنے باپ ابوسفیان کا لقطہ قرار دیا اور زیاد نے قبول کرلیا اور معاویہ کا بھائی بن بیٹھا **ف** تو میں ابوبکرہ سے ملا (زیاد اُن کا مادری بھائی تھا) اور میں نے کہا یہ تم نے کیا کیا (یعنے تمہارے بھائی نے) میں نے سعد بن ابی وقاص سے سنا وہ کہتے تھے میرے کان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جس نے اسلام میں آنکر اپنے باپ کے سوا اور کسی کو باپ بنایا تو جنت اوسپر حرام ہے **ف** اگر وہ اس امر کو درست جانکر کرے یا اوس کے فعل کی جزا یہ ہے کہ جنت حرام ہوگی اوسپر اور سوا جب اچھے لوگ جنت میں داخل ہونگے پھر خدا چاہے تو یہ جزا اوسکو دیوے یا معاف کردیوے (نووی) **ف** ابوبکرہ نے کہا میں نے خود سنا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** پھر ابوبکرہ نے اس گناہ کی وجہ سے زیاد سے ملنا چھوڑ دیا اور قسم کھالی کہ زیاد سے کبھی بات نکرونگا (نووی) سراج الوہاج میں ہے کہ لوگوں نے اس باب میں بڑی ڈھیل کی ہے یہانتک کہ بعض لوگ دوسروں کی اولاد میں بن بیٹھے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ ہم اونکی اولاد میں نہیں اور بادشاہوں اور امیروں اور نوابوں میں حرام کی نسل بہت پھیلی ہے اور باوجود اسکے وہ اپنے تئیں نسبت دیتے ہیں باپوں کیطرف حالانکہ وہ اولاد ہیں اپنی ماؤں کی اور باپ کی اولاد نہیں ہیں اور بعضوں نے اپنے تئیں سید بنالیا ہے دنیا کے طمع سے حالانکہ وہ بنی فاطمہ نہیں ہیں اور وہ جانتے ہیں اس بات کو لیکن دنیا کی وجاہت اور عزت کے خیال سے یہ طوفان جوڑتے ہیں اور اکثر ایسی ملاکت اور تباہی میں امیر اور مفلس پڑ جاتی ہیں امیر تو اپنی شان بڑھانے کے لیے اور مفلس پیسہ کمانے کے لیے اور یہ نہیں ہے مگر شیطان کے تسلط سے جس نے

اُن کے عقلون کو میٹ دیا ہے اور گمراہ کر دیا ہے خدا ایک کی ہدایت کرے **عن** سَعْدِ بْنِ اَبِیْ بَکْرَۃَ کِلَیْھِمَا یَقُوْلُ سَمِعَتْہُ اُذُنَایَ وَوَعَاہُ قَلْبِیْ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْہِ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ غَیْرُ اَبِیْہِ فَالْجَنَّۃُ عَلَیْہِ حَرَامٌ ترجمہ سعد اور ابوبکرہ دونون سے روایت ہے ہمنے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کانون نے سنا اور دل نے یاد کیا آپ فرماتے تھے جو شخص باپ بنا دے کسی اور کو اپنے باپ کے سوا تو جنت اسپر حرام ہے (غیر روکا جاویگا وہ جنت سے) **ف** مراد یہ ہے کہ اپنا نسبی باپ دوسرے کو بنا دے بغیر اس کے لطف سے اپنے تئین کہے اور شفقت کی راہ سے دوسرے کو باپ کہہ سکتا ہے **باب** بَیَانِ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُہٗ کُفْرٌ مسلمان کو گالی دینا برا کہنا گناہ ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے **عن** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُہٗ کُفْرٌ قَالَ زُبَیْدٌ فَقُلْتُ لِاَبِیْ وَائِلٍ اَنْتَ سَمِعْتَہٗ مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ یَرْفَعُہٗ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَیْسَ فِیْ حَدِیْثِ شُعْبَۃَ قَوْلُ زُبَیْدٍ لِاَبِیْ وَائِلٍ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا (یا اوسکا عیب بیان کرنا) فسق ہے (یعنے گناہ ہے اور اسپر اکر مرنیوالا فاسق ہو جاتا ہے) اور اُس سے لڑنا کفر ہے **ف** نووی نے کہا مسلمان کو ناحق برا کہنا حرام ہے باجماع امت اور اسکا مرتکب فاسق ہے لیکن مسلمان سے لڑنا کفر نہین ہے اہل حق کے نزدیک جیسے ہم اوپر کئی جگہہ بیان کر چکے تو حدیث کی تاویل کئی طرح پر ہے ایک یہ ہے کہ یہان مقاتلہ کفر سے لڑنے دوسرے یہ کہ کفر سے مراد ناشکری ہے نہ کفر شرعی تیسرے یہ کہ انجام اوسکا کفر ہے چوتھے یہ کہ یہ فعل ہے کافرون کا السراج الوہاج مین ہے کہ یہ حدیث دلیل ہے رد رافضہ کے فسق کی اور جو اُنکی مثل ہین اہل بدعت اور متزلہ اور قدریہ مین سے جو برا کہتے ہین صحابہ اور علماء سلف اور اہل حدیث کو اور دلیل ہے اُن لوگون کے کفر کی جو مسلمانون سے لڑتے ہین جیسے خوارج اور نواصب اور شیعہ اور مقلدین اپنے اپنے مذہب کی حمایت مین **مترجم** کہتا ہے اس حدیث پر مسلمانون کو التفات کرنا چاہیے اور ذری ذری بات پر جو مسلمانون سے لڑائی پر مستعد ہو جاتے ہین تو دیکھنا چاہیے کہ یہ لڑائی اونکا درجہ کہانتک پہونچاتی ہے ایک مرتکب بدعت کے لیے لڑکر اپنے تئین کافر بنانا انتہا کا جہل اور غلو ہے خدا بچاوے **عن** عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بمثلہٖ ترجمہ دوسری روایت بھی عبداللہ بن مسعود سے ایسی ہی ہے **عن** جَرِیْرٍ قَالَ قَالَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ کُفَّارًا

ف باب بیان کفر کے بیان مین

يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ترجمہ جریر بن عبداللہ بجلی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا حجۃ الوداع میں (یعنے آخری حج میں وداع کا حج اسکو اسلیے کہتے ہیں کہ آپنے لوگوں کو رخصت کیا اس حج میں اور دین کے احکام بتلائے اور دو سرے سال آپ کی وفات ہوئی) چپ کرو لوگوں کو (تاکہ وہ سنیں اس ضروری بات کو) پھر فرمایا میرے بعد (یعنے اس موقف کے بعد یا وفات کے بعد) کافر نہ بن جانا ایک دوسرے کی گردنیں مار کر ف یعنی اتفاق سے رہنا اور سب ملکر کافروں سے لڑنا تاکہ اسلام کو ترقی ہو اور جو پھوٹ کرو گے اور آپس ہی میں ایک دوسرے کو مارو گے تو خود کافر ہو جاؤ گے امام نووی نے کہا اس حدیث کی تفسیر میں سات قول ہیں ایک یہ مراد وہ لوگ ہیں جو آپس میں لڑنا درست جانیں ناحق تو بلاشبہ کافر ہیں دوسری یہ کہ مراد کفر سے ناشکری ہے اسلام کی حق کی میرے یہ کہ وہ کفر سے قریب ہو جاویں گے اور یہ فعل انکو کفر تک پہونچا دیگا جو تیسری یہ کہ یہ فعل کافروں کا سا ہے باجتہاد یہ کہ مراد کفر ہے حقیقۃً اور غرض آپ کی یہ ہے میرے بعد کافر نہو جانا اسلام پر قائم رہنا چھٹی وہ جو حکایت کیا خطابی وغیرہ نے کہ مراد کفار سے سلح پوش ہیں یعنے ہتیار بند ہو کر ایک دوسرے کی گردن نہ مارنا اور کافر سلاح پوشش کو بھی کہتے ہیں ساتویں یہ کہ سب کافر کہنا ایک دوسرے کو پھر گردنیں مار و کفر کے بہانے سے اور سب میں ظاہر جو تیسری تاویل ہے اور اسیکو اختیار کیا ہے قاضی عیاض نے عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ ترجمہ عبداللہ بن عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی روایت کیا ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَيْحَكُمْ اَوْ قَالَ وَيْلَكُمْ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حجۃ الوداع میں ویحکم یا ویلکم ف قاضی عیاض نے کہا یہ دونوں کلمے عرب کے لوگ تعجب اور ردمیں استعمال کرتے ہیں سیبویہ نے کہا ویل اوسکے لیے کہتے ہیں جو تباہی میں پڑ جاوے اور ویح رحم کے لیے اور منقول ہے ان سے کہ ویح زجر ہے اوس شخص کے لیے جو ہلاکت کے قریب ہو اور ان کلموں سے بددعا مقصود نہیں ہے فقط رحم اور تعجب مقصود ہے اور حضرت عمر سے مروی ہے کہ ویح رحمت کا کلمہ ہے اور ہروی نے کہا کہ ویح اوس شخص کے لیے کہتے ہیں جو آفت میں پڑ جاوے اور اوس کے سزاوار نہو اور ویل اوس کے لیے جو سزاوار ہو تو ویح سے رحم مقصود ہوتا ہے اور ویل سے نہیں (نووی) ت مت ہو جانا میرے بعد کافر گردنیں مارنے لگو ایک دوسرے کی عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ شُعْبَةَ عَنْ وَاقِدٍ ترجمہ ابن عمر سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **باب** اِطْلَاقِ اسْمِ الْكُفْرِ عَلَى الطَّعْنِ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةِ

نسب مین طعنہ کرنے والے پر اور میت پر چلا کر رونے والے پر کفر کا اطلاق عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِثْنَانِ فِی النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ اَلطَّعْنُ فِی النَّسَبِ وَالنِّیَاحَةُ عَلَی الْمَیِّتِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو باتین لوگون مین موجود ہین اور وہ کفر ہین ایک طعنہ کرنا نسب مین ف یعنے کسی کی ذات پر تہمت لگانا کہ وہ شریف نہین ہین یا اون کا خاندان برا ہے یا لونڈی کے جنے ہین یہ سب کافرون کی تقلید ہے کیونکہ عرب کے کفار زمانہ جاہلیت مین اپنی حسب نسب پر بڑا فخر کرتے تھے اور دوسرون کی نسب پر طعن تشنیع کرتے تھے مسلمانون کو ہرگز یہ بات سزاوار نہین اسلئے کہ سب بنی آدم ہین اور فضیلت اور بزرگی علم اور اعمال صالحہ سے ہے اور قیامت مین بھی ہر شخص کو اسکے عمل کام آوینگے ذات اور نسب کچھ کام نہ آویگا جیسے دوسری حدیث مین صاف مصرح ہے ف دوسری چلا کر رونا میت پر (اس کے اوصاف بیان کر کے جسکو نوحہ کہتے ہین) ف لونڈی نے کہا اندونون کے کفر ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ کافرون کے فعل ہین اور جاہلیت کی عادات ہین یا وہ سودی ہوتے ہین طرف کفر کی یا مراد کفران نعمت ہے اور ناشکری یا حلال جانکر کرنا ان کاموں کو وہ قبلا شبہ کفر ہے اور اس حدیث سے بڑی برائی نکلی نوحہ کی اور نسب مین طعنہ کرنے کی اور ہر ایک کے باب مین مشہور حدیثین آئی ہین بَابُ تَسْمِیَةِ الْعَبْدِ الْاٰبِقِ کَافِرًا غلام اپنے مولی کے پاس سے بہاگ جاوے اسکو کافر کہنا عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ جَرِیْرٍ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ یَقُوْلُ اَیُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ مِنْ مَوَالِیْهِ فَقَدْ كَفَرَ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَیْهِمْ فَقَالَ مَنْصُوْرٌ قَدْ وَاللّٰهِ رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنِّیْ اَكْرَهُ اَنْ یَّرْوِیَ عَنِّیْ هٰهُنَا بِالْبَصْرَةِ ترجمہ منصور بن عبدالرحمن (اشل غدانی بصری فقیہ کہا اوسکو احمد بن حنبل اور یحیی بن معین نے اور ضعیف کیا اوسکو ابو حاتم نے) سنا شعبی سے انہون نے جریر سے وہ کہتے تھے جو غلام اپنے مالکون کے پاس سے بہاگ جاوے وہ کافر ہوگیا (یہان کفر سے مراد ناشکری ہے کیونکہ اس نے اپنے مالک کا حق ادا نکیا) جبتک لوٹ کر نہ آوے اون کے پاس منصور نے کہا قسم خدا کی یہ حدیث تو مرفوعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے (پر مین نے یہان موقوفا بیان کی جریر کا قول) لیکن مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث بجہ روایت کی بادے اس جگہ بصری مین ف یہ منصور نے خاص خاص لوگون سے کہدیا اور مرفوعا روایت کرنا انہون نے اس لیے برا جانا کہ بصرے مین اُس زمانے مین خوارج کا زور تھا جو گناہ کبیرہ کرنیوالے کو کافر کہتے اور ہمیشہ کے جہنم کا مستحق کرتے تو منصور کو ڈر ہوا کہین خوارج اس حدیث کی سند نہ پکڑین اور اوپر ہم خوارج کا مذہب اور

ف اثنتان

ف تقلید

ف روایۃ عن رسول اللہ

اوسکا بطلان بیان کرچکے ہین (نووی) **عَنْ** جَرِیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَیُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْہُ الذِّمَّۃُ **ترجمہ** جریر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو غلام بھاگ جاوے اوس سے ذمہ اترگیا (یعنی اسلام کی پناہ جاتی رہی یا پہلے جو اوسکی رعایت ہوتی تھی وہ نہ ہوگی اور
مالک کو اختیار دیا جاویگا اوسکی ضرب اور حبس کا) **عَنْ** جَرِیْرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
اِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَہٗ صَلٰوۃٌ **ترجمہ** جریر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
غلام بھاگ جاوے تو اوسکی نماز قبول نہ ہوگی **ف** امام مازری نے اسکی تاویل کی ہے اور قاضی عیاض
نے اسکی پیروی کی ہے وہ یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اُس غلام پر جو بھاگنے کو حلال سمجھے وہ تو کافر ہے اوسکی توبہ
قبول نہین اور شیخ ابو عمرو نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ خواہ وہ حلال سمجھے یا نہ سمجھے اوسکی نماز قبول
نہین اور قبول نہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ نماز درست نہ ہو کیونکہ قبول نہ ہونا باعث ہے سقوط ثواب کا اور صحیح
نہ ہونا باعث ہے وجوب قضا کا نووی نے کہا یہ کلام بیشک عمدہ ہے اور ہماری جمہور علما نے کہا ہے کہ مغصوب
گھر مین نماز صحیح ہے مگر ثواب نہ ہوگا اور فتاوی ابی النضر مین مین نے دیکھا کہ عراق کے اصحاب کا یہ قول محفوظ ہے
کہ مغصوب گھر مین نماز صحیح ہے اور فرض ذمہ سے ساقط ہوجاویگی پر ثواب نہ ہوگا ابو منصور نے کہا کہ خراسان کے
علما نے اسمین اختلاف کیا بعضون نے کہا نماز ہی صحیح نہ ہوگی انتہے **باب** بَیَانِ کُفْرِ مَنْ قَالَ مُطِرْنَا
بِالنَّوْءِ کافر ہونا اُس شخص کا جو کہے پانی پڑا تارون کی گردش سے **عَنْ** زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُھَنِیِّ
قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃَ الصُّبْحِ بِالْحُدَیْبِیَۃِ فِیْ اِثْرِ سَمَاءٍ کَانَتْ
مِنَ اللَّیْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ فَقَالَ ھَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّکُمْ قَالُوا اللّٰہُ
وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِیْ مُؤْمِنٌ بِیْ وَکَافِرٌ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا
بِفَضْلِ اللّٰہِ وَرَحْمَتِہٖ فَذٰلِکَ مُؤْمِنٌ بِیْ کَافِرٌ بِالْکَوْکَبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ کَذَا
وَکَذَا فَذٰلِکَ کَافِرٌ بِیْ مُؤْمِنٌ بِالْکَوْکَبِ **ترجمہ** زید بن خالد جہنی سے روایت ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی صبح کی ہمارے ساتھ حدیبیہ مین (جو ایک مقام کا نام ہے قریب مکہ کے)
اور رات کو پانی پڑچکا تھا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگون کیطرف مخاطب ہوئے اور فرمایا تم جانتے ہو
تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا اونہون نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے کہا اللہ تعالی
نے فرمایا میرے بندون مین سے بعضون کی صبح ایمان پر ہوئی اور بعضون کی کفر پر تو جس نے کہا پانی پڑا

اللہ کی فضل اور رحمت سے وہ ایمان لایا پھر اور کافر ہوا تاروں سے اور جس نے کہا پانی پڑا تاروں کی گردش سے وہ کافر ہوا میرے ساتھ اور ایمان لایا تاروں پر ف نووی نے کہا اختلاف کیا علماء نے اوس شخص کے باب میں جو کہے پانی پڑا تاروں کی حرکت سے بعضوں نے کہا وہ درحقیقت کافر ہو گیا اور اسلام سے نکل گیا اور یہ اوس صورت میں ہے جب کہنے والا تاروں کو فاعل اور مؤثر سمجھتا ہو پانی برسانے کے لیے جیسے جاہلیت کے لوگوں کا اعتقاد تھا اور جو شخص ایسا اعتقاد رکھے اوسکے کفر میں کچھ شک نہیں اور اسی قول کیطرف جمہور علماء گئے ہیں اون میں سے ہیں امام شافعی رح اور یہی ظاہر ہے حدیث سے اور ان لوگوں نے کہا ہے اگر کوئی کہے کہ تاروں کی گردش سے پانی پڑا لیکن اوسکا اعتقاد یہ ہو کہ پانی برسانیوالا اللہ ہے اور اُسی کی رحمت سے پانی پڑتا ہے اور تارہ اگرچہ ہو تو ایک نشانی ہے پانی پڑنیکی تو وہ کافر نہوگا گو ایسا کہنا مکروہ تنزیہی ہے پر گناہ نہیں ہے اور سبب کراہت کا یہ ہے کہ یہ کلمہ مشابہ ہے کافروں کے کلمے کے اور شعار ہے جاہلیت کا اور بعضوں نے کہا کہ کفر سے مراد ناشکری ہے اور مطلب یہ ہے کہ اوس نے ناشکری کی خدا کی لیکن یہ اسی صورت میں ہے جب کہنے والا تاروں کو فاعل مؤثر نہ جانتا ہو اور مؤید ہے اس تاویل کی وہ جو دوسری روایت میں ہے کہ صبح کی بعضوں نے شکر پر اور بعضوں نے کفر پر اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کوئی نعمت اپنے بندوں کو نہیں دی پر بعضے اُن میں کے صبح کو کافر ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ آسمان سے کوئی برکت اللہ نے نہیں اوتاری پر بعضے کافر ہوئے اوسکے ساتھ تو مراد اس سے کفران نعمت ہی ہے اور نوء کا لفظ جو حدیث میں آیا ہے اس میں بڑی گفتگو ہے خلاصہ بیان کیا ہے اُسکا شیخ ابو عمرو بن الصلاح نے انہوں نے کہا نوء تاری کو نہیں کہتے بلکہ نوء کے معنے ڈوبنا یا نکلنا اور اصل یہ ہے کہ اٹھائیس تاری ایسے ہیں جنکا نکلنا تمام سال میں بعین اور معروف ہے اور وہی اٹھائیس منازل ہیں قمر کی یعنے چاند کی ہر تیرہ رات کے بعد ایک تارہ اُن میں سے مغرب کیطرف ڈوب جاتا ہے اور دوسرا مقابل اوسکے اوسیوقت مشرق میں نکلتا ہے تو جاہلیت کے لوگ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ جب پانی پڑتا تو اُس تارے کیطرف نسبت دیتے جو ڈوب جاتا اور اصمعی نے کہا کہ اوس تاری کیطرف جو نکلتا مشرق سے ابو عبید نے کہا نوء سے ڈوبنا اسی مقام پر مراد ہے پھر کبھی نوء خود تاری کو کہتے ہیں زجاج نے کہا جو تاری مغرب کیطرف ڈوبیں اُنکو نوء کہتے ہیں اور جو مشرق کیطرف نکلیں انکو بارح کہتے ہیں انتہے ماقال النووی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَمْ تَرَوْا اِلٰی مَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالَ مَا اَنْعَمْتُ عَلٰی عِبَادِیْ مِنْ نِعْمَةٍ اِلَّا اَصْبَحَ فَرِیْقٌ

مِنْهُمْ بِهَا كَافِرِينَ يَقُولُونَ الْكَوَاكِبُ الْكَوَاكِبُ مرجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے جو فرمایا تمہارے رب نے فرمایا اس نے میں نے کوئی نعمت نہیں دی
اپنے بندوں کو مگر ایک فرقے نے ان میں سے صبح کو اوسکا انکار کیا اور کہنے لگے تارے ف یعنی تاروں کے پھرنے
کو اس نعمت کی علت قرار دی ابتک دنیا میں ایسے ضعیف الاعتقاد ناسمجھ لوگ موجود ہیں جو ہر شخص کی بھلائی
برائی کو اوس کے ستارے کیطرف منسوب کرتے ہیں اور قمر اور شمس اور سبعہ سیارہ کی حرکات کو خاص انسان
اور آدمیوں کے لیے مفید اور مضر سمجھتے ہیں اسمیں شک نہیں کہ اللہ تعالی نے ان بڑے بڑے جسموں کو
بیکار پیدا نہیں کیا اور چاند اور سورج کی وجہ سے منجملہ ہزارون فائدون کے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اون سے
نباتات اور حیوانات کی پرورش ہوتی ہے پر یہ تاثیر سب نباتات اور حیوانات پر بطور عموم ہے جیسے انگارا
پانی کی تاثیر انگارا اور پانی کیطرح آفتاب اور چاند کو بھی سمجھنا چاہیے کہ آفتاب یا چاند انسان کیطرح عقل نہیں
رکھتے نہ جان کہ بعضوں کو نفع پہونچاوین اور بعضوں کو نقصان اور جو اجرام علویہ کو طاقت دار اور صاحب
قوت خیال کرتے ہو تو زمین بیچاری نے کیا قصور کیا ہے کہ وہ کسی کو نفع اور ضرر نہیں پونچا سکتی حالانکہ
بنا بر ہیات جدیدہ کے زمین اور اور سیارون مین کوئی امتیاز نہیں ہے - اصل یہ ہے کہ زمانہ سابق مین
جب آلات اور دوربینین ایسی نہ تھین تو لوگون نے صرف آنکھون سے کام لیا تھا اور جہانتک اونکی آنکھون
نے کام کیا وہ یہ تھا کہ انہون نے سات تارے سیارے نکالے اور باقی ثوابت اور چاند اور سورج کو بھی ایک
ایک سیارہ خیال کیا اسی طرح پانچ سیارے اور یعنی عطارد اور زہرہ اور مشتری اور مریخ اور زحل اور چونکہ یہ اجسام
نہایت بلند اور اونچے اور چمکتے ہوئے نظر آئے اور انکی دورات ہمیشہ مختلف منازل مین زمین کے گرد پائی
گئے اس لیے عوام کیا بہت سے خواص فلاسفہ اور حکما کو بھی یہ خیال گذرا کہ یہ اجسام عقل اور نفس رکھتے ہین
اور انہون نے زمین کے مختلف واقعات اور حادثات کو جنکے اسباب پوشیدہ تھے ان سیارون کیطرف منسوب
کیا پھر یہ خیال بڑھتے بڑھتے یہانتک بڑھا کہ صابئین اور کلدانی اور مصری لوگون نے چاند اور سورج اور اور
سیارون کی پرستش شروع کردی اور شرک مین گرفتار ہوئے اللہ تعالی نے جب اسلام کی روشنی دنیا مین
پھیلائی اور یہ اعتقاد مٹانا شروع ہوا اور حضرت نے صاف فرمایا کہ منجمین جھوٹے ہین بعد اوس کے جب ہیات کی
زیادہ تحقیقات ہوئی اور بڑے بڑے آلات اور دوربینین ایجاد ہوئین تب سے تو اس اعتقاد کی جڑ اکھڑ گئی کیونکہ
سوا ان سیارون کے اور کوئی سیارے نظام شمسی مین معلوم ہوئے جیسے سیریز اور پالس اور جونو اور وستا اور

یورانس اور آفتاب مرکز عالم ٹہرا اور زمین بھی ان سیاروں کیطرح ایک سیارہ قرار پائے اور چاند زمین کے تابع قرار پایا پھر سارا کارخانہ جو ہزاروں برس سے منجمین نے قائم کیا تہا اولٹ پلٹ اور چوپٹ ہوگیا اور محال ہو کہ مشتری اور مریخ اور زحل وغیرہ کی تاثیر تو خاص خاص آدمیون پر ہوتی ہو اور سیریز اور پالس اور یورانس وغیرہ کی نہ ہوتی تو حالانکہ وہ بہی اون کیطرح سیارے ہین پہر محال ہو کہ زمین جسپر ہم سب بستے ہین اور وہ بہی ایک سیارہ ہے اُسکی تاثیر ہم پر نہ ہو اور ان سیارون کی باوصف اسقدر بعد کے ہمارے اوپر یہ قدرت اور طاقت ہو دور کے ڈہول سہاونے زمین بیچاری گہر کی مرغی ہے اوس کی کوئی قدر اور منزلت نہین اوسکو کہودتے ہین کوٹتے ہین مارتے ہین اوسپر چلتے ہین پاؤن سے روندتے ہین پہر دور کے تارے چمکتے اور اوپچے دیکہکر مقدس اور پاکیزہ خیال کیے جاتے ہین حالانکہ ان سیارون پر اگر جانا ہوسکے تو صاف معلوم ہوجاوے کہ بعضے ان مین سے زمین سے بہی میلے اور کچیلے اور غار اور پہاڑ دار ہین خود چاند مین دوربین سے اتنی بڑی بڑی غار معلوم ہوتی ہے کہ ہزارہا صدہا میل کی اُنکی گہرائی ہے معاذ اللہ وہ کیسے مہیب اور تاریک ہونگے اور دور سے چاند کا وہ حسن ہے کہ معشوقون کے مُنہ کو اس سے تشبیہ دیتے ہین یہی حال ہے انسان کا وہ بغیر غور اور فکر کیے ہوئے اور بغیر اپنے فکر کو میزان مقررہ سے جانچے ہوئے ایک خیال کو جما لیتا ہے اور اُسکا پیرو ہوجاتا ہے خیر یہ تاریکی تو بڑے بڑے حہام مین اور چمکتے اور روشن مین خدائی مار ان لوگون کی عقل پر جو پتہرون اور دریاؤن اور پہاڑون اور درختون اور جانورون کو پوجتے ہین اور اُنکو اپنا معبود و مالک اور متصرف خیال کرتے ہین بلکہ اپنے ہاتہہ سے ایک بیجان پتلہ مٹی یا تانبے یا چاندی یا سونیکا بناکر اوسکو پوجتے ہین خدا کو اپنی خواہش کے موافق گڑہا کرتے ہین اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ اور بعضے جو اُنکی نسبت ذرا عاقل ہین وہ آدمیون اور جنون کو پوجتے ہین اور آدمی کی سی بے ثبات اور ناپایدار ہستی کو معاذ اللہ خدا بناوتے ہین آدمی کو خدا کا بیٹا یا محبوب خیال کرکے اوسکو مقدس اور لائق عبادت کے جانتے ہین حالانکہ وہ آدمی جب مُردہ تہے تو دنیا کی کسیبات مین اور آدمیون سے ممتاز نہ تہے کہاتے وہ تہے پیتے وہ تہے مُوتتے وہ تہے جیسے اور آدمی مرے وہ بہی مرگئے یا مرنیوالے ہین پہر اونکو خدائی سے کیا علاقہ وہ تو ہماری طرح خدا کی ایک مخلوق ہین اور اصل یہ ہے کہ ان لوگون نے اب تک سچے خدا کو نہین پہچانا اور اُسکی عظمت اور بڑائی اور تقدس پر غور نہین کیا ورنہ ایسی ناپاک بات کہتے ہوئے اونکو شرم آتی اور وہ سچے مقدس خداوند کی درگاہ مین ایسی بے ادبی نہ کرتے خداوند کریم کی عظمت اُسکی مخلوقات مین غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے زمین جسکی ایک ادنی مخلوق ہے جسکا محیط چوبیس ہزار میل اور قطر قریب آٹھہ ہزار میل کے ہے پہر مشتری جو ہمارے نظام

شمسی مین ایک سیارہ ہی وہ ہماری اس زمین سے ہزار حصے بڑا ہے اور اسکا قطر نولاکھ میل ہے اسی طرح زحل مین ہی قریب چھ سو زمین کے بڑا ہے اور اسکا قطر اناسی ہزار میل ہے اسی طرح اور سیارے کچھ زمین سے بڑے کچھ چھوٹے کچھ زمین کے برابر ہین ہماری زمین کو ایک چاند روشنی کے لیے عنایت ہوا ہی وہ بھی اس قدر بڑا ہی کہ اوسکا قطر دو ہزار میل سے زیادہ ہے اور مشتری کو چار چاند اور زحل کو سات چاند اور یورانس کو چھ چاند بوجہ اسکے کہ آفتاب سے بہت دور ہین عنایت ہوئی ہین پھر آفتاب جو ان سب سیارون کا مرکز ہے اوسکی بڑائی اسقدر ہی کہ وہ اکیلا ہماری زمین سی تیرہ لاکھ حصے بڑا ہے اور زمین سی نو کروڑ پچیس لاکھ میل بعد رکھتا ہی اگر آفتاب کی قدر کو برابر ایک کھڑے کو سمجھو تو زمین کی قدر ایک مٹر کے برابر ہوگی اگر آفتاب کی قریب سی توپ چھوڑی جاوے تو زمین تک اُسکا گولہ اوتیس برسین بھی نہین پہونچیگا اب یہ سب سیارے اس آفتاب کے گرد پھرتے ہین اور اُس سے گرمی اور روشنی حاصل کرتے ہین زمین کی حرکت اسقدر تیز ہے کہ ایک سو بیس گنا جلد توپ کے گولے سے پھر رہی ہے اور اٹھاون ہزار میل ایک گھنٹے مین طی کرتی ہے اسی طرح اور تارے بھی اپنی اپنی مدار پر بڑے سرعت اور تیزی سی گھوم رہے ہین پھر آفتاب ان سب بڑے بڑے جسمون کو لیے ہوئے معلوم نہین کس کے گرد گھوم رہا ہے اپسوا ان سیارون کے خود ہمارے نظام مین بڑے بڑے دمدار تارے ہین جنکی عظمت پر خیال کرنے سی خدا کا خوف دلمین آجاتا ہے ایک دم دار تارے کی دم دس کروڑ میل سے بھی زیادہ لمبی حساب کی گئی تھی اور یہ دم دار تارے ایسی تیز روی ہین کہ انکی تیز روی خیال سی باہر ہے یہ آفتاب پاس آتے ہین اور چکر کھاتے ہین پھر اپنے کجرو راستون مین نہایت جلد چلے جاتے ہین ۱۸۵۸ء مین ایک دمدار تارہ ایسا زمین کے نزدیک آگیا تھا کہ چاند اور زمین کے بیچ مین ہوگیا تھا اور چاند کو نظر سے چھپا دیا تھا وہ دمدار جو ۱۷۶۱ء مین نمودار ہوا تھا زمین کے ایسا نزدیک آیا کہ زمین کی قوت جاذبہ نے اوسکی چلنے پر اثر کیا تھا اگر وہ دم دار ہماری اس زمین سے ٹکرا کھا کر ایک صدمہ پہونچاتا تو زمین ہم تمام سمندرون اور پہاڑون کے پانی کی ایک بوند کیطرح یا پتھر کی ایک ٹھیکری کیطرح کسی زبردست اور بڑے تارے پر جا پڑتی لیکر وہ اپنی تیز روی سے مشتری کے چاندون کے بیچ مین سے ہوکر نکل گیا اگر ان چاندون مین سی کوئی آپ نہایت تیز رو مین سی کو اس تیز رو دمدار سے ٹکر لگ جاتی تو ایک یا دونون ٹوٹ جاتے پر خدا کی نظر اپنی سب مخلوقات پر ہی اور وہ سب کی نگہبانی اور حفاظت کرتا ہے اب یہ سارا ہمارا نظام شمسی سمیت اپنے سب سیارون اور دمدار ستارون وغیرہ کے خدا کے اون مصنوعات کے مقابلے مین جو آسمان پر بکثرت معلوم ہوتی ہین

بیقدر ہے اسلیے کہ یہ جو بے شمار سی صدہا ہزارہا آسمان پر چمکتے نظر آتے ہین ہر ایک ان مین سے بمنزلہ ایک ایک آفتاب کے ہے اور اسی طور پر ہر ایک کو ان مین سے سیارے عنایت ہوئے ہین پس کیا کیا عجیب قدرت خدا کی ہے رات کو آسمان کیطرف دیکھکر غور کرو کہ جتنے ستارے دور بین سے نظر آتے ہین وہ آٹھہ کروڑ ہین ان مین سے ایک ایک اس آفتاب کی مانند روشن ہے اور خیال مین یون آتا ہے کہ ایک ایک ان مین سے اس آفتاب کے موافق اپنے اپنے جلو مین سیارون کو رکھتا ہے اور انکو گرمی اور روشنی دیتا ہے اسلیے شہنشاہ بے پرواہ قادر مطلق سچے خداوند کی قدرت انسان کے فہم اور ادراک اور قیاس کو پریشان کرتی ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر لحظہ ہمین اور دوم دار ستارون اور سیارون اور لاکہون کروڑون آفتابون اور سیارون کی حفاظت کرتا ہے اور اپنی بے انتہا قدرت اور اختیار سے ان بیشمار عالمون کو اپنے مقررہ راہون پر چلاتا ہے اور ایک ہی دوسرے کو لڑنے اور ٹکر کہانے نہین دیتا پھر ان ثوابت کا بعد زمین سے اس قدر زیادہ ہے کہ سمجھ مین نہین آتا کوئی آدمی انکے بعد کا حساب نہین کر سکتا ستر لاکھہ برس مین جتنی دور توپ کا گولہ جاویگا نزدیک ترین ستارہ اس سے بھی زیادہ دور ہے پھر کون جستجو کر کے اللہ کی قدرت کو پا سکتا ہے اور کون خدا کے کمالات کو دریافت کر سکتا ہے اب ایسے خداوند عظیم الشان کی جلال اور بزرگی کے سامنے انسان کا کیا رتبہ ہے جو اوسکی ایک ادنی مخلوق یعنی زمین کا ٹکڑا ہے اور وہ کس منہ سے خدائے کا دعوی کرتا ہے یا جہاڑ یا پہاڑ یا دریا یا چاند یا سورج یا آدمی یا جن یا قبر ولی یا نبی کی پرستش کرتا ہے اور اپنے ایسے خداوند عظیم الشان کیطرف اپنے دلکو متوجہ نہین کرتا اور اوسکو چھوڑکر اور دن سے مدد چاہتا ہے اور اور دن سے اپنی حاجتین مانگتا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ما انزل اللہ من السماء من برکۃ الا اصبح فریق من الناس بہا کافرین یترل اللہ الغیث فیقولون الکوکب کذا وکذا فی حدیث المرادی بکوکب کذا وکذا ۔ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے آسمان سے کوئی برکت نہین اوتاری مگر صبح کو ایک فرقہ اسکا انکار کرنے لگا اللہ مینہ برساتا ہے اور لوگ کہتے ہین فلان فلان تارہ (نکلا یا ڈوبا اوس کی وجہ سے مینہ برسا) یا فلان تارے فلان تارے کے سبب سے عن ابن عباس قال مطر الناس علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصبح من الناس شاکر ومنہم کافر قالوا ہذہ رحمۃ اللہ وقال بعضہم لقد صدق نوء کذا وکذا فنزلت ہذہ الآیۃ فلا اقسم بمواقع النجوم حتی بلغ وتجعلون رزقکم انکم تکذبون

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے بارش پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو آپ نے فرمایا صبح کی لوگوں نے بعضوں نے شکر پر اور بعضوں نے کفر پر جنہوں نے شکر کیا انہوں نے کہا یہ اللہ کی رحمت ہے اور جنہوں نے کفر کیا انہوں نے کہا فلاں نوء فلاں نوء سچ ہوئی پھر یہ آیت اتری فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ اخیر تک **ف** یعنی میں قسم کھاتا ہوں تاروں کی ڈوبنے کی یا نکلنے کی اور یہ قسم اگر سمجھو تو بڑی قسم ہے اخیر تک یہاں تک کہ فرمایا تم اپنا حصہ بھی لیتے ہو کہ جھٹلاتے ہو شیخ ابو عمرو نے کہا یہ مقصود نہیں کہ یہ سب آیتیں نوء کے باب میں اوترین کیونکہ تفسیر اسکا ادا نہیں کرتی ہے بلکہ یہ آیت وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ نوء کے باب میں اوتری اور باقی اور باب میں اللہ ابن عباس سے ایک روایت میں صرف یہی آیت مذکور ہے اور اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ تم اپنا شکر یا اپنے رزق کو شکر یا اپنا حصہ بھی لیتے ہو کہ جھٹلاتے ہو خدا کی رحمت کو اور نسبت کرتے ہو روزی کی تاروں کی طرف **باب** الدلیل علی ان حب الانصار وحب علی رضی اللہ عنہم من الایمان وعلامات بغضہم من علامات النفاق انصار سے اور حضرت علی رضی سے محبت رکھنا ایمان میں داخل ہے اور ان سے بغض رکھنا نفاق کی نشانی ہے **عن** انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایۃ المنافق بغض الانصار وایۃ المؤمن حب الانصار ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی نشانی یہ ہے کہ انصار سے دشمنی رکھے اور مومن کی نشانی یہ ہے انصار سے محبت رکھے **ف** کیونکہ انصار وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں بلوایا پھر ہر طرح سے آپ کی مدد کی گویا اسلام کو جمانے والے اور قائم کرنے والے انصار ہی ہیں تو ان سے محبت رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے **عن** انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال حب الانصار ایۃ الایمان وبغضہم ایۃ النفاق ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور ان سے دشمنی رکھنا نفاق کی نشانی ہے **عن** عدی بن ثابت قال سمعت البراء یحدث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال فی الانصار لا یحبہم الا مؤمن ولا یبغضہم الا منافق فمن احبہم احبہ اللہ ومن ابغضہم ابغضہ اللہ قال شعبۃ قلت لعدی سمعتہ من البراء قال ایای حدثت ترجمہ عدی بن ثابت سے روایت ہے میں نے براء بن عازب سے سنا وہ حدیث بیان کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے انصار کے باب میں کہ انکا دوست مومن ہے اور ان کا دشمن منافق ہے اور جس نے ان سے محبت کی اللہ اس سے محبت کریگا اور جس نے ان سے دشمنی کی اللہ اس سے دشمنی کریگا شعبہ نے کہا میں نے عدی سے

پھر ہمام نے یہ حدیث برابر سنی انہوں نے کہا برابر اسنے مجھ سے یہ حدیث بیان کی عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یُبْغِضُ الْاَنْصَارَ رَجُلٌ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ترجمہ ابوہریرہ رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار سے کبھی دشمنی نہ رکھیگا وہ شخص جو ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت پر عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُبْغِضُ الْاَنْصَارَ رَجُلٌ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا یہ روایت ابوسعید سے ہے عَنْ زِرٍّ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّۃَ وَبَرَأَ النَّسَمَۃَ اِنَّہٗ لَعَھْدُ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیَّ اَنْ لَا یُحِبَّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا یُبْغِضُنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ ترجمہ زر بن حبیش اسدی کوفی جو اکیسو بیس یا تیس یا سائیس برس کا ہو کر مرا اور اس نے جاہلیت کا زمانہ دیکھا تھا نے کہا حضرت علی نے فرمایا قسم ہے اوسکی جس نے دانہ چیرا (پھر اوسمیں سے گھاس اوگائی) اور جان بنائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ نہیں محبت رکھیگا مجھ سے مگر مومن اور نہیں دشمنی رکھیگا مجھ سے مگر منافق ف حضرت علی رضی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور آپ کے داماد تھے اور بچپنے سے ایمان لائے تھے اور آپ اُن سے بہت محبت رکھتے تھے جب لڑائیوں میں گئے ہوئے تو بہت مدد کی انہوں نے آپ کی اور لڑائیوں میں بڑی بہادری اور جانبازی کی اور سخت کافروں کو مارا تو اُن کا احسان ہر ایک مسلمان پر ہے اور ہر ایک مسلمان کو اون سے محبت رکھنا ضرور ہے

باب بَیَانِ نُقْصَانِ الْاِیْمَانِ بِنُقْصِ الطَّاعَاتِ وَبَیَانِ اِطْلَاقِ لَفْظِ الْکُفْرِ عَلٰی غَیْرِ الْکُفْرِ بِاللّٰہِ کَکُفْرِ النِّعْمَۃِ وَالْحُقُوْقِ

ایمان کا گھٹنا عبادت کی کمی سے اور ناشکری اور احسان فراموشی کو کفر کہنا عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ یَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَاَکْثِرْنَ الْاِسْتِغْفَارَ فَاِنِّیْ رَاَیْتُکُنَّ اَکْثَرَ اَھْلِ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَاَۃٌ مِّنْھُنَّ جَزْلَۃٌ وَمَا لَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَکْثَرُ اَھْلِ النَّارِ قَالَ تُکْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ مَا رَاَیْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِیْنٍ اَغْلَبَ لِذِیْ لُبٍّ مِّنْکُنَّ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّیْنِ قَالَ اَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَھَادَۃُ امْرَاَتَیْنِ تَعْدِلُ شَھَادَۃَ رَجُلٍ فَھٰذَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَتَمْکُثُ اللَّیَالِیَ مَا تُصَلِّیْ وَتُفْطِرُ فِیْ رَمَضَانَ فَھٰذَا نُقْصَانُ الدِّیْنِ ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عورتو کی جماعت تم صدقہ دو اور استغفار کرو کیونکہ میں نے دیکھا اکثر جہنم میں عورتیں ہیں ایک عقلمند عورت

بولی یارسول اللہ کیا سبب عورتین کیون زیادہ ہین جہنم مین آپنے فرمایا وہ لعنت بہت کرتی ہین اور خاوند کی ناشکری کرتی ہین مین نے نقل اور دین مین کم اور عقلمند کو بیعقل کرنے والی تم سے زیادہ کسیکو نہ دیکہا وہ عورت بولی ہمارے عقل اور دین مین کیا کمی ہے آپنے فرمایا عقل کی کمی تو اس سے معلوم ہوتی ہے کہ دو عورتون کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے اور دین کی کمی یہ ہے کہ عورت کئی دن تک (ہر مہینہ مین) نماز نہین پڑہتی (حیض کیوجہ سے) اور رمضان مین روزہ نہین رکہتی (حیض کے دنون مین) **ف** نووی نے کہا احدیث سے بہت سی باتین معلوم ہوتی ہین ایک تو ترغیب صدقہ اور نیک کامون کی اور استغفار بہت کرنیکی دوسرے یہ کہ نیکیون سے گناہ مٹ جاتے ہین جیسے قرآن سے ثابت ہے تیسری یہ کہ خاوند کی ناشکری اور احسان فراموشی بڑا گناہ ہے اور جہنم کا وعدہ اوسی گناہ مین ہوتا ہے جو کبیرہ ہو چوتھی یہ کہ لعنت کرنا بہی ایک گناہ ہے مگر کبیرہ نہین کیونکہ آپنے فرمایا وہ لعنت بہت کرتی ہین اور صغیرہ کو بہت کرنا کبیرہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر لعنت کرنا اوسکو قتل کرنے کے برابر ہے اور اتفاق کیا ہے علمانے لعنت کے حرام ہونے پر اور لعنت کہتے ہین لعنت مین دور کر دینے اور نکال دینے کو اور شرع مین اللہ کی رحمت سے دور کرنے کو تو درست نہین ہے یہ بات کہ دور کرین اللہ کی رحمت سے کسی کو جب تک اوسکا حال اور اوسکی خاتمہ کا حال یقینا معلوم نہو اسلیے علما نے کہا ہے کہ کسی شخص خاص پر لعنت کرنا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر درست نہین یہانتک کہ جانور پر بھی جب تک بعض شرعی سے یہ بات معلوم نہو کہ وہ کفر پر مرے یا کفر پر مریگا جیسے ابوجہل یا ابلیس لیکن لعنت کرنا اوصاف کے ساتھہ تو حرام نہین ہے اور حدیث مین لعنت آئی ہے اوس عورت پر جو بال جوڑے یا جوڑا دی گودنا گودے یا گدوا وے سود کہانیوالی پر کہلانیوالے پر تصویر بنانے والون پر ظالمون پر فاسقون پر کافرون پر جو زمین کی نشانی مٹا دے یعنی جو غلام اپنے مالک کے سوا اور کسیکو مالک بنا وے جو اپنے باپ کے سوا اور کسی کو باپ بنا وے جو اسلام مین بدعت نکالے یا بدعتی کی مدد کرے غیرہ غیرہ بہت لوگون پر پانچوین یہ کہ کفر کا اطلاق سوا کفر شرعی کے ناشکری اور احسان فراموشی پر بھی ہوتا ہے چھٹی یہ کہ ایمان مین زیادتی اور کمی ہوتی ہے ساتوین یہ کہ امام اور حاکم کو نصیحت کرنا اپنی دعا یا کو اور اون کو ڈرانا گناہون سے اور رغبت دلانا عبادتون کی درست ہے آٹھوین یہ کہ شاگرد کو استاد سے اور رعیت کو امام سے پوچہنا اور سوال کرنا درست ہے جب اوسکی سمجہ مین کوئی بات نہ آوے نوین یہ کہ صرف رمضان کا لفظ کہنا درست ہے ماہ رمضان یا شہر رمضان کہنا ضرور نہین امام ابوعبداللہ مازری نے کہا یہ جو عورتون کی عقل کی کمی اونکی گواہی سے نکالی یہ اشارہ ہے اوس آیت

بیان لعنتون

اطلاق کفر

کیطرف ان کی نسبت ہو اخیر تک بغیر اگر ایک عورت بہلا جاوے تو دوسری اسکو یاد دلاوے اس سے معلوم ہوا کہ عورتون مین ضبط اور حفظ کم ہے اور اختلاف کیا ہے لوگون نے عقل مین بعضون نے کہا عقل علم کو کہتے ہین اور بعضون نے کہا علم ضروریہ کو اور بعضون نے کہا عقل ایک قوت ہے جس کی وجہ سے تمیز ہوتی ہے معلومات کے حقائق مین اور عقل کی حقیقت اور اسکے اقسام مین بہت اختلاف ہے جو مشہور ہے اور کوئی حاجت اسکے بیان کرنے کی اس مقام پر نہین ہے بہر اختلاف کیا ہے لوگون نے معقل کی جگہ مین متکلمین نے کہا کہ عقل کی جگہ دل ہے اور بعضی علما نے کہا ہے کہ عقل کی جگہ دماغ ہے مصنف رحمہ اللہ کہتا ہے کہ حال کے حکیمون نے بہت دلائل سے یہ بات ثابت کی ہے کہ عقل اور تمام قوی مدرکہ کا طرف دماغ ہے اور جس شخص کو یہ دلائل دیکھنا ہو وہ حکمت کی کتابون کیطرف رجوع کرے اور عمدہ معنی عقل کا یہ ہے کہ بوجہ مختلف تجارب اور واقعات کے جو قوت مدرکہ کو ایک حالت حاصل ہوتی ہے جسکی وجہ سے وہ تمیز کر لیتا ہے رہے اور بہار صحیح اور فاسد مین پھر امام نووی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورتون کے دین کی کمی حیض کے دنون مین نماز نہ پڑھنی اور روزہ نہ رکھنے سے بیان کی اسکو بعض لوگون نے مشکل سمجھا ہے حالانکہ یہ مشکل نہین کیونکہ دین اور اسلام اور ایمان کا ایک ہی معنی ہے اور عبادات کو ایمان اور دین کہتے ہین اور جب یہ ثابت ہوا جس کے عبادات زیادہ ہین اوسکا ایمان اور دین بھی زیادہ ہے اور جس کی عبادات کم ہین اوسکا دین اور ایمان بھی کم ہے پھر نقصان دین کا کبھی تو اس طرح ہوتا ہے کہ انسان اوسکی وجہ سے گنہگار ہوتا ہے جیسے کوئی نماز یا روزہ ترک کرے بغیر عذر کے اور کبھی اس طرح ہوتا ہے کہ اوسکی وجہ سے گنہگار نہو جیسے کوئی جہاد یا جمعہ ترک کرے کسی عذر سے اور کبھی اس طرح ہوتا ہے کہ وہ مکلف ہو اوسکے ساتھ جیسے حائضہ روزہ یا نماز ترک کرے اگر کوئی کہے کہ حائضہ جب معذور ہے تو چاہیے کہ حیض کی حالت مین اسکو نماز کا ثواب ہو اگر وہ اوسکو قضا نہین کرتے جیسے مریض یا مسافر کو نوافل کا جنکو وہ حالت صحت اور اقامت مین ادا کرتے تھے ثواب ہوتا ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حائضہ کو ثواب نہ ہوگا اور فرق یہ ہے کہ مریض اور مسافر نوافل کو بہ نیت دوام ادا کرتے تھے اور اس کے لائق ہین برخلاف حائضہ کے اوسکی تو نیت ہی یہی ہے کہ حیض کی حالت مین نماز ترک کریگی بلکہ نماز کی نیت حیض کی حالت مین حرام ہے تو حائضہ کی نظیر وہ مریض یا مسافر ہے جو بعض وقت نوافل ادا کرتا تھا اور بعض وقت نہین ایسے مریض یا مسافر کو نوافل کا ثواب نہ ملیگا اپنی مرض یا سفر مین جب وہ ادن کو ادا کرے

انتہے ماقال النووی **عن** ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمثل معنی حدیث ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ

ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے جیسے ابن عمر سے **باب** بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوٰۃ جو شخص نماز ترک کرے اس کے کفر کا بیان **عن** ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرء ابن آدم السجدۃ فسجد اعتزل الشیطان یبکی یقول یا ویلہ وفی روایۃ ابی کریب یا ویلی امر ابن آدم بالسجود فسجد فلہ الجنۃ وامرت بالسجود فابیت فلی النار وفی روایۃ فعصیت فلی النار **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی سجدے کی آیت پڑھتا ہے پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا ایک طرف چلا جاتا ہے اور کہتا ہے خرابی ہو اوس کی یا خرابی ہو میری آدمی کو سجدے کا حکم ہوا اوس نے سجدہ کیا اب اسکو جنت ملیگی اور مجھے سجدے کا حکم ہوا میں نے انکار کیا یا فرمائی میرے لیے جہنم ہے **ف** نووی نے کہا امام مسلم کا مقصود احادیث کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ بعضے افعال کی ترک سے کفر ہو جاتا ہے یا حقیقۃً یا برائی نام اور شیطان کا کفر سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ماخوذ ہے اس آیت سے واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس ابی واستکبر وکان من الکافرین یعنی یاد کر اوس وقت کو جب ہم نے کہا فرشتوں سے سجدہ کرو آدم کو پھر سجدہ کیا انہوں نے بجز ابلیس کے نہ مانا اور سرکشی کیا اور وہ تھا کافروں میں سے جمہور علماء نے یہ کہا ہے معنی اسکا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں وہ کافر تھا اور بعضوں نے کہا کہ کان بمعنی صار ہے یعنی ہو گیا کافروں میں سے جیسے وحال بینہما الموج فکان من المغرقین **عن** جابر یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان بین الرجل وبین الشرک والکفر ترک الصلوٰۃ **ترجمہ** جابر سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے آدمی اور شرک اور کفر کے بیچ میں نماز کا ترک ہے **عن** جابر بن عبد اللہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بین الرجل وبین الشرک والکفر ترک الصلوٰۃ **ترجمہ** وہی جو اوپر گذرا **ف** نووی نے کہا حدیث کا معنی یہ ہے کہ کفر سے مانع نماز کا ترک نہ کرنا ہے پھر جب نماز کو ترک کیا تو بندہ اور شرک و کفر کے بیچ میں کوئی روک نہ رہی اور شرک کفر ایک ہے اور کبھی شرک خاص کیا جاتا ہے بت پرستوں سے تو کفر عام ہوگا شرک سے اور جو شخص نماز کو ترک کرے گا فرضیت کا انکار کر کے وہ تو کافر ہے باجماع اہل اسلام اور ملت اسلام سے خارج ہے لیکن اس صورت میں جب وہ نو مسلم ہو اور ارکان اسلام سے واقف نہ ہو تو کافر نہ ہوگا اور جو شخص نماز کو ترک کرے سستی اور کاہلی سے اسکو کافر نہ جانے تو اس کے باب میں علما کا اختلاف ہے امام مالک اور شافعی اور جمہور سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا بلکہ فاسق ہوگا اوس سے توبہ کرائی جاویگی پھر اگر وہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے تو خیر ورنہ اسکو قتل کریں گے حدًا جیسے زانی محصن کو سنگسار کرتے ہیں پر تارک صلوٰۃ کو تو حد اسکو قتل کریں گے اور ایک جماعت سلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر ہو جاویگا اور یہی منقول ہے حضرت علیؓ سے اور یہی مروی ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے

اور اسی طرف گئے ہیں عبداللہ بن مبارک اور اسحاق بن راہویہ سراج الوہاج میں ہے کہ ظاہر حدیث اس مذہب کی تائید کرتی ہے اور اسی کو ثابت کیا ہے علمائے حدیث نے اور علامہ ابن تیمیہ کی ایک جدا کتاب ہے اس باب میں جسمیں انہوں نے مخالفوں کی سب دلیلوں کا جواب دیا ہے اور امام شوکانی نے سیل الجرار میں اسی کو اختیار کیا ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو کوئی قصداً نماز ترک کرے وہ قتل کے لائق ہوگیا اور مسلمانوں کے حاکم پر واجب ہے اُس کو قتل کرنا اور اُس سے کہا جاویگا کہ نماز پڑھ پھر اگر اوسنے انکار کیا تو قتل کیا جاویگا فوراً اور کوئی ضرورت نہیں کہ مہلت دی جاوے اوسکو تین روز کی بلکہ انکار کرتا ہے اوسکو قتل کرینگے اور ہمنے اسکو تفصیل سے بیان کیا ہے ہدایۃ السائل میں انتہے نووی نے کہا اور حنیفہ اور ایک جماعت اہل کوفہ میں سے یہ قول ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا اور نہ قتل کیا جاوے گا بلکہ اوسکو سزا دینگے اور قید کرینگے یہانتک کہ نماز پڑھے اور جو شخص کفر کا قائل ہوا ہے اوسکی دلیل ظاہر حدیث ہے اور جس نے کہا کہ اسکو قتل نہ کرینگے اوس کی دلیل وہ حدیث ہے کہ نہیں حلال ہے مسلمان کا خون مگر ایک بات سے تین باتوں میں سے اور نہیں نماز کا ترک نہیں ہے اور جمہور نے جو کہا وہ کافر نہ ہوگا تو دلیل لائے ہیں اس آیت سے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ یعنے اللہ نہیں بخشیگا شرک کو اور بخشدیگا اوس کے سوا جسکو چاہے اور اس حدیث سے کہ جس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا وہ جنت میں جاویگا اور جو شخص مرجاوے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر یقین کرکے وہ جنت میں جاویگا اور اسکو قتل کرنا چاہیے اوسکی دلیل یہ آیت فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَھُمْ یعنے اگر وہ توبہ کرین اور نماز پڑھین اور زکوٰۃ دین تو اون کو چھوڑ دو یعنے جان بخشی کرو اور یہ حدیث ہے کہ مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنیکا یہانتک کہ وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہین اور نماز پڑھین اور زکوٰۃ دین پھر جب وہ ایسا کرین تو بچا لیا اونہون نے خون اور مال — اور اس حدیث کی تاویل ہوئی ہے کہ بندہ نماز کی ترک سے مستحق ہوگا اُس سزا کا جو کافر کو ہوتی ہے یعنے قتل کا یا حدیث محمول ہے اُس پر جو نماز کو ترک کرنا درست سمجھے یا اوسکا انجام کفر ہے یا اوسکا فعل کافرون کا سا ہے انتہی

بَابُ

بیان کون الایمان باللہ تعالیٰ افضل الاعمال ایمان لانا اللہ پر سب کاموں سے بڑھکر ہے

الایمان

قال

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اِیْمَانٌ بِاللّٰہِ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ مترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کونسا کام افضل ہے اوسنے سے بڑھکر آپ نے فرمایا اللہ پر ایمان لانا پھر پوچھا گیا اسکے بعد کیا ہے آپ نے فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ میں پھر پوچھا گیا اس کے بعد کیا ہے آپ نے فرمایا حج مبرور ف نووی نے کہا حج مبرور وہ ہے

جسمین کوئی گناہ نہو اور بعضون نے کہا جسمین حج قبول ہوجاوے خدا کو یا جو صادق ہو خالصاً للہ ہر پہر قبول ہونے
کی نشان یہ ہے کہ حج کے بعد نیک کام زیادہ کرے اور گناہون سے بچتا رہے **عَنْ** اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اَلْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ وَالْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِہٖ قَالَ قُلْتُ اَیُّ الرِّقَابِ
اَفْضَلُ قَالَ اَنْفَسُھَا عِنْدَ اَھْلِھَا وَاَکْثَرُھَا ثَمَنًا قَالَ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَفْعَلْ قَالَ تُعِیْنُ صَانِعًا
اَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ اِنْ ضَعُفْتُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ قَالَ تَکُفُّ
شَرَّکَ عَنِ النَّاسِ فَاِنَّھَا صَدَقَۃٌ مِّنْکَ عَلٰی نَفْسِکَ ترجمہ ابوذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے مین نے پوچھا کون سا عمل افضل ہے آپ نے فرمایا ایمان لانا اللہ پر ف اس سے معلوم ہوا کہ عمل کا
اطلاق ایمان پر بھی ہوتا ہے اور مراد اس سے وہ ایمان ہے جس کے سبب سے آدمی مسلمان ہوتا ہے اور وہ دل کا یقین
کرنا ہے اور زبان سے کہنا ہی شہادتین کا تو یقین دل کا ہے اور کہنا زبان کا عمل اور یہان ایمان مین اور
اعمال داخل نہین ہین جیسے نماز روزہ جہاد حج وغیرہ کیونکہ انکو آگے بیان کیا ہے اور اس سے یہ لازم نہین آتا
کہ اون اعمال کو ایمان نہ کہین (سراج الوہاج) ق اور جہاد کرنا اوسکی راہ مین مین نے کہا کون سا
بردہ آزاد کرنا افضل ہے آپ نے فرمایا جو بردہ اوس کے مالک کو عمدہ معلوم ہو اور جسکی قیمت بہاری ہو ف
سبب ہے کہ ایک ہی بردہ آزاد کرنا چاہیے اور جو اوسکے پاس کچھ روپیہ ہون اور اون کے بدلے دو
بردے آسانی سے مل سکتی ہون پر اعلی بردہ ایک ہی آتا ہو تو دو کو لیکر آزاد کرنا افضل ہے ایک عمدہ کے آزاد کرنے
سے اور یہ قربانی کے خلاف ہے قربانی مین ایک موٹی تازی بکری دو دبلی بکریون سے بہتر ہے السراج الوہاج
ت مین نے کہا اگر مین یہ نہ کرسکون آپ نے فرمایا تو مدد کر کسی صانع کی السراج الوہاج مین ہے کہ بعضے نسخون
مین بجای صانع کے صائغ ہے یعنے گلانے والا اور بعضے نسخون مین ضانع ہے مگر صحیح صانع ہے صاد مہملہ سے پس
صورت مین صانع ہو صاد مہملہ اور نون سے تو معنے یہ ہونگے کہ مدد کر کسی کاریگر کی جو ناتہ ہے محنت اور مزدوری کرتا
ہو جیسے بڑہئی یا لوہار یا درزی وغیرہ کیونکہ یہ کمایان حلال ہین اور مراد وہ پیشہ والا ہے جسکو اوسکی کمائی کفایت
نہوتی ہو اور اوس کے بچے بالے بہت ہون جنکی پرورش اوس کی کمائی مین دشوار ہو تو اوسکی مدد کرنا بڑا ثواب
ہے اور جس صورت مین ضائع ہو ضاد معجمہ سے تو وہ ضیاع سے ہے جس کے معنے عیال کے ہین یعنے جو عیالدار ہو اور
مفلس ہو اوسکی مدد کر اور جس صورت مین صائغ ہو صاد مہملہ اور غین معجمہ سے تو معنی نہین بنتی کیونکہ صائغ سونے
چاندی کے گلانے والے کو کہین گے پہر اوسکی خصوصیت کی کوئی وجہ نہین ہے اور امام نووی نے اس مقام پر دو

ہی لفظون کو نقل کیا ہے ایک صانع صاد مہملہ اور نون سے اور دوسرے مرصانع ضاد معجمہ اور عین مہملہ سے پھر یہ کہا کہ صحیح علماء کے نزدیک صانع ہے صاد مہملہ اور نون سے اور قرینہ اسپر یہ ہے کہ مقابلہ کیا اسکا احرق سے اور احرق اسکو کہتے ہین جسکو کوئی ہنر اور پیشہ نہ آتا ہو اور ابن طاہر نے مجمع البحار مین بھی صرف دو لفظون کو نقل کیا ہے پھر یہ کہا ہے کہ بعضون نے صانع صاد مہملہ اور نون سے صحیح کہا ہے اور بعضون نے دونون کو صحیح کہا ہے تو معلوم نہین کہ سراج الوہاج مین تیسرے لفظ صایغ صاد مہملہ اور غین معجمہ سے کہان سے نقل کیا ہے اور شاید یہ سہو ہوا ہو واللہ اعلم ف یا مزدوری کرا اوس کے لیے جو بے ہنر ہو (یعنے کوئی کام اور پیشہ نہ جانتا ہو اور رسل کا محتاج ہو) مین نے کہا یا رسول اللہ اگر مین جوڑنا توان ہون یعنے کام کرسکون یا نہ کرسکون آپ نے فرمایا تو کسی ہنر والے کی محنت ہی تیرا صدقہ ہے اپنے نفس پر ف جیسے صدقہ دینے سے دوسرے کو فائدہ حاصل ہوتا ہے اسیطرح برائی نکرنے سے نفس کو فائدہ حاصل ہوتا ہے دنیا مین آرام ملتا ہے اور آخرت مین ثواب ملیگا عن ابی ذر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنحوہ غیر انہ قال فتعین الصانع او تصنع لاحرق ترجمہ ابوذر سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے عن عبد اللہ بن مسعود قال سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای العمل افضل قال الصلوٰۃ لوقتہا قال قلت ثم ای قال بر الوالدین قال قلت ثم ای قال الجہاد فی سبیل اللہ فما ترکت استزیدہ الا ارعاء علیہ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا کام افضل ہے (یعنی سب سے بڑھکر ہے) ثواب مین آپ نے فرمایا نماز پڑھنا اپنی وقت پر مین نے کہا پھر کون سا آپ نے فرمایا نیکی کرنا ماں باپ سے (یعنی اُنکو خوش اور راضی رکھنا اور اون کے ساتھ احسان کرنا اور اونکے دوستون کے ساتھ بھی سلوک کرنا) مین نے کہا پھر کون سا آپ نے فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ مین پھر مین نے زیادہ پوچھنا چھوڑ دیا آپ کی رعایت کرکے (تاکہ آپ پر بار نہ گذرے) عن عبد اللہ بن مسعود قال قلت یا نبی اللہ ای الاعمال اقرب الی الجنۃ قال الصلوٰۃ علی مواقیتہا قلت ومادا یا نبی اللہ قال وبر الوالدین قلت ومادا یا نبی اللہ قال الجہاد فی سبیل اللہ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے مین نے کہا اے نبی اللہ کے کون سا کام زیادہ نزدیک کرتا ہے جنت کے آپ نے فرمایا نماز پڑھنا اپنے وقت پر (یعنے اول وقت) مین نے کہا اور کیا اے نبی اللہ کے آپ نے فرمایا نیکی کرنا ماں باپ سے مین نے کہا اور اے نبی اللہ کے آپ نے فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ مین عن ابی عمرو الشیبانی قال حدثنی صاحب ہذہ الدار

باب منہ

الاعمال

والجہاد

وَاَشَارَ اِلٰی دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ قَالَ الصَّلٰوةُ عَلٰی وَقْتِهَا قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُّهُ لَزَادَنِیْ ترجمہ ابو عمرو شیبانی سے روایت ہے مجھسے بیان کیا اس گھر والے نے اور اشارہ کیا عبداللہ بن مسعود کے گھر کیطرف کہا پوچھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کونسا کام بہت پسند ہے اللہ تعالی کو آپ نے فرمایا نماز پڑھنا اپنے وقت پر میں نے کہا پھر کونسا آپ نے فرمایا نیکی کرنا ماں باپ سے میں نے کہا پھر کون سا آپ نے فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ میں بیان کیا آپ نے انہی کاموں کو اور جو میں زیادہ پوچھتا تو آپ اور زیادہ بتلاتے عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَزَادَ وَاَشَارَ اِلٰی دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ وَلَمْ یُسَمِّهِ لَنَا ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اوسمیں یہ ہے کہ ابو عمرو شیبانی نے اشارہ کیا عبداللہ بن مسعود کے گھر کیطرف اور اُن کا نام نہ لیا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ اَوِ الْعَمَلِ الصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا وَبِرُّ الْوَالِدَیْنِ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب کاموں میں بڑھکر کام نماز پڑھنا ہے اپنے وقت پر اور نیکی کرنا ہے ماں باپ سے ف نووی نے کہا اس مقام پر ایک اشکال ہے وہ یہ ہے کہ بعضی روایتوں میں ہے سب سے افضل ایمان کو قرار دیا پھر جہاد کو پھر حج کو اور بعض میں ایمان اور جہاد کو اور بعض میں نماز کو پھر ماں باپ سے سلوک کرنے کو پھر جہاد کو اور بعض میں کہا نا کہلا نیکو اور ہر ایک کو سلام کرنیکو اور بعض میں اپنی زبان اور ہاتھ سے مسلمانوں کو بچانے کو اور بعض میں قرآن سیکھنے اور سکھانے کو اور اسکی مثل بہت سی صحیح حدیثوں میں مذکور ہے تو اختلاف کیا ہے علمانے کہ کیونکر جمع ہوگا ان اختلافوں کا حلیمی نے فقال شاشی کبیر سے نقل کیا کہ دو طرح سے جمع ہو سکتا ہے ایک تو یہ کہ یہ اختلاف باعتبار اختلاف احوال اور اشخاص کے ہے اور کبھی کہتے ہیں یہ بات سب سے بہتر ہے اور یہ مراد نہیں ہوتی کہ ہر طرح یا ہر شخص کے لیے بہتر ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حج نہیں کیا اوس کے لیے حج چالیس جہاد سے بہتر ہے اور جہاد نہیں کیا اُسکے لیے ایک جہاد چالیس حج سے بہتر ہے دوسرے یہ کہ افضل الاعمال کے پہلے من کا لفظ نہ ہو تو ترجمہ یہ ہوگا کہ افضل کاموں میں سے ایمان ہے اور جہاد ہے اس صورت میں کوئی اشکال نہیں جیسے کہتے ہیں فلان شخص اہل زمین کا عاقل ہے یا افضل ہے اور مراد یہ ہوتی ہے کہ اُن کے عاقلوں یا افضلوں میں سے ہے اور ایسی ہی قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہتر تم میں کا وہ ہے جو بہتر ہو اپنے گھر کے لوگوں کے لیے اور

ل
او افضل

معلوم ہے یہ بات کہ گھر والون کے لیے بہتر ہونے سے سب لوگون سے بہتر نہین ہوسکتا اور ایسے ہی لوگ
اپنے مین سب سے زیادہ عالم سے نفرت کرنیوالے اور سکے ہمسائے ہوتے ہین حالانکہ ممکن ہے کہ اور کوئی شخص اسکے ہمسایون
سے بھی زیادہ اوسکی پرواہ نہ کرتا ہو یہ کلام ہے تفضیل کا اس صورت مین ایمان سب سے افضل ہوگا اور باقی اعمان اس
ہرنگے فضیلت مین پر بعضے خاص صورتون مین یا خاص شخصون مین ایک عمل دوسرے سے زیادہ فضیلت رکھیگا
اور ثم کا لفظ جو بعضی روایتون مین ہے اوسکے کسی ایک عمل کی دوسرے سے فضیلت مین مقصود نہین بلکہ محض
ترتیب ذکری کے لیے ہے جیسے ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا اور قاضی عیاض نے جمع کے لیے دو وجہین بیان کی ہین
ایک تو وہی وجہ جو پہلے مذکور ہوئی انہون نے کہا کہ جواب ہین اختلاف بوجہ اختلاف احوال کے ہے تو بتلایا آپنے
ہر ایک قوم کو وہ کام جو بہت ضروری تہا اون کے لیے یا جسکو انہون نے حاصل نہین کیا تہا یا پہچانا نہ تہا دوسرے
یہ کہ آپنے مقدم کیا جہاد کو جس پر اسلیے کہ جہاد کی بہت ضرورت تھی اوس زمانے مین بوجہ شروع زمانہ اسلام کے
اور صاحب تحریر نے ایک وجہ بیان کی ہے اور دوسری یہ کہ تم کلام عرب مین ترتیب کو مقتضی نہین اور یہ قول
شاذ ہے اہل عربیت اور اصول کے نزدیک پہر صاحب تحریر نے کہا صحیح یہ ہے کہ جہاد کو آپنے مقدم کیا اسلیے کہ مراد آپ
کی وہ زمانہ ہے جب جہاد کی بہت ضرورت ہو اور کافرون کا ہجوم ہوجاوے اوسوقت تو جہاد سب پر فرض ہوجاتا ہے
اور جہاد مین فائدہ ہے تمام مسلمانون کا اور حج تو دوسرے وقت مین بہی ادا ہوسکتا ہے انتہی ماقال النووی ملخصا

باب بَيَانِ كَوْنِ الشِّرْكِ أَقْبَحَ الذُّنُوبِ وَبَيَانِ أَعْظَمِهَا بَعْدَهُ شرک کے
بڑا گناہ ہے اور پہر اوسکے بعد کون سا گناہ ہے اوس کا بیان **عن** عَبْدِ اللهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ
قُلْتُ لَهُ إِنَّ ذَلِكَ لَعَظِيمٌ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ أَنْ يَطْعَمَ
مَعَكَ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ ترجمہ عبداللہ بن مسعودؓ سے
روایت ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کونسا گناہ اللہ کے نزدیک بڑا ہے آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ
کا شریک یا برابر والا کسی اور کو بناوے حالانکہ تجھے اللہ نے پیدا کیا (پہر تو اپنے صاحب پیدا کرنیوالے کو چہوڑ کر دوسرے
کو مالک بناوے یہ کتنا بڑا اندہیر ہے اور مالک اس کام سے کیسا ناراض ہوگا) مین نے کہا یہ تو بڑا گناہ ہے اب اسکے
بعد کون سا گناہ ہے آپ نے فرمایا تو اپنی اولاد (لڑکا یا لڑکی) کو مار ڈالے اس ڈر سے کہ تیرے ساتہ روٹی
کہاویگا **ف** یعنے تو مفلس ہو اور تجھے خود اپنی اور اپنی بی بی کے کہانیکی تکلیف ہو پہر تو یہ خیال کرکے کہ

اولاد کو کہان سے کہلاؤن گا انکو مار ڈالے تو یہ بڑا گناہ ہے جو شرک کے بعد ہے بڑا اور سب گناہون سے بڑھکر ہے کس لیے کہ یہ گناہ کیا ہے مجموعہ ہے گناہون کا اول تو ناحق خون کرنا دوسرے خدا کی نسبت بدعتقاد ہونا وہ جسکو پیدا کرتا ہے اُسکا رزق بھی اوتارتا ہے تیسرے حرص کہانے کی چوتھی بخیلی پانچوین بے رحمی چھٹی کمینہ پن اور پانچوین اور بہتیری خدا بچاوے ایسی خیالون سے **ف** مین نے کہا پھر کونسا گناہ آپنے فرمایا تو زنا کرے اپنے ہمسایہ کی عورت سے **ف** اوسکی بی بی یا لونڈی سے ہر چند زنا کرنا مطلقا کسی عورت کے ساتھہ ہو بڑا گناہ ہے پر ہمسایہ کی بی بی کے ساتھہ بڑا اور بھی بڑا گناہ ہے کیونکہ ہمسایہ کو توقع ہوتی ہے کہ اوسکا ہمسایہ اوسکی مدد کرے گا اوس کے مال بچون کی ضرورت کیوقت حفاظت کرے گا پھر ایسے موقع مین اوسی کی بی بی کے ساتھہ زنا کرنا کتنی بڑی بیحیائی اور خیانت ہے خدا بچاوے **عن** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ اَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَهَا وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کون سا گناہ بڑا ہے اللہ کے نزدیک آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک کرے کسی کو حالانکہ پیدا کیا تجھے اللہ نے اوس نے کہا پھر کیا آپ نے فرمایا یہ کہ تو قتل کرے اپنی اولاد کو اس ڈر سے کہ وہ کھاویگی تیرے ساتھہ اوس نے کہا پھر کیا آپ نے فرمایا یہ کہ تو زنا کرے اپنے ہمسائے کی عورت سے پھر اللہ تعالی نے قرآن مین اسیکو موافق اوتارا والذین لا یدعون مع اللہ الٰھا آخر تک یعنے اللہ کے خاص بندے وہ ہین جو نہین پکارتے اللہ کے ساتھہ کسی دوسرے خدا کو اور نہین قتل کرتے اوس جانکو جسکا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا مگر کسی حق کے بدلے اور نہین زنا کرتے اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اسکی سزا پاویگا **باب** الکبائر و اکبرھا باب بیان مین اون گناہون کے جو کبیرہ ہین پھر اُن مین بڑے کون کون گناہ ہین اونکا بیان **عن** اَبِيْ بَكْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ثَلٰثًا اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ اَوْ قَوْلُ الزُّوْرِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهٗ سَكَتَ **ترجمہ** ابوبکرہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپنے فرمایا کیا نہ بتلاؤن تم کو بڑا کبیرہ گناہ تین بار آپ نے یہ فرمایا **ف** نووی نے کہا علما نے اختلاف کیا ہے کبیرہ گناہ کی تعریف مین ابن عباسؓ

سے مروی ہے جس چیز سے اللہ نے منع کیا ہے اوسکا کرنا کبیرہ ہے اور یہی اختیار کیا ہے اُستاذ ابو اسحٰق نے اور قاضی عیاض نے یہ مذہب محققین کا لکھا ہے اور دلیل اُن کی یہ ہے کہ ہر ایک مخالفت اللہ جل جلالہ کے نظر کرنے کبیرہ ہے اور جمہور سلف اور خلف اس طرف گئے ہین کہ گناہ دو قسم کے ہین ایک کبیرہ ایک صغیرہ اور یہ بھی ابن عباس سے مروی ہے اور کتاب اور سنت اور سلف اور خلف کے اقوال سے اس پر بہت دلیلین ہین امام غزالی نے بسیط مین لکھا ہے کہ صغیرہ اور کبیرہ مین جو فرق ہے اوسکا انکار کرنا فقہ سے بعید ہے کیونکہ شرع کے مضامین سے یہ امر ثابت ہے اور اور لوگون نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور بیشک اللہ جل جلالہ کی مخالفت خواہ کیسی چھوٹی ہو نہایت بُری ہے بہ نسبت اللہ کی جلال اور بزرگی کے پر بعضی مخالفت بعض سے بڑھکر ہے اور اسی وجہ سے بعضی گناہ ایسے ہین جو معاف ہوجاتے ہین نماز اور روزے اور حج اور عمرے اور وضو وغیرہ عبادات سے جیسے احادیث صحیحہ مین وارد ہے اور بعضے ایسے ہین جو معاف نہین ہوتے پہلا اول قسم کے گناہ صغائر ہین اور دوسرے قسم کے کبائر اب جب یہ ثابت ہوا کہ گناہ دو قسم کے ہین ایک صغائر اور ایک کبائر تو اختلاف کیا علما نے اونکے ضبط مین بڑا اختلاف ابن عباس رضہ سے مروی ہے کبیرہ وہ گناہ ہے جسپر اللہ نے جہنم یا غضب یا لعنت یا عذاب یا اور کوئی لفظ مانند اسکے فرمایا ہے اور حسن بصری سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور بعضون نے کہا کبیرہ وہ گناہ ہے جسپر اللہ نے آخرت مین جہنم کا وعدہ کیا یا دنیا مین کسی سزا (حد) کا امام غزالی نے بسیط مین کہا کہ عمدہ تعریف یہ ہے کہ جو گناہ انسان کرتا ہے اوسکو ہلکا سمجھکر اور اُس سے ڈرتا نہین نہ شرمندہ ہوتا ہے وہ کبیرہ ہے اور جس سے اوسکو ندامت ہوتی اور آیندہ بچنے کا خیال ہوتا ہے وہ کبیرہ نہین ابن الصلاح نے کہا کبیرہ کہتے ہین بڑے گناہ کو اور اُسکی کئی نشانیان ہین ایک یہ اوس مین حد ہو (جیسے زنا یا چوری یا شراب خواری یا تہمت زنا یا راہزنی) دوسرے یہ کہ اوسپر وعدہ ہو جہنم کے عذاب کا تیسرے یہ کہ اوسکے کرنے والے کو فاسق کہا ہو چوتھی یہ کہ اوسپر لعنت کی ہو جیسے لعنت کی ہے اللہ نے اوسپر جو زنین کی نشانی مٹاوے۔ امام ابو محمد بن عبد السلام نے کہا جب تو صغیرہ اور کبیرہ کو پہچاننا چاہے تو اُس گناہ کی برائی مین غور کر اگر اوس کی برائی اون گناہون کی برائی سے جنکو حدیث مین کبیرہ کہا ہے برابر یا زیادہ ہو تو وہ کبیرہ ہے ورنہ وہ صغیرہ ہے تو جسنے خداوند کریم کو برا کہا یا اوسکے رسول کو برا کہا یا توہین کی کسی پیغمبر کی یا جھٹلایا کسی پیغمبر کو یا کعبے مین نجاست لگائی یا قرآن کو اُٹھا کر نجس جگہ مین پھینک دیا تو اوسنے بڑا کبیرہ گناہ کیا حالانکہ شرع نے ان افعال کو کبیرہ نہین کہا اسی طرح اگر کسی شخص نے ایک بار کہدیا کہ اس عورت کو پکڑا نا کرے

کبائر

کے لیے یا کسی مسلمان کو پکڑا خون کرنے کے لیے تو کچھ شک نہیں کہ اوسکی برائی یتیم کے مال کہا جانے سے بڑھ گئی اور وہ کبیرہ ہے پس یہ بھی کبیرہ ہوئے اسی طرح اگر کافرون کو مسلمانون کے بال بچے عورتین بنلادین اور وہ جانتا ہے کہ کافر اُنکو ستاوینگے اور عورتون کو بیعزت کرین گے تو اسکی برائی میدان جنگ مین بھاگنے سے زیادہ ہے پس یہ بھی کبیرہ ہوا اسیطرح اگر کسی آدمی پر ایسا جھوٹ باندھا جس کی وجہ سے جانتا ہے کہ وہ مارا جاویگا تو یہ ایک کبیرہ ہوا البتہ اگر اوسکی وجہ سے ایک کھجور اُس کی جاتی رہی گی تو وہ کبیرہ نہین ہے اور شرع نے تصریح کردی کہ جھوٹی گواہی اور یتیم کا مال کہا جانا دونون کبیرہ گناہ ہین پھر اگر ان دونون کا ہون سے بڑا نقصان ہو تو ظاہر ہے کہ وہ کبیرہ ہین اور جو نقصان بہت قلیل ہو جب بھی وہ کبیرہ ہین تاکہ ان گناہون کی جڑ مٹ جاوے اور لوگ باز آوین جیسے شراب کا ایک قطرہ پینا کبیرہ ہے اگرچہ اُس سے کوئی نشہ نہین ہوتا اسی طرح ناحق فیصلہ کرنا بھی کبیرہ ہے کیونکہ جھوٹی گواہی سبب ہے ناحق فیصلہ کی پھر جب جھوٹی گواہی کبیرہ گناہ ہے تو فیصلہ اور حکم ناحق کرنا ضرور کبیرہ ہوگا اور بعضے علما نے یہ تعریف کی ہے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جسکے ساتھ کوئی وعید یا حد یا لعنت مذکور ہو پھر جو گناہ برائی مین ایسے گناہ کے برابر ہو وہ بھی کبیرہ ہوگا۔ امام ابوالحسن واحدی نے کہا صحیح یہ ہے کہ کبیرہ کی کوئی تعریف نہین بلکہ بعضی گناہون کو شرع نے کبیرہ کہا اور بعضون کو صغیرہ اور بعض گناہون کا ذکر شرع نے نہین کیا اون مین کبیرہ بھی ہین اور صغیرہ بھی اور حکمت بیان نکرنیکی یہ ہے کہ آدمی اون سب گناہون سے بچے اس ڈر سے کہ کہین کبیرہ نہ ہون اور یہ ایسا ہے جیسے شرع نے شب قدر کو اور ساعت جمعہ کو چھپایا علما نے کہا ہے کہ صغیرہ گناہ بار بار کرنے سے کبیرہ ہوجاتا ہے اور حضرت عمر اور ابن عباس سے منقول ہے کہ توبہ اور استغفار کے ساتھ کوئی گناہ کبیرہ نہین اور اصرار (یعنے بار بار کرنا) کے ساتھ کوئی گناہ صغیرہ نہین اسکا مطلب یہ ہے کہ کبیرہ گناہ توبہ اور استغفار سے معاف ہوجاتا ہے اور صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہوجاتا ہے ابن عبدالسلام نے کہا کہ اصرار کی حد یہ ہے کہ اتنی بار اوس گناہ کو کرے جس سے اوسکی بے پرواہی معلوم ہو اسیطرح جب کئی صغیرہ گناہ ہون کہ وہ سب ملاکر کبیرہ کی برائی کو پہونچ جاوین ابن الصلاح نے کہا اصرار یہ ہے کہ گناہ کو کرکے اوس سے باز آنیکا قصد نہ کرے بلکہ پھر کرنے کا یا ہمیشہ اوسکو کرتا رہے مترجم کہتا ہے کہ اصرار کی تعریف یہی صحیح ہے ورنہ بار بار کرنا اصرار نہین اگر بار بار توبہ یا ندامت ہو ایک حدیث مین ہے کہ جس نے استغفار کیا اوسنے اصرار نہین کیا اگرچہ دن مین ستر بار وہی گناہ کرے

ف شرک کرنا اللہ کے ساتھ یہ تو ظاہر ہے کہ سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے) دوسرے نافرمانی کرنا ماں باپ کی

حدیث مین عقوق کا لفظ ہی جس کے معنے کاٹنا اور نہ ماننا اور عاق اوسکو کہتے ہین جو اپنے باپ کی اطاعت چھوڑ دے نووی نے کہا جو عقوق شرع مین حرام ہے اوسکی تعریف کم لوگون نے کی ہے شیخ امام ابن عبد السلام نے کہا مین نے عقوق والدین اور اُن کے حقوق مین کوئی عمدہ قاعدہ نہین پایا اسلیے کہ بالفرض علما ہر ایک امر اور نہی مین والدین کی اطاعت ضرور اور واجب نہین البتہ جہاد بغیر مان باپ کی اجازت کے درست نہین کیونکہ ماں باپ پر جہاد بہت گران گذرتا ہے وہ ڈرتے ہین لڑکے کے زخمی ہوئے یا مارے جانے سے اور اس سے اُنکو بہت رنج ہوتا ہے ہی ہر ہر ایک شے کو قیاس کر لینا چاہیے جسمین جان جانیکا یا اور کسی صدمے کا خوف ہو ابن الصلاح نے کہا جو عقوق حرام ہے وہ یہ ہے کہ کوئی کام ایسا کرے جس سے والدین کو رنج ہو اور رنج بھی کیسا سخت بشرطیکہ وہ کام اسپر شرع کے رو سے واجب اور فرض نہ ہو اور بعضون نے کہا ہے کہ والدین کی اطاعت ہر ایک امر مین واجب ہے بشرطیکہ وہ امر گناہ نہ ہو اور اُن کا خلاف کرنا عقوق ہے اور شبہ کا مون مین بھی اون کی اطاعت بعضے علما نے واجب کی ہے اور ہمارے علما نے جو طلب علم یا تجارت کے لیے سفر جائز رکھا ہے بغیر مان باپ کی اجازت کے وہ ہمارے اوس کلام کے خلاف نہین ہی جو ہم نے بیان کیا۔ متولی جرجی کہتا ہے کہ والدین کی اطاعت فرض ہے مثل اور فرائض کی مگر خدا کی اطاعت اونکی اطاعت پر مقدم ہے تو نہ ترک کیا جاوے فرض خدا کا اُن کے کہنے سے اور ترک کیا جاوے مباح اور مسنون اور مستحب کیون کہ فرض کا کرنا مقدم ہے اور جہاد کو جانا فرض عین نہین ہی اسلیے بے مان باپ کی اجازت کے جانا حرام ہے اور طلب علم فرض عین ہے اسی طرح کسب معیشت واسطے پرورش اہل وعیال کے تو اُس مین اجازت اونکی ضرور نہین پر جہانتک ہو سکے اگر اون کی خوشی کے ساتھ علم حاصل کرے اور روٹی کمادے تو بہتر ہے **ت** تیسری جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹ بولنا **ف** نووی نے کہا ہر چند والدین کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی دونون کبیرہ گناہ ہین پر وہ شرک کے برابر نہین ہو سکتی اس صورت مین تاویل کرنا ہوگی کہ مراد وہ جھوٹا گواہ ہے جو کافر بھی ہو یا مراد وہ شخص ہے جو اس کام کو درست سمجھکر کرے یا من کا لفظ محذوف ہی یعنے یہ چیزین کبیرہ گناہون مین سے ہین اور یہی تیسری تاویل ٹھیک ہے اس لیے کہ جھوٹی گواہی کو بیان کرنے سے یہ مقصود ہی کہ لوگ اس سے باز رہین اور کفر کی برائی تو ہر ایک شخص کو معلوم ہی پھر حدیث کے اطلاق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹی گواہی ہر طرح سے کبیرہ گناہ ہے خواہ بڑے حق کے لیے ہو یا چھوٹے حق کے لیے انتھی **ت** اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے تھے آپ بیٹھ گئے اور بار

باریہ فرمانے لگے (تاکہ لوگ خوب آگاہ ہوجاوین اور ان کاموں سے باز رہین) ہمنے اپنے دل مین کہا کاش آپ چپ ہو رہین (تاکہ آپ کو زیادہ رنج نہ ہو ان گناہون کا خیال کرکے کہ لوگ اُنکو کیا کرتے ہین) عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الشِّرْکُ بِاللّٰہِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّوْرِ ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہون کے باب مین وہ شرک کرنا ہے اللہ کے ساتھہ اور نافرمانی کرنا مان باپ کی اور خون کرنا (ناحق) اور جھوٹ بولنا عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ ذُکِرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْکَبَائِرُ اَوْسُئِلَ عَنِ الْکَبَائِرِ فَقَالَ الشِّرْکُ بِاللّٰہِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَالَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ قَالَ قَوْلُ الزُّوْرِ اَوْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ قَالَ شُعْبَةُ وَاَکْبَرُ ظَنِّیْ اَنَّهٗ قَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کبیرہ گناہون کا یا آپسے پوچھا کسی نے کبیرہ گناہون کو آپ نے فرمایا شرک کرنا اللہ کے ساتھہ اور ناحق خون کرنا اور نافرمانی مان باپ کی اور آپ نے فرمایا مین تمکو بتلاؤن سب کبائر مین بڑا کبیرہ وہ جھوٹھہ بولنا ہے یا جھوٹی گواہی دینا شعبہ نے کہا میرا گمان غالب یہ ہے کہ جھوٹی گواہی کو فرمایا **ف** امام نووی سے جو فائدہ اوپر نقل ہوا وہ اس مقام سے متعلق ہے اور اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جھوٹی گواہی کو شرک سے کیونکر بڑھایا اور وجہ اسکی یہ ہے کہ اوس محل پر جھوٹی گواہی سے ڈرانا زیادہ منظور تھا کیونکہ خوف ہوگا لوگون کے پڑجانے کا اس گناہ مین اگرچہ جھوٹی گواہی یا جھوٹ بولنا شرک کے برابر نہین کیونکہ شرک سب گناہون سے بڑا گناہ ہے اور ایک بہید یہ بھی ہے کہ شرک درحقیقت ایک قسم ہے جھوٹ کی یا جھوٹی گواہی کی کیونکہ شرک جھوٹی گواہی ہے اللہ پر یا جھوٹ ہے جیسے ایک جھوٹ ہوتا ہے بندون پر ویسے ہی شرک ایک جھوٹ ہے اللہ پر پھر جس شخص نے جھوٹ بولنا روا رکھا یا جھوٹی گواہی دی وہ شرک کرنے مین بھی باک نہ کرے گا اور اکثر ایسا معلوم ہوا ہے کہ جھوٹی گواہی وہی لوگ دیتے ہین جنکے دل مین اللہ کی عظمت مطلق نہین ہوتی تب تو اُسکا نام لیکر معاذ اللہ جھوٹ بولتے ہین اور جھوٹی قسم کھاتے ہین دو پیسے کو طمع مین ایمان کھوتے ہین پس ایسے شخص شرک کرتے ہین یا شرک کی بات کہنے مین کب رُکینگے اگر انکو ایک ذرا سی بھی طمع دیجاوے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْکُ بِاللّٰہِ

وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ وَاَکْلُ الرِّبٰوا وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ
وَقَذْفُ الْمُحْصَنٰتِ الْغَافِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا بچو تم سات گناہوں سے جو ایمان کو ہلاک کر ڈالتے ہیں اصحابؓ نے کہا یا رسول اللہ وہ کون سے گناہ
ہیں آپ نے فرمایا خدا کے ساتھ شرک کرنا اور جادو ف نووی نے کہا یہ دلیل ہے اوس ہمارے مذہب
کی جو صحیح اور مشہور ہے کہ جادو حرام ہے اور کبیرہ گناہ ہے یعنے جادو کا کرنا اور چلانا اور سیکھنا اور سکھانا
سب حرام ہے اور ہمارے بعض علماء نے کہا کہ جادو کا سیکھنا حرام نہیں ہے بلکہ جائز ہے تاکہ جادوگر کی شناخت
ہو اور جادو کو توڑنے کے لیے اور جادوگر کو اولیاء اللہ سے تمیز دینے کے لیے اور ان لوگوں کے نزدیک حدیث محمول
ہے جادو کی چلانے پر ف اور اس جان کو مارنا جسکا مارنا خدا نے حرام کیا ہے لیکن حق پر مارنا درست
ہے اور ربا کھانا اور یتیم کا مال کھا جانا اور لڑائی دن کافروں کے سامنے سے بھاگنا اور خاوند والی ایمان دار
پاک دامن عورتوں کو جو بدکاری سے واقف نہیں عیب لگانا ف یعنے اوپر تہمت کرنا زنا کی نووی نے
کہا اس روایت میں سات گناہ مذکور ہیں اور ایک روایت میں تین اور ایک روایت میں چار اس لیے کہ یہ
بڑے سخت گناہ ہیں اور اکثر واقع ہوتے ہیں خاصکر جاہلیت کے زمانے میں یہ گناہ بہت واقع ہوتے تھے
اور اسکے بعد کی حدیث میں ایک اور گناہ مذکور ہے اپنے ماں باپ کو گالی دینا اور ایک حدیث میں چغل خوری اور
پیشاب سے پاکی نہ کرنا مذکور ہے اور مسلم کے سوا اور کتابوں میں جھوٹی قسم کھانا اور بیت اللہ کی حرمت توڑنا
بھی آیا ہے اور علماء نے کہا ہے کہ کبیرہ گناہ ان میں منحصر نہیں ہیں بلکہ اور بہت گناہ کبیرہ ہیں ابن عباس سے
منقول ہے ان سے کسی نے پوچھا کبیرہ گناہ سات ہیں انہوں نے کہا سات سو ستر تک ہیں بلکہ سات ستر تک اور
اور بتحقیق کبیرہ کی گنتی بھی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْکَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَیْہِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَھَلْ یَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَیْہِ
قَالَ نَعَمْ یَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَا الرَّجُلِ فَیَسُبُّ اَبَاہُ وَیَسُبُّ اُمَّہٗ رترجمہ عبداللہ بن عمرو بن عاص
سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے ہے گالی دینا اپنے ماں باپ کو
لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کیا کوئی گالی دیتا ہے اپنی ماں باپ کو آپ نے فرمایا ماں دیتا ہے کوئی گالی دیتا ہے
دوسرے کے باپ کو پھر وہ گالی دیتا ہے اس کے باپ کو اور یہ گالی دیتا ہے اوسکی ماں کو وہ گالی دیتا ہے اسکی
ماں کو ف تو جس نے پہلے گالی دی وہی سبب ہوا اپنے ماں باپ کو گالی کہلانیکا گویا اوس نے

باب المنہ

ان

خود گالی دی اپنی مان باپ کو انسان کی حرمت اور عزت خود اوس کے ہاتھہ مین ہے کسی کو گالی دینا پہر آپ گالی کہانا کتنی بڑی حماقت ہی نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص سبب ہو کسی کام کا تو وہ کام اُس کی طرف منسوب ہو سکتا ہے اور بد کام کا جو ذریعہ ہو وہ بہی بد ہے تو شیرہ انگور کا بیچنا اُس شخص کے ہاتھہ جو اوسکی شراب بناتا ہے یا تہیا بیچنا اوس شخص کے ہاتھہ جو ڈاکہ مارتا ہے ناجائز ہوگا **باب** تحریم الکبر وبیانہ (کبر یعنے غرور اور خود پسندی) کی حرمت اور اُسکا بیان **عن** عبد اللہ بن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر فقال رجل ان الرجل یحب ان یکون ثوبہ حسنا ونعلہ حسنۃ قال ان اللہ جمیل یحب الجمال الکبر بطر الحق وغمط الناس ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت مین نہ جاویگا وہ شخص جس کے دل مین رتی برابر بہی غرور اور گہمنڈ ہوگا ایک شخص بولا ہر ایک آدمی چاہتا ہے اُسکا کپڑا اچہا ہو اوسکا جوتا اچہا ہو (اور ون سے تو کیا یہ بہی غرور اور گہمنڈ ہے) آپ نے فرمایا اللہ جمیل ہے دوست رکہتا ہی جمال کو **ف** یعنے اللہ جل جلالہ سب سے زیادہ پاکیزہ اور خوش اور خوبصورت ہی تو وہ پسند کرتا ہے خوبصورتی اور پاکیزگی اور ستہرائی کو عمدہ کپڑے عمدہ جوتی جسقدر حلال ہین وہ پہننا اور زینت کرنا اور خوشبو لگانا یہ امر سب شرع کے رو سے حلال بلکہ بہتر ہین اور یہ چیزین کبر اور غرور مین داخل نہین اگر کسی آدمی کو شوق ہو لباس کا وہ دوسرون سے بہتر کپڑا پہننا چاہے یا جوتا پہننا تو یہ بُرا نہین بلکہ بہتر اور عمدہ ہے کیونکہ صفائی اور ستہرائی اور پاکیزگی اور حسن و جمال سب صفات ہین اللہ جل جلالہ کے اور انسان کو بالطبع یہ امر مرغوب ہین پس انکا حاصل کرنا یا ان کا شوق رکہنا کسی طرح بُرا نہین ہو سکتا اور ان کا شوق کبر اور غرور نہین ہو سکتا بلکہ کبر کے وہ معنے ہین جو آگے بیان ہونگے نووی نے کہا یہ جو آپ نے فرمایا اللہ جمیل ہے پسند کرتا ہے جمال کو تو علما نے اسکے معنون مین اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا اسکا معنے یہ ہے کہ اللہ کی ہر ایک صفت جمیل ہے اور ہر ایک کام جمیل ہے یعنے عمدہ اور بہتر ہے اور اُسکے تمام نام بہتر ہین اور تمام صفات جمال اور کمال اُسمین موجود ہین ابو القاسم قشیری نے کہا جمیل کے معنے جلیل یعنے بزرگ اور خطابی نے نقل کیا کہ جمیل کے معنے نورانی اور روشن یعنے وہ پاک ہے روشنی اور تازگی کا اور بعضون نے کہا اوسکے افعال جمیل ہین کہ وہ نظر کرتا ہے اپنے بندون پر رحمت کے ساتہہ اور تکلیف دیتا ہے تہوڑے آسان کامون کی اور ثواب دیتا ہے بہت اور جمیل ایسا اسم ہے جو صحیح حدیث مین خدا کے

لیے آیا ہے پر یہ حدیث خبر واحد ہے اور اسماء حسنیٰ کی حدیث مین بھی یہ اسم موجود ہے لیکن اسکی اسناد مین گفتگو ہے اور مختار یہ ہے کہ اسمہ کو جمیل بول سکتے ہین اور بعضے علمانے اوس سے منع کیا ہے امام الحرمین نے کہا کہ اللہ جل جلالہ کے جو اسماء اور صفات شرع مین وارد ہوئے ہین ہم اون کا اطلاق کرینگے اور جن سے شرع نے منع کیا ہے اون کے اطلاق سے باز رہین گے اور جو اسماء اور صفات شرع مین نہین آئے اون کی جواز اور عدم جواز کسی کا ہم حکم نہ کرینگے اس لیے کہ شرع کے احکام نص سے معلوم ہوتے ہین اور اگر ہم جواز یا عدم جواز کا حکم کردین تو ہم نے ایک حکم کیا بغیر شرع کے پھر اطلاق کے جائز ہونیکے لیے یہ ضرور نہین کہ وہ دلیل یقینی ہو (یعنی آیت یا حدیث متواتر) بلکہ وہ دلیل کافی ہے جو موجب عمل ہو اور عمل کو اگرچہ علم کو موجب نہ ہو (یعنے خبر واحد کافی ہے) البتہ قیاس کو اسمین دخل نہین ہوسکتا تمام ہوا کلام امام الحرمین کا اور اُن کا درجہ اور رتبہ ہر ایک علم مین خصوصًا اس فن مین یعنے علم کلام مین تو انتہا درجہ کا ہے اور یہ جو اونہون نے کہا کہ ہم جواز اور عدم جواز کسیکا حکم نہ کرین گے جب تک دلیل شرعی نہ ہو تو بنا اوسکی اوس مذہب پر ہے جو مختار ہے اور صحیح ہے محققین کے نزدیک کہ اصل اشیا مین یہ ہے کہ کوئی حکم نہ کیا جاوے جب تک شرع وارد نہ ہو نہ علت نہ حرمت نہ اباحت کا کیونکہ اہل سنت کے نزدیک حاکم شرع ہے اور ہمارے بعض علمانے کہا کہ اصل اشیا مین اباحت ہے اور بعضون نے کہا کہ اصل حرمت ہے اور بعضون نے کہا کہ اصل توقف ہے اور مختار وہی ہے جو پہلے مذکور ہوا اور اہل سنت نے اختلاف کیا ہے کہ اللہ تعالی پر اون اسماء اور صفات کا جو شرع مین وارد نہین ہوئے اطلاق کیا جاوے یا نہ کیا جاوے بشرطیکہ وہ اسماء اور صفات جمال اور جلال اور کمال اور مدح کے ہون تو بعضون نے اُن کا اطلاق جائز کہا ہے اور بعضون نے منع کیا ہے جب تک کوئی دلیل قطعی جیسے آیت یا حدیث متواتر یا اجماع نہ ہو اور خبر واحد سے جو اسم یا صفت ثابت ہو اوس کے اطلاق مین اختلاف ہے قاضی نے کہا صحیح یہ ہے کہ اوسکا اطلاق جائز ہے انتہی ماقال المنوی سراج الوہاج مین ہے کہ اللہ جل جلالہ کے اسماء اور صفات مین وقوف صحیح ہے یعنے جو اسماء اور صفات شرع مین وارد ہوئے ہین اونہی کا اطلاق کرنا چاہیے اور اپنی طرف سے نئے نام اور صفات تراشنا بہتر نہین گو اون کے معنے عمدہ ہون امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات اس باب مین نہایت عمدہ اور جامع کتاب ہے

ف غرور اور گھمنڈ یہ ہے کہ انسان حق کو ناحق کرے (یعنی اپنی بات کیچے سے یا انصافیت سے ایک بات واجبی ہو اور صحیح ہو اوسکو رد کرے اور نہ مانے) اور لوگون کو حقیر سمجھے ف اور اپنے

اصل اشیا مین اباحت ہے

اسمون جلالہ کے اسماء اور صفات مین توقف ہے

تئین عالی اور بلند اور معزز خیال کرے یعنی نفس پر وری کرے یہ صفت ایسی بری ہے کہ انسان کو بہت ذلیل کرتی ہے اور لوگ اُس سے ناراض ہو جاتے ہین اور اُس سے دشمن ہو جاتے ہین اس کم بخت صفت کی وجہ سے کچھ صرف یہی عذاب نہین کہ جنت سے محروم ہوگا بلکہ دنیا مین بھی بڑی تکلیف اور مصیبت ہوگی جو شخص گھمنڈ کرتا ہے اور خود سری لوگ اوسکے فکر مین رہتے ہین اور کسی موقع پر اوسکو ایسا ذلیل کرتے ہین کہ اُسکا سارا غرور ناک کی راہ نکل جاتا ہے حدیث مین غمط الناس طار مہملہ سے مروی ہے جسکے معنے لوگون کو حقیر جاننا اور صحیح مسلم کے سب نسخون مین یہ لفظ یون ہی ہے اور ابو داؤد نے بھی اُسکو اسی طرح نقل کیا ہے لیکن ترمذی نے غمص صاد مہملہ سے نقل کیا ہے اور معنے اسکا بھی یہی ہے **عن** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ وَّلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرٍ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم مین نہ جاویگا (یعنی ہمیشہ کے لیے) وہ شخص جسکے دل مین رائی کے دانے برابر ایمان ہو اور جنت مین نہ جاوے گا وہ شخص جسکے دل مین رائی کے دانے برابر گھمنڈ اور غرور ہو **ف** نووی نے کہا اسکی تاویل مین علما کا اختلاف ہے خطابی نے دو وجہین بیان کی ہین ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو ایمان لانے مین اتنا ذرا سا بھی غرور کرے اور ایمان نہ لاوے وہ تو جنت مین ہرگز نہ جاویگا جب اسی حالت پر مرے دوسرے یہ کہ جب لوگ جنت مین جاوینگے تو اُن کے دلون مین رائی کے دانے کے برابر بھی غرور نہ ہوگا اس لیے کہ اللہ نے فرمایا ہمنے نکال لیا ہر شتیون کے دلون مین سے جو کچھ کھٹک تھی اون مین اور یہ دونون تاویلین بعید ہین اسلیے کہ حدیث وارد ہوئی ہے کبر کی ممانعت مین لوگون کو اس بری بات سے بچانے کے لیے اور اون دونون تاویلون کی وجہ سے وہ مطلب فوت ہو جاتا ہے تو ظاہر وہ ہے جو قاضی عیاض اور اور محققین نے اختیار کیا ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ وہ جنت مین نہ جاویگا جب تک اُسکو اس کبر کا بدلہ نہ ملے یا اگر اوسکو بدلہ ملے تو یہی بدلہ ہے کہ وہ جنت مین نہ جاوے اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ پرہیزگارون کے ساتھ پہلی بار مین جنت نہ جاویگا **عن** عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت مین نہ جاویگا وہ شخص جسکے دل مین رتی برابر غرور ہو **باب**

الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَإِنْ مَاتَ مُشْرِكًا دَخَلَ النَّارَ
جو شخص شرک سے پاک مرا اور مرے تو وہ جنت مین جاوے گا اور جو شرک کی حالت مین مرے وہ جہنم مین جاوے گا ۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ وَكِيعٌ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ وَقُلْتُ أَنَا مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور ایک روایت مین ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص مرجاوے اور اللہ کے ساتھ کسیکو شریک کرتا ہو تو وہ جہنم مین جاویگا عبداللہ بن مسعود نے کہا مین کہتا ہون جو شخص مرجاوے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت مین جاوے گا ف

ایسا ہی ہے صحیح مسلم کے اکثر نسخون مین اور صحیح بخاری مین اور قاضی عیاض نے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے اور بعض نسخون مین اس کے برعکس ہے یعنے پہلا جملہ کو ابن مسعود کا کلام نقل کیا ہے اور دوسرا جملہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حمیدی نے کتاب الجمع بین الصحیحین مین ایسا ہی نقل کیا ہے ابو عوانہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ دونون جملے مرفوعاً جابر سے ثابت ہین پھر ابن مسعود نے جو ایک جملہ حضرت کیطرف نسبت کیا اور ایک اپنی طرف تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ انہون نے حضرت سے ایک ہی جملہ سنا ہوگا اور دوسرا جملہ قرآن و حدیث سے انہون نے خود نکالا مگر اوسمین یہ خرابی ہوتی ہے کہ ابن مسعود نے خود دوسری روایت مین دونون جملون کو حضرت سے نقل کیا تو شاید ابن مسعود کو اس روایت کے وقت ایک جملہ یاد رہا ہوگا اور دوسرا یاد نہ ہوگا اس لیے انہون نے اپنی طرف نسبت دیا واللہ اعلم ۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْمُوجِبَتَانِ فَقَالَ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ ترجمہ جابر سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ وہ دو باتین کون سی ہین جو واجب کرتی ہین جنت کو اور جہنم کو آپ نے فرمایا جو شخص مرجاوے اور وہ اللہ کے ساتھ کسیکو شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت مین جاویگا اور جو شخص مرجاوے اور وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہو تو وہ جہنم مین جاویگا ف نووی نے کہا اس پر اجماع ہے مسلمانون کا لیکن مشرک کا جہنم مین جانا وہ عموماً ہے جہنم مین جاویگا اور ہمیشہ اوسمین رہیگا اور یہودی اور نصرانی اور بت پرست اور سب قسم کے کافرون کا یہی حکم ہے اون مین کوئی فرق نہین یعنی

زوائد
قلت
قال

وہی سب ہمیشہ ہمیشہ جہنم مین رہین گے اسیطرح جو کافر ہو عناد سے یا بغیر عناد کے یا جو مخالف ہو ملت اسلام کے یا جو اسلام کیطرف منسوب ہو لیکن مسلمان کہلاوے پھر حکم کیا جاوے اوس کے کفر کا کسی امر کے انکار سے اور جو مشرک ہو موحد ہو اوسکا جنت مین جانا بھی یقینی ہے پھر اگر اوس سے کبیرہ گناہ پر اصرار نہین ہوا وہ تو پہلے ہی دھلہ مین جنت مین جاویگا اور جو کبیرہ پر اصرار ہوا ہے تو وہ خدا کی مشیت پر ہی چاہیے اوسی معاف کرے اور سیدہا جنت مین لیجاوے اور چاہے چندروز عذاب کرکے پھر جنت مین لے جاوے لیکن وہ ہمیشہ جہنم مین نہ رہے گا عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَقِيَهُ يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ ترجمہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے جو شخص اللہ سے ملے اوس کے ساتھ کسی کو شریک نکرتا ہو وہ جنت مین جاویگا اور جو اوس سے ملے اور کسی کو اوس کے ساتھ شریک کرتا ہو وہ جہنم مین جاوے گا عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اَتَانِیْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَبَشَّرَنِیْ اَنَّهٗ مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ ترجمہ ابوذر غفاری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے میرے پاس آکر اور مجھکو خوشخبری دی کہ جو شخص تمہاری امت مین سے مریگا اور وہ اللہ کے ساتھ شرک نکرتا ہوگا تو جنت مین جاویگا مین نے کہا اگرچہ وہ زناکری یا چوری کرے اونہون نے کہا اگرچہ وہ زناکری یا چوری کرے نووی نے کہا یہ حدیث دلیل ہے اہل سنت کو مذہب کہ کبیرہ گناہ کرنیوالا ہمیشہ جہنم مین نہین رہیگا بلکہ جہنم مین یا تو بالکل نجاویگا یا جاویگا تو چند روز کے بعد وہان سے نکلکر پھر جنت مین جاویگا اور اوپر اسکا بیان مفصل گذر چکا ہے انتہی زنا اور چوری کو اس لیے خاص کیا کہ یہ دونون بڑے کبیرہ گناہ ہین اور زنا حق اللہ ہے اور چوری حق العباد تو معلوم ہوا کہ جو شخص سو حد ہو اور اوس گناہ مین مبتلا ہو جو حق العباد ہو تب بھی وہ ہمیشہ جہنم مین نہین رہیگا بلکہ کبھی نہ کبھی وہان سے نکلکر آخر کو جنت مین ضرور جاویگا عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ عَلَيْهِ ثَوْبٌ اَبْيَضُ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ فَاِذَا هُوَ نَائِمٌ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ فِی الرَّابِعَةِ عَلٰى رَغْمِ اَنْفِ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ فَخَرَجَ اَبُوْ ذَرٍّ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِیْ ذَرٍّ ترجمہ ابوذر سے روایت ہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا آپ سو رہے تہے ایک سفید کپڑا اوڑہے ہوئے پھر مین آیا تو آپ سو رہے تہے پھر مین آیا

تو آپ جاگتے تھے مین بیٹھا آپ کے پاس آپنے فرمایا جو بندہ لآ الٰہ الا اللہ کہی پھر مرجاوی اسی اعتقاد پر (یعنے اللہ کی توحید پر) تو وہ جنت مین جاویگا مین نے کہا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے آپنے فرمایا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے مین نے کہا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے آپنے فرمایا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے تین بار ایسا ہی فرمایا چوتھی بار مین آپنے فرمایا اگرچہ ابوذر کی ناک مین خاک لگے ف یعنی ابوذر کی ذلت ہو اس لیے کہ یہ امر اون کی راے اور مرضی کے خلاف تھا وہ گناہون سے بڑی نفرت کرتے تھے اور گنہگارون کو اللہ کی رحمت سے دور سمجھتے تھے اور یہ امر اون کی بار بار پوچھنے سے معلوم ہوا کہ زنا اور چوری کرنے پر بھی وہ جنت مین نہ جاویگا گویا اُن کو بڑا تعجب ہوا کہ اتنے بڑے بڑے گناہ کرنے پر بھی اوسکو جنت ملے گی ف پھر نکلے ابوذر اور وہ کہتے تھے اگرچہ ابوذر کی ناک مین خاک لگے ف یعنی جو لفظ حضرت نے فرمایا تھا اوسیکو کہتے جاتے تھے اور یہ انتہا محبت تھی ابوذر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ **باب تحریم قتل الکافر بعد قولہ لا الٰہ الا اللہ** جب کافر لآ الٰہ الا اللہ کہہ کر قتل اوسکا حرام ہے **عن المقداد بن الاسود انہ قال یا رسول اللہ ارایت ان لقیت** ۴ اخبرہ رجلا من الکفار فقاتلنی فضرب احدی یدی بالسیف فقطعها ثم لاذ منی بشجرة فقال اسلمت للہ افاقتله یا رسول اللہ بعد ان قالها قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقتله قال فقلت یا رسول اللہ انه قد قطع یدی ثم قال ذلک بعد ان قطعها افاقتله قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقتله فان قتلته فانه بمنزلتک قبل ان تقتله وانک بمنزلته قبل ان یقول کلمته التی قال ترجمہ مقداد بن اسود سے روایت ہے انہون نے کہا یا رسول اللہ اگر مین ایک کافر کو پاؤن وہ مجھسے لڑے اور میرا ایک ہاتھ تلوار سے کاٹ ڈالے پھر مجھسے بچکر ایک درخت کی آڑ لیوے اور کہنے لگے مین تابع ہوگیا اللہ کا کیا مین اوسکو قتل کرون جب وہ یہ کہہ چکے آپ نے فرمایا مت قتل کر اوسکو مین نے کہا یا رسول اللہ اوس نے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر ایسا کہنے لگا کیا مین اوسکو قتل کرون آپنے فرمایا مت قتل کر اوسکو (اگرچہ مجھکو اوس سے صدمہ پہونچا اور زخم لگا) اگر تو اوسکو قتل کرے گا تو اوسکا حال تیرا سا ہوگا قتل سے پہلے اور تیرا حال اُسکا سا ہوگا جبتک اوس نے یہ کلمہ نہین کہا تھا ف ظاہر حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تو اوسکو قتل کریگا تو وہ تیری مثل ہوجاویگا یعنی وہ مسلمان ہوگا اور تو اوسکی مثل ہوجاویگا یعنی جیسے وہ تھا اسلام لانے سے پہلے یعنی

ب قال قال

کافر ہوجاویگا اسمین یہ اشکال ہے کہ مسلمان جہاد کرنے والا اس گناہ سے کافر نہین ہوسکتا خصوصًا اُس صورت مین جب اوسکو احتمال ہو کہ یہ دل سے مسلمان نہین ہوا ہے بلکہ جان بچانے کے لیے بہانہ کرتا ہے اور اُس نے مسلمان کو زخمی بھی کیا ہو نووی نے کہا اُس حدیث کے مطلب مین علمانے اختلاف کیا ہے سب سے عمدہ معنے یہ ہے جو امام شافعی اور ابن قصار سے منقول ہے کہ جب اوس نے لآ الٰہ الا اللہ کہا اور اسلام قبول کیا تو وہ تیری مثل ہوگیا یعنے جان کی حرمت اور حفاظت مین جیسے تو تھا اوس کے قتل سے پہلے اور تو نے جب اُسکو قتل کیا تو اوس کی مثل ہوگیا یعنے تیری جان کی حرمت نہ رہی اور تیرا خون حلال ہوگیا جیسے اسکا حال تھا اسلام لانے سے پہلے قاضی عیاض نے کہا اسکا معنے یہ ہے کہ تو اسکی مثل ہوگیا حق کی مخالفت مین اور گناہ کے ارتکاب مین اگرچہ تیری مخالفت اور گناہ اور اوسکی مخالفت اور گناہ مین فرق ہے اُسکا گناہ تو کفر تک پہونچا تھا اور تیرا گناہ فسق تک پہونچیگا۔ پھر علما نے اختلاف کیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان جہاد مین ایسا کرے یعنے کسی کافر کو لآ الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد مار ڈالے تو اسکا کیا حکم ہے بعضون نے کہا اوسپر کچھ نہین نہ قصاص ہے نہ دیت نہ کفارہ کیونکہ آگے کی حدیث مین آویگا کہ اسامہ نے یہ فعل کیا تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اون کو قتل کیا نہ دیت لی اون سے نہ کفارہ اور نہ واجب کیا اور بعضون کے نزدیک کفارہ واجب ہے لیکن قصاص ساقط ہے بوجہ شبہ کے کیونکہ اُسکو کافر سمجھکر مارا اور یہ خیال کیا کہ وہ کلمہ توحید پڑھنے سے مسلمان نہین ہوسکتا ایسی حالت مین اور دیت کو واجب ہونے مین امام شافعی کے دو قول ہین پھر یہ لوگ اسامہ کی حدیث کا جواب دیتے ہین کہ کفارہ فورًا واجب نہین اور دیت بھی اسوقت نہ لی گئی کہ اسامہ مفلس ہونگے **عن** الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَمَّا الْاَوْزَاعِيُّ وَابْنُ جُرَيْجٍ فِيْ حَدِيْثِهِمَا قَالَ اَسْلَمْتُ لِلّٰهِ كَمَا قَالَ اللَّيْثُ وَاَمَّا مَعْمَرٌ فَفِيْ حَدِيْثِهٖ فَلَمَّا اَهْوَيْتُ لِاَقْتُلَهٗ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس مین یہ ہے کہ وہ کہے اسلام لایا مین اللہ کے لیے اور معمر کی روایت مین ہے کہ جب مین جھکون اوسکے قتل کے لیے تو وہ کہے لآ الٰہ الا اللہ **عن** الْمِقْدَادِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْاَسْوَدِ الْكِنْدِيِّ وَكَانَ حَلِيْفًا لِبَنِيْ زُهْرَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ لَقِيْتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ فَقَاتَلَنِيْ فَضَرَبَ اِحْدٰى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ مِنِّيْ بِشَجَرَةٍ فَقَالَ اَسْلَمْتُ لِلّٰهِ اَفَاَقْتُلُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَعْدَ اَنْ قَالَهَا قَالَ لَا تَقْتُلْهُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ قَدْ قَطَعَ يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ اَنْ قَطَعَهَا اَفَاَقْتُلُهٗ قَالَ لَا تَقْتُلْهُ فَاِنْ قَتَلْتَهٗ فَاِنَّهٗ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ اَنْ تَقْتُلَهٗ وَاِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِيْ قَالَ ترجمہ مقداد بن عمرو بن اسود کندی کی روایت ہے وہ حلیف تھے بنی زہرہ کے (یعنی ان کے امان مین آئے تھے اور اُن سے عہد کر چکے تھے) اور بدر

کی لڑائی مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے انہون نے کہا یا رسول اللہ آپ کیا سمجھتے ہین اگر مین لڑون اور ایک کافر سے بھر ہیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسا اوپر گذری عن اسامۃ بن زید وھذا حدیث ابن ابی شیبۃ قال بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سریۃ فصبحنا الحرقات من جھینۃ فادرکت رجلا فقال لا الہ الا اللہ فطعنتہ فوقع فی نفسی من ذلک فذکرتہ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقال لا الہ الا اللہ وقتلتہ قال قلت یا رسول اللہ انما قالھا خوفا من السلاح قال افلا شققت عن قلبہ حتی تعلم اقالھا ام لا فما زال یکررھا علی حتی تمنیت انی اسلمت یومئذ قال فقال سعد وانا واللہ لا اقتل مسلما حتی یقتلہ ذو البطین یعنی اسامۃ قال قال رجل الم یقل اللہ وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ فقال سعد قد قاتلنا حتی لا تکون فتنۃ وانت واصحابک تریدون ان تقاتلوا حتی تکون فتنۃ ترجمہ اسامہ بن زید سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو ایک سریہ مین بھیجا (سریہ کہتے ہین لشکر کے ایک ٹکڑے کو جسمین چار سو آدمی تک ہوتے ہین) ہم صبح کو لڑے حرکات سے جو جہینہ مین سے ہے (حرکات بضم حا اور فتح را ایک قبیلہ ہے) پھر مین نے ایک شخص کو پایا اوسنے لا الہ الا اللہ کہا مین نے برچھہ سے اوسکو مار دیا بعد اوسکے میرے دل مین وہم ہوا (کہ لا الہ الا اللہ کہنے پر مارنا درست نہ تھا) مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا کیا اوسنے لا الہ الا اللہ کہا تھا اور تو نے اُسے مار ڈالا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ اوسنے ہتیار سے ڈر کر کہا تھا آپ نے فرمایا کیا تو نے اُسکا دل چیر کر دیکھا تھا تجھے معلوم ہوتا کہ اُس کے دل نے یہ کلمہ کہا تھا یا نہین (مطلب یہ ہے کہ دل کا حال تجھے کہان سے معلوم ہوا) پھر آپ بار بار یہی فرماتے یہانتک کہ مین نے آرزو کی کہ اس دن سے پہلے مسلمان ہوا ہوتا (تو اسلام لانیکے بعد ایسی گناہ مین مبتلا نہوتا کیونکہ اسلام لانے سے کفر کے اگلے گناہ معاف ہوجاتے ہین) سعد بن ابی وقاص نے کہا قسم خدا کی مین کسی مسلمان کو نہ مارون گا جب تک اُسکو ذوالبطین یعنے اسامہ نہ مارے (بطین تصغیر ہے بطن کی اور بطن کہتے ہین پیٹ کو اسامہ کو ذوالبطین اس لیے کہتے ہین کہ اون کا پیٹ بڑا تھا) ایک شخص بولا اللہ تعالی فرماتا ہے لڑو اُن سے یہانتک کہ فساد نہ رہے اور دین سب اللہ کے لیے ہوجاوے سعد نے کہا ہم تو لڑے (کافرون سے) اس لیے کہ فساد نہ ہو اور

تو اور تیرے ساتھی اس سے لڑنے میں کہ فساد ہو ف اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۂ انفال میں وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ (لڑو کافروں سے یہاں تک کہ فساد نہ رہے یعنے اور کا زور ٹوٹ جاوے اور وہ ایمان میں خلل نہ ڈال سکیں) اور ہو جاوے دین اللہ کا اس شخص کا مطلب اس آیت کے پڑھنے سے یہ ہوا کہ مسلمان بھی اگر فساد کریں تو ان سے لڑنا جائز ہے سعد نے اوسکو الزام دیا کہ یہ لڑنا اور فساد بڑھانا ہے آپس میں لڑنا اور ہماری لڑائیاں فساد مٹنے کے لیے نہیں عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ قَالَ وَلَحِقْتُ اَنَا وَرَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ رَجُلًا مِّنْهُمْ فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَكَفَّ عَنْهُ الْاَنْصَارِيُّ وَطَعَنْتُهٗ بِرُمْحِيْ حَتّٰى قَتَلْتُهٗ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ يَا اُسَامَةُ اَقَتَلْتَهٗ بَعْدَ مَا قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا قَالَ فَقَالَ اَقَتَلْتَهٗ بَعْدَ مَا قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ اَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ

ترجمہ اسامہ زید سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حرقہ کیطرف بھیجا جو ایک قبیلہ ہے جہینہ میں سے پھر ہم صبح کو وہاں پہونچے اور اون کو شکست دی میں نے اور ایک انصاری آدمی نے ملکر ایک شخص کو پکڑا جب اوسکو گھیرا تو وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے لگا انصاری تو یہ سنکر اُس سے ہٹ گیا اور میں نے بہانے سے اوسے مارا یہانتک کہ وہ مرگیا جب ہم لوٹ کر آئے تو یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی (اور پہلی روایت میں ہے کہ اسامہ نے خود ذکر کیا تو شاید آپکو پہلے خبر پہونچ گئی ہوگی پھر اسامہ نے بھی ذکر کیا ہوگا اوسوقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اسامہ تو نے اسکو مار ڈالا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے کے بعد میں نے کہا یا رسول اللہ اوس نے اپنے تئیں بچانے کے لیے کہا آپ نے فرمایا تو نے اوسکو مار ڈالا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے کے بعد پھر آپ بار بار یہی فرماتے رہے یہانتک کہ میں آرزو کی کاش میں مسلمان نہوا ہوتا اوسدن سے پہلے (تو یہ گناہ پھر نہوتا) عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ اَنَّ جُنْدُبَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيَّ بَعَثَ اِلٰى عَسْكَرِ بْنِ سَلَامَةَ زَمَنَ فِتْنَةِ بْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ اجْمَعْ لِيْ نَفَرًا مِّنْ اِخْوَانِكَ حَتّٰى اُحَدِّثَهُمْ فَبَعَثَ رَسُوْلًا اِلَيْهِمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَاءَ جُنْدُبٌ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ اَصْفَرُ فَقَالَ تَحَدَّثُوْا بِمَا كُنْتُمْ تُحَدِّثُوْنَ بِهٖ حَتّٰى

دار الحديث فلما دار الحديث اليه حسر البرنس عن رأسه فقال الى انيتكم ولا
اريد ان احدثكم عن نبيكم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث بعثا من
المسلمين الى قوم من المشركين وانهم التقوا فكان رجل من المشركين اذا شاء
ان يقصد الى رجل من المسلمين قصد له فقتله وان رجلا من المسلمين قصد غفلته
قال وكنا نتحدث انه اسامة بن زيد فلما رفع عليه السيف قال لا اله الا الله
فقتله فجاء البشير الى النبي صلى الله عليه وسلم فسأله واخبره حتى اخبره خبر
الرجل كيف صنع فدعاه فسأله فقال لم قتلته قال يا رسول الله اوجع في المسلمين
وقتل فلانا وفلانا وسمى له نفرا وانى حملت عليه فلما رأى السيف قال لا اله الا الله قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
اقتلته قال نعم قال فكيف تصنع بلا اله الا الله اذا جاءت يوم القيمة قال يا رسول الله استغفر لي قال
وكيف تصنع بلا اله الا الله اذا جاءت يوم القيمة قال فجعل لا يزيده على ان يقول كيف تصنع بلا
اله الا الله اذا جاءت يوم القيمة ترجمہ صفوان بن محرز سے روایت ہے کہ جندب بن عبداللہ
بجلی نے عمر بن سلامہ کو کہلا بھیجا جب عبداللہ بن زبیر کا فتنہ ہوا کہ تم اکٹھا کرو میرے لیے اپنے
چند بھائیوں کو تا میں تم سے بیان کروں عمر نے لوگوں کو کہلا بھیجا وے اکٹھے ہوئے تو جندب
آیا ایک زرد برنس اوڑھے ہوئے (صراح میں ہے برنس وہ ٹوپی جسکو لوگ شروع زمانہ اسلام میں پہنتے
تھے اور نووی نے کہا برنس وہ کپڑا ہے جسکا سر اوسی میں لگا ہوا ہو کرتہ یا جبہ۔ جوہری نے کہا برنس
ایک لمبی ٹوپی تھی جسکو لوگ ابتدائے اسلام میں پہنتے تھے) انہوں نے کہا تم ہمیں کروجو کرنے تھے
یہانتک کہ جندب کی باری آئی جب جندب کی باری آئی (یعنی اُن کو بات کرنا ضرور پڑا تو انہوں
نے برنس کو اپنے سر سے ہٹا دیا اور کہا میں تمہارے پاس آیا اس ارادے سے کہ بیان کروں تم سے
حدیث تمہارے پیغمبر کی فقط حدیث میں یوں ہے ولا ارید ان اخبرکم عن نبیکم جسکا لفظی ترجمہ یہ
ہوتا ہے کہ میرا ارادہ نہیں تم سے حدیث بیان کرنے کا تمہارے پیغمبر کی اور یہ نہیں نووی نے کہا
تمام نسخوں میں یہ عبارت اسی طرح ہے اور میں نے بھی جہانتک نسخے میرے پاس موجود تھے اون میں
یہی پایا نسخہ مطبوعہ مصر اور مطبوعہ دہلی اور مطبوعہ کلکتہ سب میں ایسا ہی ہے نسخہ مطبوعہ کلکتہ کے
حاشیہ میں یہ لکھا ہے کہ بعض نسخوں میں الا کا لفظ اوپر لکھا ہوا ہے یعنی یوں ہے لا ارید الا ان

اُخبرکم عن بیتکم اوس صورت مین تو مطلب صاف ہی یعنے میرا ارادہ کچھ تہا سوا اسکے کہ حدیث بیان کرون تم سے تمہارے پیغمبر کی اور نووی کی کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نسخے مین الا کا لفظ نہین ہے تو شاید مراد اون کی وہ نسخے ہین جو اونکو دمشق مین دستیاب ہوئے - نووی نے کہا یہان پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ جندب نے خود جعس سے کہلا بہیجا کہ تم لوگون کو جمع کرو - مین اُن سے حدیث بیان کرون گا پہر جب آئے تو خود کیسے کہنے لگے کہ میرا ارادہ حدیث بیان کرنیکا نہ تہا اور اس کا رفع دو طرح سے ہو سکتا ہے ایک تو یہ کہ الا کا لفظ زائد ہو اس صورت مین ترجمہ یہ ہوگا جو اوپر مذکور ہوا یعنے میرا تمہاری پاس آیا اس ارادے سے کہ بیان کرون تم سے حدیث تمہارے پیغمبر کی اور مطلب صاف ہو جاویگا جیسے قرآن مین لا کا لفظ لِئَلَّا یَعْلَمَ اَہْلُ الْکِتَاب - اور مَا مَنَعَکَ اَنْ لَّا تَسْجُدَ مین زائد ہے دوسرے یہ کہ لا کا لفظ زائد نہ ہو اور مطلب یہ ہو کہ مین تمہاری پاس آیا اور میرا ارادہ حدیث بیان کرنیکا نہ تہا بلکہ کسی طرف سے باہتن کرنیکا پر مین اب اپنے ارادے سے زیادہ حدیث بہی بیان کرتا ہون اور کہتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بہیجا اخیر تک خیر جاری ہین ہے کہ شاید لاسے پہلے ہمزہ استفہام محذوف ہو یعنے مین تمہارے پاس آیا اور یہ ہو سکتا ہے کہ میرا ارادہ حدیث بیان کرنیکا نہ ہو (یعنے میرا ارادہ ہے) واللہ اعلم **ت** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون کا ایک لشکر مشرکون کی ایک قوم پر بہیجا اور وہ دونون ملے (یعنے آمنا سامنا ہوا میدان جنگ مین) تو مشرکون مین ایک شخص تہا وہ جب مسلمان پر چاہتا اوسپر حملہ کرتا اور مار لیتا آخر ایک مسلمان نے اوسکی غفلت کو تاکا اور لوگون نے ہم سے کہا کہ وہ مسلمان اسامہ بن زید تہے پہر جب اونہون نے تلوار اوسپر سیدہی کی تو اوس نے کہا لآ الہ الا اللہ لیکن انہون نے مار ڈالا اوسکو بعد اوس کے قاصد خوشخبری لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا آپنے اُس سے حال پوچہا اوس نے سب حال بیان کیا یہانتک کہ اس شخص کا بہی حال کہا یعنی اسامہ بن زید کا) آپ نے اُنکو بلایا اور پوچہا تم نے کیون اسکو مارا اسنے کہا یا رسول اللہ اوس نے بہت تکلیف دی مسلمانون کو تو مارا فلانے اور فلانے کو اور نام لیا کئی آدمیون کا پہر مین اُسپر غالب ہوا جب اوس نے تلوار کو دیکہا تو لآ الہ الا اللہ کہنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اوسکو قتل کیا اونہون نے کہا مان آپ نے فرمایا تم کیا جواب دوگے لآ الہ الا اللہ کا جب وہ آویگا قیامت کے دن انہون نے کہا یا رسول اللہ دعا کیجیے میرے لیے بخشش کی آپنے فرمایا تم

کیا جواب دو گے لا الہ الا اللہ کا جب وہ آوے گا قیامت کے دن پھر آپ نے
اس سے زیادہ کچھ نہ کہا اور یہی کہتے رہے کہ تم کیا جواب دو گے لا الہ الا اللہ کا جب
وہ آوے گا قیامت کے روز **باب** قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا جو شخص مسلمانوں پر ہتیار اُٹھا وے
وہ مسلمان نہیں ہے **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَنَّہٗ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا ترجمہ عبداللہ بن عمر سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتیار
اوٹھاوے وہ ہم مین سے نہین ہے **ف** نووی نے کہا جو شخص مسلمانون
پر ہتیار اوٹھاوے ناحق بغیر کسی قسم کے تاویل کے لیکن اس فعل کو حلال نہ
جانے وہ تو گنہگار ہے اور کافر نہ ہوگا اور جو حلال جانے وہ کافر ہے اور یہ
حدیث محمول ہے حلال جاننے والے پر یا مراد یہ ہے کہ وہ ہمارے عمدہ طریقے
پر نہین ہے انتہے **عَنْ** سَلَمَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ
سَلَّمَ قَالَ مَنْ سَلَّ عَلَیْنَا السَّیْفَ فَلَیْسَ مِنَّا ترجمہ سلمہ بن الاکوع سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر تلوار کھینچے
وہ ہم مین سے نہین ہے **عَنْ** اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا ترجمہ ابوموسٰے سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتیار اوٹھاوے
وہ ہم مین سے نہین ہے **باب** قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ مَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا ترجمہ جو شخص مسلمانون کو فریب دیوے
وہ مسلمان نہین ہے **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا وَمَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ
مِنَّا ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتیار اُٹھاوے وہ ہم مین سے نہین ہے اور جو شخص

ہم کو دھوکا دیوے وہ ہم مین سے نہین ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ
رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَرَّ
عَلٰی صُبْرَةِ طَعَامٍ فَاَدْخَلَ یَدَهٗ فِیْهَا فَنَالَتْ اَصَابِعُهٗ بَلَلًا فَقَالَ
مَا هٰذَا یَا صَاحِبَ الطَّعَامِ فَقَالَ اَصَابَتْهُ السَّمَآءُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ
اَفَلَا جَعَلْتَهٗ فَوْقَ الطَّعَامِ کَیْ یَرَاهُ النَّاسُ مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنِّیْ
ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا ایک ڈھیر اناج کا راہ مین آپ نے اپنا
ہاتھ اُس کے اندر ڈالا تو انگلیون پر تری آگئی آپ نے پوچھا اے اناج
کے مالک یہ کیا ہے وہ بولا پانی پڑ گیا تھا اوس پر یا رسول اللہ آپ
نے فرمایا پھر تو نے اوس بھیگی ہوئی اناج کو اوپر کیون نہ رکھا کہ لوگ دیکھ
لیتے جو شخص فریب کرے وہ مجھ سے کچھ علاقہ نہین رکھتا

باب تحریم ضرب الخدود و شق الجیوب و الدعاء
بدعوی الجاهلیة گال پیٹنا اور گریبان پھاڑنا اور جاہلیہ کی سی
باتین کرنا حرام ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ
وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاهِلِیَّةِ هٰذَا حَدِیْثُ یَحْیٰی
وَاَمَّا ابْنُ نُمَیْرٍ وَّاَبُوْ بَکْرٍ فَقَالَا وَشَقَّ وَدَعَا بِغَیْرِ اَلِفٍ ترجمہ عبداللہ
بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہم مین سے نہین ہے وہ شخص جو گالون کو پیٹے یا گریبانون
کو پھاڑے یا جاہلیت (کفر) کے زمانے مین کی باتین کرے اور دوسری
روایت مین اَوْ کے بدلے وَ ہے یعنی یون ہے جو شخص گالون کو
پیٹے اور گریبانون کو پھاڑے اور جاہلیت کی سی باتین کرے (یعنی
مصیبت کے وقت ہماری شریعت مین یہ سب کام حرام ہین) اِنَّا لِلّٰهِ

وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہنا چاہیے اور صبر کرنا اگر آسو بے اختیار نکل آوین تو مضایقہ نہین جاہلیت کی سے باتین یہ ہین کہ خدا کی ناشکری کرے پکارے چلاوے نوحہ کرے واویلا کرے زبان سے اور کوئی بے صبری یا بے ادبی کی بات نکالے عَنْ الْاَعْمَشِ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ وَشَقَّ وَدَعَا ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ وَجِعَ اَبُوْمُوْسٰی وَجَعًا فَغُشِیَ عَلَیْہِ وَرَاْسُہٗ فِیْ حَجْرِ امْرَاَۃٍ مِّنْ اَھْلِہٖ فَصَاحَتِ امْرَاَۃٌ مِّنْ اَھْلِہٖ فَلَمْ یَسْتَطِعْ اَنْ یَّرُدَّ عَلَیْھَا شَیْئًا فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ اَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّا بَرِیَ مِنْہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَرِیْءٌ مِنَ الصَّالِقَۃِ وَالْحَالِقَۃِ وَالشَّاقَّۃِ ترجمہ ابوبردہ بن ابی موسی سے روایت ہے ابوموسی اشعری بیمار ہوئے اونکو غش آگیا اون کا سر ایک عورت کی گود مین تہا اون کے گھر والون مین سے تو ایک عورت چلائی اون کے گھر والون مین سے ابوموسی کو طاقت نہوئی اوسکو منع کرنے کی جب ہوش آیا تو کہا مین بیزار ہون اوس سے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہین آپ بیزار ہوئے ہین چلانیوالی سے (یعنی جو عورت مصیبت مین چلاکر روے) اور بال منڈانے والی سے (یعنے جو عورت غمی مین بال منڈاوے) اور کپڑا پہاڑنیوالی سے شَقَّ زدی نے کہا ظاہر اور مشہور معنے یہی ہے اور قاضی عیاض نے ابن اعرابی سے نقل کیا کہ صالقہ منہ پیٹنے والی کو کہتے ہین عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ وَاَبِیْ بُرْدَۃَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَا اُغْمِیَ عَلٰی اَبِیْ مُوْسٰی فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُہٗ اُمُّ عَبْدِ اللّٰہِ تُصِیْحُ بِرَنَّۃٍ قَالَا ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَلَمْ تَعْلَمِیْ وَکَانَ یُحَدِّثُھَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّنْ حَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ ترجمہ عبدالرحمن بن یزید اور ابی بردہ سے روایت ہے ابوموسی اشعری بیہوش ہوگئے تو انکی عورت ام عبداللہ آئی چلا رہی تہی رو رو کر پھر انکو ہوش ہوا تو کہا کیا تو نہین جانتی اور حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین بیزار ہون اوس شخص سے جو بال منڈاوے اور چلا کر روے اور کپڑے پہاڑے (مصیبت مین کیونکہ یہ کافرون کی رسمین ہین) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ غَیْرَ اَنَّ فِیْ حَدِیْثِ عِیَاضٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ لَیْسَ مِنَّا وَلَمْ یَقُلْ بَرِیْءٌ ترجمہ ابوموسی سے دوسری روایت بھی ایسی ہے اوسمین یون ہی

صلق

ہم مین سے نہین ہے وہ شخص جو یہ کام کرے **باب** بیان غلظ تحریم النمیمۃ وبیان حدہا وعذرہا سخت حرام ہے **عن** حذیفۃ انہ بلغہ ان رجلا یرفع الحدیث فقال حذیفۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یدخل الجنۃ نمام **ترجمہ** حذیفہ کو خبر پہونچی کہ فلان شخص بات لگا دیتا ہے (یعنے چغلی کہاتا ہے) انہون نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے چغل جنت مین نہ جاویگا **ف** نووی نے کہا چغلی کہتے ہین لوگون کی باتین دوسرون کو پہونچانا لڑانے اور فساد کرانے کیلیے امام غزالی نے احیاء العلوم مین کہا اکثر چغلی اُسکو کہتے ہین کہ ایک کی بات دوسرے سے لگا دینا یعنے اُس شخص سے کہنا کہ فلانا تجھے ایسا کہتا تھا اور حالانکہ چغلی کچھ یہی امر نہین بلکہ ہر بری بات کا بیان کرنا چغلی ہے خواہ اُس بات کہنے والے کو رنج ہو یا جسکے لیے کہی جاوے اوسکو رنج ہو یا اور کسی تیسرے کو رنج ہو اور یہ بیان خواہ زبان سے ہو یا اشارے اور کنایے سے سب چغلی مین داخل ہے تو حقیقت چغلی کی راز کا کھولنا ہے اور پردہ فاش کرنا جو کسیکو ناگوار ہو پھر اگر کسی شخص کو دیکھا اپنا روپیہ گاڑتے ہوئے اور ذکر کیا اسکا دوسرون سے تو چغلی کی پھر امام غزالی نے کہا اب جس شخص کے پاس کوئی چغلی کہاوے اوسکو چاہیے تین ضرور ہین ایک تو یہ کہ اس کی بات سچ نہ جانے کیونکہ چغل خور فاسق ہے دوسرے یہ کہ اسکام سے اسکو منع کرے اور برا کہے اُوسکو تیسرے یہ کہ اس شخص کو برا جانے کیونکہ وہ اللہ تعالی کے نزدیک بُرا ہے (یعنی چغلی کہانیوالا) چوتھی یہ کہ اپنے بھائی پر جسکی چغلی اوس نے کہائی ہے بدگمانی نہ کرے پانچوین یہ کہ اُس بات کا زیادہ تجسس نہ کرے اور اسکو دریافت نہ کرے چھٹی یہ کہ خود چغلی خور نہ بنے یعنے اوس بات کو کسی اور سے نقل نہ کرے ورنہ خود اوسی گناہ مین پھنسیگا جس سے چغل خور کو منع کرتا تھا انتہے۔ امام نووی نے کہا یہ سب اس صورت مین ہے جب اوس بات مین کوئی مصلحت شرعی نہ ہو لیکن اگر اوس کے فاش کرنے مین کوئی مصلحت ہو تو منع نہین مثلاً کوئی کسیکو قتل یا عزت ریزی کا ارادہ رکھتا ہو تو اوسکو مطلع کر دیوے یا امام یا حاکم سے کسی شخص کے فساد یا ظلم کو بیان کرے جس مین اور لوگون کا فائدہ ہو تو یہ حرام نہین ہے بلکہ بعضی صورت مین واجب ہے یا مستحب ہے **مصنف رحم** کہتا ہے اُس بات کو دیکھنا چاہیے اگر اوس کے فاش کرنے مین یا امام یا حاکم سے کہنے مین عام کی بھلائی اور منفعت ہو تو بیشک کہنا چاہیے اور جو کسیکا فائدہ نہین صرف اوس شخص کا ضرر ہے تو اُسکا کہنا ضرور نہین ہے پھر نووی نے کہا یہ جو فرمایا چغل خور جنت مین نہ جاوے گا

نواوس مین وہی دو تا دیلمین ہین ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو بخیل کو حرام سمجھ دوسرے یہ کہ مراد یہ ہے کہ بخیل خود اور اوسکے جنتیون کے ساتھ جنت مین نہ جاویگا عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُمَثِّلُ الْحَدِيثَ إِلَى الْأَمِيرِ قَالَ وَنَحْنُ جُلُوسٌ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ الْقَوْمُ هٰذَا مِمَّنْ يُمَثِّلُ أَحَادِيثَ إِلَى الْأَمِيرِ قَالَ فَجَاءَ حَتَّى جَلَسَ إِلَيْنَا فَقَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ ترجمہ ہمام بن حارث سے روایت ہے ایک شخص لوگون کی باتین حاکم سے بیان کیا کرتا ایکبار ہم مسجد مین بیٹھے تھے لوگون نے کہا یہ شخص حاکم تک بات کو پہونچاتا ہے پھر آیا اور بیٹھا ہمارے پاس حذیفہ نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جنت مین نہ جاویگا بخیل خود عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كُنَّا نَجْلِسُ مَعَ حُذَيْفَةَ فِي الْمَسْجِدِ فَجَاءَ رَجُلٌ حَتَّى جَلَسَ إِلَيْنَا فَقِيلَ لِحُذَيْفَةَ إِنَّ هٰذَا يَرْفَعُ إِلَى السُّلْطَانِ أَشْيَاءَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ إِرَادَةَ أَنْ يَسْمَعَهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ ترجمہ ہمام بن حارث سے روایت ہے ہم مسجد مین حذیفہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اتنے مین ایک شخص آیا اور ہمارے پاس آبیٹھا گیا لوگون نے حذیفہ سے کہا یہ بادشاہ تک بات لگاتا ہے حذیفہ نے اسکو سنانیکی نیت سے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جنت مین نہ جاوے گا بخیل خود بَابُ بَيَانِ غِلَظِ تَحْرِيمِ إِسْبَالِ الْإِزَارِ وَالْمَنِّ بِالْعَطِيَّةِ وَتَنْفِيقِ السِّلْعَةِ بِالْحَلِفِ وَبَيَانِ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ترجمہ تہبند لٹکون سے زیادہ نیچے رکھنے کی اور احسان کرکے جتانے کی اور مال کو جھوٹی قسم کھاکر بیچنے کی سخت ممانعت کا بیان اور اون تین آدمیون کا بیان جن سے اللہ تعالے قیامت کے دن بات نہ کرے گا نہ اون کیطرف دیکھیگا نہ ان کو پاک کریگا بلکہ اُنکو دکھ کا عذاب ہوگا عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ قَالَ فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ خَابُوا وَخَسِرُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ ترجمہ ابوذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیون سے اللہ تعالی بات نہ کرے گا قیامت کے دن نہ اون کیطرف دیکھیگا

نقال مرادف

(رحمت کی نگاہ سے) نہ انکو پاک کرے گا بلکہ انہون کے لئے اور انکو دکھہ کا عذاب ہوگا آپ نے تین بار یہ فرمایا
ابوذر نے کہا برباد ہوگئے وہ لوگ اور نقصان مین پڑے وہ کون ہین یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ایک تو
لٹکانے والا ف یعنے تہبند یا پاجامے کو باکرتے کو ٹخنون سے نیچے غرور اور تکبر کے راہ سے جیسے دوسری
حدیث مین صاف آیا کہ اللہ تعالی نہ دیکھیگا اوس شخص کیطرف جو کپڑا اپنا لٹکا دے غرور سے اور یہ غرور
کی قید خاص کرتی ہے ازار لٹکانے والے کے عموم کو اور اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ وعید اسی
کے لیے ہے جو غرور سے لٹکاوے اور حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی ہے حضرت ابوبکر
کو کپڑا لٹکانے کی کیونکہ ان کا یہ فعل غرور کی راہ سے نہ تہا امام محمد بن جریر طبری نے کہا دوسری روایت
مین حضرت ؓ نے صرف ازار لٹکانیوالے کو بیان کیا اس لیے کہ اکثر لباس اسوقت کا ازار ہی تہا
اور قمیص کا یہی یہی حکم ہے اور یہ ایک حدیث مین صاف آگیا ہے جسکو ابوداؤد اور نسائی اور ابن
ماجہ نے بسند حسن سالم سے روایت کیا انہون نے اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
لٹکانا ازار مین ہے اور قمیص مین اور عمامے مین اور جو کوئی ان مین سے کسیکو لٹکاوے غرور سے تو قیامت
کے روز اللہ تعالی اوس کیطرف نہ دیکھیگا (نووی) ف دوسری احسان کرکے اسکو جتانیوالا
ف یعنے اچہا مثل مشہور ہے خدا اوچہو کا احسان نہ کرادے جب کسی شخص سے کسی قسم کا سلوک
کرے یا احسان تو تہذیب یہ ہے کہ اوس کا ذکر نہ کرے کسی جلسے مین اپنا احسان اوسپر نہ جتاوے ورنہ
نیکی برباد گنہ لازم ہوگا۔ ف تیسری جہوٹی قسم کہاکر اپنے مال کی نکاسی کرنے والا ف جیسے
بے ایمان تاجرون کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے مال کی خواہ مخواہ تعریف کرتے ہین اگر خریدار کو اُس کی
قیمت مین یا خرید مین تردد ہو تو قسم کہا بیٹہتے ہین اور خریدار دہوکے مین آکر خرید لیتا ہے عن
أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الْمَنَّانُ
الَّذِي لَا يُعْطِي شَيْئًا إِلَّا مَنَّهُ وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْفَاجِرِ وَالْمُسْبِلُ إِزَارَهُ ۔
ترجمہ ابوذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیون سے اللہ تعالی بات
نہ کرے گا قیامت کے روز ایک تو احسان جتانیوالا جو دیکر احسان جتاوے دوسرے اپنا مال چلانے والا
جہوٹی قسم کہاکر تیسرے ازار لٹکانیوالا عن سُلَيْمَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ثَلَاثَةٌ لَا
يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ترجمہ اس روایت

تین آدمیون سے اللہ بات نہ کرے گا نہ اون کیطرف دیکھیگا نہ اُنکو پاک کریگا اور اُنکو دکھہ کا عذاب ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَقَالَ اَبُوْ مُعَاوِیَةَ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ شَیْخٌ زَانٍ وَمَلِكٌ کَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُسْتَکْبِرٌ

ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیون سے خدا بات نہ کرے گا قیامت کے روز نہ اُنکو پاک کرے گا نہ اونکی طرف دیکھے گا اور اُنکو دکھہ کا عذاب ہے ایک تو بوڑھا زنا کرنیوالا دوسرے بادشاہ جھوٹا تیسرے محتاج مغرور ف ہر چند حرام کاری اور جھوٹھ اور غرور سب کے حق مین بُرا ہے لیکن ان تینون شخصون کے حقمین نہایت بے موقع ہے کہ بادجودبڑھاپے کے جب عقل کامل ہوتی ہے اور شہوت کم ہوجاتی ہے زنا اور حرام کاری کرنا سراسر شقاوت ہے اور باوجود بادشاہی اور حکومت کے جب کسی کا خوف اور ڈر نہین ہوتا جھوٹھ بولنا بالکل بدبختی ہے اور باوجود کنگالی اور محتاجی کے گھمنڈ کرنا اور فرعون بے سامان بننا نہایت نامناسب ہے ۔ قاضی عیاض نے کہا وجہ انکی تخصیص کی یہ ہے کہ ان لوگون کو ان گناہون کی کوئی ضرورت اور احتیاج نہین اگرچہ گناہ کرنے مین کوئی معذور نہین پر ان لوگون کو تو بالکل کسیطرح کا عذر نہین ہوسکتا تو اب گناہ کرنا گویا عمداً خدا کی نافرمانی کرنا ہے اور ضد اور ہٹ دھرمی ہے اور ذلیل سمجھنا ہے خدا کے احکام کو

ثلاث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ رَجُلٌ عَلٰی فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلَاةِ یَمْنَعُهُ مِنَ ابْنِ السَّبِیْلِ وَرَجُلٌ بَایَعَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ لَهُ بِاللّٰهِ لَاَخَذَهَا بِکَذَا فَصَدَّقَهُ وَهُوَ عَلٰی غَیْرِ ذٰلِكَ وَرَجُلٌ بَایَعَ اِمَامًا لَا یُبَایِعُهُ اِلَّا لِدُنْیَا فَاِنْ اَعْطَاهُ مِنْهَا وَفٰی وَاِنْ لَمْ یُعْطِ مِنْهَا لَمْ یَفِ

ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہین جنسے خدا قیامت مین نہ بولے گا نہ اونکو دیکھیگا نہ اُنکو گناہ سے پاک کرے گا اور اُنکے لیے بڑے درد کا عذاب ہے ایک تو وہ جو جنگل مین حاجت سے زیادہ پانی رکھتا ہو پر مسافر کو اُس پانی سے روکے ف اور اور کہین پانی نہو کہ مسافر کے کام آوے نووی نے کہا اس فعل کی حرمت نہایت سخت ہے اور بہت برا کام ہے اس لیے کہ جانور ڈھلوا اس پانی سے نہ روکنا چاہیے جو ضرورت سے زیادہ ہو پر آدمیون کو روکنا کیونکر درست ہوگا البتہ اگر کافر مسافر حربی یا مرتد ہو تو اوسکو

پانی دینا واجب نہیں (انتہے) ف دوسرا وہ جس نے کسی کے ہاتھ کوئی مال بیچا عصر کے بعد اور خدا کی قسم کہا کہ میں نے اتنے کو مول لیا ہے اسکو اور خریدار نے سچ سمجھا اوس کی بات کو حالانکہ اتنے کو اس نے نہیں لیا تھا (یعنے جھوٹی قسم کہائی) اور عصر کے بعد کی تخصیص اسوجہ سے ہے کہ وہ ستر کی وقت ہے فرشتوں کے جمع ہونیکا یا وہ اصل وقت ہے خریدار اور فروخت کا) تیسرے وہ جس نے بیعت کی امام سے دنیا کے طمع سے پھر اگر امام نے اوسکو کچھ دیا دنیا کا مال تو اوس نے اپنی بیعت پوری کی اور جو نہ دیا تو پوری نکی (تو اس شخص نے گویا وہ ہوگا کہ دیا اسلیماں کو بیعت کرکے کہ وہ اس کے عہد کے بھروسے رہے اور یہ دنیا کے فکر میں تہا عہد کی پرواہ نتھی عن الاعمش بھذا الاسناد مثلہ غیر ان فی حدیثہ حرفین وزاد رجل سادم رجلا بسلعۃ ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اوسمیں یہ ہے جس نے نرخ کیا ایک مال کا عن ابی ھریرۃ قال اراہ مرفوعا قال ثلاثۃ لا یکلمھم اللہ یوم القیمۃ ولا ینظر الیھم ولھم عذاب الیم رجل حلف علی یمین بعد صلوۃ العصر علی مال مسلم فاقتطعہ وبقی فی حدیثہ بحدیث الاعمش ترجمہ یہ روایت بھی ایسی ہی ہے جس نے قسم کہائی عصر کی نماز کے بعد ایک مسلمان کے مال پر پھر مار لیا اوسکو (یعنے جھوٹی قسم کہاکر) **باب** بیان غلظ تحریم قتل الانسان نفسہ ومن قتل نفسہ بشیء عذب بہ فی النار وانہ لا یدخل الجنۃ الا نفس مسلمۃ خودکشی کی سخت حرمت اور خودکشی کرنے والے کا عذاب جہنم میں اور نہ جانا جنت میں سوا مسلمان کے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قتل نفسہ بحدیدۃ فحدیدتہ فی یدہ یتوجأ بھا فی بطنہ فی نار جھنم خالدا مخلدا فیھا ابدا ومن شرب سما فقتل نفسہ فھو یتحساہ فی نار جھنم خالدا مخلدا فیھا ابدا ومن تردی من جبل فقتل نفسہ فھو یتردی فی نار جھنم خالدا مخلدا فیھا ابدا ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے تئیں آپ لوہے کے ہتیار سے مار لیوے تو وہ ہتیار اوس کے ہاتھ میں ہوگا بھونکتا رہے گا اسکو اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیگا اسمیں اور جو شخص زہر پیکر اپنی جان لیوے تو وہ جب کا کریگا اسی زہر کو جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ اسمیں رہیگا اور جو شخص پہاڑ سے گرا کر اپنے تئیں مار ڈالے تو وہ ہمیشہ گرا کرے گا جہنم کی آگ میں سدا اسکا یہی حال ہوگا (کہ اونچے مقام سے نیچے گریگا) ف نووی نے کہا اس مقام پر کچھ تامل ہے ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو خودکشی کو حلال جان کر ایسے کام سے اپنی جان دیوے وہ تو

کافر ہے بیشک ہمیشہ جہنم مین رہیگا دوسرے یہ کہ ہمیشہ رہنے سے مراد بہت مدت تک رہنا ہی تیسرے یہ کہ اوسکی فعل کا بدلہ یہی تہا کہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم مین رہے پر خدا نے احسان کیا اور حکم دیا کہ جسکا خاتمہ اسلام پر ہوگا وہ ہمیشہ جہنم مین نہ رہے گا **عن** ثابت بن الضحاک انہ بایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحت الشجرۃ وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من حلف علی یمین بملۃ غیر الاسلام کاذبا فھو کما قال ومن قتل نفسہ بشیء عذب بہ یوم القیمۃ ولیس علی رجل نذر فی شیء لا یملکہ ترجمہ ثابت بن ضحاک سے روایت ہے انہون نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شجرہ رضوان کے تلے اور آپنے فرمایا جو شخص قسم کہاوے کسیبات پر اسلام کے سوا اور دین کی (یعنی یون کہے اگر مین ایسا کام کرون تو نصرانی ہون یا یہودی ہون یا ہندو ہون) جھوٹی قسم تو وہ ویسا ہی ہوگیا جیسا اوس نے کہا **ف** یعنی کافر ہوگیا یہ زجر اور تغلیظ کے طور پر ہے نووی نے کہا اگر اوس کے دل مین اسلام کے سوا اور دین کی عظمت ہے وہ تو بلاشبہ کافر ہے اور جو اور دین کی عظمت نہین بلکہ اسلام اوس کے دل مین راسخ ہے تو وہ کافر نہ ہوگا اس صورت مین کفر سے مراد ناشکری ہے کیونکہ اسلام کا مقتضی یہ تہا کہ ایسے بدقسم کہانا نہ کہا **ت** اور جسنے قتل کیا اپنے تئین کسی چیز سے وہ اسی سے عذاب دیا جاویگا قیامت کے دن اور کسی آدمی پر وہ نذر پوری کرنا واجب نہین جو اوس کے اختیار مین نہین یا اوسکے ملک مین نہین (جیسے نذر کرے اور کسی کا بندہ آزاد کرنے کی) **عن** ثابت بن الضحاک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس علی رجل نذر فیما لا یملک ولعن المؤمن کقتلہ ومن قتل نفسہ بشیء فی الدنیا عذب بہ یوم القیمۃ ومن ادعی دعوی کاذبۃ لیتکثر بھا لم یزدہ اللہ الا قلۃ ومن حلف علی یمین صبر فاجرۃ ترجمہ ثابت بن ضحاک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی پر وہ نذر پورا کرنا واجب نہین جو اوس کے ملک مین نہین اور مسلمان پر لعنت کرنا ایسا ہے جیسے اسکو قتل کرنا **ف** نووی نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان پر لعنت کرنا بڑا سخت گناہ ہے امام غزالی نے کہا کسی مسلمان پر یا کسی جاندار پر لعنت کرنا درست نہین اسیطرح اوس مسلمان پر جو فاسق ہو اسی طرح کسی معین کافر پر خواہ وہ زندہ ہو یا مر گیا ہو مگر اوس کافر پر جسکا کفر پر مرنا نص سے ثابت ہو لعنت کرنا درست ہے جیسے ابولہب اور ابوجہل وغیرہ اور لعنت کرنا کافر اور

ر
احد

کے گروہ پر درست ہی جیسے لعنت اللہ کی کافرون پر یا یہودیون پر یا نصاری پر اور ظاہر حدیث یہ ہی کہ لعنت
اور قتل دونون حرمت مین برابر ہین اگرچہ قتل بہت سخت ہی یہی اختیار کیا ہے مازری نے ف
اور جو شخص اپنی جان لیوے دنیا مین کسی چیز کے ذریعہ سے اوسی سے عذاب دیا جاویگا قیامت کے دن اور جو شخص
جھوٹا دعوی کرے اپنا مال بڑہانے کے لیے تو خدا اوسکا مال اور کم کردیگا اور جو شخص قسم کہاوے حاکم کے حکم سے جھوٹی
ف اوسکا مال یہی اللہ تعالی کم کردیگا نووی نے کہا یہان یہ عبارت محذوف ہی یا زیادہ عطف ہی پہلے جملے
کے مبتدا پر اور یہ مطلب دوسری روایت مین پورا آیا ہے جو شخص قسم کہاوے حاکم کے حکم سے کسی مسلمان کا مال
دبا لینے کو تو وہ اللہ سے ملے گا اور وہ اوسپر غصہ ہوگا عن ثابت بن الضحاک الانصاری قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حلف بملۃ سوی ملۃ الاسلام کاذبا متعمدا فھو
کما قال ومن قتل نفسہ بشیء عذب بہ اللہ یوم القیامۃ ولیس علی رجل نذر فیما لا یملک وھذا حدیث سفیان
واما شعبۃ فذکر انہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من حلف بملۃ سوی
الاسلام کاذبا فھو کما قال ومن ذبح نفسہ بشیء ذبح بہ یوم القیامۃ ثم رجعت ثابت
بن ضحاک الانصاری سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کہاوے کسی اور دین کی سوا اسلام
کے جھوٹہ قصدا تو وہ ویسا ہی ہوگیا اور جو شخص قتل کرے اپنے تئین کسی سے تو خدا عذاب کریگا اوسکو اوسی
چیز سے جہنم کی آگ مین یہ روایت ہی سفیان کی اور شعبہ کی روایت مین ہے جو شخص قسم کہاوے کسی دین
کی سوا اسلام کے جھوٹہ تو وہ ویسا ہی ہوگیا جیسا اوس نے کہا اور جو شخص ذبح کرے اپنے تئین کسی چیز
سے تو وہ اوسی چیز سے ذبح کیا جاوے گا قیامت کے دن عن ابی ھریرۃ قال شھدنا مع رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنینا فقال لرجل ممن یدعی بالاسلام ھذا من اھل النار
فلما حضر القتال قاتل الرجل قتالا شدیدا فاصابتہ جراحۃ فقیل الرجل الذی قلت
لہ انفا انہ من اھل النار فانہ قاتل الیوم قتالا شدیدا وقد مات فقال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم الی النار فکاد بعض المسلمین ان یرتاب فبینما ھم علی ذلک اذ قیل فانہ لم یمت
ولکن بہ جراحا شدیدا فلما کان من اللیل لم یصبر علی الجراح فقتل نفسہ
فاخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بذلک فقال اللہ اکبر اشھد انی عبد اللہ و
رسولہ ثم امر بلالا فنادی فی الناس انہ لا یدخل الجنۃ الا نفس مسلمۃ ان اللہ یؤید ھذا

الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جنگ
حنین مین (قاضی عیاض نے کہا صحیح خیبر ہے بجای حنین کے) آپ نے فرمایا ایک شخص کو جو دعوی کرتا تھا
اسلام کا (یعنے اپنے تئین مسلمان کہتا تھا) یہ جہنم والون مین سے ہے جب لڑای کا وقت آیا تو یہ شخص خوب
لڑا اور زخمی ہوا لوگون نے کہا یارسول اللہ آپ نے جس شخص کو جہنمی فرمایا تھا وہ تو آج خوب لڑا اور مرگیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم مین گیا بعض مسلمانون کو اسمین شک ہونیکو تھے (کیونکہ ظاہر حال
سے اوسکا جنتی ہونا پایا جاتا تھا) اتنے مین خبر آئی کہ وہ مرا نہین زندہ ہے لیکن بہت سخت زخمی ہے
جب رات ہوئی تو وہ زخمون کی تکلیف برداشت نہ کرسکا اور اوس نے اپنے تئین آپ مار لیا جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر پہونچی تو آپ نے فرمایا اللہ بڑا ہے مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ مین
اللہ کا بندہ اور اوسکا بھیجا ہوا ہون (اسلیے کہ اللہ تعالی نے جو بات آپکو بتلادی تھی وہ سچ نکلی) پھر آپ نے
حکم کیا بلال کو اوسنے منادی کردی لوگون مین کہ جنت مین نہ جاویگا کوئی شخص مگر وہی جو مسلمان ہو اور
اللہ مدد کرے گا اس دین کی برے آدمی سے ف یہ شخص منافق تھا ظاہر مین مسلمان و لیکن کافر اگرچہ
اوس نے اسلام کے لیے بہت کوشش کی لڑا اور زخمی ہوا پھر ایمان نہونے سے کوئی کوشش اوسکی کام نہ آئی
معلوم ہوا کہ بغیر ایمان کے انسان کتنی ہی نیک باتین کرے مسلمانون کی مدد کرے اسلام کو فائدہ پہنچاوے
پر وہ جنتی نہین ہوسکتا عکرمہ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اِلْتَقٰى هُوَ وَالْمُشْرِكُوْنَ فَاقْتَتَلُوْا فَلَمَّا مَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عَسْكَرِهٖ
وَمَالَ الْاٰخَرُوْنَ اِلٰى عَسْكَرِهِمْ وَفِيْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَا يَدَعُ
لَهُمْ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً اِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهٖ فَقَالُوْا مَا اَجْزَاَ مِنَّا الْيَوْمَ
اَحَدٌ كَمَا اَجْزَاَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ
فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اَنَا صَاحِبُهٗ اَبَدًا قَالَ فَخَرَجَ مَعَهٗ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهٗ وَاِذَا
اَسْرَعَ اَسْرَعَ مَعَهٗ قَالَ فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ سَيْفَهٗ
بِالْاَرْضِ وَذُبَابَهٗ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلٰى سَيْفِهٖ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَخَرَجَ الرَّجُلُ اِلٰى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ الرَّجُلُ
الَّذِيْ ذَكَرْتَ اٰنِفًا اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَاَعْظَمَ النَّاسُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ اَنَا لَكُمْ بِهٖ فَخَرَجْتُ

فصل

فَطَعَنَهُ حَتّٰى جَرَحَهُ جُرْحًا شَدِيْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهٖ بِالْاَرْضِ وَ
ذُبَابَهٗ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ
وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ ۔ مسلم
سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکون کا سامنا ہوا جنگ مین تو لڑے یہانتک
آپ اپنی لشکر کیطرف جھکے اور وہ لوگ اپنی لشکر دن کیطرف گئے تو آپ کے اصحاب مین ایک شخص تھا (اوس کا
نام قزمان تھا اور وہ منافقون مین سے تھا) اسکے ذکر کے کو نہ چھوڑتا ملکہ اُسکا پیچھا کرکے تلوار سے مار ڈالتا
(اپنے جس کافر سے بہتر تا اُسکو قتل کرتا) تو صحابہ نے کہا آج ہمارے کام جیسے یہ شخص آیا ایسا کوئی نہ آیا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو جہنمی ہے ایک شخص ہم لوگون مین سے بولا مین اوسکے ساتھ رہون گا۔
(اور اسکی خبر رکھون گا کہ وہ کون سا کام کرتا ہے جہنم مین جانیکا کیونکہ ظاہر مین تو وہ بہت عمدہ کام کرتا
تھا) پھر وہ شخص اسکے ساتھ نکلا جہان وہ ٹھہرتا یہ بھی ٹھہر جاتا اور جہان وہ دوڑ کر چلتا یہ بھی اُسکے ساتھ دوڑ جاتا
آخر وہ شخص (یعنی قزمان) سخت زخمی ہوا اور (زخمون کی تکلیف پر صبر نہ کرسکا) جلدی مرنا چاہا اور تلوار
کا قبضہ زمین پر رکھا اور نوک اوسکی دونون چھاتیون کے بیچمین پھر اوسپر زور دیا اور اپنے تئین مار ڈالا
تب وہ شخص (جو اوسکے ساتھ گیا تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہا مین گواہی دیتا ہون اس
بات کی کہ آپ اللہ کے بھیجے ہوئے ہین آپنے فرمایا کیا ہوا وہ شخص بولا آپ (ابھی جس شخص کو جہنمی فرمایا تھا
اور لوگون نے اوسپر تعجب کیا تھا تو مین نے کہا تھا مین تمہارے واسطے اوسکی خبر رکھون گا پھر مین اوسکی
تلاش مین نکلا وہ سخت زخمی ہوا اور جلدی مرنے کے لیے اوس نے تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور نوک اوسکی
دونون چھاتیون کے بیچ مین پھر زور دیا اوسپر یہانتک کہ مار ڈالا اپنے تئین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے یہ سنکر فرمایا کہ آدمی جنتیون کے سے کام کرتا ہے لوگون کے نزدیک اور وہ جہنمی ہوتا ہے اور
جہنمیون کے سے کام کرتا ہے لوگون کے نزدیک اور وہ جنتی ہوتا ہے **ف** تو انسان کو چاہیے کہ اپنے
اعمال پر مغرور نہ کرے اور بھروسا نہ رکھے بلکہ خدا سے ڈرتا رہے اور حسن خاتمہ کے لیے دعا کرتا رہے اسیطرح
گنہگار کو نا اُمید نہ ہونا چاہیے اللہ کی رحمت سے شاید خدا اوسکا خاتمہ عمدہ کردیوے **عن** الحسن
یَقُوْلُ اِنَّ رَجُلًا مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خَرَجَتْ بِهٖ قُرْحَةٌ فَلَمَّا اٰذَتْهُ انْتَزَعَ سَهْمًا

مرے سانپ نے ڈنکا مارا تو نہ پہلے ہی دم میں مرا نہ دوسرے میں یہاں تک کہ سات دم میں مرا تب اس نے کہا تم
میں سے جو کوئی مرے گا وہ جنت میں جائے گا پھر اس نے اپنا ہاتھ مسجد کی طرف بڑھایا اور کہا قسم خدا کی
یہ حدیث مجھ سے جندب نے بیان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسجد میں قف قاضی عیاض نے کہا شاید یہ شخص خودکشی کو حلال جانتا ہوگا یا امر
یہ ہے کہ اوس پر جنت حرام ہے اوسوقت جب اوسکے اور نیک لوگ جاوینگے یا اوس کے حساب میں طول ہوگا یا وہ
ٹکا رہے گا اعراف میں لڑوی نے کہا احتمال ہے کہ اوسوقت کی شرع میں کبیرہ گناہ کرنیوالا کافر ہوجاتا
ہو اور یہ حدیث محمول ہے اسپر کہ اوس نے جلد مرنے کے لیے یا بغیر کسی مصلحت کے ایسی حرکت کی اسلیے کہ دوا
اور علاج کے لیے پھوڑا چیرنا درست ہے جب گمان غالب ہو فائدے کا عن الحسن یقول حدثنا
جندب بن عبد اللہ البجلی فی ھذا المسجد فما نسینا وما نخشی ان یکون جندب کذب علی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج رجل
فیمن کان قبلکم خراج فذکر نحوہ ترجمہ حسن سے روایت ہے ہم سے جندب بن عبد اللہ
بجلی نے اس مسجد میں حدیث بیان کی پھر ہم اسکو نہیں بھولے اور نہ ہمکو ڈر ہے کہ جندب نے جھوٹ باندھا
ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر انہوں نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے پہلے ایک شخص
مرے پھوڑ نکلا پھر بیان کیا قصہ اوسیطرح جیسے اوپر گزرا **باب** غلظ تحریم الغلول وانہ
لا یدخل الجنۃ الا المؤمنون مال غنیمت میں چوری کرنا سخت حرام ہے اور جنت میں نجاویگے
مگر وہی جو ایماندار ہیں عن عمر بن الخطاب قال لما کان یوم خیبر اقبل نفر من
صحابۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا فلان شہید وفلان شہید حتی مروا
علی رجل فقالوا فلان شہید فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلا انی رأیتہ
فی النار فی بردۃ غلہا او عباءۃ ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابن الخطاب
اذہب فناد فی الناس انہ لا یدخل الجنۃ الا المؤمنون قال فخرجت فنادیت الا انہ لا یدخل

الجنۃ الا المومنون ترجمہ حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے جب خیبر کا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی صحابہ آئے اور کہنے لگے فلانا شہید ہے اور فلانا شہید ہے یہانتک کہ گذرے ایک شخص پر تو کہا یہ شہید ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں میں نے اسکو جہنم میں دیکھا ایک چادر یا عبا کی چوری میں (یعنے چوری کی وجہ سے) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے اوٹھ اور پکار دے لوگوں میں کہ جنت میں وہی جائیگے جو ایماندار ہیں (اور چور نجاویں گے) حضرت عمر نے کہا میں نکلا اور میں نے پکار دیا لوگوں میں خبردار ہو جاؤ جنت میں وہی جاوینگے جو ایماندار ہیں عن ابی ھریرۃ قال خرجنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی خیبر ففتح اللہ علینا فلم نغنم ذھبا ولا ورقا غنمنا المتاع والطعام والثیاب ثم انطلقنا الی الوادی ومع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد لہ وھبہ لہ رجل من جذام یدعی رفاعۃ بن زید من بنی الضبیب فلما نزلنا الوادی قام عبد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحل رحلہ فرمی بسھم فکان فیہ حتفہ فقلنا ھنیئا لہ الشھادۃ یا رسول اللہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلا والذی نفس محمد بیدہ ان الشملۃ لتلتھب علیہ نارا اخذھا من الغنائم یوم خیبر لم تصبھا المقاسم قال ففزع الناس فجاء رجل بشراک او شراکین فقال یا رسول اللہ اصبت ھذا یوم خیبر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شراک من نار او شراکان من نار ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے خیبر کیطرف پھر اللہ نے فتحدی ہمکو تو نہیں لوٹا ہم نے چاندی اور سونا (یعنی چاندی اور سونا ہاتھ نہیں آیا) بلکہ لوٹا ہم نے اسباب اور اناج اور کپڑے پھر ہم چلے وادی کیطرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپکا ایک غلام تھا (جسکا نام مدعم تھا) جو بٹھاتا تھا آپ کو ایک شخص نے جذام میں سے جسکا نام رفاعہ بن زید تھا بنی ضبیب میں سے جب ہم وادی میں اترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام کھڑا ہوا آپکا کجاوہ کھول رہا تھا اتنے میں ایک (غیبی) تیر اسکو لگا جسمیں اوسکی موت تھی ہم لوگوں نے کہا مبارک ہو وہ شہید ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں قسم اوس شخص کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے وہ شملہ اوسپر انگارہ کیطرح سلگ رہا ہے جو اوس نے مال غنیمت میں سے خیبر

کے دن سے سیا ہتا اور اسوقت تک غنیمت تقسیم نہین ہوئی تھی یہ سنکر لوگ ڈر گئے اور اسمین سے ایک شخص ایک تسمہ یا دو تسمے لیکر آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ہمین خیبر کے دن انکو پایا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تسمہ یا تسمے انگار کے ہین (یعنی اگر تو انکو داخل نکرتا تو یہ تسمہ انگار ہو کر قیامت کے دن تجھپر لپٹتا یا تجھے عذاب ہوتا) الا التسمون کیوجہ سے **ف** نووی نے کہا ان دونون حدیثون سے یہ احکام نکلتے ہین ایک تو غلول یعنے چوری کا حرام ہونا مال غنیمت مین دوسرے کوئی فرق نہ ہونا قلیل اور کثیر مین یہانتک کہ ایک تسمہ کی چوری بھی اتنی ہی حرام ہے جتنی یہ کہ جسنے غلول کیا اوسکو شہید نکہین گے چوتھی یہ کہ جو کفر پر مرے وہ جنت مین نہ جاویگا اور اسپر اجماع ہے مسلمانون کا پانچوین یہ کہ بغیر ضرورت کو قسم کہانا درست ہے کیونکہ حضرت نے خود قسم کہائی چھٹی یہ کہ جس نے کچھ چوری کی غنیمت کے مال مین تو اوسکو وہ چیز پہیر دینا اور داخل کر دینا واجب ہے اور جب وہ پہیر دے تو اوسکو لے لین اور اوسکا مال نہ جلاوین خواہ وہ پہیرے یا نہ پہیرے کیونکہ حضرت نے شخص کے چور کا اور تسمے کے چور کا مال نہ جلایا اور جو یہ واجب ہوتا تو آپ ایسا کرتے اور وہ جو حدیث منقول ہے کہ جو شخص غنیمت کے مال مین چوری کرے اوسکا اسباب جلادو اور اوسکو مارو یا اوسکی گردن مارو تو ضعیف ہے اوسکو ضعف کو ابن عبد البر نے بیان کیا ہے طحاوی نے کہا اگر وہ حدیث صحیح بھی ہو تو منسوخ ہوگی اور یہ اوسوقت کا حکم ہے جب مالی سزا جائز تھی (یعنے اب شریعت مین مال کی سزا دینا جیسے جرمانہ حنبلی جائداد وغیرہ نہین رہی) **باب** الدلیل علی ان قاتل نفسہ لا یکفر جو شخص خودکشی کرے وہ کافر نہوگا **عن** جابر ان الطفیل بن عمرو الدوسی اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ھل لک فی حصن حصین ومنعۃ قال حصن کان لدوس فی الجاھلیۃ فابی ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم للذی ذخر اللہ للانصار فلما ھاجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینۃ ھاجر الیہ الطفیل بن عمرو وھاجر معہ رجل من قومہ فاجتووا المدینۃ فمرض فجزع فاخذ مشاقص فقطع بھا براجمہ فشخبت یداہ حتی مات فراہ الطفیل بن عمرو فی منامہ فراہ ھیئتہ حسنۃ ورآہ مغطیا یدیہ فقال لہ ما صنع بک ربک فقال غفر لی بھجرتی الی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال مالی اراک مغطیا یدیک فقال قیل لن نصلح منک ما افسدت فقصھا الطفیل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللّٰھُمَّ وَلِیَدَیْہِ فَاغْفِرْ ترجمہ چار سو روایت ہی کہ طفیل بن عمرو دوسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ ایک مضبوط قلعہ اور لشکر چاہتے ہین (اوس قلعے کے لیگے جو دوس کا تھا جاہلیت کے زمانے مین) آپ نے قبول نکیا اوسوجہ سے کہ اللہ تعالی نے انصار کے حصے مین یہ بات لکھہ دی تھی (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس رہین اون کی حمایت اور حفاظت مین) تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کیطرف ہجرت کی تو طفیل بن عمرو نے بھی ہجرت کی اور اُنکے ساتھہ اُنکی قوم کے ایک شخص نے بھی ہجرت کی پھر مدینہ کی ہوا اُنکو ناموافق ہوئی (اور اُنکے پیٹ مین مارضہ پیدا ہوا) وہ شخص جو طفیل کے ساتھہ آیا تھا بیمار ہُوا اور تکلیف کے مارے اوس نے چوڑی گانسیان لیکر اپنی انگلیون کے جوڑ کاٹ ڈالے اور خون بہنا شروع ہوا دونون ہاتھہ سے یہانتک کہ وہ مر گیا پھر طفیل بن عمرو نے اوسکو خواب مین دیکھا اور اوسکی شکل اچھی تھی مگر اپنے دونون ہاتھون کو چھپائے ہوئے تھا طفیل نے پوچھا کہ تیرے رب نے تیرے ساتھہ کیا سلوک کیا اوس نے کہا بخشدیا مجھکو اس لیے کہ مین نے ہجرت کی تھی اوسکے پیغمبر کیطرف طفیل نے کہا کیا وجہ ہے مین دیکھتا ہون تو دونون ہاتھہ اپنے چھپائے ہوئے ہے وہ شخص بولا کہ مجھے حکم ہُوا ہم اسکو نہین سنوارین گے جسکو تو نے خود بخود بگاڑا پھر یہ خواب طفیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا اللہ اوس کے دونون ہاتھونکو بھی بخشدے یعنے جیسے تو نے اوس کے سارے بدن پر کرم کیا ہے اوس کے دونون ہاتھون کو بھی درست کردی فا نووی نے کہا اس حدیث مین دلیل ہے اوس بڑے قاعدے کی جو اہل سنت نے قرار دیا ہے کہ جو شخص اپنے تئین مار ڈالے یا اور کوئی گناہ کرے پھر بغیر توبہ کے مرجاوے تو وہ کافر نہین ہے اور نہ یہ ضرور ہے کہ وہ جہنم مین جاوے بلکہ وہ خدا کی مشیت پر ہے اور اوپر یہ قاعدہ بیان ہو چکا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گنہگارون کو عذاب ہوگا اور گناہون سے نقصان پہونچتا ہے اور رد ہے مرجیہ کا جو کہتے ہین ایمان کے ساتھہ گناہون سے ضرر نہوگا تحفۃ الاحیار مین ہے کہ اس حدیث سے بڑی فضیلت ہجرت کی ثابت ہوئے اوس شخص کو اپنے مارنیکی پنت نہ ہوگی کہ حرام موت ہوتی اضطراب سے یہ حرکت ہوئی ہوگی یا شاید دلالی کی نیت ہو مگر ہجرت کی برکت اور حضرت کی دعا سے اوس کی مغفرت ہوگئی **باب** فِی الرِّیحِ الَّتِی تَکُونُ فِی قُرْبِ الْقِیَامَۃِ تَقْبِضُ مَنْ فِی قَلْبِہٖ شَیْءٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ اوس ہوا کا بیان جو قیامت کے قریب چلے گی اور لے جاویگی ہر ایک شخص کو جس کے دل مین رتی برابر بھی ایمان ہوگا **عَنْ** اَبِی ھُرَیْرَۃَ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ رِیْحًا مِّنَ الْیَمَنِ اَلْیَنَ مِنَ الْحَرِیْرِ

فَلَا تَدَعُ اَحَدًا فِیْ قَلْبِهٖ قَالَ اَبُوْ عَلْقَمَةَ وَمِثْقَالُ حَبَّةٍ وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِیْزِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ اِیْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْهُ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ خدا ایک ہوا یمن کی طرف سے جو ریشم سے بھی زیادہ ملائم ہوگی بھیجے گا اوس شخص کو جس کے دل مین دانے برابر یا رتی برابر بھی ایمان ہوگا یعنے مار ڈالے گی اُسکو ف تو کوئی ایماندار دنیا مین باقی نرہے گا اوسوقت قیامت ہوگی نووی نے کہا اس مضمون کی حدیثین اور بھی آئی ہین جسسے قیامت قائم نہوگی مگر اسوقت جب کوئی اللہ اللہ کہنیوالا بھی نرہیگا یا قیامت قائم نہوگی مگر بدترین خلق پر اور یہہ سب حدیثین اپنے ظاہر پر محمول ہین اور وہ جو دوسری حدیث مین آیا ہے کہ ایک گروہ میرے امت کا حق پر قائم رہیگا قیامت کے دن تک اس کے مخالف نہین کیونکہ مراد اوس سے یہ ہے کہ وہ گروہ قائم رہیگا یہانتک کہ یہ ہوا اوسکو تمام کرتی پھر قیامت قائم ہوگی اور یہ جو فرمایا جس کے دل مین دانے برابر یا رتی برابر بھی ایمان ہوگا تو اس سے وہ مذہب ثابت ہوا جو صحیح ہے کہ ایمان گھٹتا بڑہتا ہے اور ریشم سے زیادہ ملائم ہونے سے یہ غرض ہے کہ وہ ہوا زم اور لطیف ہوگی اور ایک دوسری حدیث مین یون ہے کہ وہ ہوا شام کیطرف سے چلیگی اُسکا جواب یہ ہے کہ شاید اوسوقت دو ہوائین چلین ایک یمن کیطرف سے اور دوسرے شام کیطرف سے یا ایک ہی ہوا شروع ہوئی یمن سے پھر پھیل جاوے شام تک واللہ اعلم **باب** الْحَثِّ عَلَى الْمُبَادَرَةِ بِالْاَعْمَالِ قَبْلَ ظُهُوْرِ الْفِتَنِ فتنے اور فساد پھیلنے سے پہلے نیک اعمال کو جلد بجالانے کی ترغیب **عن** اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ یُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَّیُمْسِیْ كَافِرًا اَوْ یُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَّیُصْبِحُ كَافِرًا یَّبِیْعُ دِیْنَهٗ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْیَا ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلدی جلدی نیک کام کرلو اُن فتنون سے پہلے جو اندھیری رات کے حصون کیطرح ہونگی صبح کو آدمی ایماندار ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو ایمان اور صبح کو کافر ہوگا اور اپنے دین کو بیچ ڈالے گا دنیا کے مال کے بدلے ف یعنے دنیا کی طمع اوسوقت ایسی غالب ہوگی کہ ایمان کی محبت دل مین نرہیگی ذرا سے دنیاوی فائدے کے لیے انسان ایمان کو چھوڑ دیگا اور کفر اختیار کرے گا یہ بات ہمارے زمانے مین بہت پھیل گئی ہے کہ ایمان کی پروا اور فرمانبرداری بالکل نرہی اور جسکو دیکھو دنیا کا طلب گار ہی بہت لوگون کو دیکھا جو پہلے مسلمان دیندار تھے پھر دنیا کے طمع سے بے ایمان ہوگئے اور کفر اختیار کیا کوئی نصرانی بنگیا کوئی دہری خدا محفوظ رکھے نووی نے کہا مراد یہ ہے

کہ اوس زمانے مین ایسے پے در پے فتنے ہونگے کہ ایمان بچانا مشکل ہوگا ایک ہی دن مین ایسا انقلاب ہوگا کہ حج کو آدمی ہوسن ہو تو شام کو کافر ہوگا کحقۃ الاحیار مین ہے کہ اسحدیث مین ان فسادون کی خبر ہے جو یزید اور سلطنت مروانیہ کے زمانے مین واقعہ ہوئی اس حدیث مین ارشاد ہے کہ فرصت کو آدمی غنیمت جانے اور پریشانی سے پہلے جو نیک عمل ہو سکین سو کر لیوے **باب** مخافۃ الحرمن ان یحبط عملہ ہون کو اپنے اعمال مٹ جانے سے ڈرنا چاہیے **عن** انس بن مالک انہ لما نزلت ھذہ الایۃ یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الی اخر الایۃ جلس ثابت فی بیتہ وقال انا من اھل النار واحتبس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن معاذ فقال یا ابا عمرو ما شان ثابت اشتکی فقال سعد انہ لجاری وما علمت لہ بشکوی قال فاتاہ سعد فذکر لہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ثابت انزلت ھذہ الایۃ ولقد علمتم انی من ارفعکم صوتا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانا من اھل النار فذکر ذلک سعد للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بل ھو من اھل الجنۃ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے جب یہ آیت اوتری یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی اخیر تک **ف** یعنی اے ایمان والو اونچی نہ کرو اپنی آواز نبی کی آواز سے اوپر اور نہ بولو اُس سے زور سے جیسے بولتے ہو ایک دوسرے سے کہین اکارت نہو جاوین تمہارے عمل اور تم کو خبر نہو۔ تو ڈرا یا مومنون کو بے ادبی سے حضرت کی صحبت مین ایسا نہو کہ بے ادبی تمام نیک عملون کو مٹا دے **ف** تو ثابت بن قیس بن شماس اپنے گھر مین بیٹھ رہے اور کہنے لگے مین جہنمی ہون (کیونکہ اُن کی آواز پست بلند تھی اور وہ خطیب تھے انصار کے اس لیے وہ ڈر گئے اور نہ آئے رسول اللہ علیہ وسلم پاس آپ نے سعد بن معاذ سے پوچھا کہ ای ابا عمرو ثابت کا کیا حال ہے کچھ بیمار ہو گیا ہے سعد نے کہا وہ میرا ہمسایہ ہے مین نہین جانتا کہ وہ بیمار ہے پھر سعد ثابت کے پاس آئے اور ان سے یہ بیان کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ثابت نے کہا یہ آیت اوتری اور تم جانتے ہو کہ تم سب مین میری آواز اونچی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تو مین جہنمی ہون پھر سعد نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا نہین وہ بہشتی ہے **ش** کیونکہ آواز بلند ہونا کچھ برا نہین بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند آواز

سے باتین کرنا اور چلانا منع ہے نووی نے کہا اس حدیث سے ثابت بن قیس کی بڑی فضیلت معلوم ہوئی کیونکہ اون کا جنتی ہونا ثابت ہوا اور اس سے یہ بات بھی نکلی کہ امام یا سردار کو اپنے لوگون کا حال پوچھنا چاہیے جو غائب ہو جاوین **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ خَطِيبُ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ بِنَحْوِ حَدِيثِ حَمَّادٍ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِ ذِكْرُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ **ترجمہ** دوسری روایت مین یون ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس انصار کے خطیب تھے پھر جب یہ آیت اوتری اخیر تک اور اسمین سعد بن معاذ کا ذکر نہین ہے **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ يَا اَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَرْفَعُوا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَمْ يَذْكُرْ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فِي الْحَدِيثِ **ترجمہ** وہی جو اوپر گزرا **عَنْ** اَنَسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَلَمْ يَذْكُرْ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ زَادَ قَالَ فَكُنَّا نَرَى اَوْ نَظُنُّ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ **ترجمہ** اس روایت مین بھی سعد بن معاذ کا ذکر نہین اتنا زیادہ ہے کہ انس نے کہا ہم لوگون کے بیچ مین چلتے تھے ہم اونکو دیکھتے تھے ایک شخص جنتی ہم مین جا رہا ہے **بَابٌ** هَلْ يُؤَاخَذُ بِاَعْمَالِ الْجَاهِلِيَّةِ جب کوئی مسلمان ہو جاوے تو کفر کے وقت کے اعمال کا مواخذہ نہوگا **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّاسُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ اَمَّا مَنْ اَحْسَنَ مِنْكُمْ فِي الْاِسْلَامِ فَلَا يُؤَاخَذُ بِهَا وَاَمَّا مَنْ اَسَاءَ اُخِذَ بِعَمَلِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالْاِسْلَامِ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کچھ لوگون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا رسول اللہ کیا ہم سے پوچھ ہوگی اون کاموں کی جو ہم نے جاہلیت کے زمانے مین کیے ہین آپ نے فرمایا تم مین سے جو اچھی طرح اسلام لایا (یعنے سچا مسلمان ہوا دل سے) اوس سے تو پوچھ نہوگی جاہلیت کے کاموں کی اور جو برا ہے (یعنے صرف ظاہر مین مسلمان ہوا اور دلمین اوسکے کفر رہا) اُس سے پوچھ ہوگی جاہلیت اور اسلام دونون وقت کے کاموں کی **ف** کیونکہ وہ کفر پر قائم رہا اور در حقیقت مسلمان ہی نہین ہوا بلکہ منافق رہا نووی نے کہا دوسری حدیث صحیح مین ہے کہ اسلام گراوتا ہے پیشتر کے گناہون کو یعنے کفر کے زمانے کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہین اسلام لانے سے اور اسپر اجماع ہے مسلمانون کا **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ مَنْ اَحْسَنَ فِي الْاِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ اَسَاءَ

انس ن ایۃ

زاد رجلا

فِي الْاِسْلَامِ لُخِذَ بِالْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے ہم نے عرض کیا یا رسول
اللہ کیا ہم سے مواخذہ ہوگا اون کاموں کا جو جاہلیت کے وقت میں ہیں آپ نے فرمایا جس نے نیکی کی اسلام
میں اوس سے مواخذہ ہوگا اور جس نے برائی کی اسلام میں اوس سے مواخذہ ہوگا اگلے (یعنی
کفر) اور پچھلے (یعنی اسلام) دونوں وقت کے کاموں کا عَنِ الْحَسَنِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ
ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے بَابُ كَوْنِ الْاِسْلَامِ يَهْدِمُ مَا قَبْلَهٗ وَكَذَا
الْهِجْرَةُ اسلام سے اور ہجرت سے گناہوں کا معاف ہو جانا عَنْ ابْنِ شِمَاسَةَ
الْمَهْرِيِّ قَالَ حَضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَهُوَ فِي سِيَاقَةِ الْمَوْتِ يَبْكِي طَوِيلًا وَحَوَّلَ وَجْهَهٗ
اِلَى الْجِدَارِ فَجَعَلَ ابْنُهٗ يَقُولُ لَهٗ مَا يُبْكِيكَ يَا اَبَتَاهُ اَمَا اَبَشَّرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا اَمَا بَشَّرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا قَالَ فَاَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ
اِنَّ اَفْضَلَ مَا نُعِدُّ شَهَادَةُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ اِنِّي قَدْ كُنْتُ عَلٰى
اَطْبَاقٍ ثَلَاثٍ لَقَدْ رَاَيْتُنِي وَمَا اَحَدٌ اَشَدَّ بُغْضًا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّي
وَلَا اَحَبَّ اِلَيَّ اَنْ اَكُونَ قَدِ اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ فَقَتَلْتُهٗ فَلَوْ مُتُّ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ لَكُنْتُ مِنْ
اَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا جَعَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْاِسْلَامَ فِي قَلْبِي اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقُلْتُ اِبْسُطْ يَمِينَكَ فَلَاُبَايِعْكَ فَبَسَطَ يَمِينَهٗ قَالَ فَقَبَضْتُ يَدِي قَالَ مَا لَكَ يَا عَمْرُو
قَالَ قُلْتُ اَرَدْتُ اَنْ اَشْتَرِطَ قَالَ تَشْتَرِطُ مَاذَا قُلْتُ اَنْ يُغْفَرَ لِي قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ
الْاِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ وَاَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَاَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ
قَبْلَهٗ وَمَا كَانَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا اَجَلَّ فِي عَيْنِي
مِنْهُ وَمَا كُنْتُ اُطِيقُ اَنْ اَمْلَاَ عَيْنَيَّ مِنْهُ اِجْلَالًا لَهٗ وَلَوْ سُئِلْتُ اَنْ اَصِفَهٗ مَا اَطَقْتُ
لِاَنِّي لَمْ اَكُنْ اَمْلَاُ عَيْنَيَّ مِنْهُ وَلَوْ مُتُّ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ لَرَجَوْتُ اَنْ اَكُونَ مِنْ اَهْلِ
الْجَنَّةِ ثُمَّ وَلِينَا اَشْيَاءَ مَا اَدْرِي مَا حَالِي فِيهَا فَاِذَا اَنَا مُتُّ فَلَا تَصْحَبَنِّي نَائِحَةٌ
وَلَا نَارٌ فَاِذَا دَفَنْتُمُونِي فَسُنُّوا عَلَيَّ التُّرَابَ سَنًّا ثُمَّ اَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِي قَدْرَ مَا
تُنْحَرُ جَزُورٌ وَيُقْسَمُ لَحْمُهَا حَتّٰى اَسْتَاْنِسَ بِكُمْ وَاَنْظُرَ مَاذَا اُرَاجِعُ بِهٖ رُسُلَ رَبِّي
ترجمہ ابن شماسہ (عبدالرحمن بن شماسہ بن ذیب) مہری سے روایت ہے ہم عمرو بن عاص پاس گئے اور

تبکی
فقتلته ومنه
من ان
بما
تعلمت یا ومو
سنا
منه

وہ مرنے کے قریب ہے تو روی بہت دیر تک اور منہ پھیر لیا اپنا دیوار کیطرف الگ بیٹے کہنے لگے باوا تمکو کیا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک خوشخبری نہیں دی تب انہون نے اپنا منہ سامنے کیا اور کہا کہ سب باتون
مین افضل ہم سمجھتے ہین اس بات کی گواہی دینے کو کہ کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور محمد اوس
کے بھیجے ہوئے ہین اور میرے اوپر تین حال گذرے ہین ایک حال یہ تھا جو تو نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مین کسیکو برا نہین جانتا تھا اور مجھے آرزو تھی کہ کسیطرح مین قابو پاؤن اور
اوسکو قتل کرون (معاذ اللہ) پھر اگر مین مرجاتا اس حال مین تو جہنمی ہوتا دوسرا حال یہ تھا کہ اللہ تعالی
نے اسلام کی محبت میرے دلمین ڈالی اور مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا مین نے کہا اپنا داہنا
ہاتھہ بڑھائیے تاکہ مین بیعت کرون آپ نے ہاتھہ بڑھایا مین نے اوسوقت اپنا ہاتھہ کھینچ لیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہوا تجھکو اے عمرو مین نے کہا مین شرط کرنا چاہتا ہون
آپ نے فرمایا کیا شرط ہین نے کہا یہ شرط کہ میرے گناہ معاف ہون (جواب تک کیے ہین) آپ نے فرمایا
اے عمرو تو نہین جانتا کہ اسلام گرا دیتا ہے پیشتر کے گناہون کو اسیطرح ہجرت گرا دیتی ہے پیشتر کے گناہون
کو اسیطرح حج گرا دیتا ہے پیشتر کے گناہون کو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مجھکو کسی کی محبت نہ
تھی اور نہ میری نگاہ مین آپ سے زیادہ کسی کی شان تھی اور مین آنکھ بھر کر آپ کو نہ دیکھ سکتا تھا
آپ کے جلال کی وجہ سے اور اگر کوئی مجھسے آپ کی صورت کو پوچھے تو مین بیان نہین کر سکتا کیونکہ میری
آنکھہ بھر کر آپ کو دیکھہ نہین سکتا تھا اور اگر مین مرجاتا اس حال مین تو امید تھی کہ جنتی ہوتا بعد اوس کے
چند اور چیزون مین ہم کو پھنسنا پڑا مین نہین جانتا میرا حال کیا ہوگا اوسکی وجہ سے تو جب مین مرجاؤن
میرے جنازے کے ساتھہ کوئی رونے چلانے والی نہ ہو اور نہ انگیٹھا ہو اور جب مجھے دفن کرنا تو مٹی ڈال دینا
مجھپر اچھی طرح اور میری قبر کے گرد کھڑے رہنا اتنی دیر تک جتنی دیر مین اونٹ کاٹا جاتا ہے اور اوسکا
گوشت بانٹا جاتا ہے تاکہ میرا دل بہلے تم سے (اور مین تنہائی سے گھبرا نہ جاؤن) اور دیکھ لون میں پروردگار
کے وکیلون کو مین کیا جواب دیتا ہون ف یعنی منکر نکیر کو۔ نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتین
معلوم ہوئین ایک تو یہ جو مرنے کے قریب ہو اوسکو تسلی اور تشفی دینا چاہیے اور امید اور عفو اور خوشی
کی آیتین اور حدیثین سنانا چاہیے جیسے عمرو کے بیٹے نے کیا اور یہ مستحب ہے بالاتفاق دوسرے یہ کہ صحابہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کس قدر عزت اور حرمت کرتے تھے تیسرے یہ کہ جنازے کے ساتھہ رونے

یہ خوشخبری نہیں دی
پیشتر حال کے ہجرت

والی اور انگار لیجانا منع ہے اور علما نے اسکو مکروہ رکھا ہے لیکن نوحہ کرنا وہ تو حرام ہی اور انگار لیجانا مکروہ ہی بوجہ دوسری حدیث کے اور سبب کراہت کا یہ ہی کہ وہ عادت ہی جاہلیت کی زمانے کی اور ابن حبیب مالکی نے کہا کہ انگار کہنے مین شگون بد ہے مردے کے لیجی جو تہی یہ کہ مٹی ڈالنا قبر پر مستحب ہے پانچوین یہ کہ قبر پر بیٹھنا نہین چاہیے جیسے بعضے ملکون مین دستور ہے چھٹی یہ کہ قبر مین مردے کا امتحان ہوتا ہے اور فرشتے اوس سے سوال کرتے ہین اور یہی مذہب ہی اہل حق کا ساتوین یہ کہ دفن کے بعد تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرنا چاہیے اور یہ مستحب ہے آٹھوین یہ کہ مردہ اپنی قبر پر حاضر ہونیوالون کی آواز سنتا ہے نوین یہ کہ مشرک گوشت کا بانٹ لینا درست ہی اسیطرح ترمیوون کا جیسے انگور وغیرہ اور یہین ہمارے اصحاب کا اختلاف ہے جو مشہور ہے انتہی مختصراً **عن** ابن عباس ان اناسا من اهل الشرك قتلوا فاكثروا وزنوا فاكثروا فاتوا محمدا صلى الله عليه وسلم فقالوا ان الذي تقول وتدعو اليه لحسن لو تخبرنا ان لما عملنا كفارة فنزل والذين لا يدعون مع الله الها اخر الا بقتلون النفس التي حرم الله الا بالحق ولا يزنون ومن يفعل ذلك يلق اثاما ومن نا يا عبادي الذين اسرفوا على انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله الآية **ترجمہ** عبداللہ بن عباس سے روایت ہی مشرکون مین سے چند لوگون نے (مشرک کی حالت مین) بہت خون کیے تھے اور بہت زنا کی تھی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئے اور عرض کیا آپ جو فرماتے ہین اور جس راہ کیطرف بلاتے ہین وہ خوب ہی اور جو آپ ہمکو بتلاوین ہمارے گناہون کا کفارہ تو ہم اسلام لاوین تب یہ آیت اوتری والذین لا یدعون مع اللہ الہا آخر الخ یعنے جو لوگ خدا کے ساتھ اور دوسرے خدا کو نہین پکارتے اور جس جان کا مارنا خدا نے حرام کیا ہے اوسکو نہین مارتے مگر کسی حق کے بدلے اور زنا نہین کرتے اور جو کوئی ان کاموں کو (یعنے خون اور زنا اور شرک) کرے تو وہ بدلہ پاوے گا اور اوسکو دونا عذاب ہوگا قیامت کے روز اور ہمیشہ رہے گا عذاب مین ذلت سے مگر جو کوئی ایمان لایا اور اوس نے توبہ کی اور نیک کام کیے تو اوسکی برایان مٹ کر نیکیان ہوجاوین گی اور اللہ تعالے مہربان ہے بخشنے والا (اور خدا نے ان لوگون کو بتلادیا کہ تم اسلام لاؤ تمہارے اگلے سب گناہ شرک کے زمانے کے معاف ہوجاوین گے) اور یہ آیت اتری یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم الخ یعنے اے بندے میرے جنہون نے گناہ کیے ہین مت ناامید ہو اللہ کی رحمت سے **باب** بیان حکم عمل الکافر اذا اسلم بعدہ کافر اگر کفر کی حالت مین

ناسا
قالوا
ن
تنزلت

نیک کام کرے پھر مسلمان ہوجاوے **عن** حکیم بن حزام اخبرہ انہ قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارایت امورا کنت اتحنث بھا فی الجاھلیۃ ھل لی فیھا من شیء فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلمت علی ما اسلفت من خیر او التحنث التعبد ترجمہ حکیم بن حزام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کیا آپ سمجھتے ہین جاہلیت کے زمانے مین جو مین نے عبادت کے کام کیے (یعنی نیک سمجھ کر گناہ سے نکلنے کے لیے) انکا کچھ ثواب مجھکو ملیگا یعنی کفر کے زمانے کے نیک کام بیکار نہ جاوینگے) آپنے فرمایا تو اسلام لایا اگلے اون سب نیکیون پر جو کر چکا ہے **ف** یعنی جب تو مسلمان ہوگیا تو تیرے کفر کے زمانے کی نیکیان بھی بیکار نہ جاوینگی بلکہ اُن سب کا ثواب ملیگا البتہ اگر تو مسلمان نہ ہوتا اور کفر ہی پر مرجاتا تو تیری سب نیکیان مٹ جاتین یہی مطلب ظاہر حدیث سے نکلتا ہے اور یہی قول ہے ابن بطال اور محققین کا کہ کافر اگر مسلمان ہوجاوے تو اُسکو وہ نیک کام جو کفر کے زمانے مین کیے ہین لغو نہونگے اور خدا اونپر ثواب دیگا مدلیل اسحدیث کہ جسکو دارقطنی نے ابوسعید خدری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کافر مسلمان ہوجاوے پھر اُسکا اسلام اچھا ہو اللہ تعالی اوسکی ہر ایک نیکی کو لکھے گا جو کر چکا ہے اور ہر برائی کو مٹا دیگا جو کر چکا ہے اور اسلام کے بعد جو نیکی کرے گا تو ایک کے بدلے دس کا سات سو تک ثواب ملیگا اور برائی کے بدلے ایک ہی برائی لکھی جائیگی جب تک خدا اوسکو بھی معاف کردے تو ایک بھی نہ لکھی جاویگی۔ امام ابوعبداللہ مازری نے کہا ظاہر حدیث خلاف ہے اوس قاعدے کے جو مقرر ہوچکا ہے کہ کافر کا تقرب صحیح نہین پھر اوسکو نیکی پر ثواب بھی نہ ہوگا اور ایمان لانا اوسکا اطاعت ہے نہ تقرب اسلیے کہ تقرب کی شرط ہے کہ جس سے تقرب کرتا ہے اوسکو پہچانے اور وہ کفر کی حالت مین جسکو برا پہچانتا تھا اسلام کی حالت مین حسن پہچانے یہی مطلب ہے حدیث کی تاویل کرنا ضرور ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ کفر کے زمانہ مین جو تو نیکیان کیے تھا اون کی وجہ سے تیری طبیعت نیک ہوگئی اور نیک کام کرنے کی عادت پیدا ہوئی پھر تو اس عادت اور طبیعت سے اسلام مین بھی فائدہ اٹھاویگا کیونکہ وہ لی جاویگی تجھکو نیک کاموں کیطرف یہ مطلب ہے کہ اون نیکیون کی وجہ سے تو مستحق ہوا تعریف کا جو اسلام کی حالت مین بھی باقی ہے یہ مطلب ہے کہ اسلام کی حالت مین تجھ کو نیکیون کا ثواب اوروں سے زیادہ ملیگا کیونکہ تو پہلے بھی نیک کام کر چکا ہے اور جب کافر کو نیک اعمال کیوجہ سے عذاب مین تخفیف ہوگی تو ثواب کا زیادہ ہونا بعید نہین تمام ہوا کلام مازری کا قاضی عیاض نے کہا بعضون نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ اگلی نیکیون ہی کی برکت سے خدا نے تجھے اسلام کی ہدایت کی اور نیکیان اوائل مین دلیل ہین حسن خاتمہ اور

سعادت کی انجام مین انتہے لیکن صحیح وہی ہے جو ابن ابطال وغیرہ نے کہا کہ حدیث محمول ہی ظاہر پر ابن ابطال نے کہا اللہ کو اختیار ہے کہ اپنے بندون پر جیتی چاہے اور جسپر چاہے عنایت کرے اور کسیکو اوس مین اعتراض کی مجال نہین اور فقہا نے جو کہا ہے کہ کافر کی عبادت صحیح نہین اور اگر وہ اسلام لاوے تو اس عبادت کا اعادہ نہوگا اوسکا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے احکام کے رو سے اوسکی عبادت صحیح نہین اور آخرت کا ثواب اللہ کی اختیار مین ہے اب اگر کوئی یون کہنے لگے کہ آخرت مین بھی اوسپر ثواب نہوگا تو اوسکا قول رد کیا جاویگا اس صحیح حدیث سے اور کفار کے بعض افعال کا تو دنیا مین بھی اعتبار ہوتا ہے خود فقہا نے کہا ہے کہ اگر مرتد نے کوئی کفارہ جیسے ظہار وغیرہ کا کفارہ واجب ہو پھر وہ اوسکو ادا کردے کفر کی حالت مین تو کافی ہوجاویگا اور اسلام لانے کے بعد دوبارہ کفارہ دینا لازم نہوگا اور جنابت کے خلاف کیا ہے شافعیہ نے کہ اگر حالت کفر مین جنب ہوا پھر غسل کر لیا کفر ہی کی حالت مین بعد اوس کے مسلمان ہوا تو دوبارہ غسل کرنا ضرور ہے یا نہین اور بہت سے بعض اصحاب نے اس مین سب لغہ کیا ہے اور کہا ہے کہ کافر کی ہر ایک طہارت صحیح ہے غسل ہو یا وضو ہو یا تیمم ہو اور اسلام لانے کے بعد اوسی طہارت سے نماز پڑہنا درست ہے انتہے ماقال النووی ۔ ترجمہ کہتا ہے کہ اسلام لانا ایک ایسی بڑی نعمت ہے خدا کی جس کے مقابلے مین اور کوئی نعمت نہین تو جہان تک اس نعمت کی وجہ سے فوائد حاصل ہون بعید نہین اور کافر کے نیک اعمال جو مٹ جاتے ہین تو وہ اسی وجہ سے کہ اوسکی موت کفر پر ہوتی ہے اور اعتبار خاتمہ کا ہے پھر جب خاتمہ نیک ہوا اور انسان کفر کو چھوڑ کر مسلمان ہوگیا تو اللہ تعالی اوسکی محنت کو ضایع نکرے گا اور اوس کے نیک کام پر ضرور ہے ثواب دیگا دوسرے یہ کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفر کی نیکیون کو اسلام لانیکے بعد لغو کر دیتے تو لوگون کو رغبت ہونا اور اسلام کیطرف رغبت گہٹ جاتی حالانکہ اصلی مقصود آپکا یہ تہا کہ لوگون کو اسلام کا شوق پیدا ہو اسیوجہ سے آپنے فرمایا کہ اسلام لانے سے کفر کے گناہ تو سب مٹ گئے اور نیکیان باقی ہین وہ ہرگز تلف نہونگی سبحان اللہ خداوند کریم کی عنایت اور محبت اپنے بندون کے ساتھ کیسی ہی اللہ تعالی ہر ایک بندے کو ایمان کی ہدایت دیوے اور ہمارا اور سب مسلمانون کا خاتمہ بخیر کرے عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ أُمُورًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صَدَقَةٍ أَوْ عَتَاقَةٍ أَوْ صِلَةِ رَحِمٍ أَفِيهَا أَجْرٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلَى مَا أَسْلَفْتَ مِنْ خَيْرٍ ۔ ترجمہ حکیم بن حزام سے روایت ہے انہون نے کہا رسول اللہ

سلم اللہ علیہ وسلم سے یارسول اللہ آپ کیا سمجھتے ہین جو نیک کام مین نے جاہلیت کے زمانے مین کیے ہین جیسے صدقہ یا بردے کا آزاد کرنا یا تاملانا اون کا ثواب مجھکو ہوگا آپ نے فرمایا تو اسلام لایا اوسی نیکی پر جو پہلے کر چکا ہے (یعنی وہ نیکی قائم ہے اب اسپر اسلام زیادہ ہوا) **عَنْ** حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَشْيَاءُ كُنْتُ أَفْعَلُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ هِشَامٌ يَعْنِي مِنْ الْبِرِّ بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلَى مَا أَسْلَفْتَ لَكَ مِنْ الْخَيْرِ فَقُلْتُ فَوَاللَّهِ لَا أَدَعُ شَيْئًا صَنَعْتُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِلَّا فَعَلْتُ فِي الْإِسْلَامِ مِثْلَهُ ترجمہ حکیم بن حزام نے کہا یارسول اللہ کئی کام ہین جو مین جاہلیت کے زمانے مین کیا کرتا تھا ہشام نے کہا (یعنی نیک کام) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام لایا تو اُن نیکیون پر جو تو نے کین مین نے کہا یارسول اللہ تو قسم خدا کی پھر جتنے (نیک) کام مین اتنا ہی اسلام کی حالت مین بجا لاؤن گا (تاکہ جاہلیت کا زمانہ اسلام سے بڑھ کر نہ ہے نیکیون کی کثرت مین) **عَنْ** عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ أَعْتَقَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ ثُمَّ أَعْتَقَ فِي الْإِسْلَامِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ ترجمہ عروہ بن الزبیر سے روایت ہے حکیم بن حزام نے جاہلیت کے زمانے مین سو بردے آزاد کیے تھے اور سو اونٹ سواری کے لیے خدا کی راہ مین دیے پھر انہون نے اسلام کی حالت مین بھی سو بردے آزاد کیے اور سو اونٹ خدا کی راہ مین سواری کے لیے دیے بعد اوس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے پھر بیان کیا حدیث کو اوسیطرح جیسے اوپر گزری

ف نووی نے کہا حکیم بن حزام مشہور صحابی ہین وہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے یہ فضیلت اور کسی کو نہین ملی اور ایک عجیب بات یہ ہے کہ وہ ساٹھ برس تک جاہلیت کی حالت مین جیسے پھر ساٹھ برس تک اسلام کی حالت مین زندہ رہے اور وہ مسلمان ہوئے جس سال مکہ فتح ہوا اور مرے مدینہ مین ۵۴ھ مین تو اسلام کی حالت مین ساٹھ برس جیئے یہ غرض ہے کہ اسلام کے زمانے مین ساٹھ برس جیے

بَابُ صِدْقِ الْإِيمَانِ وَخُلُوصِهِ ایمان کی سچائی اور خلوص کا بیان **عَنْ** عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا أَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ هُوَ كَمَا تَظُنُّونَ إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ

لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے جب یہ آیت اتری الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اخیر تک یعنی جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم نہیں کیا (یعنی گناہ میں مبتلا نہیں ہوئے) انکو امن ہے اور وہی ہیں راہ پانیوالے تو بہت گران گزری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم میں سے کون ایسا ہے جو ظلم نہیں کرتا اپنے نفس پر (یعنی گناہ نہیں کرتا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آیت کا یہ مطلب نہیں جیسا تم خیال کرتے ہو بلکہ ظلم سے مراد وہ ہے جو حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے میرے ساتھ شرک کر اللہ کے ساتھ بیشک شرک بڑا ظلم ہے ف ف ظلم سے مراد شرک ہے اس صورت میں آیت کا یہ مطلب ہوگا کہ جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے شرک نہیں کیے انکو امن ہے اگرچہ وہ اور گناہوں میں جو شرک سے کم ہیں پھنس گئے ہوں صحیح بخاری کی روایت میں یوں ہے کہ جب یہ آیت اتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے اپنے نفس پر ظلم نہ کیا ہو تب اللہ تعالے نے یہ آیت اتاری کہ شرک بڑا ظلم ہے تو صحابہ نے ظلم سے مراد ہر ایک گناہ کو سمجھا تھا اسوجہ سے وہ آیت اون پر بھاری ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا کہ مراد ظلم سے یہ نہیں ہے بلکہ خاص ایک ظلم جو سب سے بڑا ہے یعنی شرک جیسے لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا کہ شرک بڑا ظلم ہے خطابی نے کہا صحابہ پر یہ آیت اسوجہ سے گران گذری کہ ظلم کے ظاہری معنی یہی ہیں کہ لوگوں کے حق دبا لینا اور گناہوں میں مبتلا ہونا انہوں نے خیال کیا کہ یہی ظاہری معنے مراد ہیں اور اصلی معنے ظلم کا یہ ہے کہ ایک چیز کو اسکی جائے چھوڑ کر دوسری جائے میں رکھنا پھر جس شخص نے اللہ کے سوا دوسرے کسی کی پرستش کی تو وہ بڑھ گیا ظلم میں سب ظالموں سے۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سوا شرک کے اور گناہ کرنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا اور لقمان ایک بڑے حکیم گذرے ہیں اور اختلاف کیا علماء نے کہ وہ نبی تھے یا نہیں امام ابو اسحاق ثعلبی نے کہا وہ بالاتفاق حکیم تھے مگر عکرمہ نے کہا کہ وہ نبی بھی تھے اور کسینے انکو نبی نہیں کہا اور لقمان کے بیٹے کا نام جسکو انہوں نے نصیحت کی تھی انعم تھا اور بعضوں نے کہا ماشکم واللہ اعلم (نووی)

عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ أَبُوكُرَيْبٍ قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ حَدَّثَنِيهِ أَوْ كَانَ فِي كِتَابِي عَنْ أَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ عَنِ الْأَعْمَشِ ثُمَّ سَمِعْتُهُ مِنْهُ ترجمہ اعمش سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

باب

بَيَانِ تَجَاوُزِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَنْ حَدِيثِ النَّفْسِ وَالْخَوَاطِرِ بِالْقَلْبِ إِذَا لَمْ تَسْتَقِرَّ وَبَيَانِ أَنَّهُ تَعَالٰى لَا يُكَلِّفُ إِلَّا مَا يُطَاقُ وَبَيَانِ حُكْمِ الْهَمِّ بِالْحَسَنَةِ وَبِالسَّيِّئَةِ ولمین جو وسوسے آتے ہیں جب تک وہ

نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے اوسنہی تکلیف دی ہے جسنی طاقت ہے اور نیکی اور گناہ کا
قصد کرنا کیا حکم رکھتا ہے عن ابی ہریرۃ قال لما انزلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم للہ ما فی السموات وما فی الارض وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم
بہ اللہ فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء واللہ علی کل شیء قدیر قال فاشتد ذلک
علی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فاتوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم
برکوا علی الرکب فقالوا ای رسول اللہ کلفنا من الاعمال ما نطیق الصلاۃ والصیام والجہاد
والصدقۃ وقد انزلت علیک ہذہ الایۃ ولا نطیقہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اتریدون ان تقولوا کما قال اہل الکتابین من قبلکم سمعنا وعصینا بل قولوا
سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر قالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک
المصیر فلما اقترأہا القوم ذلت بہا السنتہم فانزل اللہ فی اثرہا امن الرسول بما انزل
الیہ من ربہ والمؤمنون کل امن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین
احد من رسلہ وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر فلما فعلوا ذلک
نسخہا اللہ فانزل اللہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت
ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا قال نعم ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ
علی الذین من قبلنا قال نعم ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ قال نعم واعف عنا
واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین قال نعم رسلم

ابو ہریرہ سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اتری للہ ما فی السموات وما فی
الارض الخ یعنے اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانون اور زمین مین اور اگر تم کہو دو اپنی دل کی بات
کو یا چھپاؤ اوسکو اللہ تعالیٰ حساب کریگا اوسکا تم سے پھر بخش دیگا جسکو چاہیگا اور عذاب کریگا جسکو چاہیگا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے
تو گران گذری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر ف امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا یہ آیت ان
پر گران گذری کیونکہ وہ سمجھے ہم سے مواخذہ ہوگا اون وسوسون پر جو خود بخود دلمین گذرتے ہین اور ہم کو
اونکے دور کرنیکی طاقت نہین پھر یہ تکلیف مالایطاق ٹھہری اور وہ جائز ہے عقلاً لیکن اختلاف ہے کہ آیا
شریعت مین اوسکا حکم ہوا یا نہین ق اور وہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس پھر بیٹھ گئے

ص
عزوجل

گھٹنوں پر اور کہنے لگے یا رسول اللہ ہمکو حکم ہوا اون کاموں کے کرنیکا جنکی طاقت ہے جیسے نماز روزہ جہاد صدقہ
اب آپ پر یہ آیت اوتری اور اُسپر عمل کرنے کی ہم طاقت نہین (یعنی اپنے دلپر ہمارا زور نہین چلتا
کہ برے شیطانی وسوسے بالکل نہ آنے پاوین) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو ایسا کہو جیسے
یہود و نصاریٰ کتاب والون (یہود اور نصاریٰ) نے کہا (جب اللہ کا حکم سُنا) سنا ہمنے اور نافرمان کی (یعنے ہم نے
تیرا حکم سنا پر ہم اوسپر عمل نہین کرینگے) بلکہ یون کہو سنا ہم نے اور مان لیا بخشدے ہمکو اے ہمارے مالک
تیری ہی طرف ہمکو جانا ہے یہ سنکر صحابہ نے کہا سنا ہم نے اور مان لیا بخشدے ہمکو مالک ہمارے تیری ہی
طرف ہمکو جانا ہے جب لوگون نے یہ کہا اور اپنی زبان سے نکالا اوس کے بعد ہی یہ آیت اوتری اٰمَنَ الرَّسُوْلُ
بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اخیر تک یعنی ایمان لایا رسول اوسپر جو اُترا اوسکی طرف اوسکے مالک کے پاس سے اور
ایمان لائے مومن بھی سب ایمان لائے اللہ پر اور اوس کے فرشتون پر اور اوسکی کتابون پر اور اوس کے
رسولون پر ہم ایسا نہین کرتے کہ ایک رسول کو مانین اور ایک کو نہ مانین (جیسے یہود اور نصاریٰ نے کیا)
اور کہا اونہون نے ہم نے سنا اور مان لیا بخشدے ہمکو اے ہمارے مالک تیرے ہی پاس ہمکو جانا ہے جب
انہون نے ایسا کیا تو اللہ تعالے نے (اپنے فضل اور کرم سے) اوس آیت کو (یعنی وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ
منسوخ کر دیا اور یہ آیت اتاری اللہ کسی کو تکلیف نہین دیتا مگر اوسکی طاقت کے موافق ہر کسی کو اوسی کے
نیکیان کام آوینگی اور اوسپر اوسکی برائیون کا بوجھ ہوگا اے مالک ہمارے مت پکڑ ہمکو اگر ہم بھول جاوین چوک جاوین
مالک نے فرمایا اچھا) اے مالک ہمارے مت لاد ہمپر ایسا بوجھ جیسے لادا تھا تونے اگلون پر (یہود و نصاریٰ پر جو
نہو سکا اُنہون سے نافرمانی کی) مالک نے فرمایا اچھا اے مالک ہمارے مت لاد ہمپر وہ بوجھ جسکی اوٹھانیکی ہمکو طاقت
نہین مالک نے فرمایا اچھا۔ اور معاف کردے ہماری خطائین اور بخشدے ہمکو اور رحم کر ہمپر تو ہمارا مالک ہے مدد کر
ہماری اون لوگون پر جو کافر ہین۔ پروردگار نے فرمایا اچھا ف یعنی خداوند کریم نے اپنے فضل سے
اپنے عاجز بندون کی سب دعائین قبول کین اور سخت سخت احکام جو اون سے نہ ہو سکتے اسلام مین اٹھا دیے اور
دین کو آسان کر دیا اور وہ حکم بھی اٹھا دیا جو پہلے دیا تھا کہ دل کے خیال پر مواخذہ ہوگا اب اگر کسی کے دل
مین گناہ کا خیال آوے تو جب تک اوس گناہ کو کرے نہین وہ لکھا نہ جاویگا امام ماندھی نے کہا وَاِنْ تُبْدُوْا
مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ الآیۃ کے منسوخ ہونے مین یہ اعتراض ہے کہ نسخ وہان ہوتا ہے جب دوسرے حکم اور پہلے حکم مین جمع
نہ ہو سکے اور یہان جمع ممکن ہے اسطرح سے کہ پہلی آیت عام ہو ہر ایک قسم کے وسوسون اور خیالون کو جو اختیار مین

بیان ۱۰

ہون یا نہ ہون اور دوسری آیت سے وہ آیت خاص ہوگئی ان چیزون سے جو اختیار مین ہین مگر جس صورت مین صحابہ نے پہلی آیت سے وہی خیال سمجھے ہین جو اختیار مین نہین اس صورت مین البتہ دوسری آیت اوسکی ناسخ ہے قاضی عیاض نے کہا نسخ سے کوئی امر لازم نہین جب راوی نے خود نسخ کو نقل کیا ہے بعضون نے کہا نسخ سے یہان مراد اون کے شبہ کا دور کرنا ہے جو انکو ہوا تھا پہلی آیت سے اور گران گذری تھی وہ اون پر اب دوسری آیت سے انکو اطمینان ہوگیا کہ سوا خذہ طاقت سے زیادہ نہ ہوگا امام واحدی نے کہا آیت کے منسوخ ہونے مین اختلاف ہے اور محققین کا قول یہ ہے کہ وہ محکم ہے منسوخ نہین ہے (نووی مختصرا) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ قَالَ دَخَلَ قُلُوْبَهُمْ مِنْهَا شَيْءٌ لَمْ يَدْخُلْ قُلُوْبَهُمْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَسَلَّمْنَا قَالَ فَاَلْقَى اللّٰهُ تَعَالٰى الْاِيْمَانَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ قَالَ قَدْ فَعَلْتُ رَحِمَهُ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے جب یہ آیت اتری وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ تو لوگون کے دلون مین وہ بات سما گئی جو کسی چیز نے نہ سمائی تھی (یعنی بہت ڈر پیدا ہوا) تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو ہمنے سنا اور مان لیا اور اطاعت کی پھر اللہ نے ایمان انکے دلون مین ڈالدیا اور اتارا اس آیت کو لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (خیر تک یعنی اللہ تکلیف نہین دیتا کسیکو مگر اوسکی طاقت کے موافق جو وہ کرے گا اپنے لیے نیک کام اوسکا ثواب اوسیکو ہے اور جو گناہ کرے گا اوسکا پاپ اوسی پر ہوگا اے مالک ہمارے مت پکڑ ہم کو بھول چوک مین (مالک نے فرمایا مین ایسا ہی کرون گا) اے مالک ہمارے مت لاد ہم پر بوجھ جیسے تو نے لادا تھا اگلون پر (مالک نے فرمایا ایسا ہی مین کرون گا) اور بخشدے ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہمارا مالک ہے (مالک نے فرمایا مین نے ایسا ہی کیا) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِيْ مَا حَدَّثَتْ بِهٖ اَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ اَوْ تَتَكَلَّمْ بِهٖ رَحِمَهُ

ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے درگذر کی میری امت سے اون چیزون پر (گناہ کے) جو دل مین آوین جب تک انکو زبان سے نہ نکالین یا اوپر عمل نہ کرین شرح الوجیز

مین ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک قسم کا برا خیال اور ارادہ جو دل مین پیدا ہو وہ معاف ہے کیونکہ
کا حرف حدیث مین عام ہے ہر ایک خیال ارادے کو برابر ہے کہ وہ خیال اور ارادہ دل مین جگہ گیا ہو یا نہ جما ہو اور شہوتی
دیر تک رہا ہو بہت مدت تک ہر طرح سے وہ معاف کیا گیا ہے اس امت کے لیے اور یہ شرف خاص کیا اللہ نے اس امت
سے برخلاف اور اگلی امتون کے کہ اون سے دل کے خیال پر بھی مواخذہ ہوتا تو جس قسم کا خیال ہو اور دل مین
مین ہے وہ معاف ہے اور جو خیال کیسا ہے نہ انسان مرتد ہوگا نہ گنہگار رہوگا نہ کوئی عبادت اوس کی جو ہے
باطل ہوگی نہ کوئی طلاق یا عتاق اوس سے پڑے گا نہ اور کسی قسم کا کوئی معاملہ نافذ ہوگا اور دلالت کرتی ہین
اسپر وہ حدیثین جو اسباب مین آئین ہین اور اُنکے الفاظ بہت ہین اب جو بعضے علما سے منقول ہے کہ خیال
وہ خطرے کے ہین ایک تو وہ جو دل مین آیا اور چلا گیا اور اسپر مواخذہ نہین اور یہی خیال حدیث سے مقصود ہے اور
ایک وہ خیال جو دل مین جگہ گیا اور مضبوط ہو گیا اور عقیدے کے طور پر ہو گیا اور اسپر مواخذہ ہوگا اور وہ عقیدہ
نہین اس حدیث سے تو اس فرق کی کوئی دلیل نہین نہ ایسی تاویل کی ضرورت ہے کیونکہ حدیث عام ہے اشارہ
ہے دونون قسم کے خیالون کو اور اگرچہ خیال دل مین جم جاوے پر آخر وہ خیال ہے رہیگا خارج مین اسکا
کا وجود اعمال کیطرح نہ ہوگا پھر اوسکا مواخذہ کس وجہ سے ہوگا تو اس تاویل اور تکلف کی کوئی وجہ نہین اور
کلام نبوی کے خاص کرنے کی کوئی علت نہین اور کوئی ضرورت نہین کہ اسپر وہ بات جو ثابت ہو اوس سے
نہین نکالی اور بندون پر گناہ لازم کرین اور اُنپر مواخذہ رکھین اور اُس امر سے جو شریعت کی رو سے معاف
ہے اور بعضے فرق کرنے والون نے یہ کہا کہ جو خیال دل مین جم جاوے اوسپر تو عمل کیا گیا اب وہ عمل ہو گئے
گئے مین کیونکر داخل ہوگا جو مقصود ہے اس حدیث سے اور یہ قول عقل سے بہت بعید ہے کیونکہ عمل اور تکلم تو
خیال نفسی نے مقابل ہین اور یہ دونون حدیثین عفو کی اور کوئی عرب کا رہنے والا یہ مطلب اس حدیث کا نہ
سمجھے گا جو ان لوگون نے سمجھا اور اس سے معلوم ہو گیا کہ جن لوگون نے یہ فرق کیا ہے اونکا قول باطل ہے
اور اُنکے پاس کوئی دلیل نہین بلکہ صرف رائے ہے جس کی کوئی ضرورت نہین اور جب ہمارے رسول نے ہمسے
بیان کر دیا کہ اللہ جل جلالہ کسی خیال پر مواخذہ نکرے گا جب تک اوسپر عمل نہ کرے تو قصد اور عزم اور اعتقاد
اور نیت اگر فرض کیا جاوے کہ خیال سے زیادہ ہین جب بھی اونپر مواخذہ نہ ہوگا کیونکہ یہ چیزین عمل نہین ہین
اور مواخذہ عمل ہی سے ہوتا ہے اسمین کوئی اہل لسان یا اہل شرع مین سے خلاف نکریگا اور ان حدیثون سے
یہ بات ثابت ہے کہ مواخذہ نہین ہوتا مگر عمل سے اور بڑی دلیل وہ ہے جو ابن عباس کی حدیث مین ہے کہ اگر

سر اقدہ

قصد کرے ایک برائی کا پھر اوسکو نہ کرے تو اسکے لیے ایک نیکی لکھیگا اور ابو ہریرہ کی روایت ہی کہ اگر برائی کو نہ کرے تو اوس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے کیونکہ اوس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر برائی کا قصد کرے اور اوسپر عمل نہ کرے تو ایک نیکی کا ثواب ملیگا اور یہ امر معلوم ہی کہ جس نے قصد کیا برائی کا یا عزم کیا یا نیت کی یا ارادہ کیا تو اوس نے اوس برائی پر عمل نہیں کیا پھر اوسکو ایک نیکی کا ثواب ملیگا چہ جائیکہ برائی کا مواخذہ ہو اس صورت میں جن لوگوں نے ارادہ اور عزم اور نیت وغیرہ میں فرق کیا ہے اوس سے کوئی فائدہ نہیں اور جنہوں نے یہ کہا ہی کہ عزم پر مواخذہ اور عتاب ہوگا مثلاً کوئی عزم کرے کسی پیغمبر کی توہین کا یا کسی کتاب آسمانی کی بیحرمتی کا تو وہ عزم کرتے ہی کافر ہو جاوے گا اگرچہ کوئی فعل نہ کرے اور کوئی بات زبان سے نہ نکالے اور یہ گمان انکا غلط ہی اسپر کوئی دلیل عقلی یا نقلی نہیں کیونکہ وہ غایت جو مواخذے کے لیے قرار دی گئی ہے عمل یا تکلم ہے اور ایسا عزم کرنے والے نے نہ عمل کیا نہ تکلم تو یہ کہنا کہ اس سے مواخذہ ہوگا بلا دلیل ہے بلکہ مخالف ہے دلیل صریح اور سواضح کے اور اون لوگون نے جو ایسا کہا تو انکو ایک شبہ ہوا وہ یہ کہ اس شخص نے عزم کیا اوس امر کا جو جائز نہیں اور یہ سبب ہے مواخذہ کا حالانکہ یہی انکی غلطی ہے اسلیے کہ اوس نے بیشک عزم کیا اوسکا جو جائز نہیں لیکن جو جائز نہیں وہ وہ کام ہے جسکا اوس نے عزم کیا تھا نہ خود یہ عزم جو ایک شیطانی وسوسہ ہی اس لیے کہ وہ شریعت کردہ معاف ہی جب تک اوسپر عمل یا تکلم نہ ہو اور صرف عزم نہ عمل ہے نہ تکلم باتفاق اہل لغت اور اہل شرع اور یہی معنی سمجھے ہین سلف صالحین اس حدیث کے اور رحم کرے اللہ امام شافعی پر کیونکہ انہون نے اپنی کتاب مین جسکا نام ام ہے کہا ہے کہ جس خیال کو زبان بیان نکرے وہ دل کا وسوسہ ہی جو معاف کیا گیا ہے آدمیون سے اور جس نے تاویل کی ہے اس مین وہ صواب پر نہیں جیسے احادیث مین تاویل کرنے والا صواب پر نہیں تو اس سب تقریر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس امت کو وہ خیال معاف ہی جو اگلی امتون پر تھا یعنے دل کے عزم پر اون سے مواخذہ ہوتا تھا اور دل کے خیالون پر خواہ وہ جم گئی ہون یا نہ جمی ہون اور مدت تک رہین یا تھوڑی دیر رہین یہ سب قسم کے خیالات ہمکو معاف کیے گئے اور اگلون پر اون کی وجہ سے عذاب ہوگا اور اس مسئلہ مین ہماری تقریر طویل ہوگئی اور پوری بحث اوسکی کتاب دلیل الطالب علی ارجح المطالب مین ہے اور دیسے کسی دوسری کی کتابون مین تجھکو نہ ملیگی انتہے نووی نے کہا امام مازری نے کہا قاضی ابوبکر بن الطیب کا مذہب یہ ہی کہ جو شخص کسی گناہ کا ارادہ دل سے کرے اور اپنے نفس کو اوس پر مضبوط اور مستعد کردے تو گنہگار رہوگا اور یہ حدیث اور اس

قسم کی دوسری حدیثین محمول ہین اون ہی خیالون پر جو دل مین گذرین اور چلے جاوین اور جمی نہین اسکو ہم کہتے ہین اور ہم اور عزم مین فرق ہے اور حدیث مین ہم کا لفظ وارد ہے یہ مذہب ہی قاضی ابوبکر کا اور مخالف ہین اس کے اکثر فقہا اور محدثین اور انکی دلیل ظاہر حدیث ہی قاضی عیاض نے کہا اکثر سلف اور اہل علم فقہا اور محدثین قاضی ابوبکر کے مذہب کیطرف گئے ہین کیونکہ دوسری حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال قلب پر مواخذہ ہوگا لیکن انہون نے کہا ہے کہ یہ مواخذہ اوس خیال پر نہ ہوگا جسکا قصد کیا تھا کیونکہ وہ برائی تو اوس نے کی ہی نہین بلکہ خود اس عزم پر ہوگا اس لیے کہ عزم خود ایک برائی ہے پھر اگر وہ اس برائی کو کرتا تو دوسرا گناہ اور لکھا جاتا اب اگر برائی کو چھوڑ دیا تو ایک نیکی کہی جاویگی جیسے حدیث مین وارد ہے کیونکہ اوس نے چھوڑ دیا اللہ کے ڈر سے اور مجاہدہ کیا نفس امارہ سے اور یہ نیکی ہے لیکن وہ ہم جو معاف ہے اور جسمین برائی نہین لکھی جاتی ہے وہ وہ وسوسہ ہے جو بے اختیار دلمین گذرتا ہے نہ اوسکا عزم ہوتا ہے نہ نفس مین وہ جمتا ہے اور بعض متکلمین نے اسمین اختلاف لکھا ہے کہ اگر اس نے برائی کو چھوڑ دیا لوگون سے شرم کرکے نہ خدا کے خوف سے تو اوسکو نیکی کا ثواب نہین ملیگا کیونکہ اوس نے برائی کو چھوڑا حیا سے نہ خوف خدا سے اور یہ ضعیف ہی اسکی کوئی دلیل نہین تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا امام نووی نے کہا کہ قاضی عیاض کا کلام بہت اچھا ہے کیونکہ شرع کے اور نصوص دلالت کرتے ہین اسپر کہ جو عزم دل مین جم جاوے اوسپر مواخذہ ہوگا اللہ تعالی فرماتا ہے جو لوگ چاہتے ہین برائی پھیلنا مسلمانون مین انکو دکھ کی مار ہے اور فرماتا ہے بچو تم گمان سے کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتا ہے اور اس باب مین بہت سی آیات ہین اور نصوص شرعیہ اور اجماع علما سے یہ امر مسلم ہے کہ حسد کرنا اور مسلمانون کو حقیر جاننا اور انکی برائی کا خواہان ہونا حرام ہے حالانکہ یہ سب قلب کے اعمال ہین مصنف کہتا ہی مولانا ابوالطیب کی تحقیق بہت عمدہ ہے اور موافق ہے ظاہر حدیث کے اور ایک جماعت سلف کی اوسی طرف گئی ہے اور امام نووی اور اکثر متاخرین نے اسکا خلاف کیا ہے بدلیل دوسری آیات اور احادیث کے اور مین پناہ مانگتا ہون اللہ کی غلطی اور باطل خیال سے اور دعا کرتا ہون کہ اللہ عزوجل توفیق دیوے اس مسئلہ مین صواب بیان کرنے کی میرے نزدیک صحیح یہ ہی کہ خیال دو قسم کے ہین ایک تو خیال اوس برائی کا جسکا کہنا زبان سے یا کرنا ہاتھ پاؤن سے شرع مین منع ہوا ہے جیسے غیبت، چوری، یا زنا، یا شراب خمر ان گناہون کا اگر کوئی قصد کرے پھر خواہ وہ قصد دل مین جم جاوے یا نہ جمے ہر طرح اوس سے مواخذہ نہوگا جب تک وہ گناہ نکرے اور جو نکرے گا اللہ کے ڈر سے اوس سے باز رہیگا

تو اوسکے لیے ایک نیکی لکھی جاوے گی اور یہی مطلق ہے ابو ہریرہ کی حدیث کا جو آگے آتی ہے اور ایک وہ خیال جو خود شرع مین ایک گناہ قائم کیا گیا ہے جیسے شرک کا اعتقاد حسد بغض مسلمان کی بدخواہی کبر نخوت حرص ظلم - اس قسم کے خیال جب دل مین جم جاوین اور عقیدہ کیطرح ہوجاوین تو وہ گناہ ہین اون پر مواخذہ ہوگا البتہ اگر دل مین گذرین اور گذر کر چلے جاوین تو خداوند کریم سے امید ہے کہ وہ مواخذہ نکرے گا اور اگر یہ خیال گناہ نہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اون سے پناہ نہ مانگتے اور نفس کے پاک کرنے کی دعا نفرماتے اور ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ اگر اس قسم کے خیال گناہ نہون اور انپر مواخذہ نہ ہو تو شرک کا اعتقاد رکھنے والا یا صفات اللہ کا انکار کرنے والا یا منافق جس نے زبان سے کوئی بات نہین نکالی مواخذہ دار نہوگا اگرچہ اسکا خاتمہ بھی شرک اور کفر اور نفاق پر ہو حالانکہ اسکا کوئی مسلمان قائل نہین ہوا اور سر یہ ہین یہ ہے کہ ایک تو وسوسہ ہے جو دل مین گذرے اور چلا جاوے یہ ایسا ہے جیسے بہتے پانی پر نجاست پڑی اور بہ گئی اس سے پانی کی صفت نہین بدلی اور وہ پاک کا پاک اور صاف کا صاف ہے اور ایک اعتقاد ہے کہ ایک خیال دل مین آوے اور مضبوط ہوجاوے اور جم جاوے خواہ انسان اُس کو منہ سے نکالے یا نہ نکالے پھر یہ خیال نفس کی صفت ہوجاتا ہے اور اعمال قلبیہ مین گنا جاتا ہے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے ٹھہرے پانی مین نجاست گرے اور اوسکو ناپاک بدبودار کردے اور یہ خیال درحقیقت جوارح کے اور اعمال کیطرح خارج مین موجود ہے کیونکہ وہ صفت ہے نفس کی اور نفس خارج مین موجود ہے اور آخر قلب بھی زبان کیطرح ایک عضو ہے پھر زبان سے نکلی ہوئی بات تو خارج مین موجود ہو اور قلب کی صفت موجود نہو یہ کیسے ہوسکتا ہے بس حدیث مین جو وَلَم یَعمَل کا لفظ وارد ہے اس سے یہ خیال نکل گیا کیونکہ یہ عمل قلب ہے اب اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس صورت مین چوری یا زنا کا بھی خیال اگر جم جاوے تو وہ بھی نفس کی صفت ہوجاوے گا پھر چاہیے کہ اوسپر بھی مواخذہ ہو حالانکہ اوپر تم کہہ چکے کہ ان گناہون کے خیال پر مواخذہ نہین تو ہم یہ جواب دینگے کہ بیشک اگر یہ خیال نفس مین جم جاوے تو نفس کی ایک صفت ہوگا پر شرع نے زنا اور چوری کا مفہوم یہ خیال نہین رکھا بلکہ جوارح سے جو افعال کیے جاتے ہین انکو زنا اور چوری کہا بخلاف بدعتقادی اور بیدینی اور غرور اور نفاق اور حسد اور بخل کے کہ انکا مفہوم نفس کی صفات کو قائم کیا اور جب زنا اور چوری کا مفہوم عمل خارج ہوا اس صورت مین اس عمل کا انتساب نفس کیطرف نہوگا کیونکہ ایک عمل دو عاملون کے ساتھہ قائم نہین ہوسکتا نہ ایک عرض دو موضوع (محل) مین پایا

جاسکتی ہے پس ان گناہون مین تاکم یقیل سے انکا عمل مراد ہوگا یعنے عمل جارحہ اور جبتک وہ گناہ جارح سے نہ کریگا اون کے خیال پر خواہ وہ کسی طرحکا ہو مواخذہ نہوگا اب اگر فرض کیا جاوے کہ ایک شخص اسلام لانے کے بعد گونگا ہوگیا اور اسنے اپنا دل اسلام کے عقیدون سے پھیر کر کفر کے عقیدون پر جما دیا مگر کوئی عمل کفر کا نکیا اور زبان تو کام ہی کی نرہی کہ اس سے کفر کا کلمہ نکالتا تو کیا اوس سے مواخذہ نہوگا اور اسکو کفر کے عقاد پر عذاب نہوگا حالانکہ ظاہر حدیث سے جو معنے نکلتے ہین اوس کے بموجب جاہیے مواخذہ ضرور مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حدیث ہی اس بات پر ناطق ہے کہ اوس سے مواخذہ ہوگا کیونکہ اُسکا کلام نکرنا خوف خدا کی وجہ سے نہین بلکہ اسوجہ سے کہ زبان اوسکی گونگی ہوگئی اور جو وہ بولتا ہوتا تو کفر کی بات زبان سے نکالتا اللہ تعالی بچاوے سکو ہر ایک قسم کے باطل وسوسون اور خیالون سے اور پاک کردے ہمارے نفس کو برے عقاد اور بری صفات سے آمین یارب العلمین عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِیْ عَمَّا حَدَّثَتْ بِهٖ اَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهٖ اَوْ تَتَکَلَّمْ بِهٖ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے بخشدیا میری امت کو دل کی باتون کو جب تک اوپر عمل نکرے یا زبان سے نہ نکالے عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ ترجمہ قتادہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا هَمَّ عَبْدِیْ بِسَیِّئَةٍ فَلَا تَکْتُبُوْهَا عَلَیْهِ فَاِنْ عَمِلَهَا فَاکْتُبُوْهَا سَیِّئَةً وَاِذَا هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْهَا فَاکْتُبُوْهَا حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا فَاکْتُبُوْهَا عَشْرًا ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ برائی کا قصد کرے (دل مین) تو مت لکھو اسکو پھر اگر وہ برائی کرے تو ایک برائی لکھو اور جو نیکی کا قصد کرے لیکن کرے نہین تو ایک نیکی اوس کے لیے لکھ لو اور اگر کرے تو دس نیکیان لکھو۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا هَمَّ عَبْدِیْ بِحَسَنَةٍ وَلَمْ یَعْمَلْهَا کَتَبْتُهَا لَهٗ حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا کَتَبْتُهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰی سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَاِذَا هَمَّ بِسَیِّئَةٍ وَلَمْ یَعْمَلْهَا لَمْ اَکْتُبْهَا عَلَیْهِ فَاِنْ عَمِلَهَا کَتَبْتُ سَیِّئَةً وَاحِدَةً ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ قصد کرتا ہے نیکی کرنیکا پھر کرتا نہین اوسکو تو مین اوس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہون اور جو کرتا ہے اوس

نیکی کو تو ایک کے بدلے دس نیکیون سے سات سو نیکیون تک لکھتا ہون اور جب قصد کرتا ہے برائی کا لیکن کرتا
نہین اوسکو تو وہ برائی مین نہین لکھتا اگر کرتا ہے تو ایک برائی لکھتا ہون عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ
عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا تَحَدَّثَ عَبْدِیْ بِاَنْ يَّعْمَلَ حَسَنَةً فَاَنَا اَكْتُبُهَا لَهٗ حَسَنَةً مَّا لَمْ
يَعْمَلْ فَاِذَا عَمِلَهَا فَاَنَا اَكْتُبُهَا لَهٗ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَاِذَا تَحَدَّثَ بِاَنْ يَّعْمَلَ سَيِّئَةً فَاَنَا
اَغْفِرُهَا مَا لَمْ يَعْمَلْهَا فَاِذَا عَمِلَهَا فَاَنَا اَكْتُبُهَا لَهٗ بِمِثْلِهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ رَبِّ ذَاكَ عَبْدُكَ يُرِيْدُ اَنْ يَّعْمَلَ سَيِّئَةً وَهُوَ اَبْصَرُ بِهٖ فَقَالَ
اُرْصُدُوْهُ فَاِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ بِمِثْلِهَا وَاِنْ تَرَكَهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً اِنَّمَا تَرَكَهَا
مِنْ جَرَّائِیْ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَحْسَنَ اَحَدُكُمْ اِسْلَامَهٗ فَكُلُّ
حَسَنَةٍ يَّعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَكُلُّ سَيِّئَةٍ يَّعْمَلُهَا تُكْتَبُ
بِمِثْلِهَا حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ رحمہ ابوہریرہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی حدیثین
بیان کین ان مین سے ایک یہ ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ
دل مین نیت کرتا ہے نیک کام کرنیکا تو مین اُس کے لیے ایک نیکی لکھ لیتا ہون جب تک کہ اُس نے نیکی کی نہین
پھر اگر کیا اوسکو تو مین اوس کے لیے دس نیکیان (ایک کے بدلے) لکھتا ہون اور جب دل مین نیت کرتا
ہے برائی کرنے کی تو مین اوسکو بخشدیتا ہون جب تک وہ برائی نکرے جب کرے تو ایک ہی برائی لکھتا
ہون اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتے کہتے ہین اے پروردگار یہ تیرا بندہ ہے برائی کرنا چاہتا
ہے (حالانکہ پروردگار اون سے زیادہ دیکھ رہا ہے اپنے بندیکو) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دیکھتے رہو اوسکو اگر وہ
برائی کرے تو ایک برائی ویسی ہی لکھ لو اور اگر نہ کرے (اور باز آوے اوس ارادے سے) تو اُس کے لیے ایک
نیکی لکھو کیونکہ اوس نے چھوڑ دیا برائی کو میرے ڈر سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم مین کسی کا
اسلام بہتر ہوتا ہے (یعنی خالص اور سچا اتفاق سے خالی) پھر وہ جو نیکی کرتا ہے اوسکے لیے ایک کے بدلے دس نیکیان
سات سو تک لکھی جاتی ہین اور جو برائی کرتا ہے تو ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے یہانتک کہ ملتا ہے اللہ
جل جلالہ سے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ
فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةً وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَعَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ

وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ وَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قصد کرے نیکی کا اور نہ کرے اسکو تو اوس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جو شخص قصد کرے نیکی کا اور کرے اسکو تو اوس کے لیے دس سے سات سو نیکیوں تک لکھی جاتی ہین اور جو شخص قصد کرے برائی کا پھر نہ کرے اوسکو تو وہ نہین لکھی جاتی اور جو کرے تو لکھی جاتی ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ وَإِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ سَيِّئَةً وَاحِدَةً

فَإِنْ

ترجمہ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی ہے اپنے پروردگار سے فرمایا تحقیق اللہ نے لکھ لیا نیکیون اور برائیون کو پھر بیان کیا اسکو جو کوئی قصد کرے نیکی کا پھر کرے نہین اوسکو تو اللہ اوسکے لیے پوری ایک نیکی لکھیگا اگر قصد کرے نیکی کا اور کرے اوسکو تو اوسکے لیے دس نیکیون سے سات سو تک اور زیادہ لکھی جاوینگی اور اگر قصد کرے برائی کا پھر اوسکو نکرے تو اللہ اوس کے لیے ایک پوری نیکی لکھے گا اور جو کرے تو اللہ اوس کے لیے ایک ہی برائی لکھے گا ف الحدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نیکی کے دوچند ہونیکی کوئی انتہا نہین سات سو تک اور اوس سے زیادہ بھی دوچند ہوتی ہے اور یہی مذہب صحیح اور مختار ہے اور ماوردی نے بعض علما سے نقل کیا ہے کہ یہ دوچند ہونا سات سو سے زیادہ نہین ہوتا اس حدیث سے اس قول کی غلطی ثابت ہوئی (نووی) عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَزَادَ وَمَحَاهَا اللّٰهُ وَلَا يَهْلِكُ عَلَى اللّٰهِ إِلَّا هَالِكٌ

ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسی اوپر گذری اتنا زیادہ ہے کہ اگر اوس برائی کو کرے تو ایک برائی لکھی جاوے گی اور اوسکو بھی اللہ تعالیٰ میٹ دیگا اور کوئی تباہ نہوگا خدا کے پاس مگر جس کے قسمت مین تباہی ہے

بَابُ بَيَانِ الْوَسْوَسَةِ فِي الْإِيمَانِ وَمَا يَقُولُهُ مَنْ وَجَدَهَا

وسوسے کا بیان اور جب وسوسہ آوے تو کیا کہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلُوهُ إِنَّا نَجِدُ فِي أَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاظَمُ

سے سات سو

لَحَدُنَا اَنْ يَّتَكَلَّمَ بِهٖ قَالَ وَقَدْ وَجَدْتُمُوْهُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ ذَالِكَ صَرِيْحُ الْاِيْمَانِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ چند لوگ صحابہ مین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور آپ سے پوچھا کہ ہمارے دلون مین وہ وہ خیال گذرتے ہین جنکا بیان کرنا ہم بیں ایک کو بڑا گناہ معلوم ہوتا ہے (یعنی اُس خیال کو کہہ نہین سکتے کیونکہ معاذ اللہ وہ خیال کفر یا فسق کا خیال ہے جسکا منہ سے نکالنا مشکل معلوم ہوتا ہے) آپ نے فرمایا کہ تم کو ایسے وسوسے ہوتے ہین لوگون نے کہا ہان آپ نے فرمایا یہ تو عین ایمان ہے یعنی جب تم اس وسوسے کو برا جانتے ہو اور ایسا برا کہ زبان سے اُسکا نکالنا پسند نہین کرتے تو معلوم ہوا کہ تمہارا ایمان کامل ہے اور شیطان کا زور تم پر نہین چلتا ورنہ اُس وسوسے کو دل مین جما دیتا اور رفتہ رفتہ زبان سے بھی اُسکو نکالنے لگتے اور شیطان وسوسہ اُسی کے دل مین ڈالتا ہے جسکو گمراہ کرنے سے ناامید ہوجاتا ہے اور کافر کے دل مین وسوسہ ڈالنے کی کیا ضرورت ہے وہ تو اُس کے قابو مین ہے جسطرح چاہتا ہے اس سے کہلیتا ہے تو مطلب حدیث کا یہ ہے کہ وسوسہ کا سبب ایمان ہے یا وسوسہ نشانی ہے خالص ایمان کی اور اسی قول کو اختیار کیا ہے قاضی عیاض نے (نووی) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ترجمہ ابوہریرہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوَسْوَسَةِ فَقَالَ تِلْكَ مَحْضُ الْاِيْمَانِ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا وسوسے کو اپنے فرمایا یہ تو خالص ایمان ہے عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَآلُوْنَ حَتّٰى يُقَالَ هٰذَا خَالِقُ اللّٰهِ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ فَمَنْ وَّجَدَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ لوگ پوچھتے رہین گے یہان تک کہ کہینگے کہ اللہ نے تو سب کو پیدا کیا ہر اللہ کو کس نے پیدا کیا پھر جو کوئی اس قسم کا شبہ دل مین پاوے تو کہے ایمان لایا مین اللہ پر فت اور دوسری روایت مین ہے پناہ مانگے اللہ سے اور باز رہے مطلب یہ ہے کہ اُس وسواس اور شبہ کو دل سے نکالڈالے اور اُسکا خیال چھوڑ دے اللہ سے دعا کرے اُس کے دور ہونے کے لیے امام نووی نے کہا ظاہر حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ ایسے وسوسون کو دور کردیوے اون کی طرف خیال چھوڑ کر اور اللہ سے پناہ مانگ کر اور یہ ضرور نہین کہ اُس وسوسے کو غور اور فکر سے ہر دلیلون سے باطل کرے اصل یہ ہے کہ خیالات دو قسم کے ہین ایک تو وہ جو دل مین جمے نہین یون ہی یکایک آگئے اون کا علاج

تو یہی ہے جو حدیث میں مذکور ہوا اور ایسے ہی خیال کو وسوسہ کہتے ہیں اور ایک وہ جو دل میں جم جاویں وہ
تو دفع نہیں ہوتے بغیر غور اور فکر اور نظر اور استدلال کے (نووی) مختصر جم کہتا ہے کہ جو علاج حدیث
میں مذکور ہوا وہی دونوں قسم کے وسوسوں کا علاج ہے اور اگر نظر اور استدلال میں پڑیں تو اور زیادہ
وسوسے پیدا ہو جاتے ہیں خبکاوٹ در کرنا اخیر میں محال ہو جاتا ہے اور اس کلام کی وہ مختصر تصدیق کرے گا جو
فلسفہ الٰہی اور حکمت اور کلام کی دقیقہ اچھی طرح سے دیکھا ہو اور اسکے دقائق اور حقائق میں ایک مدت تک
نظر اور فکر اور غور و خوض کیا ہو میں نے اپنی عمر کے ایک حصہ کو اسمیں صرف کیا اور بعد اسکے معلوم ہوا
کہ جسقدر نظر اور استدلال کو دست دے سکیں حیرانی اور پریشانی زیادہ ہوتی جاتی ہے اور کوئی دلیل
کسی دعوی پر بغیر نقض یا معارضہ کے خالی نہیں ہوتی الا ماشاء اللہ اسی وجہ سے بڑے بڑے متکلمین کے اماموں نے
جیسے امام غزالی امام رازی ابن خرک امام فخر الدین رازی وغیرہم نے اپنی آخر عمر میں رجوع کیا طرف کتاب
و سنت کی اور اعراض کیا ان وساوس اور خیالات عقلی سے جنمیں شیطان نے پھنسا دیا تھا پھر بچا دیا خدا
نے جسکو چاہا اپنے بندوں میں سے اور اللہ قادر ہے سر نے پر اور اسی کی پناہ مانگنا چاہیے شیطان کے
شر سے امام فخر الدین رازی نے کہا کہ نہایت عقل دوڑانے کی یہ ہے کہ اخیر میں عقل رک جاتی ہے اور اوسکو
حیرت ہو جاتی ہے اور بہت لوگوں نے جو اس میں کوشش کی وہ آخر گمراہ ہو گئے اب اسی شبہ کو دیکھو جو حدیث
میں مذکور ہوا کہ اللہ نے سب کو پیدا کیا پھر اللہ کو معاذ اللہ کس نے پیدا کیا یہ کتنا بڑا شبہ شیطان کا ہے
جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی واجب ہے یا ممکن اگر ممکن ہے تو اوسکے واسطے بھی ایک خالق ضرور ہے اور جو
واجب ہے تو اوس کے وجوب کو ثابت کرنا چاہیے پھر جب اسکا وجوب ثابت ہوا تو اوسکی توحید کو ثابت کرنا
چاہیے اب حکماء اور متکلمین کو جو وجود و تعین خدا کے وجوب اور وحدت کے ثابت کرنے میں ہمیشہ آئین ہیں
حکمت اور کلام کی کتابوں کو دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے اور جب انکو دیکھو اور اون میں خوب غور کرو
تو یہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی بات دل میں نہیں جمتی اور چار طرف سے شبہات اور شکوک گھیر لیتے
ہیں آخر پھر عمدہ طریقہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کریم کے وجوب اور وجود اور وحدت کو اون فطری دلائل
سے ثابت کریں جو خدا نے بہت عنایت سے ہر آدمی کے دل میں رکھے ہیں اور ان بے بنیاد دلائل کو جو متکلمین
اور حکماء نے قائم کیے ہیں یک قلم چھوڑ دیں حکماء اور متکلمین کے دلائل ایسے ہیں جیسے مصنوعی پھول
کو خدا سے ہیں بوجہ ظاہر تاثیر پھول کی نہیں بعوض اس تفریح اور بے انتہا خوشی کے جو پھول سونگھنے

احوال متکلمین

فطرت

سے حاصل ہوتی ہے اس مصنوع بہول سے ایک طرح کی تشویش اور حیرت پیدا ہوتی ہے بہت فطری دلائل
خدا کے پہچاننے کے ہیں نہیں ذرا سی غور کرنے کے بعد خدا کا یقین ہوجاتا ہے اور اس کے تمام صفات
کا ثبوت بھی اچھی طرح سے حاصل ہوتا ہے اور ان دلائل مخدوشہ عقلیہ کی احتیاج نہیں رہتی جنکو
فلاسفہ اور متکلمین نے قائم کیا ہے اور ہم نے ان دلائل میں سے کچھ دلیلوں کا بیان اوپر کیا ہے اور جو خدا
چاہے تو ہم اس باب میں ایک جداگانہ مفصل رسالہ لکھیں گے بڑی عمدہ دلیل خدا کے پہچاننے کی یہ ہے
کہ کسی کارخانے یا باغ یا مکان کا عمدہ کیا خراب انتظام بھی بدون ایک منتظم کے نہیں ہوتا پھر اتنی
بڑی دنیا کا انتظام جسمیں ہزاروں عالم مثل ہماری زمین کے ہیں اور ان سب کی حرکات اور سکنات
اور پیدا وار اور لیل و نہار کا بدون ایک حاکم زبردست منتظم کے جو کسی کا محتاج نہ ہو کیونکر ہوسکتا ہے اور جو
شخص یہ سمجھتا ہے کہ یہ انتظام خود بخود ہو رہا ہے وہ اپنی عقل اور بصیرت سے کام نہیں لیتا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا
فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
يَاْتِي الشَّيْطَانُ اَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ السَّمَآءَ مَنْ خَلَقَ الْاَرْضَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ
ذَكَرَ بِمِثْلِهٖ وَزَادَ وَرُسُلِهٖ ترجمہ ہشام بن عروہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا شیطان تم میں سے ایک کے پاس آتا ہے پھر کہتا ہے کس نے آسمان پیدا کیا کس نے زمین پیدا کی تو وہ
کہتا ہے اللہ نے پیدا کیا پھر شیطان کہتا ہے اللہ کو کس نے پیدا کیا جب ایسا شبہ تم میں سے کسی کو ہو تو کہے میں
ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ف اس کہنے سے شیطان مایوس ہوکر چلا جاویگا کیونکہ اس کے
بہکانے سے کچھ نقصان نہیں ہوا اگر یہ شبہ دل میں آوے تو اسکا ایک علاج اور ہے وہ یہ ہے کہ اوس مردود
شیطان سے کہے کہ خدا تو سب کا پیدا کرنیوالا ہے اور خدا اوسی کو کہتے ہیں جسکا پیدا کرنے والا اور کوئی نہ
ہو پھر تیرا یہ پوچھنا کہ خدا کو کس نے پیدا کیا بڑی نادانی اور حماقت ہے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِي الشَّيْطَانُ اَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ كَذَا وَكَذَا
حَتّٰى يَقُوْلَ لَهٗ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَاِذَا بَلَغَ ذٰلِكَ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ
ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان تم میں سے ایک کے پاس آتا ہے
پھر کہتا ہے کس نے یہ پیدا کیا کس نے یہ پیدا کیا یہانتک کہ یوں کہتا ہے کہ اچھا تیرے خدا کو کس نے پیدا کیا جب
تم میں سے کسی کو ایسا شبہ ہو تو پناہ مانگے اللہ کی شیطان سے اور باز رہے ایسے خیال سے ف

یعنی یہ خیال ہو جاوے اور کسی کام میں صروف ہو جاوے اور سمجھے کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے اور وہ گمراہ کرنا چاہتا ہے
(نووی) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْتِی الشَّیْطٰنُ اَحَدَکُمْ
فَیَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ کَذَا وَکَذَا بِمِثْلِ حَدِیْثِ ابْنِ اَخِیْ ابْنِ شِهَابٍ

ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان بندے کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے
کس نے پیدا کیا یہ کس نے پیدا کیا پھر بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزَالُ النَّاسُ یَسْاَلُوْنَکَ عَنِ الْعِلْمِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا هٰذَا اللّٰهُ
خَلَقَنَا فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ قَالَ وَهُوَ اٰخِذٌ بِیَدِ رَجُلٍ فَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ قَدْ سَاَلَنِیْ اِثْنَانِ
وَهٰذَا الثَّالِثُ اَوْ قَالَ سَاَلَنِیْ وَاحِدٌ وَهٰذَا الثَّانِیْ

ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ تم سے علم کی باتیں پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ یہ کہیں گے اللہ نے تو ہم
کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا راوی نے کہا ابوہریرہ اس حدیث کو بیان کرتے وقت ایک کا ہاتھ پکڑے
ہوئے تھے اوس نے کہا سچ کہا اللہ اور اوس کے رسول نے مجھ سے دو آدمی یہی پوچھ چکے ہیں اور یہ تیسرا ہے
یا یوں کہا ایک آدمی پوچھ چکا ہے اور یہ دوسرا ہے عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ لَا یَزَالُ
النَّاسُ بِمِثْلِ حَدِیْثِ عَبْدِ الْوَارِثِ غَیْرَ اَنَّهٗ لَمْ یَذْکُرِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ
وَلٰکِنْ قَدْ قَالَ فِیْ اٰخِرِ الْحَدِیْثِ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

ترجمہ محمد سے یہ حدیث موقوفاً ابوہریرہ پر
مروی ہے اوسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اسناد میں نہیں ہے لیکن اخیر حدیث میں یوں ہے
کہ سچ کہا اللہ اور اوس کے رسول نے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ لَا یَزَالُ یَاْتِیْکَ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا هٰذَا اللّٰهُ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ قَالَ فَبَیْنَا اَنَا فِی
الْمَسْجِدِ اِذْ جَاءَنِیْ نَاسٌ مِنَ الْاَعْرَابِ فَقَالُوْا یَا اَبَا هُرَیْرَةَ هٰذَا اللّٰهُ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ قَالَ فَاَخَذَ حَصًی
بِکَفِّهٖ فَحَصَبَهُمْ بِهٖ ثُمَّ قَالَ قُوْمُوْا فَقُمْتُ مِنْ صَدَقَ خَلِیْلِیْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا اے ابوہریرہ لوگ تجھ سے پوچھتے رہیں گے (دین کی باتیں)
یہانتک کہ یوں کہیں گے بھلا اللہ تو یہ ہے اب اللہ کو کس نے پیدا کیا ایک بار ہم مسجد میں بیٹھے تھے اتنے
میں کچھ لوگ گنوار آئے اور کہنے لگے اے ابوہریرہ بھلا اللہ تو یہ ہے اب اللہ کو کس نے پیدا کیا یہ سنکر ابوہریرہ
نے ایک ٹھیکری بھر کنکریاں انکی ماریں اور کہا اٹھو اٹھو سچ کہا تھا میرے دوست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اور جنت حرام ہونے سے یہ غرض ہے کہ اول دفعہ مین جب اور جنتی جنت مین جاوین گے تو اسکو جانا نہ ملیگا اور یہ جو شبہ لگائی کہ مسلمان کا حق مار لیوے تو اس سے یہ غرض نہین کہ کافر ذمی کا حق مار لینا حرام نہین بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایسے سخت وعید اوسی کے حق مین ہے حق مسلمان کا حق مارے اور کافر ذمی کا حق مارنا بھی حرام ہے لیکن یہ ضرور نہین کہ اوسمین اتنا سخت عذاب ہو یہ تفسیر اوس شخص کے مذہب پر ہے جو مفہوم مخالف کا قائل ہے لیکن جو مفہوم مخالف کا قائل نہین اوسکو تاویل کی احتیاج نہین ہے اور قاضی عیاض نے کہا مسلمان کی قید اسواسطے لگائی کہ اکثر معاملے مسلمانون کے مسلمانون سے ہی ہوا کرتے ہین نہ اس لیے کہ کافر کا حق مارنا درست ہے بلکہ کافر اور مسلمان دونون کے حق کا ایک حکم ہے پھر یہ عذاب اوس شخص کے لیے ہے جو مسلمان کا حق مارے اور توبہ سے پہلے مرجاوے لیکن جو توبہ کرے اور شرمندہ ہوا اپنے کیے ہوے پر اور وہ حق جو اوس نے مار لیا تھا پھیر دیوے تو اس سے گناہ ساقط ہوجاویگا اور اس حدیث سے تائید ہوتی ہے مالک اور شافعی اور جمہور علماء کے مذہب کی کہ حاکم کا حکم مباح نہین کرتا اوس حق کو جو اُسکا نہین ہے مگر ابو حنیفہ کے نزدیک مباح کردیتا ہے (نووی) **عن** ابی امامۃ الحارثی انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ترجمہ ابو امامہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **ف** نووی نے کہا جن لوگون نے صحابہ کے حال مین کتابین لکھین ہین وہ اکثر کہتے ہین کہ ابو امامہ حارثی یعنے احدیثی راوی نے وفات پائی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد سے لوٹے پھر آپ نے اُنپر نماز پڑھی اس صورت مین مسلم کی روایت منقطع ہوگی کیونکہ عبداللہ بن کعب تابعی ہے اور وہ کیونکر سن سکتا ہے اوس شخص سے جس نے وفات پائی ۸۱ھ ہجری مین لیکن یہ نقل ابو امامہ کی وفات کی صحیح نہین کیونکہ عبداللہ بن کعب سے یہ صحت منقول ہے کہ حدیث بیان کی مجھسے ابو امامہ نے جیسے خود مسلم نے دوسری روایت مین کیا ہے پھر یہ تقریر ہے عبداللہ بن کعب کے سماع کی ابو امامہ سے اور اس سے باطل ہوا وہ جو کہا گیا کہ ابو امامہ نے وفات پائی ۸۱ھ مین اور اگر یہ تاریخ وفات صحیح ہوتے تو مسلم اس سند کو نقل نکرتے امام ابن الاثیر نے اپنی کتاب معرفۃ الصحابہ مین انکار کیا ہے اس تاریخ وفات کا انتہی **عن** عبداللہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من حلف علی یمین صبر یقتطع بہا مال امرئ مسلم ہو فیہا فاجر لقی اللہ عز وجل وہو علیہ غضبان قال فدخل الاشعث بن قیس فقال ما یحدثکم ابو عبدالرحمن قالوا کذا وکذا قال صدق ابو عبدالرحمن فی نزلت کانت بینی وبین رجل ارض بالیمن فخاصمتہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال

هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ قُلْتُ لَا قَالَ فَيَمِينُهُ قُلْتُ إِذَنْ يَحْلِفَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَنَزَلَتْ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا إِلَى آخِرِ الْآيَةِ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھاوے حاکم کے حکم سے ایک مسلمان کا مال مارنے کے لیے اور وہ جھوٹا ہو تو ملے گا اللہ سے اور وہ اوسپر غصہ ہوگا ف نووی نے کہا علما نے کہا غضب سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ اوسکو اپنی رحمت سے دور کرنا چاہے گا اور اوسکو رسوا کرے گا اور اوسکے کام کو برا جانیگا ش حجم کہتا ہے کہ یہ تاویل ہے ایک صفت الٰہی یعنے غضب کی علما سلف نے صفات اللہ میں تاویل نہیں کی جاری کیا اون کو ظاہر پر اور باز رہے انکی کیفیت بیان کرنے سے اور یہی راہ سلامتی اور احتیاط کی ہے اور تاویل میں بہت خطرہ ہے یہ نووی نے اسمقام پر متاخرین متکلمین کی پیروی کی ہے ف جب عبداللہ بن مسعود نے یہ حدیث بیان کی تو اشعث بن قیس آئے اور کہا ابو عبدالرحمن (کنیت ہے ابن مسعود کی) کیا حدیث بیان کرتے ہیں تم سے لوگوں نے کہا ایسی ایسی حدیث اشعث نے کہا وہ سچ کہتا ہے یہ میرے باب میں اوتری ہے میری اور ایک شخص کی شرکت میں کچھ زمین تھی یمن میں تو سنتا ہوا مجھ سے اور اوس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آپ نے مجھ سے فرمایا کیا تیرے پاس گواہ ہیں میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا اچھا تو پھر اوس سے قسم لے میں نے کہا وہ تو قسم کھالیگا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجبور ہو کر قسم کھاوے کسی مسلمان کا مال مارنے کے لیے اور وہ جھوٹا ہو تو اللہ سے ملیگا اور وہ غصہ ہوگا اوسپر پھر یہ آیت اوتری (اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اخیر تک یعنے جو لوگ اللہ کا عہد اور قسم بیچ ذرا سا مال خریدتے ہیں اونکو آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور خدا اون سے بات نہ کرے گا اور انکو پاک نہ کریگا اور اُن کیطرف نہ دیکھے گا اور انکو دکھ کا عذاب ہوگا ف عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُومَةٌ فِي بِئْرٍ فَاخْتَصَمْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ ترجمہ عبداللہ بن مسعود نے کہا جو شخص قسم کھاوے ایک مال مارنے کے لیے اور وہ جھوٹا ہو اوس میں تو اللہ جل جلالہ اوسپر غصہ ہوگا کیحالت میں (یعنے خدا اوسپر غصہ ہوگا) پھر بیان کیا اوسیطرح جیسے اوپر گذرا اس میں یہ زیادہ ہے کہ میرے اور ایک شخص کے بیچ میں کنوئیں کا جھگڑا تھا ایک کنوئیں میں ہم دونوں نے جھگڑا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پاس آپ نے فرمایا تیرا بواسطے تیرے دو گواہ ہیں یا اوس کی قسم ہے عَنْ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من حلف علی مال رجل بغیر حقہ لقی اللہ وھو علیہ غضبان قال عبد اللہ ثم قرأ علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصداقہ من کتاب اللہ عزوجل ان الذین یشترون بعھد اللہ وایمانھم ثمنا قلیلا الی آخر الآیۃ رواہ الشیخان عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص قسم کھاوے جس سے اوس کے مال پر ناحق تو دبا لے اللہ سے اور وہ اوس پر غصہ ہوگا عبد اللہ نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تصدیق میں یہ آیت پڑھی ان الذین یشترون بعھد اللہ وایمانھم ثمنا قلیلا۔ اخیر تک عَنْ وائل بن حجر قال جاء رجل من حضرموت ورجل من کندۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الحضرمی یا رسول اللہ ان ھذا قد غلبنی علی ارض لی کانت لابی فقال الکندی ھی ارضی فی یدی ازرعھا لیس لہ فیھا حق فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحضرمی الک بینۃ قال لا قال فلک یمینہ قال یا رسول اللہ ان الرجل فاجر لا یبالی علی ما حلف علیہ ولیس یتورع من شیء فقال لیس لک منہ الا ذلک فانطلق لیحلف لہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما ادبر لئن حلف علی مالہ لیاکلہ ظلما لیلقین اللہ عزوجل وھو عنہ معرض رواہ مسلم وائل بن حجر سے روایت ہے ایک شخص حضرموت (ایک ملک کا نام ہے عرب میں) کا اور ایک شخص کندہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا حضرموت والے نے کہا یا رسول اللہ اس شخص نے میری ایک زمین دبالی ہے جو میرے باپ کی تھی کندہ والے نے کہا وہ میری زمین ہے میرے قبضے میں ہے میں اوسمیں کھیتی کرتا ہوں اسکا کچھ حق نہیں اوسمیں تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرموت والے سے کہا تیرے پاس گواہ ہیں وہ بولا نہیں آپ نے فرمایا تو پھر اوس سے قسم لے وہ بولا یا رسول اللہ وہ تو فاجر ہے قسم کھانے میں اسکو باک نہیں اور وہ پرہیز نہیں کرتا کسیبات سے آپ نے فرمایا بس تیرا اور کچھ بس اوسپر نہیں چلتا سو اوسکی قسم کے پھر وہ چلا قسم کھانیکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اوس نے پیٹھ موڑی دیکھو اگر اوس نے قسم کھائی دوسرے کا مال اڑانیکو تو وہ خدا سے ملے گا اور خدا اوس کی طرف سے منہ پھیر لیگا عَنْ وائل بن حجر قال کنت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتاہ رجلان یختصمان فی ارض فقال احدھما ان ھذا انتزی علی ارضی یا رسول اللہ فی الجاھلیۃ وھو امرؤ القیس بن عابس الکندی

ان

ب ارض

وَخَصْمُہٗ رَبِیْعَۃُ بْنُ عَبْدَانَ فَقَالَ لَیْسَ لِیْ بَیِّنَۃٌ فَقَالَ یَمِیْنُہٗ فَقَالَ اِذًا یَّذْھَبُ بِھَا فَقَالَ لَیْسَ ص قَالَ یَمِیْنُکَ
لَکَ اِلَّا ذَاکَ قَالَ فَلَمَّا قَامَ لِیَحْلِفَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَطَعَ اَرْضًا
ظَالِمًا لَقِیَ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ وَھُوَ عَلَیْہِ غَضْبَانُ قَالَ اِسْحَاقُ فِیْ رِوَایَتِہٖ رَبِیْعَۃُ بْنُ عَیْدَانَ
ترجمہ وائل بن حجر سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا اتنے میں دو شخص آئے لڑتے
ہوئے ایک نے کہا اس نے میری زمین چھین لی ہے جاہلیت کے زمانے میں اور وہ امرالقیس
بن عابس کندی تھا اور اسکا حریف ربیعہ بن عبدان تھا آپ نے فرمایا تیرے پاس گواہ ہیں وہ بولا نہیں آپ
نے فرمایا تو پھر اوس کی قسم ہے وہ بولا یا رسول اللہ جب تو وہ میرا مال اوڑا لیگا (قسم کہاکر) آپ نے فرمایا بس
یہی ہو سکتا ہے تیرے لیے جب وہ اٹھا قسم کہانیکو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کی
زمین ظلم سے مار لیوے تو خدا اوس پر غصہ ہوگا جب وہ اس سے ملیگا اسحاق کی روایت میں ربیعہ بن عبدان
ہے **ف** یا رمثناۃ سے اور زہیر کی روایت میں با رموحدہ ہے قاضی عیاض نے کہا صحیح اسحاق کی روایت
ہے یعنی عبدان یا ئے مثناۃ سے اور یہی قول ہے دارقطنی اور عبدالغنی بن سعید اور ابونصر بن ماکولا کا اور
ابن یونس نے تاریخ میں ایسا ہی لکھا ہے لیکن ایک جماعت حفاظ نے اُن میں سے ہیں حافظ ابوالقاسم
بن عساکر دمشقی اور سکو عبدان بکسر با رموحدہ اور عین اور تشدید دال روایت کیا ہے نووی نے کہا ان
حدیثوں سے کئی مسائل معلوم ہوئے ایک تو یہ کہ قابض زیادہ حقدار ہے بہ نسبت غیر قابض کے دوسرے یہ کہ
جب مدعی علیہ منکر اور مدعی پاس گواہ نہوں تو مدعی علیہ پر قسم ہے تیسری یہ کہ گواہ مقدم ہیں قبضے پر اور
جس کے پاس گواہ ہوں چیز اوسکو دلا دی جاویگی بغیر قسم کے چوتھی یہ کہ مدعی علیہ اگر فاسق ہو تب بھی اُس
کی قسم مقبول ہے اور مطالبہ اوس سے ساقط ہو جاویگا پانچویں یہ اگر مدعی یا مدعی علیہ ایک دوسرے کو خصومت
کے وقت ظالم یا فاجر کہیں تو مواخذہ نہوگا چھٹی یہ کہ اگر وارث کسی چیز کا دعوی کرے اپنے مورث کی
طرف سے اور حاکم کو یہ بات معلوم ہو کہ اسکا مورث مر گیا ہے اور سوا مدعی کے اور کوئی اسکا وارث نہیں
ہے تو اوسکو فیصلہ کرنا درست ہے اور اس بات پر کہ مدعی اوسکا وارث ہے اور مورث مر گیا ہے گواہ لینا ضرور
نہیں اور جو حاکم کو یہ امر معلوم نہ ہو تو پہلے وراثت کے ثبوت پر گواہ لینا چاہیے پھر دعوی کے ثبوت پر
انتہے مختصرا **باب** اَلدَّلِیْلِ عَلٰی اَنَّ مَنْ قَصَدَ اَخْذَ مَالِ غَیْرِہٖ بِغَیْرِ حَقٍّ کَانَ الْقَاصِدُ
مُھْدِرَ الدَّمِ فِیْ حَقِّہٖ وَاِنْ قُتِلَ کَانَ فِی النَّارِ وَاَنَّ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ جو شخص میرا

مال ناحق چھینا جاوے تو اوس کا خون لغو ہے اور جو مارا جاوے تو جہنم مین جاویگا اور مال الا اگر اپنے مال بچانے
مین مارا جاوے وہ شہید ہے عن ابی ہریرۃ قال جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقال یارسول اللہ ارایت ان جاء رجل یرید اخذ مالی قال فلا تعطہ مالک قال
ارایت ان قاتلنی قال قاتلہ قال ارایت ان قتلنی قال فانت شہید قال ارایت ان قتلتہ
قال فھو فی النار ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا
یارسول اللہ آپ کیا فرماتے ہین اگر کوئی شخص آوے میرا مال (ناحق) لینے کو آپ نے فرمایا مت دے اپنا
مال اوسکو پھر اوس نے کہا اگر وہ لڑے مجھ سے آپ نے فرمایا تو بھی اس سے لڑ پھر اوس نے کہا اگر وہ مجھکو مار ڈالے
آپ نے فرمایا تو شہید ہے پھر اوس نے کہا اگر مین اوسکو مار ڈالون آپ نے فرمایا وہ جہنم مین جاویگا ف
یعنے وہ مستحق ہوا جہنم کا کیونکہ وہ ظالم تھا پر یا اوسکو بدلا ملیگا اس ظلم کا اور جہنم مین جاویگا یا اللہ تعالے
معاف کردیگا اور جو اس فعل کو حلال جانتا ہوگا تو وہ کافر ہے وہ تو بیشک جہنم ہی مین جاویگا اور یہ جو آپ نے
فرمایا اگر تو مارا جاوے تو تو شہید ہے یعنے تجھکو ثواب شہیدون کا ملیگا اگرچہ دنیا کے احکام مین شہید نہ ہوگا
کیونکہ شہید تین قسم کے ہین ایک تو وہ جو کافرون کے ساتھ جہاد مین مارا جاوے کسی سبب سے تو شہید
ہے دنیا اور آخرت دونون کے احکام کے رو سے یعنے دنیا مین یہ حکم ہے کہ اوسکو غسل نہ دینگے نہ اوسپر نماز پڑھینگے
اور آخرت مین اوسکو درجہ شہیدون کا ملیگا دوسری وہ جو آخرت کے ثواب کے رو سے شہید ہے
پر دنیا کے احکام مین شہید نہین جیسے طاعون سے مرنے والا یا پیٹ کی بیماری سے یا مکان گر کر یا جو اپنے
مال کے بچانے مین مارا جاوے جنپر شہید کا لفظ احادیث مین وارد ہوا ہے تو ایسے شہید کو غسل
دینگے اور اوسپر نماز پڑھینگے اور آخرت مین اوسکو ثواب شہیدون کا ملیگا پر یہ ضرور نہین کہ پہلی
قسم کے شہیدون کے برابر ملے تیسری وہ جو دنیا کے احکام کے رو سے شہید ہے پر اوسکو آخرت مین
شہادت کا ثواب یا پورا ثواب نہ ملیگا جیسے وہ شہید جو غنیمت کے مال مین خیانت کرے اور مثل اوس کے
جنکو کہا کہ وہ شہید نہین ہین پر چونکہ اس قسم کا شہید کافرون کے جنگ مین مارا گیا اوسکا حکم دنیا
مین شہیدون کا سا ہوگا نہ اوسکو غسل دینگے نہ اوسپر نماز پڑھینگے پر آخرت مین اوسکو پورا ثواب
نہ ملیگا شہید کو شہید اس لیے کہتے ہین کہ وہ زندہ ہے اور اوسکی روح جنت مین حاضر ہے برخلاف
اور اموات کے وہ قیامت کے دن جنت مین جاوینگے یہ قول نضر بن شمیل کا ہے اور ابن الانباری نے

کہا اس لیے کہ شہید کے لیے اللہ تعالیٰ اور فرشتوں نے شہادت یعنی گواہی دی ہے جنت کی اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ شہید جان نکلنے وقت اپنے درجے اور مرتبے کو دیکھ لیتا ہے اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ فرشتے حاضر ہوتے ہیں اوسکی روح لیجانے کو اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ اوسکی ایمان اور حسن خاتمہ پر لوگ گواہ ہیں ظاہر کے رو سے اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ اوسکا خون اور زخم اوسپر گواہ ہے کیونکہ وہ اُٹھے گا قیامت کے دن اور اوسکا زخم تازہ ہوگا خون بہتا ہوگا اور ازہری وغیرہ نے ایک اور قول نقل کیا کہ اوسکو شہید اس لیے کہتے ہیں کہ وہ گواہ ہوگا قیامت کے دن اور امتوں پر پس اس صورت میں اوسکی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ ہمارے پیغمبر کی ساری امت گواہ ہوگی اور مستحق پر انتہے ماقال النووی رح عَنْ ثَابِتٍ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ لَمَّا كَانَ بَيْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَبَيْنَ عُتْبَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ مَا كَانَ تَبَشَّرُوْا لِلْقِتَالِ فَرَكِبَ خَالِدُ بْنُ الْعَاصِ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَظَهٗ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ ترجمہ ثابت سے روایت ہے جو مولے تھے عمر بن عبد الرحمن کے جب عبد اللہ بن عمرو اور عتبہ بن ابی سفیان میں فساد ہوا تو دونوں مستعد ہوئے لڑنے کو خالد بن العاص سنکر سوار ہوئے اور عبد اللہ بن عمرو پاس گئے اور انکو سمجھایا عبد اللہ بن عمرو نے کہا تجھے معلوم نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مارا جاوے اپنا مال بچانے کے لیے وہ شہید ہے ف یعنی کوئی ظالم ظلم سے اسکا مال ناحق چھیننا چاہے پھر وہ لڑے اوس سے اور مارا جاوے تو وہ شہید ہے اور اگر اوس ظالم کو مار ڈالے تو وہ جہنم میں جاویگا جیسے اگلی روایت میں گزرا نووی نے کہا ان حدیثوں سے اس شخص کا قتل کرنا درست ہوتا ہے جو ناحق مال چھیننا چاہے اب چاہے یہ مال تھوڑا ہو یا بہت کیونکہ حدیث عام ہے اور بعضے مالکیہ نے یہ کہا ہے کہ تھوڑے مال کے چھیننے میں جیسے کبڑا یا کہا ناقتل درست نہیں پر یہ مذہب کچھ نہیں کیونکہ حدیث کے خلاف ہے اور ٹھیک وہی ہے جو حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے جمہور علما نے اور اپنی مال کو بچانے کے لیے لڑنا جائز ہے واجب نہیں اگر چاہے تو نہ لڑے اور مال لٹنا گوارا کر لیوے لیکن اپنی جورو کی عزت بچانا واجب ہے اور اس کے لیے لڑنا ضرور ہے اور اپنی جان بچانے کے لیے لڑنا اور دوسرے کو مار ڈالنا اسمیں اختلاف ہے یا وَاسْتَحْقَقَ الْوَالِيْ الْعَاشِرَ اِنْ عَيَّنَهُ النَّارُ ترجمہ جو حاکم اپنی رعیت

ف وَعَظَهٗ

ف فَالنَّارُ

کے حقوق مین خیانت کرے اوسکے لیے جہنم ہے عن الحسن قال عاد عبید اللہ بن زیاد معقل بن یسار المزنی فی مرضہ الذی مات فیہ فقال معقل انی محدثک حدیثا سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو علمت ان لی حیاۃ ما حدثتک انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من عبد مسلم یسترعیہ اللہ رعیۃ یموت یوم یموت وھو غاش لرعیتہ الا حرم اللہ علیہ الجنۃ ترجمہ حسن سے روایت ہے عبید اللہ بن زیاد معقل بن یسار کے پوچھنے کو آیا جس بیماری مین وہ مرگئے تو معقل نے کہا مین ایک حدیث تجھ سے بیان کرتا ہون جو مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور اگر مین جانتا کہ ابھی زندہ رہون گا تو تجھ سے بیان نکرتا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کوئی بندہ ایسا نہین جسکو اللہ تعالے ایک رعیت دیوے پھر وہ مرے اور جسدن وہ مرے وہ خیانت کرتا ہو اپنی رعیت کے حقوق مین مگر خدا حرام کردیگا اوسپر جنت کو

ف یہ حدیث معقل نے عبید اللہ زیاد بن سے مرتے وقت بیان کی کیونکہ اون کو معلوم تھا کہ عبید اللہ بن زیاد کو یہ حدیث فائدہ نہ دیگی پھر اونہون نے خیال کیا کہ حدیث کا چھپانا بہتر نہین اور نیک بات کو بتلا دینا ضرور ہے اگرچہ وہ مانے یا نہ مانے یا اس وجہ سے انہون نے اپنی زندگی مین بیان نکی کہ ایسا نہ ہو اس حدیث سے ایک مفسدہ پھیلے لوگ عبید اللہ بن زیاد کو برا جانکر اوسکی اطاعت سے پھر جاوین یا عبید اللہ بن زیاد معقل کو ایذا پہونچاوے کیونکہ وہ مردود ظالم اور جابر تھا اور اس نے اہل بیت نبوی کی حرمت نہین کی تو اور کسی کو اوس سے کیا توقع تھی - رعیت کے حقوق مین خیانت کرنے یہ مراد ہے کہ حاکم پر اپنی رعیت کے دین اور دنیا دونون کی اصلاح ضرور ہے پھر اگر اوس نے لوگون کا دین خراب کیا اور حدود شرعیہ کو ترک کیا یا اون کی جان اور مال پر ناحق زیادتی کی یا اور کسی قسم کی ناانصافی کی یا اونکی حق تلفی کی تو اوس نے اپنی فرض منصبی مین خیانت کی اب وہ جہنمی ہوا اگر اس کام کو حلال جانتا تھا ہمیشہ کے لیے جنت سے محروم ہوا اور نہ اول دہلہ مین جب اور جنتی جنت مین جاوینگے یہ جانے سے محروم رہیگا (نووی) عن الحسن قال دخل عبید اللہ بن زیاد علی معقل بن یسار وھو وجع فسالہ فقال انی محدثک حدیثا لو انہ کان حدثنیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یسترعی اللہ عبدا رعیۃ یموت حین یموت وھو غاش لھا الا حرم اللہ علیہ الجنۃ قال افلا حدثتنی بھذا قبل الیوم قال ما حدثتک او لم اکن لاحدثک ترجمہ حسن سے روایت ہے عبید اللہ بن زیاد معقل بن یسار

لہذا الیوم

پاس گیا اور وہ بیمار تھے اونکو پوچھا معقل نے کہا میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے بیان نہیں کی تھی تجھ سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کسی بندے کو رعیت نہیں دیتا پھر وہ مرتے وقت انکے حقوق میں خیانت کرتا ہوا مرتا ہے مگر اللہ حرام کردیتا ہے اوسپر جنت کو ابن زیاد نے کہا کیا تجھے یہ حدیث مجھ سے بیان نہیں کی اس سے پہلے معقل نے کہا میں نے بیان نہیں کی تجھے یا میں کاہیکو بھلا تجھ سو بیان کرتا (اور اپنی جان پر مصیبت لیتا اب تو مرتا ہوں اب مجھ پر تیرا ڈر نہیں اسواسطے بیان کردے **عن** هِشَامٍ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ كُنَّا عِنْدَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ نَعُودُهُ فَجَاءَهُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ زِيَادٍ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ إِنِّي سَأُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ أُحَدِّثْكَهُ فَكَانَ بَعْضُ حَدِيثِهِمَا **ترجمہ** ہشام سو روایت ہے حسن نے کہا ہم معقل بن یسار کے پاس تھے انکی بیمار پرسی کے لیے اتنے میں عبید اللہ بن زیاد آیا معقل نے اس سے کہا میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے سنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری **عن** أَبِي الْمَلِيحِ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِي مَرَضِهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ إِنِّي مُحَدِّثُكَ بِحَدِيثٍ لَوْلَا أَنِّي فِي الْمَوْتِ لَمْ أُحَدِّثْكَ بِهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ أَمِيرٍ يَلِي أَمْرَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ لَا يَجْهَدُ لَهُمْ وَيَنْصَحُ إِلَّا لَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمُ الْجَنَّةَ **ترجمہ** ابو الملیح (عامر یا زید بن اسامہ ہذلی البصری) سو روایت ہے عبید اللہ بن زیاد نے بیمار پرسی کی معقل کے اونکی بیماری میں تو معقل نے کہا میں تجھسے ایک حدیث بیان کرتا ہوں مرنے والا نہوتا تو تجھے بیان نکرتا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو حاکم ہو مسلمانوں کا پھر انکی بھلائی میں کوشش نکرے اور خالص نیت سو انکی بہتری نہ چاہے تو وہ ان کے ساتھ جنت میں نہ جاویگا (بلکہ پیچھے رہ جاویگا اور اپنی ناانصافی کا عذاب بھگتے گا **باب** رَفْعِ الْأَمَانَةِ وَالْإِيمَانِ مِنْ بَعْضِ الْقُلُوبِ وَعَرْضِ الْفِتَنِ عَلَى الْقُلُوبِ بعضے دلوں سو امانت اور ایمان کا جانیکا بیان اور فتنوں کا انکے دلوں میں **عن** حُذَيْفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَيْنِ قَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْآنُ فَعَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ وَعَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِ الْأَمَانَةِ قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا

مثل اثر الجمر یکمن دحرجتہ علی رجلک فنفط فتراہ منتبرا ولیس فیہ شیئ ثم اخذ حصاۃ فدحرجہ علی رجلہ فیجتمع الناس یتبایعون لا یکاد احد یؤدی الامانۃ حتی یقال ان فی بنی فلان رجلا امینا حتی یقال للرجل ما اجلدہ ما اظرفہ ما اعقلہ وما فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من ایمان ولقد اتی علی زمان وما ابالی ایکم بایعت لئن کان مسلما لیردنہ علی دینہ ولئن کان نصرانیا او یہودیا لیردنہ علی ساعیہ واما الیوم فما کنت لابایع منکم الا فلانا وفلانا ترجمہ حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے (امانت کے باب مین) دو حدیث بیان کین ایک تو مین نے دیکھ لی اور دوسری کا انتظار کر رہا ہون حدیث بیان کی ہم سے (یہ پہلی حدیث ہے) کہ امانت لوگون کے دلون کی جڑ پر اوتری پھر اونہون نے قرآن کو اور حاصل کیا حدیث ف نووی نے کہا ظاہر یہ ہے کہ امانت سے وہ تکلیف مراد ہے جو اللہ تعالے نے اپنے بندون کو دی اور وہ اقرار جو اون سے لیا امام ابو الحسن واحدی نے اس آیت انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال کی تفسیر مین کہا ابن عباس نے کہا امانت اللہ تعالی کے وہ فرائض ہین جو اوس نے فرض کیے اپنے بندون پر اور حسن نے کہا امانت سے مراد دین ہے اور دین سب امانت ہے اور ابو العالیہ نے کہا امانت ہے اوامر اور نواہی مراد ہین اور مقاتل نے کہا امانت سے عبادات مراد ہین واحدی نے کہا اکثر مفسرین کا یہی قول ہے تو امانت اون کے نزدیک عبادات اور فرائض ہین جنکے ادا کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے عذاب ہوتا ہے اور صاحب تحریر نے کہا کہ حدیث مین امانت سے مراد وہی ہے جو اس آیت مین ہے انا عرضنا الامانۃ اور وہ عین ایمان ہے تو جب ایمان انسان کے دل مین خوب جما ہوگا اوسے وہ تکالیف کو پورا کریگا اور اون کے ادا کرنے مین کوشش کریگا اسکے بعد مترجم کہتا ہے کہ امانت اور ایمان کا مادہ ایک ہی اور شرح مین ایمان اور امانت لازم ملزوم ہین جسکے دل مین ایمان ہے اوس کے دل مین امانت بھی ہے اور جسکے دل مین ایمان نہین نہین اور مراد امانت سے یہ ہے کہ دل مین ایک طرح کی پاکیزگی اور صفائی اور سچائی ہو اور انصاف و راستی کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہو جو دل زمانہ جاہلیت مین ایسے تھے انہون ہی نے اسلام کو سمجھکر قبول کیا اور شرک و کفر کو چھوڑا پھر قرآن اور حدیث کو حاصل کرنے سے اور زیادہ نور چڑھ گیا آئینہ صاف ہوا اور سیپر اور صیقل ہوئی اور جن دلون مین امانت نہ تھی مکر اور خیانت سے اونکا خمیر ہوا تھا اور پھر شرک اور کفر کی تاریکی چھائی ہوئی تھی جیسے ابو جہل

کا دل ایسے دلون کو قرآن اور حدیث سے کچھ فائدہ نہوا وہ ہرگز مسلمان نہ ہوئے بلکہ اپنی شقاوت اور مکر اور خیانت کی وجہ سے اور زیادہ کفر مین مضبوط ہوگئے یہانتک کہ اللہ تعالی نے انکو ہلاک کیا اوس کے سوا اور کچھ انکا علاج نتھا ت پھر حدیث بیان کی آپ نے ہم سے (یہ دوسری حدیث ہے) کہ یہ امانت اوٹھ جاویگی تو فرمایا ایک شخص تھوڑی دیر سووے گا پھر اوس کے دل سے امانت اٹھالی جاویگی ف سونے سے یہی ظاہری معنی مراد ہین یا سونے سے یہ مقصود ہے کہ تھوڑی دیر خدا کی یاد سے غافل ہوگا اور بری صحبت مین بیٹھے گا بے ایمانون کے ساتھ یا تھوڑی دیر تک دنیا کے کام کاج بیچ کہوچ مین مصروف ہوگا ۔ ت اور اسکا نشان ایک پھیکے رنگ کیطرح رہ جاوے گا ف یعنی نور اڈر جاویگا اور تاریکی رہ جاوے گی جیسے ایک عمدہ رنگ کو دھوڈالو تو سیاہ سا دھبہ رہ جاتا ہے حدیث مین وکت کا لفظ ہے جسکے معنے ہلکا داغ اور بعضون نے کہا پھیکی سیاہی اور بعضون نے کہا وہ رنگ جو پہلے رنگ کے خلاف ہو ت پھر ایک نیند لیگا تو امانت دل سے اوٹھ جاوے گی اور اوسکا نشان ایک چھالے کیطرح رہ جاویگا جیسے تو ایک انگارہ اپنے پاؤن پر لڑھکا دے پھر کھال پھول کر ایک چھالہ (آبلہ) نکل آوے اوس کے اندر کچھ نہین پھر آپ نے ایک کنکری لیکر اپنے پاؤن پر لڑھکائے ف نووی نے صاحب تحریر سے نقل کیا اسکا مطلب یہ ہے کہ امانت ذرا ذرا دل سے اوٹھنا شروع ہوگی جب پہلا حصہ اوسکا اوٹھ جاویگا تو اوسکا نور جاتا رہیگا اور ایک سیاہ دھبہ رہ جاویگا پھیکے رنگ کا گویا پہلے رنگ کے خلاف یہ رنگ پیدا ہوگا پھر جب اور ایک حصہ اوٹھیگا تو چھالے کیطرح نشان ہوجاویگا اور یہ ایک مضبوط داغ ہے جو مدت مین جاتا ہے اور اس مین سیاہی اول سے زیادہ ہوگی تو امانت کے نور جانیکو اور بے ایمانی کی تاریکی چھالے کو مشابہت دی ایک انگارہ پاؤن پر چلانے سے کہ آگ کا نور تو چٹ چلا جاتا ہے اور ایک سیاہی کا داغ کھال پر چھوڑ جاتا ہے اور کنکری جلا کر آپ نے اس شبہہ کو اور دفع کر دیا تا لوگ بخوبی سمجھ جاوین حاصل یہ ہے کہ ایمان کا نور آہستہ آہستہ دل سے اوٹھ جاوے گا اور کفر کی تاریکی چھا جاوے گی پہلے ایک ہلکا سا دھبہ ہوگا پھر اور زیادہ پھر اور یہانتک کہ بالکل دل کالا ہوجاویگا اور ایمان کے بدل کفر چھا جاوے گا خدا کی پناہ ف اور فرمایا لوگ بیچ کہوچ کرینگے اور اُن مین سے کوئی ایسا نہوگا جو امانت کو ادا کرے ۔ یہانتک کہ لوگ کہینگے کہ فلانی قوم مین ایک شخص امانت دار ہے ف یعنی اس زمانے مین جیسے ہر شخص امانت دار ہے کوئی کسی کی حق نہین مارتا ہر ایک کو دوسرے پر بھروسا ہے یہ بات بالکل جاتی رہیگی اور امانت کا نام و نشان نہ رہیگا

سے اوٹھ جاوے گا مگر کہین کہین ہزارون لاکھون مین ایک آدھ شخص ایماندار خدا ترس رہ جاوے گا جو امانت دار ہوگا لوگ اُسکو مشہور کرینگے کہ ایک وہ شخص امانت دار ہے ایسا زمانہ اب موجود ہے کہ کوئی کسیپر بھروسا نہین کرتا جسکو روپیہ دو وہ ہضم کرجاتا ہے امانت کا ادا کرنا تو کیا ف اور یہانتک کہ لوگ ایک شخص کو کہین گے وہ کیسا ہوشیار اور خوش مزاج اور عقلمند ہے (یعنے اس کی تعریف کرینگے) اور اُسکے دل مین رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہ ہوگا ف یعنے چونکہ ساری دنیا مین بے ایمانی پھیل جاویگی تو ایمان کی قدر اور منزلت بھی دل سے نکل جاوے گی تعریف بھی کرینگے تو بے ایمانون کی مین نے اپنی آنکھون سے یہ حال حیدرآباد مین دیکھا ہے وہ لوگ جو مومن مسلمان کہلاتے ہین ذرے ذرے فائدے کے واسطے بیدین بے ایمان لوگون کی تعریف کرتے ہین انکی خوشامد کرتے ہین اور جو شخص دین کی تائید کرے اُسکو ان بے ایمانون کے خوش کرنے کے لیے برا کہتے ہین لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ مجب تو خدا کی مار ایسے نام کے مسلمانون پر پڑی ہے کہ وہ علاوہ بیدینی کی حکومت مین رہنے کے اُسکی نگاہ مین ایسے ذلیل اور خوار ہوگئے ہین کہ سوا باورچی گری خدمتگاری خانسامانی کے اور کوئی کام اون سے نہین لیا جاتا اور ایک زمانے مین مسلمان تمام قومون کے سرتاج تھے انکا رعب اور دبدبہ ایسا تھا کہ کافر اُن کے نام سے لرزتے تھے ہر ایک مسلمان خدا کے احکام پر اپنی جان نثار کرنے کو فخر جانتا تھا۔ یہین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ ف پھر خدا بیفہ نے کہا میرے اوپر ایک زمانہ گذر چکا ہے جب مین بے کہٹکے ہر ایک سے معاملہ کرتا (یعنے لین دین) اس لیے کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اسکا دین اُسکو بے ایمانی سے باز رکھتا اور جو نصرانی یا یہودی ہوتا تو حاکم اوسکو بے ایمانی سے باز رکھتا ف چونکہ امانت اور ایمانداری کا زمانہ تھا اس لیے مسلمان تو سب امانت دار تھے اون سے بخوف وخطر معاملہ اور لین دین کرتا پیسہ مار لینے کا تو ڈر تھا ہی نہین اور یہودی یا نصرانی بھی بے ایمانی نکرتے ڈر کے مارے اور جو کرتے تو ایماندار حاکم موجود تھے جو اُنکو سزا دیتے اور بے ایمانی سے باز رکھتے اور میرا پیسہ مجھکو دلا دیتے وہ ہرگز نہ دبتا ف لیکن آج کے دن تو مین تم لوگون سے کبھی معاملہ نکرون گا البتہ فلان اور فلان شخص سے کرون گا ف چند لوگون کا نام کیا جو ایماندار ہون گے باقی لوگون کا بھروسا نہین اور جب لوگ بے ایمان ہوئے تو حاکم بھی ویسے ہی ہوئے نیز وہ رشوت خوار اور ظالم ہونیکے علاوہ حق کو ناحق کرتے ہین اور غریب رعایا کو ستاتے اور انکا حق تلف کرتے ہین اسوجہ سے حاکم سے بھی امید نہین رہتی کہ وہ بے ایمان کو سزا دیگا اور حق نہ دلوا دیگا۔ قاضی عیاض

نے کہا بعضون نے سابلیت سے جو حذیفہ کے قول مین ہی خلافت کی بیعت مراد لی اور یہ خطا ہی کیونکہ یہود
اور نصرانی سے خلافت کی بیعت نہین ہوسکتی تو سابلیت سے وہی ہیجڑ کہرج اور معاملہ اور لین دین مراد ہی
عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ مِثْلَهٗ ترجمہ اعمش سے دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے مثل
حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ اَيُّكُمْ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ
الْفِتَنَ فَقَالَ قَوْمٌ نَحْنُ سَمِعْنَاهُ فَقَالَ لَعَلَّكُمْ تَعْنُوْنَ فِتْنَةَ الرَّجُلِ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَجَارِهٖ
قَالُوْا اَجَلْ قَالَ تِلْكَ تُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ وَلٰكِنْ اَيُّكُمْ سَمِعَ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الَّتِيْ تَمُوْجُ مَوْجَ الْبَحْرِ قَالَ حُذَيْفَةُ فَاَسْكَتَ الْقَوْمُ فَقُلْتُ
اَنَا قَالَ اَنْتَ لِلّٰهِ اَبُوْكَ قَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُعْرَضُ
الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوْبِ كَالْحَصِيْرِ عُوْدًا عُوْدًا فَاَيُّ قَلْبٍ اُشْرِبَهَا نُكِتَ فِيْهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ وَاَيُّ
قَلْبٍ اَنْكَرَهَا نُكِتَ فِيْهِ نُكْتَةٌ بَيْضَاءُ حَتّٰى تَصِيْرَ عَلٰى قَلْبَيْنِ عَلٰى اَبْيَضَ مِثْلِ الصَّفَا
فَلَا تَضُرُّهٗ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَالْاٰخَرُ اَسْوَدُ مُرْبَادًّا كَالْكُوْزِ مُجَخِّيًا لَا يَعْرِفُ
مَعْرُوْفًا وَلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا اِلَّا مَا اُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ قَالَ حُذَيْفَةُ وَحَدَّثْتُهٗ اَنَّ بَيْنَكَ
وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا اَيُشَكُّ اَنْ يُّكْسَرَ قَالَ عُمَرُ كَسْرًا لَا اَبَا لَكَ قَالَ لَوْ اَنَّهٗ قَدْ فُتِحَ لَعَلَّهٗ كَانَ
يُعَادُ قُلْتُ لَا بَلْ يُكْسَرُ وَحَدَّثْتُهٗ اَنَّ ذٰلِكَ الْبَابَ رَجُلٌ يُقْتَلُ اَوْ يَمُوْتُ حَدِيْثًا لَيْسَ
بِالْاَغَالِيْطِ قَالَ اَبُوْ خَالِدٍ فَقُلْتُ لِسَعْدٍ يَا اَبَا مَالِكٍ مَا اَسْوَدُ مُرْبَادٌّ قَالَ شِدَّةُ الْبَيَاضِ
فِيْ سَوَادٍ قَالَ قُلْتُ فَمَا الْكُوْزُ مُجَخِّيًا قَالَ مَنْكُوْسًا ترجمہ حذیفہ سے روایت ہی ہم امیر المومنین
عمرؓ کے پاس بیٹھے تھے انہون نے کہا تم مین سے کس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنون کا ذکر کرتے
ہوئے سنا ہی ف فتنہ کے اصل معنی آزمایش اور امتحان ہی پہر عرف مین اسکو کہنے لگے جس سے ایک
قسم کی برائی پیدا ہو ابو زید نے کہا یون کہتے ہین وہ شخص فتنہ مین پڑ گیا جب اسکا حال بدل جاوے اور
اچھے سے برا ہو جاوے اور فتنہ اہل اور مال مین یہ ہے کہ انکی محبت بہت غالب ہو جاوے اور خدا کے
احکام کو فراموش کرے انکو بجا نہ لاوے جیسے اللہ تعالی نے فرمایا تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہین یا اولاد
کا فتنہ یہ ہے کہ انکی تعلیم اور تربیت نکرے اور وہ آوارہ ہو جاوین ایسا ہی فتنہ تمہارے گلے کا یہ ہے کہ اوسکی
حق ادا نکرے تو یہ سب فتنے ایک قسم کے گناہ ہین جسکا کفارہ نیکیون سے ہو جاتا ہے فرمایا اللہ تعالی نے

عُوْدًا عُوْدًا

عُوْدًا عُوْدًا

مُرْبَادًّا

شکیبان سے دریافت کیا میں برائیوں کو ف بعض لوگوں نے کہا ان ہم نے سنا ہے حضرت عمر نے کہا تم فتنوں کو وہ فتنے سمجھتے ہو جو بری کو اور اسکو گھیرا ہو در مال اور بیماری میں ہوتے ہیں انہوں نے کہا ان حضرت عمر نے کہا ان فتنوں کا کفارہ تو نماز اور روزہ اور زکوٰۃ سے ہو جاتا ہے لیکن تم یہ کہتے سنا ہے ان فتنوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو دریا کی موجوں کی طرح امنڈ کر آویں گے ف حضرت عمر کی مراد فتنوں سے وہ فسادات تھے جو آئندہ آپ کی امت میں ظاہر ہونگے جن میں آپس میں مسلمانوں کے کشت وخون ہوگا دیگر اہی پھیلے گی ف حذیفہ نے کہا یہ سنکر سب لوگ چپ ہو رہے میں نے کہا میں نے سنا ہے حضرت عمر نے کہا تو نے سچ کہا تیرا باپ بہت اچھا تھا ف جس کے نطفے نے تجھ سا لڑکا پیدا ہو حدیث میں ہے ابو لوگ ہو اور یہ ایک محاورہ ہے لوگوں کی عادت ہے جب کسی کی تعریف کرتے ہیں تو اسکو کہتے ہیں کیونکہ باپ کی نسبت کرنا کسی کی بزرگی بیان کرنا ہے جیسے کہتے ہیں بیت اللہ اور ناقۃ اللہ بعض صاحب تحریر نے کہا جب لڑکے کی کوئی اچھی بات دیکھتے ہیں تو یہ کہتے ہیں لیتے تیرا باپ تو اچھا ہو جیسے یہ کہتے ہیں تو نے کچھ پوچھا ہو (منہ)

ف حذیفہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے فتنوں کا پرے ہونگے ایک کے بعد ایک جیسے بوریے کی تیلیاں ایک کے بعد ایک ملتی ہیں ف حدیث میں تحصیر عود اعود ہے۔ سکو ہیں طرح پڑھا ہے ایک عود عود بضم ہیں دال دوسرے عود عود بفتح عین دال تیسرے عود اعفاء بفتح عین دال صحیح سے ہے صاحب تحریر نے فرمایا وجہ کو بیان کیا ہے اور قاضی عیاض نے تینوں وجہوں کو ذکر کیا ہے لیکن دال وجہ کو اختیار کیا ہے کہا کہ ہمارے شیخ ابو الحسین بن سراج نے دوسری وجہ کو اختیار کیا ہے اب تینوں وجہوں کا ترجمہ لکھا جاتا ہے مذکور ہوا ہے پہلی وجہ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دنوں میں ایک کے بعد ایک لگے ہوئے ہونگے جیسے بوریے کی تیلیاں (یعنی کانڑیوں) ایک کے بعد ایک لگی ہوتی ہیں (یعنی بوریا بننے والا ایک تیلی ایک طرف سے لیتا ہے اور دوسری طرف سے دوسری تیلی لیتا ہے یہ نہیں کہ ایک طرف کی سب تیلیاں لیکر پھر دوسری طرف سے لیتا ہے) ہر فتنہ بھی ہوتے ہوتے ایک طرف سے ہوگا پھر دوسرا فتنہ ہوگا۔ میرے نزدیک حدیث کا مطلب یہی ہے اور یہی زیادہ تر مناسب ہے اور یہی اختیار کرتا ہے۔ دوسری وجہ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنوں کے ایک جنس میں سے چند چیزیں ہونگی جیسے بوریہ بننے والے کے ہاتھ میں ایک ہی قسم کی تیلیاں ہوتی ہیں (یعنی عود عود کے چند ٹکڑے ہونگے) تیسری وجہ

تیسری وجہ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلون پر آوینگے اور چپکین گے بوریے کیطرح خدا کی پناہ خدا کی پناہ
ان فتنون سے یعنی خدا انکو بچاوے ان فتنون سے (نووی) پھر جس دل مین وہ فتنہ پڑ جاویگا (یعنی سما جاویگا
گا اور بیٹھ جاویگا) تو اسمین ایک کالا داغ پیدا ہوگا اور جو دل اسکو نہ مانیگا (اور قرآن اور حدیث پر قائم رہیگا)
اوسمین ایک سفید نورانی دھبہ ہوگا یہانتک کہ اسی طرح کالے اور سفید دھبے ہوتے ہوتے دو قسم کے دل ہوجاوین
گے ایک تو خالص سفید دل جکو پتھر کیطرح (جس مین کوئی چیز لگ نہین سکتی) تشبیہ ہے اوس دل کی صاف چکنی پتھر
سے یعنی جیسے اس قسم کا پتھر صاف داغون سے پاک ہوتا ہے ویسا ہی یہ دل بھی ان فتنون کی آلایش سے
پاک اور صاف ہوگا) دوسرے کالا سفیدی مائل (یعنے بھورا) اوندھا کوزے کیطرح جو نہ کسی اچھی بات کو اچھا
سمجھیگا نہ برے کو برا اپنی خواہش کی تابع ہوگا ف حدیث مین مربادًا کا لفظ ہے اور بعضون نے اس کو
مربدًا پڑھا ہے راوی نے خود اسکی تفسیر آگے بیان کی ہے اور کہا ہے کہ اسود مربادًا سے یہ مراد ہے کہ سفیدی
کا غالب ہونا سیاہی مین قاضی عیاض نے کہا ہمارے بعض مشائخ کہتے تھے کہ اسمین غلطی ہوئی ہے یعنی شدة
البیاض فی السواد مین اور بجاے شدت کے شبہ کا لفظ صحیح ہے یعنے سیاہی مائل سفیدی کے کیونکہ جو سیاہی
مین سفیدی غالب ہو اوسکو ربدہ نہین کہتے بلکہ مثل کہتے ہین اگر بدن مین ہو اور آنکھ مین ہو تو حور کہتے
ہین اور ربدہ تو وہ ذری سی سفیدی ہے جو سیاہی مین ملی ہوئی ہے جیسے اشقر مرخ کا رنگ ہوتا ہے اسی سیاہ
اوسکو ربدا کہتے ہین ابو عبید نے ابو عمرو سے نقل کیا کہ ربدہ وہ رنگ ہے جو سیاہی اور خاکی کے بیچ مین ہوتا ہے
ابن درید نے کہا ربدہ تیرہ رنگ کو کہتے ہین اور بعضون نے کہا کہ جس سیاہی مین تیرگی ملجاوے اور مخمیا
کے معنے اوندھا اوسکی تفسیر بھی آگے آتی ہے قاضی عیاض نے کہا مجھ سے ابن سراج نے کہا کہ لکوز مخمیا یہ اوسکی سیاہی
کی تشبیہ نہین ہے بلکہ ایک دوسرے وصف کا بیان ہے اوسکی اوصاف مین سے یعنے وہ دل اوندھا ہوگیا ہے جیسے
کوزہ اوندھا جاتا ہے پھر اوسمین پانی نہین رہ سکتا اسیطرح اس دل مین کوئی بہتری اور بھلائی اور حکمت
کی بات نہ رہیگی اور اسکا بیان کیا یہ کہکر نہ رہا پہلی بات کو پہلی سمجھے گا تیسری کو بری قاضی عیاض نے کہا جو دل
پہلی بات کو نہ جمنے دے اوسکو مشابہت دی اوندھے کوزے کی جسمین پانی نہین ٹہرتا صاحب تحریر نے
کہا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے یا گناہون کا مرتکب ہوتا ہے تو ہر ایک
گناہ کے کرنے سے اوسکی دل مین تاریکی آتی جاتی ہے پھر وہ فتنے مین پڑجاتا ہے اور اسلام کا نور بالکل اوسکے
دلمین رخصت ہوجاتا ہے اور دل مثل اوندھے کوزے کی اولٹ جاتا ہے یعنے جیسے کوزے کو اوندھا دو تو اوس

مین جو کچھ ہوتا ہے کہل جاتا ہے پھر کچھ نہین سماتا اسی طرح اوس کے دل سے سارا اسلام کا نور نکل جاتا ہے اور پھر بالکل نہین آتا (نووی) ف حذیفہ نے کہا پھر مین نے حضرت عمر سے یہ حدیث بیان کی کہ تمہارے اور اوس فتنے کے بیچ مین ایک دروازہ ہے جو بند ہے مگر نزدیک ہے کہ وہ ٹوٹ جاوے حضرت عمر نے کہا کیا ٹوٹ جاوے گا تیرا باپ نہین اگر کہل جاتا تو شاید پھر بند ہو جاتا مین نے کہا نہین ٹوٹ جاویگا ف تو اب فتنون کا روکنا ممکن نہ ہوگا اور وہ اسنڈ اسنڈ کر سو جون کیطرح آنے لگین گے یہ جو حضرت عمر نے حذیفہ سے کہا تیرا باپ نہین یہ ایک کلمہ ہے جو عرب کی زبان مین کسیکام پر مستعد کرنیکو کہتے ہین یعنی تجھے کوئی بچانیوالا نہین اگر خیر تیرا باپ زندہ ہوتا تو وہ مصیبت مین تیرا شریک ہوتا اور تجھے اتنی تکلیف نہ اوٹھانا پڑتی پر اب تو تو اکیلا ہے پھر کوشش کر اور مستعدی کر اپنے بچانے مین (نووی) ف اور مین نے اون سے حدیث بیان کی کہ یہ دروازہ ایک شخص ہے جو مارا جاویگا یا مر جاویگا پھر یہ حدیث کوئی غلط (دل سے بنائی ہوئی بات) نہ تھی ف یعنی وہ دروازہ جو ابھی بند ہے اور فتنون کو روکے ہوئے ہے ایک شخص کی ذات ہے جس کے سبب سے تمام فساد رکے ہوئے ہین پھر جب وہ مارا جاوے گا یا مر جاوے گا تو گویا دروازہ ٹوٹ گیا اور فتنون کی روک اب اوٹھ گئی اوٹھ فتنون کی سو جین اسنڈ اسنڈ کر آوین گی اور سب لوگ تلاطم مین پڑ جاوین گے دوسری روایت مین ہے کہ وہ ذات حضرت عمر کی ہے اور شاید حذیفہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یون ہی سنا ہو شک کے طور پر کہ وہ مارے جاوین گے یا مر جاوین گے یا حذیفہ یہ جانتے ہون گے کہ حضرت عمر مار کیے جاوین گے لیکن انہون نے اسکا صاف بیان کرنا اون کے روبرو برا سمجھا دوسری روایت مین ہے کہ عمر خود بھی اس دروازے کو جانتے ہے جیسے یہ بات جانتے ہے کہ آج کی رات کل کے دن سے پہلے ہے اور یہ جو حذیفہ نے کہا یہ حدیث غلط نہ تھی یعنی وہ کی تراشی ہوئی نہ تھی نہ اہل کتاب کی کتابون سے نکالی گئی تھی بلکہ خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے پھر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اور حضرت عمر جو فتنون کی روک تھے شہید ہوئے اور اون کے بعد سے برابر فتنون کا دروازہ کہل گیا حضرت عمر کی شہادت حضرت عثمان کی شہادت جنگ جمل جنگ صفین قتل خوارج حضرت علی کی شہادت حضرت امام حسن کی شہادت واقعہ حرہ واقعہ کربلا امام حسین علیہ السلام کی شہادت اہل بیت نبوی کی ہجرمتی مختار بن عبید ثقفی کی جنگ مصعب کی جنگ مختار سے عبداللہ بن زبیر کا قتل مکہ معظمہ پر اہل مدینہ کی بربادی یزید پلید کے ہاتھ سے اسیطرح سے ہزارون خرابیان اور فتنے جو اب تک اہل اسلام کر اوپر مین واقع ہوئے سبحان اللہ حضرت عمر کی فضیلت اور بزرگی کے ایک عقل مند آدمی کے نزدیک ایک یہی حدیث کافی ہے

بیان فتنون کا

دوسری حدیثون کی حاجت نہین جنکی ذات مقدس آفتون اور بلاؤن کی روک اسلام کی پشت پناہ کافرون
پر دناک مسلمانون مین النفاق تھے اُس ذات کو بعضے بدذات شریر کس منہ سے برا کہتے ہین اور خدا اور اس کے رسول
سے نہین شرماتے ف ابو خالد نے کہا مین نے سعد بن طارق سے پوچھا (جو احدیث کے راوی ہین) اسود مربادًا
سے کیا مراد ہے انہون نے کہا سفیدی کی شدت سیاہی مین ہین نے کا الکور مجحیًا سے کیا مراد ہے انہون نے کہا
کروڑہ اُمڈا ہوا عن ۳ ربعی قال لقائد محدثنا من عند عمر جلس محدثنا فقال ان ایس
المؤمنین امس لما جلست الیہ سال اصحابہ ایکم یحفظ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی الفتن وساق الحدیث بمثل حدیث ابی خالد الا لم یذکر تفسیر ابی مالک
یقال لہ مس بدًا او مجحیًا ترجمہ ربعی بن حراش سے روایت ہے جب حذیفہ حضرت عمر کے پاس سے آئے تو
لوگون نے ہم سے حدیثین بیان کرتے تھے انہون نے کہا کل امیر المؤمنین نے جب مین انکے پاس بیٹھا آپ نے
لوگون سے پوچھا تم مین کس کو یاد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فتنون کے باب مین پھر بیان کیا
حدیث کو اسی طرح جیسے گزرے اس مین مربادًا اور مجحیًا کی تفسیر نہین ہے (جیسے اوپر کی روایت مین ہے
عن ۴ ربعی بن حراش عن حذیفۃ ان عمر قال من یحدثنا او قال ایکم یحدثنا ما قال نبیکم
حذیفۃ ما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الفتنۃ قال حذیفۃ انا وساق الحدیث
نحو حدیث ابی مالک عن ربعی وقال فی الحدیث قال حذیفۃ حدثتہ حدیثا لیس بالاغالیط
وقال یعنی انہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ ربعی بن حراش سے روایت ہے انہون نے
سنا حذیفہ سے کہ حضرت عمر نے کہا تم مین سے کون ہم سے حدیث بیان کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتنون
مین وہان حذیفہ بھی تھے انھون نے کہا مین بیان کرتا ہون پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گذری
اس روایت مین یہ ہے کہ حذیفہ نے کہا مین نے ان سے ایک حدیث بیان کی جو غلط نتھی (یعنے سنی سنائی ادھر
ادھر کی بات نہ تھی) بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی **باب** بیان ان الاسلام
بدا غریبا وسیعود غریبا وانہ یارز بین المسجدین اسلام شروع ہوا غربت کے ساتھ اور پھر
غریب ہو جاویگا اور سمٹ آویگا دونون مسجدون کے بیچ مین عن ۵ ابی ھریرۃ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدا الاسلام غریبا وسیعود کما بدا غریبا فطوبی للغرباء ترجمہ
ابوہریرہ سے روایت ہے اسلام شروع ہوا غربت سے (مدینہ مین) اور پھر ایسا ہی لوٹ آویگا جیسا

شروع ہوا تھا (مدینہ کو) تو خوشی ہو غریبون کے لیے ف اسلام شروع ہوا مدینہ سے یعنی پہلے اون لوگون سے شروع ہوا جو مدینہ منورہ مین مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے آئے تھے اور وہ غریب مسافر تھے اپنے وطن چھوڑ کر آئے تھے اور پھر ایسا ہی ہوجاویگا یعنی اخیر زمانے مین اسلام سمٹتے سمٹتے پھر مدینہ مین آجاویگا اور ساری دنیا مین کفر کا زور ہوگا جو مسلمان ہون گے وہ کافرون کے ڈر سے مدینہ مین بھاگ کر آجاوین گے قاضی عیاض نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ پہلے اسلام شروع ہوا تھا چند معدود لوگون سے پھر آخر زمانے مین ہی اسیطرح گھٹ کر تھوڑے لوگون مین رہ جاوے گا اب یہ جو فرمایا طوبی ہو غربا کے لیے تو طوبی کے معنے خوشی اور سرور اور بعضون نے طوبی سے جنت کر مراد لیا ہے بعضون نے اس درخت کو جو جنت مین ہے اور یہ سب معنی بن سکتے ہین (نووی) عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الاسلام بدا غریبا وسیعود غریبا کما بدا وھو یارز بین المسجدین کما تارز الحیۃ فی جحرھا رواہ مسلم ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام شروع ہوا غربت مین اور پھر غریب ہوجاویگا جیسے شروع مین تھا اور وہ سمٹ کر دونون مسجدون (مکے اور مدینے) کے بیچ مین آجاویگا جیسے سانپ سمٹ کر اپنی سوراخ مین (بلمین) چلا جاتا ہے ف قاضی عیاض نے کہا اسکا مطلب یہ ہے کہ ایمان اول اور آخر دونون زمانون مین اسی حال پر ہوگا کیونکہ اول زمانے مین جو سچا ایمان دار تھا وہ مدینہ مین چلا آیا یا تو ہجرت کرکے اسکو وطن بنانیکو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو اور آپ سے علم حاصل کرنیکو ایسا ہی خلفا کے زمانے مین رہا اور ایسا ہی اوس کے بعد جو عالم اہر وقت کے پیشوا اور امام گزرے ہین وہ حدیث حاصل کرنیکے لیے مدینہ مین آئے اور ہمارے زمانے تک بھی لوگ ہین جاہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کرلیے اور وہان کے اور مشاہد اور آثار سے برکت حاصل کرنے کے لیے تو مدینہ مین نہ آویگا مگر وہی جو مومن ہوگا انتہے سراج الوہاج مین ہے کہ شاید یہ واقعہ قیامت کے قریب ہوگا اور اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام اخیر زمانے تک رہیگا اور وہ غریب ہو جاویگا اور حرمین مین سمٹ کر آجاویگا اور یہ وقت ابھی تک نہین آیا باوجود اسکے اسلام غریب ہوگیا ہے اور کیسی غربت دوسری روایت مین ہے عمرو بن عوف سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین سمٹ کر حجاز مین آجاوے گا جیسے سانپ اپنی بل مین سما جاتا ہے اور دین حجاز سے اس طرح بندھ جاویگا جیسے بکری پہاڑ کی چوٹی سے اور دین شروع ہوا ہے غربت سے اور پھر ایسا ہی ہوجاویگا جیسے شروع ہوا تھا تو خوشی ہو غربا کے لیے اور غربا

وہ ہین جو سدا رہین گے میری سنت کو جب لوگ بگاڑین گے اوسکو روایت کیا اوسکو ترمذی نے مرفاۃ ہین سے
کہ حجاز عرب کے اوس ٹکڑے کا نام ہے جس مین مکہ اور مدینہ ہے اور اس کے گرد کی بستیان اور یہ بات تو بعضون نے
کہا کہ پائی جاتی ہے اس زمانے مین اسلیے کہ تمام دنیا کے شہر بہر گئے ہین بیدینی سے اور اسوقت مین یمن
گیا ہے حجاز کیطرف اور حجاز سے اوس مبارک ٹکڑے کیطرف جسکو یمن کہتے ہین کیونکہ یمن سے ایک جماعت
پیدا ہوئی اہل حدیث کی جنہون نے سدا رہ کر اُن سنتون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنکو لوگون نے
بگاڑ دیا تہا اور اب تک بعضے لوگ اُن مین کے یمن مین باقی ہین یا تو سمجھو اون مین سے کر اور ہمارا حشر اون کے
ساتہہ کر مفسر جم کہتا ہے کہ مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ اخیر زمانے
مین اسلام کا تنزل شروع ہوگا اور جابجا کافر مسلمانون کے اوپر غالب ہوتے جاوین گے یہانتک کہ تمام ممالک
اور بلاد کافرون کی حکومت مین آجاوین گے اور سب جگہ کافرون کا زور ہوجاویگا اور آخر بیچ روضہ شریف رسول صلعم
مدینہ جہان سے اسلام شروع ہوا تہا مسلمانون کے پناہ کی جگہہ ہوگی اور یہ امر کچھ ظاہر ہوچکا ہے اور کچھ باقی
ہے سب سے پہلے جو ملک مسلمانون کے قبضے سے گیا وہ اندلس کا ملک تہا جہان کی مسجدین اور مدرسے مسلمانون
کے بنوائے ہوئے اب تک یادگار ہین اور ایک مسجد قرطبہ مین اتنی بڑی ہے کہ ویسی مسجد دنیا مین اور کہین
نہین ہے افسوس ہے کہ نصاریٰ نے غالب آکر اوس مسجد کو گرجا کر دیا ہے اور گذشتہ پچاس سال سے تو اسقدر جلد
جلد مسلمانون کا تنزل ہو رہا ہے اور اُنکی حکومتین برباد ہوتی جاتی ہین کہ اگر ایسا ہی رہا خدانخواستہ تو
بہت قریب زمانے مین مسلمانون کی حکومت صرف مکہ معظمہ اور مدینہ مین رہ جاویگی وہ ملک جہان سے سدا سے
مسلمان بستے اور رہتے تہے اور کافرون کا نام و نشان تک نہ تہا اب وہان پر کافر بادشاہ ہین اور مسلمان
ذلیل اور خوار پہلے ہندوستان کی سی بڑی وسیع اور زرخیز ولایت مسلمانون کے قبضے سے نکلکر نصاریٰ کے
قبضے مین آئی پہر ابہی چند ہی روز گذرے کہ کاشغر کو چین کے بت پرستون نے جہین لیا اور بخارا اور جنوبی
اور وسط ایشیا کے ملک کو روس کے نصاریٰ نے دبا لیا اور بلقان اور ایرسینیا اور سرویا اور جبل اسود جو
روم کے سلطان کے زیر نگین تہے وہ خود مختار ہوگئے اسی طرح یونان کا حاکم نصرانی بادشاہ خود مختار
ہوگیا اب اسوقت مین جب میں یہ حدیث کی تفسیر لکہہ رہا ہون مصر اور ترکستان کا ملک بہی نصاریٰ نے
دبا لیا ہے اور اس کی نظر افغانستان پر بہی ہے اور ادہر ہندوستان کے نصاریٰ افغانستان پر
دعوی کر رہے ہین اور ولایت سمجہ کر سلطان روم کے اختیار سے نکلکر وہان اپنا اقتدار جما رہے ہین اور

جزیرہ عرب کے کئی بنادر مثل عدن اور سواکن وغیرہ کے اپنے قبضے مین کیے ہین اب جو دو سلطنتین نام کے لیے باقی ہین یعنے روم اور ایران کی وہ بھی نصاری سے خائف اور لرزان ہین اور اونہی کی مرضی کے موافق انتظام کرتے ہین حدود و شرعیہ کا نام و نشان نہین فسق و فجور کا علی الاعلان بازار گرم ہے اب وہ زمانہ بہت قریب معلوم ہوتا ہے جب نام کے لیے بھی مسلمانون کی سلطنت اور حکومت نرہیگی اور وہ سب نصاری کی رعایا بن کر رہینگے اور جو سچے مسلمان ہونگے وہ ان کی حکومت سے بھاگ کر مکہ اور مدینہ مین دم لینگے اوسوقت اس حدیث کا پورے طور سے ظہور ہوجاویگا اگر کوئی کہے کہ مکہ اور مدینہ مین تو اسوقت خود بدعات کا زور ہے اور قرآن و حدیث کی نشر سے دمان کچھ شیاطین ہین جو مانع ہوتے ہین پھر اسلام کے سمٹنے سے مکہ اور مدینہ کیونکر مراد ہوگا تو اوسکا جواب یہ ہے کہ ان شیاطین کا زور مکہ اور مدینہ مین نے الحال ہے جسکا سبب اور ہے مسلمان ساری دنیا مین پھیلے ہوئے ہین پھر جب یہ سب سچے مسلمان کافرون سے ڈر کر مکہ اور مدینہ مین جا کر جمعین گے تو ان شیاطین کی اچھی طرح خبر لینگے اور اسوقت مین بڑی آزادی کے ساتھہ کتاب اور سنت کی پیروی حرمین مین جاری ہوگی اور بدعات کی سرکوبی بخوبی ہوجاویگی جو کوئی زندہ رہیگا وہ اسکو دیکھے گا انشاء اللہ تعالی عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الایمان لیاری الی المدینۃ کما تاری الحیۃ الی جحرھا ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان سمٹ کر مدینے مین اسطرح سے آجاویگا جیسے سانپ سمٹ کر اپنی بل مین سما جاتا ہے **باب** ذھاب الایمان اٰخر الزمان اخیر زمانے مین ایمان کا سمٹ جانا عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی لا یقال فی الارض اللہ اللہ ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت نہوگی جب تک زمین مین اللہ اللہ کہا جاتا ہے **ف** پھر جب کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ رہیگا اسوقت قیامت قائم ہوگی نووی نے کہا مراد یہ ہے کہ قیامت اسی وقت ہوگی جب سب لوگ بدنصیب رہ جاوینگے جیسے دوسری روایت مین ہے اور یمن کیطرف سے ایک ہوا آویگی قیامت کے قریب تو سب مومن مرجاوینگے اوس ہوا سے۔ یہ بات کہ زمین مین کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ رہیگا پہلے مجھکو قیاس سے بعید معلوم ہوتی تھی پر اس زمانے مین اسکی تصدیق ہوگئی اور حدیث پر کامل یقین ہوگیا ہمارے زمانے مین اللہ کے منکر بہت پھیلتے جاتے ہین اور کوئی اللہ کا نام لیوا تو اور بہت نہین ہین پھر قیامت کے قریب کم بخت اسی قسم کے منکر دہریے یعنے دہری اور نیچری رہ جاوینگے اور اللہ کو ماننے والے سب اوٹھ جاوینگے

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ علی احد یقول اللہ اللہ ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہوگی اوس شخص پر جو اللہ اللہ کہتا ہوگا (ملکہ جب مقرر کیا گیا اوسوقت قیامت ہوگی) باب جواز الاستتار لاجل الایمان لخائف جو شخص قتل ہوتا ہو اپنی عورت یا جان جانے سے تو وہ اپنے ایمان کو چھپا سکتا ہے عن حذیفۃ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال احصوا لی کم یلفظ الاسلام قال فقلنا یا رسول اللہ اتخاف علینا وقد ما بین المئۃ الی السبعمائۃ فقال انکم لا تدرون لعلکم ان تبتلوا قال فابتلینا حتی جعل الرجل منا لا یصلی الا سرا ترجمہ حذیفہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ نے فرمایا گنو کتنے آدمی اسلام کے قائل ہین ہم نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ ڈرتے ہین ہمپر (کوئی آفت آنے سے دشمنون کی وجہ سے) اور ہم چھ سو آدمیون سے لیکر سات سو تک ہین فت یعنی ہماری تعداد اس قدر ہے پھر ہم کو دشمنون سے کیا خوف ہے آپ کیون ڈرتے ہین بخاری کی روایت مین ایک ہزار یا ان سو ہین اور ایک روایت مین یا ان سو ہین اور اس اختلاف کو بون رفع کیا ہے کہ غور قرین بچے سب ملا کر ایک ہزار یا نسو ہون گے اور مرد چھ سو سات سو ہونگے اور لڑنے کے قابل یا ان سو ہون گے سبحان اللہ صحابہ کرام کے دل ایسے مضبوط تھے کہ صرف چھ سو سات سو آدمیون پر انکو دشمنون کا ڈر نتھا اور ایک یہ زمانہ ہے کہ صرف ہندوستان مین سات کروڑ مسلمان ہین اور سارے دنیا مین تو بیس کروڑ سے کم نہونگے پھر بھی اپنے دشمنون سے ایسا ڈرتے ہین جسکی انتہا نہین فت آپ نے فرمایا تم نہین جانتے شاید بلا مین پڑجاؤ حذیفہ نے کہا پھر ایسا ہی ہوا ہم بلا مین پڑ گئے یہانتک کہ بعضے ہم سے نماز بھی چھپکے سے پڑھتے فت یہ اون فتنون مین ہوا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد ظاہر ہوئے اور مسلمان آپس مین لڑنے لگے پھر ایسی مصیبت آئی کہ نماز پڑھنا دشوار ہوگیا ایک کے ایک فکر مین تھا آخر گھر ہی مین پڑھنے لگے اور مسجد مین جماعت موقوف ہوگئی ہمارے زمانے مین بھی مسلمان ایک دوسرے کے ایسے دشمن ہوگئے ہین کہ ایک جماعت کی مسجد مین دوسری جماعت والا نماز نہین پڑھ سکتا حالانکہ نماز ایسی عبادت ہے کہ یہود اور نصاری بھی اوس سے منع نہین کرتے اور مین نے ایک یہودی سے پوچھا کہ ہم تمہارے گرجا مین نماز پڑھین اوس نے کہا شوق سے پڑھو کیونکہ گرجا خدا کا گھر ہے کسی کے ملک نہین پھر جو چاہے اسمین خدا کو یاد کرے اور اوسکی بندگی کرے افسوس ہے کہ یہودیون کا تو یہ خیال ہو اور مسلمانون کی یہ کیفیت کہ اگر ایک مسئلہ

مین کوئی ان سے خلاف کرے تو پھر اسکو اپنی مسجد مین آنے نہین دیتے لاحول ولا قوۃ الا باللہ تعالی فرماتا ہے اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدون مین اللہ کی یاد سے کسی کو روکے تمام اہل قبلہ کو لازم ہے کہ کسی شخص کو خواہ وہ کتنا ہی مخالف ہو مسجد مین آنے سے اور یہین نماز پڑھنے سے منع نکرین یہانتک کہ شیعہ اور خارجی اور معتزلے کو بھی منع کرنا اور نماز سے روکنا ناروست ہے **باب** تالف قلب من یخاف علی ایمانہ لضعفہ والنہی عن القطع بالایمان من غیر دلیل قاطع جو شخص ضعیف الایمان ہو اسکا دل ملانا اور جب تک ایمان کا یقین نہ ہو کسی شخص کو مومن نکہنا **عن** سعد بن ابی وقاص قال قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسما فقلت یا رسول اللہ اعط فلانا فانہ مومن فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم او مسلم او قولہا ثلاثا وثردہا علی ثلاثا او مسلم ثم قال انی لاعطی الرجل وغیرہ احب الی منہ مخافۃ ان یکبہ اللہ عز وجل فی النار ترجمہ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال بانٹا تو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ فلانے کو دیجیے وہ مومن ہے آپ نے فرمایا یا مسلمان ہے **ف** یعنی تو اسکو یقینا مومن کیسے کہتا ہے شاید مسلم ہو تو یون کہہ وہ مومن ہے یا مسلم ہے تو اس سے اوس کے ایمان کا انکار نہین نکلتا بلکہ منع کیا آپ نے اوسکو یقینا مومن کہنے سے اسوجہ سے کہ اسکا ایمان دلیل یقینی سے ثابت نہوا ہوگا دوسرے یہ کہ ایمان ایک تعلق قلبی ہے اوسکا حال اللہ ہی خوب جانتا ہے برخلاف اسلام کے کہ وہ ظاہر ہی زبان سے اقرار کرنے سے اور صاحب تحریر نے کہا کہ اس مین اشارہ ہے اوس شخص کے مومن نہ ہونے کا حالانکہ اس مین اشارہ ہے اس کے مومن ہونے کا کیونکہ آگے آپ نے فرمایا کہ بعضے شخص کو مین زیادہ چاہتا ہون بہ دیتا اور کوہون ایسا نہ ہو وہ جہنم مین اوندھا گرایا جاوے اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایمان اور اسلام مین فرق ہے اور اس مسئلہ مین بڑا اختلاف ہے اور کچھ بیان اسکا اوپر گذر چکا اور اس مین اشارہ ہے اس مذہب کیطرف جو حق ہے کہ فقط زبان سے اقرار کر لینا کافی نہین جب تک دل سے یقین نہ ہو اور کرامیہ اور بعضے مرجیہ یہ کہتے ہین کہ صرف زبان سے اقرار کر لینا کافی ہے حالانکہ یہ صاف غلطی ہے اور خلاف ہے مسلمانون کے اجماع کے اور خلاف ہے ان آیات اور احادیث کے جن سے منافقون کا کفر ثابت ہوتا ہے حالانکہ منافقون کا یہی حال تھا کہ وہ دل سے یقین نہ رکھتے تھے پر زبان سے اقرار کرتے تھے (نووی) **ف** مین نے تین بار یہی کہا کہ وہ مومن ہے آپ نے ہر بار یہی فرمایا مسلمان ہے پھر آپ نے فرمایا مین ایک شخص کو دیتا ہون حالانکہ دوسرے کو اس سے زیادہ چاہتا ہون

اس قدر سے کہ کہین خدا اوسکو اوندہے منہ جہنم مین نہ گرادے ف یعنے بعض آدمی ضعیف الایمان ہوتا ہے اور مین اوسکو دنیا کا مال دیتا ہون تو اسوجہ سے نہین دیتا کہ مین اوسکو زیادہ چاہتا ہون چاہتا نہین دوسرے کو ہون جسکا ایمان قوی ہے پر ضعیف الایمان کو اوسکا ایمان بچانے کے لیے دیتا ہون ایسا نہ ہو کہ وہ دنیا کا مال ملنے سے خفا ہوجاوے اور اسلام سے پھر جاوے پھر جہنم مین اوندہے منہ گرے اور جسکا ایمان قوی ہے اوسکو اتنی ضرورت نہین کہ نہین کیونکہ وہ ایمان سے پھرنے والا نہین نووی نے کہا اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حاکم سے سفارش کرنا درست ہے جائز کام مین اور بار بار وہی بات کہنا بھی جائز ہے اور مفضول فاضل کو وہ بات بتا سکتا ہے جس مین کوئی مصلحت ہو اور فاضل کو ضرور نہین کہ ہر مشورہ قبول کرے بلکہ اسمین غور اور فکر کرے اگر مصلحت کے خلاف ہو تو اوسکو رد کر سکتا ہے اور کسی کو یقیناً مومن کہنا نہین چاہیے جب تک دلیل یقینی نہ ہو اور امام اپنی رائے کے موافق مال کو صرف کر سکتا ہے ضروری کام مین پھر جو اوس کے بعد ضرر ہو اسی طرح اور کسی کے جنت مین جانیکا یقین نہین مگر جنکے لیے نص آگیا جیسے عشرہ مبشرہ وغیرہم اور یہ سب امور اجماعی ہین اہل سنت کا

عَنْ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطٰى رَهْطًا وَّسَعْدٌ جَالِسٌ فِيْهِمْ فَتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ رَجُلًا لَمْ يُعْطِهِ وَهُوَ اَعْجَبُهُمْ اِلَيَّ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ اَوْ مُسْلِمًا قَالَ فَسَكَتُّ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا اَعْلَمُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ مُسْلِمًا اِنِّيْ لَاُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ اَنْ يُّكَبَّ فِي النَّارِ عَلٰى وَجْهِهِ

ترجمہ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگون کو مال دیا اور مین وہان بیٹھا تھا تو آپنے بعضون کو نہین دیا حالانکہ وہ میرے نزدیک اون سب مین بہتر تھا مین نے کہا یا رسول اللہ آپ نے فلانیکو کیون نہین دیا مین تو قسم خدا کی اوسکو مومن جانتا ہون آپنے فرمایا یا مسلم پھر تھوڑی دیر تک مین چپکا ہو رہا بعد اوس کے وہی خیال نے زور کیا اور مینے کہا یا رسول اللہ آپنے فلانے کو کیون نہین دیا قسم خدا کی مین اوسکو مومن جانتا ہون آپنے فرمایا تھوڑی دیر مین چپ ہو رہا بعد اوس کے اوسی خیال نے زور کیا اور مینے کہا یا رسول اللہ آپنے فلانے کو کیون نہین دیا قسم خدا کی مین اسکو مومن جانتا ہون آپنے فرمایا یا مسلم مین بعض آدمی کو دیتا ہون اور دوسرا مجھے زیادہ محبوب ہوتا ہے اس ڈر سے کہ کہین اوندہے منہ جہنم مین گرے

حدیث

۵ سعدؓ

۶ قال سمعت سعدا یقول ما اعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا عطاء وھو یعلم انہ مومن الا قال فمسلم

۷ او مسلما

۸ فغلبنی

۹ او مسلم

عَنْ سَعْدٍ اَنَّهٗ قَالَ اَعْطٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَھْطًا وَّاَنَا جَالِسٌ فِیْھِمْ فَتَرَکَ حَدِیْثَ ابْنِ اَخِیْ ابْنِ شِھَابٍ یُحَدِّثُہٗ عَنْ عَمِّہٖ وَزَادَ فَقُمْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَارَرْتُہٗ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَالَکَ عَنْ فُلَانٍ ترجمہ سعد سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو دیا اور میں بیٹھا تھا پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گذری اتنا زیادہ ہے آخر میں اور اٹھا اور میں نے چپکے سے کہا یا رسول اللہ آپ نے فلانے کو کیوں چھوڑ دیا۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ یُحَدِّثُ ھٰذَا الْحَدِیْثَ فَقَالَ فِیْ حَدِیْثِہٖ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِہٖ بَیْنَ عُنُقِیْ وَکَتِفِیْ ثُمَّ قَالَ اَقْبِلْ اَیْ سَعْدُ اِنِّیْ لَاُعْطِی الرَّجُلَ ترجمہ محمد بن سعد سے یہی حدیث روایت کی گئی ہے اسمیں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میری گردن اور سونڈھے کے بیچ میں مارا اور فرمایا کیا لڑتا ہے اے سعد میں دیتا ہوں ایک آدمی کو آخر تک

باب زیادۃ طمانینۃ القلب بتظاھر الادلۃ

حب دلیلیں خوب پہونچ جاویں تو دل کو زیادہ اطمینان حاصل ہوتا ہے عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّکِّ مِنْ اِبْرٰھِیْمَ اِذْ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ قَالَ یَرْحَمُ اللّٰہُ لُوْطًا لَقَدْ کَانَ یَاْوِیْ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِی السِّجْنِ طُوْلَ لَبْثِ یُوْسُفَ لَاَجَبْتُ الدَّاعِیَ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کو شک کیوں نہ ہو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شک ہوا اور انہوں نے کہا اے پروردگار مجھ کو دکھلا دے تو کس طرح جلاوے گا مردوں کو پروردگار نے فرمایا کیا تجھے یقین نہیں انہیں نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کیوں نہیں مجھکو یقین ہے پر میں چاہتا ہوں کہ میرے دل کو اور زیادہ اطمینان ہو جاوے **ف** نووی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے اس عبارت کے مطلب میں کہ ہم کو شک کیوں نہ ہو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہوئی کئی اقوال پر سب سے بہتر اور صحیح وہ ہے جو امام ابوابراہیم مزنی اور ایک جماعت علماء نے بیان کیا ہے یعنی مطلب اسکا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شک ہونا محال تھا اور جو انکو شک ہوتی باوجود پیغمبر ہونے کے تو اور پیغمبروں کو بھی شک ہوتی حالانکہ تم جانتے ہو کہ ہم کو شک نہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی شک نہ تھی اور یہ آپنے اسواسطے فرمایا کہ جب یہ آیت اور اِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی الآیۃ تو بعضے لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر غلط گمان کیا اور یہ کہا کہ انکو شک ہوئی مردوں

کے جی اوٹھنے مین اور ہمارے پیغمبر کو شک نہین ہوئی تب آپنے اون کا گمان غلط کرنے کے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پیغمبر تہے اور پیغمبر بہی کیسے خلیل اللہ پہر اگر انکو شک ہوتی تو مجہکو بہی شک ہوتی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آپ نے اپنے اوپر مقدم کیا بر طریق تواضع اور ادب کے اور شاید اسوقت تک آپکو معلوم نہوا ہوگا کہ آپ سب پیغمبرون سے وجہ مین زیادہ ہین پہر اختلاف کیا ہے علمانے کہ جب حضرت ابراہیم کو شک نہی تو اونہون نے خدا سے درخواست کیون کی کہ مجہکو دکہلا دے تو کیونکر جلا دیگا مردون کو بیان کیا ہے کئی وجہون کو لیکن ظاہر یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مردون کے جی اوٹھنے پر یقین تہا پر انہون نے چاہا کہ اور زیادہ دل کو اطمینان ہوجاوے اور یہ اس طرح ہے کہ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دلائل سے علم حاصل ہوچکا تہا کہ اللہ تعالی مردون کو جلا دیگا لیکن انہون نے اپنی آنکہہ سے اس امر کو نہ دیکہا تہا سو اسلئے انہون نے چاہا کہ علم استدلالی سے بڑہکر یقین حاصل ہو اور وہ مشاہدہ سے ہوتا ہے کیونکہ علم استدلالی مین شکوک باقی رہتے ہین پہر مشاہدہ سے وہ سب شکوک مٹ جاتے ہین یہ مذہب ہے امام ابو منصور ازہری کا دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا درجہ خدا کے پاس آزمانا چاہا کہ خدا انکی درخواست قبول کرتا ہے یا نہین اور اس صورت مین یا دلم توسن کے یہ معنی ہون گے کیا تجہکو یقین نہین اس بات کا کہ تو میرا دوست ہے اور تیرا مرتبہ اور درجہ میرے نزدیک بڑا ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے یقین کو بڑہانا چاہا اگرچہ پہلے بہی انکو یقین تہا اور شک بالکل نہی پر وہ علم الیقین تہا انہون نے چاہا کہ اس سے بڑہکر عین الیقین کا درجہ حاصل ہو چوتہی وجہ یہ ہے کہ جب انہون نے مشرکون پر دلیل قائم کی کہ میرا پروردگار جلاتا ہے اور مارتا ہے تو خدا سے چاہا کہ اس امر کو دکہلا دے تا انکی دلیل صاف ثابت ہوجاوے اور بعضون نے اور جہین بیان کی ہین پر وہ ظاہر نہین ہین امام ابو الحسن واحدی نے کہا اختلاف کیا ہے لوگون نے کہ حضرت ابراہیم نے یہ سوال کیون کیا تو اکثر لوگون نے کہا ہے کہ انہون نے ایک مردار جانور دریا کے کنارے دیکہا جس مین سے درندے اور پرندے اور دریا کے جانور کہا رہے تہے انکو یہ خیال آیا کہ اس جانور کے ٹکڑے کیونکر اکٹہا ہونگے اور ان کے دل مین شوق ہوا کہ دیکہے گا جی اٹہنا دیکہین انکو شک تہی لیکن اونہون نے یہ بات چاہی کہ اوسکو دیکہہ لین جیسے موسی نے چاہا تہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جنت کو دیکہین اور خدا کے دیدار کی طالب ہین حالانکہ انکو یقین ہے ان سب کا اور شک نہین ہے اون مین انتہے

اور رحم کرے اللہ تعالے حضرت لوط علیہ السلام پر وہ پناہ چاہتے تہے مضبوط سخت کی فاجب

فرشتے اللہ کا غذاب لیکر حضرت لوط علیہ السلام پاس آئے تو خوب صورت لڑکون کی بھیس مین آئے تھے حضرت
لوط نے انکو مہمان سمجھکر اونکی مہمانی کرنا چاہی پر اونکی قوم کے لوگ جو لوطت اور لونڈی بازی مین مبتلا تھے
جمع ہوکر آئے اور ان مہمانون کو مستانا چاہا حضرت لوط نے کوئی دقیقہ ان مہمانون کی خاطرداری اور دل
جوئی مین نہ چھوڑا اور اپنی قوم کے لوگون سے کہا خدا سے ڈرو اور مجھکو رسوا مت کرو مہمانون کے روبرو اگر
تمکو ویسی ہی خواہش ہے تو میری بیٹیان حاضر ہین اسپر بھی اونہون نے نہ مانا تب حضرت لوط نے
فرمایا کاش مجھے زور ہوتا تو تمکو روکنا یا پالیتا کسی مضبوط سخت کی یعنے میرے کنبہ والے ہوتے تو اُن
کی پناہ لیتا اور یہ جو اونہون نے اپنی قوت کا اور اپنے کنبہ والون کی پناہ کا ذکر کیا تو سوجہ سے نہ تھا کہ وہ
خدا سے غافل تھے بلکہ اونہون نے اپنے مہمانون کے دل کو خوش کرنا چاہا کہ میرا بس جہانتک چلیگا مین تم کو
بچاؤنگا اور شاید اسوقت رنج مین اللہ تعالی کی پناہ لینا بھول گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
خدا اونپر رحم کرے ف اور اگر مین قیدخانے مین اتنے دنون رہتا جتنے دن حضرت یوسف علیہ السلام
رہے تو مین تو فوراً بلانے والے کے ساتھہ چلا جاتا ف جب زلیخا کی تہمت سے حضرت یوسف
علیہ السلام قید ہوئے تو مدت تک یعنے کئی برس تک قیدخانے مین رہے آخر عزیز مصر کیطرف سے ایک بلانے
والا آیا کہ چلکر اسکی خواب کی تعبیر بیان کرین پر حضرت یوسف نے نہ مانا اور فرمایا جب تک عورتون کے مکر کی تحقیقات
ظوگی اور میری صفائی بالکل نہ ہوجاویگی اوسوقت تک مین نہ آؤنگا تو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت یوسف کی فضیلت بیان کی اون مین کسقدر صبر اور استقلال تھا کہ ایسا دوسرے مین ہونا مشکل
ہے ورنہ انسان جب مصیبت مین گرفتار ہوتا ہے تو جس طرح ہوسکے اوس سے چھوٹنے مین جلدی کرتا ہے۔
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ یُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِیِّ وَ
فِیْ حَدِیْثِ مَالِكٍ وَلٰكِنْ لِیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ قَالَ ثُمَّ قَرَءَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ حَتّٰی جَاوَزَهَا ترجمہ دوسری
روایت بھی ابوہریرہ سے ایسی ہی ہے اس مین یہ ہے کہ پڑہا آپنے اس آیت کو یہانتک کہ پورا کیا اوسکو۔
عَنِ الزُّهْرِیِّ فِیْ رِوَایَةِ مَالِكٍ بِاِسْنَادِهٖ وَقَالَ ثُمَّ قَرَءَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ حَتّٰی اَجْزَاهَا
ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **باب** وُجُوْبِ الْاِیْمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
اِلٰی جَمِیْعِ النَّاسِ وَنَسْخِ بِمِلَّتِهٖ ہمارے پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کا یقین کرنا اور تمام شریعتون
کو آپکی شریعت سے منسوخ سمجھنا واجب ہے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا قَدْ اُعْطِيَ مِنَ الْاٰيَاتِ مَا مِثْلُهٗ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ اُوْتِيْتُهٗ وَحْيًا اَوْحَاهُ اللّٰهُ اِلَيَّ عَزَّوَجَلَّ وَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ترجمہ

ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک پیغمبر کو وہی معجزے ملے ہین جو اس سے پہلے دوسرے پیغمبر کو مل چکے تھے پھر ایمان لائے اوس پر آدمی لیکن مجھکو جو معجزہ ملا وہ قرآن ہے جو اللہ نے بھیجا میرے پاس (ایسا معجزہ کسی کو نہین ملا) اس لیے مین امید کرتا ہون کہ میری پیروی کرنیوالے اور پیغمبرون کی پیروی کرنیوالون سے زیادہ ہونگے قیامت کے دن ف یعنی میرا معجزہ قرآن ایسا کھلا معجزہ ہے جو پہلے کسی پیغمبر کو نہین ملا اسلیے میری تابع زیادہ ہون گے یا قرآن ایسا معجزہ ہے جسمین سحر وغیرہ کا شبہ نہین ہو سکتا برخلاف اور معجزون کے کہ انمین سحر وغیرہ کا شبہ ہو سکتا تھا اس لیے میری پیروی کرنے والے زیادہ ہونگے یا اور پیغمبرون کے معجزے گذ گئے جنسے انکار زمانہ گذر گیا اور میرا معجزہ جو قرآن ہے قیامت تک باقی ہے اور وہ معجزہ اسواسطے ہے کہ قرآن کے طرز بیان اور اسکی فصاحت اور بلاغت اور عرب کے حالات اور اسکے آدمیونکو عاجز کر دیا کہ کوئی اسکی مثل ایک سورہ بھی بنا سکے اگرچہ وہ سب جمع ہون تب بھی نہین ہو سکتا اور آج تیرہ سو برس گزرے ہزارون قرآن کے مخالفین ہوئے پر کسی سے یہ نہو سکا کہ اس کے مقابلہ کی ایک سورت بنا تا ہمارے زمانے مین بعض بیوقوف عقل کے دشمن ہندی بھائی ایسے نکلے ہین جو قرآن کی عربیت کو صحیح نہین جانتے اور بیہودہ اعتراض کرتے ہین کوئی ان سے پوچھے کہ تمنے عربی زبان مین کیا لیاقت پیدا کی ہے اور صرف و نحو ہی جانتے ہو یا نہین تو جواب ملتا ہے کہ نہین سبحان اللہ ہمنے کو بھی نہ کام ہوا بڑے بڑے عرب کے اہل زبان تو قرآن کو سنکر حیران ہو گئے اور ایمان لائے اور آجتک اسکی فصاحت اور بلاغت اور طرز بیان بیمثل ہونیکا اقرار کرتے ہین پر یہ کل کے لونڈے یا ہندی لوگ ہے کہو سٹ جنکو کوئی مسلمان کی حکومت مین ٹکے کو نہ پوچھے مسلمانون کے مصلح بن کر بیٹھے ہین اور یہ اصلاح کرتے ہین کو حدیث اور قرآن کو مٹیا مٹ ہین لاحول ولا قوۃ ۔ پھر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین فرمایا کہ مجھکو امید ہے کہ میری پیروی کرنے والے زیادہ ہونگے قیامت کے دن یہ بھی آپ کا ایک معجزہ ہے کیونکہ آپ کی وفات کے بعد اللہ تعالی نے اسلام کو ایسی روز بخشی کہ مغرب سے مشرق تک پھیل گیا اور بڑی بڑی دولتین مسلمانون نے فتح کین اور جیسی امید آپ کی تھی ویسی ہی اللہ تعالی نے کر دکھائی خدا کا شکر ہے اوسکی نعمتون پر جو بے انتہا ہین ۔ اے خدا جیسے تو نے پہلے اسلام کو ترقی بخشی تھی اور مخالفین کو زیر کیا تھا ویسی ہی اس زمانہ مین بھی اسلام کی مدد کر اور اپنے سچے دین اور سچے پیغمبر کی طفیل سے مسلمانون

کے دنون کو مضبوط کرتا دی پھر تیرے دین کی سچی مین مصروف ہون اور دنیا مین نیکنامی اور عزت اور آخرت
مین ثواب اور جنت حاصل کرین آمین یارب العلمین عن ابی ھریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم انہ قال والذی نفس محمد بیدہ لا یسمع بی احد من ھذہ الامۃ یھودی ولا نصرانی
ثم یموت ولم یؤمن بالذی ارسلت بہ الا کان من اصحاب النار ترجمہ ابوہریرہ کی روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اسکی جس کے ہاتھ مین محمد کی جان ہے اس زمانے کا آدمی میرے
وقت اور میرے بعد قیامت تک کوئی یہودی یا نصرانی (یا اور کوئی دین والا) میرا حال سنی پھر ایمان نلاوے
اوسپر جسکو مین دیکر بھیجا گیا ہون (یعنی قرآن پر) تو جہنم مین جاویگا قاضی نووی نے کہا اسحدیث
سے ثابت ہوا کہ اگلی شریعتین سب منسوخ ہوگئین ہمارے پیغمبر کی شریعت سے اور یہ بات نکلی کہ جسکو
اسلام کی دعوت نہ پہونچی وہ معذور ہے کیونکہ یہ قاعدہ اصول مین ثابت ہوچکا ہے کہ شریعت آنے
سے پیشتر کوئی حکم انسان پر نہین ہوتا انتہے۔ اگرچہ اس زمانہ مین مسلمان ہر ایک ملک اور ولایت مین
پھیل گئے ہین پر وہ سب کے سب اپنی دنیا کے کامون مین مصروف ہین اور دین کو انہون نے بالائے طاق رکھ
دیا ہے الا ماشاء اللہ دین کی دعوت کافرون کو تو کیا وہ عام مسلمانون کو بھی دین کے احکام نہین بتلاتے
یہانتک کہ اکثر مسلمان شریعت کے احکام سے بالکل ناواقف ہوگئے ہین اور صرف نام کے لیے مسلمان کہلاتے ہین
یہ دعوت دین کی ایسی ضروری چیز ہے کہ ہر ایک پیغمبر نے اپنی ساری عمر اسمین صرف کی ہے اور اسکا فائدہ
بیحد اور بے شمار ہے جب حضرت عیسی علیہ السلام خدا تعالے کے پاس تشریف لے گئے تو اُن کے حواریون نے
دین کی دعوت پھیلانا شروع کی اور باوجودیکہ اُن کے مخالف زور آور اور دنیا کے حاکم تھے پر آخر اس دعوت
نے رفتہ رفتہ ایسا اثر کیا کہ مخالفین کی قوت ٹوٹ گئی اور ہزارون لاکھون ان مین سے عیسوی ہوگئے
اور آخر عیسویون کی قوت یہانتک بڑھی کہ ساری دنیا مین اُن کا دین پھیل گیا چنانچہ ہمارے زمانے تک
اوس دعوت کا اثر باقی ہے اور ابتک عیسوی عالم دعوت کو نہین چھوڑتے اور رات دن تحریر اور تقریر سے
عیسوی مذہب کو تائید اور مدد دیتے ہین اور جس ملک کے لوگون کو سنتے ہین کہ وہ دین عیسوی سے ناواقف
ہین وہان فوراً ایسے ہوسکتا ہے پہونچتے ہین اسکام مین جاہے جان جاوے چاہے عزت سب قبول ہے وہ اپنے
دین پھیلانیکے لیے سب گوارا کرلیتے ہین بڑا افسوس ہے کہ مسلمان اس سے بالکل غافل ہین اور انکے ملا اور
مولوی اور درویش سوائے آرام سے رہنیان کہانیکے دین کا کوئی کام نہین کرتے نہ سفر کرتے ہین نہ اور کچھ

کی اقوام کی زبانین سیکھتے ہین نہ اور زبانون مین اسلام کی کتابون کا اور قرآن کا ترجمہ پہیلاتے ہین ہائے بڑے رنج کی بات ہے کہ نصاریٰ نے اپنی دانشمندی کیواسطے قرآن کا ترجمہ انگریزی اور فرانسیسی اور جرمنی زبانون مین کیا پر مسلمانون کو یہ توفیق نہین کہ وہ قرآن کا اور دین کی کتابون کا ترجمہ غیر زبانون مین خصوصاً کافرون کی زبانون مین کرکے اوس کے ہزارون لاکھون نجسی کافرون مین پہیلا دین تاکہ وہ سچے دین شریعت سے واقف ہون نصاریٰ نے اپنا دین ایسا خراب کر لیا ہے کہ عاقل آدمی اگر ذرا بھی اپنے عقل سے کام لیوے تو اسکو یہ دین لغو معلوم ہوتا ہے تین خدا کا ایک خدا اور ایک کے تین ایسی واہی بات ہے جو کسی کے ذہن مین نہین آتی پھر یہ کہنا کہ جیسے خدا کے بیٹے ہین باوجودیکہ عیسیٰ کہاتے تھے اور پیتے تھے اور رہتے تھے اور موتتے تھے اوس سے بھی زیادہ خلاف قیاس اور بعید از عقل ہے تو بھی وہ دعوت کی زور سے کم عقلون اور بیوقوفون مین بھی پہیلتا جاتا ہے اسلام کا دین ایسا صاف اور کھرا اور بے لوث ہے جسمین سوائے ایک سچی خدا پرستی کے جس نے تمکو اور آسمان اور زمین اور سب مخلوقات کو پیدا کیا کسی اور کی پرستش نہین اور اس دین مین کوئی بات عقل سلیم کے خلاف نہین جیسے اور دینون مین پائی جاتی ہے پھر یقین ہے کہ اگر مسلمان نصاریٰ کی نسبت اپنے پیارے دین کے پہیلانے مین عشر عشیر بھی کوشش کرین تو اسکا اثر نصاریٰ کی کوشش سے کہین زیادہ ہوگا اور چونکہ اس زمانے مین لوگون کا رجحان عقل کیطرف زیادہ ہے پس اسمین کوئی شک نہین کہ وہ سب دینون مین اسلام کو ترجیح دینگے اور شرک و کفر کو چھوڑ کر خدا پرستی کی توحید کے قائل ہونگے جو سب سے اعلیٰ رکن اسلام کا ہے اب یہ دعوت مختلف طور پر ہوسکتی ہے کچھ لوگ قرآن اور حدیث کا ترجمہ کافرون کی زبانون مین کرین کچھ اسلام کی حقیت کے دلائل بقابلے اور مذہب کے نہایت صاف طور سے لکھکر ہر ایک قوم کے کافرون مین پہیلا دین کچھ کافرون کی زبان سے لکھکر اون کے ملک مین جاکر زبانی پند اور نصیحت اور دعوت کرین وہکذا **عن** الشعبی قال رأیت رجلا من اهل خراسان سأل الشعبی فقال یا ابا عمرو ان قبلنا من اهل خراسان یقولون فی الرجل اذا اعتق امته ثم تزوجها فهو کالراکب بدنه فقال الشعبی حدثنی ابو بردة بن ابی موسی عن ابیه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ثلاثة یؤتون اجرهم مرتین رجل من اهل الکتاب امن بنبیه وادرک النبی صلی الله علیه وسلم فامن به واتبعه وصدقه فله اجران وعبد مملوک ادی حق الله علیه وحق سیده فله اجران ورجل کانت له امة فغذاها فاحسن غذاها ثم ادبها

فاحسن ادبها ثم اعتقها وتزوجها فله اجران ثم قال الشعبي للخراساني خذ هذا الحديث بغير شيء فقد كان الرجل يرحل فيما دون هذا الى المدينة ترجمہ ایک شخص جو خراسان کا رہنے والا تھا شعبی سے پوچھا کہ ہمارے ملک کے لوگ کہتے ہیں جو شخص اپنی لونڈی کو آزاد کرے پھر اس سے نکاح کر لیوے تو اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ہدی کے جانور پر سواری کرے شعبی نے کہا مجھسے بیان کیا ابو بردہ بن ابی موسی نے انہوں نے ابو موسی اشعری اپنی باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کو دوہرا ثواب ملیگا ایک تو اس شخص کو جو اہل کتاب میں سے ہو (یعنے یہودی یا نصرانی) ایمان لایا ہو اپنے پیغمبر پر پھر میرا زمانہ پاوے اور مجھپر بھی ایمان لاوے اور میری پیروی کرے اور مجھکو سچا جانے تو اوسکو دوسرا ثواب ہے اور ایک اوس شخص کو جسکے پاس لونڈی ہو پھر اچھی طرح اوسکو کھلاوے اور پلاوے بعد اوسکے اچھی طرح تعلیم اور تربیت کرے پھر اوسکو آزاد کرے اور اس سے نکاح کر لیوے تو اسکو بھی دوہرا ثواب ہے پھر شعبی نے خراسانی سے کہا تو یہ حدیث لے لے بے محنت کے نہیں تو ایک شخص اس سے چھوٹی حدیث کے لیے مدینے تک سفر کرتا **ف** یہ شعبی نے اسواسطے کہا کہ خراسانی کو حدیث کی قدر ہو اور وہ اوسکو یاد رکھے سبحان اللہ اگلے لوگوں نے دین کیواسطے کیسی بے انتہا کوششیں کی ہیں کہ ایک ایک حدیث سننے کے واسطے سینکڑوں کا سفر کیا اور تکلیفیں اٹھائیں اللہ اکو جزائے خیر دیوے تمام مسلمانوں کیطرف سے اس لیے کہ انکا احسان سب مسلمانوں پر ہے نووی نے کہا اس حدیث سے بڑی فضیلت نکلی اوس اہل کتاب کی جو مسلمان ہو جاوے اور اس غلام کی جو خدا کے اور میاں کے دونوں کے حقوق ادا کرے اور اس شخص کی جو اپنی لونڈی کو آزاد کر کے اوس سے نکاح کر لیوے **عن** صالح بن صالح بهذا الاسناد نحوه ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **باب** بیان نزول عیسی بن مریم حاکما بشریعة نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسی علیہ السلام کے اترنے کا بیان اور شریعت محمدی کے موافق چلنے کا **عن** ابی هریرة یقوله وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما مقسطا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتی لا یقبله احد ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اسکی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ قریب ہے جب اوترے تم میں عیسی

مریم کے بیٹے تم لوگون مین اور حکم کرنگے موافق اس شریعت کے اور انصاف کرین گے اور توڑ ڈالینگے نرسول کو
جو نصاری نے بنا رکھی ہے اور اسکی پرستش کرتے ہین) اور مار ڈالینگے سور کو اور موقوف کردین گے جزیے
کو اور بہت دنیگی مال کو یہانتک کہ کوئی نہ لیگا قال النووی کہا حضرت عیسی علیہ السلام توڑ ڈالین گے نرسول
کو اس سے یہ نکلتا ہے کہ منکرات اور لہو ولعب اور باطل کے آلات جیسے باجی اور بتاوید وغیرہ توڑ ڈالنا چاہیے
اور سور کا مارنا بھی اسی قسم مین سے ہے اور اس مین دلیل ہے اوس مذہب کی جو مختار ہے کہ سور کو ہم جہان پاوین
اگرچہ دار الکفر مین ہو اور ہم قادر ہون اوس کے قتل پر تو قتل کرین اوسکو اور یہ قول شاذ ہے کہ اوسکو چھوڑ دین اور
یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسی یہ موقوف کردین گے جزیے کو یہی صحیح معنے ہے حدیث کا یعنی
اس زمانے مین کافرون کو حکم ہوگا یا مسلمان ہون یا قتل کیے جاوین جزیہ لینا موقوف کیا جاویگا ایسا ہی کہا
ہے امام ابو سلیمان خطابی نے اور قاضی عیاض نے نقل کیا بعض علماء سے کہ حضرت عیسی جزیہ مقرر کرینگے
سب کافرون پر اور اسی وجہ سے مال کی زیادتی ہوگی پر یہ صحیح نہین ہے اور ٹھیک معنی وہی ہے جو خطابی نے
کہا اور اسی طرف گئے ہین جمہور علماء مگر اس صورت مین یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ حکم تو خلاف شریعت محمدی ہے
اور حدیث مین یہ آیا ہے کہ حضرت عیسی موافق شریعت محمدی کے حکم کرینگے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حکم شریعت
محمدی کے خلاف نہین ہے اس لیے کہ جزیہ لینے کا حکم اوسی وقت تک ہے جب تک حضرت عیسی علیہ السلام اوتریں
اور جب یہ امر حدیث مین مصرح ہے تو یہ حکم ہماری شریعت محمدی کا ہوا نہ عیسی علیہ السلام کا ۔ اور یہ جو فرمایا ہے
دنیگی مال کو تو مطلب یہ ہے کہ عدل اور انصاف کی وجہ سے برکت بہت ہوگی اور مال بڑھ جاویگا یا زمین اپنے
خزانے نکال یگی جیسے دوسری حدیث مین آیا ہے یا لوگون کی رغبت مال کیطرف کم ہوگی بوجہ قرب قیامت
کے اسوجہ سے مال بہت پڑا رہے گا اور اسکو خوب جانتا ہے اصل حال کو عَدْلًا الزُّهْرِيُّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ
وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عُيَيْنَةَ إِمَامًا مُقْسِطًا وَحَكَمًا عَدْلًا وَفِي رِوَايَةِ يُونُسَ حَكَمًا عَدْلًا لَا أَنَّ لَهُ
إِمَامًا مُقْسِطًا وَفِي حَدِيثِ صَالِحٍ كَمَا قَالَ اللَّيْثُ وَفِي حَدِيثِهِ مِنَ الزِّيَادَةِ وَحَتَّى
تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ وَإِنْ مِنْ
أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ الْآيَةَ ترجمہ زہری سے دوسری روایت مین یہی ہے اور
ابن عیینہ کی روایت مین ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام امام ہونگے انصاف کرنیوالے اور حاکم ہونگے عدل کرنے
والے اور یونس کی روایت مین ہے کہ حاکم ہونگے عدل کرنیوالے اور اسمین نہین ہے کہ امام ہونگے انصاف کرنے

عادلا
حاکم ہونگے انصاف کرنے والے اور صالح کی روایت مین ہے امام ہونگے انصاف کرنے

والے جیسے لیث کی روایت مین ہے اوس مین اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتنا بہت مال بہاوینگے کہ ایک سجدہ اوس زمانے مین ساری دنیا سے بہتر ہوگا ف یعنے لوگون کی رغبت اوس زمانے مین عبادت کی طرف زیادہ ہوگی بوجہ قرب قیامت کے اور مال سے نفرت ہوگی تو ایک سجدہ اونکے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا اور قاضی عیاض نے کہا ایک سجدے کا ثواب اوس زمانے مین ساری دنیا کا مال تصدق کرنے سے زیادہ ہوگا کیونکہ مال کی اوسوقت احتیاج نہ ہوگی بسبب کثرت کے اور سجدے سے مراد یہی ظاہری معنی ہے سجدے کا یا نماز مقصود ہے ف پھر ابوہریرہ کہتے تھے اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھو کوئی ایسا نہین اہل کتاب مین سے جو ایمان نہ لاوے عیسے پر اون کے مرنے سے پہلے ف یعنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اوترین گے تو ان کے زمانے مین جو اہل کتاب ہونگے وہ ایمان لاوین گے اون پر اور یقین کرینگے اپنی غلطی کا اور جانین گے کہ وہ اللہ کے بندے ہین اور اسکی لونڈی کے بیٹے ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوہریرہ کا مذہب یہی تھا کہ قرآن مین جو قبل موتہ کی ضمیر ہے وہ حضرت عیسیٰ کیطرف پھرتی ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت مفسرین کا اور اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ وہ ضمیر اہل کتاب کیطرف پھرتی ہے اور معنے آیت کا یہ ہے کوئی اہل کتاب مین سے ایسا نہین جو اپنے مرنے سے پہلے عیسیٰ پر ایمان نہ لاوے یعنے جان نکلنے کیوقت اوسکو حق بات کھل جاتی ہے کہ مین جو عیسیٰ کو معاذ اللہ خدا کا بیٹا جانتا تھا یہ غلط ہے پر اوس وقت کا ایمان فائدہ نہ دیگا اسواسطے کہ وہ حالت نزع اور سکرات ہے اور ایسی حالت مین قول و فعل کسی کا اعتبار نہین اور ایسی حالت مین نہ اسلام صحیح ہے نہ کفر نہ وصیت نہ بیع نہ عتاق نہ اور کسی قسم کا کوئی عقد کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا اون لوگون کی توبہ کچھ نہین جو برائی کیا کرتے ہین جب موت آن پڑتی ہے کہتے ہین اب ہم نے توبہ کی اور یہ مذہب زیادہ ظاہر ہے کیونکہ پہلے مذہب کے موافق آیت خاص ہوجاتی ہے اور کتابی سے جو حضرت عیسیٰ کے زمانے مین ہوگا اور دوسرے مذہب کے موافق ہر ایک کتابی لیے عام رہتی ہے اور سوئید ہی اسکی قرارت قبل موتہم کی اور بعضون نے یہ کہا کہ یہ ضمیر ہمارے پیغمبر کیطرف پھرتی ہے اور موتہ کی کتابی کی طرف اور معنے آیت کا یہ ہے کہ ہر ایک کتابی ایمان لاویگا ہمارے پیغمبر پر اپنے مرنے سے پہلے واللہ اعلم

(نووی) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللهِ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيرَ وَلَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ وَلَتُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعَى عَلَيْهَا وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ وَلَيَدْعُوَنَّ إِلَى الْمَالِ

فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم خدا کی مریم کے بیٹے اتریں گے (آسمان سے) اور وہ حاکم ہونگے عدل کرینگے توڑ ڈالینگے صلیب کو اور مار ڈالینگے سور کو اور موقوف کردینگے جزیے کو اور چھوڑ دینگے جوان اونٹ کو پھر کوئی محنت نہ کرے گا اور پھر **ف** یعنی کوئی اس کی پرواہ نکریگا نہ اسکی خدمت کریگا اسوجہ سے کہ دنیا کے مال سے جی پڑے ہونگے لوگون کو حاجت نہ ہوگی اور دوسرے قیامت قریب ہوگی لوگ جلدی جلدی اپنی عمر کی فکر کرینگے قاضی عیاض نے اور صاحب مطالع نے کہا لَا يُقْبَلُ کے معنے یہ ہین کہ اوسکی زکوۃ نہ مانگینگے اسوجہ سے کہ زکوۃ لینے والا کوئی نہ ہوگا اور یہ تاویل باطل ہے کسی وجہ سے اور ثواب وہی ہے جو معنی ہمنے بیان کیے (نووی) **ف** اور لوگون کے دلون مین سے کپٹ اور دشمنی اور حسد جاتی رہے گی اور بلا دینگے وہ لوگون کو مال دینے کے لیے لیکن کوئی قبول کرے گا اسوجہ سے کہ حاجت نہ ہوگی اور مال کثرت سے ہر ایک کے پاس ہوگا **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیسے ہوگے تم جب مریم کا بیٹا اترے گا تم لوگون مین اور تمہارا امام تم مین سے ہوگا **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ هُوَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ فَأَمَّكُمْ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب مریم کے بیٹے اتریں گے تم مین اور امامت کرینگے تمہاری **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ فَأَمَّكُمْ مِنْكُمْ فَقُلْتُ لِابْنِ أَبِي ذِئْبٍ إِنَّ الْأَوْزَاعِيَّ حَدَّثَنَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ قَالَ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ هَلْ تَدْرِي مَا أَمَّكُمْ مِنْكُمْ قُلْتُ تُخْبِرُنِي قَالَ فَأَمَّكُمْ بِكِتَابِ رَبِّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ وَسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب مریم کے بیٹے اتریں گے تم لوگون مین پھر امامت کرینگے تمہاری تم ہی مین سے ولید بن مسلم نے کہا مین نے ابن ابی ذئب سے کہا مجھ سے اوزاعی نے حدیث بیان کی زہری سے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابوہریرہ سے اوسمین یہ ہے کہ امام تمہارا تم ہی مین سے ہوگا ابن ابی ذئب نے کہا تو جانتا ہے اسکا مطلب کیا ہے امامت کرینگے تمہاری تم ہی مین سے کہا بتلاؤ اونہون نے کہا امامت کرینگے حضرت عیسی تمہاری تمہارے رب کی کتاب سے اور تمہارے پیغمبر کی سنت سے **ف** یعنی تابع ہون گے

شریعت محمدی کے اور پیروی کرینگے قرآن اور حدیث کی تو حضرت عیسی علیہ السلام اگرچہ پیغمبر ہین برابر ان کی پیغمبری کا زمانہ ہمارے پیغمبر کے ظہور پر ختم ہوگیا اب جو وہ دنیا مین آوین گے تو ہمارے پیغمبر کی امت مین شریک ہوکر قرآن اور حدیث کے موافق عمل کرینگے ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام خود مجتہد مطلق ہونگے اور قرآن اور حدیث سے احکام نکالین گے اور کسی مجتہد کے تابع نہونگے اور یہ بات بعید از عقل ہے کہ پیغمبر کہ ایک مجتہد کا مقلد ہو اور باطل ہے وہ خیال حنفیہ کا کہ عیسی علیہ السلام امام ابوحنیفہ کے مذہب چلاوین گے بلکہ ایسے خیال ہین تو ہین حضرت عیسی علیہ السلام کی نکلتی ہے اور جن حنفیہ نے ایسا خیال کیا ہے اون کو علماء محققین نے رد کیا ہے اور خود حنفی مذہب کے علماء نے اسکو باطل قرار دیا ہے اسیطرح یہ قول کہ امام مہدی علیہ السلام ابوحنیفہ کے مقلد ہونگے یا حضرت خضر علیہ السلام ابوحنیفہ کے شاگرد تھے یہ سب خرافات ہین جسپر ایک دلیل بھی کتاب وسنت یا عقل سلیم سے نہین اور تعجب ہے اون علماء سے جنہون نے بے سمجھے بوجھے ایسی واہی باتون کو اپنی کتابون مین نقل کیا ہے اور جاہل ان باتون پر فریفتہ ہوجاتے ہین الصبر جمیل اسی امید ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام دونون قرآن اور حدیث کے پیرو اور تابع ہون گے اور المحدیث کے مددگار اور معاون ہونگے اور مجتہدین کے اختلافات بالکل اوٹھادین گے اور جو متعصب مقلد اونکا کہنا نہ مانینگے وہ ذلیل اور خوار ہونگے اور اونکی تلوار سے قتل کیے جاوین گے اور سب مسلمان ایک ہی راہ پر ہوجاوین گے جو زندہ رہیگا وہ ان شاء اللہ تعالی ہماری اس کلام کی تصدیق کریگا اور ہمارا اللہ دونون حضرت کی خدمت مین پہونچا دیگا اور ہماری سعی اور کوشش اونکی دعاے خیر سے آخرت مین نیک ثمرہ دکھلاویگی اور ہمارا بھروسا تو بالکل ہمارے خداوند پر ہے جو ہمارا مالک ہے زندگی اور موت کے بعد اور ہمکو اسکی غلامی اور بندگی فخر ہے دنیا اور آخرت مین ای ہمارے صاحب مالک خداوند ہمکو اپنی غلامی مین قبول فرما اور ہمارا دل اپنی یاد مین لگاوے اور ہمکو فنا کردے اپنے عشق اور محبت مین آمین یارب العالمین **عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قَالَ فَيَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقُوْلُ اَمِيْرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَيَقُوْلُ لَا اِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ اُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةَ** ترجمہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے ہمیشہ ایک گروہ میری امت کا لڑتا رہیگا (کافرون اور مخالفون سے) حق پر قیامت تک وہ غالب ہوگا پھر عیسی بن مریم علیہ السلام اترینگے

اور اس کردہ کا امام کہے گا آئے نماز پڑھایئے (حضرت عیسیٰ ہی کہیں گے) وہ کہیں گے نہیں تم میں ہی ایک دوسرے پر حاکم رہیں یہ وہ عزت ہے جو اللہ تعالیٰ عنایت فرماوے گا اس امت کو کہ اتنے بڑے پیغمبر روح اللہ مسلمانوں کے امام کی امامت قبول فرماویں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ سبحان اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرینگے ہمارے پیغمبر نے بھی ایک بار عبدالرحمن بن عوف کے پیچھے نماز پڑھی ہے دوسرے یہ کہ اس زمانے میں مسلمانوں کے امام مہدی علیہ السلام ہونگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بڑے فضیلت اور بزرگی والے ہونگے (منہ) ہوا ان ہی

باب بَيَانِ الزَّمَنِ الَّذِي لَا يُقْبَلُ فِيهِ الْإِيمَانُ

اس زمانہ کا بیان جب ایمان مقبول نہ ہوگا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا آمَنَ النَّاسُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ فَيَوْمَئِذٍ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی جب تک آفتاب پچھم سے نہ نکلے پھر جب آفتاب پچھم سے نکلے اسوقت سب آدمی ایمان لاویں گے (خدا پر اتنی بڑی نشانی دیکھکر) لیکن اس دن کا ایمان فائدہ نہ دیگا اوس شخص کو جو پہلے ایمان نہیں لایا یا اوس نے ایمان کے ساتھ نیکی نہیں کی غرض اس سے کہ خدا تو اس ایمان کو منظور کرتا ہے جو غیب پر ہو اور جب سب نشانیاں کھل گئیں اور قیامت آگئی اسوقت تو کافر اور مومن سب ہی کو خدا پر یقین ہو جاوے گا۔ قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث اپنی ظاہر پر محمول ہے اہل حدیث اور فقہا اور متکلمین اہلسنت کے نزدیک مگر باطنیہ نے (باطنیہ ایک فرقہ ہے صوفیوں میں سے جو ساری آیتوں اور حدیثوں کو ظاہری معنے سے پھیر کر ایک دوسرا ہی مطلب نکالتا ہے اور مخالف ہے صحابہ اور تابعین اور ائمہ دین کی روش کے اور یہ فرقہ چھوٹا بچہ ہے نیچری اور فلسفی اور دہری حکیمون کا) اس میں تاویل کی ہے انتہی مترجم کہتا ہے کہ میں نے اہل باطل کی تاویلات پر ایک مدت تک غور کیا اور ان کے عمل اور اسباب کو دیکھا تو اکثر تاویلات اس قسم کی پائیں کہ وہ تاویل کرنیوالوں کے لیے مفید نہ ہوئیں بلکہ جو قبائح اونہوں نے اپنے سوء فہم سے ظاہری معنے میں خیال کیے تھے اوس سے وہ چند زیادہ مفاسد اویلی معنے میں پیدا ہو گئے باوجود اس کے وہ لوگ اپنے تاویل ہی پر اڑے رہے اور یہ ایک وسوسہ ہے شیطان کا مدا اس سے پناہ میں رکھے اسی قسم کی ہے تاویل استوار کے ساتھ استیلا کے اور تاویل نزول کی ساتھ

نزول رحمت کی اور تاویل سمع اور بصر وغیرہ صفات اللہ کی اور بعضی تاویلات ایسی دیکھین کہ اون مین تاویل کی علت موافق عقیدہ صاحب تاویل کے معلوم نہین ہوتی اب اوسکا تاویل کرنا دو وجہ سے خالی نہین یا وہ لغو وہ وحقیقت اوس عقیدے پر نہین جسکو ظاہر کرتا ہے بلکہ وہ عقیدہ اپنے تئین دلیل اور رسوا نکر نیکے لیے یا آفت سے بچنے کے لیے اوس نے صرف زبان ہی اپنی طرف منسوب کیا ہے یا وہ بدہ دولت حماقت اور سفاہت مین مبتلا ہے کہ تاویل ضرور نہ ہونے کیصورت مین بھی تاویل کرتا ہے ۔ اس حدیث مین جو یہ آیا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک آفتاب پچھم سے نہ نکلے تو اہلسنت نے اسکو اپنے ظاہری معنے پر محمول کیا ہے کیونکہ آفتاب کا پچھم سے نکلنا نہ محال ہی نہ خلاف عقل ہے نہ خداوند کریم کی قدرت کاملہ سے کچھ بعید ہی اس لیے کہ جس نے زمین کو مغرب سے مشرق کیطرف متحرک رکھا ہے وہ دنیا کو ختم کرتے وقت اگر اوسکو مشرق سے مغرب کیطرف متحرک کردیوے تو کیا مشکل ہے اب باطنیہ نے جو احادیث مین تاویل کی تو دو حال سے خالی نہین یا یہ تو یہ وہ باطنیہ ہین جو درحقیقت دہری اور طبعی اور نیچری ہین اور خداوند کریم کے انکار کرنیوالے اس صورت مین تو لعلہ تاویل کی ضرورت ہی پر چونکہ معاذ اللہ اس قسم کا بدعتقاد ہو کہ خداوند کریم یا اوسکی صفات کاملہ جیسے علم اور قدرت وغیرہ کا منکر ہو تو اوسکو ضرورت ہی کیا ہے کہ پہلے حدیث اور قرآن کو تسلیم کرے اور بعد اوسکی تاویل کے درپے ہو اوس کے نزدیک تو دین اور ملت کوئی چیز ہے نہین اور اس نے جو جبہ کاٹ دی اسعاذ اللہ خدا کی اور پیغمبری کی پھر ایسے لوگون سے جب آیات یا احادیث مین تاویلات مسموع ہوتی ہین تو اور زیادہ انکی حماقت اور نادانی کا ثبوت ہوتا ہے اسی قبیل سے ہی وہ جو بعض باطنیہ اہل الحاد نے ہمارے زمانے مین معجزات اور وحی اور حشر ونشر وغیرہ مین تاویل کی ہے اور فرشتون اور شیاطین مین اور جنون کا انکار کیا ہے یا یہ وہ باطنیہ ہین جو خداوند کریم اور اوسکی صفات کاملہ اور اصول دین کے قائل اور معترف ہین پھر ایسے لوگون کو کون سی ضرورت آن پڑی ہے جو احادیث مین تاویل کرین اور یہ امر یعنے آفتاب کا پچھم سے نکلنا ایسا ہی ہے جیسے آفتاب کا پورب سے نکلنا پھر جیسے آفتاب کو پورب سے نکلنے مین کسی قسم کا استبعاد نہین اسی طرح سے پچھم سے نکلنے مین بھی کوئی استبعاد نہین اور پورب اور پچھم اور شمال اور جنوب یہ چارون جہتین اضافی ہین اور ہر ایک ملک اور قطعہ زمین کے لحاظ سے ان مین تبدل اور تغیر ہوتا رہتا ہے عرض تسعین مین نہ مشرق ہے نہ مغرب بلکہ آفتاب جہہ مہینے تک افق کے قریب اوسکے اوپر رہتا ہے اور جہہ مہینے تک اوس کے نیچے علاوہ اسکے طلوع اور غروب آفتاب کو اگر موافق قواعد فلسفہ قدیم کے دیکھین تو زمین کے ایک دورے سے حرکت غیر معمولی

سے جو فنائے عالم کے وقت قیاس سے بعید نہیں نقطہ شرق مغرب اور نقطہ مغرب مشرق ہو سکتا ہے اور اگر موافق فلسفہ جدید کے دیکھیں تو زمین کی حرکت ذاتی جو اپنے محور پر ہے اور حرکت مداری جو گرد آفتاب کے ہے دونوں معدل ہیں جذب اور کشش آفتاب اور ثقل ذاتی زمین کی بہر حسب فنائے عالم کے قریب آ کر نظام شمسی کے تمام مستبعدوں اور حالتوں میں تغیر پیدا ہو تو بدلنا نقطہ شرق اور مغرب کا کیا بعید ہے دوسرے یہ کہ اگر نظام شمسی اپنی حالت پر باقی رہے تب بھی حرکت ذاتی زمین کی دونوں طرف سے جائز الوقوع ہے جیسا ایک گولی کو اوپر سے ادھر پھراویں یا ادھر سے ادھر وہ ہر حالت میں اپنی محور پر پھرے گی اور یہ کچھ بعید از عقل نہیں عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا ترجمہ ابوہریرہ سے دوسری روایت میں بھی ایسی ہی ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ اِذَا خَرَجْنَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالدَّجَّالُ وَدَابَّةُ الْاَرْضِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں جب ظاہر نہ لایا یا نیک کام نہیں کیا ایک تو نکلنا آفتاب کا جدہر سے ڈوبتا ہے دوسرے دجال کا نکلنا تیسرے دابۃ الارض کا نکلنا ف یعنی زمین میں سے ایک جانور پیدا ہوگا جو مومنوں اور کافروں میں تمیز کر دے گا عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمًا اَتَدْرُوْنَ اَیْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اِنَّ هٰذِهٖ تَجْرِیْ حَتّٰی تَنْتَهِیَ اِلٰی مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً فَلَا تَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰی یُقَالَ لَهَا ارْتَفِعِیْ ارْجِعِیْ مِنْ حَیْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا ثُمَّ تَجْرِیْ حَتّٰی تَنْتَهِیَ اِلٰی مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً فَلَا تَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰی یُقَالَ لَهَا ارْتَفِعِیْ ارْجِعِیْ مِنْ حَیْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا ثُمَّ تَجْرِیْ لَا یَسْتَنْكِرُ النَّاسُ مِنْهَا شَیْئًا حَتّٰی تَنْتَهِیَ اِلٰی مُسْتَقَرِّهَا ذٰلِكَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَیُقَالُ لَهَا ارْتَفِعِیْ اَصْبِحِیْ طَالِعَةً مِنْ مَغْرِبِكِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَدْرُوْنَ مَتٰی ذَاكُمْ ذَاكَ حِیْنَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا ترجمہ ابوذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے ایک دن فرمایا تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے ف ظاہر حدیث سے تائید ہوتی ہے فلسفہ قدیم کے خیال کو کہ زمین ساکن ہے اور آفتاب حرکت کرتا ہے مگر درحقیقت ایسا نہیں کیونکہ مراد یہاں آفتاب کر جانے سے دور سے کا طلوع اور غروب نہیں جو

ف جو ہندو اور یورپین کسی کو ان الفاظ سے اسلام پر حملہ کرنے کی جرأت ہو

زمین کی حرکت سے پیدا ہوتا ہے۔ بلکہ مقصود وہ حرکت ہے آفتاب کی جو اوس کے منازل مین ہی جیسے کلیہ سے منقول ہے اور قتادہ اور مقاتل نے کہا کہ آفتاب چلا جارہا ہے ایک میعاد معین تک واحدی نے کہا یہ اسکا ٹھہرنا اوسی وقت ہوگا جب دنیا ختم ہوگی پر اس صورت مین حدیث کا مطلب خوب ذہن نشین نہین ہوتا کیونکہ حدیث سے روز تحت العرش جانا اور سجدہ کرنا ثابت ہوتا ہے نووی نے کہا ایک جماعت مفسرین ظاہر حدیث کیطرف گئی ہے واحدی نے کہا اس صورت مین ہر روز جب آفتاب ڈوبتا ہے تو تحت العرش ٹھہرتا ہے یہانتک کہ وہ طلوع کرے گا مغرب سے مگر اس مین یہ اشکال ہے کہ آفتاب کا غروب تو ہر ساعت اور ہر لحظہ جاری ہی اس لیے کہ زمین بشکل کرہ ہے اور اسکے اطراف وجوانب کے رہنے والون کے لحاظ سے ہر ایک کے افق مختلف ہین پھر غروب ہوتا ہی ایک قوم پر اور طلوع ہوتا ہے دوسری قوم پر اور ایک جگہ غروب ہوتا ہے اور دوسری جگہ نہین ہوتا اور اگر افق سے افق حقیقی مراد ہو جسکی وجہ سے زمین کے برابر دو حصے ہو جاتے ہین ایک فانی اور ایک نہانی تو یہ اشکال رفع ہو جاوے گا واللہ اعلم پھر اور رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اونہون نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا یہ چلا جاتا ہے یہانتک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہہ پر عرش کے تلے آتا ہی وہان سجدہ مین گرتا ہے (اس سجدہ کا مفہوم اللہ ہی جانتا ہے) پھر اسی حال مین رہتا ہے یہانتک کہ اسکو حکم ہوتا ہے اونچا ہو جا اور جا جہان سے آیا ہے وہ لوٹ آتا ہے اور اپنے نکلنے کی جگہہ سے نکلتا ہے پھر چلتا رہتا ہے یہانتک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہہ پر عرش کے تلے آتا ہے اور سجدہ کرتا ہے پھر اسی حال مین رہتا ہے یہان تک کہ اوس سے کہا جاتا ہے اونچا ہو جا اور لوٹ جا جہان سے آیا ہے وہ نکلتا ہے اپنے نکلنے کی جگہہ سے پھر چلتا ہے اسی طرح ایک بار اسی طرح چلیگا اور لوگون کو کوئی فرق اوس کی چال مین معلوم نہ ہوگا یہانتک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہہ پر آوے گا عرش کے تلے اسوقت اوس سے کہا جاوے گا اونچا ہو جا اور نکل پچھم کی طرف سے جدہر تو ڈوبتا ہے وہ نکلے گا پچھم کیطرف سے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو یہ کب ہوگا (یعنے آفتاب کا پچھم سے نکلنا) یہ اسوقت ہوگا جب کسیکو ایمان لانا فائدہ نہ دیگا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا اوسنے نیک کام نہ کیے ہون اپنے ایمان مین عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمًا اَتَدْرُوْنَ اَیْنَ تَذْہَبُ ہٰذِہِ الشَّمْسُ بِمِثْلِ مَعْنٰی حَدِیْثِ ابْنِ عُیَیْنَۃَ ترجمہ ابوذر سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسی اوپر گزری عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ ہَلْ تَدْرِیْ اَیْنَ

تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ تَسْتَاْذِنُ فِي السُّجُوْدِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَاَنَّهَا قَدْ قِيْلَ لَهَا ارْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ قَالَ تَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا قَالَ ثُمَّ قَرَءَ فِيْ قِرَاءَةِ عَبْدِ اللّٰهِ وَذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَّهَا ترجمہ ابوذر سے روایت ہے میں مسجد میں گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے جب آفتاب ڈوب گیا تو آپ نے فرمایا اے ابوذر تو جانتا ہے یہ آفتاب کہاں جاتا ہے میں نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا وہ جاتا ہے اور اجازت مانگتا ہے سجدہ کی پھر اوسکو اجازت ملتی ہے ایکبار اس سے کہا جاویگا لوٹ جا جہاں سے آیا ہے تو وہ کل آویگا پھر جہاں کیطرف سے پھر عبداللہ کی قرات کے موافق یوں پڑھا وذلک مستقر لہا یعنے مقام ٹھہر نیکا ہے آفتاب کا عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ جَلَّ وَعَلَا وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ ترجمہ ابوذر سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اس آیت کو آفتاب چلا جارہا ہے اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر جانے کے لیے آپ نے فرمایا اوس کے ٹھہرنے کی جگہ عرش کے تلے ہے ف یہ آفتاب کا چلا جانا ایک معنا میں جو بیحد و صحیح ہے اور جسکا مقدار کو سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا فلسفہ جدید کے موافق ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ آفتاب جو ہمارے نظام کا مرکز ہے مع اپنے سب سیاروں کے ایک حرکت تدریجی کر رہا ہے ایک نقطہ کیطرف جسکے بعد کو سوا اللہ تعالی کے کوئی نہیں جانتا اور جب یہ حرکت ختم ہوگی تو ضرور ایک انقلاب عظیم اس نظام شمسی میں واقع ہوگا اور شاید وہی انقلاب بیان شرع میں قیامت سے تعبیر کیا گیا ہے واللہ اعلم

بَابُ بَدْءِ الْوَحْيِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اب اس بات کا بیان شروع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی (اللہ کا پیام اوترنا) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا اِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَخْلُوْ بِغَارِ حِرَاءٍ يَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ اُولَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ يَّرْجِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَاْ قَالَ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَاْ قُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ

ف یہ آفتاب کا چلا جانا ایک معنا میں جو بیحد و صحیح ہے اور جسکا مقدار کو سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا فلسفہ جدید کے موافق ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ آفتاب جو ہمارے نظام کا مرکز ہے مع اپنے سب سیاروں کے ایک حرکت تدریجی کر رہا ہے ایک نقطہ کیطرف جسکے بعد کو سوا اللہ تعالی کے کوئی نہیں جانتا اور جب یہ حرکت ختم ہوگی تو ضرور ایک انقلاب عظیم اس نظام شمسی میں واقع ہوگا اور شاید وہی انقلاب بیان شرع میں قیامت سے تعبیر کیا گیا ہے واللہ اعلم

ف کیونکر شروع ہوا

ف کیونکر شروع ہوا

خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ
فَرَجَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَرْجُفُ بَوَادِرُهٗ حَتّٰی دَخَلَ عَلٰی خَدِیْجَةَ فَقَالَ زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰی ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ ثُمَّ قَالَ لِخَدِیْجَةَ اَیْ خَدِیْجَةُ مَالِیْ وَاَخْبَرَهَا الْخَبَرَ قَالَ لَقَدْ خَشِیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ قَالَتْ لَهٗ خَدِیْجَةُ كَلَّا اَبْشِرْ فَوَاللّٰهِ لَا یُخْزِیْكَ اللّٰهُ اَبَدًا وَاللّٰهِ اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِیْثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِی الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهٖ خَدِیْجَةُ حَتّٰی اَتَتْ بِهٖ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ اَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰی وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِیْجَةَ اَخِیْ اَبِیْهَا وَكَانَ امْرَءً تَنَصَّرَ فِی الْجَاهِلِیَّةِ وَكَانَ یَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِیَّ وَیَكْتُبُ مِنَ الْاِنْجِیْلِ بِالْعَرَبِیَّةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَكْتُبَ وَكَانَ شَیْخًا كَبِیْرًا قَدْ عَمِیَ فَقَالَتْ لَهٗ خَدِیْجَةُ اَیْ عَمِّ اسْمَعْ مِنَ ابْنِ اَخِیْكَ قَالَ وَرَقَةُ بْنُ نَوْفَلٍ یَا ابْنَ اَخِیْ مَاذَا تَرٰی فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَاٰی فَقَالَ لَهٗ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی مُوْسٰی یَا لَیْتَنِیْ فِیْهَا جَذَعًا یَا لَیْتَنِیْ اَكُوْنُ حَیًّا حِیْنَ یُخْرِجُكَ قَوْمُكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوَمُخْرِجِیَّ هُمْ قَالَ وَرَقَةُ نَعَمْ لَمْ یَاْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمَا جِئْتَ بِهٖ اِلَّا عُوْدِیَ وَاِنْ یُدْرِكْنِیْ یَوْمُكَ اَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا" ترجمہ ام المومنین عائشہ سو روایت ہے اور انہوں نے کہا پہلی پہل جو وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شروع ہوئی وہ یہ تھی کہ آپ کا خواب سچا ہونے لگا تو آپ جب کوئی خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کیطرح نمودار ہوتا **ف** یعنی اس کی تعبیر بھی ہوتی صاف اور کبھی کہ کسی قسم کا شبہ اور تمثیل نہ ہوتا علماء نے کہا ہے کہ یہ حالت چھ مہینہ تک رہی نبوت سے پہلے اس کے بعد علانیہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ پاس تشریف لائے اور بعید نہیں یہ تھا کہ اگر دفعۃً پہلے ہی سے حضرت جبرئیل آپ پاس آجاتے تو شاید آپ گھبرا جاتے اور بشریت کیوجہ سے ایک ہی اپکا نبوت کا بار اوٹھا نہ سکتا۔ یہ حدیث صحابہ کو مراسیل سے ہے کیونکہ حضرت عائشہ کی عمر اتنی تھی کہ انہوں نے خود یہ قصہ دیکھا ہو بلکہ سنا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی صحابی سے سنا ہوگا اور مرسل صحابی کی باتفاق علماء حجت ہے اور نہیں خلاف کیا اس میں کسی سوا ابو اسحاق اسفرائنی کے **ف** پھر آپ کو تنہائی کا شوق ہوا **ف** یعنی خلوت اور عزلت کا اور یہ امر ہے جو مدار ہے انسان ترقیات کا اور وظیفہ ہے ہر ایک ولی و نبی اور صالح اور حکیم اور فیلسوف کا کوئی عنصر دنیا میں اعلےٰ درجہ کا نہیں گزرا جس نے خلوت اور عزلت کو اختیار نکیا ہو اور ایک مدت تک تنہا رہ کر فکر اور

مراقبہ نہ کیا ہو اور وجہ اسکی یہ ہے کہ تنہائی مین فکر خوب ہوتا ہے کیونکہ دل خالی ہوتا ہے شاغل سے تو
اسکو موقع ملتا ہے ایک مطلب کیطرف بخوبی متوجہ ہونیکا اور ہر ایک مبتدی کو حالت استغراق پیدا کرنیکے
لیے اول تنہائی ضرور ہے پھر جب قوت حاصل ہوجاتی ہے اور اسکا ملکہ ہوجاتا ہے تو تنہائی کی ضرورت
نہین رہتی وہ لوگون مین بیٹھکر کرسکتے ہے ایک ہی مطلب کیطرف اپنے دلکو پوری طرح لگا سکتا ہے اسلیے بعد از
نبوت کے ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو تنہائی کی ضرورت نہ تھی ف آپ حرا کی غار مین اسلیے تشریف
رکھتے ف حری یا حرار بکسر حا جسکے معنی ایک پہاڑ ہے مکے سے تین میل پر جو بخط مکہ سے منا کو جاوی تو بائین
ہاتھہ پر پڑتا ہے اب وہان ایک قصبہ بنا ہوا ہے اور اس پہاڑ کو جبل نور کہتے ہین ف وہان عبادت کیا
کرتے کئی کئی راتون تک اور گھر مین نہ آتے اپنا توشہ ساتھہ لیجاتے پھر حضرت ام المومنین خدیجہ پاس لوٹ
کر آتے وہ اور توشہ اتنا ہی تیار کر دیتین یہانتک کہ ایک ہی ایکا آپ پر وحی اوتری (اور آپ کو وحی کی
توقع نہ تھی) آپ اسی حرا کی غار مین تھے کہ فرشتہ آپ پاس آیا اور اس نے کہا پڑھو آپ نے فرمایا مین پڑھا ہوا
نہین آپ نے فرمایا اس فرشتہ نے مجھے پکڑ کر دبوچا اتنا کہ وہ تھک گیا پھر مین تھک گیا ف یعنی خوب
ہی دبوچا زور سے اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت تھک گئے ہونگے کیونکہ فرشتون کو خداوند تعالی نے بہت طاقت
دی ہے اور وہ تھکتے نہین علماء نے اختلاف کیا ہے کہ یہ فرشتہ کون تھا اکثر یہ کہتے ہین کہ حضرت
جبرئیل علیہ السلام تھے کیونکہ وحی کا کام انہی کو ہے اور بعضون نے کہا اسرافیل تھے اور یہ جو حضرت نے
فرمایا مین پڑھا ہوا نہین اس سے یہ غرض ہے کہ مین نے کوئی کتاب نہین پڑھی یا مین اچھی طرح پڑھ نہین سکتا
کیونکہ امی ہونا دوسرے کے پڑھنے سے پڑھنے کا مانع نہین اور بعضون نے کہا کہ اس فرشتے نے ایک صحیفہ حریر
کا آپکے ہاتھہ مین دیا تھا جب آپنے فرمایا ف پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھ مین نے کہا مین پڑھا ہوا نہین
اوس نے پھر مجھے پکڑا اور دبوچا یہانتک کہ تھک گیا پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھ مین نے کہا مین پڑھا نہین اس
نے پھر مجھکو پکڑا اور دبوچا یہانتک کہ تھک گیا ف اس دبوچنے سے یہ مقصود تھا کہ نور ملکی آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے تمام جسم شریف مین سرایت کرے اور آپکا دل خوب متوجہ ہو اور اسی وجہ سے بار بار یہ امر
کیا ف پھر چھوڑ دیا اور کہا اقرا باسم ربک الذی خلق اخیر تک یعنی پڑھ اپنے مالک کا نام لیکر جس نے تجھکو
پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹکی سے پڑھ اور تیرا مالک بڑی عزت والا ہے جس نے سکھلایا قلم سے سکھلایا
آدمی کو وہ جو نہین جانتا تھا ف اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ سب سے پہلے جو سورت قرآن کی

اور تری وہ بھی سورت ہے اور یہی صحیح ہے اور اتفاق ہے اسپر جمہور سلف اور خلف کا اور بعضوں نے کہا کہ سب سے پہلے سورہ مدثر اوتری ہے پر وہ قول صحیح نہیں ہے اور بعضوں نے اس حدیث سے یہ دلیل کی ہے کہ بسم اللہ سورت کا جز نہیں کیونکہ یہاں بسم اللہ کو ذکر نہیں کیا اوسکا جواب یہ ہے کہ شاید بسم اللہ بعد کو اوتری ہو جیسے باقی سورت اوتری (نووی) **ف** یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈر اور آپکے سوندھ ہے اور گردن کے بیچ کا گوشت پھڑک رہا تھا (ڈر اور خوف سے چونکہ یہ وحی کا پہلا مرتبہ تھا اور آپ کو عادت نہ تھی اسواسطے ہیبت چھاگئی) یہانتک کہ پہونچے حضرت خدیجہ کے پاس اور آپنے فرمایا مجھے ڈھانپ ڈھانپ دو (کپڑوں سے) انہوں نے ڈھانپ دیا یہانتک کہ آپ کا ڈر جاتا رہا اس وقت آپنے بی بی خدیجہ سے فرمایا اے خدیجہ مجھے کیا ہوگیا اور سب حال بیان کیا اور کہا مجھے اپنی جان کا ڈر ہے **ف** قاضی عیاض نے کہا یہ فرمانا آپ کا اسوجہ سے تھا کہ آپ کو شک تھا اللہ کے پیغام میں بلکہ آپ ڈرے کہ شاید اتنا بڑا بوجھ آپسے اوٹھ نہ سکے اور جان نکل جاوے کیونکہ وحی کی سختی سے بہت مشقت ہوتی ہے یا یہ خیال اسوقت تک ہو جبتک آپ کو اب میں نبوت کی بشارتیں ہوئیں اور فرشتے کی آواز آپ نے سنی پر اوس سے ملاقات نہیں کی تو آپ کو خوف ہوا شیطان کا جب فرشتے سے ملاقات ہوگئی اوسوقت تو کسی طرح کا شک نہیں رہ سکتا اور نہ شیطان کے غلبے کا ڈر رہ سکتا ہے۔ نووی نے کہا دوسری تاویل ضعیف ہے کیونکہ حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ فرشتے کی ملاقات کے بعد فرمایا **ف** خدیجہ نے کہا ہرگز نہیں آپ خوش ہو جیے قسم اللہ کی اللہ تعالیٰ آپکو کبھی رسوا نہ کرے گا یا کبھی نخجیدہ نہ کرے گا آپ تو اللہ کی قسم ناتے کو جوڑتے ہیں سچ بولتے ہیں بوجھ اٹھاتے ہیں (یعنے عیال اور اطفال و یتیم اور مسکین کے ساتھ سلوک کرتے ہیں انکا بار اٹھاتے ہیں) اور نادار کے لیے کمائی کرتے ہو اور خاطرداری کرتے ہو مہمان کی اور سچی آفتوں میں (جیسے کوئی قرضدار ہوگیا یا مفلس ہوگیا یا اور کوئی تباہی آئی) مدد کرتے ہو لوگوں کی **ف** سچی آفتیں کہیں اسلیے کہ جو آفتیں ناحق کی وجہ سے آویں جیسے کوئی فضول خرچی سے مفلس ہوجاوے یا ظلم کرے اور بلا میں پھنس جاوے تو اوسکی مدد کرنا ضرور نہیں سبحان اللہ بی بی ہو تو ایسے جیسے حضرت خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا نہیں جو اپنے خاوند کو مصیبت کیوقت میں تسلی اور تشفی دیوے اور ہر ایک معاملہ میں صلاح نیک دیوے حضرت خدیجہ کی عقلمندی اور دانائی اور لیاقت اور استعداد کے شہرتا

کے لیے صرف یہی ایک حدیث کافی ہے مطلب اونکی گفتگو کا یہ ہے کہ آپکے اخلاق اور عادات اور خصائل تو نہایت عمدہ ہین جنکی وجہ سے خدا بھی آپسے خوش ہے اور خلق خدا بھی راضی ہے پھر آپ پر آفت آنا عقل کے خلاف ہے - ظاہر ہے کہ ہماری شریعت مین اور نیز اگلی شریعتون مین جب غور اور خوض کرو تو معلوم ہوتا ہے کہ گناہ دو قسم کے ہین ایک قسم تو وہ جو خلق سے تعلق نہین رکھتی صرف خدا سے تعلق رکھتے ہین جیسے شرک کرنا کفر کا اعتقاد رکھنا دوسرے وہ جو خلق سے تعلق رکھتے ہین جنکی وجہ سے خدا کی مخلوق کو تکلیف ہوتی ہے رنج پہونچتا ہے تقریبًا اکثر گناہ بلکہ سارے ہی قسم کے ہین جیسے زنا اور چوری اور ظلم اور سود خواری غیبت اور حسد اور نفاق بخیلی وغیرہ پھر جو شخص دونون قسم کے گناہون سے پرہیز کرتا ہو اور بعوض اس کے وہ نیکیان کرتا ہو جن سے خدا خوش ہوتا ہے اور خدا کی مخلوق بھی خوش ہوتی ہو وہ کا ہیکو مصیبت مین پھنسنے لگا اوسکو تو روز بروز خوشی بڑھتی جاوے گی اور وہ ہمیشہ اپنے نیک اعمال کے اثر سے اور انکے تصور سے پھولا ہوا مگن بنا رہے گا تو درحقیقت ہر ایک گناہ ایک رنج ہے جو انسان کی زندگی کو خراب کر دیتا ہے اور عیش کو کڑوا اور تلخ بنا دیتا ہے اسی وجہ سے تمام شریعتون نے باتفاق گناہ سے منع کیا ہے مثلًا جو شخص بخیلی کرے گا اور اپنی جورو بچون نانے والون دوستون کے حق اچھی طرح ادا نکرے گا تو سب کے سب اوسکے دشمن بنجاوینگے اور جہانتک ہوسکے گا اوسکے جان اور مال کو نقصان پہونچاوین گے جو شخص حسد کریگا وہ اپنے ہاتھ سے اپنے تئین نقصان پہونچاویگا جو ظلم کرے گا لوگ اوسکے دشمن ہوکر اوس سے بدلا لین گے اسی طرح سارے گناہون کا حال ہے کہ انجام اون کا اندوہ اور رنج ہے پھر جو شخص گناہ کو لذت سمجھ کر کر بیٹھا ہے وہ انجام میز اور باریک بین نہین ہے اگر وہ غور سے فکر کرتا تو اوسکو یہ بات معلوم ہوجاتی ہے کہ یہ گھڑی بھر کی لذت اوس بے انتہا تکلیف کے سامنے جو آگے آنیوالی ہے کچھ حقیقت نہین رکھتی زنا کے وقت جو ایک آدھ لحظہ لذت ہوتی ہے اوسکی کیا بساط ہے معاذ اللہ ان آفتون کے سامنے جو زنا کرنیوالے کے آگے چلکر پیش آتی ہین کوئی شریف آدمی اوس کے آنیکا اپنے گھر مین روادار نہین ہوتا کوئی اوس کے ہمسایہ رہنے کو پسند نہین کرتا جسنے زنا کی اوس عورت کا اگر شوہر ہے تو وہ اوس کے خون کا پیاسا بن جاتا ہے اور جب قبو پاتا ہے اوسکو قتل کرتا ہے اور جو شوہر نہین تو اوسکے اور عزیز و اقارب بنا تے رشتے والے دشمن ہوتے ہین اوس کے مارنے کی فکر مین رہتے ہین اور اگر فرض کرین کہ وہ عورت خود زانیہ ہو اور اوسکے ناتے رشتے والے ہی نہ ہون یا ہون پر برا نہ مانین تب ہی یہ نقصان ہے کہ اس شخص کو زنا کی عادت پڑجاتی ہے پھر ہر ایک عورت سے اس فعل کے کرنے پر مستعد ہوتا

ہے اور نقصان پاتا ہے دوسرے اسکی بی بی اور بی بی کے عزیز و اقارب اوسکو دشمن سمجھتے ہین اور اکثر ایسی بدکردار خاوند اپنی بی بی کے ہاتھون جان دیتے ہین اور اگر یہ بھی نہ ہو تو زنانہ عورتون کے ساتھہ برا کام کرنے سے انسان کو طرح طرح کی بیماریان جیسے آتشک سوزاک جذام وغیرہ امراض خبیثہ لاحق ہوتے ہین جنکا اثر کئی پشت تک اولاد مین بھی چلا جاتا ہے اور جسکو یہ بیماریان لاحق ہوتی ہین اوسکی تو زندگی سے موت بہتر معلوم ہوتی ہے معاذ اللہ ایک آن کے مزے جو حلال طور سے بھی ممکن ہے ساری عمر کے لیے ایسی سخت تکلیف اوٹھانا عاقل کا کام نہین اب اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ گناہ سے بچنے کا فائدہ صرف دنیا کی زندگی ہی مین ہے نہین بلکہ آخرت کی فائدے اس کے سوا ہین اور جو بیان اوپر ہم نے کیا اوس سے یہ غرض ہے کہ بعض لوگ جو کو پوری سمجھ نہین وہ خیال کرتے ہین کہ گناہون سے بچنا دنیا مین کوئی مفید نہین بلکہ اوسمین صرف آخرت ہی کا فائدہ ہے حالانکہ یہ خیال نری حماقت اور سفاہت کا خیال ہے شریعت اور مذہب پر چلنا اور بری باتون سے بچنا اور نیک کامون کو کرنا دنیا اور آخرت دونون کو درست کرتا ہے اور جیسے مذہب اور شریعت پر چلنے سے انسان آخرت کے عذابون سے بچیگا ویسے ہی دنیا کی آفتون اور رنجون سے بھی محفوظ رہیگا اگر کوئی یہ کہے کہ دنیا مین اچھے آدمیون پر بڑی بڑی مصیبتین اور تکلیفین ہوتی ہین اور بہت سے بدکارون نے ساری عمر چین اڑایا ہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ یہ چین اور مصیبت ظاہر بینون کی نظر مین ہے درحقیقت بدکارون کو کوئی چین نہین اور نیکون کو کوئی رنج نہین نیک شخص پر کیسی ہی آفت آوے پر اوسکا دل اپنی بے قصوری اور پاکی کا تصور کرکے خوش ہے اور انجام اوس آفت کا راحت ہے اور بدکار کا دل وقت قتل مین ہے کیسی ہی عیش کے سامان اسکو باتھ آجاوین پر سب دل مین اطمینان اور سکون نہین گناہون کی فکر سو اخذے کا خوف لگا ہوا ہے تو یہ سامان سب ہیچ ہے ھٰذَا مَا اَلْھَمَنِیْ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ ف پھر خدیجہ آپ کو ورقہ بن نوفل پاس لے گئین اور وہ خدیجہ کے چچازاد بھائی تھے (کیونکہ ورقہ نوفل کے بیٹے تھے اور نوفل اسد کے اور خدیجہ خویلد کی بیٹی تھین اور خویلد اسد کے بیٹے تھے تو ورقہ اور خدیجہ کے باپ بھائی بھائی تھے) اور جاہلیت کے زمانے مین وہ نصرانی ہو گئے تھے اور عربی لکھنا جانتے تھے تو انجیل کو عربی مین لکھتے تھے جتنا اللہ کو منظور تھا ف صحیح بخاری مین ہے کہ عبرانی لکھنا جانتے تھے اور انجیل کو عبرانی مین لکھتے تھے نووی نے کہا دونون صحیح ہین اور حاصل یہ ہے کہ وہ نصاری کے دین سے خوب واقف تھے اور انجیل کو خوب سمجھتے تھے کبھی اوسکو عبرانی مین لکھتے تھے کبھی عربی مین ف اور بہت بوڑھے تھے اونکی بینائی جاتی رہی تھی

(بڑھاپے کی وجہ سے) خدیجہ نے اُن سے کہا اے چچا (وہ چچا کے بیٹے تھے پر بزرگی کے لیے انکو چچا کہا اور ابن کا بیٹا مین چچا کے بیٹے ہین) اپنے بھتیجے کی سنو ورقہ نے کہا اے بھتیجے میرے تم کیا دیکھتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کیفیت دیکھی تھی سب بیان کی ورقہ نے کہا یہ تو وہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اترا تھا ف ناموس سے مراد جبریل علیہ السلام ہین اور اصل معنی ناموس کے بھلی بات چھپانیوالا جیسے جاسوس بری بات چھپانیوالا جبرئیل کو ناموس اسلیے کہتے ہین کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راز کو یعنے وحی کو بندون تک پہونچاتے ہین ف کاش مین اُس زمانے مین جوان ہوتا کاش مین زندہ رہتا اوس وقت تک جب تمہاری قوم تمکو نکالدیگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ مجھے نکالدین گے ورقہ نے کہا ہان جب کوئی شخص دنیا مین وہ لیکر آیا جیسکو تم لائے ہو (یعنے شریعت اور دین) تو لوگ اس کے دشمن ہوگئے اور جو مین اوسدن کو پاؤن گا تو اچھی طرح تمہاری مدد کرون گا ف پر افسوس ورقہ کی زندگی نے وفا نہ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکون نے مکے سے نکالدیا جیسے ورقہ نے کہا تھا عن عائشۃ انہا قالت اول ما بدی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی رسا الحدیث بمثل حدیث یونس غیر انہ قال فواللہ لا یخزیک اللہ ابدا وقال فقالت خدیجۃ ای ابن عم اسمع من ابن اخیک ترجمہ ام المومنین عائشہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اسمین اتنا فرق ہے کہ خدیجہ نے کہا قسم اللہ کی اللہ تمکو کبھی بیحیدہ نہ کریگا (اور اگلی روایت مین یون تھا رسوا نہ کریگا) اور خدیجہ نے ورقہ سے کہا اے چچا کے بیٹے سن اپنے بھتیجے کی بات (اور اگلی روایت مین یون تھا اے چچا سن اپنے بھتیجے کیبات عن عروۃ بن الزبیر یقول عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجع الی خدیجۃ یرجف فوادہ وساق الحدیث بمثل حدیث یونس ومعمر وزاد فی حدیثہما من قولہا اول ما بدی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرؤیا الصادقۃ وتابع یونس علی قولہ فواللہ لا یخزیک اللہ ابدا وذکر قول خدیجۃ ای ابن عم اسمع من ابن اخیک ترجمہ اس روایت مین یون ہے کہ آپ لوٹے خدیجہ کیطرف اور آپکا دل کانپ رہا تھا اور اس مین یہ ذکر نہین کہ سب سے پہلے جو وحی آپ پر شروع ہوئی وہ سچا خواب تھا اور پہلی روایت کی طرح اس مین یہ ہے کہ قسم کی اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا اور خدیجہ نے ورقہ سے کہا کہ اے چچا کی بیٹی سن اپنے بھتیجے کی عن جابر بن عبد اللہ الانصاری وکان من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یحدث قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ن قالت

ن بوادرہ قال

وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فِي حَدِيثِهِ بَيْنَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجُئِثْتُ مِنْهُ فَرَقًا فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَدَثَّرُونِي فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ وَهِيَ الْأَوْثَانُ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعَ الْوَحْيُ ترجمہ جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے اور وہ صحابہ میں سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ ذکر کرتے تھے وحی موقوف ہو جانیکا ایک بار میں جا رہا تھا میں نے آسمان سے آواز سنی تو میں نے سر اٹھایا دیکھا تو وہی فرشتہ جو حرا میں میرے پاس آیا تھا ایک کرسی پر بیٹھا ہے آسمان اور زمین کے بیچ میں یہ دیکھکر میں کہم گیا ڈر کے مارے اور لوٹ کر گھر میں آیا میں نے کہا مجھ کو کپڑا اوڑھا دو کپڑا اڑھا دو انہوں نے کپڑا اڑھا دیا تب اللہ تعالیٰ نے یہ سورت اوتاری یا یہا المدثر اخیر تک یعنی اے کپڑا اوڑھنے والے اوٹھ اور ڈر لوگوں کو اور اپنے مالک کی بڑائی کر اور اپنے کپڑوں کو پاک کر اور پلیدی کو چھوڑ دے پلیدی سے مراد بت ہیں پھر وحی برابر آنے لگی **ف** اب سے پہلی آیت یہ وہ آیتیں اتریں جو اوپر کی حدیث میں بیان ہوئیں یعنی اقرا باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرا وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم بعد اسکے ایک مدت تک جسکی تعیین میں اختلاف ہے وحی موقوف رہی پھر یہ آیتیں اور ترین سورہ مدثر کے شروع کی بعد اسکی وحی کا تار بندھ گیا اور برابر آنے لگی تو وہی نے کہا اب جو بعض لوگ کہتے ہیں سب سے پہلے سورہ مدثر اوتری یہ ضعیف بلکہ باطل ہے اسی طرح جو لوگ کہتے ہیں سب سے پہلے سورہ فاتحہ اوتری **عن** جابر بن عبد اللہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ثم فتر الوحی عنی فترۃ فبینا انا امشی ثم ذکر بمثل حدیث یونس غیر انہ قال فجئثت منہ فرقا حتی هویت الی الارض قال وقال ابو سلمۃ والرجز الاوثان قال ثم حمی الوحی بعد وتتابع ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اسمیں یہ ہے کہ میں ڈر کے مارے سہم گیا یہاں تک کہ زمین پر گر پڑا اور ابو سلمہ نے کہا کہ پلیدی سے مراد بت ہیں پھر وحی برابر آنے لگی اور تار لگ گیا۔

عن الزہری بہذا الاسناد نحو حدیث یونس وقال فانزل اللہ تبارک وتعالیٰ یا ایہا المدثر قم فانذر وربک فکبر الی والرجز فاہجر قبل ان تفرض الصلوٰۃ وہی الاوثان قال فجئثت منہ کما قال عقیل ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اسمیں اتنا زیادہ ہے کہ اسوقت نماز فرض

ص ابا سلمۃ
ن فقال

نہین ہوی تہی عن یحیی یقول سالت ابا سلمۃ ای القرآن انزل قبل قال یا ایہا المدثر
فقلت او اقرا فقال سالت جابر بن عبد اللہ ای القرآن انزل قبل قال یا ایہا المدثر
فقلت او اقرا قال جابر احدثکم ما حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
جاورت بحراء شہرا فلما قضیت جواری نزلت فاستبطنت بطن الوادی فنودیت
فنظرت امامی وخلفی وعن یمینی وعن شمالی فلم ار احدا ثم نودیت فنظرت فلم ار
احدا ثم نودیت فرفعت راسی فاذا ہو علی العرش فی الہواء یعنی جبریل فاخذتنی
رجفۃ شدیدۃ فاتیت خدیجۃ فقلت دثروونی فدثروونی فصبوا علی ماء فانزل اللہ
تعالی یا ایہا المدثر قم فانذر وربک فکبر وثیابک فطہر ترجمہ یحیی کی روایت ہی مین نے ابو سلمہ
سے پوچہا سب سے پہلے قرآن مین سی کیا اوترا انہون نے کہا یا ایہا المدثر مین نے کہا یا اقرا انہون نے کہا مین
نے جابر بن عبد اللہ سی پوچہا قرآن مین سی پہلے کیا اوترا اونہون نے کہا یا یہا المدثر مین نے کہا یا اقرا جابر نے
کہا مین تم سے وہ حدیث بیان کرتا ہون جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سی بیان کی تہی آپ نے فرمایا
مین حرا مین ایک مہینہ تک رہا جب میری مدت منہ کی پوری ہوگئی تو مین اوترا اور وادی کے اندر چلا
کسی نے مجہے آواز دی مین نے سامنے اور پیچہے اور داہنے اور بائین دیکہا کوئی نظر نہ آیا پہر کسی نے مجہے آواز
دی مین نے دیکہا کسی کو نہ پایا پہر کسی نے مجہے آواز دی تو مین نے سر اوپر اٹہایا دیکہا تو وہ ہوا مین ایک تخت
پر ہین یعنی جبرئیل علیہ السلام مجہی پر دیکہکر لرزہ چڑہ آیا سخت (ہیبت کی مارے) تب مین خدیجہ پاس
آیا اور مین نے کہا مجہے کپڑا اوڑہا دو کپڑا اوڑہا دو انہون نے کپڑا اوڑہایا اور پانی میرے اوپر ڈالا (ہیبت
دور کرنے کے لیے) تب اللہ تعالی نے یہ آیتین اوتارین یا ایہا المدثر قم فانذر وربک فکبر وثیابک فطہر
(انکا ترجمہ اوپر گزرا) عن یحیی بن ابی کثیر بہذا الاسناد وقال فاذا ہو جالس علی عرش
بین السماء والارض ترجمہ یحیی بن ابی کثیر سے اسی اسناد سی روایت ہی ترجمہ وہی جو اوپر گزرا اسمین
یہ ہی کہ وہ ایک تخت پر تہا زمین اور آسمان کے بیچ مین باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم الی السموات وفرض الصلوات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانون پر تشریف لیجانا (یعنی معراج)
اور نمازون کا فرض ہونا ف نووی نے کہا یہ بہت بڑا باب ہی اور مین اسباب بین مختصر مختصر مطالب
اپنے اپنے موقع پر بیان کرونگا اور قاضی عیاض نے معراج کے بارے مین چند فقرے بہت عمدہ لکہی ہین انہون

نے کہا لوگون نے اختلاف کیا ہے کہ یہ معراج کسی حالت مین تہا تو بعضون نے کہا کہ یہ سب خواب تہا اور جو حق ہے اور اکثر سلف اور متاخرین نے اوسکو اختیار کیا ہے فقہا اور محدثین اور متکلمین مین سے وہ یہ ہے کہ معراج بیداری کی حالت مین تہا اور آپ اپنے جسم کے ساتہہ تشریف لے گئے تہے اور حدیثین اس امر پر دلالت کرتی ہین اور ظاہر سے عدول کرنے کے لیے کوئی وجہ نہین اور نہ یہ محال ہے تاکہ تاویل کی احتیاج ہو اور شریک نے معراج کی روایت مین کئی جگہہ وہم کیا ہے جسپر انکار کیا ہے علمار نے اور امام مسلم نے اسپر تنبیہ کی ہے اور کہا کہ شریک نے اس روایت مین تقدیم اور تاخیر اور کمی اور بیشی کی ہے ایک دن مین سے یہ ہے کہ وہ معراج کو نبوت سے پہلے نقل کرتا ہے حالانکہ یہ غلط ہے معراج کم سے کم نبوت کے پندرہ مہینے کے بعد واقع ہوا اور حربی نے کہا معراج ستائیسوین شب کو ربیع الثانی مین ہجرت سے ایک سال پہلے ہوا اور زہری نے کہا معراج نبوت کے پانچ برس بعد ہوا اور ابن اسحاق نے کہا معراج اوسوقت ہوا جب اسلام مکہ مین پہیل گیا تہا اور عرب کے قبیلون مین اور ان سب قولون مین زہری اور ابن اسحاق کا قول زیادہ ٹہیک ہے اس لیے کہ سب نے بالاتفاق کہا ہے کہ حضرت خدیجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ نماز پڑہی نماز فرض ہونے کے بعد اللہ سبحانہ مین اختلاف نہین کہ حضرت خدیجہ ہجرت سے تین سال پہلے گذر گئین اور بعضون نے کہا پانچ سال پہلے دوسرے یہ کہ علمار نے اتفاق کیا ہے اس امر پر کہ نماز معراج کی رات کو فرض ہوئی پہر معراج نبوت سے پہلے کیونکر ہو سکتا ہے اور یہ جو شریک کی روایت مین ہے آپ سوتے تہے اور دوسری روایت مین ہے کہ مین سونے اور جاگنے کے بیچ مین تہا خانہ کعبہ پاس تو اس سے یہ بات ثابت نہین ہوتی کہ معراج خواب مین تہا کیونکہ یہ حالت اوسوقت کی ہے جب آپ پاس فرشتہ آیا اور حدیث مین اسکا کہان ذکر ہے کہ سارا قصہ خواب مین گزرا تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا نووی نے کہا شریک کے سوا معراج کی حدیثکو اور حافظون اور عالمون نے روایت کیا ہے جیسے ابن شہاب اور ثابت بنانی اور قتادہ نے انس سے اور انہون نے شریک کی باتین بیان نہین کین اور شریک اہل حدیث کے نزدیک حافظ نہین ہے جرح کہتا ہے کہ جن لوگون نے معراج کا حالت بیداری مین جسم کے ساتہہ انکار کیا ہے اونکا انکار دو وجہ سے ہے ایک تو یہ کہ بہقدر تیز حرکت قیاس مین نہین آتی کہ لاکہون کروڑون برسون کا فاصلہ ایک جسم تہوڑے زمانے مین طے کرے اور پہر اسکے اجزا مین اتصال قائم رہے دوسری یہ کہ کہ آسمان مثل پیاز کے چہلکون کے ایک پرت دوسرے پرت سے ملے ہوئے ہین اور وہ پہٹنے اور جڑنے کے قابل نہین ہین۔ دوسرا شبہ تو صرف بطلیموس

کی تقلید سے پیدا ہو گیا تھا کیونکہ اوس نے تو آسمان ٹھوس اور سخت ایک سے ایک ملے ہوئے نکالے اور اسی کا نکالا ہوا نظام مسلمانوں نے عربی زبان میں نقل کیا اور وہی مسلمانوں میں شائع ہوا حالانکہ خود حکما نے اس نظام کو باطل کر دیا اور آسمانوں کا جسم ایسا سخت کہ جس میں کوئی چیز پھر نہ سکے غلط ہوا اور ثابت ہوا یہ امر کہ ہزار ہا ستارے اور اجسام ان آسمانوں میں جو فضا کیطرح معلوم ہوتا ہے پھرا کرتے ہیں اور اگر یہ امر مان لیا جاوے کہ آسمان ٹھوس اور سخت اجسام ہیں تو یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ اون میں دروازے اور رستے نہیں ہیں اور جو یہ بھی فرض کیا جاوے تو یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ وہ پھٹنے اور جڑنے کے لائق نہیں ہیں جو دلیل اگلے حکما نے آسمانوں کے نہ پھٹنے پر قائم کی ہے وہ کئی جگہہ سے مخدوش ہے اور اسکے مقدمات ممنوع ہیں اب رہا پہلا امر تو اوسکا جواب یہ ہے کہ صرف قیاس میں نہ آنے سے کوئی امر محال نہیں ہو سکتا خود زمین کی حرکت کو دیکھو اٹھاون ہزار میل ایک گھنٹے میں طے کرتی ہے یعنی توپ کے گولے سے ایک سو بیس گنا جلد جا رہی ہے پر نہ زمین کے اجزا میں تفرق ہوتا ہے اور نہ ہمکو کسی قسم کی پریشانی ایسی تیز حرکت سے حاصل ہوتی ہے اور جن لوگوں کے نزدیک آفتاب متحرک ہے اور زمین ساکن ہے تو آفتاب زمین سے دس کروڑ میل کے فاصلہ پر ہونے سے اوسکا مدار ساٹھ کروڑ میل کا ہوا اور ساٹھہ کو بہم پر تقسیم کرو تو ہر ایک ساعت میں اڑسٹھ کروڑ میل آفتاب کی حرکت ہوئی حالانکہ اسقدر تیز حرکت سے بھی نہ آفتاب کا جرم پھٹتا ہے نہ اوس کے اجزا میں تفرق ہوتا ہے اب اس سے بھی زیادہ تیز حرکت کو دیکھو روشنی جو آفتاب سے ہم تک آپہونچتی ہے اوسکی حرکت ایک دقیقہ یعنی منٹ میں ایک کروڑ بیس لاکھہ میل ہے اگر کوئی کہے کہ روشنی ایک عرض ہے جو دوسرے جسم سے قائم ہے اور کلام جواہر کی حرکات میں ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ خیال ہی غلط ہے کہ روشنی عرض ہے بلکہ روشنی ایک جسم ہے جو چھوٹے چھوٹے اجزا سے مرکب ہے اور وہ اجزا نہایت تیزی کے ساتھہ روشن جسم سے سب طرف پھینکے جاتے ہیں پھر جب حرکت کی تیزی کی کوئی انتہا نہ نکلی اور نہ جسم کی سختی کی اس صورت میں خداوند کریم قادر مطلق کی قدرت کاملہ سے کچھ بعید نہیں ہے کہ وہ ایک جسم کو جتنی چاہے تیز روی عنایت فرماوے گو ہمارے قیاس اور عادت سے بعید ہو ابوجہل نے اپنے ہی قیاس سے معراج کو بعید سمجھ کر اوسکا انکار کیا اور حضرت صدیق رض نے عقل سلیم سے کام لیا اور معراج کی تصدیق کی وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُتِيْتُ بِالْبُرَاقِ وَهُوَ دَابَّةٌ اَبْيَضُ طَوِيْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ يَضَعُ حَافِرَهُ عِنْدَ

مُنتهى طَرْفِهِ قَالَ فَرَكِبْتُهُ حَتَّى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ قَالَ فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي يَرْبِطُ بِهَا
الْأَنْبِيَاءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ
السَّلَامُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيلُ اخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ قَالَ ثُمَّ
عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ
قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا
أَنَا بِآدَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَاسْتَفْتَحَ
جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِابْنَيِ الْخَالَةِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَيَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا
صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمَا فَرَحَّبَا وَدَعَوَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ
وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِيُوسُفَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَا هُوَ قَدْ
أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ
السَّلَامُ فَقِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقَدْ
بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِإِدْرِيسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ قَالَ
اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ
قَالَ قَدْ بُعِثَ قَالَ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِهَارُونَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى
السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ
مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى عَلَيْهِ
السَّلَامُ فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيلَ
مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ
قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ وَإِذَا
هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُودُونَ إِلَيْهِ ثُمَّ ذُهِبَ بِي إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَإِذَا

وَاِذَا وَرْقُهَا كَاٰذَانِ الْفِيَلَةِ وَاِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ قَالَ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ
فَمَا اَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيعُ اَنْ يَنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا فَاَوْحٰى اِلَيَّ مَا اَوْحٰى فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً
فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً
فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ اِرْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ فَاِنِّيْ قَدْ بَلَوْتُ بَنِيْ
اِسْرَآئِيْلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلٰى اُمَّتِيْ فَحَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى
فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ التَّخْفِيْفَ قَالَ فَلَمْ اَزَلْ
اَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَبَيْنَ مُوْسٰى حَتّٰى قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ
لِكُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرٌ فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلٰوةً وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةً فَاِنْ
عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرًا وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ
سَيِّئَةً وَّاحِدَةً قَالَ فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ
التَّخْفِيْفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے براق لایا گیا ف براق
بضم با اوس جانور کا نام ہے جسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات کو سوار ہوئے تھے زبیدی اور صاحب
تحریر نے کہا کہ براق وہ جانور ہے جسپر تمام پیغمبرون نے سواری کی ہے اور پیغمبرون کا سواری کرنا اسپر دلیل چاہتا
ہے ابن درید نے کہا براق برق سے نکلا ہے برق کہتے ہین بجلی کو اوس جانور کا نام براق ہوا اس لیے کہ اس کی
چال بجلی کیطرح تیز تھی اور بعضون نے کہا اسلیے کہ وہ بجلی کیطرح صاف اور ستھرا اور چمک دار تھا اور بعضون نے
کہا اسلیے کہ وہ سفید تھا قاضی عیاض نے کہا احتمال ہے کہ اس جانور مین دو رنگ ہون کیونکہ برقار اوس بکری کو
کہتے ہین جسکی سفیدی مین سیاہ دھاریان ہون اور حدیث مین خود موجود ہے کہ وہ جانور سفید رنگ تھا تو
برقار بھی سفید مین داخل ہے (نووی) ف اور وہ ایک جانور ہے سفید رنگ کا لمبا گدھے سے اونچا اور خچر
سے چھوٹا اپنے سُم وہان رکھتا ہے جہانتک اوسکی نگاہ پہونچتی ہے (تو ایک لمحہ مین آسمان تک جاسکتا ہے) مینر
اوسپر سوار ہوا اور بیت المقدس تک آیا ف مقدس یا مُقدّس دونون صحیح ہین اور مشہور معنی اسکے
یہ ہین پاکی کا گھر کیونکہ وہان انسان گناہون سے پاک ہوتا ہے یا وہ مکان خود پاک ہے بتون کی نجاست
سے ف وہان اس جانور کو حلقہ سے باندہ دیا جس سے اور پیغمبر اپنے اُن جانورونکو باندہا کرتے تھے (یہ حلقہ مسجد

کے دروازے پر ہے اور باندہ دینے سے یہ معلوم ہوا کہ انسان کو اپنی چیزون کی احتیاط اور حفاظت ضرور ہے
اور یہ توکل کے خلاف نہین) پھر مین مسجد کے اندر گیا اور دو رکعتین نماز کی پڑہین بعد اوسکے باہر نکلا تو حضرت
جبرئیل علیہ السلام دو برتن لیکر آئے ایک مین شراب تہا اور ایک مین دودہ پیش کیا حضرت جبرئیل نے
کہا تم نے فطرت کو اختیار کیا ف نووی نے کہا اس روایت مین اختصار ہے اور مراد یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام
نے آپ کو اختیار دیا کہ ان دونون برتنون مین سے جسکو چاہین اختیار کرین آپ نے دودہ پسند کیا جیسے دوسری
روایت مین ابوہریرہ کے صاف موجود ہے کہ آپکو الہام ہوا دودہ کے اختیار کرنیکا اور فطرت سے مراد اسلام اور
استقامت ہے اور مطلب یہ ہے کہ تمنے اسلام کی علامت کو اور اسپر استقامت کو اختیار کیا اور دودہ اسلام کی
علامت اسوجہ سے ہوا کہ وہ پاکیزہ خوشگوار نیک انجام ہے اور شراب تو سب ناپاکیون کی جڑ ہے اور حال اور مآل
دونون مین برا بیان پیدا کرنے والا ہے انتہے مترجم کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ فطرت سے مراد یہان لغوی معنی کا ہو
یعنے پیدایش اور آفرینش اور مقصود یہ ہو کہ دودہ فطری غذا ہے انسان کی جسپر آدمی پیدا ہوتا ہے تو اوسکی پرورش
بغیر دودہ کے مشکل ہے اور دودہ وہ غذا ہے جو نہایت مقوی سریع الہضم عضا کو بڑہانے والا جسم کو پرورش کرنے
والا ہے اور اسمین غذائیت اور مائیت دونون موجود ہین اور وہ فطری ہے یعنی پیدایشی ہے خداوند کریم نے اس
کو بنایا انسان کی صنعت کو اس مین دخل نہین برخلاف شراب کے کہ نہ اس مین غذائیت ہے جو انسان کے جسم کی
پرورش کے لیے کافی ہو نہ وہ فطری ہے بلکہ انسان کی ترکیب اور صنعت سے تیار ہوا ہے اور جسقدر منفعت اس
سے حاصل ہوتی ہے اوس سے زیادہ ضرر اور نقصان پیدا ہوتا ہے ف پھر جبرئیل ہمارے ساتھ آسمان پر چڑہے
(جب یہان پہونچے) تو فرشتون سے کہا دروازہ کہولنے کے لیے انہون نے پوچہا کون ہے جبرئیل نے کہا جبرئیل
ہے اونہون نے کہا تمہارے ساتھ دوسرا کون ہے جبرئیل نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین فرشتون نے پوچہا
کیا وہ بلائے گئے تہے جبرئیل نے کہا ہان بلائے گئے ہین ف نووی نے کہا یہان سے کئی باتین معلوم ہوئین
ایک یہ کہ جب مکان والا اندر سے پوچہے کون ہے تو اوسکے جواب مین اپنا نام بیان کرے نہ یہ کہے کہ مین کہے کیونکہ
اسکی ممانعت آئی ہے اور مین کہنا بے فائدہ ہے دوسرے یہ کہ آسمان مین دربانی ہین تیسرے یہ کہ دروازون پر
محافظ اور چوکیدار ہین ف پھر دروازہ کہولا گیا ہمارے لیے اور ہمنے آدم علیہ السلام کو دیکہا اونہون نے
مرحبا کہا اور میرے لیے دعا کی بہتری کی ف مرحبا وہ لفظ ہے جسکو عرب کے لوگ مہمان کے آنیکیوقت بولتے
ہین یعنے تم اچہے فراخ اور کشادہ جگہہ مین آئے اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی شخص ملاقات کو آوے اوسکی خاطرداری

کرنا اور کشادہ پیشانی سے ملنا اور اسکی تعریف کرنا بشرطیکہ وہ مغرور نہ ہو درست ہے اور یہ حلیہ ہے انبیا کا
پھر جبرئیل ہمارے ساتھ چڑھے دوسرے آسمان پر اور دروازہ کھلوایا فرشتوں نے پوچھا کون ہے اونہوں نے کہا جبرئیل
فرشتوں نے پوچھا تمہارے ساتھ دوسرا کون شخص ہے اونہوں نے کہا محمد ﷺ مین فرشتوں نے کہا کیا انکو
حکم ہوا تھا بلانیکا جبرئیل نے کہا ہان انکو حکم ہوا ہے پھر دروازہ کھلا تو مین نے دونون خالہ زاد بھائیونکو
دیکھا یعنے حضرت عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو ان دونون نے مرحبا کہا اور میرے لیے بہتری
کی دعا کی پھر جبرئیل ہمارے ساتھ تیسرے آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلوایا فرشتون نے کہا کون ہے جبرئیل
نے کہا جبرئیل فرشتون نے کہا تمہارے ساتھ دوسرا کون ہے جبرئیل نے کہا محمد ﷺ مین فرشتون نے کہا کیا انکو
پیغام کیا گیا تھا بلانے کے لیے جبرئیل نے کہا ہان انکو پیغام کیا گیا تھا پھر دروازہ کھلا تو مین نے حضرت یوسف
علیہ السلام کو دیکھا اللہ نے حسن (جزو صورتی) کا آدھا حصہ انکو دیا تھا اونہون نے مرحبا کہا مجھکو اور نیک دعا
کی پھر جبرئیل ہمکو لیکر چوتھے آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلوایا فرشتون نے پوچھا کون ہے کہا جبرئیل پوچھا
تمہارے ساتھ دوسرا کون ہے کہا محمد ﷺ مین فرشتون نے کہا کیا بلوائے گئے ہین جبرئیل نے کہا ہان بلوائے
گئے ہین پھر دروازہ کھلا تو مین نے ادریس علیہ السلام کو دیکھا اونہون نے مرحبا کہا اور اچھی دعا دی مجھکو
اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہم نے اونہا لیا اور یس کو اونچی جگہہ پر (تو اونچی جگہہ سے یہی چوتھا آسمان مراد ہے)
پھر جبرئیل ہماری ساتھہ پانچوین آسمان پر چڑھے انہون نے دروازہ کھلوایا فرشتون نے پوچھا کون کہا
جبرئیل پوچھا تمہارے ساتھہ کون ہے کہا محمد ﷺ مین فرشتون نے کہا کیا وہ بلائے گئے ہین جبرئیل نے
کہا ہان بلائے گئے ہین پھر دروازہ کھلا تو مین نے حضرت ہارون علیہ السلام کو دیکھا اونہون نے مرحبا کہا اور مجھکو
نیک دعا دی پھر جبرئیل ہمارے ساتھہ چھٹے آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلایا فرشتون نے پوچھا کون ہے
کہا جبرئیل پوچھا اور کون ہے تمہارے ساتھہ اونہون نے کہا محمد ﷺ مین فرشتون نے کہا کیا خدا نے انکو پیام
بھیجا آنے کے لیے جبرئیل نے کہا ہان بھیجا پھر دروازہ کھلا تو مین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا
اونہون نے کہا مرحبا اور اچھی دعا دی مجھکو پھر جبرئیل ہمارے ساتھہ ساتوین آسمان پر چڑھے اور دروازہ
کھلوایا فرشتون نے پوچھا کون ہے کہا جبرئیل پوچھا تمہارے ساتھہ اور کون ہے کہا محمد ﷺ مین فرشتون نے
پوچھا کیا بلوائے گئے ہین اونہون نے کہا ہان بلوائے گئے ہین پھر دروازہ کھلا تو مین نے حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو دیکھا وہ تکیہ لگائے ہوئے اپنی بیٹھ کا بیت المعمور کیطرف (اس سے یہ معلوم ہوا کہ قبلہ کیطرف پیٹھہ کرکے

پیچھا درست ہو) اور یہ بیت ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہیں جو پھر کبھی نہیں آتے ف یہ بیت معمور ایک شہر ہے کعبہ کیواسطے آسمانوں کے اوپر اوسکو معمور اس لیے کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ آباد رہتا ہے ہر روز نئے ستر ہزار فرشتے وہاں عبادت کیلیے آتے ہیں جو پھر کبھی نہیں آتے اس سے معلوم کرنا چاہیے کہ فرشتے کتنے بیحساب ہیں ف پھر جبرئیل مجھکو سدرہ منتہی پاس لے گئے ف سدرہ منتہی ایک درخت ہے ہیر کا ساتویں آسمان کے اوپر وہ حد ہے فرشتوں کے جانے کی یا حد ہے ان کے علم کی اوس سے آگے کا علم سوا خدا کے کسیکو نہیں ہے ابن عباس نے کہا اسکا نام سدرہ منتہی اسلیے ہوا کہ ملائکہ کا علم وہاں تک ختم ہو گیا اور اس سے آگے کوئی نہیں بڑھا سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور عبداللہ بن مسعود سے منقول ہے کہ اوسکو منتہی اس لیے کہتے ہیں کہ جو اوپر سے اترتا ہے وہ وہاں آکر ٹھہر جاتا ہے اور جو نیچے سے چڑھتا ہے وہ بھی وہاں رک جاتا ہے یعنی خدا کا حکم ف اوس کے پتے اتنے اتنے بڑے ہیں جیسے ہاتھی کے کان اور اوس کے بیر جیسے قلہ (ایک بڑا گھڑا جس میں دو مشک یا زیادہ پانی آتا ہے) پھر جب اوس درخت کو اللہ کے حکم نے ڈھانکا تو اوسکا حال ایسا ہو گیا کہ کوئی مخلوق اوسکے خوبصورتی بیان نہیں کر سکتا ف یعنی جب اللہ جل جلالہ کی خاص تجلی اس درخت پر ہوئی تو اس کا رنگ روپ ہی بدل گیا اور حسن و جمال اسکا بے نظیر ہو گیا جسکی تعریف بیان نہیں ہو سکتی پھر ہی مخلوق کی کیا مجال جو اپنے خالق ذوالجلال کی تعریف کر سکے ف پھر اللہ جل جلالہ نے ڈالا میرے دل میں جو کچھ ڈالا اور پچاس نمازیں ہر رات اور دن میں مجھپر فرض کیں جب میں وہاں سے اترا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچے تو انہوں نے پوچھا تمہارے پروردگار نے کیا فرض کیا تمہاری امت پر میں نے کہا پچاس نمازیں فرض کیں انہوں نے کہا پھر لوٹ جاؤ اپنے پروردگار کے پاس ف اس سے صاف ثابت ہوتا ہے عقیدہ سلف امت کا کہ خدا تعالے اپنے عرش پر آسمانوں کے اوپر ہے ورنہ لوٹ جانے کو کیا معنے ہوں گے ف اور تخفیف چاہو کیونکہ تمہاری امت کو اتنی طاقت نہ ہوگی اور میں نے بنی اسرائیل کو آزمایا ہے اور انکا امتحان لیا ہے میں لوٹ گیا اپنے پروردگار کے پاس ف نووی نے اسمقام پر یہ تاویل کی ہے کہ میں لوٹ گیا اوس مقام پر جہاں میں نے خداوند کریم سے باتیں کی تھیں اور پھر عرض کیا دوبارہ اور نقل کیا اسکو مولانا ابوالطیب نے سراج الوہاج میں اور نہیں دیکھا میں نے اس تاویل کو مگر یہ تاویل مردود ہے اور نووی نے متاخرین متکلمین کی تقلید کر کے یہ تاویل کی جو خداوند کریم کو جہت اور مکان سے منزہ خیال کرتے ہیں اور علماء حدیث اور سلف صالحین کے مذہب پر اس حدیث میں کوئی

تاویل کی ضرورت نہین اسلیے کہ اون کے نزدیک خدا کا مکان عرش ہے اور وہ جہت فوق مین ہے پس مطلب حدیث کا صاف ہے کہ مین خداوند کریم کے پاس پہنچ گیا اور جن لوگون نے یہ خیال کیا ہے کہ معاذ اللہ خدا کی ذات ہر جگہ ہے اور عرش سے ذات کو کوئی خصوصیت نہین اون کے طریقہ پر معراج کی کوئی فضیلت نہین نکلتی ہے اور نہ اتنی تکلیف کی کوئی ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ رات کیوقت ساتون آسمانون کا سفر آپکو درپیش ہو کیونکہ اون کے نزدیک تو خدا زمین پر بھی ذات سے موجود ہے پھر ساتون آسمانون کے اوپر جانے سے کیا مقصود تھا لاحول ولا قوۃ یہ کم بخت عقیدہ جہم بن صفوان سے پہلا جس نے جس نے ہزارون مسلمانونکو گمراہ کیا اور ابتک گمراہی اوسکی قائم ہے اور نجات دی اللہ جل جلالہ نے اس شیطان کے شر سے علماء حدیث اور سلف صالحین کو اور جنھون نے اونکی راہ اختیار کی اللہ تعالی ہمکو سلف کی پیروی نصیب کرے اور ہمارا حشر اونہی کے ساتھ کرے آمین یارب العالمین ف اور عرض کیا اے پروردگار تخفیف کر میری امت پر اللہ تعالی نے پانچ نمازین گھٹا دین ف اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل جلالہ سے بلا واسطہ کلام کیا اور خدا تعالی نے آپکو جواب دیا اب وہ لوگ جو کہتے ہین معاذ اللہ خدا بات نہین کرتا نہ اوسکی بات مین آواز اور حروف ہین وہ گویا حدیثون اور آیتون کا رد کرتے ہین جنمین صاف اللہ تعالی کا بات کرنا اور سمعین آواز ہونا ثابت ہے ف مین لوٹکر حضرت موسی علیہ السلام پاس آیا اور کہا کہ پانچ نمازین اللہ تعالی نے مجھے معاف کردین انہون نے کہا تمہاری امت کو اتنی طاقت نہوگی تم پھر جاؤ اپنے رب کے پاس اور تخفیف کراؤ آپ نے فرمایا مین اسیطرح برابر اپنے پروردگار اور حضرت موسے کے بیچ مین پھرا کیا یہانتک کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اے محمد وہ پانچ نمازین ہین ہر دن اور ہر رات مین اور ہر ایک نماز مین دس نماز کا ثواب ہے تو وہی پچاس نمازین ہوئین (سبحان اللہ مالک کی کیسی عنایت اپنے غلامون پر ہے کہ پڑہین تو پانچ نمازین اور ثواب ملے پچاس کا اور جو کوئی شخص نیت کرے نیک کام کرنے کی پھر اوسکو نکرے تو اوسکو ایک نیکی کا ثواب ملیگا اور جو کرے تو دس نیکیان ملینگی اور جو شخص نیت کرے برائی کی پھر اوسکو نکرے تو کچھ نہ لکھا جاویگا اور اگر کر بیٹھے تو ایک ہی برائی لکھی جاویگی - آپ نے فرمایا پھر مین اترا اور حضرت موسے علیہ السلام پاس آیا انہون نے کہا پھر جاؤ اپنے پروردگار پاس تخفیف چاہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین اپنے پروردگار پاس پھر پھر کر گیا یہانتک کہ مین شرما گیا اوس سے ف پھر نہی

بار بار عرض کرنے سے اور تخفیف چاہنے سے اب مجھکو شرم آگئی اب نہین جاسکتا گو آپ کو یہ خیال ہو کہ میری امت ان پانچ نمازون کو بھی ہر روز ادا نکر سکے گی پر جو بنظور الٰہی تھا وہ ہوا۔ یہ جو بار بار تخفیف ہوئی تو علماء نے اختلاف کیا ہے اس مین کہ آیا پہلے پچاس نمازون کا جو حکم ہوا تھا وہ وجوبی تھا یا غیر وجوبی خطابی نے کہا کہ وہ حکم غیر وجوبی تھا ورنہ تخفیف کیسی ہوئی اور صحیح یہ ہے کہ وہ حکم وجوبی تھا کیونکہ اگر غیر وجوبی ہوتا تو تخفیف چاہنے کی ضرورت نہ پڑتی اب یہ تخفیف نسخ ہے قبل عمل کے اور وہ جائز ہے **عن** انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُتیت فانطلقوا بی الی زمزم فقال فشرح عن صدری ثم غسل بماء زمزم ثم اُزلت **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس فرشتے آئے اور مجھے لے گئے زمزم کے پاس پھر چیرا گیا سینہ میرا اور دھویا گیا زمزم کے پانی سے پھر چھوڑ دیا گیا مین اپنی جگہ پر **لغت** یعنی اسی جگہ جہان سے لے گئے تھے یعنی اوس صورت مین ہے جب حدیث مین اُزلت بضم تا صیغہ واحد متکلم مجہول ہو اور جو بسکون تا ہو صیغہ واحد مؤنث مجہول تو اس صورت مین اوسکا مفعول مالم یسم فاعلہ محذوف ہوگا اور وہ مذکور ہے برقانی کی روایت مین اس طرح ثم اُزلت علی طست من ذہب محلوۃ حکمۃ یعنے پھر اوتارا گیا مجھپر ایک طشت سونیکا جس مین حکمت بھری ہوئی تھی **عن** انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتاہ جبرئیل وھو یلعب مع الغلمان فاخذہ فصرعہ فشق عن قلبہ فاستخرج القلب فاستخرج منہ علقۃ فقال ھذا حظ الشیطان منک ثم غسلہ فی طست من ذھب بماء زمزم ثم لأمہ ثم اعادہ فی مکانہ وجاء الغلمان یسعون الی امہ یعنی ظئرہ فقالوا ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم قد قتل فاستقبلوہ وھو منتقع اللون قال انس وقد کنت اری اثر ذلک المخیط فی صدرہ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس جبریل علیہ السلام آئے اور آپ لڑکون کے ساتھ کھیل رہے تھے اونہون نے آپ کو پکڑا اور پچھاڑا اور دل چیر کر نکالا پھر اس مین سے ایک پھٹکی جدا کر ڈالے اور کہا کہ اتنا حصہ شیطان کا تھا تم مین پھر اس دل کو دھویا سونیکے طشت مین زمزم کے پانی سے (اس سے یہ نہین نکلتا کہ سونیکے برتن کا استعمال درست ہے کیونکہ یہ برتن آنحضرت کا خاص تھا اور ممکن ہے کہ انکی شریعت ہمارے شریعت کے مغایر ہو اور یہ کہ اوسوقت تک سونیکا استعمال حرام نہین ہوا تھا) پھر جوڑا اوسکو اور اپنی جگہ مین رکھا اور لڑکے دوڑتے ہوئے آپکی مان پاس آئے یعنے آنحضرت کی انا پاس اور کہا کہ محمد مار ڈالے گئے یہ سنکر لوگ دوڑے دیکھا تو آپ

صحیح اور سالم ہیں اور) آپ کا رنگ بدل گیا ہے (ڈرا اور خوف سے) انس نے کہا ہیں اور سلالی کا (جو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کی تھی) آپ کا سینہ پریشان دیکھتا تھا **عن** شریک بن عبداللہ بن ابی نمر قال سمعت انس بن مالک یحدث عن لیلۃ اسری برسول اللہ صلی اللہ علیہ من مسجد الکعبۃ انہ جاءہ ثلاثۃ نفر قبل ان یوحی الیہ وھو نائم فی المسجد الحرام وساق الحدیث بقصتہ نحو حدیث ثابت البنانی وقدم فیہ شیئا واخر وزاد ونقص **ترجمہ** شریک بن عبداللہ سے روایت ہے میں نے سنا انس بن مالک سے وہ بیان کرتے تھے اور اس رات کا جس میں معراج ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کی مسجد سے آپ پاس تین فرشتے آئے وحی آنے سے پہلے اور آپ مسجد میں سوتے تھے پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے ثابت البنانی نے روایت کیا انس سے لیکن آگے بیان کیا بعضی باتوں کو اور پیچھے بیان کیا بعضی باتوں کو اور زیادہ کیا اور کم کیا **عن** انس بن مالک قال کان ابوذر یحدث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فرج سقف بیتی وانا بمکۃ فنزل جبریل علیہ السلام ففرج صدری ثم غسلہ من ماء زمزم ثم جاء بطست من ذھب ممتلئ حکمۃ وایمانا فافرغھا فی صدری ثم اطبقہ ثم اخذ بیدی فعرج بی الی السماء فلما جئنا السماء الدنیا قال جبریل علیہ السلام لخازن السماء الدنیا افتح قال من ھذا قال جبریل قال ھل معک احد قال نعم معی محمد قال فارسل الیہ قال افتح فمن ھذا قال ھذا جبریل قیل ھل معک احد قال نعم معی محمد قال فارسل الیہ قال فنعم المجیء جاء فافتح فاتانا فلما علونا السماء الدنیا فاذا رجل عن یمینہ اسودۃ وعن یسارہ اسودۃ قال اذا نظر قبل یمینہ ضحک واذا نظر قبل شمالہ بکی قال مرحبا بالنبی الصالح والابن الصالح قال قلت یا جبریل من ھذا قال ھذا آدم وھذہ الاسودۃ عن یمینہ وعن شمالہ نسم بنیہ فالذین عن یمینہ اھل الجنۃ والاسودۃ التی عن شمالہ اھل النار فاذا نظر قبل یمینہ ضحک واذا نظر قبل شمالہ بکی قال ثم عرج بی جبریل حتی اتی السماء الثانیۃ فقال لخازنھا افتح قال فقال لہ خازنھا مثل ما قال خازن السماء الدنیا ففتح قال انس بن مالک فذکر انہ وجد فی السمٰوٰت ادم وادریس وعیسی وموسی وابراھیم علیھم الصلوٰۃ والسلام ولم یثبت کیف منازلھم غیر انہ ذکر انہ قد وجد ادم فی السماء الدنیا وابراھیم فی السماء السادسۃ قال فلما مر جبریل ورسول اللہ یا ادریس قال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح قال ثم مر فقلت من ھذا قال ھذا ادریس قال ثم عرج بنا حتی اتی السماء الرابعۃ فاستفتح قیل من ھذا قال جبریل قیل ومن معک قال محمد قیل وقد بعث الیہ قال نعم فلما اتینا علی ادریس قال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح فقلت من ھذا قال ھذا موسی قال ثم مررت

قال

قال

النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عندہ

فقال

ادم علیہ السلام

بعیسیٰ قال مرحبا بالنبی الصالح والابن الصالح قلت من هذا قال هذا عیسیٰ بن مریم قال ثم مررت بابراهیم فقال مرحبا بالنبی الصالح
والابن الصالح قال قلت من هذا قال هذا ابراهیم علیه السلام قال ابن شهاب واخبرنی ابن
حزم ان ابن عباس وابا حبة الانصاری کانا یقولان قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم عرج
بی حتی ظهرت لمستوی اسمع فیه صریف الاقلام قال ابن حزم وانس بن مالک قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم ففرض الله علی امتی خمسین صلوة قال فرجعت بذلک حتی امر بموسیٰ فقال موسیٰ
ماذا فرض ربک علی امتک قال قلت فرض علیهم خمسین صلوة قال لی موسیٰ فراجع ربک فان
امتک لا تطیق ذلک قال فراجعت ربی فوضع شطرها قال فرجعت الی موسیٰ علیه السلام
فاخبرته قال راجع ربک فان امتک لا تطیق ذلک قال فراجعت ربی فقال هی خمس وهی
خمسون لا یبدل القول لدی قال فرجعت الی موسیٰ فقال راجع ربک فقلت قد استحییت من
ربی قال ثم انطلق بی جبریل حتی اتی سدرة المنتهی فغشیها الوان لا ادری ما هی قال ثم ادخلت
الجنة فاذا فیها جنابذ اللؤلؤ واذا تربتها المسک تفرد بهذه الجملة

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے کہ ابوذر غفاری
حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ڑا گیا چھت میرے مکان کا اور میں مکہ میں تھا
اور جبریل علیہ السلام اترے اونہوں نے میرا سینہ چیرا پھر اسکو دھویا زمزم کے پانی سے پھر ایک طشت سونے
کا جس میں حکمت اور ایمان بھرا ہوا تھا اور اوندیل دیا اوسکو میرے سینہ میں ف یہ سینہ چیرنا اور دل
کو دھونا اور صاف کرنا کچھ خلاف قیاس نہیں نہ محال ہے خداوند کریم کی قدرت سے یہ امر بالکل بعید معلوم
نہیں ہوتا بلکہ زمانہ حال میں جو انسان نے جراحی میں ایسی ترقی کی ہے کہ اگلے زمانہ میں لوگ اسکو خلاف
قیاس سمجھتے اور طشت میں ایمان اور حکمت بھرنے کے یہ معنی نہیں کہ اس طشت میں کوئی ایسی چیز بھری
تھی جسکے دل میں ڈالنے سے دل روشن ہوگیا اور بھر گیا اور ایمان اور حکمت سے یہ تاویل نووی نے کی ہے
اور میرے نزدیک اس تاویل کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ طشت بھی جنت کا تھا اور جنت کے طشت میں ایمان اور
حکمت کا بھرا جانا بعید نہیں اسلیے کہ جنت عالم آخرت میں سے ہے اور عالم آخرت کے احکام اور میں دہ ان سے بہت
سی چیزیں جنکو ہم یہاں جسمانی اور موجود بالذات خیال نہیں کرسکتے جسمانی اور موجود بالذات ہونگی اسی قبیل
سے ہے اعمال کا تولا جانا میزان کا ذکر کیا جانا قرآن کی سورتوں کا شفاعت کرنا واللہ اعلم ف بعد اسکے
ملا دیا سینے کو اور میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان پر چڑھے مجھ ساتھ لیکر جب دنیا کے آسمان پر پہونچے تو جبریل علیہ السلام

نے دربان کے کہ یہ دار سے کہا کہ کھول اوس نے پوچھا کون ہے جبرئیل نے کہا خبر ئیل نے پوچھا اور بھی کوئی تیرے ساتھ ہے
جبرئیل نے کہا ہان محمد ہین پوچھا کیا وہ بلائے گئے کہا ہان تب اوس نے دروازہ کھولا جب ہم آسمان کے اوپر
گئے تو ایک شخص کو دیکھا جسکی داہنی طرف بہی جمگھٹ تہی (روحون کے) اور بائین طرف بہی جمگھٹ تہے
جب داہنی طرف دیکہتے تو ہنستے اور جب بائین طرف دیکہتے تو روتے اوس نے مجہے دیکہکر کہا مرحبا اے نیکبخت
نبی اور نیک بیٹے ہین نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہے اونہون نے کہا یہ آدم علیہ السلام ہین اور یہ جو لوگون کے
جمگھٹ اون کے داہنے اور بائین ہین یہ اونکی اولاد ہے تو داہنی طرف کے لوگ ہین جو جنت مین جاوینگے
اور بائین طرف کے لوگ ہین جو جہنم مین جاوینگے اسلیے وہ جب داہنی طرف دیکہتے ہین تو خوشی سے
ہنس دیتے ہین اور جب بائین طرف دیکہتے ہین تو رنج کے مارے روتے ہین ف قاضی عیاض
نے کہا اس مقام پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ کافرون کی روحین تو سجین مین رہتی ہین جو ساتوین زمین مین ہے
یا اس کے نیچے ہے یا قبر مین رہتی ہین اور مومنون کی روحین جنت مین آرام پاتی ہین پہر یہ روحین آدم
علیہ السلام کے پاس کیونکر جمع تہین اور اسکا جواب یہ ہے کہ شاید حضرت آدم علیہ السلام کے پاس اون کی روحون
پیش ہونیکا ایک وقت معین ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتفاق سے اوسی وقت وہان پہنچے تو اون روحون
کو دیکہا اور یہ بہی احتمال ہے کہ کافرون کی ارواح کا جہنم مین اور مومن ارواح کا جنت مین رہنا ہمیشہ نہ ہو بلکہ خاص
ایک وقت مین ہوتا ہو جیسے قرآن مین ہے کہ صبح اور شام جہنم کے سامنے وہ کیجاوینگے اور حدیث مین ہے
مومن کے سامنے اسکا ٹہکانا جنت مین پیش کیا جاویگا اور اس سے کہا جاویگا کہ تیرا یہ ٹہکانا ہے یہانتک کہ
اللہ تعالی پہونچاوے تجہکو اس جگہہ اور یہہ بہی احتمال ہے کہ جنت حضرت آدم علیہ السلام کی داہنی طرف ہو
اور جہنم بائین طرف واللہ تعالی اعلم ف پہر آپنے فرمایا جبرئیل علیہ السلام مجہکو لیکر چڑہے یہانتک کہ
دوسرے آسمان پر پہونچے اور اسکے چوکیدار سے کہا دروازہ کہول اوس نے بہی ایسا ہی کہا جیسے پہلے آسمان کے
چوکیدار نے کہا تہا پہر دروازہ کہولا انس بن مالک نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانون پر حضرت آدم
اور ادریس اور عیسی اور موسی اور ابراہیم علیہم السلام سے ملاقات کی اور یہ بیان نہین کیا کہ ان مین سے ہر ایک
کون سے آسمان پہ ملا پر اتنا کہا کہ آدم سے پہلے آسمان پہ ملاقات ہوئی اور ابراہیم سے چہٹے آسمان پہ ہوئی
جب جبرئیل اور آپ حضرت ادریس کے پاس سے گذرے تو انہون نے کہا مرحبا اے نبی صالح اور بہائی صالح آپ
نے پوچہا یہ کون ہین جبرئیل نے کہا یہ ادریس علیہ السلام ہین پہر ہین حضرت موسی علیہ السلام پر سے گذرا اونہون

نے کہا مرحبا ای نبی صالح اور بھائی صالح میں نے پوچھا یہ کون ہیں انہوں نے کہا یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں
پھر میں حضرت عیسیٰ پر سے گذرا انہوں نے کہا مرحبا ای نبی صالح اور بھائی صالح میں نے پوچھا یہ کون ہیں انہوں
نے کہا عیسیٰ ہیں مریم کے بیٹے پھر میں حضرت ابراہیم پر سے گزرا انہوں نے کہا مرحبا ای نبی صالح اور بیٹے صالح
میں نے پوچھا یہ کون ہیں انہوں نے کہا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں ف قرطبی نے کہا اس روایت
میں جو ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات چھٹے آسمان پر مذکور ہے یہ مخالف ہے اس روایت کے جو پہلے گزری جس
میں ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات ساتویں آسمان پر مذکور ہے تو اگر معراج دو بار ہوا ہو اس صورت
میں کوئی اشکال نہیں اسلیے کہ ایک بار چھٹے آسمان پر ملا ہوں اور دوسری بار ساتویں آسمان پر اور
جو ایک ہی بار ہوا ہو تو شاید ابراہیم علیہ السلام چھٹے آسمان پر ملکر پھر ساتویں پر بھی آپ کے ساتھ چلے گئے
ہوں واللہ اعلم ف ابن شہاب نے کہا مجھ سے ابن حزم نے بیان کیا کہ ابن عباس اور ابو حبہ انصاری
(عامر یا مالک یا ثابت) دونوں کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میں چڑھا یا گیا ایک ایسے
بلند مقام پر جہاں میں سنتا تھا قلموں کی آواز ف جو فرشتوں کے لکھنے سے نکلتی تھی اور یہ لکھنا
فرشتوں کا یا تو اللہ کے احکام اور وحی کو لکھنا یا وہ لوح محفوظ سے نقل کرتے تھے قاضی عیاض نے کہا یہ
دلیل ہے اہلسنت کے مذہب کی کہ وحی اور مقادیر اللہ تعالیٰ کی کتاب لوح محفوظ میں لکھے ہیں اور لکھی جاتی ہیں قلموں
سے اور وہی جانتا ہے اسکی کیفیت کو جو آیات اور احادیث صحیحہ میں وارد ہے وہ اپنے ظاہر پر محمول ہے
پر اوسکی کیفیت و صورت اور جنس کو خدا ہی خوب جانتا ہے یا وہ شخص جانتا ہے جسکو خدا بتلا دے اپنے
فرشتوں اور پیغمبروں میں سے اور جو لوگ اس قسم کی آیتوں یا حدیثوں کی تاویل کرتے ہیں اور ظاہر سے انکو
پھیرتے ہیں وہ ضعیف النظر ہیں اور ضعیف الایمان اسلیے کہ جب شریعت مقدسہ میں یہ امور وارد ہیں اور
عقلاً محال نہیں ہیں تو ان میں تاویل کی کیا ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے
جیسے چاہتا ہے اور یہ لکھنا ایک حکمت الٰہی ہے جس سے وہ غیب کی باتیں اپنے بندوں کو بتانا چاہتا ہے
ورنہ وہ خود بے پرواہ ہے کتابوں سے اور اسکو یاد رکھنے کے لیے لکھنے کی ضرورت نہیں ۔ قاضی نے کہا ہے
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا اس مقام تک جانا اور ساری پیغمبروں کے مقاموں سے آگے بڑھ جانا دلیل ہے ہمارے
پیغمبر کی افضلیت کی اور پیغمبروں پر اور بزار نے ایک روایت حضرت علی سے معراج میں کی ہے اوسمیں یہ ہے
کہ جبرئیل علیہ السلام آپکے ساتھ چلے یہانتک کہ پردے کے پاس پہنچے وہاں سے ایک فرشتہ نکلا جبرئیل نے کہا

قسم اوسکی جس نے تجھے سچا پیغمبر کرکے بھیجا مین جب سے پیدا ہوا مین نے اس فرشتے کو نہین دیکھا حالانکہ مین سب مخلوقات مین خدا سے زیادہ نزدیک ہون اور دوسری روایت مین ہے کہ پھر جبرئیل مجھسے جدا ہوگئے اور آوازین سب موقوف ہوگئین تمام ہوا کلام قاضی کا ف ابن حزم نے کہا اور انس بن مالک نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اللہ تعالی نے میری امت پر پچاس نمازین فرض کین مین لوٹ کر آیا جب موسی پاس پہونچا تو انہون نے پوچھا اللہ نے کیا فرض کیا تمہاری امت پر مین نے کہا پچاس نمازین اون پر فرض کین موسی نے کہا تم پھر لوٹ جاؤ اپنے رب کے پاس کیونکہ تمہاری امت مین اسقدر طاقت نہین میں لوٹ کر گیا اپنے پروردگار کے پاس اوس نے ایک حصہ معاف کردیا ف حدیث مین شطر کا لفظ وارد ہے جسکے معنی نصف کے ہین یعنی پچیس نمازین معاف کردین اس صورت مین یہ مخالف نہ ہوگا پہلی روایت کے جس مین پانچ پانچ نمازون کا معاف ہونا مذکور ہے کیونکہ شطر کے معاف ہونے سے یہ غرض نہین کہ ایک ہی بار مین شطر معاف ہوگیا بلکہ کئی بار مین معاف ہوا اور قاضی عیاض نے کہا کہ شطر سے ایکحصہ مراد ہے یعنی پانچ نمازین اور نصف مراد نہین ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے پر اسکی ضرورت نہین کیونکہ یہ حدیث مختصر ہے اسمین کئی بار لوٹنے کو بیان نہین کیا واللہ اعلم ف پھر مین لوٹ کر حضرت موسی پاس آیا اور ان سے بیان کیا اونہون نے کہا لوٹ جاؤ اپنے پروردگار کے پاس کیونکہ تمہاری امت کو اتنی طاقت نہین مین پھر لوٹا اپنے رب کے پاس اوس نے فرمایا پانچ نمازین ہین اور وہ پچاس کے برابر ہین میری بات نہین بدلتی آپ نے فرمایا مین پھر لوٹ کر آیا موسی علیہ السلام پاس انہون نے کہا پھر جاؤ اپنے پروردگار کے پاس مین نے کہا مجھے شرم آئی اپنے پروردگار سے (بار بار عرض کرنے سے) پھر جبرئیل مجھکو لیکر چلے سدرۃ المنتہی پاس اوسپر ایسی رنگ چڑھ گئی جسکو مین نہین سمجھتا وہ کیا ہے پھر مجھے جنت مین لے گئے وہان موتیون کے گنبد تھے اور مٹی اوس کی مشک تھی عن انس بن مالک لعلہ قال عن مالک بن صعصعۃ رجل من قومہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بینما انا عند البیت بین النائم والیقظان اذ سمعت قائلا یقول احد الثلاثۃ بین الرجلین فاتیت فانطلق بی فاتیت بطست من ذھب فیھا من ماء زمزم فشرح صدری الی کذا وکذا قال قتادۃ فقلت للذی معی ما یعنی قال الی اسفل بطنہ فاستخرج قلبی فغسل بماء زمزم ثم اعید مکانہ ثم حشی ایمانا وحکمۃ ثم اتیت بدابۃ ابیض یقال لہ البراق فوق

الجبار ودون البغل يقع خطوه عند اقصى طرفه ثم حملت عليه ثم انطلقنا حتى اتينا السماء
الدنيا فاستفتح جبريل عليه السلام فقيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد
صلى الله عليه وسلم قيل وقد بعث اليه قال نعم قال ففتح لنا وقال مرحبا ولنعم المجيء جاء
قال فاتينا على ادم عليه السلام وساق الحديث بقصته وذكر انه لقي في السماء الثانية
عيسى ويحيى عليهما السلام وفي الثالثة يوسف وفي الرابعة ادريس وفي الخامسة
هارون قال ثم انطلقنا حتى انتهينا الى السماء السادسة فاتيت على موسى فسلمت
عليه فقال مرحبا بالاخ الصالح والنبي الصالح فلما جاوزته بكى فنودي ما يبكيك قال يا
رب هذا غلام بعثته بعدي يدخل من امته الجنة اكثر مما يدخل من امتي قال
ثم انطلقنا حتى انتهينا الى السماء السابعة فاتيت على ابراهيم وقال في الحديث و
حدث نبي الله صلى الله عليه وسلم انه رأى اربعة انهار يخرج من اصلها نهران
ظاهران ونهران باطنان فقلت يا جبريل ما هذه الانهار قال اما النهران الباطنان فنهران
في الجنة واما الظاهران النيل والفرات ثم رفع لي البيت المعمور فقلت يا جبريل ما هذا
قال هذا البيت المعمور يدخله كل يوم سبعون الف ملك اذا خرجوا منه لم يعودوا فيه
اخر ما عليهم ثم اتيت باناءين احدهما خمر والآخر لبن فعرضا علي فاخترت اللبن فقيل
اصبت اصاب الله بك امتك على الفطرة ثم فرضت على كل يوم خمسون صلوة
ثم ذكر قصتها الى اخر الحديث ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے انہوں نے شاید سنا
مالک بن صعصعہ سے جو ایک شخص تھے اونکی قوم میں سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں خانہ کعبہ میں
تھا اور میری حالت خواب اور بیداری کے بیچ میں تھی اتنے میں میں نے سنا ایک شخص کو جو کہتا تھا کہ ہمارے
میں سے تیسرے یہ میں یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پھر میرے پاس آئے اور مجھکو لے گئے پھر میرے پاس ایک طشت لایا گیا سونے
کا اسمیں ایمان بھرا تھا زمزم کا اور میرا سینہ چیرا گیا یہانتک اور یہانتک قتادہ نے کہا جو راوی ہے اس حدیث
کا میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا اس سے کیا مراد ہے انہوں نے کہا یعنی چیرا گیا پیٹ کے نیچے تک اور دل
نکالا گیا اس میں سے پھر دھویا گیا زمزم کے پانی سے پھر رکھا گیا اپنی جگہ پھر بھر دیا گیا ایمان اور حکمت سے پھر
ایک جانور کہ لائے جسکا رنگ سفید تھا اسکو براق کہتے تھے کہ ہے سو اونچا اور خچر سے نیچا وہ اپنا قدم وہاں

یوسف
انتہیٰ

انتہیٰ

الیہ
فقیل لی

رکھتا تھا جہان تک اوسکی نگاہ پہونچتی تھی مجھکو اوسپر سوار کیا پھر ہم چلے یہان تک کہ پہلے آسمان پر آئے جبرئیل نے دروازہ کھلوایا فرشتون نے پوچھا کون ہے کہا جبرئیل کہا تمہارے ساتھہ کون ہے کہا محمد کہا اونہون نے کیا بلوائے گئے ہین وہ جبرئیل نے کہا ہان پھر دروازہ کھلا اور فرشتون نے کہا مرحبا مبارک ہو آپکا تشریف لانا پھر ہم آئے آدم علیہ السلام کے پاس اور بیان کیا حدیث کا پورا قصہ اور ذکر کیا کہ آپ نے دوسرے آسمان پر ملاقات کی عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام سے اور تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام سے اور چوتھے آسمان پر ادریس علیہ السلام سے اور پانچوین آسمان پر ہارون علیہ السلام سے پھر کہا کہ ہم چلے یہان تک کہ چھٹے آسمان پر پہونچے وہان حضرت موسےٰ ملے اونکو مین نے سلام کیا اونہون نے کہا مرحبا نیک بھائی اور نیک نبی جب مین آگے بڑھا تو وہ رونے لگے آواز آئی کہ موسےٰ کیون روتے ہو اونہون نے کہا اے پروردگار اس لڑکے کو تو نے میرے بعد پیمبر کیا اور اسکی امت مین سے جنت مین زیادہ لوگ جاوین گے میری امت سے (تو حضرت موسےٰ کو رنج ہوا اپنی قوم پر حالانکہ اونکی تعداد بہت تھی پر جتنی اون مین کم تھے ہمارے پیمبر کی امت سے) پھر آپنے فرمایا ہم چلے یہان تک کہ ساتوین آسمان پر پہونچے وہان مین نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور بیان کیا اس حدیث مین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین نے چار نہرین دیکھین جو سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ سے نکلتی تھین دو نہرین تو کھلی تھین اور دو نہرین ڈھنپی تھین مین نے کہا اے جبرئیل یہ نہرین کیسی ہین اونہون نے کہا ڈھنپی ہوئی دو نہرین تو جنت مین گئی ہین اور کھلی ہوئین نیل اور فرات مین فت نیل ایک دریا ہے ملک افریقہ مین جسکا طول تین ہزار میل کے قریب ہے اور قاہرہ پایۂ تخت مصر اسی دریا کے کنارے واقعہ ہے ملک مصر کی شادابی اور سرسبزی اسی دریا سے ہے جب یہ دریا اُمڈتا ہے اور پانی اسکا چڑہتا ہے تو تمام ملک سیراب ہوجاتا ہے اور فرات وہ دریا ہے جو عراق عرب مین واقعہ ہے شہر کوفہ جو اب بالکل اوجڑ ہے اسی دریا کے کنارے واقعہ تھا اور وہ واقعہ کربلا اسی دریا کے کنارے واقعہ ہوا تھا پانی اسکا نہایت شیریں اور صاف اور ہاضم ہے ۔ قاضی عیاض نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ زمین سے ہے کیونکہ نیل اور فرات اسکی جڑ سے نکلے ہین نووی نے کہا یہ کچھ ضرور نہین اسلیے کہ احتمال ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ سے یہ دونون دریا نکلے ہون پھر چلے گئے ہون جہان تک اللہ چاہتا اور زمین پر نمودار ہوئے ہون اور یہ امر نہ خلاف شرع ہے نہ خلاف عقل ہے اور ظاہر حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے تو اسی کیطرف جانا چاہیے فت پھر اٹھایا گیا میرے لیے بیت معمور مین نے کہا اے جبرئیل یہ کیا ہے اونہون نے کہا یہ بیت المعمور ہے اسمین ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہین جو پھر کبھی اوسمین نہین آتے پس یہی اون کا

اخیر آنا ہی پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک مین شراب تہا اور ایک مین دودہ دونون میرے سامنے کیے گئے
مین نے دودہ کو پسند کیا اور آواز آئی تہیک کیا تم نے خدا نے تمہین تہیک رستہ پر لگایا اور تمہاری امت پر
تمہارے راستہ پر چلیگی پھر میرے اوپر پچاس نمازین فرض ہوئین روز چھ بیان کیا سارا قصہ اخیر تک **عن**
مالک بن صعصعۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فذکر نحوہ وزاد فیہ فاتیت
بطست من ذھب ممتلیء حکمۃ وایمانا فشق من النحر الی مراق البطن فغسل بماء زمزم
ثم ملیء حکمۃ وایمانا **ترجمہ** مالک بن صعصعہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
وہی حدیث جو اوپر گذری اتنا زیادہ ہے کہ میرے پاس ایک طشت لایا گیا سونے کا جو بھرا ہوا تہا حکمت اور
ایمان سے بھر بھر آگیا سینے سے لیکر پیٹ کے نیچے تک اور دہویا گیا زمزم کے پانی سے اور بھرا گیا حکمت اور ایمان سے
عن قتادۃ قال سمعت ابا العالیۃ یقول حدثنی ابن عم نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم
یعنی ابن عباس قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین اسری بہ فقال موسی ادم
طوال کانہ من رجال شنوءۃ وقال عیسی علیہ السلام جعد مربوع وذکر مالکا
خازن جھنم وذکر الدجال **ترجمہ** قتادہ سے روایت ہے مین نے ابو العالیہ سے سنا وہ کہتے تہے مجھسے
حدیث بیان کی تمہارے پیغمبر کے چچازاد بہائی نے یعنی عبد اللہ بن عباس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ذکر کیا معراج کا تو فرمایا موسی علیہ السلام ایک لمبے آدمی تہے گویا شنوءہ (ایک قبیلہ ہے عرب مین) کے آدمی اور
عیسی علیہ السلام گہونگر والے میانہ قد اور بیان کیا مالک کا جو داروغہ ہے جہنم کا اور ذکر کیا دجال کا **عن**
قتادۃ عن ابی العالیۃ قال حدثنا ابن عم نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم ابن عباس قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مررت لیلۃ اسری بی علی موسی بن عمران رجل
ادم طوال جعد کانہ من رجال شنوءۃ ورایت عیسی بن مریم مربوع الخلق الی الحمرۃ
والبیاض سبط الراس واری مالکا خازن النار والدجال فی ایات اراھن اللہ ایاہ فلا تکن
فی مریۃ من لقائہ قال کان قتادۃ یفسرھا انہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد لقی موسی
علیہ السلام **ترجمہ** قتادہ سے روایت ہے اس نے سنا ابو العالیہ سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے
تمہارے نبی کے چچا کے بیٹے نے ابن عباس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے معراج ہوا
مین موسی بن عمران پر گزرا وہ ایک لمبے آدمی تہے گہونگر والے جیسے شنوءہ کے آدمی ہوتے ہین اور مین نے عیسی

عیسی بن مریم کو وہ میانہ قد تھے اور رنگ ان کا سرخ اور سفید تھا اور بال اون کے سبط جھٹکے ہوئے تھے **ف** سبط کے معنی سیدھے اور صاف جسمین جعد گی نہ ہو اور اوپر کی روایت مین ہی کہ ان کے بال گھونگر تھے تو جواب اسکا یہ ہی کہ گھونگر دو قسم کے ہین ایک تو سخت گھونگر جیسے حبشیون کے بال ہوتے ہین اوسکو عرب مین قطط بولتے ہین اور ایک ہلکے گھونگر جو سیدھے اور صاف ہوتے ہین اور صرف کنارون سے ذرا خمیدہ ایسے بالون کو سبط کہہ سکتے ہین اور بعضون نے کہا کہ پہلی حدیث مین جعد کے لفظ سے گھونگر بال مراد نہین ہین بلکہ جعد جعودت جسم سے مشتق ہے یعنے بدن کا گٹھا اور سخت اور ٹھوس ہونا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ حضرت موسے کی صفت مین ایک روایت مین جعد کا لفظ آیا ہے حالانکہ دوسری روایت مین ہی کہ ان کے بال سیدھے صاف تھے **ف** اور دکھلائے گئے آپکو مالک جہنم کے داروغہ اور دجال اون نشانیون مین جو اللہ نے دکھلائین تو شک نکر آپ کی ملاقات مین موسی علیہ السلام سے **ف** یہ استشہاد ہے آیۃ کریمہ فلا تکن فی مریۃ من لقائہ سے جسکی تفسیر قتادہ نے یہی کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسی سے بیشک ملے ہین اور یہی اختیار کیا ہے ایک جماعت نے جیسے مجاہد اور کلبی اور سدی وغیرہ نے تو آیت کے معنی انکے مذہب پر یہ ہون گے کہ شک مت کر تو اپنی ملاقات مین موسی علیہ السلام سے اور جمہور علماء کے نزدیک آیۃ کے یہ معنی ہین کہ مت شک کر موسی کو کتاب ملنے مین اور یہی مذہب ہے ابن عباس اور مقاتل اور زجاج کا - یہ آیت سورہ الم تنزیل السجدہ پارہ (۲۱) مین ہے اور شروع اس آیت کا یہ ہے ولقد اٰتینا موسی الکتاب اخیر تک **عن** ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر بوادی الازرق فقال ای وادٍ ھذا فقالوا ھذا وادی الازرق قال کانی انظر الی موسی علیہ السلام ھابطا من الثنیۃ ولہ جؤار الی اللہ بالتلبیۃ ثم اتی علی ثنیۃ ھرشی فقال ای ثنیۃ ھذہ قالوا ثنیۃ ھرشی قال کانی انظر الی یونس بن متی علی ناقۃ حمراء جعدۃ علیہ جبۃ من صوف خطام ناقتہ لیف وھو یلبی قال ابن حنبل فی حدیثہ قال ھشیم یعنی لیفا **ترجمہ** عبداللہ بن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی ازرق پر گذرے تو پوچھا یہ کون سی وادی ہے لوگون نے کہا وادی ازرق آپ نے فرمایا گویا مین موسی علیہ السلام کو دیکھ رہا ہون وہ اتر رہے ہین چوٹی سے اور آواز سے لبیک پکار رہے ہین پھر آپ ہرشا کی چوٹی (ایک پہاڑ ہے شام اور مدینہ کے رستے پر جحفہ کے قریب) آپنے پوچھا یہ کونسی پہاڑی ہے لوگون نے کہا یہ ہرشا کی چوٹی ہے آپ نے فرمایا گویا مین دیکھ رہا ہون یونس

کی تکمیل

بن مریم علیہ السلام کو وہ ایک سرخ اونٹنی گشتی ہوئی پر سوار ہیں اور ایک جبہ پہنے ہیں بالوں کا اونکی اونٹنی خلبہ کی ہے اور وہ لبیک کہتے ہیں ہشیم نے کہا خلبہ سے مراد لیف ہے (یعنے کھجور کے درخت کی چھال) قاضی عیاض نے کہا اکثر روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پیغمبروں کو معراج کی رات دیکھا اور یہ امر تصریح کے ساتھ ابو العالیہ کی روایت میں ابن عباس سے موجود ہے اور ابن مسیب کی روایت میں ابو ہریرہ سے مگر اوسمیں لبیک کہنے کا ذکر نہیں ہے اب اگر کوئی کہے کہ یہ پیغمبر تو مر گئے اور وہ آخرت میں گئے اب لبیک کیسے کہتے ہیں اور حج کیسے کرتے ہیں وہ تو عمل کرنیکا مقام نہیں تو ہمارے مشایخ نے اوس کے کئی جواب نکالے ہیں ایک تو یہ کہ پیغمبر شہیدوں کی مثل ہیں بلکہ اون سے بھی افضل ہیں اور شہید زندہ ہیں اپنے پروردگار کے پاس تو کیا بعید ہے کہ وہ حج کریں یا نماز پڑھیں جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے اور جہانتک ان سے ہو سکے خدا سے اور نزدیکی حاصل کریں اور گو وہ مر گئے پر ابھی تک دنیا ہی میں ہیں جو عمل کا مقام ہے البتہ جب قیامت ہو جاویگی اور دنیا کی میعاد ختم ہو جاویگی اوسوقت بھی ختم ہو جاویگا دوسرے یہ کہ آخرت کا عمل ذکر اور دعا ہے فرمایا اللہ تعالے دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ تیسرے یہ کہ شاید یہ خواب ہو کسی اور رات میں سوا معراج کی رات کے جیسے ابن عمر کی روایت میں ہے میں سمجھتا تھا کہ میں اپنے تئیں دیکھتا کعبہ کا طواف کرتے ہوئے اور بیان کیا قصہ عیسی علیہ السلام کا چوتھی یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پیغمبروں کی زندگی کا حال دکھلایا گیا بطور تمثیل کے کہ انکا حج کیسا تھا اور لبیک کیونکر تھی اسلیے کہ خود آپ نے فرمایا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں موسے علیہ السلام اور گویا میں دیکھ رہا ہوں عیسے علیہ السلام کو اور گویا میں دیکھ رہا ہوں یونس علیہ السلام کو پانچویں یہ کہ پیغمبر نے کیا اس بات کو جو وحی کی گئی آپ کیطرف ان پیغمبروں کی کیفیت اور حالت سے اگرچہ آپ نے اپنی آنکھ سے انکو نہ دیکھا ہو تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا (نووی) **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فَقَالَ اَيُّ وَادٍ هٰذَا فَقَالُوْا وَادِي الْاَزْرَقِ قَالَ فَقَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَذَكَرَ مِنْ لَوْنِهِ وَشَعْرِهٖ شَيْئًا لَمْ يَحْفَظْهُ دَاوٗدُ وَاضِعًا اِصْبَعَيْهِ فِيْ اُذُنَيْهِ لَهٗ جُؤَارٌ اِلَى اللّٰهِ بِالتَّلْبِيَةِ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِيْ قَالَ ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى ثَنِيَّةٍ فَقَالَ اَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهٖ قَالُوْا هَرْشٰى اَوْ لِفْتٌ فَقَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى يُوْنُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ عَلَيْهِ جُبَّةُ صُوْفٍ خِطَامُ نَاقَتِهٖ لِيْفُ خُلْبَةٍ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِيْ مُلَبِّيًا **ترجمہ**

مَنِ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عبداللہ بن عباس سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے مکہ اور مدینہ کے بیچ مین ایک وادی پر گذر آپنے پوچھا یہ کون سی وادی ہے لوگون نے کہا وادی ازرق آپنے فرمایا گویا مین دیکھہ رہا ہون موسے علیہ السلام کو یہہ بیان کیا ان کا رنگ اور بالون کا حال جو یاد نہ رہا داؤد بن ابی ہند کو (جو راوی ہے اس حدیث کا) اور انگلیان اپنے کانون مین رکھی ہین اور خدا کو پکار رہے ہین آواز سے لبیک کہکر اس وادی مین سے جا رہے ہین عبداللہ نے کہا پھر ہم چلے یہان تک کہ ایک ٹیکڑی پر آئے آپنے فرمایا یہ کون سا ٹیکرہ ہے لوگون نے کہا ہرشا کا یا لفت کا آپ نے فرمایا گویا مین دیکھہ رہا ہون یونس علیہ السلام کو ایک سرخ اونٹنی پر ایک جبہ صوف کا پہنے ہوے اور اگلی اونٹنی کی نکیل کھجور کے چھال کی ہے اس وادی مین لبیک کہتے ہوئے جا رہے ہین عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ فَقَالُوا إِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ أَسْمَعْهُ قَالَ ذَاكَ وَلَكِنَّهُ قَالَ أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَانْظُرُوا إِلَى صَاحِبِكُمْ لا ذَلِكَ وَأَمَّا مُوسَى فَرَجُلٌ آدَمُ جَعْدٌ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُومٍ بِخُلْبَةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُلَبِّي ترجمہ مجاہد سے روایت ہے ہم عبداللہ بن عباس کے پاس بیٹھے تھے لوگون نے ذکر کیا دجال کا اور کہا کہ اس کے دونون آنکھون کے بیچ مین کافر کا لفظ لکھا ہوگا ابن عباس نے کہا یہ تو مین نے نہین سنا لیکن آپنے فرمایا ابراہیم تو ایسے ہین جیسے تم اپنے صاحب کو دیکھتے ہو (یعنے میری شبیہ ہین صورت مین) اور موسی ایک شخص آدمی گندم رنگ گھونگر بال والے یا گٹھے ہوئے بدن کے سرخ اونٹ پر سوار ہین جسکی نکیل کھجور کی چھال کی ہے گویا مین انکو دیکھہ رہا ہون جب اوترتے ہین وادی مین تو لبیک کہتے ہین عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ فَإِذَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَرَأَيْتُ عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ وَرَأَيْتُ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا دِحْيَةُ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ دِحْيَةُ بْنُ خَلِيفَةَ ترجمہ جابر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے لائے گئے پیغمبر تو موسی علیہ السلام تو بیچ بیچ کے آدمی تھے (یعنے نہ بہت موٹے نہ بہت دبلے گول بدن کے تھے) یا ہلکے بدن کے کم گوشت جیسے شنوءہ (ایک قبیلہ ہے) کے لوگ ہوتے ہین اور مین نے دیکھا عیسی بن مریم علیہ السلام کو ہین سب سے زیادہ انکے

مشابہ عروہ بن مسعود کو پاتا ہون اور مین نے دیکھا ابراہیم علیہ السلام کو سب سے زیادہ ان کے مشابہ تمہارے صاحب ہین (آپ نے اپنے تئین فرمایا) اور مین نے دیکھا جبرئیل علیہ السلام کو (آدمی کی صورت مین) سب سے زیادہ مشابہ ان کے دحیہ ہین اور ابن رحمہ کی روایت مین ہے وحیہ بن خلیفہ عن ابی ہریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین اسری بی لقیت موسی علیہ السلام فنعتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا رجل حسبتہ قال مضطرب رجل الرأس کانہ من رجال شنوءۃ قال ولقیت عیسی علیہ السلام فنعتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فاذا ربعۃ احمر کانما خرج من دیماس یعنی الحمام قال ورأیت ابراہیم علیہ السلام وانا اشبہ ولد بہ قال فاتیت بانائین فی احدہما لبن وفی الاخر خمر فقیل لی خذ ایہما شئت فاخذت اللبن فشربتہ فقال ہدیت الفطرۃ او اصبت الفطرۃ اما انک لو اخذت الخمر غوت امتک۔ مرحمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آپکو معراج ہوا کہ مین موسی علیہ السلام سے ملا پھر آپ نے اونکی صورت بیان کی مین خیال کرتا ہون آپنے یون فرمایا (یہ شک ہے راوی کو) وہ لمبے جہرے والے سیدھے بال والے جیسے شنوءۃ کے لوگ ہوتے ہین اور فرمایا کہ مین عیسی علیہ السلام سے ملا پھر آپ نے انکی صورت بیان کی وہ میانہ قامت ہے سرخ رنگ جیسے ابھی کوئی حمام سے نکلا (یعنے ایسے تروتازہ اور خوش رنگ ہے) اور آپنے فرمایا مین ابراہیم علیہ السلام سے ملا تو مین انکی اولاد مین سب سے زیادہ اون سے مشابہ ہون ف ایک روایت مین موسی علیہ السلام کی نسبت ضرب کا لفظ آیا ہے یعنے پرگوشت اور دوسری روایت مین مضطرب کا یعنے کم گوشت تو دونون مین تعارض ہوا قاضی عیاض نے کہا کہ مضطرب کی شک مین راوی کو شک ہے تو صحیح وہی ضرب کی روایت ہے اور نووی نے کہا تعارض نہین ہے کیونکہ ضرب کے معنے لغت مین ہلکے کم گوشت کے بھی آئے ہین ایسا ہی ابن سکیت اور صاحب مجمل اور زبیدی اور جوہری نے کہا ہے اور عیسی علیہ السلام کی نسبت اس روایت مین ہے کہ انکا رنگ سرخ تھا اور ابن عمر کی روایت مین ہے کہ وہ گندم رنگ تھے اور بخاری نے ابن عمر سے نقل کیا کہ انہون نے سرخ رنگ کا انکار کیا بلکہ قسم کھائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسی کو سرخ رنگ نہین فرمایا اور یہ راوی کا شبہ ہے تو شاید الحمر کے لفظ سے حضرت آدم مراد ہو اور گندمی صرف نہ ہو بلکہ گندمی اور سرخ کے بیچ مین ہو اور یہ جو حدیث مین ہے جیسے حمام سے ابھی کوئی نکلا تو یہ دیماس کے لفظ کا ترجمہ ہے اور دیماس دمس سے مشتق ہے جس کے معنے خاک

مین چھپانا اور یہان یا حمام مراد ہے یا غار اور مرتخانہ اور مطلب یہ ہے کہ ان کا رنگ روپ ایسا تھا جیسے ابھی کسی چیز کو اندر سے نکالین جسپر دھوپ نہ پڑی ہو اور گرد و غبار نہ لگا ہو ف آپ نے فرمایا پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک مین دودھ تھا اور ایک مین شراب اور مجھ سے کہا گیا جسکو چاہو پسند کر لو مین نے دودھ کا برتن لے لیا اور دودھ پیا اوس نے کہا (یعنے اوس فرشتے نے جو یہ دونون برتن لیکر آیا تھا) تمکو راہ ملی فطرت کی یا تم پہونچ گئے فطرت کو (اوسکی تفسیر اوپر گزر چکی) اور جو تم شراب کو اختیار کرتے تو تمہاری امت گمراہ ہو جاتی ہے ف یعنے ساری امت جیسے یہود اور نصاری سب کے سب گمراہ ہو گئے اب انصاف کا یہ حال ہے کہ اون مین بہت فرقے ہین پر جو فرقہ سب مین اچھا خیال کیا جاتا ہے یعنے پروٹسٹینٹ وہ بھی حماقت مین گرفتار ہے اور دین کی پہلی اصل یعنے توحید ہی کو نہین سمجھا مسلمانون مین اگرچہ بہت گمراہ فرقے ہین اور ہزارون لاکھون اونمین نصاری کیطرح سچی توحید پر قائم نہین شرک مین گرفتار ہین پر ایک فرقہ انکا توحید اور اتباع سنت مین نہایت مضبوط ہے اور وہ ہمیشہ قائم رہیگا جو دین کا دشمن اوس کا دشمن اور جو اوسکا دشمن اوسکا دشمن خدا انکا مددگار ہے عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اراني ليلة عند الكعبة فرايت رجلا ادم كاحسن ما انت راى من ادم الرجال له لمة كاحسن ما انت راى من اللمم قد رجلها فهي تقطر ماء متكئ على رجلين او على عواتق رجلين يطوف بالبيت فسالت من هذا فقيل هذا المسيح بن مريم عليه السلام ثم اذا انا برجل جعد قطط اعور العين اليمنى كانها عنبة طافية فسالت من هذا فقيل هذا المسيح الدجال ثم تمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو ایک رات دکھلائی دیا کہ مین کعبے کے پاس ہون مین نے ایک آدمی دیکھا گیہوان رنگ جیسے کہ تو نے بہت اچھی گیہون رنگ کے آدمی دیکھے ہون اوسکے کندہون تک بال ہین جیسے تو نے بہت اچھے کنگھے ہوئے بال دیکھے ہون اور بالون مین کنگھی کی ہے اون مین سے پانی ٹپک رہا ہے (یعنے اون مین تری اور تازگی ایسی ہے جیسے ان بالون مین سے ہوتی ہے جو پانی بھرے ہون یا درحقیقت اون مین سے پانی ٹپکتا ہے) اور یکیہ دو آدمیون پر یا دو آدمیون کے کندہون پر اور طواف کر رہا ہے کعبے کا مین نے پوچھا یہ کون ہے لوگون نے کہا یہ مسیح ابن مریم علیہما السلام ف قاضی عیاض نے کہا اگر یہ قصہ بیداری کا ہے تو بھی کوئی اشکال نہین اسلیے کہ حضرت عیسی علیہ السلام زندہ اور سلامت ہین پھر طواف کرنے مین کیا استبعاد ہے اور اگر یہ خواب کا قصہ ہے جیسے ابن

ابن عمر کی اور دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے تو اس میں وہی تاویلات ہیں جو اوپر گذریں اور ظاہر ہی ہے کہ یہ خواب دیکھا ہوگا اس لیے کہ اس میں دجال کا طواف کرنا ہی مذکور ہے حالانکہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ دجال مکہ اور مدینہ میں نہیں جاوے گا اور مالک کی روایت میں ہے دجال کے طواف کا ذکر نہیں اور شاید کہ حرمت مکہ اور مدینہ کی دجال پر اوس زمانے کے ساتھ خاص ہو جب وہ فساد کرے گا اور مسیح حضرت عیسیٰ کو بھی کہتے ہیں اور دجال کو بھی لیکن حضرت عیسیٰ کو مسیح کہنے کی وجہ میں علماء کا اختلاف ہے واحدی نے کہا ابو عبید اور لیث نے کہا کہ مسیح کی اصل عبرانی زبان میں مشیحا ہے پھر عربوں نے اسکو بدل کر مسیح کر لیا جیسے موسیٰ کی اصل اسکی عبرانی زبان میں موسیٰ یا میشا ہے اس صورت میں یہ لفظ مشتق نہ ہوگا لیکن جمہور علماء کے نزدیک مشتق ہے ابن عباس سے منقول ہے کہ انکو مسیح اس لیے کہتے تھے کہ جب وہ کسی بیمار پر مسح کرتے تھے یعنی ہاتھ پھیرتے تو وہ تندرست ہو جاتا اور ابراہیم اور ابن اعرابی نے کہا مسیح کہتے ہیں صدیق کو اور بعضوں نے کہا اسلیے کہ انکے ملوے دونوں پائوں کے صاف اور برابر تھے بیچ میں گہرا نہ تھا اور بعضوں نے کہا اسلیے کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ ہی تیل لگے ہوئے پیدا ہوئے تھے اور بعضوں نے کہا اسلیے کہ برکت پر پھیری گئی تھی جب وہ پیدا ہوئے اور بعضوں نے کہا اسلیے کہ اللہ نے اوپر ہاتھ پھیرا تھا یعنے خوب صورت پیدا کیا تھا اور اسکے سوا اور وجہیں بھی بیان کی ہیں - اور دجال کو اسلیے مسیح کہتے ہیں کہ اس کی آنکھیں مسیٹی گئی ہیں یا اسلیے کہ وہ کانا ہے اور کانے کو مسیح کہتے ہیں یا اسلیے کہ وہ ساری زمین پر پھیرے گا اپنے نکلنے کے وقت میں (زرقانی) **حدیث** پھر میں نے ایک شخص دیکھا گھنگریالے بالوں والا بہت گھونگر والی آنکھ کا کانا اور اسکی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور میں نے پوچھا یہ کون ہے لوگوں نے کہا یہ مسیح دجال ہے (خدا اسکے شر سے ہر مسلمان کو بچاوے)

حدیث عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَيْسَ بِاَعْوَرَ اَلَا اِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ اَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِئَةٌ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَانِيَ اللَّيْلَةَ فِيْ الْمَنَامِ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُهٗ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ رَجِلُ الشَّعْرِ يَقْطُرُ رَاْسُهٗ مَآءً وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ يَنْفَتِلُ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَرَاَيْتُ وَرَآءَهٗ رَجُلًا جَعْدًا قَطَطًا اَعْوَرَ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَشْبَهِ مَنْ رَاَيْتُ مِنَ النَّاسِ بِابْنِ قَطَنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے انکیدن لوگون کے بیچ مین مسیح دجال کا ذکر کیا تو فرمایا کہ اللہ جل جلالہ کانا نہین ہے و شنا
معاذ اللہ اوسکی تو آنکھین صحیح اور سالم ہین اور ہر طرح کے عیب اور نقص سے اور وہ پاک ہے ہر طرح کے خلل اور
نقصان سے و شنا اور مسیح دجال کانا ہے داہنی آنکھہ کا اوسکی کانی آنکھہ جیسے پھولا انگور (بس یہی ایک کھلی
نشانی ہے اس بات کی کہ وہ مردود جھوٹا ہے خدائی کے دعوی ہین) آپنے فرمایا ایک رات خواب مین مین نے کعبے
کے پاس دیکھا ایک شخص گیہوان رنگ جیسے بہت اچھا کوئی گیہوان رنگ کا آدمی اوس کے بیٹے سر مونڈھون تک تھے
اور بالون مین کنگھی کی ہوئی تھی سر مین سے پانی ٹپک رہا تھا اور اپنے دونون ہاتھہ آدمیون کے مونڈھون پر
رکھے ہوئے طواف کر رہا تھا خانہ کعبہ کا مین نے پوچھا یہ شخص کون ہے لوگون نے کہا یہ مسیح ابن مریم کے بیٹے علیہما السلام
اور ان کے پیچھے مین نے اور ایک شخص دیکھا جو سخت گھونگر یال والا داہنی آنکھہ کا کانا تھا مین نے جو لوگ دیکھے
ہین اون سب مین ابن قطن اوس سے زیادہ مشابہ ہے وہ بھی اپنے دونون ہاتھہ دو آدمیون کے مونڈھون پر رکھے
ہوئے طواف کر رہا تھا مین نے پوچھا یہ کون ہے لوگون نے کہا کہ یہ مسیح دجال ہے عکن اجر عمر
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت عند الکعبۃ رجلا آدم سبط الرأس یہادی رجلین یسکب رأسہ او یقطر رأسہ فسألت من ہذا فقالوا عیسی بن مریم
یدہ علی رجلین
او المسیح بن مریم علیہ السلام لا یدری ای ذلک قال ورأیت وراءہ رجلا احمر جعد الرأس
اعور العین الیمنی اشبہ من رأیت بابن قطن فسألت من ہذا فقالوا المسیح الدجال
عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین نے کعبے کے پاس ایک شخص کو دیکھا جو گندم
رنگ تھا اور اسکے بال لٹکے ہوئے تھے دونون ہاتھہ دو آدمیون کے مونڈھون پر رکھے تھا اور اسکے سر مین سے پانی
بہ رہا تھا مین نے پوچھا یہ کون ہے لوگون نے کہا یہ عیسی ابن مریم کے بیٹے یا یون کہا مسیح ابن مریم کے بیٹے معلوم
نہین کون سا لفظ کہا پھر اسکے پیچھے مین نے اور ایک شخص دیکھا سرخ رنگ گھونگر یال والا داہنی آنکھہ کا
کانا سب سے زیادہ مشابہ اوس سے قطن کا بیٹا ہے مین نے پوچھا یہ کون ہے انہون نے کہا مسیح دجال ہے عکن
جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لما کذبنی قریش قمت فی الحجر فجلی اللہ لی
بیت المقدس فطفقت اخبرہم عن آیاتہ وانا انظر الیہ ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قریش کے لوگون نے مجھے جھٹلایا تو مین حطیم مین کھڑا ہوا اور اللہ تعالی
نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا بیت المقدس کو مین نے اسکی نشانیان قریش کو بتلانی شروع کین اور مین دیکھہ رہا تھا

اوسکو (یعنے بیت المقدس کو) عن عبد اللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بینا انا نائم رایتنی اطوف بالکعبۃ فاذا رجل ادم سبط الشعر بین رجلین ینطف رأسہ ماء او یہراق رأسہ ماء فقلت من ھذا قالوا ابن مریم ثم ذہبت التفت فاذا رجل احمر جسیم جعد الرأس اعور العین کان عینہ عنبۃ طافیۃ قلت من ھذا قالوا الدجال اقرب الناس بہ شبھا ابن قطن ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے میں سو رہا تھا اتنے میں میں نے اپنے تئیں دیکھا طواف کر رہا ہوں خانہ کعبہ کا اور ایک شخص کو دیکھا جو گندم گوں تھا اور بال جھڑے ہوئے تھے سر سے پانی ٹپک رہا تھا یا بہہ رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے لوگوں نے کہا یہ مریم کے بیٹے ہیں پھر میں چلا اور طرف دیکھنے لگا تو ایک شخص کو دیکھا سرخ رنگ موٹا دھنی آنکھ کا کانا گویا اوسکی آنکھ پھولا انگور ہے میں نے کہا یہ کون ہے انہوں نے کہا یہ دجال ہے سب لوگوں میں اوس سے زیادہ مشابہ ابن قطن سے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد رأیتنی فی الحجر وقریش تسألنی عن مسراي فسألتنی عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتہا فکربت کربۃ ما کربت مثلہ قط قال فرفعہ اللہ لی انظر الیہ ما یسألونی عن شیء الا انبأتہم بہ وقد رأیتنی فی جماعۃ من الانبیاء فاذا موسی علیہ السلام قائم یصلی فاذا رجل ضرب جعد کانہ من رجال شنوءۃ واذا عیسی بن مریم علیہ السلام قائم یصلی اقرب الناس بہ شبھا عروۃ بن مسعود الثقفی واذا ابراہیم علیہ السلام قائم یصلی اشبہ الناس بہ صاحبکم یعنی نفسہ فحانت الصلوۃ فأممتہم فلما فرغت من الصلوۃ قال لی قائل یا محمد ھذا مالک صاحب النار فسلم علیہ فالتفت الیہ فبدأنی بالسلام ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے تئیں دیکھا حطیم میں اور قریش مجھ سے میرے سیر کا حال پوچھ رہے تھے (یعنے معراج کا) تو انہوں نے بیت المقدس کی کئی چیزیں پوچھیں جس کو میں بیان نہ کر سکا مجھے بڑا رنج ہوا ایسا رنج کبھی نہیں ہوا تھا پھر اللہ تعالی نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا میں اسکو دیکھنے لگا اب جو بات وہ پوچھتے تھے میں بتا دیتا تھا اور میں نے اپنے تئیں پیغمبروں کی جماعت میں پایا دیکھا تو موسی علیہ السلام کھڑے ہو کے نماز پڑھ رہے ہیں وہ ایک شخص میانہ قد دوش کے اور گھنگھریالے جسم کے جیسے شنوءہ کے لوگ ہوتے ہیں اور دیکھا عیسی بن مریم علیہ السلام کو وہ بھی کھڑے ہو کے نماز پڑھ رہے ہیں سب سے زیادہ مشابہ اونکے میں عروہ بن مسعود ثقفی کو

بیتنا نحن نقلت

کربہا نحن

نحن صلی اللہ علیہ وسلم

پایا ہون اور دیکھا تو حضرت ابرہیم علیہ السلام کھڑے ہوے نماز پڑھ رہے ہین جسے زیادہ مشابہ اون کے تمہارے صاحب ہین آپنے اپنے تئین فرمایا پھر نماز کا وقت آیا تو مین نے امامت کی (اور سب پیغمبرون نے میرے پیچھے نماز پڑہی) جب مین نماز سے فارغ ہوا تو ایک بولنے والا بولا اے محمد یہ مالک ہے جہنم کا داروغہ اس کو سلام کر مین نے اوس کیطرف دیکھا تو اس نے خود پہلے سلام کیا **ف** قاضی عیاض نے کہا ان پیغمبرون کی نماز مین جو گفتگو تھی اوسکا اوپر ہم بیان کر چکے ہین اور کبھی نماز سے ذکر اور دعا مراد ہوتی ہے یا اور کوئی آخرت کا عمل اب اگر کوئی کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسی کو قبر مین نماز پڑہتے دیکھا اور پھر بیت المقدس مین انکے ساتھہ نماز پڑہی پھر آسمان پر اون سے ملے یہ کیسے ہو سکتا ہے تو اسکا جواب یہ ہے قبر مین جو آپنے دیکھا یہ تو معراج سے پہلے تھا اور بیت المقدس مین انکے ساتھہ نماز پڑہی معراج کی رات مین پھر حضرت موسی آپ سے پہلے آسمان پر چلے گئے یا یہ نماز آسمانون سے لوٹنے کے بعد پڑہی ہو واللہ اعلم **عن** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا اُسْرِیَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُنْتُهِیَ بِهٖ اِلٰی سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی وَهِیَ فِی السَّمَآءِ السَّادِسَةِ اِلَیْهَا یَنْتَهِیْ مَا یُعْرَجُ بِهٖ مِنَ الْاَرْضِ فَیُقْبَضُ مِنْهَا وَاِلَیْهَا یَنْتَهِیْ مَا یُهْبَطُ بِهٖ مِنْ فَوْقِهَا فَیُقْبَضُ مِنْهَا قَالَ اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی قَالَ فَرَاشٌ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ فَاُعْطِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا اُعْطِیَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَاُعْطِیَ خَوَاتِیْمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَّا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ مِنْ اُمَّتِهٖ شَیْئًا الْمُقْحِمَاتِ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا تو آپ سدرۃ المنتہی تک پہونچے اور وہ چھٹے آسمان مین ہے **ف** نووی نے کہا سب نسخون مین یون ہی ہے کہ سدرۃ المنتہی چھٹے آسمان مین ہے لیکن اوپر گذرا انس کی روایات مین کہ سدرۃ المنتہی ساتوین آسمان کے اوپر ہے قاضی عیاض نے کہا یہی صحیح ہے اور اکثر کا قول یہی ہے اور ممکن ہے جمع کرنا اندونون روایتون مین اس طرح کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ چھٹے آسمان مین ہو اور ڈالیان اوسکی ساتوین آسمان کے اوپر ہون سہیلی کہ وہ نہایت بڑا درخت ہے اور خلیل نے کہا سدرہ المنتہی ایک درخت ہے ساتوین آسمان مین جو سایہ کیے ہے آسمانون پر اور درخت پر **ف** زمین سے جو چڑہتا ہے وہ یہین آکر ٹہر جاتا ہے پھر لیا جاتا ہے اور جو اوپر سے اوترتا ہے وہ بھی یہین ٹہر جاتا ہے پھر لیا جاتا ہے فرمایا اللہ تعالی نے جب سدرۃ المنتہی کو ڈھانپتی تھین وہ چیزین جو ڈھانپتی تھین عبداللہ نے کہا یعنی پتنگے سو لیکر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دان تین چیزین وی گئین ایک تو پانچ نمازین دوسرے سورہ بقر کی اخیر آیتین تیسرے اللہ نے بخشدیا اوسکی امت مین سے اس

شخص کو شرک کرے اللہ کے ساتھ باقی تمام تباہ کرنیوالے گناہون کو **ف** چاہے اور بڑے بڑے کبیرہ گناہون کو اور مطلب یہ ہے کہ جو شخص اس امت مین سے مرے اور وہ شرک مین گرفتار نہو تو وہ ہمیشہ جہنم مین نہ رہیگا بلکہ کبھی نہ کبھی ضرور بخشا جاویگا اور یہ مراد نہین ہے کہ اسکو عذاب بالکل نہ ہوگا کیونکہ اور نصوص شرعیہ اور اجماع امت سے یہ امر ثابت ہوچکا ہے کہ بعض موحدین کو جو گنہگار ہونگے عذاب دیا جاویگا اور احتمال ہے کہ یہان بعضے خاص لوگ مراد ہون جنکے سب گناہ بخشدیے جاوینگے اور انکو بالکل عذاب نہ ہوگا - یا اللہ تو اپنی عنایت اور کرم سے ہمکو ان لوگون مین کردے اور ہمارے گناہون کو بخشدے اور جیسا تو نے ابتک ہمکو شرک سے بچایا ہے ویسا ہی خاتمہ بھی ہمارا توحید پر کر اور ہمکو مبتلا کر ہمکو شرک سے ہین بیشک تو سب اختیار رکھتا ہے **باب** معنی قول اللہ عزوجل ولقد رآہ نزلۃ اخری وھل رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم ربہ لیلۃ الاسراء ترجمہ اس باب مین یہ بیان ہے کہ ولقد رآہ نزلۃ اخری سے کیا مراد ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حقتعالی جلشانہ کو معراج کی رات مین دیکھا تھا یا نہین **ف** قاضی عیاض نے کہا سلف اور خلف نے اختلاف کیا ہے اس امر مین کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی جلشانہ کو معراج کی رات مین دیکھا تھا یا نہین تو حضرت عائشہ نے انکار کیا ہے دیکھنے کا جیسے خود اس کتاب مین اوپر روایت ہے اور ایسا ہی منقول ہے ابوہریرہ اور ایک جماعت صحابہ سے اور وہی مشہور ہے ابن مسعود سے اور اسیطرف گئی ہے ایک جماعت محدثین کی اور متکلمین کی اور ابن عباس سے یون روایت ہے کہ آپ نے اللہ تعالی کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور ایسا ہی منقول ہے ابوذر اور کعب سے اور حسن بصری اس بات کی قسم کھاتے تھے اور ایسا ہی مروی ہے ابن مسعود اور ابوہریرہ اور امام احمد بن حنبل سے اور اصحاب مقالات نے امام ابو الحسن اشعری اور انکے اصحاب سے نقل کیا ہے کہ آپ نے اللہ تعالی کو دیکھا اور ہمارے بعضے مشایخ نے اس مسئلہ مین توقف کیا ہے اور کہا ہے کہ دیکھنے پر کوئی صاف دلیل نہین لیکن دیکھنا جائز ہے کیونکہ اللہ تعالی کا دیدار دنیا مین ممکن ہے اور حضرت موسی کا درخواست کرنا دیدار کے لیے بھی دلیل ہے امکان کی اسلیے کہ نبی اس امر کی درخواست کیسے کریگا جو اللہ تعالی کی نسبت محال ہو اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے حقتعالی کو دیکھا یا نہین اور قاضی ابوبکر نے کہا کہ حضرت موسی اور ہمارے پیغمبر علیہا السلام دونون نے حق تعالی کو دیکھا اسیطرح علماء نے اختلاف کیا ہے اس مسئلہ مین کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالی سے کلام کیا ہے معراج کی رات کو بلا واسطہ یا نہین اور اشعری اور ایک جماعت متکلمین

کے نزدیک کلام کیا ہے اور بعضون نے اس قول کی نسبت دی جعفر بن محمد اور ابن مسعود اور ابن عباس کیطرف
اسی طرح علمار نے اختلاف کیا ہے اس آیت کے معنون مین ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی یعنے پھر نزدیک ہوا اور اور آیا
اور بعضون نے کہا یہ نزدیک ہونا جبرئیل علیہ السلام سے ہے یا سدرۃ المنتہی سے اور ابن عباس اور حسن اور محمد
بن کعب اور جعفر بن محمد وغیرھم سے منقول ہے کہ یہ نزدیک ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خدای عزوجل سے
ہے اس صورت مین نزدیک ہونے کی تاویل کرنا پڑے گی اور مراد قرب سے یہ ہوگی کہ خدا کی بزرگی آپ پر ظاہر
ہوئی اور انوار معرفت کھل گئے اور غیب کے اسرار معلوم ہوگئے اور قاب قوسین او ادنی کی بھی تاویل
کرنا ہوگی اور ایسی ہی تاویل کیجاوے گی اوسحدیث مین کہ جو شخص ایک بالشت مجھسے نزدیک ہوتا ہے
مین ایک ہاتھ اس سے نزدیک ہوجاتا ہون تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا اور لیکن صاحب تحریر نے تو یہی اختیار کیا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدای عزوجل کو دیکھا اور کہا کہ اس امر پر بہت سی دلیلین ہین پہم اونہی سے
حجت لاتے ہین جو قوی ہین ایک حدیث ہے ابن عباس کی انہون نے کہا کیا تم تعجب کرتے ہو اس بات سے
کہ خلت ابراہیم کو ملی ہو اور کلام موسی کو اور دیدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور عکرمہ سے روایت ہے ابن عباس سے
سوال ہوا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے انہون نے کہا ہان اور شعبہ سے باسناد منقول ہے
اونہون نے قتادہ سے اونہون نے انس سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور حسن قسم کھاتے
تھے اس بات پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے اور اصل اسباب مین حدیث ہے ابن عباس کی
اور ابن عباس عالم ہین اس امت کے اور مشکل مسائل مین لوگ ان کیطرف رجوع کرتے تھے ابن عمر نے اس
مسئلے مین انہی کیطرف رجوع کیا اور اون سے پوچھا بھیجا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے اونہون
نے کہا ہان دیکھا ہے اور حدیث حضرت عائشہ کی ضرر نہین کرتی کیونکہ حضرت عائشہ نے یون نہین کہا کہ
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے مین نے نہین دیکھا اپنے پروردگار کو بلکہ اونہون نے
اپنی راے بیان کی ان آیتون پر خیال کرکے وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ
رَسُوْلًا اور لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ اور صحابی جب کوئی بات کہے اور دوسرے صحابہ اسکے مخالف ہون تو اسکا قول حجت
نہین ہے اور جب صحیح ہوگئین روایتین ابن عباس سے دیدار کے اثبات مین تو ضرور ہے ثابت کرنا اسکا اسلیے
کہ یہ امر عقل سے معلوم نہین ہوسکتا بلکہ ضرور ہے سننا شارع سے اور یہ کوئی نہ سمجھے کہ ابن عباس نے یہی اپنی راے سے اجتہاد
سے دیدار کا ثبوت کیا معمر بن راشد نے کہا جب اختلاف بیان کیا گیا حضرت عائشہ اور ابن عباس کا رویت الہی مین

کہ ہمارے نزدیک حضرت عائشہ ابن عباس سے علم مین زیادہ نہین ہین اور ابن عباس ثابت کرتے ہین ایک امر کو جسکی
نفی کی اور دونون نے اثبات کو نفی کو مقدم رکھا ہے پر تمام ہوا کلام صاحب تحریر کا اور حاصل یہ ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک جیسا اسی کو ہے کہ رسول اللہ صلعم
نے اپنے رب کو اپنی دونون آنکھون سے دیکھا معراج کی رات کو اور دلیل اسکی وہی حدیث ہے ابن عباس وغیرہ کی اور یہ ثابت ہے کہ ابن عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنکر یہ کہا ہوگا اسمین کوئی شک نہین پر حضرت عائشہ نے جو اسکی نفی کی تو وہ کسی حدیث سے نہین کی اور اگر انکے پاس کوئی حدیث ہوتی
تو وہ بیان کرتین بلکہ اونہون نے استنباط کیا آیات سے اور ان کا مطلب آگے ہم بیان کرینگے یہ جو حضرت عائشہ
دلیل لائین اس آیت سے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ سکا جواب تو ظاہر ہے کیونکہ ادراک کہتے ہین احاطہ کو اور اللہ تعالی
کا احاطہ کوئی نہین کرسکتا اور جب نفس سے احاطہ کی نفی نکلی تو اس سے رویت کی نفی نہین نکلتی جو بغیر احاطہ
کے ہو اور لوگون نے انہی جواب دیے ہین اس آیت کے مگر ادون کے بیان کرنے کی ضرورت نہین یہ جواب مختصر
اور عمدہ ہے جو ہم نے بیان کیا اور دوسری دلیل انکی اس آیت سے وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ
وَّرَآئِ حِجَابٍ پر اسکا جواب کئی طرح سے ہے ایک تو یہ کہ روایت کے وقت کلام کا ہونا ضرور نہین تو جائز ہے رویت
بغیر کلام کے دوسرے یہ کہ اس عالم مین سے ہمارے پیغمبر خاص کیے گئے ہین نیسرے یہ کہ وحی سے مراد کلام
ہے بغیر واسطے کے اگرچہ جمہور یون کہتے ہین کہ وحی سے جسکا الہام یا خواب مراد ہے اور حجاب کے یہ معنی ہین کہ خدا
تعالی صاف کہلا بات نہین کرتا بلکہ وہ خدا کا کلام سنتے ہین اور اسکو دیکھتے نہین حجاب سے یہ غرض
نہین کہ وہان کوئی پردہ ہے جو جدا کرتا ہے ایک مقام کو دوسرے مقام سے انتہی ما قال النووی مختصرًا مولانا
ابو الطیب نے سراج الوہاج مین لکھا ہے کہ مجھے جو اس مقام مین معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ اس مسئلے مین خاموشی بہتر
ہے اور غور و خوض کرنا اچھا نہین اسلیے کہ قرآن کی آیتین محتمل ہین اور جب احتمال ہو تو استدلال نہین
ہوسکتا اور جسنے رویت کو ثابت کیا ہے وہ قرآن سے ثابت کرتا ہے حالانکہ قرآن کا حال یہ ہے کہ وہ مجمل ہے اور
ابن عباس کوئی مرفوع حدیث اس باب مین نہین لائے بلکہ انہون نے استدلال کیا آیات سے تو یہ بھی ان کا
اجتہاد ہوا اور اجتہاد کسیکا حجت نہین جبتک اوسپر دلیل نہ ہو اور حضرت عائشہ بھی دلیل لائین اجتہاد سے
اور ان کا استدلال زیادہ واضح ہے اور ایک روایت مین صراحتًا یہ امر ثابت ہے مسروق
سے کہ حضرت عائشہ سے کہا مین نے سب سے پہلے اس آیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا
آپ نے فرمایا مراد اوس سے جبرئیل ہین اور اس سے صاف معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس آیت کی تفسیر کی ساتھ جبرئیل علیہ السلام کے تو اب اس سے پھیرنے کے لیے کوئی دلیل چاہیے

اس لیے ٹھیک ہے کہ توقف کیا جاوے جبتک دلیل قائم نہ ہو اور مین یہ نہین کہتا کہ دیدار الٰہی جائز نہین بلکہ کلام اسمین ہو کہ آیا دیدار ہوا یا نہین اور حدیث موقوف اس باب مین حجت نہین ہو سکتی جب اور کسی دوسری حدیث موقوف ہو اور یہہ مسئلہ عقل اور اجتہاد سے معلوم نہین ہو سکتا بلکہ سماع چاہیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہان پر کوئی سماع مرفوع نہین ہے انتہی مختصرا عَنِ التَّيْمِيِّ قَالَ سَأَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى قَالَ أَخْبَرَنِ ابْنُ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ ترجمہ سلیمان شیبانی سے روایت ہے مین نے زر بن حبیش سے پوچھا اس آیت کو فکان قاب قوسین او ادنے یعنی پھر رہ گیا فرق دو کمان کا یا اس سے بھی نزدیک اونہون نے کہا مجھ سے عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا اُن کے چھ سو بازو تھے ف یعنی اُن کی اصلی صورت پر دیکھا ورنہ اور شکلون سے تو ان کو اکثر آپ دیکھا کرتے تھے عبداللہ بن مسعود بھی جو اس حدیث کے راوی ہین بڑے عالم ہین اس امت کے اور معارض ہوا انکا قول عبداللہ بن عباس کے قول کے نووی نے کہا عبداللہ بن مسعود کا بھی مذہب ہے کہ مراد اس آیت سے جبرئیل ہین لیکن اکثر مفسرین اسطرف گئے ہین کہ مراد دیکھنے سے دیکھنا حق سبحانہ وتعالیٰ کا ہے پھر ان لوگون نے اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا آپنے پروردگار کو اپنے دل کی آنکھ سے دیکھا اور بعضون نے کہا ظاہر کی دونون آنکھون سے دیکھا امام ابوالحسن واحدی نے کہا یہ بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار الٰہی کا معراج کی رات مین ابن عباس اور ابوذر اور ابراہیم تیمی نے کہا کہ آپنے خدا تعالیٰ کو اپنے دل سے دیکھا اور یہ دیکھنا درحقیقت صحیح دیکھنا تھا اسطرح کہ اللہ تعالیٰ نے ایک آنکھ آپکے دل مین پیدا کر دی یا دیکھنے کی قوت دل مین ڈالدی اور آپنے دیکھ لیا جیسے آنکھ سے دیکھتے ہین اور ایک جماعت مفسرین کی اس طرف گئی ہے کہ آپ نے انہی ظاہر کی آنکھون سے خدا تعالیٰ کو دیکھا اور یہی قول ہے انس اور عکرمہ اور حسن اور ربیع کا (نووی) عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى قَالَ رَأَى جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ ترجمہ عبداللہ بن مسعود نے کہا یہ جو حق تعالےٰ نے فرمایا ما کذب الفواد ما رای یعنے جھوٹ نہ دیکھا دل نے جو دیکھا مراد اس سے جبرئیل علیہ السلام کا دیکھنا ہے آپ نے دیکھا اون کو اون کے چھ سو (۶۰۰) بازو تھے

عن عبد الله قال لقد رآى من آيات ربه الكبرى قال رآى جبريل عليه السلام في صورته له ستمائة جناح ترجمہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا یہ جو حق تعالی نے فرمایا لقد رآی من آیات ربہ الکبری بیشک دیکھیں اپنے رب کی بڑی نشانیاں مراد اس سے یہ ہے کہ آپ نے دیکھا جبرئیل علیہ السلام کو انکی اصلی صورت میں چھ سو بازو تھے اور ان کے عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ولقد رآہ نزلۃ اخری قال رآی جبریل علیہ السلام ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں ولقد رآہ نزلۃ اخری یعنے دیکھا انکو دوسری اوتار میں کہ دیکھا آپ نے جبرئیل علیہ السلام کو ف نووی نے کہا یہ جو عبد اللہ بن مسعود اور ابو ہریرہ نے کہا ایسا ہی منقول ہے بہت سلف سے اور یہی روایت ہے ابن عباس اور ابن زید اور محمد بن کعب اور مقاتل بن حیان سے اور ضحاک نے کہا کہ مراد سدرۃ المنتہی کا دیکھنا ہے اور بعضوں نے کہا کہ رفرف سبز کا اور واحدی نے کہا کہ اکثر علماء نے یوں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل کو انکی اصلی صورت میں دیکھا اور یہی مراد ہے آیت سے عن ابن عباس قال رآہ بقلبہ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کو دیکھا اپنے دل سے عن ابن عباس قال ما کذب الفؤاد ما رآی ولقد رآہ نزلۃ اخری قال رآہ بفؤادہ مرتین ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے ما کذب الفؤاد ما رآی ولقد رآہ نزلۃ اخری کی تفسیر میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کو اپنے دل سے دو بار دیکھا ف تو ابن عباس کا یہی قول ہے کہ مراد ان آیتوں میں دیدار الٰہی ہے اور اوپر اسکی تفصیل گذر چکی عن مسروق قال کنت متکئا عند عائشۃ فقالت یا ابا عائشۃ ثلث من تکلم بواحدۃ منھن فقد اعظم علی اللہ الفریۃ قلت ما ھن قال من زعم ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم رآی ربہ فقد اعظم علی اللہ الفریۃ قال وکنت متکئا فجلست فقلت یا ام المؤمنین انظریني ولا تعجلیني الم یقل اللہ عز وجل ولقد رآہ بالافق المبین ولقد رآہ نزلۃ اخری فقالت انا اول ھذہ الامۃ سال عن ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انما ھو جبریل علیہ السلام لم ار ہ علی صورتہ التی خلق علیھا غیر ھاتین المرتین رآیتہ منھبطا من السماء سادا عظم خلقہ ما بین السماء الی الارض

فقالت اولم تسمع ان الله عزوجل يقول لا تدركه الابصار وهو يدرك
الابصار وهو اللطيف الخبير اولم تسمع ان الله يقول وما كان لبشر ان يكلمه
الله الا وحيا او من وراء حجاب او يرسل رسولا الى قوله انه علي حكيم
قالت ومن زعم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كتم شيئا من كتاب الله
فقد اعظم على الله الفرية والله يقول يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من
ربك وان لم تفعل فما بلغت رسالته قالت ومن زعم انه يخبر بما يكون
في غد فقد اعظم على الله الفرية والله يقول قل لا يعلم من في السموات
والارض الغيب الا الله ترجمہ مسروق سے روایت ہین ٹیکیہ لگائے ہوئے تہا حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کے پاس انہون نے کہا اے ابو عائشہ (یہ کنیت ہے مسروق) کی تین باتین ہین
جو کوئی ان کا قائل ہو اس نے بڑا جہوٹ باندہا خدا پر مین نے کہا وہ تین باتین کون سی ہین
انہون نے کہا (ایک یہ ہے) جو کوئی سمجہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکہا
اس نے بڑا جہوٹ باندہا مسروق نے کہا مین ٹیکیہ لگائے تہا یہ سنکر مین بیٹہ گیا اور مین
نے کہا اے ام المؤمنین ذرا مجہے بات کرنے دو اور جلدی مت کرو کیا اللہ تعالے نے نہین
فرمایا ولقد راٰہ بالافق المبین ولقد راٰہ نزلۃ اخری حضرت عائشہ نے کہا اس امت مین سب
سے پہلے مین نے ان آیتون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا آپ نے فرمایا مراد ان
آیتون مین حضرت جبرئیل علیہ السلام ہین مین نے ان کو انکی اصلی صورت پر نہین دیکہا سوا دو
بار کے جسکا ذکر ان آیتون مین ہے مین نے دیکہا انکو وہ اتر رہے تہے آسمان سے اور ان کے
تن و توش کی بڑائی نے آسمان سے زمین تک روک دیا تہا پہر حضرت عائشہ نے کہا کیا تو نے
نہین سنا اللہ تعالی فرماتا ہے لا تدرکہ الابصار وہو یدرک الابصار وہو اللطیف الخبیر کیا تو نے
نہین سنا اللہ تعالی فرماتا ہے ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا
الی قولہ علی حکیم تک ف پہلی آیت سورہ انعام مین ہے (۱۳) رکوع مین ترجمہ اسکا یہ ہے اسکو
نہین پا سکتی آنکہین اور وہ پا سکتا ہے آنکہون کو اور وہ بہید جانتا ہے خبردار۔ اور دوسری
آیت شوری (۵) رکوع مین ہے ترجمہ پوری آیت کا یہ ہے اور کسی آدمی کی صد نہین کہ

اللہ عزوجل

اوس سے بات نہین کرے اللہ مگر اشارہ سے یا پردہ کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی پیغام لانیوالا پھر پہونچادے
وہ اس کے حکم سے جو چاہے وہ سب سے اوپر ہے حکمتون والا - اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یون
کہنا درست ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے اور مطرف بن عبد اللہ نے ایسا کہنا مکروہ جانا ہے اور کہا ہے
یون کہو اللہ تعالی نے فرمایا اور درست کہو اللہ تعالی فرماتا ہے پر مطرف کا یہ قول مخالف ہے صحابہ اور تابعین
کے فعل کے اور صحیح اور مختار یہی ہے کہ دونون طرح کہنا درست ہے اور یہی قول ہے ائمہ سلف اور خلف کا
اور خود قرآن مین موجود ہے وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ اور صحیح مسلم مین ابوذر سے روایت
ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی فرماتا ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اور جس
نے اسکا انکار کیا اوسکے پاس کوئی دلیل نہین ہے (دوسری) ف (دوسری یہ ہے) جو کوئی
خیال کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب مین سے کچھ چھپا لیا تو اس نے بڑا جھوٹ
باندھا خدا پر اللہ فرمایا ہے يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ
یعنے اے پیغام پہونچانے والے پہونچادے جو اترا تجھپر تیرے رب کے پاس سے اور جو تو ایسا نہ
کرے تو تو نے پیغام نہین پہونچایا (تیسرے یہ ہے) جو کوئی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کل ہونیوالی بات جانتے تھے (یعنے آیندہ کا حال) تو اس نے بڑا جھوٹ باندھا اللہ پر اللہ خود فرماتا
ہے کہدو اے محمد آسمانون اور زمین مین کوئی غیب کی بات نہین جانتا سوا خدا کے ف
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیب کا علم خدا ہی سے خاص ہے اور سوا خدا کے کسی اور کو غیب کا
علم نہین پیغمبر ہو یا فرشتہ یا ولی یا صالح یا سلطان یا عارف اور خود اللہ تعالے نے اپنی کتاب
مین ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی بیان کی وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ یعنے اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو مین بڑی بھلائی حاصل کر لیتا
اور مجھے دکھ نہ پہونچتا مین تو ایک کہلا ڈرانیوالا ہون اور جب اللہ اور رسول کے بیان سے
معلوم ہو گیا کہ غیب کا علم سوا خدا کے کسی کو نہین اب دوسرے کے بیان کی کیا حاجت ہے اللہ
تعالی ہدایت کرے اون بدعتیون کو جو غیب کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اور اولیا
اور مشایخ کے لیے ثابت کرتے ہین اور اسپر کوئی دلیل نہین بلکہ دلیل اوس کے خلاف
مین موجود ہے خدا جانے اون کی عقلون پر کیا مار پڑی ہے اور شیطان اون کو

کہان اوندہا کرتا ہے خدا تعالی ہمکو اور ہر طریقہ کے لوگون کو ایسے خیالون سے بچاوے (سراج الوہاج) عکرمہ داود بہذا الاسناد نحو حدیث ابن عیینہ وزاد قالت ولو کان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کاتما شیئا مما انزل علیہ لکتم ہذہ الآیۃ واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ امسک علیک زوجک واتق اللہ وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس واللہ احق ان تخشاہ ترجمہ داؤد نے اسی حدیث کو روایت کیا جیسے اوپر گذری اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھپانے والے ہوتے تو چھپاتے اس آیت کو واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ الخ تک ف یہ آیت سورۂ احزاب کے پانچوین رکوع مین ہے ترجمہ اسکا یہ ہے اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جسپر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو اور ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دل مین ایک چیز جو اللہ اسکو کھولا چاہتا ہے اور ڈرتا تھا لوگون سے اور چاہیے اللہ سے زیادہ ڈرنا پھر جب زید تمام کر چکا اوس عورت سے اپنی غرض ہمنے وہ تیرے نکاح مین دی اسلیے کہ مسلمانون پر حرج نہ ہو اپنے لے پالکون کی جورون سے نکاح کرنے مین جب وہ تمام کرین اون سے اپنی غرض اور ہے اللہ کا حکم کرنا۔ مراد اس شخص سے زید بن حارثہ ہے جو لے پالک تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکی بی بی زینب تھین جو آپ کی پھوپھی کی بیٹی تھین جب زید سے انکی نہ بنی تو پہلے آپ نے زید کو نصیحت کی پر دل مین آپ کے یہ خیال تھا کہ اگر زید انکو چھوڑ دے گا تو مین ان سے نکاح کرلون گا آپنے یہ خیال اپنے دل مین رکھا اسلیے کہ کافر اور منافق بدگوئی نکرین کہ محمد اپنے بہو سے نکاح کرنے کے فکر مین ہین اللہ تعالے نے اس ارادے کو ظاہر کر دیا اور نکاح زینب کا آپ سے کر دیا اور کافرون کی طعن و تشنیع کو لغو کر دیا اور فرمایا کہ لے پالک در اصل بیٹا نہین ہے جو اوسکی جورو پالینے والے پر حرام ہو۔ اس آیت مین چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے نصیحت کی اور الزام دیا کہ تو لوگون سے ڈرتا ہے حالانکہ اللہ سے زیادہ ڈرنا چاہیے اور آپکے دل کی بات کو جسکو آپ چھپانا چاہتے تھے فاش کر دیا پس اگر آپ کوئی آیت معاذ اللہ چھپاتے تو اسکو چھپاتے عکن مسروق قال سالت عائشۃ ھل

رَاٰی مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَبَّہٗ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰہِ لَقَدْ قَفَّ شَعْرِیْ لِمَا قُلْتَ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ بِقِصَّتِہٖ رَحَدِیْثُ دَاوٗدَ اَنْمَرُ وَاَطْوَلُ ترجمہ مسروق سے روایت ہے مین نے ام المؤمنین عائشہ سے پوچھا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے اونہون نے کہا سبحان اللہ میری رونین کھڑے ہوگئے (اس بات کے سننے سے) اور بیان کیا حدیث کو اسی طرح لیکن روایت داؤد کی (جو اوپر گزری) بڑی اور پوری ہے عن مَسْرُوْقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَۃَ فَاَیْنَ قَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی قَالَتْ اِنَّمَا ذَاکَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ یَاْتِیْہِ فِیْ صُوْرَۃِ الرِّجَالِ وَاِنَّہٗ اَتَاہُ فِیْ ھٰذِہِ الْمَرَّۃِ فِیْ صُوْرَتِہِ الَّتِیْ ھِیَ صُوْرَتُہٗ فَسَدَّ اُفُقَ السَّمَآءِ ترجمہ مسروق سے روایت ہے مین نے حضرت عائشہ سے کہا (تم تو کہتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو نہین دیکھا پھر اللہ تعالی کا یہ قول کیسے ہے ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی اونہون نے کہا اس آیت سے تو جبرئیل مراد ہین وہ ہمیشہ آپ کے پاس مرد کی صورت مین آتے تھے اور اس مرتبہ خاص اپنی اصلی صورت مین آئے تو سارا کنارہ آسمان کا بھر گیا تھا ف اس صورت مین آیت کے معنے یہ ہونگے کہ پھر نزدیک ہوا جبرئیل اور قریب آگیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور رہ گیا فاصلہ دو کمانون کا یا اس سے بھی نزدیک اور بعضون نے قوس سے ذراع مراد لیا ہے تو معنے یہ ہونگے رہ گیا فاصلہ دو ہاتھ کا یا اس سے بھی کم یعنے آپ مین اور جبرئیل مین اتنا قرب ہوگیا بعد اوسکے اللہ نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو وحی کی عن اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ رَاَیْتَ رَبَّکَ فَقَالَ نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاہُ ترجمہ ابوذر سے روایت ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا آپ نے فرمایا وہ تو نور ہے مین اوسکو کیسے دیکھتا ف نووی نے کہا یعنے حجاب اوسکا نور ہے اور معنے یہ ہے کہ نور کی وجہ سے مین اسکو دیکھ نہ سکا کیونکہ جب نور بہت ہوتا ہے تو آنکھ چکا چوندہ ہوجاتی ہے اور کچھ دکھلائی نہین دیتا عرفا کے نزدیک اس حدیث کے یہ معنے ہین کہ اللہ تعالی جلشانہ نور ہے اور ظہور ہے یعنے اسی کی وجہ سے سب کی ہستی اور نمایش ہے جیسے قرآن مین ہے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اگر یہ نور نہ

ہو تو نہ ہی مثبتی ہو اور کسی چیز کا وجود نہ ہو پھر جیسے نور کیونکر جسے اور چیزیں دکھلائے دیتی ہیں اسی طرح اللہ جلشانہ کی اور مخلوقات کو ہم دیکھتے ہیں پر اسکا دیکھنا دشوار ہے اس لیے کہ ہم مادے اور جسم کی کثافات سے بھری ہوئی ہیں البتہ اللہ تعالے جب اپنے بندوں کو ان علائق جہانی سے صاف کرکے اون کو نورانی کرے گا اوس وقت اپنا نور اون کو دکھا دے گا واللہ اعلم عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ شَقِیْقٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَوْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَسَاَلْتُہٗ فَقَالَ عَنْ اَیِّ شَیْءٍ کُنْتَ تَسْاَلُہٗ قَالَ کُنْتُ اَسْاَلُہٗ ھَلْ رَاَیْتَ رَبَّکَ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ قَدْ سَاَلْتُہٗ فَقَالَ رَاَیْتُ نُوْرًا (مسلم) سَاَلْتُ

عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے میں نے ابوذر سے کہا اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو آپ سے کچھ پوچھتا ابوذر نے کہا تو کیا پوچھتا عبداللہ نے کہا میں یہ پوچھتا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا یا نہیں ابوذر نے کہا میں نے یہ پوچھا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا میں نے ایک نور دیکھا ف یعنے صرف ایک نور مجھے دکھلائی دیا اور کچھ میں نے نہیں دیکھا قاضی عیاض نے کہا یہ بات محال ہے کہ اللہ کی ذات نور ہو کیونکہ نور ایک جسم ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی پاک ہے جسمیت سے یہی مذہب ہے تمام اماموں کا اور یہ جو اللہ نے فرمایا اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اور حدیث میں نور کا اطلاق ذات الٰہی پر کیا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ نور کا خالق ہے اور صاحب ہے نور کا یا نور دینے والا ہے تمام آسمان اور زمین کے لوگوں کا یا نورانی کرنے والا ہے مومنوں کے دلوں کا مفسر جسیم کہتا ہے قاضی عیاض کی یہ تقریر مسلم نہیں اور نہ سلف کی یہ چال ہے بلکہ اللہ تعالی حقیقۃً نور ہے اور نور کا لفظ متعدد نصوص میں اوس پر وارد ہے پھر اوسمیں تاویل کرنے کی ضرورت نہیں اب رہا جسم کا اطلاق تو وہ خدا پر نہ کیا جاوے گا کس لیے کہ شریعت میں یہ لفظ خدا کے واسطے نہیں آیا اسی طرح پر جسم سے تنزیہ اس کی بھی کوئی اصل نہیں عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ کَلِمَاتٍ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنَامُ وَلَا یَنْبَغِیْ لَہٗ اَنْ یَّنَامَ یَخْفِضُ الْقِسْطَ وَیَرْفَعُہٗ یُرْفَعُ اِلَیْہِ عَمَلُ اللَّیْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّھَارِ وَعَمَلُ النَّھَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّیْلِ حِجَابُہُ النُّوْرُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَبِیْ بَکْرٍ النَّارُ لَوْ کَشَفَھَا لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْھِہٖ مَا انْتَھٰی اِلَیْہِ بَصَرُہٗ مِنْ خَلْقِہٖ وَفِیْ رِوَایَۃٍ کَشَفَہٗ

أَبِي بَكْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ وَلَمْ يَقُلْ حَدَّثَنَا ترجمہ ابوبکر سے روایت ہے اعمش سے اور نہیں کہا
ہمکو کہنے ہوکر پانچ باتین سنائین آپنے فرمایا اللہ جل جلالہ نہین سوتا اور سونا اوس کے لائق نہین (کیونکہ
سونا الات اور اعضا کے بدن کی تھکاوٹ سے ہوتا ہے اور خدا تعالے پاک ہے تھکن سے دوسرے یہ کہ سونا
غفلت ہے اور وہ مشل موت کے ہے اور حق تعالی پاک ہے اس سے) جھکاتا ہے ترازو کو اور اونچا کرتا ہے
اوسکو ف بندون کے اعمال اور ارزاق کے تولنے مین نووی نے کہا یہ تمثیل ہے خدا کی تقدیر
کے ترازو سے تولنے کے ساتھ سراج الوہاج مین ہے کہ یہ تمثیل نہین ہے بلکہ حقیقۃً خدا تعالی ایسا
ہی کرتا ہے اور یہی ہے مذہب سلف کا اس قسم کی آیات اور احادیث مین اور تمثیل کے لائق پچھلے
لوگ ہوئے ہین جنکی بات کا کچھ اعتبار نہین ف اوٹھایا جاتا ہے اوسکیطرف رات کا عمل دن
کے عمل سے پہلے اور دن کا عمل رات کے عمل سے پہلے ف یعنی رات مین جو اوسکے بندے
نیک کام کرتے ہین وہ دوسرا دن گذرنے سے پہلے فرشتے اوسکے پاس چڑھا لے جاتے ہین اسیطرح
دن مین جو کام کرتے ہین وہ رات گذرنے سے پہلے شام ہے کو خدا کے پاس لے جاتے ہین - اس
حدیث سے صاف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ خدا تعالے جہت فوق مین ہے اور یہی مذہب ہے اہل
سلف کا رضی اللہ عنہم ف اوسکا پردہ نور ہے ف نووی نے کہا پردہ لغت مین
آڑ اور اوٹ کو کہتے ہین اور یہ شان ہے اون اجسام کی جو محدود ہین اور خدا تعالے پاک ہے جسمیت
اور تحدید سے اس صورت مین پردے سے مراد روکنے والا ہے اوسکا دیدار سے یعنی نور اوس کے دیکھنے
کا مانع ہے کس لیے کہ نور سے آنکھ چکا چوند ہو جاتی ہے سراج الوہاج مین ہے کہ اس تاویل کی ضرورت
نہین بلکہ سلف کا یہ قول ہے کہ جو کچھ شریعت مین آیا ہے اوس کو جانا اوسی طرح جیسے آیا اور اوسکی
کیفیت بیان نہ کرنا اوس مین تاویل اور تعطیل اور تمثیل اور تشبیہ کرنا مقرر ہے کہتا ہے کہ متاخرین
جیسے نووی اور سیوطی اور ابن حجر عسقلانی اور ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق دہلوی نے پچھلے
متکلمین کی تقلید کرکے اس قسم کی آیات اور احادیث مین اکثر ایسی تاویلات کی ہین جو سلف کے
طریقے کے خلاف ہین اسی حدیث مین دیکھیے حجاب کی جو تاویل کی ہے وہ اس بنا پر کہ حجاب
شان ہے اجسام کی حالانکہ ابھی تک یہ امر ہے شریعت سے ثابت نہین ہوا کہ خدا تعالے جسمیت سے
پاک ہے پھر اور آثار اور لوازم جسمیت کا کیا ذکر ہے ف ابوبکر کی روایت مین ہے کہ پردہ اسکا

اگر ہی اگر وہ کھول دیوے اوس پردے کو البتہ اوس منہ کی شعاعین جلادین مخلوق کو جہانتک اوسکی نگاہ پہونچتی ہے ف اوسکی نگاہ تو تمام مخلوق تک پہونچتی ہے پھر اگر وہ اپنا حجاب اٹھالے تو اوس کے روے مبارک کے تجلے کے سامنے کچھ نہ ٹھہرے اور سب جلکر خاک ہوجاوین نووی نے اس مقام پر بیچارے متکلمین کی تقلید سے وجہ کی تاویل ذات سے کی ہے اور یہ غلط ہے حقتعالی کے لیے وجہ اور ید اور عین اور قدم وغیرہ حقیقۃً ثابت ہین آیات اور احادیث سے اور سلف نے ان مین کسی قسم کی تاویل نہین کی نہ تحریف بلکہ تاویل طریقہ ہے جہمیہ معتبدعہ اور معتزلہ کا خذلہم اللہ تعالی اور بعض علماے اہل سنت خدا اونپر رحم کرے اس گمراہی مین پھنس گئے وہ یہ لگے تاویل کرنے اور سلف کے طریقہ کو بھول گئے اللہ تعالی اون کی خطا معاف کرے عن الاغر بن الصباح قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باربع کلمات ثم ذکر بمثل حدیث ابی معاویۃ ولم یذکر من خلقہ وقال حجابہ النور ترجمہ اغر سے اسی طرح دوسری روایت ہے مگر اسمین پانچ باتون کے بدلے چار باتین ہین اور مخلوق کا ذکر نہین اور کہا کہ حجاب اسکا نور ہے عن ابی موسی رضی اللہ عنہ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باربع فقال ان اللہ عزوجل لا ینام ولا ینبغی لہ ان ینام یرفع القسط ویخفضہ ویرفع الیہ عمل النہار باللیل وعمل اللیل بالنہار ترجمہ ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم مین کھڑے ہوکر چار باتین بیان کین کہ یہ کہ اللہ تعالی نہین سوتا اور نہ اوسکے لائق ہے سونا اوٹھاتا ہے ترازو کو اور جھکاتا ہے اوٹھایا جاتا ہے اوسکی طرف دن کا عمل رات کو اور رات کا عمل دن کو باب اثبات رؤیۃ المؤمنین فی الاخرۃ ربہم سبحانہ وتعالی اللہ تعالی کا دیدار مومنون کو آخرت مین ہوگا اسکا ثبوت عن عبداللہ بن قیس عن ابیہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال جنتان من فضۃ انیتہما وما فیہما وما بینہما وجنتان من ذہب انیتہما وما فیہما وما بینہما وما بین القوم وبین ان ینظروا الی ربہم الا رداء الکبریاء علی وجہہ فی جنۃ عدن ترجمہ عبداللہ بن قیس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو جنتین چاندی کی ہونگی اوسکے برتن اور سب چیزین چاندی کی ہونگی اور دو جنتین سونے کی ہونگی اوس کے برتن اور سب چیزین سونے کی ہونگی اور لوگون کو اپنے پروردگار

کے دیکھنے مین کوئی آڑ نہ ہوگی جنت العدن مین سوا ایک بزرگی کی چادر کے جو خدا کے سوا نہ پر ہوگی
ف پھر جب خدا تعالی اوس چادر کو اپنے سونہ سوا اوٹھا وے گا تو سب مین اوسکی روی مبارک
کو دیکھین گے اور اس دیدار سے ایسی خوشی حاصل ہوگی جسکی حد نہین نہ اسکا بیان ہوسکتا ہے
نووی نے کہا تمام اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ خدا تعالی کا دیکھنا ممکن ہے محال نہین ہے
اور انہون نے اتفاق کیا ہے اس پر کہ آخرت مین مومنین اوسکو دیکھین گے اور کافر اس نعمت
سے محروم رہین گے اور معتزلہ اور خوارج اور بعض مرجیہ نے یہ گمان کیا ہے کہ خدا کو اس کے
مخلوق مین سے کوئی نہ دیکھے گا بلکہ خدا کا دیکھنا محال ہے عقلاً اور یہ ایک خطا کے صریح اور جہل
قبیح ہے کتاب اور سنت اور اجماع صحابہ اور سلف امت سے یہ امر ثابت ہے کہ آخرت مین مومنون
کو خدا کا دیدار حاصل ہوگا اور احادیث کو قریب بیس صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت کیا ہے اور قرآن کی آیتین اسباب مین مشہور ہین اور مبتدعتیون نے جو اوپر اعتراض
کیے ہین وہ بھی اہلسنت کی کلام کی کتابون مین ان کے جواب سمیت مذکور ہین اور ہمکو
ان کے بیان کرنے کی ضرورت یہان معلوم نہین ہوتی لیکن دنیا مین اللہ تعالی کا دیکھنا
تو ہم بیان کر چکے کہ وہ ممکن ہے پر جمہور سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ یہ دنیا مین واقع نہوگا اور
امام ابو القاسم قشیری نے ابو بکر بن فورک سے نقل کیا ہے کہ اس مسئلہ مین امام ابو الحسن اشعری کے
دو قول ہین ایک تو یہ کہ دنیا مین خدا کا دیدار واقع ہوا دوسرے یہ کہ اوسکا وقوع نہین ہوا پھر اہل
حق کا مذہب یہ ہے کہ رویت الہی (خدا کا دیدار) ایک قوت ہے جسکو اللہ تعالے اپنی مخلوق مین
مین پیدا کر دیگا اور اوس کے لیے اتصال اور مقابلہ وغیرہ ضرور نہین اور ہمارے دیکھنے مین
یہ باتین اتفاقاً پائی جاتی ہین نہ یہ کہ دیکھنے کی شرط ہین اور متکلمین نے اوس کے کہلے دلائل جو بیان کیے ہین اور اللہ تعالے کے دیدار سے یہ لازم نہین آتا کہ خدا تعالے ایک جہت مین ہو بلکہ
مومنین اوسکو دیکھین گے بغیر جہت کے جیسا اوسکو جانتے ہین بے جہت انتہی مولانا ابو الطیب سلیم
اللہ تعالے نے سراج الوہاج مین لکھا ہے کہ مبتدعتیون نے جو کچھ شبہہ خدا کی رویت مین کیے ہین
ان کے سب کے جوابات دونون اماموں کی تصانیف مین موجود ہین (یعنے امام حافظ شیخ الاسلام
ابن تیمیہ اور امام حافظ شیخ الاسلام ابن قیم قدس سرہما کی تصانیف مین) اور ہم نے بھی

اون کو اپنی بعض کتابون مین بیان کیا ہے لیکن اللہ تعالی کا دیدار دنیا مین تو وہ ممکن ہے پر واقع
نہین ہوا یعنے بیداری مین البتہ خواب مین واقع ہوا ہے جیسے ہم نے ریاض المراض اور تقصار
مین ایک جماعت علماء اور سے نقل کیا ہے یا اللہ تو ہمکو بھی مشرف کر اپنے دیدار سے اور یہ جو
نووی نے کہا کہ خدا کا دیدار بغیر جہت کے ہوگا جیسے اسکا علم بے جہت کہ ہے یہ متکلمن کا طریق ہے
اور اہل حق کا یہ مسلک نہین ان کے نزدیک تو اس قسم کے نصوص کو ظاہر معنے پر رکھنا چاہیے بغیر
تاویل اور تعطیل کے اور حدیث صحیح مین یہ امر موجود ہے کہ خدا کہان ہے آپ نے پوچھا یہ لونڈی ہے اور
ایک حدیث مین ہے کہ آپ نے اشارہ کیا انگلی سے آسمان کیطرف اسی طرح اسباب مین بہت
آیات اور احادیث ہین جن سے خدا کا علو اور فوقیت علی العرش اور آسمان مین ہونا پایا جاتا
ہے پھر یہ قول نووی کا ان سے کیسا مناسبت رکھتا ہے اللہ تعالی رحم کرے اوس آدمی پر جو انصاف کرے
اور تاویل اور تکلف کو دور پھینکے مقترحیم کہتا ہے کہ خدا تعالے کو بے جہت خیال کرنا یہ جہمیہ اور
مبتدعہ اور معتزلہ کا طفیل ہے ورنہ سلف علما اور اہل حدیث سب خدا کو جہت فوق مین سمجھتے
رہے اور حنابلہ جنہم اللہ کا یہی قول ہے پھر جب خدا تعالے ایک جہت مین ہوا تو اوسکی رویت بھی
ایک جہت مین ہو سکتی ہے اور متکلمین نے جو ایک رویت بلا جہۃ بلا مکان نکالی ہے یہ درحقیقت
نفی رویت ہے اور ان کے عقیدے اور منکرین رویت کے عقیدے مین غور کرنے سے کچھ فرق نہین
نکلتا کیونکہ منکرین رویت نے اوسی رویت کی نفی کی ہے جو ظاہر متعارف ہے یعنے ایک چیز کا ایک چیز
کے روبرو ہونا ایک مکان مین ہونا رای اور مرئی مین اسیطرح کی نسبت مقابلہ ہونا مرئی کا ایک جہت
مین ہونا رای سے نہ اس رویت کی جسکو متکلمین نے اختراع کیا ہے اور ان متکلمین نے بہت سے
مسائل مین اسی قسم کی تاویلات کی ہین جو درحقیقت انکار ہین نصوص کے خدا اون لوگون کی خطا
معاف کرے اور ہم نے ان مین سے مسئلہ استوا کو بہت تفصیل سے اپنی کتاب انتہائی الاستوا
مین بیان کیا ہے عن صہیب رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال اذا دخل اہل الجنۃ الجنۃ قال یقول اللہ تبارک و تعالی تریدون شیئا
ازیدکم فیقولون الم تبیض وجوہنا الم تدخلنا الجنۃ وتنجنا من النار قال
فیرفع الحجاب فما اعطوا شیئا احب الیہم من النظر الی ربہم عزوجل

عزوجل المنجنا

ترجمہ صہیب سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنتی جنت میں جا چکیں گے اوسوقت
اللہ تعالیٰ فرماوے گا تم اور کچھ زیادہ چاہتے ہو وہ کہیں گے تو نے سو نہ ہمارے سفید کئے ہمکو جنت
دی جہنم سے بچایا (اب اور کیا چاہیے) پھر پردہ اوٹھہ جاویگا اوس وقت جنتیوں کو کوئی چیز اس سے
بھلی معلوم نہ ہوگی یعنے اپنے پروردگا کیطرف دیکھنے سے عن حماد بن سلمۃ بھذا
الاسناد وزاد ثم تلا ھذہ الآیۃ للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ ترجمہ حماد بن
سلمہ سے اسی اسناد سے یہی حدیث مروی ہے اتنا زیادہ ہے کہ پھر آپنے یہ آیت پڑہی للذین احسنوا الحسنی
وزیادۃ یعنے نیکون کیواسطے نیکی ہے اور زیادہ زیادہ سے مراد دیدار الٰہی ہے جو سب نعمتوں سے
بڑہ کر نعمت دیگا عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ اخبرہ ان ناسا قالوا لرسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ ھل نری ربنا یوم القیمۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ھل تضارون فی القمر لیلۃ البدر قالوا لا یا رسول اللہ قال ھل تضارون
فی الشمس لیس دونھا سحاب قالوا لا قال فانکم ترونہ کذلک یجمع اللہ الناس
یوم القیمۃ فیقول من کان یعبد شیئا فلیتبع فمنھم من یتبع الشمس الشمس
ویتبع من کان یعبد القمر القمر ویتبع من کان یعبد الطواغیت الطواغیت
وتبقی ھذہ الامۃ فیھا منافقوھا فیاتیھم اللہ تبارک وتعالی فی صورۃ
غیر صورتہ التی یعرفون فیقول انا ربکم فیقولون نعوذ باللہ منک ھذا
مکاننا حتی یاتینا ربنا فاذا جاء ربنا عرفناہ فیاتیھم اللہ فی صورتہ التی
یعرفون فیقول انا ربکم فیقولون انت ربنا فیتبعونہ ویضرب الصراط بین
ظھرانی جھنم فاکون انا وامتی اول من یجیز ولا یتکلم یومئذ الا الرسل
ودعوی الرسل یومئذ اللھم سلم سلم وفی جھنم کلالیب مثل شوک السعدان
ھل رأیتم السعدان قالوا نعم یا رسول اللہ قال فانھا مثل شوک السعدان
غیر انہ لا یعلم ما قدر عظمھا الا اللہ تخطف الناس باعمالھم فمنھم المؤمن
بقی بعملہ ومنھم المجازی حتی ینجی حتی اذا فرغ اللہ عز وجل من القضاء بین
العباد وارادان یخرج برحمتہ من اراد من اھل النار امر الملئکۃ ان یخرجوا

فلیتبعہ

فظھرانی

المؤمنون بقیام
المؤمن بقی بعملہ

مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مِمَّنْ اَرَادَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَنْ يَرْحَمَهٗ مِمَّنْ
يَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَيَعْرِفُوْنَهُمْ فِى النَّارِ بِعَرْفِهِمْ بِاَثَرِ السُّجُوْدِ تَاْكُلُ النَّارُ مِنَ ابْنِ
اٰدَمَ اِلَّا اَثَرَ السُّجُوْدِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ اَنْ تَاْكُلَ اَثَرَ السُّجُوْدِ فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ
قَدِ امْتُحِشُوْا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَآءُ الْحَيٰوةِ فَيَنْبُتُوْنَ مِنْهُ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِىْ حَمِيْلِ
السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَآءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَبَقِىَ رَجُلٌ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهٖ عَلَى النَّارِ وَهُوَ
اٰخِرُ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اَىْ رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِىْ عَنِ النَّارِ فَاِنَّهٗ قَدْ
قَشَبَنِىْ رِيْحُهَا وَاَحْرَقَنِىْ ذَكَآؤُهَا فَيَدْعُو اللّٰهَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّدْعُوَهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ
اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى هَلْ عَسَيْتَ اِنْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ بِكَ اَنْ تَسْاَلَ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَا اَسْاَلُكَ
غَيْرَهٗ وَيُعْطِىْ رَبَّهٗ عَزَّوَجَلَّ مِنْ عُهُوْدٍ وَّمَوَاثِيْقَ مَا شَآءَ اللّٰهُ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَنِ
النَّارِ فَاِذَآ اَقْبَلَ عَلَى الْجَنَّةِ رَاٰهَا سَكَتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَىْ رَبِّ
قَدِّمْنِىْ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اَلَيْسَ قَدْ اَعْطَيْتَ عُهُوْدَكَ وَمَوَاثِيْقَكَ لَا تَسْاَلُنِىْ
غَيْرَ الَّذِىْ اَعْطَيْتُكَ وَيْلَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا اَغْدَرَكَ فَيَقُوْلُ اَىْ رَبِّ يَدْعُو اللّٰهَ
حَتّٰى يَقُوْلَ لَهٗ فَهَلْ عَسَيْتَ اِنْ اَعْطَيْتُكَ ذٰلِكَ اَنْ تَسْاَلَ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ
فَيُعْطِىْ رَبَّهٗ مَا شَآءَ اللّٰهُ مِنْ عُهُوْدٍ وَّمَوَاثِيْقَ فَيُقَدِّمُهٗ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَاِذَا قَامَ عَلٰى
بَابِ الْجَنَّةِ انْفَهَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَرَاٰى مَا فِيْهَا مِنَ الْخَيْرِ وَالسُّرُوْرِ فَيَسْكُتُ مَا شَآءَ اللّٰهُ
اَنْ يَّسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَىْ رَبِّ اَدْخِلْنِى الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ اَلَيْسَ قَدْ اَعْطَيْتَ
عُهُوْدَكَ وَمَوَاثِيْقَكَ لَا تَسْاَلُ غَيْرَ مَا اُعْطِيْتَ وَيْلَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا اَغْدَرَكَ فَيَقُوْلُ
اَىْ رَبِّ لَا اَكُوْنَنَّ اَشْقٰى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰى يَضْحَكَ
اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مِنْهُ فَاِذَا ضَحِكَ اللّٰهُ مِنْهُ قَالَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَاِذَا دَخَلَهَا قَالَ
اللّٰهُ لَهٗ تَمَنَّ فَيَسْاَلُ رَبَّهٗ وَيَتَمَنّٰى حَتّٰى اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيُذَكِّرُهٗ مِنْ كَذَا وَكَذَا
حَتّٰى اِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْاَمَانِىُّ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ قَالَ عَطَآءُ بْنُ
يَزِيْدَ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِىُّ مَعَ اَبِىْ هُرَيْرَةَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيْثِهٖ شَيْئًا حَتّٰى اِذَا حَدَّثَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنَّ اللّٰهَ قَالَ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ
اَنَّ لَكَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ مَعَهٗ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ مَا حَفِظْتُ اِلَّا قَوْلَهٗ اِنَّ لَكَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ

القائل

السنت

لا اکونت

عزوجل

اَشْهَدُ اَنِّیْ حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَوْلَہٗ ذٰلِکَ اَیْ عَشَرَۃٌ اَمْثَالِہٖ قَالَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ وَذٰلِکَ الرَّجُلُ اٰخِرُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ دُخُوْلًا الْجَنَّۃَ ۝ ترجمہ ابوہریرہ کی روایت ہے کچھ لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کیا ہم اپنے پروردگار کو دیکھین گے قیامت کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ایک دوسرے کو تکلیف دیتے ہو چودھوین رات کے چاند دیکھنے مین (یعنے ازدحام اور ہجوم کیوجہ سے) یا تم کو کچھ تکلیف ہوتی ہے چودھوین رات کے چاند دیکھنے مین لوگون نے کہا نہین یا رسول اللہ آپ نے فرمایا بھلا تمکو کچھ مشقت ہوتی ہے یا ایک دوسرے کو صدمہ پہونچاتے ہو سورج کے دیکھنے مین جبکہ بادل نہ ہو (اور آسمان صاف ہو) لوگون نے کہا نہین آپ نے فرمایا پھر اسیطرح (یعنے بغیر تکلیف اور مشقت اور زحمت اور ازدحام کے) تم اپنے پروردگار کو دیکھوگے ف یہ تشبیہ ہے دیکھنے کی سورج کے خدا کے دیکھنے کے ساتھہ نہ تشبیہ سورج کی خدا کے ساتھہ کیونکہ سورج ایک مخلوق ہے خدا کا اور مخلوق کسیبات مین خالق کی مثل نہین ہوسکتا فرمایا اللہ تعالے نے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَّھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ اوسکے جوڑ کی کوئی چیز نہین اور وہ سنتا ہے دیکھتا اور مقصود یہ ہے کہ خدا کے دیدار مین کسیطرح کا ہجوم معلوم نہ ہوگا ندیکھنے والے ایک پر ایک گر کر صدمہ پہونچاوینگے بلکہ ہر ایک اپنی جگہہ پر کمال فراغت اور راحت کے ساتھہ خدا کو دیکھے گا جیسے دنیا مین چودھوین رات کے چاند دیکھنے مین یا سورج کے دیکھنے مین کوئی تکلیف نہین ہوتی ف حضتعالی لوگون کو قیامت کے دن جمع کرے گا تو فرماویگا جو کوئی جسکو پوجتا تھا اوس کے ساتھہ ہو جاوے پھر جو شخص آفتاب کو پوجتا تھا وہ سورج کے ساتھہ ہوگا اور جو چاند کو پوجتا تھا وہ چاند کے ساتھہ اور جو طاغوت کو پوجتا تھا وہ طاغوت کے ساتھہ ف طاغوت کہتے ہین اوس چیز کو جسکا پوجا کیا جاوے سوا احد کے بھی قول ہے لیث اور ابو عبیدہ اور کسائی اور جمہور اہل لغت کا اور ابن عباس اور مقاتل اور کلبی وغیرہم نے کہا کہ طاغوت شیطان کو کہتے ہین اور بعضون نے کہا بت کو (نووی) سراج الوہاج مین ہے کہ بھلا معنے اچھا ہے اور وہ شامل ہے اولیا اور انبیا کی قبر پر جنے والون کو اور درویشون اور عالمون کی تقلید کرنے والون کو (جو اون کی تقلید خدا اور رسول کے ارشاد پر مقدم رکھین) اور تمام مشرکین اور مبتدعین کو ف اور یہ امت محمدی باقی رہ جاویگی اوسمین منافق لوگ بھی ہونگے ف منافق سو سمین ہین شریک رہین گے اس لیے کہ دنیا مین بھی بظاہر مومنون مین شریک تھے اور اپنے

تعین ایمان کے قالب مین ہیا کئے ہوئے ہین تو وہان بھی مومنون کے ساتھہ ملے رہین گے اور ان کے ساتھہ چلین گے انکی روشنی سے فائدہ اٹھائین گے یہانتک کہ ان کے اور مومنون کے بیچ مین ایک روک ہوجاویگا اوس کے اندر رحمت ہوگی اور سامنے سے عذاب معلوم ہوگا تب منافق علیحدہ ہوجاوینگے اور مومنون کی روشنی اون سے جاتی رہیگی اور بعضون نے کہا یہ لوگ حوض پر پانی دیے جاوین گے اور ان سے کہا جاویگا درہو درہو (نووی) **ف** پھر اللہ تعالی ان کے پاس آویگا ایسی صورت مین جسکو وہ نہ پہچانین گے اور کہیگا مین تمہارا پروردگار ہون وہ کہین گے اللہ کی پناہ مانگتے ہین ہم تجھ سے اور ہم اسی جگہہ ٹھہرے ہین یہان تک کہ ہمارا پروردگار ہمارے پاس آوے اور جب ہمارا پروردگار آویگا تو ہم اسکو پہچان لین گے پھر اللہ تعالی ان کے پاس آویگا اوس صورت مین جسکو وہ پہچانتے ہونگے اور کہیگا مین تمہارا رب ہون وہ کہین گے تو ہمارا رب ہے پھر اوسکے ساتھہ ہوجاوینگے **ف** یہ معرفت حق سبحانہ وتعالی کی یا تو اس طرح سے ہوگی کہ خدا تعالی اپنی قدرت کاملہ سے ہر مومن کے دل مین اپنا جمال اس طرح ذہن نشین کردیگا کہ وہ پہلی صورت کو خدا کی صورت سے مغایر اور مبائن سمجھین گے یا یہ معرفت ان صفات کی وجہ سے ہوگی جو خدا تعالی نے اپنے لیے بیان کیین ہین کہ وہ کسی کی مثل نہین اوسکا جوڑ کا کوئی نہین وہ پاک ہے ہر عیب سے پھر جب پہلی صورت نمود ہوگی تو وہ ان صفات سے خالی ہوگی اس لیے مومنین اوسکو خدا نہ کہین گے جب خدا اپنی اصلی صورت مین ظاہر ہوگا تو وہ تمام صفات مقدسہ پر مشتمل ہوگی اور مومنین اوسکو پہچان کر اپنا خدا مانین گے اور اس کے ساتھہ ہونگے ۔ اس حدیث مین خدا کے لیے کئی باتین ثابت کی ہین ایک تو صورت دوسرے آنا تیسرے ہنسنا چوتھی باتین کرنا اور علمائے اہلسنت کہ اس قسم کی آیتون اور حدیثون مین دو مذہب ہین ایک حق ہے اور اور ایک خطا حق وہ ہے جو اکثر سلف کا قول ہے بلکہ کل کا کہ ان کے معنون مین زیادہ گفتگو نہ کرنا چاہیے بلکہ ایمان لانا چاہیے اور ان کے ظاہر معنی کو قبول کرنا چاہیے اور جسطرح یہ آیتین اور حدیثین آئین ہین اوسی طرح انکو چلانا چاہیے اور ایسا اعتقاد رکھنا چاہیے جو خدا کی بزرگی اور جلال کے لائق ہے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ خدا کی مثل کوئی شے نہین ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت متکلمین کا بھی جو محققین ہین اور اس مین سلامتی ہے ہر ایک آفت سے اور اسی پر چلتے ہین تمام امت کے سلف اور امام اور اس باب مین بڑی عمدہ کتاب کتاب الجواہر والصلات ہے سید الوحید الطیب قنوجی کی شیخ محمد بن محسن عطاس نے کتاب تنزیہ الذات والصفات مین خدا کے آنے کی بحث مین لکھا ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وہ منتظر ہین خدا کے آنے کی ابر کے سایے مین اور

فرمایا آیا تیرا رب یا آوے تیرا رب اور صفات کے باب مین ہمارا قول یہ ہے کہ ہم ایمان لاتے ہین اون پر اور اون کے وجود کو سمجھتے ہین اور کیفیت اسکو جانتے ہین پر نہ اونکی کیفیت بیان کرتے ہین نہ مثال نہ مشابہت دیتے ہین نہ اون کو بیکار کرتے ہین اور سلف کیطرح یون کہتے ہین ایمان لائے ہم اللہ پر اللہ کی مراد کے موافق اور اسکی مثل کوئی چیز نہین پھر بیان کیا ہر ایک صفت کا جیسے استوا اور علو اور وجہ اور ید اور یمین اور کف اور اصبع اور شمال اور قدم اور رجل اور تردد اور کلام اور قول اور رویت اور کشف ساق اور فوق اور نفس اور عین اور حقو اور دلیل لائے اونپر آیات اور احادیث سے اور قوی کیا سلف کے مذہب کو اور رد کیا اوس تاویل کو جو متکلمین نے کی ہے اور جسپر پچھلے لوگ چلے ہین اور خطا وہ ہے جو اکثر متکلمین کا مذہب ہے یعنے اونکی تاویل کرنا چاہیے ہر ایک موقع کے موافق جیسے وہ اس حدیث مین کہتے ہین کہ آنے سے مراد یہ ہے کہ مومنین اسکو دیکھینگے اور یہ آنے کے معنے مجازی ہین یا اوس سے فرشتون کا آنا مقصود ہے قاضی عیاض نے کہا ہمارے نزدیک یہ معنی بہتر ہے حالانکہ یہ معنی غلط ہے اہل حق کے نزدیک اور دراصل یہ ہے کہ یہ مومنین کا اخیر امتحان ہوگا پھر جب وہ ان سے کہے گا مین تمہارا رب ہون تو یہ انکار کرینگے اور اس سے پناہ مانگینگے پھر اللہ جل جلالہ اپنی اس صورت پر تجلی کرے گا جس طرح سے مومنین اسکو جانتے ہین اور جن صفات سے اسکو پہچانتے ہین اور مومنین نے اگرچہ پیشتر خدا کو نہین دیکھا ہوگا پر اسکی صفات سے اوسکو پہچان لینگے کہ یہ ہمارا رب ہے اور کہینگے تو ہمارا رب ہے خطابی نے کہا شاید پناہ مانگنا خاص منافقون کا فعل ہو اور قاضی عیاض نے اسکا انکار کیا نووی نے کہا قاضی عیاض کا قول صحیح ہے اور ظاہر حدیث سے یہی نکلتا ہے یعنے یہ کہ انکار منافقین سے خاص نہین ہوگا اور اسکے ساتھ ہو جانے سے یہ غرض ہے کہ اسکے حکم کی پیروی کرینگے اور جنت مین جاوینگے یا اسکے فرشتون کے ساتھ ہو کر جنت مین جاوینگے اور یہ بھی ایک قسم کی تاویل ہے جس کی کوئی ضرورت نہین ہے (سراج الوہاج) ف اور دوزخ کی پشت پر پل رکھا جاوے گا ف جسکو لوگ پل صراط کہتے ہین اور اہل حق نے اوسکو ثابت کیا ہے اور سلف نے اوسپر اجماع کیا ہے اور وہ ایک پل ہوگا جہنم کی پشت پر سب لوگون کو اوس کے اوپر سے گذرنا ہوگا مومن اپنے اپنے درجہ کے موافق اوسپر سے گذر کر جاوینگے اور کافر اوسپر سے گر کر جہنم مین چلے جاوینگے اللہ تعالی ہمکو بچاوے اور ہمارے اصحاب سلف سے منقول ہے کہ یہ پل بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا جیسے ابوسعید خدری سے روایت ہے ف تو مین اور میری امت سب سے پہلے پار ہونگے اور سوا پیغمبرون کے اور کوئی اسدن بات نہ کر سکیگا ف یعنے پل سے گزرتے

وقت بوجہ ہول اور خوف کے لیکن قیامت کے دن اور وقت تو لوگ باتین کرینگے اور ایک دوسرے سے جھگڑین گے اور ایک دوسرے کو ملامت کرین گے اور مرید اپنی مرشد دن سے لڑین گے (نووی) ف اور پیغمبرون کا بول اُسوقت یہ ہوگا یا اللہ بچائیو یا اللہ بچائیو (یہ شفقت کی راہ سے کہین گے اور خلق پر) اور دوزخ مین آنکڑے ہین (لوہے کی جنکا سر ٹہڑا ہوتا ہے اور تنور مین گوشت جب ڈالتے ہین تو ان کڑدن مین لگا کر ڈالتے ہین) جیسے سعدان کے کانٹے (سعدان ایک جہاڑ ہے کانٹون دار) حضرت نے فرمایا صحابہ سے تم نے سعدان کو دیکہا ہے اونہون نے کہا ہان دیکہا ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا پس وہ آنکڑے سعدان کے کانٹون کے وضع پر ہونگے (یعنی سرخم) پر یہ کوئی نہین جانتا سوا اللہ کے کہ وہ آنکڑے کتنے بڑے بڑے ہونگے وہ لوگون کو دوزخ مین (ہر گہسیٹین گے (یعنی فرشتے ان آنکڑون سے گہسیٹ لین گے دوزخیون کو) اون کے بدعملون کیوجہ سے اب بعضے اون مین مومن ہونگے جو بچ جاوین گے اپنے عمل کے سبب سے ف حدیث مین ہے فَمِنْهُمُ الْمُؤْمِنُ یعنی یُبْقِیْ بِعَمَلِہٖ اور اسکا ترجمہ یہی ہے جو بیان ہوا اور بعض نسخون مین یون ہے الْمُؤْمِنُ یَبْقٰی بِعَمَلِہٖ یعنی بعض اُن مین کا حکر جاویگا اپنے عمل کی وجہ سے اور بعض نسخون مین یون ہے الْمُؤْمِنُ یَبْقٰی بِعَمَلِہٖ یعنی بعض ان مین کا تو ہلاک ہوجاویگا اپنے عمل سے اور بعض نسخون مین یون ہے فَمِنْهُمُ الْمُؤْمِنُ یُبْقٰی بِعَمَلِہٖ یعنے بعض ان مین سے مومن ہونگے جو باقی رہ جاوین گے (دوزخ مین سے) اپنے عمل کی وجہ سے نووی نے کہا ہمارے شہر مین اکثر نسخون مین ایسا ہی ہے ف اور بعضے ان مین سے بدلہ دیے جاوین گے اپنے عمل کا ف یہ ترجمہ ہے مجازی کا جیسا حدیث مین گزرا اور بعض نسخون مین مخزول ہے یعنے کاٹا جاویگا اسکا گوشت یا گرایا جاوے گا اور بعض نسخون مین مجزول ہے یعنے قریب ہلاکت کے ف یہانتک کہ جب اللہ تعالیٰ بندون کے فیصلے سے فراغت کریگا اور چاہے گا کہ نکالے دوزخ والون مین سے اپنی رحمت سے جسکو کہ چاہے تو فرشتون کو حکم کریگا کہ نکالین دوزخ سے اوسکو جس نے خدا کے ساتھ کسی چیز کو شریک نکیا ہو جسپر خدا نے رحمت کرنا چاہا ہو جو کہ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہو تو فرشتے ایسے لوگون کو دوزخ مین پہچان لیوین گے انکو پہچانین گے سجدہ کی نشان سے آگ آدمی کو جلا ڈالے گی مگر سجدے کے نشان کو خدا تعالیٰ نے اسکا جلانا آگ پر حرام کیا ہے ف نووی نے کہا ظاہر حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ جہنم کی آگ بنی آدم کے اعضا کو نہ جلاوے گی جنکو لگا کر آدمی سجدہ کرتا ہے یعنے مونہہ اور دونون ہاتہہ اور دونون گہٹنے اور دونون پاؤن ایسا ہی کہا ہے بعض علمانے اور قاضی عیاض نے اسکا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ سجدے کے

نشان سے صرف پیشانی مراد ہے لیکن اوّل قول مختار ہے اب اگر کوئی کہے کہ مسلم نے آگے خود روایت کی ہے کہ بعض لوگ جہنم سے نکلیں گے بالکل جلے ہوئے سوا منہ کے تو اوس کا جواب یہ ہے کہ یہ کچھ خاص لوگ ہونگے اور لیکن سوا ان کے اور لوگ ان کے سب اعضا سجدے کے سالم ہون گے بنظر عموم اس حدیث کے اور وہ حدیث خاص ہے اونہی لوگون سے انتہا پھر وہ دوزخ سے نکالے جاوین گے جلے بھنے جب اونپر آب حیات چھڑکا جاوے گا وے تازے ہوکر ایسے جم اٹھین گے جیسے دانہ کچرے کے بہاؤ مین جم اوٹھتا ہے (بانی جہان پر کوڑا کچرا مٹی بہا کر لاتا ہے و مان دانہ خوب اوگتا ہی اور جلد شاداب اور سرسبز ہوجاتا ہے اسی طرح وہ جہنمی بھی آب حیات ڈالتے ہی تازے ہوجاوین گے اور جلن بھلس کے نشان بالکل جاتے رہین گے) بعد اوس کے اللہ تعالی بندون کے فیصلے سے فرغت کرے گا اور ایک مرد باقی رہ جاویگا جسکا مونہہ دوزخ کیطرف ہوگا اور یہ بہشت والون مین سب سے پیچھے بہشت مین جاوے گا وہ کہیگا اے رب میرا مونہہ جہنم کیطرف سے پھیر دے اوس کی بو نے مجھے مار ڈالا اور اوسکی لپٹ نے مجھے جلا ڈالا پھر خدا سے دعا کیا کرے گا جب تک خدا تعالی کو منظور رہیگا بعد اوس کے اللہ تعالی فرماوی گا اگر مین یہ تیرا سوال پورا کردون تو تو اور سوال کرے گا وہ کہیگا نہین مین پھر کچھ نہین سوال کرون گا اور جیسے خدا کو منظور ہین وہ قول قرار کرے گا تب اللہ تعالی اوس کا مونہہ دوزخ کیطرف سے پھیر دیگا (جنت کیطرف) جب جنت کیطرف اوسکا مونہہ ہوگا تو چپ رہیگا جبتک خدا کو منظور ہوگا پھر کہیگا ای رب مجھے جنت کے دروازے تک پہونچا دے اللہ تعالی فرماویگا تو کیا کیا قول قرار کر چکا تھا کہ مین پھر دوسرا سوال نہ کرون گا برا ہو تیرا اے آدمی کیسا دغاباز ہی وہ کہے گا اے رب اور دعا کرے گا یہانتک کہ پروردگار فرماوے گا اچھا اگر مین تیرا یہ سوال پورا کردون تو پھر تو اور کچھ نہ مانگے گا وہ کہے گا نہین قسم تیری عزت کی اور کیا کیا قول اور قرار کرے گا جیسے اللہ کو منظور ہوگا آخر اللہ تعالی اوسکو جنت کے دروازے تک پہونچا دیگا جب وہان کھڑا ہوگا تو ساری بہشت اوسکو دکھلائی دیگی اور جو کچھ اوس مین نعمت یا خوشی اور فرحت ہی وہ سب پھر ایک مدت تک جبتک خدا کو منظور ہوگا وہ چپ رہیگا بعد اوس کے عرض کرے گا ای رب مجھے جنت کے اندر لیجا اللہ تعالی فرماویگا تو نے کیا قرار کیا تھا تو بولا تھا کہ اب مین کچھ سوال نہ کرونگا برا ہو تیرا اے آدم کے بیٹے کیسا مکار ہی وہ عرض کریگا ای میرے رب تیری مخلوق مین بدنصیب نہ ہونگا اور دعا کرتا رہیگا یہان تک کہ اللہ جلشانہ ہنس دیگا اور جب خدا تعالی

کہ ہنسی آجاویگی تو فرماوے گا اچھا جنت مین شق نووی نے کہا خدا کے ہنسنے کا یہ کہنا ہنسی ہونا مقصود ہے اور اپنی نعمت کا ظاہر کرنا اور یہ تاویل غلط ہے اور نووی نے پیچھے متکلمین کی تقلید سے اسکو یہ کہہ دیا ہے اصل یہ ہے کہ جیسے سمع اور بصر اور کلام وغیرہ اللہ سبحانہ کی صفات ہین اور وہ محمول ہین اپنے حقیقی معنون پر اسیطرح ضحک یعنے ہنسنا بھی اوسکی ایک صفت ہے اور جیسے خدا کا سننا اور دیکھنا اور بات کرنا مخلوق کے دیکھنے اور سننے اور بات کرنے کیطرح نہین ہے ویسے ہی اوسکا ہنسنا بھی مخلوق کے ہنسنے کی طرح نہین ہے اور وہ پاک ہے اپنی ذات اور صفات مین مخلوق کی مشابہت سے یہی اعتقاد ہے صحابہ اور تابعین اور سلف ائمہ اور علما کا جیسا کئی بار اوپر گذر چکا شق جب وہ جنت کے اندر جاوے گا تو خدای تعالے اوس سے فرماوے گا اب تو کوئی آرزو کرو وہ آرزو کرے گا اور مانگیگا یہانتک کہ اللہ تعالے خود اوسکو یاد دلاوے گا فلانی چیز مانگ فلانی چیز مانگ جب اوسکی سب آرزوین ختم ہوجاوینگی تو حق تعالے فرماویگا ہم نے یہ سب تجھے دین اور ان کے ساتھہ اتنی ہی اور دین (یعنے تیری خواہشون سے دوچند) سبحان اللہ کیا کرم اور رحمت ہے اللہ تعالے کو اپنے بندون پر اور جو وہ کرم نہ کرے تو اور کون کرے وہی مالک ہے وہی خالق ہے وہی رازق ہے وہی پالنے والا ہے) عطا بن یزید نے کہا جو اس حدیث کا راوی ہے کہ ابوسعید خدری بھی اس حدیث کی روایت کرنے مین ابوہریرہ کے موافق تھے کہین خلاف نہ تھی پر جب ابوہریرہ نے کہا کہ اللہ تعالی اوس سے فرماویگا ہم نے یہ سب تجھے دین اور اتنی ہی اور دین تو ابوسعید نے کہا دس حصے زیادہ دین ابوہریرہ نے کہا مجھے تو یہی یاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا ہم نے یہ سب تجھے دین اور اتنی ہی اور دین ابوسعید نے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا ہم نے یہ سب تجھے دین اور دس حصے زیادہ دین۔ ابوہریرہ نے کہا یہ وہ شخص ہے جو سب سے اخیر مرتبہ جنت مین جاویگا (تو اور جنتیون کو معلوم نہین کیا کیا نعمتین ملین گی) عن ابی هریرة رض ان الناس قالوا للنبی صلی الله علیه وسلم یا رسول الله هل نری ربنا یوم القیمة و سائر الحدیث بمثل حدیث ابراهیم بن سعد ترجمہ ابوہریرہ کی روایت ہے لوگون نے عرض کیا یارسول اللہ کیا ہم اپنے پروردگار کو دیکھین گے۔ قیامت کے دن اور بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری عن همام بن منبه قال هذا ما حدثنا به ابوهریرة عن رسول الله ذکر احادیث منها قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان آدنی مقعد احدکم من الجنة ان یقول لمتن فیتمنی و یتمنی

بمثل معنی

لِيَجْتَدِّ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهٖ اِلَّا اَذِنَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ بِالسُّجُوْدِ وَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ اتِّقَاءً وَرِيَاءً اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ظَهْرَهٗ طَبَقَةً وَّاحِدَةً كُلَّمَا اَرَادَ اَنْ يَّسْجُدَ خَرَّ عَلٰى قَفَاهُ ثُمَّ يَرْفَعُوْنَ رُؤُسَهُمْ وَقَدْ تَحَوَّلَ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ رَاٰوْهُ فِيْهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ رَبُّنَا ثُمَّ يُضْرَبُ الْجِسْرُ عَلٰى جَهَنَّمَ وَتَحِلُّ الشَّفَاعَةُ وَيَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْجِسْرُ قَالَ دَحْضٌ مَزِلَّةٌ فِيْهِ خَطَاطِيْفُ وَكَلَالِيْبُ وَحَسَكَةٌ تَكُوْنُ بِنَجْدٍ فِيْهَا شُوَيْكَةٌ يُقَالُ لَهَا السَّعْدَانُ فَيَمُرُّ الْمُؤْمِنُوْنَ كَطَرْفِ الْعَيْنِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيْحِ وَكَالطَّيْرِ وَكَاَجَاوِيْدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ فَنَاجٍ مُّسَلَّمٌ وَمَخْدُوْشٌ مُّرْسَلٌ وَّمَكْدُوْسٌ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ حَتّٰى اِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْكُمْ بِاَشَدَّ مُنَاشَدَةً لِلّٰهِ فِيْ اسْتِيْفَاءِ الْحَقِّ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا كَانُوْا يَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَيُصَلُّوْنَ وَيَحُجُّوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ اَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ فَتُحَرَّمُ صُوَرُهُمْ عَلَى النَّارِ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا قَدْ اَخَذَتِ النَّارُ اِلٰى نِصْفِ سَاقَيْهِ وَاِلٰى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا مَا بَقِيَ فِيْهَا اَحَدٌ مِّمَّنْ اَمَرْتَنَا بِهٖ فَيَقُوْلُ جَلَّ وَعَزَّ اِرْجِعُوْا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ دِيْنَارٍ مِّنْ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيْهَا اَحَدًا مِّمَّنْ اَمَرْتَنَا بِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اِرْجِعُوْا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ نِصْفِ دِيْنَارٍ مِّنْ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيْهَا مِمَّنْ اَمَرْتَنَا اَحَدًا ثُمَّ يَقُوْلُ اِرْجِعُوْا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيْهَا خَيْرًا وَكَانَ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ يَقُوْلُ اِنْ لَّمْ تُصَدِّقُوْنِيْ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ شَفَعَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ وَشَفَعَ النَّبِيُّوْنَ وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَلَمْ يَبْقَ اِلَّا اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِّنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ مِنْهَا قَوْمًا لَّمْ يَعْمَلُوْا خَيْرًا قَطُّ قَدْ عَادُوْا حُمَمًا فَيُلْقِيْهِمْ فِيْ نَهَرٍ فِيْ اَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهٗ نَهَرُ الْحَيَاةِ فَيَخْرُجُوْنَ كَمَا تَخْرُجُ الْحَبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ اَلَا تَرَوْنَهَا تَكُوْنُ اِلَى الْحَجَرِ اَوْ اِلَى الشَّجَرِ مَا يَكُوْنُ اِلَى الشَّمْسِ اَصْيَفَرُ وَاَخْيَضَرُ وَمَا يَكُوْنُ مِنْهَا اِلَى الظِّلِّ يَكُوْنُ اَبْيَضَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَاَنَّكَ

لنفوذه

حسك

مدوس

لاستيفاء

تعالى

كنت ترى البادية فال يخرجون كالوا ورنا يوم القيامة فنعرفهم اهل الجنة هو كما عسقلان الله الذي
اطعمكم الله الجنة بعين يعملون وكاخير قد موه ثم يقول ادخلوا الجنة فنار ايتموه ورسولكم يقولون
ربنا اعطيتنا ما لم تعط احدا من العلمين فيقول لكم عندي افضل من هذا فيقولون يا ربنا اي شي
افضل من هذا فيقول رضاي فلا اسخط عليكم بعده ابدا ترجمہ ابو سعید خدری رضی سے روایت ہے کہ لوگوں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کہا یا رسول اللہ کیا ہم دیکھیں گے اپنے پروردگار کو قیامت کے دن آپ نے
فرمایا ہاں دیکھو گے تمکو کچھ تکلیف ہوتی ہے سورج کے دیکھنے میں دوپہر کے وقت جب کھلا ہوا ہو اور ابر نہ ہو تمکو کچھ
تکلیف ہوتی ہے چاند کے دیکھنے میں چودھویں رات کو جب کھلا ہوا ہو اور ابر نہ ہو انہوں نے فرمایا بس تمکو اتنی ہی تکلیف ہوگی اللہ تعالیٰ کے دیکھنے میں
قیامت کے دن جتنی چاند اور سورج کے دیکھنے میں ہوتی ہے یعنی بالکل تکلیف نہ ہوگی کیونکہ آفتاب اور ماہتاب کو دیکھنے میں کسی طرح
کی تکلیف ہجوم اور ازدحام کی نہیں ہوتی اور یہ کلام بر طریق مبالغہ کے ہے یعنی اگر بفرض محال کچھ تکلیف ہو تو
اتنی ہی ہوگی۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ روایت متواتر ہے اوس روایت کو جو خاص مومنین کو جنت میں ہوگی اور یہ روایت
استحان اور تمیز کے لیے ہوگی درمیان مومنین اور مشرکین کے (طیبی) ف جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک
پکارنے والا پکارے گا ہر ایک گروہ ساتھ ہو جاوے اپنے اپنے معبودوں کے پھر جتنے لوگ سوا خدا کے اور کسی کو پوجتے تھے جیسے
بتوں کو اور تھانوں کو اونمیں سے کوئی نہ بچیگا سب کے سب آگ میں گرینگے اور باقی رہ جاوینگے وہی لوگ جو اللہ کو
پوجتے تھے نیک ہوں یا بد مسلمانوں میں سے اور کچھ اہل کتاب میں سے پھر یہودی بلائے جاوینگے اور ان سے کہا
جاویگا تم کس کو پوجتے تھے وہ کہینگے ہم پوجتے حضرت عزیر علیہ السلام کو جو اللہ کے بیٹے ہیں اوسکا جواب ملیگا تم
جھوٹے تمہارے اللہ جل جلالہ نے نہ کوئی بی بی کی نہ اوسکا بیٹا ہوا اب تم کیا چاہتے ہو وہ کہینگے اے رب ہمارے ہمیں پیاس
ہمیں ہمکو پانی پلا حکم ہوگا جاؤ پیو پھر وہ ہانک دیے جاوینگے جہنم کیطرف انکو ایسا معلوم ہوگا جیسے سراب پھ
ف سراب کہتے ہیں اوس ریتی کی زمین کو جو دور سے دوپہر کے وقت گرمی میں پانی کیطرح دکھلائی دیتی ہے
جب پاس جاؤ تو پانی وانی کچھ نہیں ہوتا اور پیاسا ماتھہ مل کے رہ جاتا ہے ایسا ہی حال ان جہنمیوں کا ہوگا کہ
پیاس کی شدت میں جہنم کو جو سراب کیطرح معلوم ہوگا پانی سمجھ کر اوسمیں گھس جاوینگے خدا کی پناہ ف
اور وہ ایسے شعلے مار رہا ہوگا گویا ایک کوا ایک کو کھا رہا ہے وہ سب گر پڑینگے آگ میں بعد اوس کے نصاریٰ بلائے
جاوینگے اور ان سے سوال ہوگا تم کس کو پوجتے تھے وہ کہینگے ہم پوجتے حضرت مسیح کو جو اللہ کے
بیٹے ہیں اون کو جواب ملیگا تم جھوٹے تھے اللہ جل جلالہ کی نہ کوئی جورو ہے نہ اوسکا کوئی بیٹا ہے ف پھر یہود

اور نصاری کا اصلی دین عمدہ اور سچا تھا اور خدا کیطرف سے آیا تھا جیسے اسلام کا دین پر اون دونون مذہبون کے عالمون اور پیشواؤن نے اپنی نادانی اور بے عقلی سے ایسی باتین دین مین شریک کرلین جو سراسر عقل کے خلاف ہین اور انہون نے یہ سمجھا کہ اگر ہم اپنے اپنے پیغمبرون کو خدا کا بیٹا بنا دین گے تو لوگ ہمارے پیغمبر کو بڑا سمجھکر ہمارے دین مین شریک ہونگے اور قیامت تک دین اور پیغمبرون کے آنے سے منسوخ نہ ہوگا حالانکہ اگر ان لوگون مین ذرا بھی عقل ہوتی اور کچھ بھی سمجھ رکھتے اور غور کرتے تو وہ ایسی لغو اور بیہودہ باتون کو دین مین شریک کرکر اپنے دین کو بدنام نہ کرتے یہود کا حال جو ہے سو بیوقوفی کے طفیل ہوا وہ ظاہر ہے کہ تمام دنیا مین انکی تعداد نہایت ہی قلیل رہ گئی اور انکی شوکت اور حشمت خاک مین مل گئی اور نصاری کی بھی فروغ کو عربون نے اسلام کے زور سے میٹ دیا اب اس زمانے مین گو نصاری دنیاوی علوم اور فنون کی وجہ سے مسلمانون پر غالب ہوگئے ہین اور بظاہر بہت کچھ دھوم دھام رکھتے ہین پر اون کے دین اور مذہب کو اسلام کے دین اور مذہب پر ہرگز غلبہ نہین ہے بلکہ یہ زمانہ ایسا ہے جسمین علوم عقلیہ کی روز بروز ترقی ہو رہی ہے اور لوگ سمجھتے جاتے ہین کہ نصاری کا یہ بے دلیل دعوی کہ حضرت مسیح خدا کے بیٹے تھے کتنی وقعت رکھتا ہے افسوس صد افسوس اگر نصاری اسوقت بھی اپنی عقل سے کام لیوین اور جیسے دنیا کے کامون مین غور اور فکر کر رہے ہین اسی طرح اپنے دین کے اصول کو بھی جانچین تو یہ سب ملمع کاری اور دغا بازی جو اون کے پچھلے پادریون نے کی ہے اون پر کھلجاوے اور وہ بھی مسلمانون کیطرح سچی توحید کے نور سے مشرف ہون اگر نصاری اس لغو اور بیہودہ اور خلاف عقل مابہ التثلیث کو چھوڑ کر توحید پر آجاوین تو پھر ان مین اور مسلمانون مین بہت ہی تھوڑا فرق رہ جاوے گا اور یہ دونون قومین مل جل کر دنیا مین سیر کرنے لگین اور کشت اور خون کا دروازہ بند ہو جاوے بلکہ کیا عجب ہے کہ چند روز مین اور باقی قومین بھی انکی متبع ہو جاوین اور بعوض نااتفاقی اور اختلاف اور فساد کے اتفاق اور اتحاد اور امن امان پیدا ہو خیر یہ سب خدا کی مرضی پر موقوف ہے پر وہ مسلمان جو اپنے تئین مسلمان کہتے ہین اور مشرکون کیطرح سوا خدا کے پیرون یا پیغمبرون کی نذر نیاز کرتے ہین مصیبت کے وقت انکو پکارتے ہین اون سے دعا کرتے ہین ہر امر مہم مین اون کو قادر متصرف خیال کرتے ہین وہ دور حقیقت نصاری سے بھی بدتر ہین خاک پڑے اون کے عقل پر انہون نے نصاری کو اعتراض کی جگہ دے رکھی ہے [illegible] پھر ان سے کہا جاوے گا اب تم کیا چاہتے ہو وہ کہین گے ای رب ہمارے ہم پیاسے ہین ہم کو پانی پلا حکم ہوگا جاؤ پھر وہ سب ہانکے جاوین گے جہنم کیطرف

گویا وہ سراب ہوگا اور لپٹ کے مارے وہ آپ ہی آپ ایک کو کھاتا ہوگا پھر وہ سب گر پڑینگے جہنم مین یہانتک
کہ جب کوئی باقی نہ رہیگا سوا ان لوگون کے جو اللہ کو پوجتے تھے نیک ہون یا بد اوسوقت اللہ سارے جہان کا اونکے پاس آویگا ایک
ایسی صورت مین جو مشابہ ہوگی اوس صورت سے جسکو وہ جانتے ہین ف یعنے اوسکی صفات سے جو اوس نے بیان کی ہین اُسکو پہچانتے
ہین اوسمین کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ دنیا کی کسی مخلوق کے مشابہ نہین ہے نہ کسی کے جوڑ کا ہی پاک ہی ہر عیب اور نقص سے
ت اور فرماویگا تم کس بات کے منتظر ہو ہر ایک گروہ ساتھ ہو گیا اپنے اپنے معبود کے وہ کہینگے اے ہمارے رب ہم تو دنیا مین ان
لوگون کا ساتھ نہ دیا (یعنے شرک کا) جب ہم اونکے بہت محتاج تھے نہ اونکی صحبت مین رہے ف یعنے دنیا مین جب ہمکو اپنی معاش
کے واسطے ان لوگون سے ملنے کی اور دوستی کرنیکی ضرورت تھی اوسوقت تو ہم ملے نہین نہ اونکا ساتھ دیا بلکہ فقر و فاقہ قبول
کیا اور اونکی مخالفت کرتے رہے اور انکار و کرتے رہے پھر آج جب ہمکو اُنکی کچھ احتیاج نہین ہے ہم اونکے ساتھ کیونکر جاوین
اور غرض یہ ہے کہ مومنین حقتعالے سے عاجزی اور وعا کرینگے کہ اس مشکل مین ہماری مدد کر مہاجرین اور انصار کا دنیا مین بھی حال رہا
کہ اونہون نے قرابت اور عزیزداری کا بھی خیال نہ کیا اور مشرکون سے علحدہ ہو گئے اور مصیبت گوارا کی اور یہی حال ہمیشہ
اُن سچے موحدون کا ہر زمانے مین جنہون نے مشرکون کے ہاتھ سے تکلیفین اُٹھاہین راضی ہوا اللہ تعالے اونسے اور ہمارا حشر اونکے
ساتھ کرے آمین یارب العلمین ف پھر وہ فرماویگا ہین تمہارا رب تو وہ کہینگے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہین تجھ سے اور
اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہین کرتے دو یا تین بار یہی کہینگے یہانتک کہ انہین کے بعض لوگ پھر جانے کے قریب ہونگے
(کیونکہ یہ امتحان بہت سخت ہوگا اور شبہ دلمین پیدا کریگا) پھر وہ فرماویگا اچھا تم اپنے رب کی کوئی نشانی جانتے ہو جس سے اسکو
پہچانو وہ کہینگے ہان پھر خدا کی پنڈلی کھل جاویگی ف قرآن مین ہے یوم یکشف عن ساق یعنے جسدن کھولا جاویگا
ساق سے ساق کہتے ہین پنڈلی کو تو دونے کہا ابن عباس اور اکثر اہل لغت نے ساق کے معنے یہان شدت اور زور کے لیے ہین یعنے ایک بڑا
امر ہوگا اور یہ مثل ہے جسکو عرب لوگ کہا کرتے ہین کہتے ہین لڑائی قائم ہوئی ساق پر اور اصل یہ ہے کہ انسان جب کسی سخت امر مین
پڑجاتا ہے تو اپنی باہین چڑھاتا ہے اور پنڈلی کھولتا ہے کوشش کے لئے قاضی عیاض نے کہا بعضون نے کہا ساق سے یہان ایک
بڑا نور مراد ہے اور یہ ایک حدیث مین بھی وارد ہے ابن قتیبہ نے کہا مراد اس سے وہ فوائد اور الطاف ہین جو مومنون کو نصیب ہونگے خدا کے
دیدار کے وقت اور بعضون نے کہا ساق ایک نشانی ہوگی درمیان خدا اور مومنین کے اور کچھ فرشتے ظاہر ہونگے اور
بعضون نے کہا احتمال ہے کہ ساق ایک مخلوق ہو خدا کی جسکو خدا نے نشانی بنائی ہو اوسوقت کیلئے اور یہ ساقون سے
الگ صورت کی ہو اور بعضون نے کہا اوسکا معنے یہ ہے کہ اونکا ڈر جاتا رہے گا اور رعب اوٹھ جاویگا۔ اور جو ہول اُنکے
دلون پر تھا وہ جاتا رہے گا۔ اور اطمینان حاصل ہوگا تب وہ سجدہ کرینگے خطابی نے کہا یہ دیدار اور ہے اور وہ جو

کہتے ہین مومن اوس سے پار ہون گے بعضے بجلی مارنے مین بعضے بجلی کیطرح بعضے ہوا کیطرح بعضے
پرند کیطرح بعضے تیز گھوڑون کیطرح بعضے اونٹون کیطرح اور بعضے بالکل جہنم سے بچ کر پار ہوجاوین گے
(یعنے اون کو کسی قسم کا صدمہ نہین پہونچے گا) اور بعضے کچھ صدمہ اوٹھاوین گے لیکن پار ہوجاوین گے
اور بعضے صدمہ اٹھاکر جہنم مین گر جاوین گے جب مومنون کو جہنم سے چھٹکارا ہوگا تو قسم اوسکی جسکے ہاتھ مین
میری جان ہے کوئی تم مین سے اپنے حق کے لیے اتنا جھگڑنے والا نہین ہے جتنے وہ جھگڑنے والے ہونگے
خدا سے قیامت کے دن اپنے ان بھائیون کے لیے جو جہنم مین ہونگے (خدا سے جھگڑنے والے یعنے
خدا سے بار بار عرض کرنے والے اپنے بھائیون کے چھڑانے کے لیے) وہ کہین گے ای رب ہمارے
وہ لوگ (جو اب جہنم مین ہین) روزہ رکھتے تھے ہمارے ساتھ اور نماز پڑہتے تھے اور حج کرتے
تھے حکم ہوگا اچھا جاؤ اور نکال لو جہنم سے جنکو تم پہچانون پہران کی صورتین جہنم پر حرام ہوجاوین گی
(یعنے جہنم کی آگ انکی صورت کو بدل نہ سکے گی اور چہرہ انکا محفوظ رہیگا تاکہ مومنین ان کو
پہچان لیوین) اور مومنین بہت سے آدمیون کو جہنم سے نکالین گے اون مین سے بعضون کو آگ نے
آدہی پنڈلیون تک کہایا ہوگا بعضون کو گھٹنون تک پہنچی وہ کہین گے ای رب ہمارے اب تو جہنم مین
کوئی باقی نہین رہا اون آدمیون سے جن کے نکالنے کا تو نے ہمین حکم دیا تھا (یعنے روزہ نماز
اور حج کرنے والون مین سے اب کوئی نہین رہا) حکم ہوگا پہر جاؤ اور جس کے دل مین ایک دینار برابر
بہلائی پاؤ اوسکو بہی نکال لو پہر وہ نکالین گے بہت سے آدمیون کو اور کہین اے رب ہمارے
ہم نے نہین چہوڑا کسی کو ان لوگون مین سے جنکے نکالنے کا تو نے حکم دیا تھا حکم ہوگا پہر جاؤ اور جس کے
دل مین آدہے دینار برابر بہی بہلائی پاؤ اوسکو بہی نکال لو وہ پہر بہت سے آدمیون کو نکالین گے
اور کہین گے ای پروردگار اب تو اسمین کوئی باقی نہین رہا اون لوگون مین سے جنکے نکالنے کا تو نے حکم
دیا تھا حکم ہوگا پہر جاؤ اور جس کے دل مین ایک ذرہ برابر بہلائی پاؤ اوسکو بہی نکال لو قاضی
عیاض نے کہا بہلائی سے مراد یہان یقین ہے اور صحیح یہ ہے کہ بہلائی وہ شے ہے جو ایمان
کے علاوہ ہے اسلیے کہ ایمان کے ایمان کے حصے نہین ہوسکتے بلکہ یہ حصے اس شے کے ہین جو ایمان
پر زائد ہو جیسے نیک عمل یا ذکر خفی یا اور کوئی دل کا عمل جیسے شفقت مسکینون پر یا خوف الٰہی یا
نیت صادق وغیرہ اور دلالت کرتی ہے اوسپر دوسری حدیث کہ جہنم سے نکلے گا وہ شخص بہی جسنے

لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اوسکی دل مین ایک تی برابر بہلائی ہوگی (نووی) ف پہر وہ نکالینگے بہت سے آدمیون کو اور کہینگے اے رب ہمارے اب تو اوس مین کوئی نہین رہا جسمین ذرا بھی بہلائی تہی (بلکہ اب سب اوسی قسم کے لوگ مین جو بدکار اور کافر تہے اور رتی بھر بھی بہلائی اُن مین نہ تہی) ابوسعید خدریؓ جب اس حدیث کو بیان کرتے تہے تو کہتے تہے اگر تم مجھکو سچا نہ جانو اس حدیث مین تو پڑہو اس آیت کو اگر چاہتے ہو اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ اخیر تک یعنے اللہ تعالیٰ ظلم نہین کرے گا رتی برابر اور جو نیکی ہو تو اوسکو دونا کردیگا اور اپنے پاس سے بہت کچہ ثواب دیگا پہر اللہ فرماوے گا فرشتے سفارش کرچکے اور پیغمبر سفارش کرچکے اور مومنین سفارش کرچکے اب کوئی باقی نہین رہا پر وہ باقی ہے جو سب رحم کرنے والون سے زیادہ رحم کرنے والا ہے (قربان اسکی ذات مقدس کے) پہر ایک مٹھی آدمیون کی جہنم سے نکالے گا ف جنکی تعداد کو کوئی نہین جانتا سوای خدا کریم کے پر خدا تعالے کی مٹھی اسقدر بڑی ہے کہ ساری زمین اوس کی ایک مٹھی مین آجاویگی قیامت کے دن سب مبارک ہین وے لوگ جو اپنے مالک کی خاص مٹھی سے نکالے جاوینگے اور ان پر کسیکا احسان نہ ہوگا سوائے خدای کریم کے ف اور اس مین وہ لوگ ہونگے جنہون نے کوئی بہلائی نہین کی کبھی ف پر صرف خدا کی توحید پر یقین رکہتے تہے ان کا سفارش کرنے والا کوئی فرشتہ یا پیغمبر یا مومن نہ ہوگا آخر اللہ تعالے خود اپنے مبارک ہاتہہ سے اون کو نکالے گا ف وہ جل کر کوئلہ ہوگئے ہونگے پہر خدائے تعالے ان لوگون کو ایک نہر مین ڈالدے گا جو جنت کے دروازون پر ہوگی جسکا نام نہر الحیوۃ ہے وہ اوسمین ایسا جلد تر و تازہ ہونگے جیسے دانہ پانی کے بہاؤ مین کوڑے کچرے کی جگہہ پر اگ آتا ہے (زور سے بہک کر) تم دیکہتے ہو وہ دانہ کبھی پتہر کے پاس ہوتا ہے کبھی درخت کے پاس اور جو آفتاب کے رخ پر ہوتا ہے وہ زرد یا سبز اوگتا ہے اور جو سایے مین ہوتا ہے وہ سفید رہتا ہے لوگون نے کہا یا رسول اللہ آپ تو گویا جنگل مین جانورون کو چرایا کیے ہین (کہ وہان کا سب حال جانتے ہین) پہر آپ نے فرمایا وہ لوگ اوس نہر سے موتی کیطرح چمکتے ہوئے نکلینگے اون کے گلون مین پٹے ہونگے جنت والے اور ان کو پہچان لینگے اور کہینگے یہ اللہ تعالے کے آزاد کیے ہوئے ہین اون کو خدا نے جنت دی بغیر کسی عمل یا بہلائی کے پہر فرماوے گا جنت مین جاؤ اور جس چیز کو دیکہو

دیکھو وہ تمہاری ہے وہ کہیں گے ای رب ہمارے تو نے ہمکو اتنا کچھہ دیا کہ اوتنا کسی کو نہیں دیا سارے جہان والون مین اللہ تعالی فرماویگا ابھی میرے پاس تمہارے لیے اس سے بڑہ کر ہے وہ کہیں گے ای رب ہمارے اب اس سے بڑہ کر کیا ہے اللہ تعالی فرماوی گا میری رضا مندی اب مین تم پر کبھی غصہ نہ ہونگا ف سبحان اللہ مالک کی رضا مندی اتنی بڑی نعمت ہے کہ بہشت کی سب نعمتین اوس کے سامنے بے حقیقت ہین جوان مرد وہی ہے جو اپنے مالک کی رضا مندی کا طلب گار ہو اور ہر حال مین اوس کا شکر گذار رہے عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالی عنہ انہ قال قلنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہل نری ربنا قال نعم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہل تضارون فی رویۃ الشمس اذا کان یوم صحو قلنا لا رسول اللہ قال فانکم لا تضارون فی رویۃ ربکم الا کما تضارون فی رویۃ احدہما الحدیث حتی یقال لکل قوم اعبدوا ما کنتم تعبدون فما زال یقول ذلک حتی یقال لہم ما تنتظرون فیقولون ذہب الناس الی ما کانوا یعبدون فی الدنیا فیقال لہم کذبتم ان للہ صاحبۃ ولا ولدا فماذا تبغون فیقولون عطشنا ربنا فاسقنا فیشار الا تردون فیحشرون الی النار کانہا سراب یحطم بعضہا بعضا فیتساقطون فی النار حتی اذا لم یبق الا من کان یعبد اللہ من بر او فاجر واتاہم رب العالمین فی ادنی صورۃ من التی رأوہ فیہا قال فما تنتظرون تتبع کل امۃ ما کانت تعبد قالوا فارقنا الناس فی الدنیا افقر ما کنا الیہم ولم نصاحبہم فیہا ونحن ننتظر ربنا الذی کنا نعبدہ فیقول انا ربکم فیقولون مرتین لا نشرک بک شیئا مرتین حتی ان بعضہم لیکاد ینقلب فیقول ہل بینکم وبینہ آیۃ فتعرفونہ فیقولون نعم فیکشف عن ساق فلا یبقی من کان یسجد للہ من تلقاء نفسہ الا اذن اللہ لہ ویبقی من کان یسجد اتقاء ورئاء فیذہب کی یسجد فیعود ظہرہ طبقا واحدا ثم رفعوا رؤسہم وقد تحول فی الصورۃ التی رأوہ فیہا اول مرۃ فقال انا ربکم فیقولون انت ربنا ثم یضرب الجسر علی جہنم وتحل الشفاعۃ ویقولون اللہم سلم سلم قیل یا رسول اللہ وما الجسر قال دحض مزلۃ فیہ خطاطیف وکلالیب وحسکۃ لہا شوکۃ عقیفاء تکون بنجد لہا ساقتان سوداوان لہما ضوء یقال لہا السعدان فیمر المؤمن کطرف العین وکالبرق وکالریح وکاجاوید الخیل والرکاب فناج مسلم ومخدوش مرسل ومکدوس فی نار جہنم حتی اذا خلص المؤمن من النار فوالذی نفسی بیدہ ما منکم من احد بأشد مناشدۃ للہ فی استیفاء الحق من المؤمنین لربہم یوم القیامۃ اذا رأوا انہم قد نجوا فی اخوانہم یقولون ربنا اخواننا کانوا یصلون معنا ویصومون معنا ویحجون معنا فاذن لنا فیہم فیقال اذہبوا فاخرجوا من عرفتم منہم فتحرم صورہم علی النار فیأتونہم وبعضہم قد غاب فی النار الی قدمیہ والی انصاف ساقیہ فیخرجون من عرفوا ثم یعودون حتی ان ابا سعید الخدری کان لا یصدق بہذا الحدیث الا سمع منہ زیادۃ فیہا فیقول اللہ تعالی شفعت الملائکۃ وشفع النبیون وشفع المؤمنون ولم یبق الا ارحم الراحمین فیقبض قبضۃ من النار فیخرج منہا قوما قد امتحشوا فیلقون فی نہر بأفواہ الجنۃ یقال لہ نہر الحیاۃ فینبتون فی حافتیہ کما تنبت الحبۃ فی حمیل السیل الحدیث ترجمہ دوسری روایت بھی ابوسعید خدری سے ایسی ہی ہے اس مین یہ ہے کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم اپنے مالک کو دیکھین گے آپ نے فرمایا تم کو کچھ ضرر ہوتا ہے سورج کے دیکھنے مین جب صاف دن ہو ہمنے کہا نہین اور بیان کیا حدیث کو اخیر تک اتنا زیادہ ہے اس عبارت کے بعد اور کہ خدا نے جنت دی بغیر کسی عمل یا بھلائی کے اون سے کہا جاوے گا جو تم دیکھو وہ تمہارا ہے اور اوتنا ہے اور ابوسعید نے کہا مجھے یہ حدیث پہونچی کہ پل بال سے زیادہ باریک ہوگا اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا اور لیث کی روایت مین یہ نہین ہے کہ وہ کہین گے ای رب ہمارے تو نے ہمکو وہ دیا جو سارے جہان والون مین کسی کو نہین دیا عن زید بن اسلم بہذا وہما بمعنی حدیث حفص بن میسرۃ الا انہ قد زاد او نقص شیئا ترجمہ اس روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گزرا مگر کچھ کمی بیشی ہے باب اثبات الشفاعۃ واخراج الموحدین من النار شفاعت کا ثبوت اور موحدون کا جہنم سے نکالا جانا ف قاضی عیاض نے کہا اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ شفاعت عقلاً جائز ہے اور شرعاً اوسکا ثبوت اس آیت سے ہے

يومئذ لا تنفع الشفاعة الا من اذن له الرحمن ورضي له قولا اور اس آيت سے لا يشفعون الا لمن ارتضى اور حديثين شفاعت کے باب مين بہت آئين ہين اور آثار صحابہ بھی بہت ہين ان سب کے ملانے سے شفاعت کا ثبوت متواتر ہو جاتا ہے گنہگار مومنين کے واسطے اور اجماع کیا ہے سلف اور خلف اور تمام اہل سنت نے شفاعت کے ثبوت پر اور انکار کیا ہے خوارج اور بعض معتزلہ نے شفاعت کا اور ان کے نزدیک گنہگار ہمیشہ ہمیشہ جہنم مين رہين گے دلیل انکی یہ آیت ہے فما تنفعهم شفاعة الشافعين اور یہ آیت وما للظالمين من حميم ولا شفيع يطاع حالانکہ یہ آیتين کافرون کے حق مين ہين اور انہون نے جو شفاعت کی آیتون کی تاویل کی ہے کہ مراد اس سے درجون کی زیادتی ہے تو یہ باطل ہے اور حدیث کے الفاظ سے صاف انکی تاویل باطل ہوتی ہے کیونکہ حدیث مين یہ ہے کہ جنہی شفاعت کیوجہ سے جہنم سے نکالا جاوینگے لیکن شفاعت پانچ قسم ہے ایک تو وہ جو خاص ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ تسکین دینا ہے میدان حشر کے ہول سے اور حساب کتاب جلدی شروع کرا دینا جیسے اگے اویگا دوسری بعضے لوگون کو بغیر حساب کے جنت مين لے جانا یہ بھی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے تیسری شفاعت ان لوگون کی لیے جو مستحق ہو گئے ہون جہنم کے اون کی شفاعت ہمارے پیغمبر اور اور لوگ کرینگے چوتھی شفاعت ان لوگون کی جو جہنم مين جا چکے ہون گنہگارون مين سے اور ان کا نکالا جانا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور فرشتون اور مومنين کے شفاعت سے ثابت ہے جیسے ایک حدیث مين ہے کہ پھر اللہ تعالی نکالے گا جہنم سے ہر ایک لا الہ الا اللہ کہنے والے کو اور صرف کافر اس مين رہ جاوینگے پانچویں وہ شفاعت جو جنت مين درجے بڑھانے کے لیے ہو اس شفاعت کا معتزلے بھی انکار نہین کرتے نہ پہلی شفاعت کا قاضی عیاض نے کہا مشہور روایتون سے سلف صالحین کا شفاعت کے لیے دعا کرنا ثابت ہوا ہے اس صورت مين جو کہتا کہ اللہ تعالی سے ہمارے پیغمبر کی شفاعت مانگنا مکروہ ہے اوسکی بات کیطرف خیال نہ کرنا چاہیے اس لیے کہ شفاعت انہی کچھ گناہ گارون سے مخصوص نہین ہے بلکہ تخفیف حساب اور زیادتی درجات کے لیے بھی ہوگی اور ہر ایک عاقل کو ڈر لگا ہوا ہے کہ کہین وہ گنہگارون مين سے نہ ہو جاوے اور اپنے عمل پر بھروسا نہین ہے اور جس شخص نے اسکو مکروہ سمجھا ہے چاہیے کہ وہ مغفرت اور بخشش کے لیے بھی دعا نکرے اور یہ خلاف ہے سلف اور خلف کے طریقے کے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا انتہی

عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال یدخل الله اهل الجنة

الجنة يدخل من يشاء برحمته ثم يقال لاهل النار انظروا من وجدتم في قلبه
مثقال حبة من خردل من ايمان فاخرجوه فيخرجون منها حمما قد امتحشوا فيلقون
في نهر الحيوة او الحيا فينبتون فيه كما تنبت الحبة الى جانب السيل الم تروها
كيف تخرج صفراء ملتوية ترجمہ ابو سعید خدری رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اللہ جنت والوں کو جنت میں لیجاوے گا جسکو چاہیگا اپنی رحمت سے اور دوزخ والوں کو دوزخ میں لے جاویگا پھر
فرماویگا دیکھو جسکے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہو اسکو دوزخ سے نکال لو وہ لوگ نکلینگے کوئلہ
کیطرح جلے ہوئے پھر ڈالے جاوینگے نہر الحیوۃ یا نہر الحیا میں (یہ شک ہے امام مالک کا جو راوی ہیں اس
حدیث کے اور ان کی روایت میں نہر الحیوۃ ہے بغیر شک کے) اور ایسا اوگینگے جیسے دانہ بہیا کے ایک
طرف اوگ آتا ہے کیا تم نے اسکو نہیں دیکھا کیسا زرد لپٹا ہوا اوگتا ہے عن عمرو بن یحیی بهذا
الاسناد وقالا كما تكون في نهر قيل له الحياة ولم يشكا في حديث خالد كما تنبت
الغثاءة في جانب السيل وفي حديث وهيب كما تنبت الحبة في حميلة السيل
ترجمہ اس روایت کا بھی وہی جو اوپر گزرا اسمیں یہ ہے کہ وہ لوگ ڈالے جاوینگے ایک نہر میں
جسکا نام حیاۃ ہوگا اور شک نہیں کی اور خالد کی روایت میں ہے جیسے کوڑا کچرا بہیا کے ایک طرف اوگ
آتا ہے اور وہیب کی روایت میں جیسے دانہ کالی مٹی میں جو بہیا میں ہوتی ہے اوگ آتا ہے یا اوس مٹی
میں جسکو پانی بہا کر لاتا ہے عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم اما اهل النار الذين هم اهلها فانهم لا يموتون فيها ولا يحيون ولكن ناس اصابتهم
النار بذنوبهم او قال بخطاياهم فاماتهم الله اماتة حتى اذا كانوا فحما اذن بالشفاعة
فجيئ بهم ضبائر ضبائر فبثوا على انهار الجنة ثم قيل يا اهل الجنة افيضوا
عليهم فينبتون نبات الحبة تكون في حميل السيل فقال رجل من القوم كان رسول الله
صلى الله عليه وسلم قد كان في البادية ترجمہ ابو سعید رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا وہ لوگ جو جہنم والے ہیں (یعنی ہمیشہ وہاں رہنے کے لیے ہیں جیسے کافر اور مشرک) وہ تو نہ مرینگے نہ جیسینگے
لیکن کچھ لوگ جو گنہگار ہوں کیوجہ سے دوزخ میں جاوینگے انکو مار کر کوئلہ بنا دینگے پھر اجازت ہوگی
شفاعت کی پھر نووی نے کہا معنے حدیث کا یہ ہے کہ جو لوگ کافر ہیں اور جہنم میں ہمیشہ رہنے کے مستحق ہیں

وہ تو نہ مرینگے نہ جیسین گے پھر کسی طرح انکو عذاب سے چھٹکارا نہ ہوگا اور راحت حاصل نہ ہوگی جیسی اللہ تعالے نے فرمایا انکا کچھ فیصلہ نہ ہوگا کہ مرجاوین اور عذاب انکا ہوگا اور جیسی فرمایا پھر نہ اوسمین مریگا نہ جیے گا اور اہل حق کا مذہب یہی ہے کہ جنت کا آرام اور جہنم کا عذاب دونون ہمیشہ کے لیے ہون گے اور یہ لوگ جو گنہ گا ہو کر جہنم مین جاوین گے یہ وہ لوگ ہین جو سو سو تہے پر گناہون مین مبتلا ہو گئے تہے اللہ تعالی انکو جہنم کی آگ سے مار کر کوئلہ کردے گا ایک وقت تک عذاب دینے کے بعد اور یہ مرنا حقیقۃً ہوگا یعنے احساس جاتا رہیگا پھر جہنم سے نکالے جاوینگے مردہ کوئلہ کیطرح ف اور یہ لوگ لائے جاوین گے گروہ گروہ اور پھیلائے جاوین گے جنت کی نہرون پر اور حکم ہوگا اے جنت کے لوگون انپر پانی ڈالو تب وہ اس طرح سے جمین گے جیسے دانہ اوس مٹی مین جمتا ہے جسکو پانی بہا کر لاتا ہے ایک شخص بولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہوتا ہے جنگل مین رہے ہین (جب تو آپ کو یہ معلوم ہے کہ بہاو مین جو مٹی جمع ہوتی ہے اوسمین دانہ خوب اوگتا ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ الْقَوْلِ فِیْ حَمِیْلِ السَّیْلِ وَلَمْ یَذْکُرْ مَا بَعْدَہٗ ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گذرا اس مین یہہین تک ہے جیسے دانہ اوگتا ہے اوس مٹی مین جسکو پانی بہا کر لاتا ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَھْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنْھَا وَاٰخِرَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ دُخُوْلًا الْجَنَّۃَ رَجُلٌ یَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ لَہٗ اذْھَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّۃَ قَالَ فَیَاْتِیْھَا فَیُخَیَّلُ اِلَیْہِ اَنَّھَا مَلْاٰی فَیَرْجِعُ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ وَجَدْتُّھَا مَلْاٰی فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ لَہٗ اذْھَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّۃَ قَالَ فَیَاْتِیْھَا فَیُخَیَّلُ اِلَیْہِ اَنَّھَا مَلْاٰی فَیَرْجِعُ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ وَجَدْتُّھَا مَلْاٰی فَیَقُوْلُ اللّٰہُ لَہٗ اذْھَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّۃَ فَاِنَّ لَکَ مِثْلَ الدُّنْیَا وَعَشَرَۃَ اَمْثَالِھَا اَوْ اِنَّ لَکَ عَشَرَۃَ اَمْثَالِ الدُّنْیَا قَالَ فَیَقُوْلُ اَتَسْخَرُ بِیْ اَوْ تَضْحَکُ بِیْ وَاَنْتَ الْمَلِکُ وَقَالَ لَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضَحِکَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُہٗ قَالَ فَکَانَ یُقَالُ ذَاکَ اَدْنٰی اَھْلِ الْجَنَّۃِ مَنْزِلَۃً ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین جانتا ہون اوس شخص کو جو سب کے بعد جہنم سے نکلیگا اور سب کے بعد جنت مین جاویگا یہ وہ شخص ہے جو جہنم سے گھٹنون کے بل گھسٹتا ہوا نکلیگا اللہ تعالی اوس سے فرماویگا جا جنت مین یہ لے دنیا کی برابر جگہ ہو یا اوس دنیا کی برابر

دیکھیگا کیا تو مجھسے ٹھٹھا کرتا ہے یا مہنسی کرتا ہے بادشاہ ہوکر ف سخریہ اور ضحک مین تشبیہ ہی راوی کو اور ضحک دوسری روایت مین ہنسی وارد ہوا اور وہ عیب نہین ہے نہ نقص پھر ضحک خدا کی صفت ہونے مین کوئی مانع نہین اور وہ مثل اور صفات الٰہی کے مشابہ نہین مخلوق کی صفات کے نووی نے کہا ٹھٹھا کرنیکے معنون مین اختلاف ہے اور سمین کئی قول ہین ایک یہ ہے جو امام مازری سے منقول ہی کہ یہ بطریق مقابلہ کے ہی یعنی کہ اس نے اللہ تعالی سے کئی بار عہد کیا اب کچھ نہ مانگون گا پھر اپنے اقرار کے خلاف کیا اور لگا مانگنے تو یہ مثل ٹھٹھے کے ہوا اور وہ شخص یہ سمجھا کہ اللہ تعالی کا یہ فرمانا تو جنت مین جا اور تیری لیے یہ یہ نعمتین ہین ایک قسم کا ٹھٹھا ہے یعنی اس کے ٹھٹھے کا بدلہ ہی تو ٹھٹھے کے بدلے کو مجازاً ٹھٹھا کہا اور مطلب یہ ہی کہ کیا تو بدلہ دیتا ہے میرے ٹھٹھے کا بادشاہ ہوکر دوسرا قول یہ ہی کہ مراد اوس سے نفی ہے یعنی مین جانتا ہون کہ تون ٹھٹھا نہ کریگا بادشاہ ہوکر لیکن تعجب یہ ہی کہ مجھ نالائق کو اتنی بڑی بڑی نعمتین ملین تیسرا قول یہ ہی کہ اوس شخص کے زبان قابو مین نہی اور وہ خوشی مین ایسا بہول گیا کہ لگا وہ باتین کرنے جیسے دنیا مین ایسے محل مین کرتا تھا اور خدا کیطرف ٹھٹھے کی نسبت کردی اور یہ ایسا ہی جیسے آپنے دوسرے شخص کے حق مین فرمایا کہ وہ خوشی کے مارے اپنے تئین روک نہ سکا اور کہنے لگا تو میرا بندہ ہی اور مین تیرا رب ہون اور چاہیے تھا یہ کہنا کہ مین تیرا بندہ ہون اور تون میرا رب ہے اور خوشی کے وقت بے اختیاری مین اکثر ایسی بے موقع اور غلط باتین زبان سے نکل جاتی ہین انتہے ف عبداللہ بن مسعود نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ہنسے یہانتک کہ آپکے دانت مبارک کھل گئے اور آپنے فرمایا یہ سب سے کم درجے کا جنتی ہوگا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْرِفُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنَ النَّارِ وَاٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا رَجُلٌ يَّخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَيُقَالُ لَهُ انْطَلِقْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَيَذْهَبُ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَيَجِدُ النَّاسَ قَدْ اَخَذُوا الْمَنَازِلَ فَيُقَالُ لَهُ اَتَذْكُرُ الزَّمَانَ الَّذِيْ كُنْتَ فِيْهِ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَالُ لَهُ تَمَنَّ فَيَتَمَنّٰى فَيُقَالُ لَكَ الَّذِيْ تَمَنَّيْتَ وَعَشَرَةُ اَضْعَافِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَقُوْلُ اَتَسْخَرُ بِيْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ قَالَ فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مین پہچانتا ہون اوس شخص کو جو سب کے آخر جہنم سے نکلیگا وہ ایک شخص ہوگا گھسٹتا ہوا چوتڑون کو بل دوزخ سے نکلیگا اوس سے کہا جاویگا جا جنت مین جا وہ جاویگا دیکھیگا تو سب جگہ تون مین جنتی ہین (اور کوئی مکان خالی نہین چھوٹا سا بھی) اوس سے کہا جاویگا تجھے یاد ہی وہ زمانہ جس مین تو تھا (یعنے وہ دور خلی تکلیف اور تنگی) وہ کہیگا ہان یاد ہی پھر اوس سے کہا جاویگا

اچھا اب کوئی اور آرزو کر وہ آرزو کرے گا حکم ہوگا یہ لے اور دس دنیا کے برابر اور لے اور دعا کرے گا
اسی بار تعالے کیا تو مجھسے ہنسی ٹھٹھا کرتا ہے بادشاہ ہو کر (یعنے دس دنیا کے برابر مجھکو دیتا ہے اور
وہان تو ایک چھوٹا سا مکان بھی خالی نہین) راوی نے کہا ہمنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کو دیکھا آپ ہنسے یہان تک کہ آپ کے دانت کھل گئے ف حدیث مین نواجذ کا لفظ ہے
اور نواجذ اون دانتون کو کہتے ہین جو سب کے آخر مین نکلتے ہین جن کو عوام عقل کے دانت کہتے
ہین اور یہ دانت اوسی وقت کھلتے ہین جب آدمی زور سے ہنسے عن ابن مسعود ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اٰخر من یدخل الجنۃ رجل فھو یمشی مرۃ ویکبو مرۃ وتسفعہ
النار مرۃ فاذا ما جاوزھا التفت الیھا فقال تبارک الذی نجانی منک لقد اعطانی
اللہ شیئا ما اعطاہ احدا من الاولین والاٰخرین فترفع لہ شجرۃ فیقول ای رب
ادنینی من ھذہ الشجرۃ فلاستظل بظلھا واشرب من مائھا فیقول اللہ عز وجل
یا ابن اٰدم لعلی ان اعطیتکھا سالتنی غیرھا فیقول لا یا رب ویعاھدہ ان
لا یسالہ غیرھا وربہ تعالی یعذرہ لانہ یری ما لا صبر لہ علیہ فیدنیہ منھا
فیستظل بظلھا ویشرب من مائھا ثم ترفع لہ شجرۃ ھی احسن من الاولی
فیقول ای رب ادنینی من ھذہ الشجرۃ لاشرب من مائھا واستظل
بظلھا لا اسالک غیرھا فیقول یا ابن اٰدم الم تعاھدنی ان لا تسالنی غیرھا
فیعاھدہ ان لا یسالہ غیرھا وربہ تعالی یعذرہ لانہ یری ما لا صبر لہ علیہ فیدنیہ
منھا فیستظل بظلھا ویشرب من مائھا ثم ترفع لہ شجرۃ عند باب الجنۃ ھی احسن
من الاولی فیقول ای رب ادنینی من ھذہ الشجرۃ لاستظل بظلھا واشرب من
مائھا لا اسالک غیرھا فیقول یا ابن اٰدم الم تعاھدنی ان لا تسالنی غیرھا قال بلی
یا رب ھذہ لا اسالک غیرھا وربہ تعالی یعذرہ لانہ یری ما لا صبر لہ علیہ فیدنیہ منھا
فاذا ادناہ منھا فیسمع اصوات اھل الجنۃ فیقول ای رب ادخلنیھا فیقول یا ابن اٰدم ما یصریک
منک ارضیک ان اعطیک الدنیا ومثلھا معھا فیقول یا رب اتستھزی منی وانت رب العلمین
فضحک ابن مسعود فقال الا تسالونی مم اضحک قالوا مم تضحک فقال ھکذا ضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فقال تعالیٰ وعزتی وجلالی لا اسئلک الا ما تسئلنی فقال یا رب ادخلنی الجنۃ فقال تعالیٰ قد سئلت دون ما سئلت
تفسیر حسینی

عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے آخر جو جنت میں جاویگا وہ ایک شخص ہوگا جو چلتا ہوگا پھر اوندھا کر یگا اور جہنم کی آگ اسکو جلاتی ہوگی جب وہ دوزخ سے پار ہوجاویگا تو پیٹھ موڑ کر اسکو دیکھیگا اور کہیگا بڑی برکت والا ہے وہ صاحب جس نے مجھکو تجھ سے نجات دی مجھکو تجھ سے بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اتنا دیا کہ ویسا کسی کو نہیں دیا نہ اگلوں میں نہ پچھلوں میں پھر اسکو ایک درخت کہلائی دیگا وہ کہیگا ای رب میرے مجھکو نزدیک کردے اس درخت سے میں اسکے سایہ میں رہوں اور اسکے پانی پیؤں اللہ تعالیٰ فرماویگا ای آدم کے بیٹے اگر میں تیرا یہ سوال پورا کردوں تو اور سوال کریگا کہیگا نہیں اے رب میرے اور عہد کریگا کہ پھر میں کوئی سوال نہ کروں گا اور اللہ تعالیٰ اسکا عذر قبول کریگا اسلیے کہ وہ ایسی نعمت کو دیکھیگا جس پر اس سے صبر نہیں ہوسکتا (یعنی انسان بھی صبر ہے وہ جب تکلیف میں مبتلا ہوا اور عیش کی بات دیکھے تو بے اختیار اوسکی خواہش کرتا ہے) آخر اللہ تعالیٰ اوسکو اس درخت کے نزدیک کردیگا وہ اسکے سایہ میں رہیگا اور وہاں کا پانی پیے گا پھر اسکو ایک درخت کہلائی دیگا جو اس سے بھی اچھا ہوگا وہ کہیگا ای پروردگار مجھکو اس درخت کے نزدیک پہنچا دے میں اسکے پانی پیؤں اسکے سایہ میں آرام پاؤں اور میں اور کچھ سوال نہ کرونگا اللہ تعالیٰ فرماویگا ای آدم کے بیٹے تو نے عہد نہیں کیا تھا کہ میں پھر سوال نہ کروں گا اور جو میں تجھے اس درخت تک پہنچا دوں تو پھر تو اور سوال کریگا وہ اقرار کریگا کہ نہیں پھر میں اور کچھ سوال نہ کروں گا اور اللہ تعالیٰ اسکو معذور رکھے گا اس لیے کہ اوسکو صبر نہیں اوس نعمت پر جو دیکھتا ہے تب اللہ تعالیٰ اوسکو اس درخت کے نزدیک کردیگا وہ اسکے سایہ میں رہیگا اور وہاں کا پانی پیے گا پھر اسکو ایک درخت کہلائی دیگا جو جنت کے دروازے پر ہوگا اور وہ پہلے کے دونوں درختوں سے بہتر ہوگا وہ کہیگا ای رب میرے مجھکو اس درخت کے پاس پہنچا دے تاکہ میں اسکے سایہ تلے رہوں اور وہاں کا پانی پیوں اب میں اور کچھ سوال نہ کرونگا اللہ تعالیٰ فرماویگا ای آدم کے بیٹے کیا تو اقرار نہیں کرچکا تھا کہ اب میں اور کچھ سوال نہ کروں گا وہ کہیگا بیشک میں اقرار کرچکا تھا لیکن اب پھر یہ سوال پورا کردے پھر میں اور کچھ سوال نہ کروں گا اور اللہ تعالیٰ اسکو معذور رکھے گا اسلیے کہ وہ دیکھیگا ان نعمتوں کو جن پر صبر نہیں کرسکتا آخر اللہ تعالیٰ اسکو اس درخت کے پاس کردیگا جب وہ اس درخت کے پاس جاویگا تو جنت والوں کی آوازیں سنے گا اور کہیگا ای رب میرے مجھکو جنت کے اندر پہونچا دے اللہ تعالیٰ فرماویگا ای آدم کے بیٹے تیرے سوال کو کون چیز تمام کریگی (یعنی تیری خواہش کب موقوف ہوگی اور یہ بار سوال کرنا کیونکر نہ ہوگا) بھلا تو پسند کرتا ہے کہ میں تجھ کو ساری دنیا کے برابر دوں اور اتنا ہی اور دوں وہ کہیگا ای رب میرے تو مجھ سے ٹھٹھا کرتا ہے ساری جہان کا مالک

پھر عبداللہ بن مسعودؓ ہنسے مگر اور لوگون سے کہا تم پوچھتے نہین مجھسے مین کیون ہنستا ہون لوگون نے پوچھا کیون ہنستے ہو تم انہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسیطرح (اس حدیث کو بیان کرکے) ہنسے تھے لوگون نے پوچھا آپ کیون ہنستے ہین یا رسول اللہ آپنے فرمایا رب العلمین کے ہنسنے سے مین بھی ہنستا ہون جب وہ بندہ یہ کہیگا کہ تون مجھسے ٹھٹھا کرتا ہے سارے جہان کا مالک ہوکر تو پروردگار ہنسیگا (اوس کی نادانی اور بیوقوفی پر) اور فرمایا مین ٹھٹھا نہین کرتا (ٹھٹھا اور مذاق میرے لائق نہین وہ تو بندون کو لائق ہے) بلکہ مین جو چاہتا ہون کرسکتا ہون ف پھر دو دنیا کے برابر دنیا کون سا مشکل کام ہے جسپر تو نے تعجب کیا اور اسکو ہنسی اور مذاق سمجھا وہ خدای کریم ایسا قادر مطلق ہے کہ لاکھون کروڑون دنیا اس دنیا کے مثل ایک دم مین بنا سکتا ہے بلکہ اب ہزارون لاکھون دنیا ہماری زمین کے برابر اور اس سے لاکھون حصے بڑی اسکی سلطنت مین موجود ہین - یہ حدیث اگرچہ جنتیون کے حال مین وارد ہے پر دنیا مین اسحدیث پر غور کرنے سے بڑے بڑے فائدے حاصل ہوسکتے ہین اون مین سے ایک فائدہ یہ ہے کہ طمع اور حرص اور بے صبری کی کوئی انتہا نہین اگر خزانہ قارون بھی انسان کو ملجاوے یا ہفت کشور کی سلطنت بھی یا جاوداں تب بھی اوس سے زیادہ کی حرص رہیگی اسلیے انسان کو لازم ہے کہ اول ہی سے طمع اور حرص کی جڑ کاٹ دیوے اور جسقدر خدا دیوے اوسی کو بہت خیال کرکے اوسمین خوش اور ممکن ہے ورنہ مفت زندگی برباد ہوگی اور ساری عمر رنج اور تکلیف مین گرفتار رہیگا عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَدْنَی اَھْلِ الْجَنَّۃِ مَنْزِلَۃً رَجُلٌ صَرَفَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ عَنِ النَّارِ قِبَلَ الْجَنَّۃِ وَمَثَّلَ لَہٗ شَجَرَۃً ذَاتَ ظِلٍّ فَقَالَ اَیْ رَبِّ قَدِّمْنِیْ اِلٰی ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ اَکُوْنُ فِیْ ظِلِّھَا وَسَاقَ الْحَدِیْثَ بِنَحْوِ حَدِیْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَلَمْ یَذْکُرْ فَیَقُوْلُ یَا ابْنَ اٰدَمَ مَا یَصْرِیْنِیْ مِنْکَ اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِیْثِ وَزَادَ فِیْہِ وَیُذَکِّرُہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ سَلْ کَذَا وَکَذَا اِذَا انْقَطَعَتْ بِہِ الْاَمَانِیُّ قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ ھُوَ لَکَ وَعَشَرَۃُ اَمْثَالِہٖ قَالَ ثُمَّ یَدْخُلُ بَیْتَہٗ فَتَدْخُلُ عَلَیْہِ زَوْجَتَاہُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ فَتَقُوْلَانِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَاکَ لَنَا وَاَحْیَانَا لَکَ قَالَ فَیَقُوْلُ مَا اُعْطِیَ اَحَدٌ مِثْلَ مَا اُعْطِیْتُ ترجمہ ابوسعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے کم درجہ کا جنتی وہ ہے جسکا منہ اللہ تعالی جہنم کیطرف سے پھیر کر جنت کیطرف کردیگا اور اسکو ایک درخت دکھلاویگا سایہ دار وہ کہیگا اے رب میرے مجھے اس درخت کے پاس لیجا مین اسکے سایے مین ہونگا اور بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا مگر اوسمین یہ نہین ہے کہ اللہ تعالی فرماویگا اے آدم کے بیٹے تیرے سوال کی کون چیز تمام کریگی آخر تک اتنا زیادہ ہے کہ اللہ تعالی اوسکو یاد دلاویگا فلان چیز فلان چیز کی اور ذکر کریگا یہان تک

ن تعالی

جب اوس کی سب آرزوین ختم ہو جاوین گی تو اللہ تعالے فرماوے گا تو بے سب اور دس حصے ان سے زیادہ لے پہر وہ اپنے گہر مین جاوے گا اور حوروان مین سے دو زن حورین اوس کے پاس آوینگی اور کہینگے شکر خدا کا جس نے تجھکو دلایا ہمارے لیے اور ہمکو جلایا تیرے لیے پہر وہ کہیگا کہ کو اللہ نے اتنا نہین دیا جتنا مجھکو دیا عن المغیرۃ بن شعبۃ یرفعہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سال موسی علیہ السلام ربہ ما ادنی اھل الجنۃ منزلۃ قال ھو رجل یجیئ بعد ما ادخل اھل الجنۃ الجنۃ فیقال لہ ادخل الجنۃ فیقول ای رب کیف وقد نزل الناس منازلھم واخذوا اخذھم فیقال لہ ارضی ان یکون لک مثل ملک ملک من ملوک الدنیا فیقول رضیت رب فیقول لک ذلک ومثلہ ومثلہ ومثلہ ومثلہ فقال فی الخامسۃ رضیت رب فیقول ھذا لک وعشرۃ امثالہ ولک ما اشتھت نفسک ولذت عینک فیقول رضیت رب قال رب فاعلاھم منزلۃ قال اولئک الذین اردت غرست کرامتھم بیدی وختمت علیھا فلم تر عین ولم تسمع اذن ولم یخطر علی قلب بشر قال ومصداقہ فی کتاب اللہ عز وجل فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین الایۃ ترجمہ

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت موسی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے پوچھا سب سے کم درجہ والا جنتی کون ہے اللہ تعالے نے فرمایا وہ شخص ہے جو آوے گا سب جنتیون کے جنت مین جانے کے بعد اوس سے کہا جاوے گا جا جنت مین جا وہ کہے گا اے رب میرے کیسے جاؤن مین تو سب لوگون نے اپنے اپنے ٹہکانے کر لیے اور اپنی اپنی جگہین بنا لین اوس سے کہا جاوے گا کیا تو راضی ہے اس بات پر کہ تجھے اتنا ملک ملے جتنا دنیا کے ایک بادشاہ کا ملک تہا وہ کہے گا مین راضی ہون اے رب میری حکم ہوگا جا اتنا ملک ہم نے تجھے دیا اور اوتنا ہی اور اور اوتنا ہی اور اوتنا ہی اور اوتنا ہی اور اوتنا ہی اور پانچوین بار مین وہ کہے گا مین راضی ہون اے رب

میرے اللہ تعالے فرماویگا تو یہ بھی لے اور مجھ سے اس سے زیادہ لے اور جو تیرا جی چاہے اور تجھ بھلا لگے دیکھتے ہین وہ لے کہیگا مین راضی ہوگیا اے رب تیرے پھر حضرت موسی نے پوچھا ہے نہاد درجہ والا منتی کون ہے اللہ تعالے نے فرمایا وہ تو وہ لوگ ہے جنکو مین نے خود چنا اور انکی بزرگی اور عزت کو مین نے اپنے ہاتھ سے جمایا اور اسپر مہر کردی کسی آنکھ نے نہین دیکھا کسی کان نے سنا کسی کے دل پر گذرا (جو انکے لیے تیار ہے) اور اسکی تصدیق کرتا ہے وہ جو کلام اللہ مین ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّن قُرَّةِ اَعْيُنٍ الآیۃ یعنے کوئی نہین جانتا جو چھپا کر رکھا گیا ہے انکے لیے انکی آنکھون کی ٹھنڈک اخیر تک عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يَقُوْلُ لِلْمُنْبَرِ اِنَّ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ سَئَلَ اللّٰهَ تَعَالٰى عَنْ اَخَسِّ اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً حَظًّا وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِهٖ ترجمہ مغیرہ بن شعبہ منبر کو کہتے تھے کہ حضرت موسے علیہ السلام نے اللہ تعالے سے پوچھا ہے کم درجے جنتی کو پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ وَاٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنْهَا رَجُلٌ يُّؤْتٰى بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُقَالُ اعْرِضُوْا عَلَيْهِ صِغَارَ ذُنُوْبِهٖ وَارْفَعُوْا عَنْهُ كِبَارَهَا فَتُعْرَضُ عَلَيْهِ صِغَارُ ذُنُوْبِهٖ فَيُقَالُ عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَكَذَا وَكَذَا وَعَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا وَكَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ اَقَرَرْتُ لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُّنْكِرَ وَهُوَ مُشْفِقٌ مِّنْ كِبَارِ ذُنُوْبِهٖ اَنْ تُعْرَضَ عَلَيْهِ فَيُقَالُ لَهٗ فَاِنَّ لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةً فَيَقُوْلُ رَبِّ قَدْ عَمِلْتُ اَشْيَاءَ لَا اَرَاهَا هٰهُنَا فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ترجمہ ابوذر رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین جانتا ہون اُس شخص کو جو سب کے بعد جنت مین جاویگا اور سب کے بعد دوزخ سے نکلیگا وہ ایک شخص ہوگا جو لایا جاویگا قیامت کے دن پھر حکم ہوگا پیش کرو اُسپر اُسکے ہلکے گناہ اور مت پیش کرو اُسکے بھاری گناہ تو پیش کیے جاوین گے اسپر ہلکے گناہ اسکے اور کہا جاویگا فلانے روز تو نے ایسا کام کیا فلان روز یہ کام کیا وہ قبول کریگا انکار نہ کرسکے گا اور ڈرے گا اپنے بھاری گناہون سے لیکن وہ پیش نہ ہون حکم ہوگا تجھے ہر ایک گناہ کے بدلے ایک نیکی دی وہ کہے گا مالک میرے مین نے اور بھی کچھ کام کیے ہین گناہ کے جنکو مین یہان نہین پاتا راوی نے کہا مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ ہنسے یہان تک کہ آپ کی داڑھین کھل گئین عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ ترجمہ اعمش سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

جیسا اوپر گذری عن ابی الزبیر انہ سمع جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ یسأل عن الورود فقال اکنا
نحن یوم القیمۃ عن کذا وکذا انظر ای ذلک فوق الناس قال نندی الا ضمرا وثنایا وما
کانت تعبد الاول فالاول ثم یأتینا ربنا بعد ذلک فیقول من تنظرون فیقولون ننظر
ربنا عز وجل فیقول انا ربکم فیقولون حتی ننظر الیک فیتجلی لہم یضحک قال فینطلق
بہم فیتبعونہ ویعطی کل انسان منہم منافق او مومن نورا ثم یتبعونہ وعلی جسر جہنم
کلالیب وحسک تاخذ من شاء اللہ ثم یطفأ نور المنافقین ثم ینجو المومنون فتنجو اول
زمرۃ وجوہہم کالقمر لیلۃ البدر سبعون الفا لا یحاسبون ثم الذین یلونہم کاضوء نجم
فی السماء ثم کذلک ثم تحل الشفاعۃ ویشفعون حتی یخرج من النار من قال لا الہ الا اللہ
وکان فی قلبہ من الخیر ما یزن شعیرۃ فیجعلون بفناء الجنۃ ویجعل اہل الجنۃ یرشون
علیہم الماء حتی ینبتوا نبات الشیء فی السیل ویذہب حراقہ ثم یسأل حتی تجعل
لہ الدنیا وعشرۃ امثالہا معہا رواہ مسلم۔ محمد ابو الزبیر نے سنا جابر بن عبد اللہ انصاری سے
روایت موقوف ہے جابر پر اور مسلم کی شرط پر نہیں مگر انہوں نے بیان کیا اسکو اسلئے کہ وہ سند اموی ہے
دوسرے طریقے سے اور خود امام مسلم نے اوسکے رفع پر تنبیہ کی ہے ابن ابی شعبہ کی روایت سے اور بیان کیا ہے اسکو
اسناد اور سماع رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے ف۱ انہی پوچھا گیا لوگوں کے آنیکا حال قیامت کے دن انہوں
نے کہا ہم آوینگے قیامت کے دن اس طرح سے اسطرح سے دیکھیے یہ اور پرسب آدمیوں کے ف۲ نے
نے کہا اس مقام پر راوی نے غلطی اور تحریف اور خلط کیا ہے اور اتفاق کیا ہے اسپر متقدمین اور متاخرین نے اور
یہ غلطی ہے لکھنے والے کی قاضی عیاض نے کہا حدیث کی عبارت تمام نسخوں میں یہی ہے یعنے عن کذا وکذا
انظر ای ذلک فوق الناس جسکا ترجمہ بیان ہوا لیکن مطلب معلوم نہیں ہوتا اور صحیح عبارت یوں ہے علی کوم ہکذا
ہی روایت کیا بعض المحدثین نے اور ابن ابی خیثمہ کی کتاب میں کعب بن مالک سے مروی ہے یحشر الناس یوم
القیمۃ علی قل وامتی علی تل یعنے جمع کیے جاوینگے لوگ قیامت کے دن ٹیلوں پر اور میری امت ایک ٹیلے پر ہوگی
اور کوم بھی ٹیلے کو کہتے ہیں اور اونچی زمین کو جو ٹیکری کیطرح ہوتی ہیں طبری نے اپنی تفسیر میں ابن عمر کی روایت
سے بیان کیا کہ پھر چڑہائیں گے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت ایک ٹیلے پر سب لوگوں کے اوپر قاضی عیاض
نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ راوی سے کوم کا لفظ پڑہا نہ گیا یا مٹ گیا ہوگا تو اسنے کذا وکذا اسکے بدلے

لکھا پھر اسکی تفسیر کی ای فوق الناس سے اور انظر کا لفظ تنبیہ کے لیے زمان لکھدیا اب نقل کرنے والون نے بعینہ اس عبارت کو نقل کر دیا اور انظر کو بھی حدیث مین شریک کر دیا واللہ علم ف پھر بلائی جاوینگی امتین اپنی اپنی بتون اور معبودون کے ساتھ پہلی امت پھر دوسری امت بعد اسکے تمہارا پروردگار آویگا اور فرماویگا تم کسکو دیکھ رہے ہو (یعنے امت محمدی سے مخاطب ہوکر ارشاد فرماویگا) وہ کہین گے ہم اپنے پروردگار کو دیکھ رہے ہین (یعنے اُسکے منتظر ہین) پروردگار فرماویگا مین تمہارا مالک ہون وہ کہین گے ہم تجکو دیکھین (تو معلوم ہو) پھر دکھلائی دیگا پروردگار اون کو ہنستا ہوا اور اُنکے ساتھ چلے گا اور لوگ سب اُسکے پیچھے ہون گے اور ہر ایک آدمی کو خواہ وہ منافق ہو یا مومن ایک نور ملیگا لوگ اُسکے ساتھ ہون گے اور جہنم کے پل پر آنکڑے اور کانٹے ہون گے وہ پکڑلین گے جنکو خدا چاہیگا بعد اسکے منافقون کا نور بجھ جاویگا اور مومن نجات پاوین گے تو پہلا گروہ مومنون کا اُنکے موہنہ چودھوین رات کے چاند کے سے ہون گے ستر ہزار آدمی ہونگے جن سے نہ حساب ہوگا نہ کتاب ف اور وہ بے پوچھے پاچھے کے جنت مین داخل ہون گے بخاری کی روایت مین ہے یہ وہ لوگ ہون گے جو نہ منتر کرتے ہین اور نہ بدفال لیتے ہین اپنے پروردگار پر بھروسا کرتے ہین ف اونکے بعد کا گروہ خوب چمکتے تارے کیطرح ہون گے پھر اُنکے بعد کا اُسے اُتر کر یہانتک کہ شفاعت کا وقت آویگا اور لوگ شفاعت کرین گے اور جہنم سے نکالا جاویگا وہ شخص بھی جس نے لا الہ الا اللہ کہا تھا اور اُسکے دل مین ایک جو برابر بھی نیکی اور بہتر تھے یہ لوگ جنت کی آنگن مین ڈالدیے جاوینگے اور جنتی لوگ اُنپر پانی چھڑکین گے وہ اسطرح پنپینگے جیسے جھاڑ پانی کے بہاؤ مین پنپتا ہے اور اون کی سوزش اور جلن بالکل جاتی رہیگی پھر وہ سوال کرینگے خدا سے اور ہر ایک کو اتنا ملیگا جیسے ساری دنیا بلکہ بس دنیا برابر عشر جابر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا ذینہ یقول ان اللہ عزوجل یخرج ناسا من النار فیدخلہم الجنۃ ترجمہ جابر رضہ سے روایت ہے انہون نے سنا اپنے کانون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بیشک اللہ تعالے چند لوگون کو دوزخ سے نکالکر جنت مین بھیجدیگا عشر حماد بن زید قال قلت لعمرو بن دینار اسمعت جابر بن عبد اللہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل قوما من النار بالشفاعۃ قال نعم ترجمہ حماد بن زید سے روایت ہے کہا میں نے عمرو بن دینار سے پوچھا کیا تم نے سنا ہے جابر بن عبد اللہ کو حدیث بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اللہ تعالے کچھ لوگون کو جہنم سے نکالیگا شفاعت کیوجہ سے انہون نے کہا ہان

سنا ہے عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان قوما یخرجون من
النار یحترقون فیھا اذا کانت وجوھھم حتی یدخلون الجنۃ ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ لوگ جہنم میں جلکر وہاں سے نکلیں گے اور جنت میں جاویں
گے انکا سب بدن جل گیا ہوگا سوا منہ کے جگہ کے کیونکہ سجدہ کیا جاتا ہے دوسری حدیث
میں ہے کہ تمام اعضاء سجدہ کے انکار سے بچ رہیں گے جیسے اوپر گذرا عن یزید الفقیر قال کنت
قد شغفنی رأی من رأی الخوارج فخرجنا فی عصابۃ ذوی عدد یریدون ان یحجوا ثم خرج
علی الناس قال فمررنا علی المدینۃ فاذا جابر بن عبد اللہ یحدث القوم جالس الی سایۃ
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال واذا ھو قد ذکر الجھنمیین قال فقلت لہ یا
صاحب رسول اللہ ما ھذا الذی تحدثون واللہ یقول انک من تدخل النار فقد اخزیتہ وکلما ارادوا ان یخرجوا منھا اعیدوا فیھا فما ھذا الذی تقولون قال فقال اقرأ القرآن قلت
ثم قال فھل سمعت بمقام محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی الذی یبعثہ اللہ فیہ قلت نعم قال
فانہ مقام محمد صلی اللہ علیہ وسلم المحمود الذی یخرج اللہ بہ من یخرج قال ثم نعت
وضع الصراط وممر الناس علیہ قال ولکنی اخاف ان لا اکون احفظ ذلک قال غیر انہ قد
زعم ان قوما یخرجون من النار بعد ان یکونوا فیھا قال یعنی اباکم فیخرجون کانھم
عیدان السماسم قال فیدخلون نھرا من انھار الجنۃ فیغتسلون فیہ فیخرجون کانھم
القراطیس فرجعنا فقلنا ویحکم اترون الشیخ یکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرجعنا فلم واللہ ما خرج منا غیر رجل واحد کما قال ابو نعیم ثم مر بزید بن صہیب ابو
عثمان قصر سے روایت ہے میرے دل میں خارجیوں کی ایک بات کھب گئی تھی وہ یہ کہ کبیرہ گناہ کرنے
والا ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور جو جہنم میں جاویگا وہ پھر وہاں سے نہ نکلے گا تو ہم نکلے ایک بڑی
جماعت کے ساتھ اس ارادے سے کہ حج کریں پھر خارجیوں کا مذہب پھیلاویں جب ہم مدینہ میں
پہنچے دیکھا تو جابر بن عبد اللہ ایک ستون کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کو حدیثیں سنا رہے ہیں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انہوں نے بیان کیا ایک ذکر کیا دوزخیوں کا میں نے کہا اے صحابی رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے تم کیا حدیث بیان کرتے ہو اللہ تعالے تو فرماتا ہے۔ اے رب ہمارے جسکو

فاذا ب

ذلک ب

کانھا ب

فقلنا ب

تو جہنم میں لے گیا تو نے ہنکو رسوا کیا اور فرماتا ہے جہنم کے لوگ جب وہاں سے نکلنا چاہینگے تو پھر اسی میں ڈالدیئے جاوینگے ف یہ دونوں آیتیں خارجیوں کی دلیل ہیں جو کہتے ہیں دوزخ میں جاکر پھر کوئی وہاں سے نہ نکلے گا حالانکہ یہ آیتیں اُن کافروں اور مشرکوں کے باب میں ہیں جو ہمیشہ جہنم میں رہینگے ف اب ہم کیا کہتے ہو انہوں نے کہا تو نے قرآن پڑھا ہے میں نے کہا ہاں انہوں نے کہا پھر تو نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سنا ہے یعنے وہ مقام جو اللہ تعالے انکو قیامت کے روز عنایت فرماویگا جسکا بیان اس آیت میں ہے عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا) یعنے کہا ہاں میں نے سنا ہے انہوں نے کہا پھر وہی مقام محمود ہے جسکے وجہ سے اللہ تعالی نکالے گا جہنم سے اُن لوگوں کو جنکو چاہے گا پھر بیان کیا انہوں نے پلصراط کا حال اور لوگوں کے گذرنے کا اس پل پر سے اور مجھے ڈر ہے یاد نہ رہا ہو یہ مگر انہوں نے یہ کہا کہ کچھ لوگ دوزخ سے نکالے جاوینگے اسمیں جانے کے بعد اور وہ اسطرح سے نکلینگے جیسے آنبوس کی لکڑیاں (سیاہ جل ہوئی کر) ف حدیث میں سماسم کا لفظ ہے جو جہم ہے سمسم کی اور سمسم کہتے تل کو اسکی لکڑیاں بھی دھوپ میں کھڑے سے کالی ہو جاتی ہیں اور بعضوں نے کہا یہ لفظ اس میں ساسم تھا اسمیں تحریف ہوکر سماسم ہوگیا اور ساسم کہتے ہیں ایک سیاہ لکڑی کو مثل آبنوس کے اور بعضوں نے کہا ساسم کہتے ہیں آبنوس کو (نووی مختصراً) ف پھر جنت کی ایک نہر میں جاوینگے اور وہاں غسل کرینگے اور کاغذ کیطرح سفید ہوکر نکلینگے۔ یہ سنکر ہم لوٹے اور ہم نے کہا خرابی ہو تمہاری کیا یہ بوڑھا جھوٹ باندھتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر (یعنے وہ ہرگز جھوٹ نہیں بولتا پھر تمہارا مذہب غلط نکلا) اور ہم سب پھر گئے اپنے مذہب سے مگر ایک شخص نہ پھرا شاید ایسا ہی کہا ابو نعیم فضل بن دکین نے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ اَرْبَعَةٌ فَيُعْرَضُوْنَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَيَلْتَفِتُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ اِذْ اَخْرَجْتَنِيْ مِنْهَا فَلَا تُعِدْنِيْ فِيْهَا فَيُنْجِيْهِ اللّٰهُ مِنْهَا ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ سے چار آدمی نکالے جاوینگے پھر وہ پیش کیے جاوینگے خدا کے سامنے ایمان سے ایک جہنم کیطرف دیکھکر کہے گا ای مالک پھر جب تو نے مجھکو نجات دی اس سے تو اب پھر مت بھیج اسمیں اللہ تعالے اسکو نجات دیگا جہنم سے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْمُوْنَ لِذٰلِكَ وَقَالَ ابْنُ عُبَيْدٍ فَيُلْهَمُوْنَ لِذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ

فَلَا تُعِدْنِيْ

اللّٰهُ

عَلٰی رَبِّنَا عَزَّوَجَلَّ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰی رَبِّنَا حَتّٰی یُرِیْحَنَا مِنْ مَّکَانِنَا هٰذَا قَالَ فَیَاْتُوْنَ اٰدَمَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَیَقُوْلُوْنَ
اَنْتَ اٰدَمُ اَبُو الْخَلْقِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِیَدِهٖ وَنَفَخَ فِیْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَمَرَ الْمَلٰٓئِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ اشْفَعْ لَنَا عِنْدَ
رَبِّكَ حَتّٰی یُرِیْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا فَیَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَیَذْكُرُ خَطِیْئَتَهُ الَّتِیْ اَصَابَ فَیَسْتَحْیِیْ رَبَّهٗ
عَزَّوَجَلَّ مِنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا نُوْحًا اَوَّلَ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ قَالَ فَیَاْتُوْنَ نُوْحًا عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
فَیَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَیَذْكُرُ خَطِیْئَتَهُ الَّتِیْ اَصَابَ فَیَسْتَحْیِیْ رَبَّهٗ مِنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا اِبْرٰهِیْمَ
عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الَّذِی اتَّخَذَهُ اللّٰهُ خَلِیْلًا فَیَاْتُوْنَ اِبْرٰهِیْمَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَیَقُوْلُ
لَسْتُ هُنَاكُمْ وَیَذْكُرُ خَطِیْئَتَهُ الَّتِیْ اَصَابَ فَیَسْتَحْیِیْ رَبَّهٗ مِنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُوْسٰی عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ الَّذِیْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَاَعْطَاهُ التَّوْرَاةَ قَالَ فَیَاْتُوْنَ مُوْسٰی عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
فَیَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَیَذْكُرُ خَطِیْئَتَهُ الَّتِیْ اَصَابَ فَیَسْتَحْیِیْ رَبَّهٗ مِنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِیْسٰی عَلَیْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ رُوْحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهٗ فَیَاْتُوْنَ عِیْسٰی عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ رُوْحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ
فَیَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ
وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَاْتُوْنِیْ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰی رَبِّیْ فَیُؤْذَنُ
لِیْ فَاِذَا اَنَا رَاَیْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَیَدَعُنِیْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَّدَعَنِیْ فَیُقَالُ یَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ
قُلْ تُسْمَعْ سَلْ تُعْطَهْ اِشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِیْ فَاَحْمَدُ رَبِّیْ بِتَحْمِیْدٍ یُعَلِّمُنِیْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَیَحُدُّ لِیْ حَدًّا فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ
فَاَقَعُ سَاجِدًا فَیَدَعُنِیْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَّدَعَنِیْ ثُمَّ یُقَالُ ارْفَعْ یَا مُحَمَّدُ قُلْ تُسْمَعْ سَلْ تُعْطَهْ اِشْفَعْ تُشَفَّعْ
فَاَرْفَعُ رَاْسِیْ فَاَحْمَدُ رَبِّیْ بِتَحْمِیْدٍ یُعَلِّمُنِیْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَیَحُدُّ لِیْ حَدًّا فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ فَلَا اَدْرِیْ فِی الثَّالِثَةِ اَوْ فِی الرَّابِعَةِ قَالَ فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ مَا بَقِیَ فِی النَّارِ اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ
اَیْ وَجَبَ عَلَیْهِ الْخُلُوْدُ وَقَالَ ابْنُ عُبَیْدٍ فِیْ رِوَایَتِهٖ قَالَ قَتَادَةُ اَیْ وَجَبَ عَلَیْهِ الْخُلُوْدُ

ترجمہ انس رضی اللہ عنہ مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو اکٹھا کریگا پھر وہ کوشش کرینگے کہ اس مصیبت کو دور کرنے کی یا اور کسی دلیل پر خدا سے مکالمہ کرینگے وہ کہینگے اگر ہم کسی کی سفارش کراویں اپنے مالک کے پاس یہاں سے آرام پاویں تو بہتر ہے اور آوینگے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس اور کہینگے تم سب آدمیوں کے باپ ہو اللہ نے تم کو اپنے ہاتھ سے بنایا تھا

اللہ تعالیٰ

رَبِّیْ تَعَالٰی

رَبِّیْ تَعَالٰی

یَا مُحَمَّدُ رَاْسَكَ

چند چیزون کو اللہ تعالے نے اپنے خاص ہاتھ مبارک سے بنایا ہے انکو بزرگی دینے کو ایک آنہین سے حضرت
آدم علیہ السلام ہین دوسرے تورٹ کو تختیون پر اپنے ہاتھ سے لکھا تھا تیسرے جنۃ العدن ہین درخت
اپنے ہاتھ سے لگائے یون تو سب چیزین خدا کے حکم سے پیدا ہوئین پر ان چیزون کو خدا نے اپنی خاص ہاتھ سے
بنایا جیسے حدیثون مین وارد ہے پر خدا کا ہاتھ ویسا ہی مقدس اور بے شبہ اور بے نظیر ہے جیسے اسکی ذات مقدس
جل شانہ ف اور اپنی روح (یعنے اپنی پیدا کی ہوی روح) تم مین پھونکی اور فرشتون کو حکم کیا تمکو سجدہ
کرین انہون نے سجدہ کیا تمکو تو آج ہم لوگون کی سفارش کر اللہ تعالے کے پاس وہ آرام دیوے ہمکو اسجگہ کی
تخلیف سے وہ کہین گے مین اس لائق نہین اور اپنے گناہ کو یاد کر کے خدا تعالے سے شرماوین گے ف وہ گیہون
کیا تھا اُس درخت مین سے کھانا جس سے اللہ تعالے نے انکو منع کیا تھا۔ نووی نے کہا علماء نے اختلاف کیا
ہے کہ پیغمبرون سے گناہ صادر ہوتے ہین یا نہین اور قاضی عیاض نے اس بحث مین ایک مختصر تقریر
کی ہے وہ یہہ ہے کہ نبوت کے بعد انسے کفر سرزد نہین ہو سکتا بلکہ وہ معصوم ہین کفر سے لیکن نبوت سے
پہلے تو اس مین اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ نبوت سے پہلے بھی وہ کفر سے معصوم ہوتے ہین اسی طرح
اور گناہ جو کفر سے کم ہین تو کبیرہ گناہ سے بالاتفاق وہ معصوم ہین اور اسیطرح اُن غلطیون سے جو تبلیغ
رسالت مین ہون قولاً یا فعلاً یہ مذہب ہے استاذ ابو منصور اسفرائنی اور ائمہ خراسان اور مشائخ صوفیہ کا
اور بعضون کے نزدیک فعل مین غلطی ہو سکتی ہے جیسے ہمارے پیغمبر کو سہو ہوا نماز مین لیکن ضرور ہے کہ
وہ متنبہ ہو جاوین اپنی غلطی سے یا اسی وقت یا وفات سے پہلے اور یہی مذہب ہے جمہور علماء اور اکثر
محققین کا اور باقی رہے صغیرہ گناہ تو جو صغیرہ گناہ اس قسم کے ہین کہ انسے دنائت اور خست اور کمینہ
پن نکلتا ہے اُن سے بالاتفاق معصوم ہوتے ہین اور باقی صغیرہ گناہون مین اختلاف ہے اکثر فقہا
اور محدثین اور متکلمین سلف اور خلف اسطرف گئے ہین کہ اس قسم کے صغیرہ گناہ انسے ہو سکتے ہین اور دلیل
انکی قرآن کی آیتین اور حدیثین ہین اور ایک جماعت محققین کی فقہا اور متکلمین مین سے اسطرف گئی ہین کہ
وہ پاک ہین صغائر سے بھی جیسے کبائر سے پاک ہین اور نبوت کا منصب لائق ہے ایسے گناہون کے
کرنے سے اور قصداً خدا کی نافرمانی کرنے سے اور جو آیات اور احادیث اس قسم کی وارد ہوئی ہین جنسے پیغمبرون
کا گنہگار ہونا نکلتا ہے وہ تاویل کی گئی ہین یا بھول چوک سہو پر یا اللہ کا اذن تھا بعض چیزون مین لیکن انکو
ترک ہوا اُن مین مواخذے کا اور بعضی چیزین ایسی ہین جو نبوت سے پہلے انسے سرزد ہوئین اور یہہ مذہب

حق ہے اسلیئے کہ انبیاء کو افعال اور اقوال کی ہمکو پیروی کرنا لازم ہے پھر اگر وہ خطا وار ہون تو بہت سے افعال مین انکی پیروی لازم نہ ہو قاضی عیاض نے کہا ہمنے اس مطلب کو اپنی کتاب شفا مین خوب بیان کیا ہے کہ ویسا دوسری کتابون مین نہین ملتا اور تو اس بات سے ڈر کہ یہ مذہب منسوب ہے خوارج اور معتزلہ اور مبتدعہ کے گروہون کی طرف اس لیے کہ اونکا مطلب اس مذہب سے دوسرا ہے وہ کیا صغیرہ گناہ سے کافر ہو جانا اور ہم پاک ہین اس خیال سے اور یہہ جو خطائین انبیا کی بیان کی گئین ہین جیسے آدم علیہ السلام کا بھولکر درخت سے کھالینا اور نوح علیہ السلام بد دعا کرنا کافرون پر اور قتل کرنا موسے علیہ السلام کا ایک کافر کو اور بچانا ابراہیم علیہ السلام کا اپنے تئین کافرون کے شر سے ایک بات کہکر جو ایک طرح سے سچ ہو سکتی ہے یہ درحقیقت اور ون کے حق مین گناہ نہین ہین مگر انبیا پر عتاب ہوا یا وہ ڈر کہ ان باتون سے بھی بوجہ قرب اور علو منزلت کے تمام ہو الکلام قاضی عیاض کا **ف** لیکن تم جاؤ نوح علیہ السلام کے پاس وہ پہلے پیغمبر ہین جنکو بھیجا اللہ تعالی نے **ف** امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام نوح کے دادا تھے پھر اگر یہہ بات ثابت ہو کہ ادریس پیغمبر تھے تو مورخین کا یہہ قول صحیح نہین کہ وہ نوح کے دادا تھے اسلیے کہ حدیث مین صاف یہہ امر نکلتا ہے کہ نوح سب سے پہلے پیغمبر ہین جو دنیا مین آئے اور بعضون نے کہا کہ حدیث مین رسل کا لفظ ہے اور شاید ادریس نبی ہون رسول نہ ہون قاضی عیاض نے کہا بعضون نے کہا کہ ادریس الیاس علیہ السلام کو کہتے ہین اور وہ پیغمبر تھے بنی اسرائیل کے یوشع بن نون کے ساتھ اس صورت مین کوئی اعتراض نہ ہوگا اسیطرح یہہ اعتراض نہین ہو سکتا کہ آدم اور شیث دونو پیغمبر تھے اور وہ نوح سے پہلے تھے کیونکہ آدم کو اپنی اولاد کی تعلیم کا حکم ہوا تھا اور وہ کافر نہ تھے اسیطرح شیث کو وہ خلیفہ تھے آدم کے لیکن کافرون کی ہدایت کے لیے بھیجا جانا تو یہہ امر سب سے پہلے نوح کے لیے ہوا قاضی نے کہا ابو الحسن بن بطال کا مذہب یہ ہے کہ آدم رسول نہ تھے اور ابو ذر کی حدیث سے صاف یہہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آدم اور ادریس دونو رسول تھے (نووی) **ف** وہ آوینگے نوح کے پاس تو نوح کہینگے مین اس لائق نہین اور اپنی خطا کو جو دنیا مین انسے ہوئی تھی یاد کرینگے اور شرماوینگے اپنے پروردگار سے اور کہینگے تم جاؤ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جنکو اللہ تعالے نے اپنا دوست بنایا تھا **ف** یعنے خلیل قاضی عیاض نے کہا خلت کے اصل مین معنے خاص کر لینا اور چن لینا اور صفا کر لینا اور بعضون نے کہا خلت کے معنے قطع کرنا اور ابراہیم کو خلیل کہا اسلیے کہ انہون نے قطع کیا اپنی حاجتون کو سب مخلوقات سے اور چھوڑ دیا انکو اپنے

رب پر اور بعضون نے کہا خلت کے معنے سچی اور صاف دوستی جو باعث ہوتی ہو اسرار اور رموز کے تخلل کے یعنے بھیدون
کے آنے کی اور بعضون نے کہا خلت کے معنے محبت تمام ہو کلام ماضی کا ابن ہناری نے کہا خلیل کہتے ہین دوست
کو جسکی دوستی اور محبت پوری ہو اور محبوب کو جسکی محبت مین کوئی نقص اور خلل نہ ہو واحدی نے کہا
یہی قول مختار ہے کیونکہ اللہ خلیل ہے ابراہیم کا اور ابراہیم خلیل ہین اللہ کے اور جس صورت مین خلت کے معنے
قطع حاجت کے ہونگے تو اللہ تعالے کو ابراہیم کا خلیل نہین کہہ سکتے (نووی) ف وی سب لوگ ابراہیم علیہ
السلام کے پاس آوینگے وہ کہینگے مین اس لائق نہین اور اپنے خطا کو جو اُنسے ہوئی تھی یاد کر کے خدا سے
شرماوینگے لیکن تم جاؤ موسی علیہ السلام کے پاس جنسے اللہ تعالے نے بات کی اور انکو تورات شریف عنایت کی
وہ سب موسی علیہ السلام پاس آوینگے وہ کہینگے مین اس لائق نہین اور اپنی خطا کو جو اُنسے ہوئی تھی
یاد کر کے خدا سے شرماوینگے ف نووی نے کہا ہو علیہ السلام سے اللہ تعالی نے بات کی اسپر
اجماع کیا اہلسنت نے کہ یہ کلام اپنی ظاہر پر محمول ہو اور اللہ تعالے نے حقیقۃً حضرت موسی علیہ السلام سے کلام کیا
جسکو حضرت موسی نے سنا بلا واسطہ اور کلام اللہ کی ایک صفت ہو جو مخلوق کے کلام کے مشابہ نہین ف
لیکن تم جاؤ عیسی علیہ السلام پاس جو اللہ کے روح ہین اور اسکے حکم سے پیدا ہوئے ہین وہ آوینگے عیسی
روح اللہ پاس وہ کہینگے مین اس لائق نہین لیکن تم جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پاس وہ ایسے بندے ہین اللہ کے
جنکے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخشدیے گئے ہین ف مراد اگلون سے وہ گناہ جو نبوت سے پہلے ہوئے اور پچھلون
سے جو بعد نبوت کے ہوئے اور بعضون نے کہا کہ مراد امت کے اگلے اور پچھلے گناہ ہین اس صورت مین بخشش
سے مراد بعضون کی بخشش ہوگی یا ہمیشہ کے لیے جہنم سے بچنا اور بعضون نے کہا کہ مراد اُن گناہون سے ہو
بھول چوک سے جو آپ سے ہوئی اور بعضون نے کہا کہ مراد اگلے گناہون سے آدم کی خطا ہی اور پچھلے سے امت کے
گناہ اور بعضون نے کہا یہ بتقدیر فرض ہے یعنے اگر تمہارے کچھ گناہ ہون تو وہ سب معاف اور مغفور ہین اور بعضون
نے کہا کہ مقصود اس سے پاکی ہو آپ کی گناہون سے (نووی) نضار ہو اس آیت سے لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ
ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ ہمارے پیغمبر پر اعتراض کرتے ہین کہ جب وہ خود گنہگار رہے تو اورون کو گناہون سے کیونکر پاک
کرینگے انکا جواب یہ ہو کہ اگلی کتب سماوی سے اور پیغمبرون کا بھی گناہون مین مبتلا ہونا ثابت ہی پھر جو جواب انکے
طرف سے دیا جاویگا وہی جواب ہماری پیغمبر کے طرف سے بھی ہو سکتا ہی دوسرا یہ کہ گناہ اور تقصیر عام بندون کی اوپر
اور خاص بندون کے اور دنیا مین بھی ہم مسلمان ہو کہ عالم لوگون سے سنتے ہین اُن باتون کی نسبت کہ نہین ہوتی

جو خاص بندوں کے لیے بڑی تقصیریں سمجھی جاتی ہیں اسیطرح پیغمبروں اور مقربوں کے گناہ ایسے ہیں جو ہمارے حق میں گناہ ہی نہیں لیکن تقرب کی وجہ سے وہ گناہ سمجھے جاتے ہیں اور چونکہ انبیا بشر ہیں اور محال ہے کہ بشر لوازم بشریت سے پاک ہو اسلیے خواہ مخواہ کوئی نہ کوئی تقصیر یا غفلت کسی وقت میں اسکی واقع ہو جاتی ہے پھر اگر مالک اپنے کسی بندے کی ایسی تقصیروں کو بھی بکلی معاف کر دیوے تو یہ اسکی کمال محبت ہے اس بندے کے ساتھ اور اسمیں عظمت اور بزرگی ہے اُس بندے کی اور بندہ پر تو یہ آیت درحقیقت ایک شرف ہے ہمارے پیغمبر کے لیے نہ نقصان جیسا مخالفین خیال کرتے ہیں خدا انکو ہدایت کرے البتہ انکا اعتراض اس صورت میں درست ہوتا کہ ہم اپنے پیغمبر معاذ اللہ بندگی سے بڑھا کر خدائی تک پہونچا دیتے جیسے انہوں نے اپنے پیغمبر کے ساتھ کیا ہے یہ ایسی بے وقوفی اور بیعقلی کی بات ہے کہ تمام مذہب والے نصاریٰ کے اس خیال پر قہقہہ لگاتے ہیں اور اس خیال کے وجہ سے انکا سارا مذہب عقلا کے نزدیک لغو ہو گیا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر وہ سب لوگ میرے پاس آوینگے فا یعنے جب اور منصب یاد ان کو جواب دینے کے اور کہینگے کہ ہم اتنے بڑے کام کے لایق نہیں تو وہ میرے پاس آوینگے قاضی عیاض نے کہا اس پیغمبر نے کیا ہے کہنا براہ تواضع اور انکسار ہوگا اور شاید اشارہ ہو اسبات کا کہ یہہ درجہ یعنے شفاعت کبریٰ میرے اور جہ نہیں بلکہ اُسکے بعد والی کا ہے اور شاید یہہ معلوم ہو کہ یہ درجہ ہمارے پیغمبر کا ہے لیکن ہر ایک نے اپنے بعد والے پر حوالہ کیا ہے کہ آہستہ آہستہ یہ سلسلہ ہمارے پیغمبر تک پہونچے اور آپ کی فضیلت سب پیغمبروں پر ظاہر ہووے اسحدیث سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ بڑے بڑے کاموں میں پہلے سن اور بزرگ لوگوں کیطرف رجوع کرنا چاہیے اور ہمارے پیغمبر جو اس کام سے انکار نہ کرینگے اور مستور ہو جاوینگے وہ سبب سے کہ آپ جانتے ہونگے کہ یہ میرا ہی کام ہے اور یہ عزت خدا نے میرے لیے ہی رکھی ہے نووی نے کہا اللہ تعالے جو اُن لوگوں کے دلمیں ڈالیگا کہ پہلے آدم علیہ السلام کے پاس جاوینگے پھر نوحؑ کے پاس پھر ابراہیمؑ کے پاس اسیطرح آخیر تک اس میں یہ حکمت ہے کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت سب پیغمبر پر معلوم ہو جاوے کیونکہ اگر پہلے ہی سے وہ آپ پاس آجاتے تو اس بات کا احتمال رہتا کہ اور پیغمبروں سے بھی یہ کام ممکن تھا لیکن جب وہ سب سے سوال کر چکے اور کسی نے قبول نہ کیا اور آپ نے قبول کر لیا تو آپ کی بزرگی سب پر ظاہر ہوئی اور جناب الوہیت میں آپکا کمال قرب ظاہر ہوا اسحدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام مخلوقات پر خواہ وہ پیغمبر ہوں آدمی ہوں یا جن یا فرشتی ظاہر ہوتی ہے کیونکہ اتنا بڑا کام یعنے شفاعت عظمیٰ کسی اور سے نہ ہو سکیگا اور آپ اسکو قبول کر لینگے

یا اللہ تو ہمکو اور سب مسلمان بھائیون کو آپ کی شفاعت نصیب کر آمین یارب العالمین ف ہین آپ پروردگار
سے اجازت چاہونگا (یا یہ کہنے کی) مجکو اجازت ہوگی جب مین اوسکو دیکھونگا تو سجدے سے مین گر پڑونگا
پھر وہ جبتک چاہیگا سجدے مین رہنے دیگا سجدے مین جبتک چاہیگا اور بعد اوسکے کہا جاویگا اے محمد اوٹھا اپنے سر کو اور کہہ
جو کہنا ہے سنا جاویگا اور مانگ جو مانگنا ہے دیا جاویگا اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول کیجاویگی ف
اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شفاعت کا اذن آپکے لیے قیامت کے روز ہوگا اگرچہ درجہ اللہ تعالے
نے خاص آپکے لیے رکھا ہے پر اسکے اجازت قیامت کو دیگا اب جو لوگ خیال کرتے ہین کہ شفاعت کا
اذن آپ کو ہوچکا ہے اونکا خیال غلط ہے اور مخالف ہے قرآن کے قرآن مین خود موجود ہے کہ وہان کسی
کی شفاعت کارگر نہ ہوگی اگرچہ کو خدا اذن دیگا اب یہ شفاعت بھی اونہی لوگون کے لیے ہوگی جنکا نجات
دینا خدا کو منظور ہوگا تو درحقیقت نجات دینے والا اور عذاب سے بچانیوالا سوا خدا کے کوئی نہین پر ظاہر مین
پیغمبر و کارتبہ بڑھانے کے لیے اور اونکو خوش کرنے کے لیے اونسے سفارش کرادیگا اور اون کی سفارش قبول
کریگا یون نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ پیغمبر خدا کے درگاہ مین کسی قسم کا معاذ اللہ زور یا دباؤ رکھتے ہون گے کہ خدا
تعالی اوسے جیسی اونکی سفارش مان لیگا کیونکہ خدا تعالے کی وہ شان ہے کہ اسپر کسی کا زور یا دباؤ
نہین اور بڑے سے بڑے پیغمبر اور مقرب بندے بھی ہر ایک بات اوس سے یون ہی مانگین گے جیسے بندہ اپنے مالک
سے اور غلام اپنے صاحب سے مانگتا ہے ۔ ف پھر مین سر اوٹھاون گا اور اپنے پروردگار کی تعریف
کرونگا اوسطرح سے جیسے وہ مجکو سکھاویگا پھر سفارش کرونگا تو ایک حد میرے لیے مقرر کیجاویگی مین اس حد
کے مراتی لوگون کو دوزخ سے نکالون گا اور جنت مین لیجاونگا اور دوبارہ اپنے پروردگار پاس آکر یہ
سجدہ مین گرونگا وہ مجھے رہنے دیگا سجدہ مین جبتک اوسکو منظور ہوگا پھر حکم ہوگا اے محمد اپنے سر کو
اور کہو سنا جاویگا مانگو دیا جاویگا سفارش کرو قبول کیجاویگی مین اپنے سر کو اوٹھاونگا اور اپنے مالک کی
تعریف کرونگا جسطرح وہ مجھکو سکھاویگا پھر سفارش کرونگا تو ایک حد باندھی جاویگی مین اس حد کے موافق لوگون
کو دوزخ سے نکالونگا اور جنت مین داخل کرونگا راوی نے کہا مجھے یاد نہین آپنے تیسری یا چوتھی
بار مین فرمایا مین کہونگا اے مالک میری امت تو کوئی دوزخ مین نہین رہا مگر وہ جو قرآن کے بموجب ہمیشہ
دوزخ مین رہنے کے لائق ہے قتادہ نے کہا یعنے جنکا ہمیشہ رہنا وہان ضرور ہے ف لیفے کافر
اور مشرک جیسے اللہ تعالے نے فرمایا اللہ نہین بخشیگا شرک اور اس سے ثابت ہوتا ہے مذہب اہل حق کا

جس پر اجماع کیا سلف نے کہ جو شخص توحید پر مرے وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں نہیں رہیگا (نووی) عن انس قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجتمع المؤمنون یوم القیمۃ فیہتمون بذلک فیلہمون
ذلک بمثل حدیث ابی عوانۃ وقال فی الحدیث ثم ابیہ الرابعۃ او اعود الرابعۃ فاقول یا رب
ما بقی الا من حبسہ القرآن ترجمہ انس سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اسمیں یہ ہے کہ میں اپنے پروردگار
کے پاس چوتھی مرتبہ آؤنگا اور عرض کرونگا اے پروردگار اب تو دوزخ میں کوئی باقی نہیں رہا مگر جسکو قرآن
نے روک رکھا (یعنے قرآن کے بموجب وہ ہمیشہ دوزخ میں رہنے کے سزاوار ہے) عن انس بن مالک
ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یحبسہم اللہ المؤمنین یوم القیمۃ فیلہمون لو لذلک بمثل
حدیثہما وذکر فی الرابعۃ فاقول یا رب ما بقی فی النار الا من حبسہ القرآن ای وجب علیہ الخلود
ترجمہ انس مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا اللہ تعالی اکٹھا کریگا مومنوں کو قیامت کے دن
انکو خیال آوے گا آخر تک جیسی اوپر حدیث گذری اسمیں یہ ہے کہ آپ چوتھی بار میں عرض کرینگے اے پروردگار
اب تو جہنم میں کوئی نہ رہا مگر جو قرآن کے حکم سے رکا ہوا ہے یعنے جو ہمیشہ رہنے کا مستحق ہے عن انس
بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یخرج من النار من قال لا الہ الا اللہ وکان فی قلبہ من
الخیر ما یزن شعیرۃ ثم یخرج من النار من قال لا الہ الا اللہ وکان فی قلبہ من الخیر ما یزن برۃ
ثم یخرج من النار من قال لا الہ الا اللہ وکان فی قلبہ من الخیر ما یزن ذرۃ زاد ابن منہال فی روایتہ
قال یزید فلقیت شعبۃ فحدثتہ بالحدیث فقال شعبۃ فأبہ قتادۃ عن انس بن مالک عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالحدیث الا ان شعبۃ جعل مکان البرۃ ذرۃ قال یزید
صحف فیہا ابو بسطام ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکلے
گا دوزخ سے وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اسکے دل میں ایک جو برابر بھلائی ہوگی پھر نکلے گا دوزخ
سے وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اسکے دل میں ایک گیہوں برابر بھلائی ہوگی پھر نکلے گا دوزخ سے
وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اسکے دل میں چیونٹی برابر بھلائی ہوگی شعبہ نے اس حدیث میں تصحیف
کی اور بجائے ذرۃ کے برۃ کے (جسکے معنی چیونٹی کے ہیں) انہوں نے ذرہ روایت کیا (جو ایک اناج ہے جسکو
چینا کہتے ہیں) عن معبد بن ہلال العنزی قال انطلقنا الی انس بن مالک وثابت یسفعنا ثابت
فانتہینا الیہ وہو یصلی الضحی فاستاذنا لنا فاذن لنا فدخلنا علیہ واجلس ثابتا معہ علی سریرہ

فقال له يا ابا حمزة ان اخوانك من اهل البصرة يسألونك ان تحدثهم حديث الشفاعة قال
حدثنا محمد صلى الله عليه وسلم قال اذا كان يوم القيامة ماج الناس بعضهم الى بعض فيأتون آدم
عليه الصلوة والسلام فيقولون له اشفع لذريتك فيقول لست لها ولكن عليكم بابراهيم
فانه خليل الله فيأتون ابراهيم عليه السلام فيقول لست لها ولكن عليكم بموسى فانه كليم الله
عز وجل فيأتون موسى عليه السلام فيقول لست لها ولكن عليكم بعيسى فانه روح الله
وكلمته فيأتون عيسى عليه السلام فيقول لست لها ولكن عليكم بمحمد صلى الله عليه
وسلم فاقوم فاقول انا لها انا لها فاستأذن على ربي فيؤذن لي فاقوم بين يديه فاحمده بمحامد
لا اقدر عليه الان الا ان يلهمنيه الله عز وجل ثم اخر له ساجدا فيقال لي يا محمد ارفع راسك وقل
تسمع وسل تعطه واشفع تشفع فاقول رب امتي امتي فيقال انطلق فمن كان في
قلبه مثقال حبة من بر او شعيرة من ايمان فاخرج منها فانطلق فافعل ثم ارجع الى
ربي عز وجل فاحمده بتلك المحامد ثم اخر له ساجدا فيقال لي يا محمد ارفع راسك وقل
تسمع وسل تعطه واشفع تشفع فاقول يا رب امتي امتي فيقال لي انطلق فمن كان في قلبه
مثقال حبة من خردل من ايمان فاخرجه منها فانطلق فافعل ثم ارجع الى ربي فاحمده بتلك
المحامد ثم اخر له ساجدا فيقال يا محمد ارفع راسك وقل تسمع له وسل تعطه واشفع تشفع
فاقول يا رب امتي امتي فيقال لي انطلق فمن كان في قلبه ادنى ادنى ادنى من مثقال حبة من
خردل من ايمان فاخرجه من النار فانطلق فافعل هذا حديث انس الذي انبأنا به فرجعنا اليه قال
من عنده فلما كنا بظهر الجبان قلنا لو مضينا الى الحسن فسلمنا عليه وهو مستخف في دار ابي خليفة
قال فدخلنا عليه فسلمنا عليه قلنا يا ابا سعيد جئناك من عند اخيك ابي حمزة فلم نسمع
بمثل حديث حدثناه في الشفاعة فقال هيه فحدثناه الحديث فقال هيه قلنا ما زادنا
قال قد حدثنا به منذ عشرين سنة وهو يومئذ جميع ولقد ترك شيئا ما ادري انسي
الشيخ ام كره ان يحدثكم فتتكلوا قلنا له حدثنا فضحك وقال خلق الانسان من عجل
ما ذكرت لكم هذا الا وانا اريد ان احدثكموه ثم ارجع الى ربي عز وجل في الرابعة
فاحمده بتلك المحامد ثم اخر له ساجدا فيقال لي يا محمد ارفع راسك وقل تسمع لك

نسأل الله تعالى

فاخرجه

فيقال

وسل تعطه واشفع تشفع فاقول یارب امتی امتی فیمن قال لا الٰہ الا اللہ فیقول لیس ذاک
لک او قال لیس ذلک الیک ولکن وعزتی وجلالی وکبریائی وعظمتی وجبریائی لاخرجن
من النار من قال لا الٰہ الا اللہ قال فاشھد علی الحسن انہ حدثنا بہ انہ سمع انسا من فیہ
الی فیہ قال قبل عشرین سنۃ وھو یومئذ بجمع ترجمہ سعید بن ہلال غزی سے روایت ہے ہم انس
بن مالک کے پاس گئے اور ثابت کی سفارش چاہی (اسے ملنے کے لیے) آخر ہم ان تک پہنچے وہ چاشت کی
نماز پڑھ رہے تھے ثابت نے ہمارے لیے اجازت مانگی اندر آنے کی ہم اندر گئے انھوں نے ثابت کو اپنے
ساتھ بٹھایا تخت پر ثابت (کہا ای ابو حمزہ (یہ کنیت ہے انس کی) تمہارے بھائی بصرہ والے چاہتے ہیں
تم ان کو شفاعت کی حدیث سناؤ انہوں نے کہا ہمسے بیان کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگ گھبرا کر ایک دوسرے کے پاس جاوینگے پہلے حضرت آدم علیہ السلام
پاس آوینگے اور کہینگے تم اپنی اولاد کی سفارش کرو (خدا کے پاس تا وہ نجات دیوے اس آفت سے)
وہ کہینگے میں اس لائق نہیں لیکن تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے دوست
ہیں لوگ انکے پاس جاوینگے وہ کہینگے میں اس لائق نہیں لیکن تم حضرت موسی علیہ السلام کے
پاس جاؤ وہ کلیم اللہ ہیں (یعنے اللہ نے انسے کلام کیا بلا واسطہ) لوگ انکے پاس جاوینگے وہ کہینگے میں
اس لائق نہیں لیکن تم حضرت عیسی علیہ السلام پاس جاؤ وہ روح اللہ ہیں اور اس کا کلمہ ہیں (یعنے
بن باپکے اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے ہیں) لوگ انکے پاس جاوینگے وہ کہینگے میں اس لائق نہیں لیکن
تم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ سب لوگ میرے پاس آوینگے میں کہونگا اچھا یہ میرا
کام ہے اور میں چلونگا اور خدا تعالے سے اجازت مانگونگا (باریاب ہونے کی) مجکو اجازت ہوگی میں
اسکے سامنے کھڑا ہونگا اور ایسی ایسی تعریفیں اسکی بیان کرونگا جواب میں نہیں بیان کر سکتا
اسوقت اللہ میرے دلمیں ڈالدے گا بعد اسکے سجدے میں گر پڑونگا آخر حکم ہوگا اے محمد اپنا سر اٹھا
اور کہہ ہم سنینگے مانگ ہم دینگے سفارش کر ہم قبول کرینگے میں عرض کرونگا مالک میری امت
میری امت میری حکم ہوگا جا اور جسکے دل میں گیہون یا جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اسکو نکال لے دوزخ
سے میں ایسے سب لوگوں کو نکال لونگا اور پھر اپنے مالک کے پاس آکر ویسی ہی تعریفیں کرونگا پھر سجدے
میں گر پڑونگا حکم ہوگا اے محمد اپنا سر اٹھا اور کہہ جو کہتا ہے تیری بات سنی جاویگی مانگ جو مانگتا ہے

پھر کہونگا سفارش کر میری سفارش قبول ہوگی میں عرض کرونگا مالک میرے امت میری امت میری (یعنی
اپنی امت کی بخشش چاہتا ہوں) حکم ہوگا جا اور جسکے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہو اسکو جہنم سے
نکال لے میں ایسا ہی کرونگا اور پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس آونگا اور ایسی ہی تعریف کرونگا
اور سجدے میں گر پڑونگا حکم ہوگا اے محمد اپنا سر اوٹھا اور کہہ ہم سنینگے مانگ دینگے کے سفارش کر قبول
کرینگے میں عرض کرونگا اے مالک میرے امت میری امت میری حکم ہوگا جا اور جسکے دل میں رائی کے
دانے سے بھی کم بہت کم ایمان ہو اسکو جہنم سے نکال لے میں جاکر ایسا ہی کرونگا قتادہ نے
کہا اس حدیث سے سلف اور اہلسنت کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے اور اسکا بیان
اوپر گذر چکا قتادہ معبد بن ہلال نے کہا یہ انس رض کی حدیث ہے جو انہوں نے ہم سے بیان کی پھر ہم انکے
پاس سے نکلے جب جبان (قبرستان) کی بلندی پر پہونچے تو ہم نے کہا کاش ہم حسن بصری کے
طرف چلیں اور اونکو سلام کریں وہ ابو خلیفہ کے گھر میں چھپے ہوئے تھے (حجاج بن یوسف ظالم
کے ڈر سے) خیر ہم اونکے پاس گئے اور انکو سلام کیا ہم نے کہا اے ابو سعید ہم تمہارے بھائی ابو حمزہ
(انس) کے پاس سے آرہے ہیں انہوں نے شفاعت کے باب میں ایک حدیث ہمسے بیان کی ویسی
حدیث ہم نے نہیں سنی انہوں نے کہا بیان کرو ہم نے وہ حدیث انسی بیان کی انہوں نے کہا اور بیان
کرو ہم نے کہا بس اس سے زیادہ انہوں نے بیان نہیں کی انہوں نے کہا یہ حدیث تو انہوں نے ہمسے
بیس برس پہلے بیان کی تھی جب وہ ٹانٹھے تھے (یعنے اتنے بوڑھے نہ تھے جیسے اب ہیں) اب انہوں نے کچھ چھوڑ
دیا میں نہیں جانتا وہ بھول گئے یا ہم سے بیان کرنا مناسب نہ جانا ایسا نہ ہو تم بھروسا کر بیٹھو (اور
نیک اعمال میں سستی کرنے لگو) ہم نے انسی کہا وہ کیا ہے ہمسے بیان کرو یہ سنکر ہنسے اور کہا انسان پیدا
میں جلدی سے ہے میں نے تمسے یہ قصہ اس لیے ذکر کیا تھا کہ میں تمسے بیان کروں اس ڈر سے کہ تم (جو
انس نے چھوڑ دیا یعنے تم جلدی کرکے درخواست کر بیٹھے بیان کرنے کی اگر درخواست نہ کرتے تو
بھی میں بیان کرتا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں پھر لوٹونگا اپنے پروردگار کے پاس چوتھی
بار اور اسی طرح تعریف توصیف کرونگا پھر سجدے میں گرونگا مجکو حکم ہوگا اے محمد سر اوٹھا اور کہو ہم سنینگے
مانگو ہم دینگے سفارش کرو ہم قبول کرینگے اسوقت میں عرض کرونگا مالک میرے مجکو اجازت دے
اس شخص کو بھی جہنم سے نکالنے کی جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو (یعنے صرف توحید پر یقین رکھتا ہو) اللہ تعالے

فرمادے گا یہ تمہارا کام نہیں لیکن قسم ہے میری عزت اور بزرگی اور جاہ و جلال کی میں جہنم سے نکالوں گا اُس شخص کو جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہو۔ سعید نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ جنید یہ حدیث ہم سے بیان کی اور کہا کہ انہوں نے اسکو اس طرح سے سنا ہے میں سمجھتا ہوں یوں کہا ہے میں نے سمجھا ہوں کہ جنید بڑے زوردار تھے (یعنی انکا حافظہ اچھا تھا بدن میں طاقت تھی) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما بینکم نرمی ببصرہ الی السماء وکانت تعجبہ فنھش منھا نھشۃ فقال انا سید الناس یوم القیمۃ وھل تدرون بم ذاک یجمع اللہ عز وجل یوم القیمۃ الاولین والاٰخرین فی صعید واحد فیسمعھم الداعی وینفذھم البصر وتدنو الشمس فیبلغ الناس من الغم والکرب ما لا یطیقون وما لا یحتملون فیقول بعض الناس لبعض الا ترون ما انتم فیہ الا ترون ما قد بلغکم الا تنظرون الی من یشفع لکم الی ربکم فیقول بعض الناس لبعض ایتوا ادم فیاتون ادم فیقولون یا ادم انت ابو البشر خلقک اللہ بیدہ ونفخ فیک من روحہ وامر الملٰئکۃ فسجدوا لک اشفع لنا الی ربک الا ترٰی ما نحن فیہ الا ترٰی ما قد بلغنا فیقول ادم ان ربی قد غضب الیوم غضبا لم یغضب قبلہ مثلہ ولن یغضب بعدہ مثلہ وانہ نھانی عن الشجرۃ فعصیتہ نفسی نفسی اذھبوا الی غیری اذھبوا الی نوح فیاتون نوحا فیقولون یا نوح انت اول الرسل الی الارض وسماک اللہ عبدا شکورا اشفع لنا الی ربک الا ترٰی ما نحن فیہ الا ترٰی الی ما قد بلغنا فیقول لھم ان ربی قد غضب الیوم غضبا لم یغضب قبلہ مثلہ ولن یغضب بعدہ مثلہ وانہ قد کانت لی دعوۃ دعوت بھا علی قومی نفسی نفسی اذھبوا الی ابراھیم فیاتون ابراھیم فیقولون انت نبی اللہ وخلیلہ من اھل الارض اشفع لنا الی ربک الا ترٰی ما نحن فیہ الا ترٰی ما قد بلغنا فیقول لھم ابراھیم ان ربی قد غضب الیوم غضبا لم یغضب قبلہ مثلہ ولا یغضب بعدہ مثلہ وذکر کذباتہ نفسی نفسی اذھبوا الی غیری اذھبوا الی موسٰی فیاتون موسٰی علیہ السلام فیقولون یا موسٰی انت رسول اللہ فضلک اللہ برسالاتہ وبتکلیمہ علی الناس اشفع لنا الی ربک الا ترٰی ما نحن فیہ الا ترٰی ما قد بلغنا فیقول لھم موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام ان ربی قد غضب الیوم غضبا لم یغضب قبلہ مثلہ ولن یغضب بعدہ مثلہ وانی قتلت نفسا

ینھش ۱۲ منہ
نھشۃ ۱۲ منہ
ذلک ۱۲ منہ
بعض ۱۲ منہ
الی ربکم ۱۲ منہ
ادم ۱۲ منہ
علیہ السلام ۱۲ منہ
نوحا علیہ السلام ۱۲ منہ
اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ
اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ

لھا اومر یقتلھا نفسی اذھبوا الی عیسی فیاتون عیسی علیہ السلام فیقولون یا عیسی انت رسول اللہ وکلمت الناس فی المھد وکلمۃ منہ القاھا الی مریم وروح منہ فاشفع لنا الی ربک الا تری ما نحن فیہ الا ترای ما قد بلغنا فیقول لھم عیسی ان ربی قد غضب الیوم غضبا لم یغضب قبلہ مثلہ ولن یغضب بعدہ مثلہ ولم یذکر لہ ذنبا نفسی نفسی اذھبوا الی غیری اذھبوا الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فیاتونی فیقولون یا محمد انت رسول اللہ وخاتم الانبیاء وغفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر اشفع لنا الی ربک الا تری ما نحن فیہ الا ترای ما قد بلغنا فانطلق فاتی تحت العرش فاقع ساجدا لربی عزوجل ثم یفتح اللہ علی ویلھمنی من محامدہ وحسن الثناء علیہ شیئا لم یفتحہ لاحد قبلی ثم یقال یا محمد ارفع راسک سل تعطہ اشفع تشفع فارفع راسی فاقول یا رب امتی امتی فیقال یا محمد ادخل الجنۃ من امتک من لا حساب علیہ من باب الایمن من ابواب الجنۃ وھم شرکاء الناس فیما سوی ذلک من الابواب والذی نفس محمد بیدہ ان ما بین المصراعین من مصاریع الجنۃ لکما بین مکۃ وھجر او کما بین مکۃ وبصری

ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس گوشت لایا گیا تو آپکو دست پسند کیا گیا اور دست کا گوشت آپکو بہت پسند تھا ف اسلیے کہ وہ بے ریشہ ہوتا ہے اور جلدی گل جاتا ہے اور اسکا ذائقہ بھی عمدہ ہوتا ہے ترمذی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ دست کا گوشت آپکو پسند نہ تھا بلکہ آپ کو گوشت ایک دن آڑ ملتا تو آپ دست لیتے تاکہ جلدی پک جاوے ف آپنے دانتوں سے اوسی نوچا پھر فرمایا میں سردار ہونگا سب آدمیوں کا قیامت کے دن ف آپنے یہ فرمایا اللہ کا احسان ظاہر کرنے کے لیے اور اسکا حکم ہوا ہے آپ کو اور اپنا درجہ جتلانے کے لیے ہمارے فائدہ کے لیے قاضی عیاض نے کہا سردار وہ ہے جو سب لوگوں سے درجے میں زیادہ ہو اور جسکی طرف لوگ سختی کے وقت پناہ لیویں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو سردار ہیں آدمیوں کے دنیا اور آخرت دونوں میں پر آپنے خاص کیا قیامت کے دن اسلیے کہ وہاں کی سرداری عمدہ ہے اور وہاں سب لوگ اگلے اور پچھلے اکٹھا ہونگے اور آدم اور انکی اولاد سب آپکے جھنڈے کے تلے ہونگے جیسے اللہ تعالے نے فرمایا اسدن کسی کی سلطنت ہوگی الا اسکی جو اکیلا ہے زبردست حالانکہ اللہ کی سلطنت دنیا میں بھی ہر پر قیامت کا دن پوری سلطنت ہوگی کسیلیے کہ اور کوئی دعوے

اللہ اور رسول اللہ اعلم

الباب

فلیحیی

کرنے والا نہین رہے گا (نووی) ف اور تم جانتے ہو کس وجہ سے اللہ تعالیٰ اکٹھا کریگا قیامت کے دن اگلون اور پچھلون کو ایک ہی میدان مین یہانتک کہ پکارنے والے کی آواز ان سب کو سنائی دیگی اور دیکھنے والے کی نگاہ ان سب پر پہونچے گی ف یعنے وہ میدان ایسا صاف اور ہموار ہوگا کہ دیکھنے مین نگاہ سب جا سکیگی برخلاف دنیا کے کہ یہان زمین کی گولائی کی وجہ سے نگاہ سب طرف نہین جا سکتی بعضون نے کہا مراد خدا کی نگاہ ہے پر خدا کی نگاہ تو ہر طرح سب پر پہونچتی ہے خواہ میدان ہموار ہو یا نہ ہو ف اور آفتاب نیزے بھر ایک ہو جاویگا اور لوگون پر وہ مصیبت اور سختی ہوگی کہ اسکو سہہ نہ سکین گے اور برداشت کر نہ سکین گے آخر آپس مین ایکدوسرے سے کہین دیکھتے نہین تم کس حال مین ہو دیکھتے نہین تمکو کیا صدمہ پہونچا اب تم تلاش نہین کرتے اس شخص کی جو سفارش کرے تمھاری خدا کے پاس پھر وہ ایکدوسرے سے کہین چلو آدم علیہ السلام کے پاس اور ادنکے پاس جاوینگے اور کہین گے ای آدم تم سب آدمیون کے باپ ہو اللہ تعالے نے تمکو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح تم مین پھونکی اور فرشتونکو حکم کیا انہون نے سجدہ کیا تمکو ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار سے کیا تم نہین دیکھتے ہم کس حال مین ہین کیا تم نہین دیکھتے جو ہم پر مصیبت ہے آدم علیہ السلام کہین گے آج میرا پروردگار غصہ ہے اور ایسا غصہ ہے کہ کبھی ایسا غصہ نہین ہوا تھا نہ ہوگا اور اس نے مجھے منع کیا تھا درخت سے لیکن مین نے اسکی نافرمانی کی (اور درخت مین سے کھالیا) اب مجھے خود اپنی فکر ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ نوح کے پاس جاؤ پھر وہ سب لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جاوینگے اور کہین گے ای نوح تم سب پیغمبرون سے پہلے زمین پر آئے اور اللہ تعالے نے تمہین شکرگذار بندہ کہا تم ہماری سفارش کرو اپنے رب کے پاس کیا تم نہین دیکھتے ہم جس حال مین ہین اور جو مصیبت ہم پر آئی ہے وہ کہین گے میرا پروردگار آج ایسا غصہ ہے کہ ویسا کبھی نہین ہوا تھا نہ ہوگا اور مین نے اپنی قوم پر بد دعا کی تھی اسلیے مجھے خود اپنی فکر ہے تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ پھر وہ سب ملکر ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاوینگے اور کہین گے ای ابراہیم تم اللہ کے نبی ہو اور اسکے دوست ہو زمین والون مین سے تم ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار کے پاس کیا تم نہین دیکھتے ہم جس حال مین ہین اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے وہ کہین گے میرا پروردگار آج اتنا غصہ ہے کہ ویسا کبھی نہین ہوا تھا نہ ہوگا اور اپنی جھوٹ باتین تمکو بیان کرینگے (یعنے جو دنیا مین ہوا انہون نے تین بار جھوٹ بولا تھا) اسلیے مجھے خود اپنی فکر ہے اپنی فکر ہے اور کسی کے پاس جاؤ موسے کے پاس جاؤ وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آوینگے اور کہین گے ای موسیٰ تم اللہ کے رسول ہو اللہ نے تمہین بزرگی دی اپنے پیغامون سے اور

اپنی کلام سے سب لوگونپر تم ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار کے پاس کیا تم نہین دیکھتے ہم جس حال مین ہین اور جو مصیبت ہمپر پڑی ہے موسےٰ کہین گے میرا پروردگار آج ایسے غصہ مین ہے کہ اتنا کبھی غصے نہین ہوا تھا نہ ہوگا اور مین نے دنیا مین ایک خون کیا تھا جسکا مجھے حکم نہ تھا اسلیے مجھکو خود اپنی فکر ہے اپنی فکر ہے تم عیسےٰ کے پاس جاؤ وہ سب لوگ عیسی علیہ السلام کے پاس آوینگے اور کہین گے ای عیسے تم اللہ کے رسول ہو تم نے لوگون سے بات کی ہنہڈولے مین (جھولی مین دودہ پیتے وقت) تم اللہ کی ایک بات ہو جو اوسنی ڈالدی مریم مین اور اُسکی روح ہو تو سفارش کرو ہماری اپنے رب کے پاس کیا تم نہین دیکھتے ہم جس حال مین ہین اور جو مصیبت ہمپر پڑی ہے عیسے علیہ السلام کہین گے میرا پروردگار آج اسقدر غصہ ہے کہ اتنا غصے کبھی نہین ہوا تھا اور نہ کبھی ہوگا ف نووی نے کہا مراد غصے سے یہ ہے کہ اللہ تعالی بدلہ لینے والا ہوگا نافرمانون سے اور اسکا عذاب سامنی موجود ہوگا اور طرح طرح کے ہول اور ڈر جو محشر والون کو ہونگے اور یہ باتین نہ پہلے ہوئین ہین اور نہ آیندہ ہونگی تو اللہ کے غضب سے یہی مراد ہے اسواسکے کہ محال ہے تغیر اوسکے حق مین غضب یا رضا سے سراج الوہاج مین ہے کہ نووی نے اس مقام پر اللہ کی ایک صفت کی تاویل کی ہے اور اوپر یہ بات گذر چکی کہ سلف کا مذہب صفات مین یہ ہے کہ جو صفات کتاب اور سنت مین وارد ہین اونکو روایت کرنا اونپر یقین کرنا ظاہر پر رہنا بغیر تاویل اور تکییف اور تعطیل اور تشبیہ کے اور یہ جو امر نووی نے بیان کیا یہ غایت ہی غضب کی زیادتی کا معنے لغوی ف اور کوئی گناہ اونکا بیان نہین کیا (جیسے اور پیغمبرون کی خطائین بیان کین کیونکہ حضرت عیسی کا کوئی گناہ منقول نہین) تو مجھے اپنی فکر ہے اپنی فکر ہے تم اوسکے پاس جاؤ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ سب میرے پاس آوینگے اور کہین گے ای محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تم اللہ کے رسول ہو خاتم الانبیا ہو اللہ نے تمہارے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخشدیے ہین تم سفارش کرو ہماری اپنے رب کے پاس کیا تم ہمارا حال نہین دیکھتے کیا تم نہین دیکھتے ہم کس مصیبت مین ہین ہین یہ سنکر چلونگا اور عرش کے تلے آکر اپنے پروردگار کو سجدہ کرونگا پھر اللہ تعالے میرا دل کھولدیگا اور وہ وہ تعریفین اپنی مجھہ بتلادیگا جو مجھسے پہلے کسی کو نہین بتلائین (مین اُسکی خوب تعریف اور حمد کرونگا) پھر فرماویگا اے محمد اپنا سر اوٹھا مانگ جو مانگتا ہے دیا جاویگا سفارش کر قبول کیجاوے گی مین سر اوٹھاونگا اور کہونگا ای پروردگار امت میری امت میری ف یہانسی ہماری پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور اور پیغمبرون کا درجہ

پہچان لینا چاہیے وہ سب نفسی نفسی کہیں گے اور اپنی جان کی فکر میں سرگردان ہونگے اور ہمارے پیغمبر عام کی بھلائی کے خواہان اور امت کے چھوڑانے کے جویان ہوں گے سبحان اللہ اس مقام پر یہ آیت صادق ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ آپ کی ذات رحمت اور کرم ہے تمام دنیا کے لیے دنیا اور آخرت میں اس سے بڑھکر کونسا شرف ہے اور اس سے زیادہ کونسا درجہ ہے یہی فرق ہے مرتبے کا اس شخص میں جو دنیا میں اپنی بھلائی چاہتا ہے اور اس شخص میں جو عالم لوگوں کی بھلائی چاہتا ہو اول کو ثانی سے کچھ نسبت نہیں ہو جو شخص عام مسلمانوں کی فائدہ رسانی کا کام کرے جیسے مدرسہ بنادے سرائے سے مسلمانوں کے دین یا حکومت کی مدد کرے ایسا کام کرے جس سے مسلمان تباہی اور ذلت سے بچیں دین کی کتاب یا دین کی تعلیم پھیلاوے تجارت یا صنعت یا حرب کے آلات و اسباب شائع کرے اسکا درجہ اس مسلمان سے کہیں فائق ہے جو صرف اپنے نفس کو بچانے کے لیے عبادت میں مصروف ہے ف حکم ہوگا ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت میں سے ان لوگوں کو جن سے حساب کتاب نہ ہوگا باب ایمن میں سے جنت میں داخل کر اور وہ اور لوگوں کے شریک ہیں باقی دروازوں میں جنت کے (یعنے انہیں سے بھی جا سکتے ہیں پر یہ دروازہ اُنکے لیے مخصوص ہے) قسم اسکی جسکے ہاتھ میں محمد کی جان ہے جنت کے دروازے کے دونوں بازوؤں میں اتنا فاصلہ ہے جیسے مکہ اور ہجر (جو ایک شہر ہے بحرین میں) یا جیسے مکہ اور بصرے میں (بصرے ایک شہر ہے دمشق سے تین منزل پر) ف یہ شہر مکہ سے ایک مہینے کی راہ پر ہے تو جنت کا پھاٹک اسقدر بڑا ہے کہ چوکھٹ کا ایک کونا دوسرے کونے سے اتنا مسافت رکھتا ہو اللہ اکبر جسکا یہ شان ہے اسسے قیاس کر لینا چاہیے کہ جنت اندر سے کتنی بڑی ہے عن ابی ھریرۃ قال وضعت بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قصعۃ من ثرید ولحم فتناول الذراع وکانت احب الشاۃ الیہ فنھش نھشۃ فقال انا سید الناس یوم القیمۃ ثم نھش نھشۃ اخری فقال انا سید الناس یوم القیمۃ فلما رای اصحابہ لا یسئلونہ قال الا تقولون کیف قالوا کیف یا رسول اللہ قال یوم یقوم الناس لرب العلمین وساق الحدیث بمعنی حدیث ابی حیان عن ابی زرعۃ وزاد فی قصۃ ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام قال وذکر قولہ فی الکواکب ھذا ربی وقولہ بل فعلہ کبیرھم ھذا وقولہ انی سقیم قال والذی نفس محمد بیدہ ان ما بین المصراعین من مصاریع الجنۃ الی عضادتی

نھشۃ — نھش نھشۃ — لا یفقھون — فقال

ابواب کما بین مکۃ وھجر او ھجر ومکۃ قال لا ادری ای ذالک قال ترجمہ ابوہریرہ رضی سے روایت
ہے ہمنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک پیالہ رکھا ثرید کا (ثرید ایک کھانا ہے جو روٹی اور شوربا
ملا کر بناتے ہیں) اور گوشت آپنے دست کا گوشت لیا اور وہ بہت پسند تھا آپ کو ساری بکری میں آپ
نے ایک بار منہ سوا اور سکو نوچا پھر فرمایا میں لوگوں کا سردار ہونگا قیامت کے دن پھیر دوبارہ نوچا اور
فرمایا میں لوگونکا سردار ہونگا قیامت کے دن جب آپنے دیکھا آپکے یار کچھ نہیں پوچھتے تو خود ہی فرمایا تم یہ
نہیں پوچھتے کیونکہ انہوں نے کہا کیونکر یارسول اللہ آپنے فرمایا لوگ سب کھڑے ہونگے خدا کے سامنے
اور بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری حضرت ابراہیم کے قصے میں اتنا زیادہ ہے کہ اونہوں نے
بیان کیا (ان جھوٹ باتوں کو جو دنیا میں کہیں تھیں) ستارے کو کہا تھا یہ میرا رب ہے (اگرچہ حضرت ابراہیم
کا یہ اعتقاد نہ تھا کیونکہ پیغمبروں سے شرک کا دہ نہیں ہوتی پر کافروں کے الزام دینے کے لیے پہلے تارے کو
خدا قرار دیا پھر چاند کو پھر سورج کو جب یہ سب ڈوب گئے تو کہا یہ خدا نہیں ہو سکتے خدا وہ ہے جس نے ان سب کو پیدا
کیا) بتونکو آپنے توڑا تھا اور کہا تھا بڑے بت نے توڑا۔ بیمار نہ تھے اور کہا تھا میں بیمار ہوں قسم اوسکی جسکے ہاتھ
میں محمد کی جان ہے جنت کے دونو پٹوں میں دروازوں کی چوکھٹ تک اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور ہجر میں ہے
یا یوں کہا جتنا ہجر اور مکہ میں ہے مجھے یاد نہیں کیونکر کہا (یعنے ہجر کو پہلے کہا یا مکے کو) عن ابی ہریرۃ
وحذیفۃ قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجمع اللہ تبارک وتعالی الناس فیقوم
المؤمنون حتی تزلف لھم الجنۃ فیاتون ادم فیقولون یا ابانا استفتح لنا الجنۃ فیقول وما ادم علیہ السلام
ھل اخرجکم من الجنۃ الا خطیئۃ ابیکم ادم لست بصاحب ذالک اذھبوا الی ابنی ابراھیم خلیل
اللہ قال فیقول ابراھیم علیہ السلام لست بصاحب ذالک انما کنت خلیلا من وراء وراء اعمدوا
الی موسی الذی کلمہ اللہ تکلیما فیاتون موسی علیہ السلام فیقول لست بصاحب ذالک اذھبوا
الی عیسی کلمۃ اللہ وروحہ فیقول عیسی علیہ السلام لست بصاحب ذالک فیاتون محمدا صلی
اللہ علیہ وسلم فیقوم ویوذن لہ وترسل الامانۃ والرحم فتقومان جنبتی الصراط یمینا وشمالا
فیمر اولکم کالبرق قال قلت بابی انت وامی ای شیء کمر البرق قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم الم تروا الی البرق کیف یمر ویرجع فی طرفۃ عین ثم کمر الریح ثم کمر الطیر وشد الرجال تجری
بھم اعمالھم ونبیکم قائم علی الصراط یقول رب سلم سلم حتی تعجز اعمال العباد حتی یجیء

الرجال مکردس

الرجل فلا یستطیع السیر کما مر حصانا وفی حاشیۃ الصراط کلالیب معلقۃ مامورۃ بتاخذ من امرت بہ فخذ فناج ومکدوس فی النار والذی نفس ابی ہریرۃ بیدہ ان قعرجہنم لسبعین خریفا ترجمہ ابوہریرہ اور حذیفہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کریگا تو مسلمان کھڑے رہینگے یہانتک کہ جنت اُن کے پاس آجاویگی پھر وہ آدم علیہ السلام پاس آوینگے اور کہینگے باوا ہمارے جنت کو کھولدو ہمارے لیے وہ کہینگے جنت سے تمکو نکالا کسنے میری ہی گناہ نے تو نکالا اب مجھسے یہ کام نہین ہوسکتا البتہ تم میرے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ ابراہیم علیہ السلام کہینگے مجھسے یہ کام نہین ہوسکتا مین اللہ کا دوست تھا لیکن پردے پرسے (یعنے مجھے اللہ جل جلالہ سے اتنے نزدیکی نہین ہوئی کہ کوئی آڑ نہ رہی بلکہ دو حجاب تھے نہین نے اُس سے بات کی بلا واسطہ نہ اوسکو دیکھا) تم جاؤ موسیٰ کے پاس جسنے اللہ تعالیٰ نے بات کی وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آوینگے وہ کہینگے مین اس لائق نہین تم عیسےٰ کے پاس جاؤ جو اللہ کا کلمہ ہین اور اوسکے روح ہین عیسےٰ علیہ السلام کہینگے میرا یہ کام نہین پھر وہ سب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آوینگے آپ کھڑے ہونگے اور آپ کو اجازت ملیگی (جنت کھولنے کی) اور امانت اور ناتے کو بھیجدیا جاویگا وہ پلصراط کے دہنے اور بائین کھڑے ہوجاوینگے ف کیونکہ یہ دونو بڑے کام ہین جنکا خیال ہمین کو ہمیشہ رکھنا چاہیے امانت یعنی خلوص اور سچائی صداقت اور راستباری بات چیت اور ہر کام کاج مین اور ناتا یعنے رشتہ داروں سے جو محتاج ہون سلوک کرنا انکی خبر لینا ف تم مین سے پہلا شخص پلصراط سے اسطرح پار ہوگا جیسے بجلی انہون نے کہا آپ پر ہماری ماں باپ صدقہ ہون بجلی کیطرح کونسی چیز گذرتی ہے آپنے فرمایا تمنے بجلی کو نہین دیکھا وہ کیسی گذر جاتی ہے اور پھر لوٹ آتی ہے پل مارنے مین پھر جیسے ہوا جاتی ہے پھر جیسے پرندہ اُڑتا ہے پھر جیسے آدمی دوڑتا ہے اپنے اپنے اعمال کے موافق اور تمہارے پیغمبر پل پر کھڑے ہونگے وہ کہینگے یا اللہ بچا یا اللہ بچا یہانتک کہ اعمال کا زور گھٹ جاویگا (یعنے عمدہ اعمال والے نکل جاوین گے اور وہ لوگ رہجاوینگے جنکے نیک عمل کم ہین انکو پار ہونا دشوار ہوگا) اور ایک شخص آویگا وہ چل نہ سکیگا مگر گھسٹتا ہوا اور اس پل کے دونو طرف آنکڑے ہونگے لٹکتے ہوئے جسکو حکم ہوگا اُسکو پکڑ لینگے پھر بعضا آدمی چھیل چھلا کر نجات پاجاویگا اور بعضا آدمی اُلٹ پلٹ کر جہنم مین گریگا قسم ہے اُسکی جسکے ہاتھ مین ابوہریرہ کی جان ہے جہنم کی گہرائی ستر برس کی راہ ہے ف یعنے اگر کوئی چیز اسمین گرے تو ستر برس تک تہ کو پہنچے معاذ اللہ عن ان نفعل

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ يَشْفَعُ فِي الْجَنَّةِ وَاَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سب سے پہلے جنت میں شفاعت کرونگا اور سب پیغمبروں سے زیادہ میرے لوگ ہونگے قیامت کے دن عن اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب پیغمبروں سے زیادہ میری تابع ہونگے قیامت کے روز اور میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤنگا (یعنے کھلواؤنگا) عن اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ شَفِيْعٍ فِي الْجَنَّةِ لَمْ يُصَدَّقْ نَبِيٌّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ مَا صُدِّقْتُ وَاِنَّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ نَبِيًّا مَا يُصَدِّقُهُ مِنْ اُمَّتِهٖ اِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سب سے پہلے جنت میں شفاعت کرونگا اور کسی پیغمبر کو اتنے لوگوں نے نہیں مانا جتنے لوگوں نے مجھکو مانا اور بعضا پیغمبر تو ایسا ہے کہ اوسکا ماننے والا ایک ہی شخص ہے عن اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰتِي بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ لَا اَفْتَحُ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قیامت کے دن جنت کے دروازہ پر آؤنگا اور دروازہ کھلواؤنگا چوکیدار پوچھیگا تم کون ہو میں کہونگا محمد وہ کہیگا آپ ہی کے واسطے مجھے حکم ہوا تھا کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے دروازہ نہ کھولوں عن اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُوْ بِهَا فَاُرِيْدُ اَنْ اَخْتَبِئَ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ترجمہ ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ہوتی ہے (جسکو خداوند تعالے ضرور قبول کرتا ہے اور باقی دعائیں قبول بھی ہوتی ہیں اور نہیں بھی ہوتیں) تو میں چاہتا ہوں اپنی دعا کو چھپا رکھوں قیامت کے دن تاکہ اپنی امت کی شفاعت کے لیے

یَدْعُوْ بِهَا

ف یعنے دنیا میں اس دعا کو نہ مانگوں بلکہ آخرت کے لیے اوٹھا رکھوں اور اپنی امت کی نجات کے لیے صرف کروں سبحان اللہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کی کیسی محبت ہے اور الفت کہ باپ کو بیٹے سے ویسی الفت نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ آپ اپنی امت کی اسوقت مدد کرینگے جب باپ بیٹے سے

بیشیا پاسے خاوند جورو سے جورو خاوند سے ہر ایک عزیز اپنے سے بیزار ہوگا اور سب کو اپنی اپنی جان بچانے کی فکر ہوگی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل نبی دعوۃ واردت ان شاء اللہ ان اختبئ دعوتی شفاعۃ لامتی یوم القیمۃ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا عاصر ور قبول ہوتی ہے تو میرا ارادہ ہے اگر خدا چاہے تو اپنی دعا اوٹھا رکھوں اور قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کروں عن ابوہریرۃ قال لکعب الاحبار ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لکل نبی دعوۃ یدعو بہا فاردت ان شاء اللہ ان اختبئ دعوتی شفاعۃ لامتی یوم القیمۃ فقال کعب لابی ہریرۃ انت سمعت ہذا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوہریرۃ نعم ترجمہ ابوہریرہ رض نے کعب احبار سے کہا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لیے ایک دعا ہوتی ہے جسکو وہ مانگتا ہے میرا ارادہ یہ ہے بشرطیکہ خدا چاہے کہ میں اس دعا کو چھپا رکھوں اپنی امت کے لیے قیامت کے دن کعب نے ابوہریرہ سے کہا تم نے یہ سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوہریرہ نے کہا ہاں عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی دعوۃ مستجابۃ فتعجل کل نبی دعوتہ واني اختبأت دعوتی شفاعۃ لامتی یوم القیمۃ فہی نائلۃ ان شاء اللہ من مات من امتی لا یشرک باللہ شیئا ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے تو ہر ایک نبی نے جلدی کی وہ دعا مانگ لی (دنیا ہی میں) اور میں اپنی دعا کو چھپا رکھتا ہوں قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے اور خدا چاہے تو میری شفاعت ہر ایک امتی کے لیے ہوگی بشرطیکہ وہ شرک پر مرا ہو یعنی خاتمہ کے وقت وہ مشرک نہ ہو اگرچہ کتنا ہی گنہگار رہو۔ نووی نے کہا اس حدیث سے اہل حق کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص مرجاوے شرک سے پاک ہو کر وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں نہیں رہیگا اگرچہ کبیرہ گناہ کرتا ہو اور اسکے دلائل اوپر بیان ہو چکے سراج الوہاج میں ہے کہ شرک عام ہے خواہ دوسرا کوئی خدا ثابت کرے یا اسکی کسی صفت کو اسکی کسی مخلوق کے لیے خواہ وہ کوئی ہو ثابت کرے اور شرک ایک جلی ہے اور ایک خفی اور اس سے بچنا نہایت دشوار ہے اسواسطے اللہ تعالے نے فرمایا اکثر لوگ اللہ پر ایمان لاتے ہیں لیکن وہ مشرک ہیں اور یہ آیت صادق ہے ان مقلدوں پر

مجتہدوں نے اپنے عالموں اور مجتہدوں کو خدا بنا رکھا ہے اور اُن لوگوں پر جو قبر پرستی کا کام کرتے ہیں جو خدا
ہیں اللہ کے اور کاٹتے ہیں جانوروں کو سوا اللہ کے اولاد کے نام پر وہ سب مشرک ہیں اور باوجود اسکے
امید رکھتے ہیں نبی کی شفاعت کی بلکہ اپنی بزرگوں کی شفاعت کی حالانکہ شفاعت اسی کے لیے ہوگی جو اللہ
کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرے نہ کھلا نہ چھپا اور جو شرک کرے اُسکی شفاعت نہ ہوگی بلکہ وہ ہمیشہ جہنم
میں رہیگا خواہ کوئی ہو کہیں ہو کہتے ہیں عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ یَدْعُوْ بِهَا فَیُسْتَجَابُ لَهٗ فَاُرِیْدُ اَنْ اَخْتَبِئَ
دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہوتی ہے قبول ہونے والی جسکو وہ مانگتا ہے اور قبول ہوتی ہے اور
دیجاتی ہے اور میں نے اپنی دعا اٹھا رکھی ہے اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن۔
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ دَعَا
بِهَا فِیْ اُمَّتِهٖ فَاُسْتُجِیْبَ لَهٗ وَاِنِّیْ اُرِیْدُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اَنْ اَدَّخِرَ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِیْ
یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک
دعا ہوتی ہے اوسکی امت کے حق میں اور وہ قبول ہوتی ہے لیکن میرا قصد یہ ہے خدا چاہے تو میں
اپنی دعا کو اٹھا رکھوں اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ دَعَا بِهَا لِاُمَّتِهٖ وَاِنِّیْ اخْتَبَاْتُ دَعْوَتِیْ
شَفَاعَةً لِاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہے جو اُنھوں مانگی اپنے امت کی لیے اور میں اپنی دعا چھپا رکھی ہے اپنی امت
کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ یَقُوْلُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
لِكُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فِیْ اُمَّتِهٖ وَاِنَّ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةٌ لِاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ
ترجمہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہے
جسکو اُنھوں نے مانگا اپنی امت کی حق میں اور میں نے اپنی دعا کو اٹھا رکھا ہے قیامت کے دن اپنی امت کی
کے لیے بَابُ دُعَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاُمَّتِهٖ وَبُكَائِهٖ شَفَقَةً عَلَیْهِمْ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا دعا کرنا اپنی امت کے لیے اور رونا اُنکے حال پر شفقت سے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

ان اُدَّخِرَ دَعْوَتِیْ

ابراهیم علیہ السلام

مناسالہ

بن العاص ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تلی قول اللہ تعالیٰ فی ابراھیم ربّ انھن اضللن کثیرا من الناس فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم الآیۃ وقال عیسی علیہ السلام ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم فرفع یدیہ وقال اللھم امتی امتی وبکی فقال اللہ عزوجل یا جبریل اذھب الی محمد وربک اعلم فسئلہ ما یبکیک فاتاہ جبریل علیہ السلام فسالہ فاخبرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بما قال وھو اعلم وقال اللہ عزوجل یا جبریل اذھب الی محمد فقل انا سنرضیک فی امتک ولا نسوءک ترجمہ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی جسمیں حضرت ابراہیم کا قول ہے اے رب انہوں نے بہکایا اسنے بتوں نے بہت لوگوں کو سو جو کوئی میری راہ پر چلا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا سو تو بخشنے والا مہربان ہے اور یہ آیت جسمیں حضرت عیسی علیہ السلام کا قول ہے اگر تو انکو عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور جو تو انکو بخش دیوے تو تو مالک حکمت والا پھر اپنے دونو ہاتھ اٹھائے اور کہا اے پروردگار میری امت میری امت اور رونے لگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرائیل تم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور ہمیں خوب جانتا ہوں لیکن تم جاکر انسے پوچھو وہ کیوں روتے ہیں جبرائیل آپکے پاس آئے اور پوچھا آپ کیوں روتے ہیں آپنے سب حال بیان کیا جبرائیل نے اللہ تعالیٰ سے جاکر عرض کیا حالانکہ وہ خوب جانتا تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرائیل محمد کے پاس جا اور کہہ ہم تمکو خوش کردینگے تمہاری امت میں اور ناراض نہیں کرینگے **فائدہ** نووی نے کہا اس حدیث میں کئی فائدے ہیں ایک تو یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر بہت شفقت اور مہربانی تھی دوسری یہ کہ دعا میں ہاتھ اوٹھانا مستحب ہے تیسری بشارت عظیم ہے اس امت کے لیے کہ وہ اور زیادہ ہوگئی خداوند کریم کے وعدے سے جو اوسنے کیا کہ ہم تمکو راضی کردینگے تمہاری امت میں اور ناراض نہیں کرینگے اور یہ حدیث بڑی امید ہے امت کے لوگوں کے لیے چوتھی بیان ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کمال بزرگی اور علو درجہ کا اور اللہ تعالیٰ کی جو عنایت آپ پر تھی اسکا اور جبرائیل کے بھیجنے میں یہی حکمت تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بزرگی کھلجاوے اور معلوم ہوجاوے کہ آپکا درجہ بہت عالی ہے اور خدا تعالیٰ آپکی رضامندی چاہتا ہے اور یہ حدیث مطابق اس آیت کے ولسوف یعطیک ربک فترضی یعنے اللہ تعالیٰ تمکو دیگا پھر تم راضی ہوجاؤگے اور یہ جو فرمایا ہم تمکو ناراض نہیں کرینگے اس سے بڑی امید نکلتی ہے یہ کہ رضامندی جب

بھی ہو جاتی کہ اللہ تعالے بعضوں کو معاف کرتا اور بعضوں کو جہنم میں لیجاتا مگر آپ کو رنج رہتا اُن لوگوں کا جو جہنم میں جاتے تو فرمایا میں تمکو رنج نہیں دونگا بلکہ سب لوگوں کو تمہاری ہی سخاوت کی خبر دونگا **باب** **تبایک** اَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَی الْکُفْرِ فَھُوَ فِی النَّارِ وَلَا تَنَالُہٗ شَفَاعَۃٌ وَّلَا تَنْفَعُہٗ قَرَابَۃُ الْمُقَرَّبِیْنَ جو شخص کفر پر مرے وہ جہنم میں جاویگا اور اُسکی شفاعت نہ ہوگی اور بزرگوں کی عزیز داری مجھ کام نہ آویگی **عن** اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیْنَ اَبِیْ قَالَ فِی النَّارِ فَلَمَّا قَفَّا الرَّجُلُ دَعَاہُ فَقَالَ اِنَّ اَبِیْ وَاَبَاکَ فِی النَّارِ رجمہ انس سے روایت ہے ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ میرا باپ کہاں ہے آپنے فرمایا دوزخ میں جب وہ پیٹھ موڑکر چلا تو آپنے اُسکو بلایا اور فرمایا میرا باپ اور تیرا باپ دونوں جہنم میں ہیں **فا** اسلیے کہ وہ کفر پر مرے تھے اور جو کفر پر مرے وہ جہنم میں جاویگا اوسکو کسی کا تارشتہ کام نہ آوے گا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عرب کے لوگ جو نبوت سے پہلے مرے ہیں اور وہ بتوں کی پرستش کرتے تھے وہ سب جہنمی ہیں خواہ اُس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ دعوت سے پہلے یہ مواخذہ ہے کیونکہ انکو اور پیغمبروں کی دعوت پہونچ چکی تھی جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اور یہ جو آپنے اُس شخص کو بلاکر کہا کہ میرا باپ بھی جہنم میں ہے اس سے یہ غرض تھی کہ اُس شخص کا رنج گست جاوے اور وہ یہ معلوم کرلے کہ خدا کے یہاں سب برابر ہیں جو قاعدہ اُس نے ٹھہرا دیا اُسکا خلاف نہیں ہوسکتا کافر کا ٹھکانا جہنم ہے خواہ وہ نبی کا باپ ہو یا بیٹا۔ جلال الدین سیوطی رحم نے کئی حدیثوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو آپ کے والدین کے حق میں قبول کیا اور وہ دوبارہ جلائے گئے اور اسلام لائے پر اکثر علما اور محدثین نے اسکا انکار کیا ہے اور ان حدیثوں کو موضوع بتلایا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے حقیقت حال کو **عن** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُرَیْشًا فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ یَا بَنِیْ کَعْبِ بْنِ لُؤَیٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ یَا بَنِیْ مُرَّۃَ بْنِ کَعْبٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ یَا بَنِیْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ یَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ یَا بَنِیْ ھَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ یَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ یَا فَاطِمَۃُ اَنْقِذِیْ نَفْسَکِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اَمْلِکُ لَکُمْ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا غَیْرَ اَنَّ لَکُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّھَا بِبِلَالِھَا ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے جب یہ آیت اتری ڈرا اپنے کنبے والوں کو تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے لوگوں کو بلا بھیجا وہ سب اکٹھا ہوئے آپنے نام سب کو ڈرایا پھر خاص کیا اور فرمایا اے کعب بن لوی کے بیٹو چھوڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے اے مرہ بن

یا فاطمہ

کعب کے بیٹو چھوڑا و اپنے تئین جہنم سے ای عبد شمس کے بیٹو چھوڑا و اپنے تئین جہنم سے ای عبد مناف کے بیٹو چھوڑا و
اپنے تئین جہنم سے ای ہاشم کے بیٹو چھوڑا و اپنے تئین جہنم سے ای عبد المطلب کے بیٹو چھوڑا و اپنے تئین جہنم
سے ای فاطمہ چھوڑا اپنے تئین جہنم سے اسلیے کہ مین خدا کے سامنی کچھ اختیار نہین رکھتا (یعنے اگر وہ
تمکو وزاب کرنا چاہے تو مین بچا نہین سکتا) البتہ تم مجھے ناتا رکھتے ہوا سکو مین جوڑتا رہون گا (یعنی
دنیا مین تمہارے ساتھ احسان کرتا رہون گا) عن عائشۃ قالت لما نزلت وانذر عشیرتک
الاقربین قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الصفا فقال یا فاطمۃ بنت محمد یا صفیۃ بنت
عبد المطلب یا بنی عبد المطلب املک لکم من اللہ شیئا سلونی من مالی ما شئتم ترجمہ
ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہی جب یہ آیت اتری ڈرا تو اپنے کنبے والون کو تو رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ پر کھڑے ہوتے اور فرمایا اے فاطمہ محمد کی بیٹی اور اے صفیہ عبد المطلب کی بیٹی اور
اے عبد المطلب کے بیٹو مین خدا کے سامنی تمکو بچا نہین سکتا البتہ میرے مال مین سے تم جو جی چاہے
مانگ لو عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین انزل علیہ وانذر عشیرتک
الاقربین یا معشر قریش اشتروا انفسکم من اللہ لا اغنی عنکم من اللہ شیئا یا بنی عبد
المطلب لا اغنی عنکم من اللہ شیئا یا عباس بن عبد المطلب لا اغنی عنک من اللہ شیئا
یا صفیۃ عمۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا اغنی عنک من اللہ شیئا یا فاطمۃ بنت
محمد سلینی ما شئت لا اغنی عنک من اللہ شیئا ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہی رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت اتری ڈرا تو اپنے نزدیک کے کنبے والون کو تو آپنے فرمایا ای قریش کے لوگو
تم اپنی جانون کو اللہ سے مول لو (نیک اعمال کے بدلے) مین اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہین آسکتا
ای عبد المطلب کے بیٹو مین تمہارے کچھ کام نہین آسکتا اللہ کے سامنے ای عباس عبد المطلب کے بیٹے مین تمہارے کچھ کام نہین آسکتا اللہ کے سامنے ای صفیہ
پھوپھی رسول اللہ علیہ وسلم کی مین تمہارے کچھ کام نہین آسکتا اللہ کے سامنے ای فاطمہ محمد کی بیٹی تو میرے
مال مین سے جو چاہے مانگ لے پر خدا کے سامنے مین تیرے کچھ کام نہین آسکتا عن ابی ھریرۃ عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحو ھذا ترجمہ ابو ہریرہ رض سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری
عن قبیصۃ بن المخارق وزھیر بن عمرو قالا لما نزلت وانذر عشیرتک الاقربین
قال انطلق نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی رضمۃ من جبل فعلی اعلاھا حجرا ثم نادی

یا بنی عبد مناف انی نذیر انما مثلی ومثلکم کمثل رجل رای العدو فانطلق یربا اهله
مناف اہ
فخشی ان یسبقوہ فجعل یھتف یا صباحاہ ترجمہ قبیصہ بن مخارق اور زہیر بن عمرو سے روایت
ہے دونوں نے کہا جب آیت اور ڈرا تو اپنے نزدیک کے ناتے والوں کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پہاڑ کے ایک پتھر پر گئے اور سب سے اونچی پتھر پر کھڑے ہوئے پھر آواز دی اے عبد مناف کے بیٹو میں ڈرانے
والا ہوں میری مثال اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے دشمن کو دیکھا پھر وہ چلا اونکے بچانے
کو اور ڈرا کہ میں دشمن اس سے پہلے نہ پہونچ جاوے تو لگا پکارنے یا صباحاہ ف یا صباحاہ ایک
کلمہ ہے جسکو عرب لوگ کسی بڑے واقعہ پر کہتے ہیں اور اکثر عرب میں لوٹ مار صبح کے وقت ہوا
کرتی ہے تو اس کلمہ کو کہنے سے یہ غرض ہوتی ہے کہ لوگ خبردار ہو جاویں اور اپنا بچاؤ کریں عن
زہیر بن عمرو وقبیصۃ بن مخارق عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ ترجمہ دوسری روایت
بھی ایسی ہی ہے عن ابن عباس قال لما نزلت ھذہ الآیۃ وانذر عشیرتک الاقربین
ورھطک منھم المخلصین خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی صعد الصفا فھتف
یا صباحاہ فقالوا من ھذا الذی یھتف قالوا محمد فاجتمعوا الیہ فقال یا بنی فلان
بنی فلان یا بنی فلان یا بنی عبد مناف یا بنی عبد المطلب فاجتمعوا الیہ فقال ارایتکم لو اخبرتکم
ان خیلا تخرج بسفح ھذا الجبل اکنتم مصدقی قالوا ما جربنا علیک کذبا قال فانی
نذیر لکم بین یدی عذاب شدید قال فقال ابو لھب تبا لک اما جمعتنا الا لھذا
ثم قام فنزلت ھذہ السورۃ تبت یدا ابی لھب وقد تب کذا قرا الاعمش الی اخر السورۃ
ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے جب آیت اور ڈرا تو اپنے نزدیک رشتہ والوں کو اور اپنی قوم کے مخلص
(سچے) لوگوں کو ف نووی نے کہا اب قرآن میں صرف اسی قدر ہے وانذر عشیرتک الاقربین
یعنی ڈرا اپنے نزدیک کے رشتہ داروں کو اور یہ عبارت نہیں ہے ورھطک منھم المخلصین شاید اسکی
تلاوت منسوخ ہو گئی ف تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نکلے یہانتک کہ صفا پہاڑ پر چڑھ گئے اور پکارا یا
صباحاہ لوگوں نے کہا یہ کون پکارتا ہے انہوں نے کہا محمد ہیں پھر سب لوگ آپ پاس اکٹھے ہوئے آپ نے
فرمایا اے فلانے کے بیٹو اے فلانے کے بیٹو اے عبد مناف کے بیٹو اے عبد المطلب کے بیٹو وہ سب
اکٹھے ہوئے آپ نے فرمایا تم کیا سمجھتے ہو اگر میں تمسے کہوں کہ اس پہاڑ کے نیچے سوار ہیں تو تم میری بات مانو گے

انہون نے کہا ہمنے تو کبھی تمہاری کوئی بات جھوٹ نہین پائی آپنے فرمایا تو پھر مین تمکو ڈراتا ہون سخت عذاب سے ابولہب نے کہا خرابی ہو تمہاری تم نے ہمکو اسی لیے جمع کیا پھر آپ کھڑے ہوئے اسوقت یہ سورت اتری تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ قَدْ تَبَّ تباہ ہوئے ہاتھ ابولہب کے اور ہلاک ہوا وہ اعمش نے اس سورت کو یون ہی پڑھا اخیر تک یعنے قد کا حرف زیادہ کیا اور مشہور قرأت تب ہی بغیر قد کے عن الاعمش بِهٰذَا الْاِسْنَادِ صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الصَّفَا فَقَالَ يَا صَبَاحَاهْ بِنَحْوِ حَدِيْثِ اَبِيْ اُسَامَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ نُزُوْلَ الْاٰيَةِ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ترجمہ اعمش سے اسی سند سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ صفا پہاڑ پر چڑھے ایک روز اور فرمایا یا صباحاہ آخر حدیث کیا جیسے ابواسامہ کی روایت اور گذری اور ذکر نہین کیا آیت وانذر عشیرتک الاقربین کے اترنیکا وَاَمَّا شَفَاعَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ طَالِبٍ وَالتَّخْفِيْفُ عَنْهُ بِسَبَبِهٖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش ابوطالب کے لیے اور انکا عذاب ہلکا ہونا اس سفارش کی وجہ سے عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَفَعْتَ اَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ فَاِنَّهٗ كَانَ يَحُوْطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ هُوَ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِّنْ نَّارٍ وَلَوْلَا اَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ترجمہ حضرت عباس رضی نے کہا یا رسول اللہ کیا آپنے ابوطالب کو بھی کچھ فائدہ پہونچایا وہ آپکی حفاظت کرتے تھے اور آپکے واسطے غصے ہوتے تھے (یعنے جو کوئی آپکو ستاتا اسپر غصے ہوتے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہان وہ جہنم کے اوپر کے درجے مین ہین اور اگر مین نہ ہوتا (یعنے مین انکے لیے دعا نہ کرتا) تو وہ جہنم کے نیچے کے درجے مین ہوتے (جہان عذاب بہت سخت ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپکی دعا سے کافرون کو بھی فائدہ پہونچا کہ وہ اسی لیے ہوا کہ انکا عذاب ہلکا ہوا ایک شخص نے خواب مین ابولہب کو دیکھا اسنے کہا کہ مین سخت عذاب مین گرفتار ہون پر پیر کے دن کچھ عذاب ہلکا ہو جاتا ہے اسوجہ سے کہ مین نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدایش کی خوشی مین اس روز لونڈیہ کو آزاد کیا تھا سبحان اللہ ہمارے پیغمبر کی خاطر کسقدر اللہ تعالی کو منظور ہے کہ آپکی وجہ سے کافرون کا عذاب بھی ہلکا ہو جاتا ہے ابوطالب حضرت علی کے باپ اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے اور انکا احسان آپ پر بہت تھا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُوْلُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا طَالِبٍ كَانَ يَحُوْطُكَ وَيَنْصُرُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ فَهَلْ نَفَعَهٗ ذٰلِكَ قَالَ نَعَمْ وَجَدْتُهٗ فِيْ غَمَرَاتٍ مِّنَ

النَّارِ فَأُخْرِجَتْهُ إِلَى ضَحْضَاحٍ ترجمہ عبداللہ بن حارث ہی روایت ہی مین نے سنا عباس سے وہ کہتے تھے مین نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطالب آپکا بچاؤ کرتے تھے اور آپکی مدد کرتے تھے اور آپکے لیے لوگون پر غصہ کرتے تھے تو اُن کو کچھ فایدہ ہوا ان باتون سے آپنے فرمایا ہان مین نے اُن کو سخت انگار مین پایا تو مین نکال لایا انکو ہلکی آگ مین عن سُفْيَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ أَبُو طَالِبٍ فَقَالَ لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُجْعَلُ فِي ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ يَغْلِي مِنْهُ دِمَاغُهُ ترجمہ ابوسعید خدری سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپکے چچا ابوطالب کا ذکر ہوا آپنے فرمایا شاید انکو فایدہ ہو میری شفاعت سے قیامت کے دن اور وہ ہلکی آگ مین رکھے جاوین جو اُنکے ٹخنون تک ہو لیکن بھیجا پکتا رہے اُس سے (معاذ اللہ جہنم کی آگ کیسی سخت ہوگی) عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَدْنَى أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَتَعَلَّلُ بِنَعْلَيْنِ مِنْ نَارٍ يَغْلِي دِمَاغُهُ مِنْ حَرَارَةِ نَعْلَيْهِ ترجمہ ابوسعید خدری سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے کم درجے کا عذاب اُسکو ہوگا جسکو دو جوتیان آگ کی پہنائی جاوینگے پھر اوسکا بھیجا گرمی کے مارے پکیگا عن ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا أَبُو طَالِبٍ وَهُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ ترجمہ ابن عباسؓ سے روایت ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے ہلکا عذاب جہنم کا ابوطالب کو ہوگا وہ دو جوتیان پہنی ہونگے ایسی جنسے اُنکا بھیجا پکے گا عن النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ يَخْطُبُ وَيَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٌ يُوضَعُ فِي أَخْمَصَيْ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ نعمان بن بشیر سے روایت ہی وہ خطبہ پڑھ رہے تھے اُنھون نے کہا مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے ہین سب سے کم درجہ کا عذاب قیامت کے دن اُسکو ہوگا جسکے پیر تلوون مین دو انگارے رکھدیے جاوینگے اور بھیجا پکنے لگیگا ان کی وجہ سے عن النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَهُ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ

مَا رَوَى اَنَّ اَحَدَ اَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَاَنَّهُ كَاَحَدِهِمْ عَذَابًا ترجمہ نعمان بن بشیر سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے ہلکا عذاب اوسکو ہوگا جو دو جوتیان اور دو تسمہ انگار کی پہنے ہوگا اوسکا
بھیجا اسطرح پکتا ہوگا جیسے مانڈی چدھ پکتی ہے وہ سمجھے گا اس سے زیادہ سخت عذاب کسی کو نہین حالانکہ
اسکو سب سے ہلکا عذاب ہوگا یا اَلدَّلِيْلُ عَلٰى اَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ لَا يَنْفَعُهٗ عَمَلٌ جو شخص کفر کی
حالت مین مرے اوسکو کوئی عمل کام نہین آویگا عَنْ عَائِشَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ جُدْعَانَ كَانَ
فِى الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّحِمَ وَيُطْعِمُ الْمَسَاكِيْنَ فَهَلْ ذَاكَ نَافِعُهٗ قَالَ لَا يَنْفَعُهٗ اِنَّهٗ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا
رَبِّ اغْفِرْ لِىْ خَطِيْئَتِىْ يَوْمَ الدِّيْنِ ترجمہ ام المؤمنین عائشہ رضی نے کہا یا رسول اللہ جدعان جاہلیت کے
زمانے مین ناتے کو جوڑتا تھا (یعنے ناتے والون سے سلوک کرتا تھا) اور مسکینون کو کھانا کھلاتا تھا کیا یہ کام
اسکو فائدہ دینگے (قیامت کے دن) آپنے فرمایا کچھ فائدہ نہ دینگے اوسنے کبھی یون نہ کہا ای مالک میری
میری خطا قیامت کے دن ۹ یعنے اوسکو قیامت کا یقین نہ تھا اور جو شخص قیامت پر ایمان نہ لاوے
وہ کافر ہے اسکو کوئی عمل فائدہ نہ دیگا قاضی عیاض نے کہا اس بات پر اجماع ہے کہ کافرون کو انکے نیک اعمال
فائدہ نہ دینگے اور انکو کسی قسم کا اجر نہین ملیگا نہ آرام ہوگا نہ عذاب ہلکا ہوگا البتہ یہ ہوگا کہ بعضے کافرون
پر دوسرے کافرون کی نسبت اونکے اعمال کے موافق عذاب سخت یا ہلکا ہوگا تمام ہوا کلام قاضی کا امام
حافظ فقیہہ ابو بکر بیہقی نے کتاب البعث والنشور مین بعض اہل علم سے ایسا ہی نقل کیا ہے بیہقی نے کہا یہ بات محکم ہے
کہ ابن جدعان کی حدیث اور جو اس قسم کی آیتین اور حدیثین ہین اس کافر کی نیکیون مین جو کفر پر مرے
مراد ہے یہ ہو کہ اس کافر کو عذاب سے کبھی رہائی نہ ہوگی لیکن اسکا عذاب ان نیکیون کی وجہ سے ہلکا ہو سکتا
ہے اگر وہ یہہ نیکیان نہ کرتا تو اوسکا عذاب اوسکی خطاؤن پر سخت ہوتا علماء نے کہا ہے کہ جدعان کا بیٹا لوگون
کو کھانا بہت کھلاتا تھا اور اس نے مہمانون کے لیے ایک پیالہ بنایا تھا جسپر سونے چڑھا تھا اور وہ
بنی تمیم بن مرہ کی قوم مین سے تھا جو حضرت عائشہ کے عزیز تھے اور قریش کے رئیسون مین سے تھا اسکا نام
عبد اللہ تھا اور جدعان بضم جیم اوسکے باپ کا نام تھا (نووی) یا مُوَاخَاةُ الْمُؤْمِنِ كَافِرًا مَعَ عَدَمِ الْبَرَاءَةِ مِنْهُ
باب بیان مین مومنین کے ساتھ دوستی رکھنے مین اور جو مومن نہ ہون انسے دوستی قطع کرنا اور انسے جدا رہنا
عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْهَرُ غَيْرَ سِرٍّ يَقُوْلُ اَلَا اِنَّ اٰلَ اَبِىْ
فُلَانٍ لَيْسُوْا لِىْ بِاَوْلِيَاءَ اِنَّمَا وَلِيِّىَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ترجمہ عمر بن عاص سے روایت ہے مین نے

۹ قال صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے چپکے سے نہیں فلان کی اولاد میری عزیز نہیں بلکہ میرا
مالک اللہ ہے اور میرے عزیز وہ مومن ہیں جو نیک ہوں ف راوی نے اس شخص کا نام نہیں لیا خوف کی وجہ
سے اپنے تئیں یا دوسرے کو ضرر سے بچانے کے لیے اور مقصود باب کا اس عبارت سے حاصل ہوتا ہے کہ میرے
عزیز اور رشتہ دار وہی مومن ہیں جو نیک ہوں اگرچہ اونکا رشتہ دور کا ہو اور جو شخص نیک نہ ہو وہ میرا عزیز
نہیں اگرچہ کتنا ہی نزدیک کا رشتہ رکھتا ہو قاضی عیاض نے لکھا ہے بعضوں نے کہا مراد فلان سے حکم بن
ابی العاص ہے اور یہ آپنے کھلم کھلا فرمایا چاہیے نہیں اس سے معلوم ہوا کہ مخالفین اور اعدائے دین سے کھلے
خزانے بیزار رہنا چاہیے اور نیک لوگوں سے محبت کرنا چاہیے اگر فساد کا ڈر نہ ہو (نووی) ۵ ۵
وَاللّٰہُ یَخُصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُرِیْتُ اُمَّتِیْ فَرَاَیْتُ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعِیْنَ اَلْفًا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ وَّوُجُوْہُھُمْ عَلٰی صُوْرَۃِ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ قَالَ اُکَاشَۃُ بْنُ مِحْصَنٍ الْاَسَدِیُّ اَحَدُ بَنِیْ اُسَیَّدٍ فَقَامَ اِلَیْہِ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ مِنْھُمْ ثُمَّ قَامَ اِلَیْہِ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ فَقَالَ سَبَقَکَ بِھَا عُکَّاشَۃُ اور کتاب کے جاویگا متفق علیہ عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یدخل من امتی الجنۃ سبعون الفا بغیر حساب فقال رجل یا رسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی منھم قال اللھم اجعلہ منھم ثم قام آخر فقال یا رسول اللہ ادع اللہ لی ان یجعلنی منھم قال سبقک بھا عکاشۃ ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں جاوینگے ایک شخص بولا یا رسول اللہ اللہ سے دعا کیجیے مجھکو ان لوگوں میں کرے آپنے دعا کی یا اللہ اسکو ان لوگوں میں سے کردے پھر دوسرا اوٹھا اور بولا یا رسول اللہ دعا کیجیے خدا مجکو ان لوگوں میں کرے آپنے فرمایا عکاشہ تجھ سے پہلے یہ کام کرچکا ف یعنے اس نے دعا کی درخواست کی سب سے پہلے اور میں نے کردی اب ہر شخص کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہوسکتا قاضی عیاض نے کہا بعضوں نے کہا ہے کہ دوسرا شخص اس مرتبہ کے لائق نہ تھا اور عکاشہ اوسکے لائق تھا اور بعضوں نے کہا وہ منافق تھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو گول گول جواب دے دیا اور یہ اخلاق کے خلاف تھا کہ آپ صاف فرماتے تو ان میں سے نہیں ہو اور بعضوں نے کہا کہ آپ کو وحی سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ میری دعا عکاشہ کے باب میں قبول ہوگی اور دوسرے شخص کے باب میں قبول ہونے والی نہیں اس لیے آپنے دوسرے کے لیے دعا نہیں کی اور خطیب بغدادی نے کہا کہ یہ دوسرا شخص سعد بن عبادہ تھا (انصار کا رئیس) اگر یہ بات سچ ہو تو اونکا منافق قرار دینا غلط ہوگا لیکن اخیر قول ظاہر ہے اور اسیکو علماء نے اختیار کیا ہے۔ اس حدیث میں امت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی فضیلت ہے اور اللہ جل جلالہ کے بڑے احسان کا بیان ہے ہماری پیغمبر صحیح مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ ان ستر ہزار آدمیوں کا میں ہر ایک

آدمی کے ساتھ ستر ہزار آدمی اور ہونگے اس صورت مین کل آدمیون کی تعداد جو حساب جنت مین جاوین گے
چار عرب اور نوی کروڑ ستر ہزار ہوئے اللہ تعالی اپنے فضل سے ہمکو بھی اُن لوگون مین کرے (نووی ستر ہزار زیادہ
عن ابی ھریرۃ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بمثل الحدیث الربیع ط
ترجمہ دوسری روایت بھی ابوہریرہ رض سے ایسی ہی جیسے اوپر گذری عن ابی ھریرۃ قال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یدخل الجنۃ من امتی زمرۃ ھم سبعون الفا تضیئ
وجوھھم اضاءۃ القمر لیلۃ البدر قال ابوھریرۃ فقام عکاشۃ بن محصن الاسدی یرفع
نمرۃ علیہ فقال یا رسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی منھم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللھم اجعلہ منھم ثم قام رجل من الانصار فقال یا رسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی منھم
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبقک بھا عکاشۃ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے میری امت مین سے ایک جماعت جنت مین جاوینگی جنکے مونہہ
چودھوین رات کے چاند کیطرح چمکتے ہونگے ابوہریرہ رض نے کہا یہ سنکر عکاشہ بن محصن اسدی کھڑا ہوا اپنا کمل اٹھا
ہوا اور کہا یا رسول اللہ دعا کیجیے اللہ مجکو اُن لوگون مین سے کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ
اسکو ان لوگون مین سے کردے پھر ایک شخص انصار مین سے کھڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ دعا فرمایئے اللہ مجکو
ان لوگونمین سے کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات تجھسے پہلے عکاشہ کر چکا عن ابی ھریرۃ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یدخل الجنۃ من امتی سبعون الفا زمرۃ واحدۃ
منھم علی صورۃ القمر ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت مین سے
ستر ہزار آدمی جنت مین جاوین گے اُن مین سے بعضون کی صورت چاند کیطرح چمکتے ہونگی عن عمران
قال قال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدخل الجنۃ من امتی سبعون الفا بغیر حساب
قالوا من ھم یا رسول اللہ قال ھم الذین لا یکتوون ولا یسترقون وعلی ربھم یتوکلون فقام
عکاشۃ فقال ادع اللہ یا نبی اللہ ان یجعلنی منھم قال انت منھم فقام رجل فقال یا نبی اللہ ادع
اللہ ان یجعلنی منھم قال سبقک بھا عکاشۃ ترجمہ عمران سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا میری امت مین سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت مین جاوین گے لوگون نے پوچھا وہ کون
لوگ ہونگے یا رسول اللہ آپنے فرمایا وہ لوگ جو داغ نہین دیتے اور منتر نہین کرتے وعلی ربھم یتوکلون یعنی بیمار

مین دوا علاج اور جھاڑ پھونک نہین کرتے اس خیال سے کہ صحت اور تندرستی خدا کے اختیار مین ہے
دوا اور علاج بغیر اوسکی مرضی کے کچھ فائدہ نہین دیتا پس سارا بھروسا اللہ ہی پر ہوتا ہے۔ نووی نے کہا
علماء نے اس حدیث کے مطلب مین اختلاف کیا امام ابو عبداللہ مازری نے کہا بعضی لوگون نے اس حدیث سے
استدلال کیا ہے دوا اور علاج کی ممانعت پر حالانکہ اکثر علما اسکے خلاف ہین اور دلیل لگنی وہ حدیثین
ہین جنمین خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دواؤن اور غذاؤن کے فائدے بیان کیے ہین جیسے
کلونجی اور قسط اور اہلیلہ وغیرہ کے اور خود آپنے بیماری مین دوا کی ہے اور حضرت عائشہ نے آپکی دوا
کو نقل کیا ہے اور آپنے منتر بتلایا ہے اور اُس سے شفا ہوئی ہے اور ایک حدیث مین کہ بعضے صحابہ نے سورہ
فاتحہ کا منتر کیا تھا اور اسپر اجر لیا تھا جب یہ سب حدیثین ثابت ہین تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ دواؤن
کو بالطبع مفید جانتے ہین اور خدا کے اختیار اور مرضی کے قائل نہین ہین وہ جنت مین نہ جاوین گے قاضی
عیاض نے کہا اس تاویل کے طرف بہت لوگ گئے ہین حالانکہ یہ تاویل ٹھیک نہین کیونکہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگون کی فضیلت بیان کی کہ بے حد جنت مین بغیر حساب اور کتاب کے جاوین گے اور انکے
منہ چاند کیطرح چمکتے ہونگے پھر اگر یہ تاویل کیجاوے جو اُن لوگون نے کی ہے تو یہ فضیلت انکے ساتھ خاص
نہ ہوگی اسوجہ سے کہ تمام مسلمانونکا عقیدہ یہی ہے اور جو اسکے خلاف اعتقاد رکھے (یعنے دوا کو بالطبع
اور بالذات موثر سمجھے) وہ تو کافر ہے دوسرے علماء نے بھی اس حدیث کا مطلب بیان کیا ہے ابو سلیمان
خطابی نے کہا مراد دوا کی ترک سے یہ ہے کہ وہ بھروسا اللہ ہی پر رکھتے ہین اور اسکی قضا اور امتحان پر
راضی ہین انھون نے کہا یہ درجہ بہت بلند ہے اور اسیطرف ایک جماعت گئی ہے قاضی نے کہا ظاہر حدیث
بھی یہی ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ داغ دینے مین اور منتر کرنے مین اور قسم کے علاج کرنے مین
کوئی ڈر نہین اور داؤدی نے کہا حدیث سے مقصود یہ ہے کہ وہ لوگ تندرستی کی حالت مین یہ کام
نہین کرتے اسلیے کہ مکروہ ہے حالت صحت مین تعویذ اور منتر لیکن بیماری کیحالت مین تو درست ہے اور بعضون
نے کہا کہ حدیث سے بھی دو قسم کے علاج مقصود ہین یعنے منتر کرنا اور داغ دینا اور باقی معالجہ توکل کے خلاف نہین
ہے اسلیے کہ علاج خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اور سلف کے علماء اور فضلاء نے کیا ہے اور جس
سبب پر یقین ہو جیسے کھانا اور پینا سیری کے لیے وہ توکل کو نہین بگاڑتا اسی لیے انہون علاج کرنا نہین
چھوڑا نہ روٹی کمانے کو اپنے لیے اور بال بچون کے لیے توکل کے خلاف خیال کیا مگر یہ سب جب ہے کہ اسکا بھروسا

کہا تو کل یہ ہے کہ کم اور بیش ستر کے برابر سمجھے واللہ اعلم فقال اسوقت عکاشہ کھڑا ہوا
اور عرض کیا یارسول اللہ دعا فرمایئے خدا مجکو اُن لوگون مین سے کرے آپنے فرمایا تو اُن مین سے ہے پھر ایک
اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا اللہ کے نبی دعا کرو خدا مجھکو اُن لوگون مین سے کرے آپنے فرمایا تجھ سے پہلے
عکاشہ کہہ چکا عن عمران بن حصین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یدخل الجنۃ
من امتی سبعون الفا بغیر حساب قالوا من هم یا رسول اللہ قال هم الذین لا یسترقون
ولا یتطیرون ولا یکتوون وعلی ربهم یتوکلون ترجمہ عمران بن حصین سے روایت ہے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت مین سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت مین جاوینگے لوگون نے کہا
یارسول اللہ وہ کون لوگ ہون گے آپنے فرمایا وہ لوگ جو نہ منتر کرتے ہین نہ بدشگون لیتے ہین نہ داغ لگاتے
ہین اور اپنے پروردگار پر بھروسا کرتے ہین عن سهل بن سعد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال لیدخلن الجنۃ من امتی سبعون الفا او سبع مائۃ الف لا یدری ابو حازم ایتهما قال
متماسکین اخذ بعضهم بعضا لا یدخل اولهم حتی یدخل اٰخرهم وجوههم علی صورۃ
القمر لیلۃ البدر ترجمہ سہل بن سعد سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت
مین سے ستر ہزار یا سات لاکھ (ابو حازم جو راوی ہے اس حدیث کا اسکو یاد نہین رہا کہ سہل نے ستر ہزار کہا یا
سات لاکھ) آدمی جنت مین جاوینگے ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے (یعنے ایک کا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ
مین ہوگا صف باندھی ہوئے تا ایک ساتھ سب جنت مین جاوین اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جنت کا
دروازہ کتنا چوڑا ہے) کوئی انمین سے پہلے جنت مین نہ گھسیگا جب تک اخیر کا شخص نہ گھس لے اور
انکے مونہہ چودھوین رات کے چاند کیطرح ہونگے عن حصین بن عبد الرحمن قال کنت عند سعید بن
جبیر فقال ایکم رای الکوکب الذی انقض البارحۃ قلت انا ثم قلت اما انی لم اکن فی صلوۃ
ولکنی لدغت فقال فما اصنعت قلت استرقیت قال فما حملک علی ذلک قلت حدیث
حدثناہ الشعبی قال وما حدثکم الشعبی قلت حدثنا عن بریدۃ بن حصیب الاسلمی
انہ قال لا رقیۃ الا من عین او حمۃ فقال قد احسن من انتهی الی ما سمع ولکن حدثنا
ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال عرضت علی الامم فرایت النبی ومعہ الرهیط
والنبی ومعہ الرجل والرجلان والنبی ولیس معہ احد اذ رفع لی سواد عظیم فظننت

انتهم من امة قيل لي هذا موسى وقومه ولكن انظر الى الافق فنظرت فاذا سواد عظيم فقيل لي
انظر الى الافق الآخر فنظرت فاذا سواد عظيم فقيل لي هذه امتك ومنهم سبعون الفا يدخلون الجنة بغير
حساب ولا عذاب ثم نهض فدخل منزله فخاض الناس في اولئك الذين يدخلون الجنة بغير حساب
ولا عذاب فقال بعضهم فلعلهم الذين صحبوا رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال بعضهم ولعلهم
الذين ولدوا في الاسلام ولم يشركوا بالله وذكروا اشياء فخرج عليهم رسول الله صلى الله عليه
وسلم فقال ما الذي تخوضون فيه فاخبروه فقال هم الذين لا يرقون ولا يسترقون ولا
يتطيرون وعلى ربهم يتوكلون فقام عكاشة بن محصن فقال ادع الله ان يجعلني منهم فقال
انت منهم ثم قام رجل اخر فقال ادع الله ان يجعلني منهم فقال سبقك بها عكاشة

ترجمہ حصین بن عبد الرحمن سے روایت ہے میں سعید بن جبیر کے پاس تھا انہوں نے کہا تم میں سے کسی نے اس ستارے کو دیکھا کہ کل رات کو ٹوٹا تھا میں نے کہا میں نے دیکھا میں کچھ نماز میں مشغول نہ تھا (اس سے یہ غرض ہے کہ کوئی مجھکو عابد شب بیدار نہ خیال کرے) بلکہ مجھے بچھو نے ڈنگ مارا تھا (میں سو نہ سکا اور تارا ٹوٹتے ہوئے دیکھا) سعید نے کہا پھر تو نے کیا کیا میں نے کہا منتر کرایا انہوں نے کہا کیوں تو نے منتر کرایا میں نے کہا حدیث کی وجہ سے جو شعبی نے ہم سے بیان کی انہوں نے کہا شعبی نے کونسی حدیث بیان کی میں نے کہا انہوں نے ہم سے حدیث بیان کی بریدہ بن حصیب اسلمی سے انہوں نے کہا منتر نہیں فائدہ دیتا مگر نظر کے لیے یا ڈنگ کے لیے (یعنے بد نظر کے اثر کو دور کرنے کے لیے یا بچھو اور سانپ وغیرہ کے کاٹے کے لیے مفید ہے) سعید نے کہا جس نے جو سنا اور اسپر عمل کیا تو اچھا کیا ف خطابی نے کہا بریدہ کی روایت کا یہ مطلب ہے کہ کوئی منتر زیادہ فائدہ دینے والا اور جلد اثر کرنیوالا نظر اور ڈنگ کے منتر سے نہیں ہے اور نظر کی تاثیر میں کوئی شک نہیں اور وہ سچ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منتر کیا ہے اور دوسروں کو منتر کا حکم بھی دیا ہے پھر اگر منتر قرآن کی آیتوں سے یا اللہ کے ناموں سے ہو تو اسکا کرنا مباح ہے اور کراہت اس منتر میں ہے جو عجمی زبان میں نہ ہو اور جس کا مطلب معلوم نہ ہو اس احتمال سے کہ شاید اسمیں کفر کے الفاظ ہیں یا کوئی بات ایسی ہو جس سے شرک لازم آوے اور احتمال ہے کہ منتر وہ مکروہ ہو جو جاہلیت کی طرز پر ہو ان لوگوں کا یہ خیال تھا کہ جنات ہماری مدد کرتے ہیں اور آفتوں کو دور کرتے ہیں تمام ہوا کلام خطابی کا (نووی) ف لیکن ہم سے تو عبید اللہ بن عباس نے حدیث بیان کی انہوں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میرے سامنے پیغمبرون کی امتین لائی گئین بعضا پیغمبر ایسا تھا کہ اوسکی امت کے لوگ دس سے بھی کم تھے اور بعضے پیغمبر کے ساتھ ایک یا دو ہی آدمی تھے اور بعض کے ساتھ ایک بھی نہ تھا تبھی مین ایک بڑی امت آئی مین سمجھا کہ یہ میری امت ہے لوگون نے کہا یہ موسے ہین اور انکی امت ہے تم آسمان کے کنارے کو دیکھو مین نے دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے پھر مجھسے کہا گیا اب دوسرے کنارے کیطرف دیکھو دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے مجھسے کہا گیا یہ تمہارے امت ہے اور اُن لوگون مین ستر ہزار آدمی ایسے ہین جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت مین جاوینگے بعضون نے کہا شاید یہ وہ لوگ ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین رہے ہے بعضون نے کہا نہین شاید یہ لوگ ہین جو اسلام کی حالت مین پیدا ہوئے ہین اور انہون نے اللہ کے ساتھ کسی شریک نہین کیا بعضون نے کہا کچھ اور کہا تب آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہین جو نہ منتر کرتے ہین نہ منتر کراتے ہین نہ بدشگون لیتے ہین اور اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے ہین یہ سنکر عکاشہ محصن کا بیٹا کھڑا ہوا اور اس نے کہا آپ اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھکو ان لوگون مین سے کرے آپنے فرمایا تو اُن لوگون مین سے ہے پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا دعا کیجیے اللہ مجکو بھی اُن لوگون مین کرے آپنے فرمایا عکاشہ تجھسے پہلے یہ کام کرچکا حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْاُمَمُ ثُمَّ ذَكَرَ بَاقِيَ الْحَدِيْثِ نَحْوَ حَدِيْثِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرْ اَوَّلَ حَدِيْثِهٖ ترجمہ ابن عباس سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے لیکن اسمین وہ شروع حدیث کا نہین جو پہلی روایت مین ہے (یعنے سعید اور حصین کی گفتگو)

بَابُ بَيَانِ كَوْنِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ

اس امت مین سے جنت کے آدھے لوگ ہونگے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَسَاُخْبِرُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ مَا الْمُسْلِمُوْنَ فِي الْكُفَّارِ اِلَّا كَشَعْرَةٍ بَيْضَاءَ فِيْ ثَوْرٍ اَسْوَدَ اَوْ كَشَعْرَةٍ سَوْدَاءَ فِيْ ثَوْرٍ اَبْيَضَ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہین ہو کہ جنتیون کی چوتھائی تم مین سے ہونگے یہ سنکر ہم نے تکبیر کہی (خوشی کے مارے) پھر آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہین ہوتے کہ تہائی جنتیونکے تم ہوگے یہ سنکر ہم نے تکبیر کہی پھر آپنے فرمایا مجھے امید ہے کہ جنتیون مین آدہے تم لوگ ہوگے اور اسکی وجہ یہ ہے

جو میں بیان کرتا ہوں مسلمان کا فروں کے ایسے ہیں جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل میں ہو یا ایک سیاہ بال سفید بیل میں ہو ف یعنے دنیا میں ہر ایک زمانے میں کافروں کی تعداد بڑھی رہے اسوجہ سے جنتے لوگ بہت کم ہوں گے اور اس امت کے لوگ جنتیوں کے آدھی عدد کو گھیریں گے اگرچہ جنتی بہت ہوں تو البتہ ان کے آدھے کو کس امت میں سے ہونا قیاس سے بعید تھا عن عبد اللہ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قبۃ نحوا من اربعین رجلا فقال ترضون ان تکونوا ربع اھل الجنۃ قال قلنا نعم قال ترضون ان تکونوا ثلث اھل الجنۃ فقلنا نعم فقال والذی نفس محمد بیدہ انی لاطمع ان تکونوا نصف اھل الجنۃ وذالک ان الجنۃ لا یدخلھا الا نفس مسلمۃ وما انتم فی اھل الشرک الا کالشعرۃ البیضاء فی جلد الثور الاسود او کالشعرۃ السوداء فی جلد الثور الاحمر

ترجمہ عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک خیمے میں جسمیں قریب چالیس آدمیوں کے ہونگے آپ نے فرمایا کیا تم اسبات سے خوش ہو کہ جنتیوں کے چوتھائی لوگ تم ہو ہم نے کہا ہاں پھر آپ نے فرمایا کیا تم اسبات سے خوش ہو کہ جنتیوں کی ایک تہائی لوگ تم ہو ہمنے کہا ہاں آپ نے فرمایا قسم اسکی جسکے ہاتھ میں محمد کی جان ہے مجھے امید ہے کہ تم میں سے آدھے جنتی ہونگے اور یہ اس لیے کہ جنت میں وہی جاویگا جو مسلمان ہے اور مسلمان مشرکوں کے اندر ایسے ہیں جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل کی کھال میں ہو یا ایک سیاہ بال لال بیل کی کھال میں ہو عن عبد اللہ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسند ظھرہ الی قبۃ ادم فقال انہ یدخل الجنۃ الا نفس مسلمۃ اللھم ھل بلغت اللھم اشھد انکم ربع اھل الجنۃ فقلنا نعم یا رسول اللہ انجمون ان تکونوا ثلث اھل الجنۃ قالوا نعم یا رسول اللہ قال انی لارجوا ان تکونوا شطر اھل الجنۃ ما انتم فی سوالکم من الامم الا کالشعرۃ السوداء فی الثور الابیض او کالشعرۃ البیضاء فی الثور الاسود

ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے خطبہ پڑھا ہمارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ٹیکا دیا اپنی پیٹھ کا چمڑے کے ڈیرے پر اور فرمایا جنت میں ہو جاؤنہ جاویگا کوئی جنت میں مگر وہ جو مسلمان ہے یا اللہ میں نے تیرا پیام پہنچا دیا یا اللہ تو گواہ رہ کیا تم چاہتے ہو کہ جنت کی چوتھائی لوگ تم میں سے ہوں ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تم چاہتے ہو کہ جنت کی تہائی لوگ تم میں سے ہوں سب نے کہا ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ تم جنتیوں کا نصف ہو گے ف آپ نے پہلی ہی بار یہ نہ فرمایا بلکہ پہلے چوتھائی پھر ثلث پھر نصف فرمایا اس سے یہ غرض ہے کہ انکو

زیادہ خوشی ہو اور بار بار خوشی ہو۔ دوسری یہ کہ انکو عزت اور عظمت ثابت ہو اسلیے کہ بار بار کسی آدمی کو دینے سے یہ نکلتا ہے کہ دینے والا اسکا بڑا اہتمام ہے تیسری یہ کہ وہ لوگ بار بار خدا کی تعریف کرین اور اسکا شکر ادا کرین اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ امت محمدی مین سے جنت کے آدمی آدھے لوگ ہونگے اور دوسری حدیث مین یون ہے کہ جنتیون کے ایک سو بیس صفین ہونگی انمین سے اسی صفین اس امت کی لوگون کی ہونگی اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو تہائی جنتی امت محمدی مین سے ہونگے شاید پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نصف کی خبر دی گئی ہوگی پھر اللہ تعالے نے اپنی عنایت سے اور بڑھا دیا دو تہائی جنتی آپ کی امت مین سے کیے (نووی) **ف** تمام مخالف لوگون مین ایسی ہو جیسے سیاہ بال سفید بیل مین یا سفید بال سیاہ بیل مین **متن** عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ یَا اٰدَمُ فَیَقُوْلُ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ قَالَ یَقُوْلُ اَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ کُلِّ اَلْفٍ تِسْعَ مِائَۃٍ وَتِسْعَۃً وَتِسْعِیْنَ قَالَ فَذٰلِکَ حِیْنَ یَشِیْبُ الصَّغِیْرُ وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَھَا وَتَرَی النَّاسَ سُکَارٰی وَمَا ھُمْ بِسُکَارٰی وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیْدٌ قَالَ فَاشْتَدَّ ذٰلِکَ عَلَیْھِمْ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّنَا ذٰلِکَ الرَّجُلُ فَقَالَ اَبْشِرُوْا فَاِنَّ مِنْ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ اَلْفًا وَمِنْکُمْ رَجُلٌ قَالَ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَطْمَعُ اَنْ تَکُوْنُوْا ثُلُثَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَحَمِدْنَا اللّٰہَ وَکَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَطْمَعُ اَنْ تَکُوْنُوْا شَطْرَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَحَمِدْنَا اللّٰہَ وَکَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَطْمَعُ اَنْ تَکُوْنُوْا شَطْرَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اِنَّ مَثَلَکُمْ فِی الْاُمَمِ کَمَثَلِ الشَّعْرَۃِ الْبَیْضَاءِ فِیْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوْ کَالرَّقْمَۃِ فِیْ ذِرَاعِ الْحِمَارِ

ترجمہ ابو سعید سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے فرماویگا اے آدم وہ کہینگے حاضر ہون تیری خدمت مین تیری اطاعت مین اور سب بھلائی تیرے ہاتھ مین ہے حکم ہوگا کہ دوزخیون کی جماعت نکالو وہ عرض کرینگے دوزخیون کی جماعت حکم ہوگا ہر ہزار آدمیون مین سے نو سو ننانوے آدمی نکالو جہنم کے لیے (اور ایک آدمی فی ہزار جنت مین جاویگا) آپ نے فرمایا یہی تو وہ وقت ہے جب بچہ بوڑھا ہو جاویگا (بوجھ ہول اور خوف کے یا اوسدن کی درازی کی وجہ سے) اور ہر ایک پیٹ والی حمل اپنا پیٹ ڈال دیگی اور تو دیکھے گا لوگون کو جیسے نشہ مین مست ہین اور وہ مست نہ ہونگے پر اللہ کا عذاب سخت ہوگا **ف** علماء نے اختلاف کیا ہے کہ یہ تین کس وقت ہونگی بعضون نے کہا قیامت قائم ہونے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وقت دنیا فنا ہونے سے پہلے اور بعضون نے کہا حشر کے دن اس صورت مین بچہ گرا دینے سے یہ مراد ہے کہ اسوقت ایسا ہول اور ڈر ہوگا کہ اگر کوئی عورت وہان حاملہ ہو تو اسکا بچہ گر جاوے اور یہی مراد ہے بچہ کے بوڑھے ہوتے سے (نووی) ف صحابہ اس لفظ کے سنتے سے بہت پریشان ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ دیکھیے وہ ہزار مین سے ایک آدمی (جو جنتی ہے) ہم مین سے کون نکلتا ہے آپنے فرمایا تم خوش ہو جاؤ یاجوج ماجوج کے کافر اسقدر ہین کہ اگر اونکا حساب کرو تو تم مین سے ایک آدمی اور ان مین سے ہزار آدمی پڑین ف وہب بن منبہ اور مقاتل نے کہا کہ یاجوج ماجوج یافث بن نوح کی اولاد کو کہتے ہین اور ضحاک نے کہا وہ ترکون کی ایک قوم ہے اور کعب نے کہا وہ آدم کی اولاد ہین لیکن حوا کے پیٹ سے نہین اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ایک روز آدم کو احتلام ہوا اونکا نطفہ مٹی مین لگیا تو اللہ تعالے نے اس مٹی سے یاجوج ماجوج کو پیدا کیا واللہ اعلم (نووی) ف پھر آپنے فرمایا قسم اسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے مجھ امید ہے کہ جنت کی ایک چوتھائی آدمی تم مین سے ہونگے پھر ہمنے اللہ کی تعریف کی اور تکبیر کہی پھر آپنے فرمایا قسم ہے اسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے مجھ امید ہے کہ ایک تہائی آدمی جنت کی تم مین سے ہونگے ہم نے اللہ کی تعریف کی اور تکبیر کہی پھر آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ جنت کی آدھے آدمی تم مین سے ہونگے تمہاری مثال اور امتون کے سامنے ایسی ہے جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل کی کھال مین ہو یا ایک نشان گدھے کے پاؤن مین عن الاعمش بہذا الاسناد غیر انہما قالا ما انتم یومئذ فی الناس الا کالشعرۃ البیضاء فی الثور الاسود او کالشعرۃ السوداء فی الثور الابیض ولم یذکرا او کالرقمۃ فی ذراع الحمار ترجمہ دوسری روایت کا وہی حوالہ پر گذرا اسمین یہ ہے کہ تم آجکے دن اور لوگون کے سامنے ایسے ہو جیسے ایک سفید بال کالے بیل مین یا سیاہ بال سفید بیل مین اور گدھے کے پاؤن کے نشان کا ذکر نہین کیا ہے

تمام ہوئی کتاب الایمان کی اب شروع ہوتی ہے کتاب طہارت کی اللہ کی عنایت پر بھروسا کرکے ۱۸ ربیع الاول

کتاب الطہارۃ

کتاب طہارت کے بیان مین ف ہر جنیا ایمان کے بعد سب عبادات مین نماز مقدم ہے پر نماز کی شرط طہارت ہے اسلیے پہلے طہارت کو بیان کیا **باب فضل الوضوء** وضو کی فضیلت کا بیان عن ابی مالک الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَأُ الْمِیْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَآنِ اَوْ تَمْلَأُ مَا بَیْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلٰوۃُ نُوْرٌ وَّالصَّدَقَۃُ بُرْھَانٌ وَالصَّبْرُ ضِیَاءٌ وَّالْقُرْاٰنُ حُجَّۃٌ لَّکَ اَوْ عَلَیْکَ کُلُّ النَّاسِ یَغْدُوْ فَبَایِعٌ نَفْسَہٗ فَمُعْتِقُھَا اَوْ مُوْبِقُھَا ترجمہ ابو مالک اشعری سے (جنکا نام حارث یا عبید یا کعب بن عاصم یا عمرو ہے) روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طہارت آدہے ایمان کے برابر ہے ف یعنے اسکا ثواب اسقدر بڑھتا ہے کہ ایمان کے آدہے ثواب کے برابر ہوجاتا ہے اور بعضون نے کہا ایمان اُن سب گناہون کو جو ایمان سے پہلے ہوئے مٹا دیتا ہے اسیطرح وضو کا بھی حال ہے کیونکہ وضو بغیر ایمان کے صحیح نہین ہوتا اور جب وضو ایمان پر موقوف ہوا تو آدہے ایمان کے برابر ہوا اور بعضون نے کہا ایمان سے اس حدیث مین نماز مراد ہے جیسے اللہ تعالے نے فرمایا وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ یعنے اللہ تمہارے نماز کو بیکار نہین کریگا اور طہارت شرط نماز کی ہے اسلیے آدہی نماز کے برابر ہوئی اور حدیث مین شطر کا لفظ ہے اور شطر مین یہ ضرور نہین کہ برابر آدہون آدھ ہو اور یہ قول سب قولون مین اچھا ہے اور احتمال ہے کہ مراد حدیث سے یہ ہو کہ ایمان کے دو جز ہین ایک یہ یقین کرنا دوسری ظاہر مین اطاعت کرنا اور طہارت مقدمہ ہے نماز کا اور نماز اطاعت ہے اسلیے طہارت شطر ایمان ٹھیری واللہ اعلم (نووی) ف اور الحمد للہ بھر دیگا ترازو کو یعنے اسقدر اسکا ثواب عظیم ہے کہ اعمال تولنے کا ترازو اوسکے اجر سے بھر جاویگا) اور سبحان اللہ اور الحمد للہ دونون بھر دیگے آسمان اور زمین کے بیچ کی جگہ کو (اگر انکا ثواب ایک جسم کی شکل فرض کیا جاوی) اور نماز نور ہے ف یعنے روکتی ہے گناہون سے اور باز رکھتی ہے برائیون سے اور لیجاتی ہے ثواب اور نیکی کیطرف جیسے نور سے یہ باتین حاصل ہوتی ہین اور بعضون نے کہا مطلب یہ ہو کہ نمازی کو قیامت کے دن نور ملیگا نماز کے ثواب مین اور بعضون نے کہا نماز نور ہے اسوجہ سے کہ نماز پڑہنے سے طرح طرح کے معارف اور مکاشفات حاصل ہوتے ہین اسلیے کہ دل اسوقت فارغ ہوتا ہے اور متوجہ ہوتا ہے اللہ تعالے کیطرف اور خود اللہ تعالے نے فرمایا مدد چاہو صبر اور نماز سے اور بعضون نے کہا نماز پڑہنے والے کے چہرے پر ایک نور ہوگا قیامت کے دن اور دنیا مین بھی نمازی کے چہرے پر نور ہوتا ہے واللہ اعلم (نووی) ت اور صدقہ دلیل ہے ف یعنے صدقہ دینے والے کی نجات کے لیے قیامت کے دن اسلیے کہ منافق صدقہ نہین دیتا اور نہ صدقے مین کوئی فائدہ خیال کرتا ہے ت اور صبر روشنی ہے ف

یعنے وہ صبر جو شرعاً محبوب ہے وہ کیا ہے صبر کرنا اللہ کی اطاعت پر اور صبر کرنا گناہ سے بچنے کے لیے اور صبر کرنا مصیبتوں پر اور دنیا کی تکلیف پر اور غرض یہ ہے کہ صبر عمدہ چیز ہے اور جو شخص صابر ہے وہ ہدایت اور روشنی کی راہ پر ہے ابراہیم خواص رحمہ نے فرمایا کہ صبر کیا ہے مجبور رہنا کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ پر ابن عطار نے کہا صبر کیا ہے بلا کے وقت اپنی زبان کو تھامے رہنا ادب کے ساتھ آستانہ ابو علی دقاق نے کہا صبر کی حقیقت یہ ہے کہ جو اللہ تعالے نے تقدیر مین لکھدیا اسپر اعتراض نہ کرے لیکن ظاہر کرنا اپنی مصیبت کا صبر کے خلاف نہین اگر بطور شکایت کے نہ ہو کیونکہ ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالے نے صابر کہا ہے اور انہون نے یہ کہا تھا مجھے دکھ اور بیماری ہے (نووی) ف اور قرآن تیری دلیل ہے دوسرے پر یا دوسرے کی دلیل ہے تجھپر یعنے اگر سمجھہ کر پڑھے اور فائدہ اٹھاوے تو تیری دلیل ہے نہین تو دوسرے کو فائدہ ہوگا اور تو محروم رہے گا) ہر ایک آدمی (بھلا ہو یا برا) صبح کو اوٹھتا ہے پھر یا اپنے تئین آزاد کرتا ہے (نیک کام کرکے خدا کے عذاب سے) یا (بری کام کرکے) اپنے تئین تباہ کرتا ہے **باب وجوب الطہارۃ للصلوٰۃ** نماز کے لیے طہارت کا ضرور ہونا حدیث مصعب بن سعد قال دخل عبد اللہ بن عمر علی ابن عامر یعودہ وھو مریض فقال الا تدعو اللہ لی یا ابن عمر قال انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تقبل صلوٰۃ بغیر طہور ولا صدقۃ من غلول وکنت علی البصرۃ ترجمہ مصعب بن سعد سے روایت ہے عبد اللہ بن عمر ابن عامر پاس آئے وہ بیمار تھے اُنکے پوچھنے کو ابن عامر نے کہا اے ابن عمر تم میرے لیے دعا نہین کرتے انہون نے کہا مین نے سنا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے اللہ نہین قبول کرتا نماز کو بغیر طہارت کے ف نووی نے کہا یہ حدیث نص ہے طہارت کے وجوب پر نماز کے لیے اور اجماع کیا ہے امت نے اس امر پر کہ طہارت شرط ہے نماز کی صحت کی قاضی عیاض نے کہا اختلاف کیا ہے علمارنے کہ طہارت کب فرض ہوئی ہے نماز کے لیے ابن جہم نے کہا کہ شروع اسلام مین وضو سنت تھا پھر آیت تیمم مین اسکی فرضیت اور تری اور جمہور علمارنے کہا ہے کہ وضو اس سے پہلے ہی فرض تھا پر انہون نے اختلاف کیا ہے اسمین کہ ہر ایک نماز کے لیے وضو فرض ہے یا اُسی حالت مین جب محدث (بے وضو) ہو تو سلف کے کئی علما اسطرف گئے ہین کہ ہر ایک نماز کے لیے وضو فرض ہے اگرچہ حدث نہ ہوا ہو اور دلیل انکی قول ہے اللہ تعالی کا اذا قمتم الی الصلوٰۃ

اخیر تک یعنے جب تم اوٹھو نماز کے لیے تو وضو کرو اور آیہ تیمم حدث اکبر کی نہین ہے اور ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ اوائل اسلام مین ایسا ہی حکم تھا پھر منسوخ ہوگیا اور بعضون نے کہا کہ یہ حکم استحبابًا ہے نہ وجوبًا اور بعضون کے نزدیک وضو اسی وقت مشروع ہوا تھا جب آدمی محدث ہوا البتہ تازہ وضو کرنا ہر ایک نماز کے لیے مستحب ہے اور اسی قول پر اجماع کیا ہے اہل فتوے نے اور انہین کوئی اختلاف نہین ہے اور آیت مذکورہ مین محدثین کا لفظ مقدر ہے یعنی جب اوٹھو تم نماز کے لیے حدث کی حالت مین تمام ہوا کلام قاضی کا اور ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہے یعنی کہ وضو کے واجب ہونے کی علت کیا ہے بعضون نے کہا وضو واجب ہوتا ہے حدث سے اور بعضون نے کہا واجب نہین ہوتا جب تک نماز کے لیے نہ اوٹھین اور بعضون نے کہا دو امرون سے واجب ہوتا ہے اور ہمارے اصحاب کے نزدیک یہی راجح ہے اور اجماع کیا ہے اسنے کہ نماز بغیر طہارت کے حرام ہے خواہ یہہ طہارت پانی سے ہو یا مٹی سے اور کوئی فرق نہین ہے فرض اور نفل نماز مین اور سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر اور جنازے کے نماز مین مگر شعبی اور محمد بن جریر طبری سے منقول ہے کہ جنازے کی نماز بغیر طہارت کے جائز ہے اور یہہ مذہب باطل ہے اور ابن تیمیہ رح سے منقول ہے کہ سجدہ تلاوت بغیر طہارت کے درست ہے اور اجماع کیا ہے علمانے اسکے خلاف پر اگر کسی شخص نے عمدًا بے وضو نماز پڑہی تو وہ گنہگار ہوگا لیکن کافر نہ ہوگا یہی ہمارا اور جمہور علما کا مذہب ہے اور ابو حنیفہ رح سے منقول ہے کہ وہ کافر ہوجاویگا اسلیے کہ اُس نے دین کے ساتھ ٹھٹھا کیا اور ہماری دلیل یہ ہے کہ کفر نہین ہوتا مگر اعتقاد سے اور اس مصلی کا اعتقاد تو صحیح ہے یہ جب ہے کہ اُس مصلی کو کوئی عذر نہ ہو اگر عذر ہو مثلاً نہ پانی ملے نہ مٹی تو اسمین امام شافعی کے چار قول ہین اور ہر ایک قول کی طرف علما گئے ہین سب مین زیادہ صحیح قول ہے کہ نماز پڑہ لیوے بغیر طہارت کے پھر جب طہارت ممکن ہو تو نماز کا اعادہ کرے دوسرا قول یہ ہے کہ نماز نہ پڑہے اور جب طہارت ممکن ہو اسوقت قضا پڑہ لیوے تیسرا قول یہ ہے کہ نماز پڑہ لینا مستحب ہے لیکن قضا واجب ہے چوتھا قول یہ ہے کہ نماز پڑہ لیوے اور قضا واجب نہین اور اسی قول کو مزنی نے اختیار کیا ہے اور یہ سب قولون مین قوی ہے از روے دلیل کے اسلیے کہ نماز کا واجب ہونا تو حدیث سے ثابت ہے آپنے فرمایا جب مین تمکو کسی کام کا حکم کرون تو اوسکو بجالاؤ جہانتک تم سے ہوسکے اور اعادہ کے لیے کوئی نیا امر چاہیے اور وہ موجود نہین (النووی) مہر زیادہ ف اور نہین قبول کرتا صدقہ اس مال غنیمت مین سے جو تقسیم سے پہلے اوڑالیا جاوے اور تم تو بصرے کے حاکم رہ چکے ہو ف اسوجہ سے غنیمت کے مال مین

سے ضرور تم نے چوری کی ہوگی یا اللہ تعالے اور بندون کے حقوق تم پر ہونگے پھر ایسے شخص کے لیے
دعا کیا فائدہ دے گی اور ظاہر ہے کہ ابن عمر کا کہنا بطریق زجر اور تشدد کے تھا اور اس سے یہ غرض تھی
کہ اب بھی ابن عامر غفلت سے بیدار ہو اور توبہ کرے ورنہ دعا فاسقون کے لیے مفید ہی ہمیشہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم اور سلف اور خلف کا زون اور گنہگارون کے لیے دعا کرتے رہے کہ خدا انکو ہدایت
کرے اور توبہ نصیب کرے (نووی) عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ ترجمہ دوسری روایت کا وہی ہے جو اوپر گذرا عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ
اَخِيْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ اَحَدِكُمْ
اِذَا اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّاَ ترجمہ ہمام بن منبہ سے روایت ہے جو وہب بن منبہ کے بھائی ہیں انہوں
نے کہا یہ وہ حدیثین ہیں جو ابو ہریرہ نے ہمسے بیان کین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے پھر ذکر کیا کئی حدیثون
کو انمین ایک یہ حدیث بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے نہین قبول
کرتا تم مین سے کسی کی نماز جب وہ بے وضو ہو یہانتک کہ وضو کرے بَابُ صِفَةِ الْوُضُوْءِ
وَكَمَالِهٖ وضو کی ترکیب اور اسکے پورا کرنے کا بیان عَنْ حُمْرَانَ مَوْلٰى عُثْمَانَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عُثْمَانَ
بْنَ عَفَّانَ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ
وَجْهَهٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى اِلَى الْمِرْفَقِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى
مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ مَسَحَ رَاْسَهٗ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى اِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ
الْيُسْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا
ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهٗ غَفَرَ لَهٗ مَا
مِنْ ذَنْبِهٖ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ كَانَ عُلَمَاؤُنَا يَقُوْلُوْنَ هٰذَا الْوُضُوْءُ اَسْبَغُ مَا يَتَوَضَّاُ بِهٖ اَحَدٌ لِلصَّلٰوةِ ترجمہ حمران سے
روایت ہے جو مولا غلام ازاد کیے ہوئے تھے عثمان بن عفان کے) انہون نے کہا حضرت عثمان نے وضو
کا پانی منگوایا اور وضو کیا تو پہلے دونہو پہونچون کو تین بار دہویا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شروع وضو مین
پہونچون کا تین بار دھونا سنت ہی اور اسپر اتفاق ہے علماء کا (نووی) ق پھر کلی کی ف نووی نے
کہا کلی کا کمال یہ ہے کہ پانی منہ مین لیوے پھر اوسکو پھراوے بعد اوسکے تھوک دیوے اور اوسنے درجہ اسکا

کہ پانی کو صرف منہ مین لیوے پھرا دے نہین لیکن پھرانا پانی کا تو قول مشہور کے موافق شرط نہین ہے
اور بھی مذہب ہے جمہور کا لیکن ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک شرط ہے اور یہہ اختلاف ویسا ہی ہے جیسے
سر کے مسح مین اختلاف ہے بعضون کے نزدیک اگر گیلا ہاتھ سر پر رکھ لیا تو مسح ہو گیا اور بعضون کے نزدیک
اسکا پھرانا ضرور ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ پھرانا ضرور نہین مثل اور اعضا کے ان تک پانی پہونچانا کافی
ہے ف اور ناک مین پانی ڈالا ف حدیث مین استنثار کا لفظ ہے اکثر اہل لغت نے اور فقہا
اور محدثین نے استنثار کے معنے ناک جھٹکنے کے کیے ہین یعنے پانی ڈالنے کے بعد اسکا ناک سے نکالنا اور
ابن اعرابی اور ابن قتیبہ نے ناک مین پانی ڈالنے کے معنے کیے ہین اور صحیح پہلا قول ہے اور دوسری
روایت اسکے موید ہے اسمین یہ ہے پہلے استنشاق کیا یعنے ناک مین پانی ڈالا پھر استنثار کیا
یعنے ناک سنکی ذرا سے منقول ہے کہ استنثار کہتے ہین ناک کے ہلانے کو طہارت مین اور استنشاق
کہتے ہین پانی پہونچانے کو ناک کے اندر اور اوپر کھینچنے کو پانی کی سانس کے زور سے اور مستحب ہے کہ کلی اور
ناک مین پانی ڈالنے مین مبالغہ کرے مگر جب روزہ سے ہو تو مبالغہ مکروہ ہے کیونکہ لقیط کی روایت
مین ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مبالغہ کر ناک مین پانی ڈالنے مین مگر جب تو روزہ دار ہو اور یہ حدیث
صحیح ہے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے اسانید صحیحہ سے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے
ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ جسطرح سے ہو جب پانی ناک اور مونہہ مین پہونچ گیا تو مضمضہ اور استنشاق
ادا ہو گیا اور افضل کیونکر ہے اسمین پانچ قول ہین پہلا یہ ہے کہ تین چلو لیوے اور ہر ایک چلو مین سے
کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے دوسرا یہ ہے کہ ایک ہی چلو سے تین بار کلی کرے پھر تین بار ناک
مین پانی ڈالے تیسرا یہ ہے کہ ایک ہی چلو لیوے اور کلی کرے پھر ناک مین پانی ڈالے پھر کلی کرے
اور ناک مین پانی ڈالے پھر کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے چوتھا یہ کہ دو چلو لیوے ایک چلو سے
تین بار کلی کرے دوسرے چلو سے تین بار ناک مین پانی ڈالے پانچوان یہ کہ چھ چلو لیوے پہلے تین چلو سے کلی کرے پھر تین چلوون سے ناک مین
پانی ڈالے اور صحیح پہلا قول ہے اور وہی ثابت ہے احادیث صحیحہ سے جنکو روایت کیا بخاری اور
مسلم (نووی) ف پھر تین بار مونہہ دھویا پھر داہنا ہاتھ دھویا کہنی تک تین بار پھر بایان ہاتھ دھویا
تین بار پھر مسح کیا سر پر پھر داہنا پاؤن دھویا ٹخنون تک تین بار پھر بایان پاؤن دھویا تین بار
ف نووی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے صفت وضو مین اور اجماع کیا ہے مسلمانون نے کہ

کہ واجب ایک ایک بار دھونا ہے اور تین بار دھونا سنت ہے اور احادیث صحیحہ مین ایک ایک بار اور دو دو بار اور
تین بار اور دو دو بار وارد ہے علمانے کہا ہے کہ یہ اختلاف دلیل ہے جواز کی اور تین بار کمال ہے اور
ایک بار کافی ہے اور اسپر محمول ہے اختلاف احادیث کا اور راویون نے جو اختلاف کیا ایک ہی
صحابی سے تو یہ محمول ہے اس اوپر کہ بعضون نے یاد رکھا اور بعض بھول گئے پھر جسنے زیادہ بیان کیا وہ
قبول ہوگا اسلیے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور اختلاف کیا ہے علمانے سر کے مسح مین تو امام شافعی کے
نزدیک مسح بھی تین بار کرنا مستحب ہے جیسے باقی اعضا کا تین بار دھونا اور ابو حنیفہ اور مالک اور احمد اور
اکثر علماء کے نزدیک سر کا مسح ایک ہی بار سنت ہے اور ایک بار سے زیادہ نہ کرنا چاہیے اور احادیث صحیحہ
مین ایک ہی بار مسح منقول ہے اور امام شافعی کی دلیل وہ حدیث ہے حضرت عثمان کی جو آگے آتی ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تین تین بار اور قیاس کیا اونھون نے سر کو اور اعضا پر اور جن
حدیثون مین ایک بار مسح منقول ہے انکا یہ جواب دیا ہے کہ ایک بار مسح کرنا جواز کے بیان کو واسطے ہے اور
ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کیا ہے جو افضل تھا اور اجماع کیا ہے علمانے موزہ اور دونو
ہاتھون اور پاؤن کے دھونے کے وجوب پر لیکن روافض نے پاؤن کے مسح کو واجب کیا ہے اور یہ انکی خطا
ہے کس لیے کہ تمام نصوص متفق ہین پاؤن کے دھونے پر اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو
نقل کیا ہے اسنے پاؤن کا دھونا روایت کیا ہے اسیطرح اجماع کیا ہے علمانے کہ سر کا مسح واجب ہے لیکن اختلاف
کیا ہے اوسکے مقدار مین امام شافعی اور ایک جماعت کے نزدیک اتنا واجب ہے جسکو مسح کہین اگرچہ ایک
ہی بال ہو اور مالک اور احمد اور ایک جماعت کے نزدیک سارے سر کا مسح واجب ہے اور ابو حنیفہ رح کے نزدیک
چوتھائی سر کا اور کلی اور ناک مین پانی ڈالنے کے وجوب مین چار مذہب ہین ایک تو مذہب مالک اور
شافعی کا ہے کہ یہ دونو سنت ہین وضو اور غسل مین اور سلف مین سے حسن بصری اور زہری اور حکم اور قتادہ
اور ربیعہ اور یحیی بن سعید انصاری اور اوزاعی اور لیث بن سعد اسی طرف گئے ہین اور عطا اور احمد سے بھی
ایک روایت یہی ہے دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونون واجب ہین وضو اور غسل دونون مین اور وضو اور
غسل صحیح نہین ہوتے بغیر اونکے اور یہی مشہور ہے احمد بن حنبل سے اور یہی مذہب ہے ابن ابی
لیلے اور حماد اور اسحق بن راہویہ کا اور ایک روایت ہے عطا سے تیسرا مذہب یہ ہے کہ دونو غسل
مین واجب ہین وضو مین واجب نہین اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور انکے اصحاب اور سفیان ثوری کا

چوتھا مذہب یہ ہے کہ ناک مین پانی ڈالنا وضو اور غسل دونون مین واجب ہے اور کلی کرنا دونون مین سنت ہی اور یہی قول ہے ابو ثور اور ابو عبید اور داؤد ظاہری اور ابو بکر بن منذر کا اور ایک روایت ہے احمد سے اور اتفاق کیا ہے جمہور علما نے اسپر کہ وضو اور غسل دونو مین پانی کا بہانا اعضا پر کافی ہے اور علما ضرور نہین اور مالک اور مزنی نے دلنا شرط کیا ہے اسیطرح جمہور علما نے اتفاق کیا ہے کہ تخلیل اور کہنیون کا دھونا واجب ہے اور زفر اور داؤد ظاہری کے نزدیک واجب نہین اور اتفاق کیا علما نے کہ تخلیل سے مراد وہ دو اونچی ہڈیان ہین جو پنڈلی اور پاؤن کے بیچ مین ہین اور ہر ایک پاؤن مین دو تخلی ہین اور رافضیون نے ایک نادر بات کہی ہے کہ ہر ایک پاؤن مین ایک تخلی ہے اور تخلی وہ ہڈی ہے جو پاؤن کے بیچ مین ہے جہان پر چپل کا تسمہ رہتا ہے اور امام محمد سے بھی یہ منقول ہے پر صحیح نہین اور خلاف ہے لغت کے اور احادیث سے بھی یہ بات نکلتی ہے کہ ہر ایک پاؤن مین دو تخلی ہین اور دلائل اسکے بہت ہین اور مین نے ان سب دلائل کو تفصیل سے شرح مہذب مین بیان کیا ہے اور سب مذہبون کے اختلاف کو اور انکے وجوہ کو مفصل ذکر کیا ہے اور یہان میرا مقصد یہی تھا کہ حدیث سے متعلق امور کو بیان کرون ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر کسی آدمی کے منہ دو ہون تو دونو کا دھونا واجب ہی اور اگر تین ہاتھ یا تین پاؤن ہون اور سب برابر کے ہون تو سب کا دھونا واجب ہوگا اور اگر زائد ہاتھ ناقص ہو لیکن فرض کی جگہہ پر ہو یعنے کہنے کے اسطرف تو اوسکو دھونا چاہیے اور جو کہنی سے اوپر ہوگا ہو تو اسکا دھونا فرض نہین اگر کسی کا ہاتھ کہنے سمیت کاٹ ڈالا گیا تو اب باقی ہاتھ کا دھونا فرض نہین لیکن مستحب ہے کہ اسکو دھو لیوے تاکہ عضو طہارت سے خالی نہ رہے (نووی) ف بعد اوسکے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپنے وضو کیا اسیطرح جیسے مین نے اب وضو کیا پھر فرمایا جو شخص میرے وضو کیطرح وضو کرے پھر دو رکعتین پڑہے کھڑے ہوکر پھیرے اوسکے اوسکی خیال مین غرق نہ ہو تو اوسکے اگلے گناہ سب بخشدیے جاوینگے ف نووی نے کہا مراد ان گناہون سے صغیرہ گناہ ہین نہ کبیرہ اور احادیث سے یہ نکلتا ہے کہ ہر وضو کے بعد دو رکعتین پڑہنا مستحب ہے اور یہ سنت موکدہ ہے ہمارے اصحاب مین سے ایک جماعت نے کہا کہ یہ دو رکعتین ہر وقت پڑھ سکتا ہے یعنے ان وقتون مین بھی جنمین نماز پڑہنا منع ہے اور دلیل اسکی حدیث ہے بلال کی جو صحیحین بخاری مین ہے کہ وہ جب وضو کرتے تو نماز پڑہتے اور کہتے کہ سب عملون مین

اس عمل کی زیادہ اسید ہے اور اگر وضو کے بعد فرض یا اور کوئی نفل پڑھے تب بھی یہ فضیلت حاصل
ہو جاویگی اور یہ جو فرمایا بیچ مین اور کسی خیال مین غرق نہ ہو اسکا یہ مطلب ہے کہ دنیا کے خیالون
مین نہ پہنچے جو نماز سے علاقہ نہین رکھتی اگر کسی قسم کا خیال دلمین گذرے اور اسیوقت اسکو
ٹالدے اسمین غرق نہ ہو تو وہ معاف ہے اور خدا چاہے تو یہ فضیلت حاصل ہو جاویگی کیونکہ اسپر
اسکا اختیار نہین دوسری یہ کہ اللہ تعالے نے اس امت کو اس قسم کے خیالات جو دلمین گذرین اور
جبین نہین معاف کر دیے ہین اور اسکا بیان اوپر کتاب الایمان مین گذر چکا ابن شہاب
نے کہا ہمارے علما کہتے تھے کہ یہ وضو سب وضوؤن مین پورا ہے جو نماز کے لیے کیا جاوے
ف یعنے یہ کامل وضو ہے اب اس سے بڑھانا اور تین بار سے زیادہ دھونا مکروہ ہے جیسا ایک
بار مین سارا عضو دھل جاوے اگر دو بار مین سارا عضو دھلے تو وہ ایک ہی بار سمجھا جاویگا اگر کسی کو
شک ہو گیا کہ دو بار دھویا یا تین بار تو دو بار سمجھے اور ایک بار اور دھو لیوے یہی مذہب ہے اور
جو مین نے کہا کہ تین بار سمجھے اسلیے کہ دو بار کافی ہے اور چوتھی بار دھونا بدعت ہے اور بعضون نے
احمد بیث سے دلیل لائی ہے کہ نبیون اور شخصون سے زیادہ دھونے کی کراہت پر حالانکہ ہمارے
نزدیک یہ بہتر ہے اور ابن شہاب کے قول سے اسکی کراہت نہین نکلتی (نووی) حمران
مولا عثمان انہ رای عثمان دعا بانآء فافرغ علی کفیہ ثلاث مرات فغسلہما ثم ادخل یمینہ
فی الانآء فمضمض واستنثر ثم غسل وجہہ ثلاث مرات ویدیہ الی المرفقین ثلاث مرات
مسح برأسہ ثم غسل رجلیہ ثلاث مرات ثم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من توضأ نحو وضوئی ھذا ثم صلی رکعتین لا یحدث فیہما نفسہ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ
حمران سے روایت ہے جو مولی (غلام آزاد) تھے عثمان بن عفان رضہ کے انہون نے دیکھا
حضرت عثمان کو انہون نے ایک برتن پانیکا منگوایا اور اپنے دونون ہاتھون پر تین بار پانی ڈالا انکو دھو
پھر داہنا ہاتھ برتن کے اندر ڈالدیا اور کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا پھر منہہ کو تین بار دھویا اور دونون
ہاتھون کو دھویا کہنیون تک تین بار پھر سر پر مسح کیا پھر دونون پاؤن کو تین بار دھویا پھر کہا کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے بعد اوسکے دو رکعتین پڑھے
اور دل اور خیال مین نہ لگاوے تو اوسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے ف نووی نے کہا احمد بیث

مرادیہ

یہ بات نکلتی ہے کہ کلی اور ناک کے لیے دا ہنے ہاتھ سے پانی لینا چاہیے اور یہ بھی دلیل لاتے ہین احدیث سو کہ کلی اور ناک مین ایک ہی چلو سے پانی لیوے اور یہ ایک طرح ہے اُن پانچون طرحون مین سے جنکو ہمنے اوپر بیان کیا اسیطرح یہ دلیل ہے کرتے ہین کہ دونون ہونٹ پانچون کو برتن مین ہاتھ ڈالنے سے پہلے دھونا چاہیے اگر چہ نیند سے بیدار نہ ہوا ہو جب ہاتھون کی نجاست کا گمان ہو اور ہمارا مذہب یہ ہے لیکن بَابُ فَضْلِ الْوُضُوْءِ وَالصَّلٰوةُ عَقِبَهٗ وضو کی اور اسکے بعد نماز پڑھنے کی فضیلت عَنْ حُمْرَانَ مَوْلٰى عُثْمَانَ قَالَ رَاَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَهُوَ بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ حِيْنَ حَضَرَتِ الْعَصْرُ فَدَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَاُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيْثًا لَوْلَا اٰيَةٌ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا حَدَّثْتُكُمُوْهُ اِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَتَوَضَّاُ رَجُلٌ فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ فَيُصَلِّىْ صَلٰوةً اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الصَّلٰوةِ الَّتِىْ تَلِيْهَا ترجمہ حمران سے روایت ہے جو مولے تھے عثمان بن عفان کے انہون نے کہا مین نے عثمان سے وہ مسجد کے سامنے تھے اتنے مین موذن انکے پاس آیا عصر کی نماز کے وقت انہون نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا پھر کہا قسم اللہ کی مین تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہون اگر اللہ کی کتاب مین ایک آیت نہ ہوتی تو مین تم سے بیان نہ کرتا قولہ وہ آیت یہ ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ یعنے جو لوگ چھپاتے ہین اُن باتون کو جو کھلی ہین اور ہدایت کی باتین بعد اسکے کہ ہمنے بیان کردیا انکو لوگون کے لیے کتاب مین البتہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہین تو حضرت عثمان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالے نے علم کی باتین بتلا دینا اور اسکا پہونچا دینا واجب کیا ہوتا تو مجھے کچھ حدیث بیان کرنے کی حرص نہین کہ مین خواہ مخواہ تم سے بیان کرتا اگر چہ یہہ آیت اہل کتاب کے شان مین ہے مگر جو کوئی اُن کے سے کام کرے اور دین کی بات کو ضرورت کے وقت چھپاوے اسکے شان مین بھی یہی وعید ہو سکتی ہے اور ایک حدیث مشہور بھی موجود ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص علم کی بات چھپاوے اللہ تعالے اسکو لگام دیگا انگار کی قولہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اچھی طرح وضو کرے قولہ یعنے پورا اسکے شرائط اور آداب کے ساتھ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو کے آداب اور شرائط سیکھنا اور اسپر عمل کرنا احتیاط

کے ساتھ مستحب ہے اور چاہیئے کہ آدمی اسطرح سے وضو کرے کہ بدن کے نزدیک تر ہو جائے اور اختلافات کی حتی الوسع رعایت کرے اسلیئے کہ ضرور ہے کہ بسم اللہ شروع میں کہے نیت کرے کلی کرے ناک میں پانی ڈالے ناک چھینکے سارے سر پر مسح کرے کانوں کو ملے پے در پے وضو کرے (یعنے ایک عضو کو دھو کر بیٹھ نہ جاوے یہانتک کہ وہ سوکھ جاوے) ترتیب کی رعایت رکھے اسیطرح سب اختلافی باتوں کو پیش نظر رکھے اور ایسا وضو کرے جو بالاجماع طہارت ہو (نووی) ف پھر نماز پڑھے تو اسکے وہ گناہ بخشے جاوینگے جو اس نماز سے لیکر دوسری نماز تک ہونگے ف یعنے مثلاً ظہر کے وقت ایسا وضو کیا تو ظہر سے لیکر عصر تک کے گناہ معاف ہونگے اسیطرح اگر پھر عصر کیلیئے تازہ وضو کیا اور عصر کی نماز پڑھی تو عصر سے لیکر مغرب تک گناہ معاف ہو جاوینگے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر ایک نماز کے لیئے وضو کرنیکی بھی فضیلت ہے عَنْ هِشَامٍ هٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ اُسَامَةَ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ يُصَلِّيْ الْمَكْتُوْبَةَ ترجمہ یہ حدیث بھی ویسی ہے جیسی اوپر گذری لیکن اتنا زیادہ ہے پھر اچھا کرے وضو اپنا پھر فرض پڑھے عَنْ حُمْرَانَ اَنَّهٗ قَالَ فَلَمَّا تَوَضَّاَ عُثْمَانُ قَالَ وَاللّٰهِ لَاُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيْثًا لَوْلَا اٰيَةٌ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا حَدَّثْتُكُمُوْهُ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَتَوَضَّاُ رَجُلٌ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ يُصَلِّي الصَّلَاةَ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الصَّلٰوةِ الَّتِيْ تَلِيْهَا قَالَ عُرْوَةُ اٰيَةٌ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى اِلٰى قَوْلِهٖ اللّٰعِنُوْنَ ترجمہ حمران سے روایت ہے جب حضرت عثمان وضو کر چکے تو انہوں نے کہا قسم اللہ کی میں تمسے ایک حدیث بیان کرتا ہوں قسم اللہ کی اگر اسکی کتاب میں ایک آیت نہ ہوتی تو میں اس حدیث کو تمسے بیان نہ کرتا میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر نماز پڑھے تو اسکی وہ گناہ بخشدیے جاوینگے جو اس نماز کے بعد سے دوسری نماز تک ہونگے۔ عروہ نے کہا وہ آیت یہ ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى اِلٰى قَوْلِهِ اللّٰعِنُوْنَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ عُثْمَانَ فَدَعَا بِطَهُوْرٍ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ يَقُوْلُ مَا مِنِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهٗ صَلَاةٌ مَكْتُوْبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهَا وَخُشُوْعَهَا وَرُكُوْعَهَا اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَا لَمْ يُؤْتَ كَبِيْرَةٌ وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهٗ ترجمہ عمرو بن سعید بن عاص سے روایت ہے میں حضرت عثمان کے پاس بیٹھا تھا انہوں نے وضو کا پانی منگوایا پھر کہا میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی مسلمان فرض نماز کا وقت پاوے پھر اچھی طرح وضو کرے اور دل لگا کر نماز پڑھے اور اچھی طرح رکوع (اور سجدہ) کرے تو یہ نماز اوسکی اگلے گناہوں کا کفارہ ہو جاویگی جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے اور ہمیشہ ایسا ہی ہوگا ف یعنے اس نماز

اور وضو کی وجہ سے صغیرہ گناہ سب معاف ہو جاوینگے اور کبیرہ معاف نہ ہونگے یہ مطلب نہیں ہے کہ صغیرہ بھی اُس وقت تک معاف ہونگے جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے اگرچہ ظاہر حدیث سے یہ احتمال ہوتا ہے مگر سیاق حدیث اس احتمال کا انکار کرتا ہے قاضی عیاض نے کہا یہ جو اس حدیث میں صغائر کا معاف ہو جانا اور کبائر کا معاف نہ ہونا مذکور ہے اہلسنت کا یہی مذہب ہے اور کبائر توبہ سے معاف ہوتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کے خاص رحمت اور فضل سے (نووی) عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ اَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رض بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ قَالَ اِنَّ نَاسًا يَتَحَدَّثُوْنَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَادِيْثَ لَا اَدْرِيْ مَا هِيَ اِلَّا اَنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ مِثْلَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ وَمَشْيُهٗ اِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبْدَةَ اَتَيْتُ عُثْمَانَ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ ترجمہ حمران سے روایت ہے جو مولے تھے عثمان بن عفان رضی کے انہوں نے کہا میں عثمان بن عفان پاس وضو کا پانی لایا انہوں نے وضو کیا پھر کہا بعضے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی حدیثیں نقل کرتے ہیں جنکو میں نہیں جانتا پر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے وضو کیا اسی طرح جیسے میں نے وضو کیا پھر فرمایا جو شخص اسطرح وضو کریگا اوسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے اور اسکو نماز کا اور مسجد کو جانے کا الگ ثواب ہوگا ابن عبدہ کی روایت میں یوں ہے کہ حمران نے کہا میں عثمان پاس آیا انہوں نے وضو کیا (یعنے پانی لانے کا ذکر نہیں) عَنْ اَبِيْ اُنَيْسٍ اَنَّ عُثْمَانَ رض تَوَضَّاَ بِالْمَقَاعِدِ فَقَالَ اَلَا اُرِيْكُمْ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَوَضَّاَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَزَادَ قُتَيْبَةُ فِيْ رِوَايَتِهٖ قَالَ سُفْيَانُ قَالَ اَبُو النَّضْرِ عَنْ اَبِيْ اُنَيْسٍ قَالَ وَعِنْدَهٗ رِجَالٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابو انس (مالک بن ابی عامر اصبحی مدنی جو دادا ہیں امام مالک کے) سے روایت ہے حضرت عثمان رض نے وضو کیا مقاعد میں ف مقاعد ان دوکانوں کو کہتے تھے جو حضرت عثمان کے گھر کے پاس تھیں اور بعضوں نے کہا مقاعد زینہ اور سیڑھی کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا وہ مقام جو انہوں نے کام کاج کے لیے بیٹھنے کا قرار دیا تھا ف پھر کہا کیا میں تمکو دکھلاؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو پھر وضو کیا تین تین بار ف نووی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے اس مسئلہ کی کہ وضو میں ہر ایک کام تین تین بار کرنا چاہیے اور اوپر بیان کر چکے کہ تین بار بجا لانا سنت ہے بالاجماع اور واجب ایک ہی بار ہے اور امام شافعی کا استدلال اسی حدیث سے ہے کہ سر کا مسح بھی تین بار سنت ہے

جیسے اور اعضاء کا دھونا اور اس باب میں بہت سی حدیثیں آئیں ہیں جنکی صحت اور ضعف کو نووی نے
شرح مہذب میں بیان کیا ہے ف قتیبہ کی روایت میں ہاتھ زیادہ ہے جسوقت حضرت عثمان نے یہ
حدیث بیان کی اسوقت اُنکے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی صحابی موجود تھے ف اور
انہوں نے اس حدیث کو تسلیم کیا کسی نے انکار نہیں کیا بیہقی کی روایت میں ہے کہ حضرت عثمان نے تین
بار وضو کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے فرمایا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
ایسا کرتے دیکھا ہے اُنہوں نے کہا ہاں (نووی) عن حمران بن بان قال کنت اصنع لعثمان
طهوره فما اتى عليه يوم الا وهو يفيض عليه نطفة وقال عثمان حدثنا رسول الله صلى الله
عليه وسلم عند انصرافنا من صلوتنا هذه قال مسعر اراها العصر فقال ما ادري احدثكم
شيئا او اسكت فقلنا يا رسول الله ان كان خيرا فحدثنا وان كان غير ذلك فالله ورسوله
اعلم قال ما من مسلم يتطهر فيتم الطهور الذي كتب الله عليه فيصلي هذه الصلوات الخمس
الا كانت كفارات لما بينهن ترجمہ حمران بن ابان سے روایت ہے میں حضرت عثمان کے لیے طہارت
کا پانی رکھا کرتا تھا وہ ہر روز ایک ٹھوڑے پانی سے نہا لیا کرتے (یعنے غسل کر لیتے واسطے تکمیل طہارت
اور زیادتی ثواب کے) حضرت عثمان نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسے حدیث بیان کی جب ہم
اس نماز سے فارغ ہوئے مسعر نے کہا (جو راوی ہے اس حدیث کا) میں سمجھتا ہوں وہ عصر کی نماز تھی
آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا تم سے ایک حدیث بیان کروں یا چپ رہوں ف یعنے معلوم نہیں
اس حدیث کا بیان کرنا مصلحت ہے یا نہ بیان کرنا پھر آپ کو معلوم ہو گیا کہ بیان کرنا مصلحت ہے اسلیے
آپ نے بیان کر دیا کہ اونکو رغبت پیدا ہو طہارت میں اور عبادات کی سب قسم میں اور پہلے آپ نے بیان
کرنے میں تامل کیا اس خیال سے کہ لوگ اسپر تکیہ نہ کر لیں بعد بیان کرنا مناسب سمجھا (نووی)
ف ہم نے کہا یا رسول اللہ اگر بہتری کی بات ہو تو بیان کیجیے اور جو بہتر نہ ہو تو اللہ اور اسکا رسول
خوب جانتا ہے ف بہتری کی بات سے یہ مراد ہے کہ ہماری خوشی کی بات ہو جس سے ہمکو رغبت
پیدا ہو اچھی اعمال میں یا ڈر پیدا ہو گناہ سے اور جو اس قسم کی حدیث نہ ہو تو اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا
ہے یعنے آپ اپنی رائے پر عمل کیجیے اگر مناسب سمجھیں تو بیان فرمایئے ورنہ خیر (نووی) ف آپ نے فرمایا
جو مسلمان طہارت کرے پھر پوری طہارت کرے جسکو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے اور پانچوں نمازیں

پیچھے اسکے وہ گناہ معاف ہوجاوینگے جو اُن نمازون کے بیچ مین کریگا ف اس حدیث سے معلوم ہوا اگر دنیا سے مین فرضون کو ادا کرے اور سنن اور مستحبات کو چھوڑ دیوے جب بھی فضیلت حاصل ہوجاویگی یعنے گناہون کی مغفرت اگرچہ سنتون کے ادا کرنے سے اور زیادہ گناہ معاف ہونگے اور ثواب زیادہ ہوگا (نووی) عن جامع بن شداد قال سمعت حمران بن ابان یحدث ابا بردۃ فی ھذا المسجد فی امارۃ بشر ان عثمان بن عفان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من توضأ کما امرہ اللہ عز وجل فالصلوٰت المکتوبات کفارات لما بینھن ھذا حدیث ابن معاذ فلیس فی حدیث عندر فی امارۃ بشر وھو ذکر المکتوبات ترجمہ جامع بن شداد سے روایت ہے انہون نے کہا مین نے حمران بن ابان سے سنا وہ حدیث بیان کرتے تھے ابو بردہ سے بشر کی حکومت مین (یعنے اسکی حکومت کے زمانی مین) کہ عثمان بن عفان رضہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص پورا کرے وضو کو جسطرح اللہ نے حکم کیا ہے تو اسکی فرض نمازین کفارہ ہونگی اُن گناہون کی جو انکے بیچ مین کرے یہ روایت ہے ابن معاذ کی اور غندر کی روایت مین یہ عبارت نہین (بشر کی حکومت مین) نہ فرض نمازون کا بیان ہے عن حمران مولی عثمان قال توضأ عثمان عفان رضہ یوما وضوءا حسنا ثم قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ فاحسن الوضوء ثم قال من توضأ ھکذا ثم خرج الی المسجد کما ینبغی لا یلھو لا الصلوٰۃ غفر لہ ما خلا من ذنبہ ترجمہ حمران سے روایت ہے جو مولا تھے عثمان بن عفان کے کہ عثمان رضہ نے ایک دن اچھی طرح وضو کیا پھر کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپنے وضو کیا اچھی طرح بعد اسکے فرمایا جو شخص اسطرح وضو کرے بعد اسکے مسجد مین جاوے لیکن نماز ہی کے لیے اوٹھے (یعنے اور کوئی کام کی نیت نہو بلکہ خالص نماز ہی کے قصد سے اوٹھے) تو اوسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے عن عثمان بن عفان قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من توضأ للصلوٰۃ فاسبغ الوضوء ثم مشی الی الصلوٰۃ المکتوبۃ فصلاھا مع الناس او مع الجماعۃ او فی المسجد غفر اللہ لہ ذنوبہ ترجمہ حضرت عثمان بن عفان رضہ سے روایت ہے انہون نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپفرماتے تھے جو شخص نماز کیلیے پورا وضو کرے پھر فرض نماز کیلیے چلے (مسجد کو) اور لوگون کے ساتھ یا جماعت سے یا مسجد مین پڑھے تو اللہ اوسکے گناہ بخشدیگا عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ

مین کوئی عبادت کے لائق نہین سوا سے اللہ کے اور محمد اسکے بندے ہین اور بھیجے ہوئے ہین کھولے جاوینگے اسکے لیے جنت کے آٹھون دروازے جسمین سے چاہے جاوے ف وضو کے بعد یہ کلمہ پڑھنا مستحب ہے بالاتفاق اور ترمذی کی روایت اسکے بعد اتنا اور زیادہ ہے اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین اور نسائی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ مین روایت کیا ہے سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک استغفرک واتوب الیک ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ غسل کے بعد بھی اسکا پڑھنا مستحب ہے (نووی) عن عقبۃ بن عامر الجھنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فذکر مثلہ غیر انہ قال من توضأ فقال اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا اسمین یون ہے اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ باب اخر فی صفۃ الوضوء دوسرا باب وضو کی ترکیب مین عن عبد اللہ بن زید بن عاصم الانصاری وکانت لہ صحبۃ قال قیل لہ توضأ لنا وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدعا بإناء فاکفأ منہ علی یدیہ فغسلھما ثلثا ثم ادخل یدہ فاستخرجھا فمضمض واستنشق من کف واحد ففعل ذلک ثلثا ثم ادخل یدہ فاستخرجھا فغسل وجھہ ثلثا ثم ادخل یدہ فاستخرجھا فغسل یدیہ الی المرفقین مرتین مرتین ثم ادخل یدہ فاستخرجھا فمسح برأسہ فأقبل بیدیہ وأدبر ثم غسل رجلیہ الی الکعبین ثم قال ھکذا وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ عبد اللہ بن زید بن عاصم انصاری سے روایت ہے وہ صحابی تھے انسے لوگون نے کہا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سا وضو کرکے بتلاؤ انہون نے ایک برتن (پانی کا) منگوایا اسکو جھکا کر پہلے دونون ہاتھون پر پانی ڈالا اس سے معلوم ہوا کہ وضو کے شروع مین دونون ہاتھون کا دھونا مستحب ہے پانی مین ہاتھ ڈالنے سے پہلے) اور دھویا انکو تین بار پھر ہاتھ برتن کے اندر ڈالا اور باہر نکالا اور ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا تین بار ایسا کیا پھر ہاتھ ڈالا اور باہر نکالا اور منہ کو تین بار دھویا (بخاری کی روایت مین ہے دونو چلو ملاکر پانی لیا اور تین بار منہ دھویا) ف اور ایک روایت مین صحیح بخاری کے ابن عباس سے یون ہے کہ ہاتھ ڈالکر ایک چلو لیا پھر اوسکو دوسرے ہاتھ پر جھکایا اور منہ دھویا ابن عباس نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی وضو کرتے دیکھا اور سنن ابو داؤد اور بیہقی مین حضرت علی رضی سے روایت ہے کہ دونون ہاتھ برتن مین ڈالے اور

مضمض واستنثر ثلاثا ولم يقل من كف واحدة وزاد بعد قوله فاقبل بهما وادبر بدأ بمقدم
رأسه ثم ذهب بهما إلى قفاه ثم ردهما حتى رجع إلى المكان الذي بدأ منه وغسل رجليه ترجمہ
عمرو بن یحیی سے اسی اسناد سے دوسری روایت ہے اسمیں یہ ہے کہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار اور یہ نہیں کہا
کہ ایک چلو سے اور آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لے گئے کے بعد اتنا زیادہ کیا کہ پہلے سر کا مسح اگلی سے شروع کیا اور گدی
تک لے گئے پھر پھیر کر لائے دونوں ہاتھوں کو) اسی مقام پر جہاں سے شروع کیا تھا اور دونوں پاؤں دھوئے ف
شیعوں نے پاؤں کے دھونے کے عوض اس مسح معمول کیا ہے حالانکہ پاؤں پر جسقدر گرد و غبار پڑتا ہے اور نجاست
کے لگنے کا احتمال ہوتا ہے سو نہ اور ہاتھ پر ایسا ہوتا نہیں پھر اونکا دھونا ہی مقتضای عقل ہے اور یہی ثابت
ہے احادیث صحیحہ مشہورہ سے اور لطف یہ کہ جب پاؤں موزے میں ہوں تو موزوں پر مسح کرنا جائز قرار دیں اور
جب پاؤں کھلا ہو تو اسکا دھونا ضرور نہ سمجھیں عن عمرو بن یحیی بمثل اسنادهم واقتص الحديث
وقال فيه مضمض واستنشق واستنثر من ثلاث غرفات وقال ايضا فمسح برأسه فاقبل
به وادبر مرة واحدة قال يفرغ املى على وهيب هذا الحديث مرتين وقال وهيب املى
على عمرو بن يحيى هذا الحديث مرتين ترجمہ دوسرے روایت بھی ایسی ہے جیسے اوپر گذری اسمیں
یہ ہے آپنے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور ناک جھٹکی تین چلوں سے اور مسح کیا سر پر آگے سے لیگئے اور
پیچھے سے لے گئے ایک بار عن عبد الله بن زيد بن عاصم المازني يذكر انه راى رسول الله صلى
الله عليه وسلم توضأ فمضمض ثم استنثر ثم غسل وجهه ثلاثا ويديه الى المرفقين ثلاثا
ثلاثا ومسح برأسه بماء غير فضل يديه وغسل رجليه حتى انقاهما ترجمہ عبد اللہ بن زید
بن عاصم سے روایت ہے انہوں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپنے وضو کیا پھر کلی کی اور ناک
میں پانی ڈالا پھر منہ دھویا تین بار اور دونوں ہاتھ تین بار اور دونوں پاؤں دھوئے یہانتک کہ انکو صاف کیا پاک و
ديث في الاستنثار والاستنجاء ناک میں پانی ڈالنے کے طریقہ استنجا کا بیان مرثیہ بہتر ہے عن
ابي هريرة يبلغ به النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا استجمر احدكم فليستجمر وترا واذا
توضأ احدكم فليجعل في انفه ماء ثم لينثر ترجمہ ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے پائخانے کی جگہ کو ڈھیلوں سے صاف کرے تو طاق ڈھیلوں سے

صاف کرے ف یعنے تین یا پانچ یا سات ڈھیلوں سے اور بعضوں نے استنجا کے
معنے وصولنی لغت کے کیے ہیں یعنے طاق بار خوشبو لیوے لیکن صحیح وہی ہے جو ترجمے میں مذکور ہوا
اور مقصود یہ ہے کہ ڈھیلوں سے پونچھنا طاق بار ہو یعنے تین یا پانچ بار یا زیادہ اور ہمارا مذہب یہ ہے
کہ تین سے زیادہ مستحب ہے اور حاصل مذہب کا یہ ہے کہ صاف کرنا واجب ہے اور تین پورے کرنا بھی
واجب ہے اگر تین سے صفائی ہو گئی تو اب زیادہ لینا واجب نہیں اگر صفائی نہ ہوئی تو اور لینا چاہیے
پھر اگر طاق عدد ہو گیا تو اب زیادہ نہ لیوے اور جو جفت ہو جیسے چار یا چھ تو طاق کر لینا مستحب ہے
اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ طاق لینا واجب ہے بدلیل اس حدیث کے اور جمہور کی دلیل وہ حدیث
ہے جو سنن میں مروی ہے کہ جس نے طاق بار لیا تو اچھا کیا اور جس نے طاق بار نہ لیا تو بھی حرج نہیں
(نووی) ف اور جب کوئی تم میں سے وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے پھر ناک چھنکے
عن همام بن منبه قال هذا ما حدثنا به ابو هريرة عن محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم
فذكر احاديث منها وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا توضأ احدكم فليستنشق
بمنخريه من الماء ثم لينثر ترجمہ ہمام بن منبہ سے روایت ہے ابو ہریرہؓ نے حضرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے سنکر یہ حدیثیں ہم سے بیان کیں پھر انہوں نے ذکر کیا کئی حدیثوں کو ایک
انہیں سے یہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے وضو کرے
تو دونوں نتھنوں کو صاف کرے پانی سے پھر ناک چھنکے ف نووی نے کہا احدیث میں
دلیل ہے اس شخص کی جو ناک چھنکنا واجب کہتا ہے عن ابی هريرة ان رسول الله صلى
الله عليه وسلم قال من توضأ فليستنثر ومن استجمر فليوتر ترجمہ ابو ہریرہؓ سے
روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے اور
جو شخص استنجا کرے تو طاق بار کرے عن ابی هريرة وابی سعيد الخدري يقوله ان قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم بمثله ترجمہ ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری سے ایسی ہی روایت
ہے جیسی اوپر گذری عن ابی هريرة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا استيقظ احدكم
من منامه فليستنثر ثلاث مرات فان الشيطان يبيت على خياشيمه ترجمہ ابو ہریرہؓ
سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جاگے تو ناک چھنکے تین بار

لیے کہ شیطان اوسکے بانسے پر رہتا ہے یا ناک مین ف قاضی عیاض نے کہا احتمال ہے کہ حقیقۃً شیطان ناک مین رہتا ہو کیونکہ ناک مین سے راستہ دل تک جاتا ہے اور اسپر کچھ پردہ بھی نہین ہے اور حدیث مین ہے کہ شیطان ڈھکی ہوئی چیز کو نہین کھولتا اسی لیے جمائی مین منہ بند کرنے کا حکم ہے تاکہ شیطان منہ کے اندر نہ گھس جاوے اور احتمال ہے کہ شیطان سے مراد مجازاً اغبار ہو یا ناک کا رینٹ وغیرہ (نووی)

عن جابر بن عبد اللہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا استجمر احدکم فلیوتر ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے استنجا کرے تو طاق بار کرے باب وجوب غسل الرجلین بکمالہما پاؤن دھونا واجب ہے عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم توفی سعد بن ابی وقاص فدخل عبد الرحمن بن ابی بکر فتوضأ عندها فقالت یا عبد الرحمن اسبغ الوضوء فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ویل للاعقاب من النار ترجمہ ام المومنین عائشہ سے پس عبد الرحمن بن ابی بکر گئے جس دن سعد بن ابی وقاص نے انتقال کیا تو انہون نے وضو کیا حضرت عائشہ نے کہا اے عبد الرحمن وضو کو پورا کر مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خرابی ہے ایڑیون کی جہنم کی آگ سے ف نووی نے کہا امام مسلم کی غرض اس حدیث کے لانے سے یہ ہے کہ پاؤن کا دھونا واجب ہے اور مسح کافی نہین اور اس مسئلے مین لوگون نے اختلاف کیا ہے کئی مذہب ہین مگر جسکو فقہا کی ایک جماعت اور اہل نقل نے ہر ایک زمانی اور ہر ایک شہر مین اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ دونون پاؤن کا تخنون سمیت دھونا واجب ہے اور انکا مسح کافی نہین اور دھونے کے ساتھ پھر مسح کرنا ضرور نہین اور اسکا خلاف کسی معتبر شخص سے منقول نہین اور شیعہ نے کہا کہ دونون پاؤن کا مسح واجب ہے اور محمد بن جریر اور جبائی معتزلہ کے امام نے کہا کہ اختیار ہے خواہ مسح کرے دونون پاؤن پر خواہ انکو دھووے اور بعض ظاہریہ نے کہا کہ مسح اور دھونا دونون واجب ہین اور ان مخالفین نے جو دلائل بیان کیے ہین وہ ظاہر نہین ہین اور مین نے ان سب کی تفصیل اچھی طرح شرح مہذب مین کی ہے جو کوئی اوسکو دیکھے تو کوئی شبہہ نہ رہیگا اور یہان تو ہمارا مقصود یہ ہے کہ حدیث کی شرح بیان کرین نہ مخالفین کا رد و قدح اور مختصر یہ ہے کہ جتنے لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو نقل کیا ہے مختلف مقامات اور مختلف حالات مین ان سب نے پاؤن کا دھونا نقل کیا ہے اور یہ جو آپ نے فرمایا ہے ایڑیون کی انگا سے آہین بھی دلیل ہے پاؤن کے دھونیکی ورنہ اس وعید کا کوئی مطلب نہین نکلتا اور ایک

حدیث صحیح ہوئی عمر بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ وضو کیونکر کرنا چاہیے
آپ نے پانی منگوایا اور دونوں ہتھیلیوں کو تین بار دھویا پھر فرمایا وضو اسطرح چاہیے اور
جو کوئی اس سے زیادہ کرے یا کم اور کسی پر اکیا اور ظلم کیا حدیث صحیح ہے اسکو ابوداؤد وغیرہ نے باسانید صحیحہ
نقل کیا ۔ عن عبد اللہ مولی اسدۃ ابن الہاد حدثہ انہ دخل علی عائشۃ فذکر حدیثا عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا عن سالم مولی النصری قال خرجت انا وعبد
الرحمن بن ابی بکر فی جنازۃ سعد بن ابی وقاص فمر بنا علی باب حجرۃ عائشۃ فذکر عنہا عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم مثلہ ترجمہ سالم سے روایت ہے جو مولا تھا مہر یکا اونی کہا ہیں اور عبد الرحمن بن ابی بکر دونوں
سعد بن ابی وقاص کے جنازہ میں نکلے تو حضرت عائشہ کے حجرے کے دروازے سے گذرے پھر بیان کیا اسی
حدیث کو اوپر گذری عن سالم مولی شداد بن الہاد قال کنت انا مع عائشۃ فذکر عنہا عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا عن عبد اللہ بن عمرو قال رجعنا مع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مکۃ الی المدینۃ حتی اذا کنا بماء بالطریق تعجل قوم عند
العصر فتوضؤا وہم عجال فانتہینا الیہم واعقابہم تلوح لم یمسہا الماء فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ویل للاعقاب من النار اسبغوا الوضوء ترجمہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کو لوٹے راہ میں ایک جگہ پانی ملا عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا لوگوں نے جلدی جلدی وضو کیا
ہم جو آئے تو ایڑیاں سوکھی ہوئی تھیں پانی نہیں لگا تھا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی
انکا سے پورا کر وضو کو عن مسدد بہذا الاسناد ولیس فی حدیثہ تعجل قوم ترجمہ مسدد سے بھی اسی طرح ہے اور اس میں اسبغوا
الوضوء کا جملہ بیان نہیں کیا عن عبد اللہ بن یزید قال تخلف عنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر سافرناہ فادرکنا
وقد حضرت صلوۃ العصر فجعلنا نمسح علی ارجلنا فنادی ویل للاعقاب من النار ترجمہ
عبد اللہ بن عمرو سے روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمسے چھٹ گئے ایک سفر میں پھر ہمنے پایا ایکبار
اور عصر کی نماز کا وقت آگیا تھا ہم مسح کرنے لگے اپنے پاؤں پر آپ نے پکارا خرابی ہے ایڑیوں کی جہنم کی
آگ سے عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای رجلا لم یغسل عقبہ فقال ویل
للاعقاب من النار ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا
جسنے وضو میں اپنی ایڑی نہیں دھوئی تھی تو فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی جہنم کی آگ سے عن ابی ہریرۃ

انہ رای قوما یتوضؤن من المطہرۃ فقال اسبغوا الوضوء فانی سمعت ابا القاسم صلی اللہ علیہ وسلم یقول ویل للاعراب من النار ترجمہ ابوہریرہ رضہ نے کچھ لوگون کو دیکھا جو ہنسی سے وضو کر رہے تھے تو کہا پورا کرو وضو کو کیونکہ مین نے سنا ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خرابی ہو کونچون کی انگار سے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویل للاعقاب من النار ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرابی ہے ایڑیون کی انگار سے باب وجوب استیعاب جمیع اجزاء محل الطہارۃ وضو مین تمام اعضا کو پورا دھونا چاہیے عن جابر قال اخبرنی عمر بن الخطاب ان رجلا توضأ فترک موضع ظفر علی قدمہ فابصرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ارجع فاحسن وضوءک فرجع ثم صلی ترجمہ جابر رضہ سے روایت ہے جسمے بیان کیا حضرت عمر نے کہ ایک شخص نے وضو کیا اور ناخون برابر اپنے پاون مین سوکھا چھوڑ دیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے دیکھا تو فرمایا جا اور اچھی طرح وضو کر کے آ وہ لوٹ گیا پھر انکر نماز پڑہی

ف نووی نے کہا اسحدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر وضو مین ایک ذرا سا مقام بھی جسکا دھونا واجب ہے سوکھا چھوڑ دے تو وضو درست نہ ہوگا اسپر سب کا اتفاق ہے لیکن تیمم مین اگر کوئی حصہ موضع کا چھوڑ دے اور اسپر ہاتھ نہ پھیرے تو اسمین اختلاف ہے ہمارا اور جمہور علما کا مذہب یہ ہے کہ تیمم درست نہ ہوگا جیسے وضو درست نہین ہوتا اور ابو حنیفہ سے اسمین تین روایتین ہین ایک تو یہ کہ اگر آدھے سم کم چھوڑے تو درست ہو جاویگا دوسری یہ کہ درم سے کم چھوڑے تو درست ہو جاویگا تیسری یہ کہ اگر چوتھائی سے کم چھوڑے تو درست ہو جاویگا اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی نہ جانکر ایسا کرے جب بھی اسکی طہارت صحیح نہ ہوگی اور جو شخص جاہل ہو اوسکو نرمی سے سمجھانا چاہیے اور بعضے لوگ دلیل لائے ہین اسحدیث سے کہ دونو پانون کا دھونا واجب ہے اور مسح کافی نہین اور قاضی عیاض نے دلیل کیا ہے اسحدیث کو موالاۃ یعنے پے درپے وضو کرنے کی وجوب پر اسلیے کہ آپ نے فرمایا اچھی طرح وضو کر اور یہ نہین حکم دیا کہ صرف سوکھا جو رہ گیا اسی مقام کو دھو لے حالانکہ یہ استدلال ضعیف ہے یا باطل ہے اس لیے کہ اچھی طرح وضو کرنیکے یہ بھی معنے ہو سکتے ہین کہ اسی وضو کو پورا کر (انتہی) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا توضأ العبد المسلم او المؤمن فغسل وجہہ خرج من وجہہ کل خطیئۃ نظر الیہا بعینہ مع الماء او مع

اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَآءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَآءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ مسلمان یا مومن (یہ شک ہے راوی کا) وضو کرتا ہے اور منہ دھوتا ہے تو اسکے منہ سے وہ گناہ (صغیرے) نکل جاتے ہین جو اس نے آنکھون سے کیے پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ (جو منہ سے گرتا ہے یہ بھی شک ہے راوی کا) پھر جب ہاتھ دھوتا ہے تو اسکے ہاتھون سے ہر ایک گناہ جو ہاتھ سے کیا تھا پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے پھر جب پانون دھوتا ہے تو ہر ایک گناہ جسکو اسنے پانون سے چلکر کیا تھا پانی کے ساتھ یا آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے یہانتک کہ سب گناہون سے پاک صاف ہوکر نکلتا ہے (نووی نے کہا احادیث سے بھی رد ہوتا ہے روافض کا جو پانون پر مسح کرتے ہین) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ ترجمہ حضرت عثمان سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اچھی طرح وضو کرے تو اسکے گناہ بدن سے نکل جاتے ہین یہانتک کہ ناخنون کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہین **باب استحباب اطالۃ الغرۃ والتحجیل فی الوضوء** منہ کو زیادہ دھونا بقدر کہ سر کے سامنے کا حصہ بھی دھل جاوے اسیطرح ہاتھون اور پانون کہنیون اور ٹخنون کے پار تک دھونا مستحب ہے **قاضی** نووی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے کہ مستحب کہان تک دھونا ہے بعضون نے کہا کہنیون اور ٹخنون سے بڑھکر دھونا چاہیے کتنا بڑھاوے اوسکی کوئی حد نہین بعضون نے کہا آدھے بازو تک مستحب ہے اسیطرح آدھے پنڈلی تک بعضون نے کہا مونڈھون اور گھٹنون تک دھونا مستحب ہے اور اس باب مین جو حدیثین مذکور ہین وہ اسبات کی تائید کرتی ہین اور یہ جو امام ابوالحسن بن بطال مالکی اور قاضی عیاض نے دعوی کیا ہے کہ کہنی اور ٹخنے سے بڑھانا باتفاق علماء مستحب نہین ہے یہ دعوے باطل ہے اور کیونکر یہ دعوے صحیح ہوگا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوہریرہ سے اسکے خلاف ثابت ہے اور ہمارا مذہب وہی ہے جو ان حدیثون سے ثابت ہے اور جس نے خلاف کیا ہے اوسپر یہ حدیثین حجت ہین اور یہ جو ایک حدیث مین مروی ہے کہ جس نے اس سے بڑھایا یا گھٹایا تو اوسنے برا کیا اور ظلم کیا مراد اس سے تعداد مین بڑھانا اور گھٹانا ہے انتہی **عَنْ** نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ قَالَ رَاَيْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّاُ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ

فَاسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى حَتّٰى اَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ ثُمَّ يَدَهُ الْيُسْرٰى حَتّٰى اَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ
ثُمَّ مَسَحَ رَاْسَهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى حَتّٰى اَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى حَتّٰى اَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ قَالَ اَهٰكَذَا رَاَيْتَ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتُمُ الْغُرُّ الْمُحَجَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
مِنْ اِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ فَلْيُطِلْ غُرَّتَهُ وَتَحْجِيْلَهُ ترجمہ نعیم بن عبد اللہ مجمر سے روایت ہے
میں نے ابو ہریرہ رضہ کو دیکھا وضو کرتے ہوئے انہوں نے منہ دھویا تو اسکو پورا دھویا پھر داہنا ہاتھ
دھویا یہانتک کہ بازو کا ایک حصہ دھویا پھر بایاں ہاتھ دھویا یہانتک کہ بازو کا ایک حصہ دھویا پھر
سر پر مسح کیا پھر داہنا پاؤن دھویا یہانتک کہ پنڈلی کا بھی ایک حصہ دھویا پھر کہا میں نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی وضو کرتے دیکھا ہے اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمھاری
پیشانیاں اور ہاتھ پاؤن سفید (نورانی) ہونگے قیامت کے دن وضو پورا کرنیکی وجہ سے پھر جو کوئی
تم میں سے اپنے منہ اور ہاتھ پاؤں کا دھونا بڑھا سکے تو بڑھاوے عن نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ رَاٰى اَبَا هُرَيْرَةَ
يَتَوَضَّاُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ حَتّٰى كَادَ يَبْلُغُ الْمَنْكِبَيْنِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتّٰى رَفَعَ اِلَى السَّاقَيْنِ ثُمَّ
قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اُمَّتِيْ يَاْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ
مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يُطِيْلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ نعیم بن عبد اللہ سے روایت ہے انہوں نے
دیکھا ابو ہریرہ کو وضو کرتے ہوئے انھوں نے منہ دھویا اور دونوں ہاتھ دھوئے یہانتک کہ مونڈھوں
تک پہونچ گئے پھر دونوں پاؤں دھوئے یہانتک کہ پنڈلیوں تک پہونچ بعد اوسکے کہا میں نے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میری امت کے لوگ قیامت کے دن سفید منہ اور سفید
ہاتھ پاؤں والے ہوکر آوینگے وضو کی نشان سے پھر جو کوئی تم میں سے اپنے منہ کو زیادہ دھو سکے
دھووے عن اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ حَوْضِيْ اَبْعَدُ مِنْ اَيْلَةَ مِنْ
عَدَنٍ لَهُوَ اَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ الثَّلْجِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ بِاللَّبَنِ وَلَاٰنِيَتُهُ اَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ النُّجُوْمِ وَاِنِّيْ
لَاَصُدُّ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا يَصُدُّ الرَّجُلُ اِبِلَ النَّاسِ عَنْ حَوْضِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَعْرِفُنَا يَوْمَئِذٍ
قَالَ نَعَمْ لَكُمْ سِيْمَا لَيْسَتْ لِاَحَدٍ مِنَ الْاُمَمِ تَرِدُوْنَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ ترجمہ
ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسے عدن سے
ایلہ اس سے بھی زیادہ اسکا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد و دودھ سے زیادہ میٹھا ہے اور اسکے برتن آسمان

امین و شمار میں تاروں سے زیادہ ہیں اور میں لوگوں کو روکوں گا اس حوض سے جیسے کوئی دوسرے کے اونٹوں کو اپنے حوض سے روکتا ہے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ ہمکو پہچان لینگے اوسمان آپنے فرمایا البتہ تمہارا نشان ایسا ہوگا جو سوا تمھارے کسی امت کے لیے نہ ہوگا تم آؤگے میرے سامنے سفید ہاتھ پاؤں لیکر وضو کے طفیل سے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَرِدُ عَلَیَّ اُمَّتِیَ الْحَوْضَ وَاَنَا اَذُوْدُ النَّاسَ عَنْهُ کَمَا یَذُوْدُ الرَّجُلُ اِبِلَ الرَّجُلِ عَنْ اِبِلِهٖ قَالُوْا یَا نَبِیَّ اللّٰهِ تَعْرِفُنَا قَالَ نَعَمْ لَکُمْ سِیْمَا لَیْسَتْ لِاَحَدٍ غَیْرِکُمْ تَرِدُوْنَ عَلَیَّ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ اَثَارِ الْوُضُوْءِ وَلَیُصَدَّنَّ عَنِّیْ طَائِفَةٌ مِّنْکُمْ فَلَا یَصِلُوْنَ فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ هٰؤُلَاءِ مِنْ اَصْحَابِیْ فَیُجِیْبُنِیْ مَلَکٌ فَیَقُوْلُ وَهَلْ تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے لوگ میرے پاس حوض کوثر پر آوینگے اور میں لوگوں کو ہٹاؤنگا اسپر سے جیسے ایک مرد دوسرے مرد کے اونٹوں کو ہٹاتا ہے لوگوں نے کہا یا رسول کیا آپ ہمکو پہچان لینگے آپنے فرمایا تمہاری نشانی ایسی ہی ہوگی جو کسی امت کے پاس نہ ہوگی تم آؤگے میرے پاس سفید پیشانی اور ہاتھ پاؤں لیکر وضو کی وجہ سے ف نووی نے کہا ایک جماعت نے استدلال کیا ہے اسحدیث سے کہ وضو خاص ہے اس امت سے اور بعضوں نے کہا کہ وضو اس امت سے خاص نہیں یہ فضیلت یعنے پیشانی اور ہاتھ پاؤں نورانے ہونا خاص ہوگا قیامت کے دن اس امت سے اور دلیل انکی دوسری حدیث ہے جسمیں یہ ہے کہ یہہ میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کا وضو ہے لیکن اول جماعت نے دو جواب دیے ہیں ایک تو یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اسکا ضعف مشہور ہے دوسری یہ کہ اگر اسحدیث کو مان لیوین تو اس سے اسیقدر ثابت ہوتا ہے کہ اگلے پیغمبروں کے لیے بھی وضو تھا پر اگلی امتوں کے لیے وضو نہیں ثابت ہوتا ہے انتہی ف اور ایک گروہ روکا جاویگا میرے پاس آنے سے وہ مجھ تک نہ آسکیگا تب میں عرض کرونگا اے پروردگار یہ لوگ تو میرے ہیں اسوقت ایک فرشتہ مجھے جواب دیگا تم نہیں جانتے جو ان لوگوں نے تمہارے بعد دنیا میں نئے نئے کام کیے ف دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے یہ سنکر میں کہونگا تو پھر پرے ہو پرے ہو یعنے دور ہو نووی نے کہا علماء نے ہمقام پر کئی طرح کی باتیں لکھی ہیں پہلی یہ کہ مراد ان لوگوں سے منافق ہیں اور جو اسلام سے پھر گئے تو احتمال ہے کہ انکا حشر اسی نشان کے ساتھ یعنے سفید منہ اور ہاتھ پاؤں کے ساتھ ہو اور رسول اللہ

فَیُجِیْبُنِیْ

صلے اللہ علیہ وسلم نشان کو دیکھکر ان لوگون کو مسلمان سمجھین اسوقت آپکو جواب ملیگا کہ یہ لوگ اپنی
حالت پر نہین رہے اور انہون نے تمہارے بعد دین کو بدل دیا یعنے اسلام پر انکا خاتمہ نہین ہوا دوسرے
یہ کہ مراد ان لوگون سے وہ لوگ ہین جو حضرت کے زمانے مین تھے اور آپکی حیات مین مسلمان تھے
پھر آپکے بعد اسلام سے پھر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن لوگون کو پہچان کر بلاوینگے اگرچہ انپر وضو
کا نشان نہ ہوگا اسوقت جواب ملیگا یہ لوگ تمہارے بعد اسلام سے پھر گئے تھے تیسری یہ کہ مراد ان
لوگون سے گنہگار ہین جنکا خاتمہ توحید پر ہوا پر گنہگار ہوئے اور بدعتون مین مبتلا تھے لیکن بدعت کفر کے
درجہ تک نہین پہنچی تھی اس صورت مین یہ ضرور نہین کہ یہ لوگ جہنم ہی مین جاوین بلکہ شاید پہلے
یہ سزا پاکے جاوینگے اونکو ملی پھر اللہ تعالے اونپر رحم کرے اور وہ جنت مین جاوین بغیر عذاب کے
اور یہہ بھی ممکن ہے کہ اونکے موہنہ اور ہاتھ پانون سفید نورانی ہون اور احتمال ہے کہ یہ لوگ آپکے زمانے
کے بھی ہون اور آپکے بعد کے بھی ہون لیکن آپ اونکو نشان سے پہچان لینگے امام ابن عبد البر نے
کہا جو شخص دین مین نئی بات نکالے وہ حوض کوثر سے رانما جاویگا جیسے افضی اور خارجی اور تمام
گمراہ فرقے اسیطرح وہ لوگ بھی رانمے جاوین گے جو ظلم کرتے ہون لوگون کے حق ڈباتے ہون
حق کو چھپاتے ہون ناحق کو پھیلاتے ہون کبیرے گناہ علانیہ کرتے ہون اور اس قسم کے سب لوگون کے
لیے بھی ڈر ہے کہ وہ حوض سے رانمے جاوین انتہے عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ حَوْضِیْ لَاَبْعَدُ مِنْ اَیْلَۃَ مِنْ عَدَنٍ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَذُوْدُ عَنْہُ
الرِّجَالَ کَمَا یَذُوْدُ الرَّجُلُ الْاِبِلَ الْغَرِیْبَۃَ عَنْ حَوْضِہٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَتَعْرِفُنَا قَالَ نَعَمْ تَرِدُوْنَ عَلَیَّ
غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ لَیْسَتْ لِاَحَدٍ غَیْرِکُمْ ترجمہ حذیفہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسے عدن سے ایلہ (ایک شہر ہے مصر اور شام کے بیچمین) قسم
ہے اوسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے مین لوگون کو وہان سے ہٹاونگا جیسے کوئی دوسرے کیے اونٹوں
کو اپنے حوض سے ہانکتا ہے لوگون نے کہا یا رسول اللہ آپ ہم کو پہچانینگے آپ نے فرمایا تم میرے پاس
آوگے سفید پیشانی سفید ہاتھ پانون وضو کے نشان ہونگے جو تمہارے سوا اور کسی امت پر نہ ہونگے عَنْ
اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَی الْمَقْبَرَۃَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ
وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ وَدِدْتُّ اَنَّا قَدْ رَاَیْنَا اِخْوَانَنَا قَالُوْا اَوَلَسْنَا اِخْوَانَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ

أنتم أصحابي وإخواننا الذين لم يأتوا بعد فقالوا كيف تعرف من لم يأت بعد من أمتك يا رسول
الله فقال أرأيت لو أن رجلا له خيل غر محجلة بين ظهري خيل دهم بهم ألا يعرف خيله
قالوا بلى يا رسول الله قال فإنهم يأتون غرا محجلين من الوضوء وأنا فرطهم على الحوض ألا
ليذادن رجال عن حوضي كما يذاد البعير الضال أناديهم ألا هلم فيقال إنهم قد بدلوا
بعدك فأقول سحقا سحقا رحمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں
تشریف لیگئے تو فرمایا سلام ہے تمپر یہ گھر ہے مسلمان لوگون کا اور ہم خدا چاہے تمسے ملنے والے ہین ف
اگرچہ مزا یقینی ہو اسمین شک نہین پر انشاء اللہ آپنے برکت کے لیے فرمایا اور خدا کا حکم بجالانے کے لیے
اسنے فرمایا تم کسی کام کو جو کل کرنے والے ہو تو نہ کہو مین کل کرونگا بلکہ یون کہو کرونگا اگر خدا چاہے اور حضرت
نے کہا انشاء اللہ عادت کے طور پر کہا تحسین کلام کے لیے اور بعضون نے کہا کہ انشاء اللہ مرنے سے متعلق
نہین ہے بلکہ مومنین کے ساتھ ملنے سے یعنے خدا چاہے تو خاتمہ ہمارا بھی ایمان پر ہوگا اور ہم بھی تم سے ملینگے
گے اسی جگہہ اور بعضون نے انشاء اللہ کے معنے جسوقت خدا چاہے اور بعضون نے اور معنے کیے ہین جو
ضعیف ہین (نووی) ف یہ ہماری آرزو ہے کہ ہم اپنے بھائیون کو دیکھین (اسحدیث سے معلوم ہوا کہ
نیک بات کی آرزو کرنا درست ہے جیسے علما اور فضلا سے ملنے کی) صحابہ نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم آپکے
بھائی نہین ہین آپنے فرمایا تم تو میرے اصحاب ہو ف امام ماجی نے کہا اس سے یہ غرض نہین کہ
تم بھائی نہین ہو بلکہ مقصود یہ ہے کہ تمہارا درجہ تو بھائی اپنے سے زیادہ ہے تم تو صحابی ہو اور بھائی بھی
ہو اور جو لوگ ابھی پیدا نہین ہوئے وہ صرف بھائی ہین صحابی نہین جیسے اللہ تعالے نے فرمایا مومن
ایکدوسرے کے بھائی ہین قاضی عیاض نے کہا ابن عبد البر نے استحدیث سے اور اوپر کی حدیث سے استدلال کیا ہے اس امر پر
کہ آپکے بعد کے زمانے کے لوگ بھی فضیلت رکھتے ہین یہان تک کہ بعض انمین کے افضل ہین بعض صحابہ
سے اور یہ جو حضرت نے فرمایا بہتر تم ہین میرے زمانے کے لوگ ہین تو اس سے مراد مہاجرین اور انصار ہین اور وہ بیشک
افضل ہین تمام امت مین لیکن جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف صحبت مین رہا ہو یا آپکو دیکھا ہو اور
اسکا کچھ اثر دین مین نہ ہو تو بعد کے زمانے کا شخص اس سے افضل ہو سکتا ہے جیسے اور حدیثون سے معلوم ہوتا ہے
قاضی نے کہا سوا ابن عبد البر کے اور بعض متکلمین کا بھی یہی مذہب ہے لیکن اکثر علما اسکے خلاف ہین
وہ کہتے ہین جو حضرت کی صحبت مین رہا یا ایک بار بھی آپکو دیکھا اسکو صحبت کی فضیلت مل گئی اب اسکے بعد

کے زمانی کا شخص اسکے برابر نہین ہوسکتا گو کتنا ہی مرتبہ رکھتا ہو علم اور زہد مین اور دلیل انکی حدیث ہی
اگر تم مین سے کوئی احد کے برابر سونا خرچ کرے تو صحابہ کے مد یا آدھے مد کے برابر نہین ہوسکتا تمام ہوا کلام
قاضی عیاض کا (نووی) ف اور بھائی ہمارے وہ لوگ ہین جو ابھی دنیا مین نہین آئے صحابہ نے
کہا یا رسول اللہ آپ کیونکر پہچانین گے اپنی امت کو ان لوگون کو جنکو آپ نے نہین دیکھا آپنے فرمایا بھلا
دیکھو اگر ایک شخص کی سفید پیشانی سفید ہاتھ پانون کے گھوڑے سیاہ مشکی گھوڑون مین ملجاوین تو وہ
اپنے گھوڑے نہین پہچانے گا صحابہ نے کہا بیشک وہ تو پہچان لیگا آپ نے فرمایا تو میری امت کے لوگ سفید منہ
اور سفید ہاتھ پانون رکھتے ہونگے قیامت کے دن وضو کی وجہ سے اور مین انکا پیش خیمہ ہونگا حوض کوثر
پر خبردار رہو بعضے لوگ میرے حوض پر سے ہٹائے جاوینگے جیسے بھٹکا ہوا اونٹ ہنکایا جاتا ہے مین اونکو پکارونگا
کہ آؤ آؤ اسوقت کہا جاویگا ان لوگون نے اپنے تئین بدل دیا تھا آپکے بعد یعنے اپنا دین بدل دیا تھا اور کافر
ہوگئے تھے یا انکی حالت بدل گئی تھی بدعت اور ظلم مین گرفتار ہوگئے تھے) تب مین کہونگا جاؤ دور ہو دور ہو
ف سراج الوہاج مین ہے اللہ تعالے نے تباہ کیے رافضیون کو انہون نے ان لوگون سے صحابہ کرام
کو سمجھا ہے مہاجرین اور انصار کو حالانکہ اسحدیث مین رجال کا لفظ ہے نہ صحابہ کا اور اگر صحابہ کا لفظ ثابت
ہوتب بھی مراد وہ لوگ ہین جو آپ کی وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے نہ تمام صحابہ معاذ اللہ اللہ تعالے
نے اونکی تعریف مین فرمایا وما بدلوا تبدیلا اور فرمایا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اور فرمایا یغیظ بہم الکفار اس سے
یہ نکلتا ہے کہ جو شخص صحابہ سے ناراض ہوکر انپر غصہ کرے وہ خود کافر ہے لعنت ہو اللہ کی اس پر و
ہر جو رسول صلو اللہ علیہ وسلم کے رفیقون اور جان نثارون پر تہمت کرے اور انکو اہل بیت رسالت
کا بدخواہ جانے اور بھول جاوے انکی خدمتون کو جنکی بدولت ہم تک اسلام پہنچا اور جنکی سعی اور کوشش
سے آج تک دین کا قیام ہے عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج الی المقبرۃ
فقال السلام علیکم دار قوم مؤمنین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون بمثل حدیث اسمٰعیل
بن جعفر غیر ان حدیث مالک فلیذادن رجال عن حوضی ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا
عن ابی حازم قال کنت خلف ابی ھریرۃ وھو یتوضأ للصلوٰۃ فکان یمد یدہ حتی
تبلغ ابطہ فقلت لہ یا ابا ھریرۃ ما ھذا الوضوء فقال یا بنی فروخ انتم ھا ھنا لو
علمت انکم ھھنا ما توضأت ھذا الوضوء سمعت خلیلی صلی اللہ علیہ وسلم

يَقُوْدُ تَبْلُغُ الْحِلْيَةَ عَنِ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوَضُوْءُ ترجمہ ابو حازم سے روایت ہے میں ابو ہریرہؓ کے پیچھے تھا وہ نماز کے لیے وضو کر رہے تھے تو اپنے ہاتھ کو دھوتے تھے لمبا کر کے یہانتک کہ بغل تک دھویا میں نے کہا اے ابو ہریرہؓ یہ کیسا وضو ہے ابو ہریرہ نے کہا اے فروخ کی اولاد (فروخ ابراہیم کے ایک بیٹے کا نام ہے جسکی اولاد میں عجم کے لوگ ہیں ابو حازم بھی عجمی تھے) تم یہاں موجود ہو اگر میں جانتا تم یہاں موجود ہو تو میں اس طرح وضو نہ کرتا تم کسیلئے کہ تم لوگوں کو اتنا علم نہیں ایسا نہ ہو تم گمراہ ہو جاؤ اور یہ خیال کرو کہ بغلوں تک ہاتھ دھونا وضو نا فرض ہے قاضی عیاض نے کہا ابو ہریرہ کی یہ غرض ہے کہ جو شخص پیشوا ہو اوسکو چاہیے کہ جب کسی ضرورت سے رخصت پر عمل کرے یا وسوسہ کی وجہ سے کسی امر میں مبالغہ کرے یا کوئی خیال رکھتا ہو تو عام لوگوں کے سامنے نہ کرے خصوصاً جاہلوں کے ایسا نہ ہو کہ وہ بغیر ضرورت کے اس رخصت پر عمل کرنے لگیں یا اس کام کو لازم سمجھ لیں مثل فرض کے (نووی) ف میں نے سنا اپنے دوست سے (یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) آپ فرماتے تھے قیامت کے دن مومن کو وہاں تک زیور پہنایا جائیگا جہانتک اسکا وضو پہنچتا ہو ف فَضْلِ اِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ سختی اور تکلیف کی حالت میں وضو پورا کرنے کا کیا ثواب ہے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمکو نہ بتلاؤں اس شے کو جس سے اللہ گناہ مٹ جاویں (یعنے معاف ہو جاویں یا لکھنے والوں کے دفتر سے مٹ جاویں) اور درجے بلند ہوں (جنت میں) لوگوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ بتلایئے آپنے فرمایا پورا کرنا وضو کا سختی اور تکلیف میں (جیسے جاڑے کی شدت میں یا بیماری میں) اور بہت ہونا قدموں کا مسجد تک (اسطرح کہ مسجد گھر سے دور ہو اور بار بار جاوے) اور انتظار کرنا دوسری نماز کا ایک نماز کے بعد یہی رباط ہے (یعنے نفس کا روکنا عبادت کے لیے یا وہ رباط ہے جو جہاد میں ہوتا ہے جسکا ذکر قرآن شریف میں ہے وَرَابِطُوْا) عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ ذِكْرُ الرِّبَاطِ وَفِيْ حَدِيْثِ مَالِكٍ ذَكَرَ مَرَّتَيْنِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا لیکن شعبہ کی روایت میں رباط کا ذکر نہیں ہے اور مالک کی روایت میں دو بار ہے یہی رباط ہے یہی رباط ہے

باب السواک مسواک کرنے کا بیان **ف** امام نووی نے کہا مسواک سنت ہی واجب نہیں کسی وقت نہ نماز کے لیے نہ اور کسی وقت اور اسپر اتفاق کیا تمام معتد بہ علما نے لیکن شیخ ابو حامد نے داؤد طائی سے اسکا وجوب نقل کیا ہے نماز کے لیے اور ماوردی نے بھی داؤد سے ایسا ہی نقل کیا ہے لیکن کہا انہوں نے مسواک ایسا واجب ہی جسکی ترک سے نماز باطل نہ ہوگی اور اسحاق بن راہویہ سے منقول ہی کہ مسواک واجب ہے اگر قصداً اوسکو ترک کریگا تو نماز باطل ہوجاویگی اور ہمارے پچھلے اصحاب نے شیخ ابو حامد کی روایت کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ داؤد کا مذہب یہ ہے کہ مسواک سنت ہی جیسے جماعت اور اگر داؤد سے مسواک کا وجوب ثابت ہو تب بھی اجماع مین اُن کی مخالفت ضرر کریگی کس لیے کہ محققین علما اور اکثر اسی طرف ہین کہ مسواک سنت ہی اور اسحاق سے وجوب کی روایت صحیح نہین ہے پھر مسواک مستحب ہے سب وقتون مین لیکن پانچ وقت زیادہ مستحب ہے ایک تو نماز کے وقت اگرچہ وضو سے ہو یا تیمم سے دوسری وضو کے وقت تیسری قرآن کی تلاوت کے وقت چوتھی سوکر اوٹھنے وقت پانچوین منہ کے تغیر کے وقت اور یہ تغیر یا تو نہ کھانے اور پینے سے ہوتا ہے یا بدبو دار چیز کھانے سے یا بہت دیر تک چپ رہنے سے یا بہت باتین کرنے سے اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ مسواک روزہ دار کیلیے مکروہ ہے دوپہر ڈھلنے کے بعد تاکہ روزے دار کے منہ کی بو جو نہ کھانے سے پیدا ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالے کو پسند ہی جاتی نہ رہے اور مستحب ہے کہ مسواک پیلو کی ہو اگر کسی ایسی چیز سے کرے جس سے منہ کا تغیر جاتا رہے تو مسواک ادا ہوجاویگی جیسے کھردرے کپڑے سے اور سعد سے یا اشنان سے (اسیطرح سخن سے) لیکن اگر انگلی سے رگڑے اور انگلی نرم ہو تو مسواک ادا نہ ہوگی اگر سخت ہو تو اسمین تین قول ہین ایک تو مشہور ہے وہ یہ کہ کافی نہ ہوگی دوسری یہ کہ کافی ہوگی تیسری یہ کہ اگر کوئی اور چیز مسواک کرنے کو نہ ملے تو تو کافی ہوگی ورنہ کافی نہ ہوگی اور مستحب یہ ہے کہ متوسط لکڑی سے مسواک کرے نہ بہت سوکھی جس سے مسوڑے ہی چھل جاوین نہ بالکل گیلے اور مستحب یہ ہے کہ مسواک منہ کے عرض مین کرے نہ لمبائی مین ایسا نہ ہو کہ مسوڑے کو زخم لگے اگر طول مین مسواک کرے تو سنت ادا ہوگی لیکن مکروہ ہے اور مسواک کو خوب پھیرا وے دانتون کے کنارے اور جڑون اور تمام حلق مین اونچو نرمی کے ساتھ اور پہلے داہنی طرف سے شروع کرے اور دوسرے کی مسواک کرنا اسکی اجازت سے درست ہی اور لڑکے کو لڑکپن سے مسواک کی عادت ڈالین تاکہ عادت ہوجاوے

عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لولا ان اشق علی المومنین

لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مسلمانوں پر شاق نہ ہوتا (یعنی دشوار) در زہیر کی روایت میں یوں ہے اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں انکو حکم کرتا ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا ف نووی نے کہا یہ حدیث دلیل ہے اس بات کی کہ مسواک واجب نہیں ہے امام شافعی نے کہا اگر مسواک واجب ہوتی تو آپ حکم کرتے اگرچہ وہ شاق ہوتا اور ایک جماعت علما نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امر وجوب کے لیے ہوا اور یہی مذہب ہے اکثر فقہا اور جماعت متکلمین اور اصحاب اصول کا اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر امر مستحب سے وہ مامور بہ نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس مسئلے میں خدا کیطرف سے کوئی حکم نہ اترے وہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجتہاد درست تھا اور یہی مذہب ہے اکثر فقہا اور اصحاب اصول کا اور یہی صحیح اور مختار ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر کیسی شفقت اور آسانی منظور تھی اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر نماز کے وقت مسواک کرنا افضل ہے انتہی بختصار **عَنِ** الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ قُلْتُ بِاَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَءُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهٗ قَالَتْ بِالسِّوَاكِ ترجمہ مقدام بن شریح نے اپنے باپ سے سنا انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں آتے تو پہلے کیا کام کرتے انہوں نے کہا مسواک کرتے (اس سے معلوم ہوا کہ مسواک کیسی ضروری چیز ہے) **عَنْ** عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهٗ بَدَءَ بِالسِّوَاكِ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں آتے تو پہلے مسواک کرتے **عَنْ** اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَرَفُ السِّوَاكِ عَلٰى لِسَانِهٖ ترجمہ ابوموسے سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس گیا مسواک کا کونا آپکی زبان پر تھا (یعنے زبان صاف کرتے تھے مسواک سے) **عَنْ** حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ لِيَتَهَجَّدَ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ ترجمہ حذیفہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اٹھتے رات کو تہجد پڑھنے کو تو منہ صاف کرتے مسواک سے (یاد رہے کہ ہمارے نسخہ میں وَلَمْ يَقُوْلُوْا ہے) **عَنْ** حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا اس میں یہ ہے کہ جب رات کو اٹھتے اور تہجد کا ذکر نہیں **عَنْ** حُذَيْفَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا **عَنْ** اِبْنِ عَبَّاسٍ

إِنَّهُ بَاتَ عِنْدَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَخَرَجَ فَنَظَرَ فِي السَّمَاءِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ فِي آلِ عِمْرَانَ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ حَتّٰى بَلَغَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْبَيْتِ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى ثُمَّ اضْطَجَعَ ثُمَّ قَامَ فَخَرَجَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ ثُمَّ رَجَعَ فَتَسَوَّكَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى ترجمہ ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے تو دیکھی رات کو آپ اٹھے اور باہر نکلے آسمان کیطرف دیکھا پھر یہ آیت پڑھی جو سورہ آل عمران میں ہے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تک پھر لوٹ کر اندر آئے اور مسواک کی اور وضو کیا اور کھڑے ہو کر نماز پڑھی پھر سیٹ ہو پھر اٹھے اور باہر نکلے اور آسمان کیطرف دیکھا اور یہی آیت پڑھی پھر لوٹ کر اندر آئے اور مسواک کی اور وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی **ف** نووی نے کہا حدیث سے بڑے فائدے نکلتے ہیں اور عمدہ احکام اور امام مسلم نے اسمقام پر اس حدیث کو مختصر ذکر کیا ہے اور پوری حدیث کتاب الصلوٰۃ میں بیان کی ہے ہم بھی وہیں اسکی شرح اور فوائد بیان کرینگے **باب** خِصَالُ الْفِطْرَةِ سنت باتوں کا بیان **عن** اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ اَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا فطرت پانچ ہیں یا پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں **ف** نووی نے کہا فطرت سے یہاں کیا مراد ہے اسمیں علماء کا اختلاف کیا ہے ابوسلیمان خطابی نے کہا اکثر علماء نے فطرت کے معنے سنت کے کئے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں پیغمبروں کی سنت ہیں اور بعضوں نے کہا فطرت سے دین مراد ہے پھر اسمیں سے اکثر چیزیں واجب نہیں ہیں اور بعضی چیزوں کے وجوب میں اختلاف ہے جیسے ختنہ اور کلی اور ناک میں پانی ڈالنا **ف** ختنہ کرنا یہ امام شافعی اور بہت علماء کے نزدیک واجب ہے اور امام مالک اور اکثر علماء کے نزدیک سنت ہے امام شافعی کے نزدیک ختنہ مرد اور عورت دونوں پر واجب ہے مرد پر تو یہ کہ خشہ (سپاری) پر جتنی کھال ہے وہ سب کاٹی جاوے یہانتک کہ پورا خشہ کھل جاوے اور عورت پر یہ کہ فرج کے اوپر کی جانب میں سے ایک ٹکڑا گوشت کا لیا جاوے اور صحیح مذہب ہمارا جسپر جمہور علماء ہیں یہ ہے کہ ختنہ چھٹپن میں جائز ہے واجب نہیں اور ایک قول یہ ہے کہ ولی پر نابالغ کا ختنہ کرنا واجب ہے اوسکے بالغ ہونے سے پہلے اور ایک قول یہ ہے کہ ختنہ حرام ہے دس برس سے پہلے اور صحیح یہ ہے کہ ختنہ بچہ کا پیدائش سے ساتویں دن کرنا مستحب ہے اور پیدائش کا دن ان سات دن میں محسوب ہوگا

یا اوسکے سوا سات دن چاہیں اسمین دو قول ہین ظاہر یہ ہے کہ پیدایش کا دن بھی محسوب ہوگا اور
جمہور اصحاب نے اختلاف کیا ہے خنثیٰ مشکل مین اسلیئے جسمین مرد اور عورت دونونکی نشانیان برابر موجود
ہون) بعضون نے کہا اوسکا ختنہ فرج مین کرنا چاہیے بلوغ کے بعد اور بعضون نے کہا جب تک اسکا حال
نہ کھلے کہ مرد ہے یا عورت اسوقت تک اسکا ختنہ نہ کرنا چاہیے اور جس شخص کے دو ذکر ہون تو اگر دونو
کام کے ہون تو دونون کا ختنہ کیا جاوے ورنہ جو کام کا ہو اور کام سے مراد بعضون کے نزدیک پیشاب
ہے اور بعضون کے نزدیک جماع اور اگر کوئی آدمی بن ختنہ مرجاوے تو اسمین تین قول ہین صحیح اور مشہور
یہ ہے کہ ختنہ نہ کرین خواہ چھوٹا ہو یا بڑا دوسرا یہ کہ بڑا ہو تو کرین چھوٹا ہو تو نکرین تیسرا یہ کہ ختنہ اور زیر ناف کے بال مونڈنا
واستنجے سے اور یہ سنت ہے اور مقصود یہ ہے کہ یہ مقام صاف اور پاک ہے اور افضل مونڈنا ہے
اور کترنا اور اوکھیڑنا بالون کا بھی درست ہے اسیطرح نورہ لگانا بھی درست ہے اور مراد زیر ناف سے
وہ بال ہین جو ذکر پر ہون اور اوسکی گرداگرد اسیطرح وہ بال جو عورت کے فرج کے آس پاس ہون
اور ابو العباس بن سریج نے کہا کہ مراد وہ بال ہین جو دبر کے گرد ہون بہرحال قبل اور دبر اور آنکے
آس پاس سب بالونکا مونڈنا بہتر ہے اب اوسکے لیے کوئی میعاد مقرر نہین جب ضرورت ہو اوسوقت
مونڈے یعنی جب بال بڑھ جاوین اسیطرح مونچھ اور بغل کے بال لینے کے لیے اور ناخون کترانے کے
لیے کوئی میعاد مقرر نہین اور یہ جو زیر ناف کے بالون مین منقول ہے کہ چالیس دن سے زیادہ چھوڑنا
اس سے یہ مقصود ہے کہ چالیس دن کے اندر مونڈنا چاہیے نہ یہ کہ چالیس دن کچھ مونڈنے کی میعاد
ہے (نووی) بعض بے وقوف کم سمجھ لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ شریعت محمدی مین ایسی چھوٹی چھوٹی
باتون سے کیون بحث کی جاتی ہے انکا جواب یہ ہے کہ یہ امر تو اس شریعت کے لیے ضرور ہے جو سب شریعتون
سے بہتر اور سب کی ناسخ ہو اور اعلے تعلیم وہی ہے جس مین تمام ضروریات کی تعلیم ہو اور چھوٹی چھوٹی
باتون کو حقیر جان کر اور چھوڑ دینا اور ان کی تعلیم کیطرف توجہ نہ کرنا یہ تو بے وقوفون کا کام ہے
نہ عاقلونکا البتہ اس امر مین غور کرنا چاہیے کہ یہ باتین مفید ہین اور منفعت بخش یا بیکار اور غور کرنے سے
معلوم ہوتا ہے کہ شریعت محمدی مین جن جن کا مونکا حکم ہوا ہے خواہ ادنے ہو یا اعلے سب کے سب مفید اور ضرور
اور فائدہ بخش ہین ایک زیر ناف کے بال لینے کو دیکھو کہ علاوہ طہارت اور نفاست کے طبا بھی یہ امر باہ کو
بڑھاتا ہے اسیطرح اور کامون کو قیاس کرو وہ شخص بڑا جاہل کم سمجھ نادان بے وقوف ہے جو پیغمبرون کو

اپنے پر بڑا خیال کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اونکے احکام سب مفید اور ضروری ہین ہوسکتی لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ف اور ناخون کاٹنا ف یہ بھی سنت ہی واجب نہین ہے اور مستحب ہے کہ پہلے دونون ہاتھون کے ناخون کاٹے پھر پاؤن کے پہلے داہنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی سے شروع کرے بیچ کی انگلی پھر اوسکے پاس والی اونگلی پھر چھنگلیا پھر انگوٹھا پھر بائین ہاتھ مین چھنگلیا سے شروع کرے پھر اوسکے پاس والی انگلی اسیطرح انگوٹھے پر ختم کرے پھر داہنے پاؤن مین چھنگلیا سے شروع کرے اور بائین پاؤن کی چھنگلیا پر ختم کرے (نووی) ف ابنل کے بال اکھیڑنا ف یہ بالاتفاق سنت ہے اور افضل یہی ہے کہ اوکھیڑے اگر اکھیڑے سکے اور مونڈنا اور نورہ لگانا بھی درست ہی اور یونس بن عبدالاعلی سے منقول ہی مین امام شافعی کے پاس گیا اونکے پاس مزین تھے وہ اپنی بغل کے بال مونڈ رہے تھے انہون نے کہا مین جانتا ہون کہ اوکھیڑنا سنت ہی لیکن مجھ سے نہین ہوسکتا درد کی وجہ سے اور مستحب ہے کہ پہلے داہنی بغل سے شروع کرے (نووی) ف اور مونچھ کترنا ف یہ بھی سنت ہی اور مستحب ہے کہ داہنی طرف سے کترنا شروع کرے اور اختیار ہی خود کترے یا دوسرے سے کترواوے اور بغل کے بال خود لینا بہتر ہے اگر دوسرے سے مونڈواوے تو بھی جائز ہی لیکن زنانے کے بال خود مونڈے اب اسمین اختلاف ہے کہ مونچھ کہانتک کترانا چاہیے مختار یہ ہے کہ یہانتک کترواوے کہ ہونٹ کا کنارہ کھل جاوی اور چڑھے نہ کترے اور وہ جو حدیث مین آیا ہے سبٹ دو مونچھون کو مراد اس سے یہی ہے کہ جسقدر ہونٹ سے بڑھی ہوئی ہون اسیطرح داڑھی کو چھوڑنے کا حکم ہے اور فارس کے لوگون کی عادت تھی کہ وہ داڑھیون کو کترا کرتے تھے شریعت مین اسکی ممانعت ہوئی اور علمارنے داڑھی مین دس بارہ باتین ایسی لکھی ہین جو ایک سے ایک زیادہ بری ہے ایک تو سیاہ خضاب کرنا داڑھی کا جب جہاد کی غرض سے نہو دوسرے زرد خضاب کرنا نیک لوگون کی مشابہت کے لیے نہ سنت کی پیروی کے واسطے تیسرے خضاب کرنا گنبک وغیرہ سے بالون کو جلدی سفید کرنے کے لیے تاکہ لوگ تعظیم اور ادب کرین اور یہ سمجھین کہ بزرگ ہین چوتھی اوائل عمر سے ہین جب شروع داڑھی کے بال نکلین تو اونکا اوکھیڑنا زیبایش کے لیے اور لڑکے بنانے کے لیے پانچوین سفید بالونکا اوکھیڑنا چھٹی بالون کی صفین جمانا تہ برتہ تاکہ عورت نکو بھلا معلوم ہو ساتوین اسکو گھٹانا رخسارون کے بال مونڈکر یا بڑھانا کنپٹی کے بالون کو ملاکر آٹھوین کنگھی کرنا بہ نیت نمایش نوین اسکو پریشان چھوڑ دینا بے پروائی سے باریا سے اپنے تئین زاہد کہلانے کو دسوین اوسکی سیاہی یا سفیدی کو دیکھنا غرور اور تکبر اور فخر کی نیت سے گیارہوین اوسکو باندھنا اور

کو مدہنا بار ہیون اوسکو منڈانا پر اگر عورت کی داڑہی نکل آوی تو اوسکو مونڈ ڈالنا مستحب ہے لنبے عن
ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الفطرۃ خمس الاختتان والاستحداد و
قص الشارب وتقلیم الاظفار ونتف الابط ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا عن انس
بن مالک قال قال انس وقت لنا فی قص الشارب وتقلیم الاظفار ونتف الابط وحلق العانۃ ان لا
نترک اکثر من اربعین لیلۃ ترجمہ انس بن مالک نے کہا ہمارے لیے میعاد مقرر ہوئی موچھ کترنے
کی اور ناخون کاٹنے کی اور بغل کے بال نوچنے کی اور زیر ناف کے بال مونڈنے کی کہ نہ چھوڑین ہم انکو چالیس دن سے
زیادہ عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال احفوا الشوارب واعفوا اللحی ترجمہ عبداللہ بن
عمر سے روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت دو مونچھون کو اور چھوڑ دو ڈاڑہیون کو عن
ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال امرنا باحفاء الشوارب واعفاء اللحیۃ ترجمہ
عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمکو حکم ہوا مونچھون کو جڑ سے
کاٹنے کا اور ڈاڑہی کو چھوڑ دینے کا ف یہ مسلمانون کی وضع قرار پائی حقیقت مین یہی وضع
حکمت کے موافق ہے اور مین خوشنمائی اور صفائی دونون باتین ہین اب مونچھون کو بڑہانا اور
ڈاڑہیون مونڈنا یہ مسلمانی چال کے بالکل برخلاف ہے اور کافرون اور فاسقون کا شیوہ ہے عن
ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین احفوا الشوارب واوفوا اللحی
ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلاف کرو مشرکون کا
کٹوا ڈالو مونچھون کو اور پورا رکھو ڈاڑہیون کو یعنے چھوڑ دو اون کو اور ان مین کتر بیونت نہ کرو
یہی قول ہے ایک جماعت کا ہمارے اصحاب مین سے اور بہت علماء کا اور قاضی عیاض نے
کہا ڈاڑہی کا مونڈنا اور کترنا مکروہ ہے اور اسکے طول اور عرض مین سے بالون کا لینا اور برابر کرنا بہتر ہے
اور مکروہ ہے کہ آدمی اپنی ڈاڑہی بڑہا کر مشہور کرے جیسے ڈاڑہی کترا کر اور سلف نے اختلاف کیا ہے
کہ ڈاڑہی کی حد کیا ہے بعضون نے کہا کوئی حد نہین مگر اتنی نہ بڑہائے کہ مشہور ہو وہی بلکہ کم کر دیوے اور
امام مالک نے ڈاڑہی کو بہت لنبا کرنا مکروہ رکھا ہے اور بعضون نے ایک مٹھی کی حد کر دی ہے جو
اس سے زیادہ ہو وہ کتر ڈالنا چاہیے اور بعضون نے اسکا کترنا مطلقاً مکروہ جانا ہے مگر حج یا عمرے مین اور
مونچھون مین تو سلف کا یہ قول ہے کہ بالکل جڑ سے کتری جاوین یا مونڈے جاوین کیونکہ حضرت نے

صاف فرمایا میٹ دو مونچھون کو اور یہی قول ہے اہل کوفہ کا اور بہت سے لوگ اسطرف گئے ہین کہ مونچھون کا بالکل مونڈ ڈالنا مکروہ ہے اور امام مالک کہتے تھے کہ یہ مثلہ ہے اور جو کوئی ایسا کرے اسکو سزا دیجاوے اور مکروہ جانتے تھے انکا لینا اوپر سے اور ان لوگون کا یہ قول ہے کہ احفا اور جز اور قص سب کے معنے کترنے کے ہین یعنے مونچھون کو کترنا چاہیے یہانتک کہ ہونٹ کا کنارہ کھل جاوے اور بعضے علمانے کہا ہے کہ ان دونون باتون مین اختیار ہے جو چاہے کرے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا اور مختار یہ ہے کہ ڈاڑھی تو اپنے حال پر چھوڑ دیجاوے اور مونچھین نہ کترین اور مونچھین اتنی کترین کہ ہونٹ کا کنارہ کھلا رہے (نووی) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَاَرْخُوا اللِّحٰی خَالِفُوا الْمَجُوْسَ ترجمہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کترو مونچھون کو اور لٹکاؤ ڈاڑھیون کو اور خلاف کرو فارسیون کا (یعنے آتش پرستون کا) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ اللِّحْیَةِ وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَقَصُّ الْاَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَاِنْتِقَاصُ الْمَاءِ قَالَ زَكَرِیَّاءُ قَالَ مُصْعَبٌ وَنَسِیْتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ زَادَ قُتَیْبَةُ قَالَ وَكِیْعٌ اِنْتِقَاصُ الْمَاءِ یَعْنِی الْاِسْتِنْجَاءَ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس باتین بید اشی سنت ہین ایک تو مونچھین کترنا دوسرے ڈاڑھی چھوڑ دینا تیسرے مسواک کرنا چوتھی ناک مین پانی ڈالنا یا سنگھنی ناخون کا کاٹنا چھٹی پورون کا دھونا (بالون کے اندر اور ناک اور بغل اور رانون کا دھونا) ساتوین بغل کے بال اکھیڑنا آٹھوین زیر ناف کے بال لینا نوین پانی سے استنجا کرنا (یا شرمگاہ پر وضو کے بعد تھوڑا سا پانی چھڑک لینا) مصعب نے کہا مین دسوین بات بھول گیا شاید کلی کرنا ہو وکیع نے کہا انتقاص الماء سے (جو حدیث مین وارد ہے) استنجا مراد ہے عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَیْبَةَ فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَیْرَ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ اَبُوْ عَوَانَةَ وَنَسِیْتُ الْعَاشِرَةَ ترجمہ دوسری روایت کا وہی ہے جو اوپر گذرا **بَابُ الْاِسْتِطَابَةِ** باب استنجا کے بیان مین عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قِیْلَ لَهٗ قَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِیُّكُمْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ شَیْءٍ حَتَّی الْخِرَاءَةَ قَالَ فَقَالَ اَجَلْ لَقَدْ نَهَانَا اَنْ نَسْتَقْبِلَ الْغَائِطَ اَوْ بَوْلٍ اَوْ اَنْ نَسْتَنْجِیَ بِالْیَمِیْنِ اَوْ اَنْ نَسْتَنْجِیَ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ اَوْ اَنْ نَسْتَنْجِیَ بِرَجِیْعٍ اَوْ عَظْمٍ ترجمہ سلمانؓ سے روایت ہے انسے کہا گیا تمہارے نبی نے

اونٹنی کو بٹھایا قبلے کے سامنے پھر اوسکی آڑ مین پیشاب کرنے لگی میر نے کہا یہ تو منع ہے انہون کہا منع جب ہے جب کھلے میدان مین ایسا کرے اگر قبلے مین اور استنجا کرنے والے مین کوئی چیز حائل ہو تو منع نہین روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور یہ حدیثین صحیح ہین جن سے اس امر کا جواز مکان مین ثابت ہوتا ہے اور ابوایوب اور سلمان اور ابوہریرہ کی حدیثین جو ممانعت مین وارد ہین وہ محمول ہین صحرا پر تاکہ جمع ہو جاوے حدیثون مین اور یہ امر متفق علیہ ہے کہ حدیثون مین جمع کرنا ضرور ہے جب جمع ہو سکے اور یہان پر تو جمع ممکن ہے اور جنگل اور مقام مین صرف فرق یہ ہے کہ جنگل مین قبلے کی طرف منہ اور پیٹھ کرنے کی کوئی ضرورت نہین اور مکان مین کبھی ضرورت ہوتی ہے مثلاً کھڈیان اسیطرف بنی ہون یا اور طرف جگہہ نہ ہو اور جس نے پیٹھ کرنا درست سمجھا ہے اوسکی رو کے لیے بہت سی صحیح حدیثین موجود ہین جنمین بطلقا ممانعت آئی ہے جیسے ابوایوب وغیرہ کی حدیث اب امام شافعی کے مذہب کے موافق مکان مین قبلے کی طرف منہ اور پیٹھ کرنا اسوقت درست ہے جب دیوار مکان کی تین ہاتھ یا اس سے کم فاصلے پر ہو اور وہ دیوار یا آڑ اسقدر اونچی ہو کہ اعضاء اسفل کی آڑ ہو سکے اوسکا اندازہ پالان کی پچھلی لکڑی سے کیا ہے اور وہ دو تہائی ہاتھ کے برابر ہوتی ہے پھر اگر تین ہاتھ سے زیادہ فاصلہ ہو یا آڑ اس سے چھوٹی ہو تو منہ کرنا یا پیٹھ کرنا حرام ہوگا مثل جنگل کی اور ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک ہر حال مین مکان مین یہ امر درست ہے اور جنگل مین درست نہین لیکن صحیح پہلا قول ہے اور کچھ فرق نہین آڑ مین خواہ جانور کی ہو یا دیوار کی یا ٹیلے کی یا پہاڑ کی اور اگر اپنا داہن قبلے کی طرف لٹکا دے تو اسمین اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ درست ہے اسلئے آڑ ہو گئی اسپہان منہ کرنا یا پیٹھ کرنا درست ہے اور وہان بھی کراہت ہے لیکن جمہور کے نزدیک مکروہ نہین اور فقہاء یہ کہتے ہین اگر تکلیف و حرج ہو اور طرف منہ یا پیٹھ کرنے سے تو مکروہ نہین ورنہ مکروہ ہے اور جماع کرنا درست ہے قبلے کیطرف منہ کرکے مکان مین ہو یا جنگل مین ہمارا اور ابوحنیفہ اور احمد اور داؤد ظاہری کا یہی قول ہے اور مالکی لوگون نے اسمین اختلاف کیا ہے ابن قاسم نے اوسکو جائز رکھا ہے اور ابن حبیب نے مکروہ کہا ہے لیکن صحیح جواز ہے اور بیت المقدس کیطرف منہ یا پیٹھ کرنا درست ہے لیکن مکروہ ہے اور اگر پاخانہ یا پیشاب کرتے وقت قبلے کی منہ یا پیٹھ کر لیے پھر استنجا کیوقت ایسا کرے تو جائز ہے ف یا ہم استنجا کرین داہنے ہاتھ سے ف یہ امر بالاتفاق منع ہے مگر حرام نہین ہے اور بعض اہل ظاہر کے نزدیک حرام ہے ہمارے اصحاب نے کہا کہ داہنے ہاتھ سے استنجا کے متعلق کوئی کام نہ لیوے

مگر عذر سے اگر پانی سے استنجا کرے تو داہنے ہاتھ سے پانی ڈالے اور بائین ہاتھ کو پھیرے ذکر پر یا دبائے
اور اگر ڈھیلے سے استنجا کرے تو مقعد کو بائین ہاتھ سے پونچھے اور ذکر کو ڈھیلا زمین پر یا دونو پانوان
کے بیچ مین رکھکر اوس سے پونچھے اور بائین ہاتھ سے ذکر کو تھامے اور جو یہ نہ ہو سکے تو ڈھیلا داہنے
ہاتھ مین لیوے اور ذکر کو بائین ہاتھ سے پونچھے اور داہنا ہاتھ نہ ہلاوے اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا
کہ ذکر کو داہنے ہاتھ سے تھامے اور ڈھیلے کو بائین ہاتھ مین لیوے اور یہ صحیح نہین ہے (نووی) ف
یا تین پتھرون سے کم مین استنجا کرین ف نووی نے کہا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تین
بار پونچھنا واجب ہے اور اس مسئلے مین علما کا اختلاف ہے ہمارا مذہب یہ ہے کہ ڈھیلے سے استنجا کرنے مین
نجاست کا دور کرنا ضرور ہے اور تین بار پونچھنا ضرور ہے اگر ایک بار یا دو بار پونچھا اور نجاست دور ہو گئی
تو تیسری بار پھر پونچھنا ضرور ہے اور یہی قول ہے احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور ابو ثور
کا اور مالک اور داؤد نے کہا کہ واجب صاف کرنا ہے نجاست سے اگر ایک ڈھیلے سے بھی صفائی ہو جاوے
تو کافی ہے اور ہمارے بعض اصحاب کا بھی یہی قول ہے لیکن مشہور مذہب وہی ہے جو پہلے بیان
کیا ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر ایسے ڈھیلے یا پتھر سے استنجا کیا جس کے تین کونے ہون اور ہر ایک
کونے سے ایک ایک بار پونچھ تو کافی ہو جاویگا اسلیے کہ مقصود تین بار پونچھنا ہے اور تین پتھر یا ڈھیلے
بہتر ہین ایسے ایک پتھر یا ڈھیلے سے اور اگر آگے اوپر پیچھے دونو طرف استنجا کرے تو چھ بار پونچھنا
ضرور ہے اور بہتر یہ ہے کہ چھ ڈھیلے ہون لیکن اگر ایک ہی ڈھیلا چھ کونے والا ہو تو درست ہے
اسیطرح موٹے دبیز کپڑے سے جس مین دوسری طرف تری نہ پونچھے استنجا کرنا درست ہے ہمارے
اصحاب نے کہا ہے کہ اگر تین ڈھیلون سے صفائی ہو جاوے تو اب چوتھا ڈھیلا نہ لیوے ورنہ چوتھا
ڈھیلا لینا ضرور ہے اب پانچوان لینا مستحب ہے طاق کرنے کے لیے اگر چوتھے سے صفائی ہو گئی ہو ورنہ
پانچوان لینا واجب ہے اب چھٹا نہ لیوے اور جو پانچوین سے صفائی نہ ہو تو چھٹا لینا واجب ہے اور چھٹے
سے صفائی ہو جاوے تو ساتوان مستحب ہے طاق کرنے کے لیے غرض کلیہ یہ ہے کہ اگر صفائی طاق سے
ہو جاوے تو اب نہ بڑھاوے اور جو جفت سے ہو تو ایک بڑھا کر طاق کر لیوے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے حدیث مین پتھرون کا ذکر کیا ہے اس سے بعض اہل ظاہر نے سوا پتھر کے اور کسی چیز سے
استنجا کرنا جائز سمجھا ہے اور اکثر علما کا یہ قول ہے کہ پتھر کی کوئی تخصیص نہین بلکہ چندی اور لکڑی سے

بھی استنجا درست ہو اور غرض یہ ہے کہ ایسی چیز ہو جس سے نجاست دور ہو اور یہ امر سوای پتھر کے اور چیزون سے بھی ہو سکتا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھرون کا جو اسلیے کیا ہے کہ اکثر پتھر سہل سے ملجاتے ہین اور دلیل اسکی یہ ہے کہ آپ نے منع کیا ہڈی اور گوبر اور لید سے استنجا کرنیسے اگر پتھر کی تخصیص منظور ہوتی تو سوا پتھر کے سب چیزون سے منع کرتے (نووی) **ف** یا گوبر اور ہڈی سے استنجا کرین **ف** نووی نے کہا گوبر سے مقصود ہر ایک نجس چیز ہے اوس سے استنجا کرنا درست نہین اور ہڈی کی ممانعت کی یہ وجہ ہے کہ وہ جنون کی خوراک ہو اسیطرح ہر ایک کھانیکی چیز سے استنجا منع ہے اور جانور کے ہر ایک جز سے اور کتابون کے ورقون سے نجس چیز رقیق ہو یا نی کیطرح یا جمی ہوئے ہوا اوس سے کسیطرح استنجا درست نہین اگر کسی نے اس سے استنجا کیا تو درست نہ ہوگا اور پھر صاف پانی سے استنجا کرنے پڑیگا ڈھیلہ کافی نہ ہوگا اسلیے کہ مقام استنجا نجس ہوگیا اجنبی نجاست سے اور جو کھانے کی چیز پاک سے استنجا کیا تو صحیح یہ ہے کہ درست نہ ہوگا لیکن ڈھیلے سے استنجا اوسکے بعد کافی ہے اگر نجاست اپنے مقام سے زیادہ نہین بڑہی اور بعضون نے کہا استنجا درست ہو جاویگا مگر گنہگار رہوگا (نووی) **عن** سلمان قال قال لنا المشرکون انی اری صاحبکم یعلمکم حتی الخراءۃ فقال اجل انہ نہانا ان یستنجی احدنا بیمینہ او یستقبل القبلۃ ونہانا عن الروث والعظام وقال لا یستنجی احدکم بدون ثلثۃ احجار ترجمہ سلمان رض سے روایت ہی ہم سے مشرکون نے کہا ہم دیکھتے ہین تمہارے صاحب کو وہ تمکو ہر چیز سکھلاتے ہین یہانتک کہ پائخانہ اور پیشاب کرنا بھی سلمان نے کہا بیشک آپ نے ہمکو منع کیا ہے داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے یا قبلے کیطرف منہ کرکے اور منع کیا ہے ہمکو گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنیسے اور آپنے فرمایا ہے کوئی تم مین سے استنجا نہ کرے تین پتھرون کے بغیر یا تین پتھرون سے کم مین **عن** جابر یقول نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یستنجی بعظم او بعیر ترجمہ جابر رض سے روایت ہی منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پونچھنا ہڈی یا اونٹ کی مینگنی سے (یعنے استنجا کرنا ان چیزون سے) **عن** ابی ایوب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلۃ ولا تستدبروہا ببول ولا غائط ولکن شرقوا او غربوا قال ابو ایوب فقدمنا الشام فوجدنا مراحیض قد بنیت قبل القبلۃ فننحرف عنہا ونستغفر اللہ

باب النہی عن استقبال القبلۃ بغائط او بول

وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ ترجمہ ابوالیوب سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پائخانے کو جاؤ تو قبلہ کیطرف نہ منہ کرو نہ پیٹھ کرو اس طرف پائخانہ یا پیشاب مین البتہ پورب یا پچھم کیطرف منہ کرو قتیبی نووی نے کہا یہ مدینے والون کے لیے خاص حکم ہے یا جبکا قبلہ پورب اور پچھم کی طرف نہ ہو ابوالیوب نے کہا پھر ہم شام کے ملک مین آئے دیکھا تو کھڈیان قبلے کیطرف بنی ہوئی ہین ہم انہر سے منہ پھیر لیتے تھے اور خدا سے استغفار کرتے تھے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَلَسَ اَحَدُکُمْ عَلٰی حَاجَتِہٖ فَلَا یَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا یَسْتَدْبِرْهَا ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کوئی حاجت بیٹھے تو قبلے کیطرف منہ نکرے نہ بیٹھے عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ قَالَ کُنْتُ اُصَلِّیْ فِی الْمَسْجِدِ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهٗ اِلَی الْقِبْلَةِ فَلَمَّا قَضَیْتُ صَلَاتِیْ انْصَرَفْتُ اِلَیْہِ مِنْ شِقِّیْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ یَقُوْلُ النَّاسُ اِذَا قَعَدْتَ لِحَاجَتِکَ فَلَا تَقْعُدْ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَلَا بَیْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ وَلَقَدْ رَقِیْتُ عَلٰی ظَهْرِ بَیْتٍ فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا عَلٰی لَبِنَتَیْنِ مُسْتَقْبِلًا بَیْتَ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِہٖ ترجمہ واسع بن حبان سے روایت ہے مین نماز پڑھتا تھا مسجد مین اور عبداللہ اپنی پیٹھ قبلے کیطرف لگائے ہوئے بیٹھے تھے جب مین نماز پڑھ چکا تو ایک طرف ہو اونکے پاس مڑا عبداللہ نے کہا لوگ کہتے ہین جب حاجت کو بیٹھو تو قبلے اور بیت المقدس کے طرف منہ نکرو اور مین چھت پر چڑھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو اینٹون پر بیٹھے ہوئے دیکھا حاجت کے لیے بیت المقدس کیطرف منہ کیے ہوئے (اور جب بیت المقدس کیطرف منہ ہوگا تو قبلے کیطرف پیٹھ ہوگی) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَقِیْتُ عَلٰی بَیْتِ اُخْتِیْ حَفْصَةَ فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا لِحَاجَتِہٖ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے مین اپنی بہن حفصہ کے گھر پر چڑھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حاجت کے لیے بیٹھے ہوئے شام کیطرف منہ تھا اور قبلے کیطرف پیٹھ تھی عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُمْسِکَنَّ اَحَدُکُمْ ذَکَرَهٗ بِیَمِیْنِہٖ وَهُوَ یَبُوْلُ وَلَا یَتَمَسَّحْ مِنَ الْخَلَاءِ بِیَمِیْنِہٖ وَلَا یَتَنَفَّسْ فِی الْاِنَاءِ ترجمہ ابوقتادہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم مین سے اپنا ذکر پیشاب کرنے مین داہنے ہاتھ سے نہ تھامے اور پائخانے کے بعد داہنے ہاتھ سے استنجا نہ کرے اور برتن مین پھونک نہ مارے

نووی نے کہا استنجا مین ذکر کو داہنے ہاتھ سے چھونا مکروہ ہے بکراہت تنزیہی نہ تحریمی جیسے اوپر گذرا اور مقصود یہ ہے کہ داہنے ہاتھ سے کسیطرح کی مدد نہ لیوے استنجا مین اور برتن مین پھونک مارنا اسلیے منع ہوا کہ شاید منہ یا ناک مین سے کوئی چیز نکلکر پانی مین گرے لیکن برتن کے باہر پھینکنا تو سنت ہے تین بار عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْخَلَاءَ فَلَا یَمَسَّ ذَکَرَہٗ بِیَمِیْنِہٖ ترجمہ ابو قتادہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے پائخانہ جاوے تو اپنے ذکر کو داہنے ہاتھ سے نہ چھوئے عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی اَنْ یَّتَنَفَّسَ فِی الْاِنَاءِ وَاَنْ یَّمَسَّ ذَکَرَہٗ بِیَمِیْنِہٖ وَاَنْ یَّسْتَطِیْبَ بِیَمِیْنِہٖ ترجمہ ابو قتادہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا برتن مین پھونکنے سے اور اپنے ذکر کو داہنے ہاتھ سے چھونے سے اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ التَّیَمُّنَ فِیْ طُھُوْرِہٖ اِذَا تَطَھَّرَ وَفِیْ تَرَجُّلِہٖ اِذَا تَرَجَّلَ وَفِیْ اَشْیَاءِہٖ اِذَا انْتَعَلَ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پسند کرتے تھے داہنی طرف سے شروع کرنے کو طہارت مین اور کنگھی کرنے مین اور جوتا پہننے مین ف نووی نے کہا یہ ایک قاعدہ مستمرہ ہے شرع مین اور وہ یہ ہے کہ جو کام دنیا مین ذرا عزت رکھتے ہین جیسے کپڑا پہننا اور پاجامہ پہننا اور موزہ پہننا اور مسجد مین جانا اور مسواک کرنا اور سرمہ لگانا اور ناخون کاٹنا اور مونچھ کترنا اور بالون مین کنگھی کرنا اور بغل کے بال منڈوانا اور سر منڈوانا اور سلام پھیرنا نماز کے بعد اور وضو کے اعضا دھونا اور پائخانہ سے نکلنا اور کھانا اور پینا اور مصافحہ کرنا اور حجر اسود چومنا اور جو باتین انکی مثل ہین ان سب مین داہنی طرف سے شروع کرنا مستحب ہے اور جو باتین انکے خلاف ہین جیسے پائخانہ جانا اور مسجد سے نکلنا اور ناک چھنکنا اور استنجا کرنا اور کپڑا اتارنا اور پاجامہ یا موزہ اتارنا اور جو کام انکے مثل ہین انمین بائین طرف سے شروع کرنا مستحب ہے اور یہ سب اسوجہ سے ہے کہ داہنی جانب کو بائین جانب پر بزرگی اور شرف ہے اور اجماع کیا ہے علماء نے اسپر کہ وضو مین داہنے ہاتھ یا پاؤن کو پہلے دھونا سنت ہے اگر اسکے خلاف کرے تو فضیلت جاتی رہے گی لیکن وضو صحیح ہو جاویگا اور شیعہ کے نزدیک یہ امر واجب ہے اور انکی خلاف کا اعتبار نہین اور بائین طرف سے شروع کرنا اگرچہ درست ہے لیکن مکروہ ہے شافعی نے صاف کہدیا ہے اور سنن ابو داؤد اور ترمذی

باب التیمن فی الطھور وغیرہ

مین باسانید حسنہ ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پہنو یا وضو کرو تو داہنی طرف سے شروع کرو اور یہ نص ہے داہنی طرف سے شروع کرنے مین اب اسکا خلاف کرنا مکروہ ہے یا حرام اور علماء کا اجماع ہے اس پر کہ حرام نہین ہے تو مکروہ ہوگا اور بعض اعضاء وضو کے ایسے ہین جنمین داہنی طرف سے شروع کرنا مستحب نہین بلکہ داہنے اور بائین دونو کی ایک بارگی طہارت کرنا چاہیے جیسے دونو کان دونو پہنچے دونو رخسارے اگر یہ امر نہ ہوسکے تو داہنے سے شروع کرے (نووی) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ فِي تَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَطُهُوْرِهِ ترجمہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنی طرف سے شروع کرنا ہر ایک کام مین پسند کرتے جوتا پہننے مین اور کنگھی کرنے مین اور طہارت کرنے مین (بخاری کی روایت مین ہے جہانتک آپ سے ہوسکتا ہر ایک کام مین) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ قَالُوْا وَمَا اللَّاعِنَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِيْ يَتَخَلّٰى فِيْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ فِيْ ظِلِّهِمْ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو تم لعنت کرنے والے دو کاموں سے (یعنے جنکی وجہ سے لوگ تمپر لعنت کرین) لوگون نے کہا وہ لعنت کرنے کے دو کام کونسے ہین آپنے فرمایا ایک تو راہ مین جدہر سے لوگ آتے جاتے ہون یا سایہ مین پھرنا دوسری سایہ دار جگہہ مین (جہان لوگ بیٹھکر آرام لیتے ہون) یا خانہ پھرنا (ان دونو کاموں سے لوگون کو تکلیف ہوگی اور وہ برا کہین گے لعنت کرینگے) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا وَتَبِعَهٗ غُلَامٌ مَعَهٗ مِيْضَاَةٌ وَهُوَ اَصْغَرُنَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ سِدْرَةٍ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهٗ فَخَرَجَ عَلَيْنَا وَقَدِ اسْتَنْجٰى بِالْمَاءِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ کے اندر گئے اور آپ کے پیچھے ایک لڑکا گیا اوسکے پاس ایک بدہنا تھا وہ لڑکا ہم سب مین چھوٹا تھا اوسنے بدہنا ایک بیری کے پاس دھر دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حاجت سے فارغ ہوئے اور باہر نکلے پانی سے استنجا کرکے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَاَحْمِلُ اَنَا وَغُلَامٌ نَحْوِيْ اِدَاوَةً مِّنْ مَّاءٍ وَّعَنَزَةً فَيَسْتَنْجِيْ بِالْمَاءِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے

باب النهي عن التخلي في الطريق والظل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پائخانے جاتے ہیں اور ایک اور لڑکا میرے برابر پانی کا ڈول اور برچھی اٹھائے پھر آپ استنجا کرتے پانی سے (اور برچھی اسطرح ساتھ رکھتے کہ اسکو سامنے گاڑ کے نماز پڑھیں) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَرَّزُ لِحَاجَتِهٖ فَاَتَيْتُهٗ بِمَاءٍ فَيَغْتَسِلُ بِهٖ ترجمہ انس رضی بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ حاجت کو کھلے میدان میں جاتے (لوگوں کی نظر سے دور) پھر میں پانی آپ پاس لاتا آپ اس سے استنجا کرتے فائدہ نے کہا اس حدیث سے کئی مسائل نکلے ایک تو یہ کہ حاجت کو دور جانا چاہیے لوگوں کی نگاہ سے دوسری یہ کہ جو شخص فضیلت رکھتا ہو وہ اپنے ساتھیوں میں سے کسی سے کام لے سکتا ہے تیسری یہ کہ خدمت صالحین اور اہل فضیلت کی مستحب ہے چوتھی یہ کہ پانی سے استنجا کرنا مستحب ہے اور صرف پتھر پر قناعت کرنے سے بہتر ہے اور لوگوں نے اختلاف کیا ہے اس مسئلے میں لیکن جمہور سلف اور خلف اور اہل فتوی اسطرف گئے ہیں کہ ڈھیلوں استنجا کرکے پھر پانی سے دھونا افضل ہے اور صرف ایک چیز پر اقتصار کرنا جائز ہے لیکن پانی پر اقتصار کرنا افضل ہے اور بعض سلف کے نزدیک ڈھیلوں پر اقتصار کرنا افضل ہے اور ابن حبیب مالکی نے کہا ڈھیلے کافی نہیں ہیں مگر اس صورت میں جب پانی نہ ملے اور بعض علماء نے ان حدیثوں سے یہ استدلال کیا ہے کہ برتن سے وضو کرنا بہتر ہے حوض یا تالاب سے وضو کرنے سے مگر یہ استدلال مقبول نہیں قاضی عیاض نے کہا اس قول کی کچھ اصل نہیں اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ امر منقول ہے کہ آپ نے حوض کو پایا ہو پھر اوسکو چھوڑ کر برتن سے وضو اختیار کیا ہو انتہی **باب المسح علی الخفین** موزوں پر مسح کرنے کا بیان فائدہ نووی نے کہا علماء نے اجماع کیا ہے کہ موزوں پر مسح کرنا جائز ہے سفر اور حضر دونوں میں برابر ہے کہ ضرورت ہو یا نہ ہو اور نہیں اختلاف کیا ہیں کسی نے جسکا اعتبار ہو البتہ شیعہ اور خوارج نے اسکا انکار کیا ہے اور اونکے اختلاف کا اعتبار نہیں اور امام مالک سے دو میں کئی روایتیں ہیں اور مشہور روایت جمہور کے موافق ہے اور موزوں کے مسح کو بہت صحابہ نے نقل کیا ہے حسن بصری نے کہا ہیں ستر صحابیوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح کیا کرتے تھے موزوں پر اور میں نے شرع مہذب میں ان صحابہ میں سے اکثر کا نام بیان کیا ہے اور کئی عمدہ باتیں لکھی ہیں اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ مسح موزوں پر افضل ہے یا پاؤں کا دھونا ہمارے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ پاؤں دھونا افضل ہے

اور یہی قول ہے حضرت عمر اور عبداللہ بن عمر اور ابو ایوب انصاری کا اور ایک جماعت تابعین کی اس طرف گئی ہین کہ مسح افضل ہے اور یہی قول ہے شعبی اور حکم اور حماد اور احمد سے اس باب مین دو روایتین ہین صحیح یہ ہے کہ مسح افضل ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ دونون برابر ہین ابن منذر نے اسی کو اختیار کیا ہے عَنْ هَمَّامٍ قَالَ بَالَ جَرِيرٌ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقِيلَ تَفْعَلُ هٰذَا فَقَالَ نَعَمْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ قَالَ الْأَعْمَشُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ كَانَ يُعْجِبُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثُ لِأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيرٍ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ ترجمہ ہمام سے روایت ہے جریر رضہ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور مسح کیا موزون پر لوگون نے کہا تم ایسا کرتے ہو انہون نے کہا ہان مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپنے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور مسح کیا دونون موزون پر اعمش نے کہا ابراہیم نے کہا لوگون کو یہ حدیث بہت بھلی معلوم ہوتی تھی کیونکہ جریر سورہ مائدہ کے اوترنے کے بعد مسلمان ہوئے تھے ف اور سورہ مائدہ مین وضو کی آیت ہے جسمین پاؤن دھونے کا حکم ہے اب اگر جریر اس سورت کے اوترنے سے پہلے مسلمان ہو چکے ہوتے تو یہ گمان ہو سکتا کہ انکی حدیث سورہ مائدہ کی آیت سے منسوخ ہو گئی ہو اور جب وہ اس سورت کے اوترنے کے بعد اسلام لائے تو اب یہ گمان ہرگز چل نہین سکتا اور سنن بیہقی مین ابراہیم بن ادہم سے مروی ہے انہون نے کہا کہ موزون کے مسح مین جریر کی حدیث سے بہتر کوئی حدیث نہین سنی (نووی) عَنِ الْأَعْمَشِ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ عِيسَى وَسُفْيَانَ قَالَ فَكَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ يُعْجِبُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثُ لِأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيرٍ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گذرا اسمین یہ ہے کہ عبداللہ کے ساتھیون کو یہ حدیث بھلی معلوم ہوتی اسلیے کہ جریر سورہ مائدہ کے اوترنے کے بعد مسلمان ہوئے تھے عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْتَهَى إِلَى سُبَاطَةِ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا فَتَنَحَّيْتُ فَقَالَ ادْنُهْ فَدَنَوْتُ حَتَّى قُمْتُ عِنْدَ عَقِبَيْهِ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ترجمہ حذیفہ سے روایت ہے مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ ایک قوم کے گھورے پر پہونچے تو کھڑے ہو کر پیشاب کیا ف نووی نے کہا علماء نے اسحدیث مین کئی وجہین بیان کی ہین ایک تو وہ شافعی سے بھی منقول ہے کہ عرب کے لوگ پشت کے درد کا علاج کھڑے ہو کر پیشاب کرنیسے کرتے ہین اور ہم یہ سمجھتے ہین کہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی پیشہ کے درد کے وجہ سے ایسا کیا ہوگا دوسری وجہ یہ ہے جسکو بیہقی نے باسناد
ضعیف نقل کیا ہے کہ آپ کے گھٹنون کے اندر درد تھا تیسری وجہ یہ ہے کہ آپ کو جگہہ نہ ملی
بیٹھنے کی اس لیے آپ لاچار ہوکر کھڑے رہے اور امام ابو عبد اللہ مازری اور قاضی عیاض نے ایک
چوتھی وجہ بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ کھڑے ہونے مین دبر سے حدث نہ نکلنے کا اطمینان ہوتا
ہے برخلاف بیٹھنے کے اور اسیواسطے حضرت عمر نے کہا ہے کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا دبر کو روکے
رکھتا ہے حدث نکلنے سے اور ایک پانچوین وجہ ہوسکتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے کھڑے ہوکر اسلیے
پیشاب کیا تہا تاکہ اسکا جواز معلوم ہو مگر ایک ہی بار ایسا کیا اور ہمیشہ کی عادت آپکی یہ تھی کہ بیٹھ
کر پیشاب کیا کرتے حضرت عائشہ کی حدیث سے یہ امر ثابت ہے انہون نے کہا جو کوئی تم سے کہے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر پیشاب کرتے تھے تو ہرگز نہ مانو آپ ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب
کیا کرتے تھے روایت کیا اسکو احمد بن حنبل اور ترمذی اور نسائی اور بہت لوگون نے اور اسناد
اسکا بہتر ہے اور کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی ممانعت مین کئی حدیثین مروی ہین لیکن وہ ثابت
نہین ہین پر حضرت عائشہ کی یہ حدیث ثابت ہے اسیواسطے علمانے کہا ہے کہ کھڑے ہوکر پیشاب
کرنا مکروہ ہے اگر عذر نہو اور یہ کراہت تنزیہی ہے نہ تحریمی ابن منذر نے اشراق مین لکھا ہے کہ
علمانے اختلاف کیا ہے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے مین تو حضرت عمر رضہ اور زید بن ثابت اور ابن
عمر اور سہل بن سعد سے یہ امر ثابت ہے کہ انہون نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا ہے اور ایسا ہی منقول ہے انس اور
علی رضہ اور ابو ہریرہ سے اور ایسا ہی کہا ہے ابن سیرین اور عروہ بن الزبیر نے اور ابن مسعود اور شعبی اور
ابراہیم بن سعد نے اسکو مکروہ جانا ہے ابراہیم بن سعد اس شخص کی گواہی نہین قبول کرتے تھے جو
کھڑے ہوکر پیشاب کرے اور اس مسئلہ مین ایک تیسرا قول ہے وہ یہ کہ اگر پیشاب کرنی کی جگہہ
ایسی ہو جس پر سے پیشاب کی قطرے اڑین تو کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ ہے اور جو اوڑنے کا ڈر
نہ ہو تو مکروہ نہین امام مالک کا یہی قول ہے ابن منذر نے کہا پیشاب بیٹھ کر کرنا میرے نزدیک بہتر
اور کھڑے ہوکر بھی درست ہے اور یہ سب ثابت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تمام ہوا کلام ابن منذر
کا لیکن ایک قوم کے گھوڑی پر پیشاب کرنیکے لیے تو یہ اسوجہ سے ہوگا کہ وہ لوگ اس سے برا نہ مانتے
ہونگے بلکہ خوشی سے ہونگے اور جس شخص کو نا خوشی ہو اسکی زمین مین پیشاب کرنا یا اسکا کھانا کھانا درست نہین

اور اوسکی مثالین حدیث مین بہت ہین یا وہ گھور اخاص اس قوم کا نہو گا بلکہ سب گھرون کے صحن مین مشترک ہو گا لیکن اونکے گھر کے قریب ہو گا اسوجہ سے انکی طرف نسبت کیا گیا اور یہ جو آپنے گھورے پر پیشیات کیا اور دور تشریف نہ لے گئے حالانکہ آپ کی عادت یہ تھی کہ حاجت کے لیے دور جاتے تو قاضی عیاض نے اسکی یہ وجہ بیان کی ہو کہ آپ لوگون کو سمجھانے مین یا وہ اپنے اور کامون مین مصروف ہونگے دفعۃً آپکو پیشاب کی حاجت ہوئی اور اسوقت دور جانا ممکن نہ ہوا اسلیے آپ گھورے پر چلے گئے (نووی) **ت** مین سمجھ گیا آپنے فرمایا نزدیک آ مین نزدیک چلا گیا **ف** آپنے نزدیک اسواسطے بلایا تاکہ لوگون سے آڑ ہو جاوے دوسری یہ کہ آپکی غرض پیشاب کرنا تھی نہ پاخانہ اور دوسرے حدیث سے بھی اطمینان تھا اسلیے پاس بلانے مین کوئی قباحت نہ تھی (نووی) **ت** یہانتک کہ آپکی ایڑیون کے پاس کھڑا ہوا پھر آپ نے وضو کیا اور موزون پر مسح کیا **ف** نووی نے کہا یہ حدیث بہت سے فوایدپر مشتمل ہے ایک تو موزہ پر مسح کرنا دوسری حضر مین مسح جائز ہونا تیسری کھڑے ہو کر پیشاب جائز ہونا چوتھی پیشاب کرنے والے سے دوسرا آدمی نزدیک ہونیکا جواز پانچوین پیشاب کرنیوالے کا بلانا دوسرے کو آڑ کے لیے تیسری پردہ کرنے کا استحباب ساتوین جواز پیشاب کا گھرون کے نزدیک

عن اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ کَانَ اَبُوْمُوْسٰی یُشَدِّدُ فِی الْبَوْلِ وَیَقُوْلُ فِیْ قَارُوْرَۃٍ وَیَقُوْلُ اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کَانَ اِذَا اَصَابَ جِلْدَ اَحَدِھِمْ بَوْلٌ قَرَضَہٗ بِالْمَقَارِیْضِ فَقَالَ حُذَیْفَۃُ لَوَدِدْتُ اَنَّ صَاحِبَکُمْ لَا یُشَدِّدُ ھٰذَا التَّشْدِیْدَ فَلَقَدْ رَاَیْتُنِیْ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَتَمَاشٰی فَاَتٰی سُبَاطَۃَ خَلْفَ حَائِطٍ فَقَامَ کَمَا یَقُوْمُ اَحَدُکُمْ فَبَالَ فَانْتَبَذْتُ مِنْہُ فَاَشَارَ اِلَیَّ فَجِئْتُہٗ فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِہٖ حَتّٰی فَرَغَ ترجمہ ابووائل سے روایت ہی ابوموسے سے نہایت سختی کرتے تھے پیشاب مین وہ پیشاب کیا کرتے تھے ایک شیشی مین اور کہتے تھے بنی اسرائیل مین جب کسی کے بدن کو پیشاب لگ جاتا تو وہ کھال کترتے کترنیون سے حذیفہ نے کہا مین یہ چاہتا ہون کہ ابوموسے ایسی سختی نہ کرتے تو بہتر تھا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا آپ ایک قوم کے گھورے پر آئے دیوار کے پیچھے آپ کھڑے ہوئے جسطرح سے تم مین کوئی کھڑا ہوتا ہے پھر پیشاب کیا مین دور ہٹا آپنے فرمایا پاس آ یہانتک کہ مین آپکی ایڑیون کے پاس کھڑا رہا جب تک کہ آپ پیشاب سے فارغ ہوئے **ف** حذیفہ کی غرض اس حدیث بیان کرنے سے یہ تھی کہ اتنی سختی ابوموسے کی سنت کے خلاف ہی کیونکہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے کھڑے پیشاب کیا اور چمڑین اوڑنے کا خیال نہ کیا اور شیشی وغیرہ مین پیشاب نہین کیا جیسا ابو موسے کرتے ہین عن المغیرۃ بن شعبۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ خرج لحاجتہ فاتبعہ المغیرۃ باداوۃ فیھا ماء فصب علیہ حین فرغ من حاجتہ فتوضأ ومسح علی الخفین وفی روایۃ ابن رحیم مکان حین حتی ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے کام کو نکلے اونکے پیچھے مغیرہ پانی کا ڈول لے کر گئے اور جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے تو پانی ڈالا آپ پر (یعنے وضو کے وقت) پھر وضو کیا اور مسح کیا موزون پر ابن رحیم کی روایت مین یون ہے پانی ڈالا آپ پر یہانتک کہ آپ فارغ ہوئے حاجت سے (یعنے وضو سے) عن یحیی بن سعید بھذا الاسناد وقال فغسل وجھہ ویدیہ ومسح برأسہ ثم مسح علی الخفین ترجمہ اس روایت کا وہی جو اوپر گذرا اسمین یہ ہے پھر موضہ دھویا اور دونون ہاتھ دھوئے اور مسح کیا سر پر پھر مسح کیا موزونپر عن المغیرۃ بن شعبۃ قال بینما انا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلۃ اذ نزل فقضی حاجتہ ثم جاء فصببت علیہ من اداوۃ کانت معی فتوضأ ومسح علی خفیہ ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے مین ایک رات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ اترے اور حاجت سے فارغ ہوئے پھر آئے تو مین نے آپ پر پانی ڈالا ڈول سے جو میرے پاس تھا آپنے وضو کیا اور مسح کیا موزون پر

ف نووی نے کہا حدیث سے اور اسامہ بن زید کی حدیث سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ وضو مین دوسرے سے مدد لینا درست ہے اور بعضی حدیثون مین اسکی ممانعت آئی ہے لیکن وہ ثابت نہین ہین ہمارے اصحاب نے کہا کہ یہ مدد لینا تین قسم پر ہے ایک تو یہ کہ پانی لانے مین کسی سے مدد لیوے اور یہ نہ مکروہ ہے نہ اسمین کچھ قباحت ہے دوسری یہ کہ اعضا کے دھونے مین مدد لیوے یعنے دوسرا شخص اوسکے اعضا کو دھووے یہ مکروہ ہے مگر ضرورت کیوقت جائز ہے تیسری یہ کہ دوسرا شخص صرف پانی ڈالے اسکا ترک اولی ست پر کرنا مکروہ ہے یا نہین اسمین دو قول ہین اور جب کوئی دوسرا پانی ڈالے تو وہ وضو کرنے والے کے بائین طرف کھڑا ہو عن المغیرۃ بن شعبۃ قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فقال یا مغیرۃ خذ الاداوۃ فاخذتھا ثم خرجت معہ فانطلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی توارای عنی فقضی حاجتہ ثم جاء وعلیہ جبۃ شامیۃ ضیقۃ

الكعبين وذهب يخرج يديه من كمّيها فضاقت فأخرج يديه من أسفلها فصببت عليه فتوضأ وضوءه للصلوة ثم مسح على خفيه ثم صلى ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سفر میں آپ نے فرمایا اے مغیرہ چھاگل لے پانی کی میں نے لی اور آپ کے ساتھ نکلا آپ چلے یہانتک کہ میری نظر سے غائب ہوگئے اور حاجت سے فارغ ہوئے پھر لوٹ کر آئے آپ ایک جبہ پہنے ہوئے تھے شام کا تنگ آستینوں کا آپ نے چاہا اپنے ہاتھ آستینوں سے باہر نکالنا وہ نکل نہ سکے تو آپ نے نیچے سے ہاتھوں کو نکال لیا پھر میں نے وضو کا پانی ڈالا آپ نے وضو کیا جیسے نماز کے لیے وضو کرتے ہیں پھر مسح کیا موزوں پر پھر نماز پڑھی عن المغيرة بن شعبة حاجته قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم لبعض حاجته فلما رجع تلقيته بإداوة فصببت عليه فغسل يديه ثم غسل وجهه ثم ذهب ليغسل ذراعيه فضاقت الجبة فأخرجهما من تحت الجبة فغسلهما ومسح رأسه ومسح على الخفين ثم صلى ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی حاجت کے واسطے جب لوٹے تو میں پانی کا ڈول لیکر آیا اور آپ پر پانی ڈالا آپ نے دونوں ہاتھ دھوئے پھر منہ دھویا پھر ہاتھ دھونا چاہے جبہ تنگ تھا آخر دونوں ہاتھوں کو جبے کے نیچے سے نکالا اور دھویا انکو اور سر پر مسح کیا اور موزوں پر مسح کیا پھر ہمارے ساتھ نماز پڑھی عن المغيرة بن شعبة قال كنت مع النبي صلى الله عليه وسلم ذات ليلة في مسير فقال لي أمعك ماء قلت نعم فنزل عن راحلته فمشى حتى توارى في سواد الليل ثم جاء فأفرغت عليه من الإداوة فغسل وجهه وعليه جبة من صوف فلم يستطع أن يخرج ذراعيه ومسح برأسه ثم أهويت لأنزع خفيه فقال دعهما فإني أدخلتهما طاهرتين ومسح عليهما ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ایک رات آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس پانی ہے میں نے کہا ہاں آپ سواری پر سے اترے اور چلے یہانتک کہ اندھیری رات میں نظروں سے چھپ گئے پھر لوٹ کر آئے تو میں نے پانی ڈالا ڈول سے آپ نے منہ دھویا آپ ایک جبہ اونی پہنے ہوئے تھے تو ہاتھ آستینوں سے باہر نکال نہ سکے آپ نے نیچے سے ہاتھوں کو باہر نکالا اور دھویا اور سر پر مسح کیا پھر میں جھکا آپ کے موزے اتارنے کو آپ نے فرمایا رہنے دے میں نے انکو

طہارت پر پہنا ہے اور مسح کیا اُن دونو پر ف نووی نے کہا علما نے اختلاف کیا اس مسئلے
مین ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ موزونکا پہننا طہارت کا ملہ پر ضرور ہے یہانتک کہ اگر کسی نے دہنا
پاؤن دھویا پھر موزہ پہنا پھر بایان پاون دھویا اور بایان موزہ پہنا تو اسنے موزہ پر مسح درست
نہوگا اسلیے کہ اسوقت طہارت کامل نہ تھی اب اُس کا اوتارنا اور دوبارہ پہننا ضرور ہے
البتہ بایان موزہ اوتارنے کی حاجت نہین ہے کیونکہ اوسکے پہننے کے وقت طہارت کامل ہوچکی
تھی اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ بائین موزے کا بھی اُتارنا ضرور ہے اور یہی قول ہے مالک
اور احمد اور اسحاق کا اور ابو حنیفہ اور سفیان ثوری اور یحیی بن آدم اور مزنی اور ابو ثور اور داؤد کا قول
ہے کہ پہننا موزہ کا حدث کی حالت مین بھی درست ہے بشرطیکہ طہارت کامل کرکے اسنے پہنا ہو (عن المغیرۃ انہ وضأ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فتوضأ ومسح علی خفیہ فقال لہ فقال انی ادخلتہما طاہرتین
ترجمہ مغیرہ سے روایت ہے انہون نے وضو کرایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپنے وضو کیا اور مسح
کیا دونو موزو پر مغیرہ نے کہا تو آپنے فرمایا مین نے ان کو طہارت مین پہنا ہے عن المغیرۃ
بن شعبۃ قال تخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتخلفت معہ فلما قضی حاجتہ
قال امعک ماء فاتیتہ بمطہرۃ فغسل کفیہ ووجہہ ثم ذہب یحسر عن ذراعیہ
فضاق کمّا الجبۃ فاخرج یدہ من تحت الجبۃ والقی الجبۃ علی منکبیہ وغسل ذراعیہ
ومسح برأسہ وعلی العمامۃ وعلی خفیہ ثم رکب ورکبت فانتہینا الی القوم وقد قاموا
فی الصلوۃ یصلی بہم عبد الرحمن بن عوف وقد رکع بہم رکعۃ فلما احس بالنبی
صلی اللہ علیہ وسلم ذہب یتاخر فاومی الیہ فصلی بہم فلما سلم قام النبی صلی اللہ علیہ
وسلم وقمت فرکعنا رکعۃ التی سبقتنا ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سفر مین پیچھے رہ گئے مین بھی آپکے ساتھ پیچھے رہ گیا جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے تو فرمایا
تمہارے پاس پانی ہے مین ایک چھاگل لے کر آیا پانی کی آپنے دونو ہاتھ دھوئے اور منہ دھویا پھر
باہین آستینون مین سے نکالنا چاہین تو آستین تنگ ہوئی آپنے نیچے سے ہاتھون کو نکالا اور جبہ کو اپنے
مونڈھون پر ڈالدیا اور دونو ہاتھ دھوئے اور پیشانی پر مسح کیا اور عمامہ اور موزو پر پھر سوار ہوئے مین بھی سوار
ہوا جب آپ لوگون مین پہونچے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور عبد الرحمن بن عوف نماز پڑھا رہے تھے ایک رکعت

نسأل اللہ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم والصالحین

پڑھ چکے تھے انکو جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہین وہ پیچھے ہٹنے لگے آپ نے اشارہ کیا اپنی جگہہ پر رہو آخر انہون نے نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوے اور مین بھی کھڑا ہوا اور ایک رکعت جو ہم سے پہلے ہو چکی تھی پڑہ لی ف یہی وہ حدیث ہو جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پڑہنا اپنے صحابی کے پیچھے ثابت ہوتا ہے علماء نے کہا ہے کہ آپ نے سوا عبد الرحمن بن عوف کے اور کسی آدمی کے پیچھے نماز نہین پڑھی حضرت جبرائیل کے پیچھے نماز پڑھی ہے نووی نے کہا اس حدیث سے بہت سی باتین نکلتی ہین ایک افضل کا اقتدا کرنا اپنے سے کم درجہ والے کے ساتھ دوسری نبی کا نماز پڑہنا اپنے نبی کے پیچھے تیسری فضیلت اول وقت نماز پڑہنے کی کیونکہ صحابہ نے انکا انتظار نہ کیا اور نماز شروع کر دی چوتھی جب امام حاضر ہو تو لوگ کسی اور امام بنا سکتے ہین بشرطیکہ اس سے کوئی مفسدہ نہ پیدا ہوا اور امام کو رنج نہ ہو ورنہ سب لوگ اول وقت اکیلے اکیلے نماز پڑھ لین دوبارہ جماعت مین شریک ہو جانا مستحب ہوگا پانچوین مسبوق سلام کے بعد اپنی باقی نماز پوری کرلے اور یہ باقی نماز بدون پڑھے اوسکے ذمہ سے ساقط نہ ہوگی البتہ سورہ فاتحہ پڑہنا ساقط ہو جاتا ہے جب امام کو رکوع مین پاوے چھٹی یہ کہ مسبوق کو بھی امام کی پیروی رکوع اور سجود اور قعدہ سب ارکان مین ضرور ہے اگرچہ اوسکے قعدے کا وقت نہ ہو ساتوین یہ کہ مسبوق امام سے جب جدا ہوتا ہے جب امام سلام پھیر دے اور عبد الرحمن بن عوف جو نماز پڑہائی گئے اور ابو بکر صدیق کی طرح پیچھے ہٹ نہ آئے اسکی وجہ یہ تھی کہ عبد الرحمن ایک رکعت پڑھ چکے تھے اور ابو بکر نے کوئی رکعت نہین پڑھائی تھی انتہے عَنِ الْمُغِيْرَةِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَمُقَدَّمِ رَاْسِهٖ وَعَلٰى عِمَامَتِهٖ ترجمہ مغیرہ سے روایت ہو رسول اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزونپر اور پیشانی پر اور عمامے پر ف عمامہ پر مسح کرنا درست ہو اور اسکا اوتارنا ضرور نہین رفع حرج کے لیے الحدیث کا یہی قول ہو اور بعض علماء کے نزدیک عمامہ پر مسح جائز نہین جب تک سر پر ماتھ نہ پھیرے عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی ہو اور گذرا عَنِ الْمُغِيْرَةِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهٖ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ ترجمہ مغیرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو مسح کیا پیشانی پر اور عمامہ پر اور موزونپر عَنْ

بلال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح علی الخفین والخمار ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزوں پر اور عمامہ پر عن الاعمش بھذا الاسناد وقال فی الحدیث رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ یہ روایت بھی اعمش سے ایسی ہے جیسے اوپر گذری مگر اس میں اتنا زیادہ ہے دیکھا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو باب التوقیت فی المسح علی الخفین موزوں پر مسح کرنے کی مدت کا بیان عن شریح بن ہانی قال اتیت عائشۃ اسالھا عن المسح علی الخفین فقالت علیک بابن ابی طالب فاسالہ فانہ کان یسافر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسالناہ فقال جعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلثۃ ایام ولیالیھن للمسافر ویوما ولیلۃ للمقیم قال وکان سفیان اذا ذکر عمر اتی علیہ ترجمہ شریح بن ہانی روایت ہے میں حضرت عائشہ پاس آیا اس سے موزوں کا مسح پوچھنے کو انہوں نے کہا تم ابوطالب کے بیٹے (یعنی حضرت علی رض) سے پوچھو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے ہم نے ان سے پوچھا انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ نے مسافر کے لیے مسح کی مدت تین دن تین رات مقرر کی اور مقیم کے لیے ایک دن رات وفا نووی نے کہا جمہور علما کا یہی قول ہے جیسے ابوحنیفہ اور شافعی اور احمد کا اور امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ مسح کی مدت کچھ مقرر نہیں جتنے دن تک چاہے مسح کرے اور یہی ایک قول قدیم ہے شافعی کا انہی دلیل ابن ابی عمارہ کی حدیث ہے جو ابوداود نے روایت کی لیکن وہ حدیث باتفاق علما ضعیف ہے اب اکثر علما کا یہ قول ہے کہ یہ مدت موزے پہننے کے بعد حدث کے وقت سے شروع ہوگی نہ موزے پہننے کے وقت سے اور نہ مسح کے وقت سے اگر مدت گذرنے سے پہلے قضائی حاجت ہوئی تو موزے پر مسح جائز نہ ہوگا ہمارے اصحاب کے نزدیک پھر اگر غسل کیا اور دونوں پاؤں موزے کے اندر دھو لیے تو جنابت جاتی رہے گی اور نماز جائز ہو جاوے گی اب اگر اسکے بعد حدث ہوگا تو موزے پر مسح درست نہیں اس لیے کہ موزہ پر مسح اسی وقت درست ہے جب طہارت کامل پر پہنے جاویں اب انکو اتار کر طہارت کر کے پھر پہنے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مفتی کو اگر کوئی مسئلہ معلوم نہ ہو تو دوسرے کو جو اس کو جانتا ہو خود جانا بتلا دے عن الحکم بھذا الاسناد مثلہ عن شریح بن ہانی قال سالت عائشۃ عن المسح علی الخفین فقالت ائت علیا فانہ اعلم بذلک منی فاتیت علیا فذکر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ ترجمہ حکم سے دونوں روایتوں کا وہی جو اوپر گذرا باب جواز الصلوات کلھا بوضوء واحد ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنا عن بریدۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی الصلوات یوم الفتح بوضوء

وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی خُفَّیْہِ فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ لَقَدْ صَنَعْتَ الْیَوْمَ شَیْئًا مَا کُنْتَ تَصْنَعُہٗ قَالَ عَمْدًا صَنَعْتُہٗ یَا عُمَرُ ترجمہ بریدہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسدن کہ فتح ہوا ایک وضو سے کئی نمازین اور مسح کیا موزونپر حضرت عمر نے کہا یارسول اللہ آپنے آج وہ کام کیا جو کبھی نہین کیا تھا آپنے فرمایا مین نے قصداً ایسا کیا ف نووی نے کہا اسحدیث سے کئی باتین معلوم ہوئین ایک یہ کہ موزے پر مسح کرنا دوسری کئی فرض نمازونکا ایک وضو سے پڑھنا جب تک حدث نہو اور یہ جائز ہے باجماع علماء اور امام ابوجعفر طحاوی اور ابوالحسن بن بطال نے صحیح بخاری کی شرح مین ایک جماعت علماء سے اسکے خلاف نقل کیا ہے اونکے نزدیک ہر ایک فرض نماز کے لیے تازہ وضو ضرور ہے اگرچہ وضو ہو اور دلیل انکی قول ہے اللہ تعالے کا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ الآیۃ اور جمہور کی دلیل احادیث صحیحہ ہین ایک انمین سے یہ حدیث ہی اور ایک حدیث انس کی ہے صحیح بخاری مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے اور ہم لوگون کو ایک ہی وضو کافی ہوتا جب تک حدث نہ ہو دوسری حدیث سوید بن نعمان کی ہے صحیح بخاری مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی پھر ستو کھائے اور مغرب کی نماز پڑہی اور وضو نہین کیا اسکے تائید مین اور بہت سی حدیثین آئین ہین جیسے حدیث جمع کرنے کی عرفے اور مزدلفے مین اور تمام سفرون مین اور قضا نماز کے لیے نمازونکی جمع کرنیکی خندق مین اور آیۃ کریمہ سے مراد یہ ہے کہ جب تم بیوضو ہو اور نماز کے لیے اٹھو تو منہ دھو اخیر تک کہ بعضون نے کہا آیت منسوخ ہے اور رسول اللہ صلعم کے فعل سے اور یہ قول ضعیف ہے ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا وضو ہوتے ہوئے مستحب ہے اور یہین کئی قول ہین ایک تو یہ کہ اس وضو سے کوئی نماز ضرور پڑھے خواہ فرض ہو یا نفل دوسری یہ کہ تازہ وضو اسی صورت مین مستحب ہے جب اُس سے کوئی نماز فرض پڑھے تیسری یہ کہ اس وضو سے وہ کام کرے جو بغیر طہارت کے درست نہین جیسے مصحف کا چھونا سجدہ تلاوت کرنا چوتھی یہ کہ ہر حال مین مستحب ہے اگرچہ انمین سے کوئی کام نہ کرے بشرطیکہ وضو سابق اور حال مین اتنا زمانہ گذرا کہ جسکے سبب سے دوسرا وضو پہلے وضو سے علیحدہ ہو جاوے اور تازہ غسل کرنا مستحب نہین موافق مذہب صحیح کے اور امام الحرمین نے ایک قول استحباب کا نقل کیا ہے اسیطرح تازہ تیمم کرنے مین دو قول ہین ایک یہ کہ مستحب نہین اور یہی زیادہ مشہور ہے اور یہ تازہ تیمم زخمی اور بیمار کے لیے ہوگا جو ہر نماز کے لیے وضو کرتے ہین اور انکے سوا اور کے لیے بھی ہو سکتا ہے جب دوبارہ تلاش پانی کی

نہ ہین اور جو یہ حضرت عمر نے کہا آپ نے وہ کام کیا جو کبھی نہ کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے جیسے افضل ہے اور اسدن جو کئی نمازین ایک وضو سے پڑہین اس سے جواز کا بیان کرنا مقصود تھا جیسے آپ نے فرمایا مین نے یہ کام قصداً کیا ہے اسحدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کم درجہ والا بڑے درجہ والے سے سوال کر سکتا ہے ان افعال سے جو عادت کے خلاف ہون اسلیے کہ کبھی یہ امر نسیان سے ہوتا ہے تو وہ آگاہ ہو جاویگا اس سوال کی وجہ سے انتہی **باب** کراھۃ غمس المتوضی وغیرہ یدہ المشکوک فی نجاستھا فی الاناء قبل غسلھا ثلاثا۔ پانی کے برتن مین ہاتھ ڈالنا اسکو دھونے سے پہلے مکروہ ہے **عن** ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا استیقظ احدکم من نومہ فلا یغمسن یدہ فی الاناء حتی یغسلھا ثلاثا فانہ لا یدری این باتت یدہ ۱۲ ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے سوکر اوٹھے تو اپنا ہاتھ برتن مین نہ ڈالے جب تک اوسکو تین بار نہ دھولے کیونکہ معلوم نہین کہان رہا ہاتھ اوسکا ۱۲ امام شافعی نے کہا عربون کی عادت تھی کہ وہ ڈھیلون سے استنجا کیا کرتے تھے اور انکے ملک گرم تھے سونے مین پسینا آتا اسلیے احتمال تھا کہ ہاتھ نجس ہو گیا ہو اور اسحدیث سے کئی مسائل نکلتے ہین ایک تو یہ کہ قلیل پانی پر اگر نجاست پڑ جاوے تو وہ نجس ہو جاویگا دوسری یہ کہ سات بار دھونا کسی نجاست کا ضرور نہین سوا کتے کے جاٹے ہوئے برتن کے تیسری یہ کہ استنجا کا مقام ڈھیلون سے پاک نہین ہوتا بلکہ معاف ہے نماز اس سے چوتھی یہ کہ نجاست کا تین بار دھونا ضرور ہے یعنی نجاست متحققہ کا اور متوہمہ کا تین بار دھونا مستحب ہے پانچوین یہ کہ نجاست متوہمہ کا دھونا مستحب ہے صرف پانی ڈالنا کافی نہین چھٹی یہ کہ عبادات مین احتیاط کرنا مستحب ہے بشرطیکہ یہ احتیاط وسوسہ کے درجہ تک نہ پہونچے اب جمہور علما اسطرف ہین کہ یہ ہاتھ ڈالنے کی ممانعت تنزیہی ہے نہ تحریمی جس صورت مین نجاست کا یقین نہ ہو اور اگر ہاتھ ڈالدے گا تو پانی نجس نہ ہوگا اور حسن بصری سے منقول ہے کہ نجس ہو جاویگا اگر رات کو سوکر اوٹھا ہے اور اسحاق بن راہویہ اور محمد بن جریر طبری سے بھی یہی منقول ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے کیونکہ اصل پانی اور ہاتھ دونون مین طہارت ہے پھر شک سے وہ نجس نہین ہو سکتی اور یہہ سوکر اوٹھنا ہمارے نزدیک رات کے سونے سے مخصوص نہین

بلکہ جب سو کر اٹھے اور نجاست کا شبہہ ہو یا بغیر سونے نجاست کا گمان تو برتن میں بغیر ہاتھ دھوئے ہاتھ نہ ڈالے اور امام احمد سے یہ روایت ہے کہ اگر رات کی خواب سے اٹھا ہے تو ہاتھ ڈالنا مکروہ تحریمی ہے اور جو دن کی خواب سے اوٹھا ہے تو مکروہ تنزیہی ہے اور داؤد ظاہری کا بھی یہی قول ہے انتہی مختصراً

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فِیْ حَدِیْثِ اَبِیْ مُعَوِّیَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَدِیْثِ هَمَّامٍ قَالَ بِرَفْعِهٖ بِمِثْلِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ترجمہ ان روایتوں کا وہی جو اوپر گذرا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ فَلْیُفْرِغْ عَلٰی یَدِهٖ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَبْلَ اَنْ یُّدْخِلَ یَدَهٗ فِیْ اِنَائِهٖ فَاِنَّهٗ لَا یَدْرِیْ اَیْنَ بَاتَتْ یَدُهٗ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے جاگے تو اپنے ہاتھ پر تین بار پانی ڈالے پھر برتن میں ہاتھ ڈالے اسلئے کہ اسکو معلوم نہیں کہاں رہا ہاتھ اسکا رات کو کنایہ ہے سونے سے اور یاد کرنا اور کنایہ اسی مقاموں میں زیادہ فصیح ہے اور قرآن اور حدیث میں اسکی بہت نظیریں ہیں پھر جب ہاتھ کی نجاست کا گمان ہوا گر ہاتھ کی طہارت کا یقین ہو جب بھی ہاتھ دھونا پھر ڈالنا بہتر ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس صورت میں ہاتھ ڈالنا دھونے سے پہلے مکروہ نہیں ہے اگر برتن اتنا بڑا ہے کہ ہاتھ پر پانی ڈالنا ممکن نہ ہو تو منہ سے پانی لیوے اور ہاتھ کو دھووے یا اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پاک کپڑے سے پانی نکالے یا کسی اور سے مدد لیوے (نووی) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ جَمِیْعًا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ کُلِّهِمْ یَقُوْلُ حَتّٰی یَغْسِلَهَا وَلَمْ یَقُلْ وَاحِدٌ مِّنْهُمْ ثَلٰثًا اِلَّا مَا قَدَّمْنَا مِنْ رِوَایَةِ جَابِرٍ وَابْنِ الْمُسَیَّبِ وَاَبِیْ سَلَمَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِیْقٍ وَاَبِیْ عَامِرٍ وَاُولِیْ زَیْنٍ فَاِنَّ فِیْ حَدِیْثِهِمْ ذِکْرَ الثَّلٰثِ ترجمہ اس روایت میں صرف ہاتھ دھونے کا ذکر ہے تین بار دھونے کا ذکر نہیں **بَابُ حُکْمِ وُلُوْغِ الْکَلْبِ** کتے کا منہ ڈالنا اور پانی بنا کسی برتن سے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَلَغَ الْکَلْبُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ فَلْیُرِقْهُ ثُمَّ لِیَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کتا منہ ڈالے کسی کے برتن میں تو بہا دے اسکو پھر سات بار دھووے عَنْ اَبِیْ عُمَرَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَلَمْ یَذْکُرْ فَلْیُرِقْهُ ترجمہ اس روایت میں بہانے کا ذکر نہیں ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا شَرِبَ

الکلب فی اناء احدکم فلیغسلہ سبع مرات ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جب کتا تمہارے برتن مین سے پیے تو اوسکو سات بار دھونا چاہیے عن ابی ھریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طھور اناء احدکم اذا ولغ فیہ الکلب ان یغسلہ سبع
مرات اولاھن بالتراب ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تمہارے برتن کی پاکی جب کتا اسمین سے منہ ڈالکر پیے یہ ہے کہ اسکو سات بار دھوئین پہلے بار
مٹی سے ابخین عن ھمام بن منبہ قال ھذا ما حدثنا ابوھریرۃ عن محمد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم وذکر احادیث منھا وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طھور اناء احدکم
اذا ولغ الکلب فیہ ان یغسلہ سبع مرات ترجمہ ہمام بن منبہ سے روایت ہے یہ حدیثین ہمسے ابوہریرہ
نے بیان کین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انمین سے ایک یہ حدیث بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تمہین سے کسی کے برتن کی پاکی جب کتا اسمین چپڑ چپڑ پیے یہ ہے کہ اسکو سات بار دھوے
ان حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ کتا نجس ہے اور اسکا لعاب اور پسینا ناپاک ہے جمہور علما کا یہی قول
ہے اور عکرمہ اور مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ کتا پاک ہے اور دلیل انکی یہ ہے جو اللہ تعالی نے فرمایا
کھاؤ تم وہ شکار جو کتے پکڑین تمہارے لیے اور ظاہر ہے کہ کتے کا لعاب جانور کے پکڑنے مین ضرور لگیگا مگر
یہ دلیل قوی نہین کس لیے کہ شکار کے مباح ہونے سے خاص اس مقام کی جہان کتے نے منہ لگایا ثابت
ثابت نہین ہوتی دوسری دلیل یہ ہے جو روایت کیا ترمذی اور ابوداؤد نے ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین کتے مسجد مین آتے جاتے اور پیشاب کرتے لیکن پانی کوئی نہ ڈالتا اسکا جواب یہ
ہے کہ آنے جانے سے طہارت اسکی ثابت نہین ہوتی اب رہا پیشاب اسکا وہ تو بالاجماع نجس ہے اور مسجد کے
نہ دھونے کی یہ وجہ ہوگی کہ پیشاب کی جگہ معلوم نہ ہوسکتی ہوگی یا اسوجہ سے کہ زمین جب سوکھ گئی
تو وہ پاک ہے یا یہ حکم ابتدا سے اسلام مین ہوگا بعد اوسکے مسجدون کی صفائی اور پاکیزگی کا حکم ہوا تیسری
دلیل یہ ہے کہ آگے جو حدیثین آتی ہین اونمین کتا پالنے کی اجازت دی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ پالنے
کی اجازت ہے اسکی طہارت لازم نہین آتی ان حدیثون سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کتے کا منہ ڈالکر
پینے سے برتن کا سات بار دھونا ضروری ہے اور یہی قول ابن عباس اور عروہ اور ابن سیرین اور طاؤس
اور عمر بن دینار اور اوزاعی اور مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور ابوثور اور

ابو عبید اور داؤد کا اور خلاف کیا اسکا حنفیہ نے اور قیاس کیا اسکو اور نجاست تو نہیں حالانکہ یہ قیاس ہے بمقابلہ
نص کے اور دلیل لائے ہیں طحاوی اور دارقطنی کی روایت سے کہ ابو ہریرہ نے کہا کتے کے سندھنے سے تین بار
دھونا چاہیے حالانکہ احتمال ہے ابو ہریرہ نے بھولکر یہ کہا ہو یا سات بار دھونے کو وہ مستحب جانتے ہوں اور
تین بار کو واجب اور ابو ہریرہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ انہوں نے سات بار دھونے کا حکم کیا بہرحال
ابو ہریرہ کا یہ قول احادیث صحیحہ مرفوعہ صحیحہ کے مقابل نہیں ہو سکتا (نیل الاوطار) نووی نے کہا ہمارے نزدیک
کتے کا پیشاب اور پاخانہ یا خون اور پسینا وغیرہ اگر لگ جاوے تو اسکا بھی یہی حکم ہے کہ سات بار دھوئے
اور ایک بار مٹی سے **عن** ابن المغفل قال امر رسول الله صلى الله عليه وسلم بقتل الكلاب
ثم قال ما بالهم وبال الكلاب ثم رخص في كلب الصيد وكلب الغنم وقال اذا ولغ الكلب في
الاناء فاغسلوه سبع مرات وعفروه الثامنة بالتراب **ترجمہ** عبداللہ بن مغفل مزنی سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ نے حکم کیا کتوں کے مار ڈالنے کا پھر فرمایا کیا ہے حال انکا اور حال کتوں کا پھر اجازت
دی کہ شکاری کتے اور گلہ کا کتا پالنے کی (یعنے بکریوں کے سندھنے کی حفاظت کیلیے) اور فرمایا جب کتا برتن میں
منہ ڈالکر پیوے تو اسکو سات بار دھوؤ اور آٹھویں بار مٹی سے مانجو **ف** نووی نے کہا ہمارا اور جمہور علما
کا مذہب یہ ہے کہ سات بار دھونے میں انمیں ایک بار مٹی ملکر دھوئیں اور چونکہ مٹی ایک علیحدہ چیز ہے گویا آٹھوں
بار دھوا۔ اور بعید اسقدر احتیاط کا کہ کتے کی جوٹھ میں یہ ہے کہ بعضا کتا زہریلا ہوتا ہے اور بعضا دیوانہ تو سات
بار دھونے میں برتن سے بالکل اثر جاتا رہیگا یہ نہیں کہ نجاست اسکی اور نجاستوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ
سور کتے سے بھی زیادہ نجس ہے پر اسمیں زہر نہیں **عن** شعبة في هذا الاسناد بمثله غير ان في
روايته يحيى بن سعيد من الزيادة ورخص في كلب الغنم والصيد والزرع وليس ذكر الزرع
في رواية غير يحيى **ترجمہ** اس روایت میں کھیت کے کتے پالنے کی بھی اجازت دی یعنے کھیت کی
حفاظت **ف** نووی نے ہمارے اصحاب نے اتفاق کیا ہے کہ بغیر ضرورت کے کتا پالنا حرام ہے جیسے کوئی
پالے اسکی صورت کو پسند کرکے یا نمایش اور زیبایش کے لیے تو یہ حرام ہے بلا خلاف لیکن ضرورت کے لیے
پالنا درست ہے اور اس حدیث میں تو تین کاموں کے لیے اجازت ہے ایک شکار کے لیے دوسری جانوروں
کی حفاظت کے لیے تیسری کھیتی کی حفاظت کے لیے ان تین کاموں کے لیے تو سب کے نزدیک درست ہے البتہ
اختلاف ہے کہ گھروں کی حفاظت کے لیے اسکا پالنا درست ہے یا نہیں اور صحیح یہ ہے کہ درست ہے اور کتا

اگر کتا ہو تو اسکو مار ڈالین اور اگر کتا نہ ہو تو نہ ماریں امام الحرمین نے کہا کہ کتون کے قتل کی حدیث منسوخ ہے اسیطرح سیاہ کتے کے قتل کی انتہے مختصراً **باب** النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ ٹھہرے ہوئے پانی مین پیشاب کرنے کی ممانعت **عن** جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ ترجمہ جابر سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے ہوئے پانی مین پیشاب کرنے سے **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم مین سے تھہرے پانی مین پیشاب نہ کرے اور یہ بھی نہ کرے کہ پیشاب کرکے پھر اوسمین غسل کرے **عن** هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُلْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَجْرِي ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ ترجمہ ہمام بن منبہ نے کہا یہ وہ حدیثین ہین جو ہم سے ابوہریرہؓ نے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کین پھر کئی حدیثین بیان کین انمین سے ایک یہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا مت کر پیشاب کرے تو تھہرے ہوئے پانی مین جو بہتا نہین پھر غسل کرے اوسمین

فا نووی نے کہا یہ ممانعت بعضے پانی مین تو تحریمًا ہے اور بعضون مین کراہۃً اور احادیث سے نکلتا ہے کہ اگر پانی کثیر ہو اور بہتا ہو تو اوسمین پیشاب کرنا حرام نہین لیکن بہتر یہ ہے کہ نہ کرے اور اگر پانی قلیل ہو لیکن بہتا ہو تو ہمارے اصحاب مین سے ایک جماعت نے کہا کہ اوسمین پیشاب کرنا مکروہ ہے اور مختار یہ ہے کہ حرام ہے کیونکہ وہ پانی نجس ہوجاویگا موافق مذہب مشہور شافعی کے اور دوسرے کو دھوکا ہوگا وہ اسکو استعمال کریگا اور اگر پانی کثیر ہو لیکن تھما ہوا ہو تو ہمارے اصحاب کے نزدیک اوسمین پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن حرام نہین اور اگر حرام کہین جب بھی ہوسکتا ہے کیونکہ نہی تحریم کے لیے ہے اور وہ پانی نجس ہوجاویگا حنفیہ کے نزدیک جس صورت مین اتنا بڑا حوض نہ ہو کہ ایک کنارہ ہلانے سے دوسرا کنارہ ہلے اور جو پانی تھوڑا ہو تھما ہوا تو اوسمین پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اوسمین پیشاب کرنا حرام ہے اور پاخانہ کرنا بھی مثل پیشاب کے ہی بلکہ اس سے بدتر ہے اسیطرح اگر کسی برتن مین پیشاب کرکے اسکو پانی مین ڈالدے یا نہر سے اتنا نزدیک پیشاب کرے کہ یہ کہا جاوے کہ اوسمین جاوے یہ سب باتین منع ہین اور انمین کسی عالم نے خلاف نہین کیا البتہ داؤد ظاہری سے منقول ہے کہ ممانعت خاص ہے

انسان کے پیشاب سے اور پائخانہ کی ممانعت نہین نہ برتن مین پیشاب کرکے اسکو ڈالنے کی اور نہ پانی کے نزدیک پیشاب کرنے کی اور علما نے کہا ہے کہ پانی کے نزدیک پائخانہ اور پیشاب کرنا مکروہ ہے اگرچہ پانی مین نہ جاوے کیونکہ لوگ وہان آتے جاتے ہین تو انکو تکلیف ہوگی اور جس نے استنجا نہ کیا ہو وہ اگر پانی مین غوطہ لگانا چاہے استنجا کے لیے اور پانی قلیل ہو کہ نجاست پڑنے سے نجس ہو جاویگا تو حرام ہے اور اگر کثیر ہو اور جاری ہو تو جائز ہے اسیطرح اگر کثیر ہو اور جاری نہ ہو لیکن اس صورت مین نہ کرنا ادب سے ہے

باب النَّهْيِ عَنِ الْاِغْتِسَالِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ تھہرے ہوئے پانی مین غسل کی ممانعت **عن** اَبِي هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْتَسِلُ اَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ فَقَالَ كَيْفَ يَفْعَلُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ يَتَنَاوَلُ تَنَاوُلًا **م** ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کسیکو نہانے کی حاجت ہو تو وہ تھہرے ہوئے پانی مین نہ نہاوے لوگون نے ابوہریرہ سے کہا پھر کیا کرے انہون نے کہا ہاتھون سے پانی لیکر نہاوے **ف** نووی نے کہا ہمارے علما کے نزدیک تھہرے ہوئے پانی مین نہانا مکروہ ہے خواہ پانی قلیل ہو یا کثیر اسیطرح جاری چشمے مین شافعی نے بویطی مین کہا کہ مین مکروہ جانتا ہون جنب کے لیے غسل کرنا کنوئین مین اور تھہرے ہوئے پانی مین جو جاری نہ ہو خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر اور یہ کراہت تنزیہی ہے نہ تحریمی اور اگر جنب نے ایسے پانی مین غسل کیا اور وہ دو قلون سے کم ہے تو مستعمل ہو جاویگا ورنہ مستعمل نہ ہوگا یہ شافعیہ کے مذہب کے موافق ہے اور حنفیہ کے نزدیک اگر وہ دردہ سے کم ہے تو مستعمل ہو جاویگا اور جو دہ دردہ یا زیادہ ہے تو مستعمل نہ ہوگا اور صحیح مذہب اہلحدیث کا ہے کہ پانی پاک ہے اور پاک کرتا ہے جب تک نجاست کی وجہ سے اسکا مزہ یا بو یا رنگ نہ بدلے اور کچھ فرق نہین ہے قلیل اور کثیر پانی مین خواہ وہ دو قلے ہو یا اس سے کم اتنے سے زیادہ

باب وُجُوْبِ غَسْلِ الْبَوْلِ وَغَيْرِهِ مِنَ النَّجَاسَاتِ اِذَا حَصَلَتْ فِي الْمَسْجِدِ وَاَنَّ الْاَرْضَ تُطَهَّرُ بِالْمَاءِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ اِلٰى حَفْرِهَا مسجد مین جب پیشاب پڑ جاوے تو اسکو پانی سے دھونا ضرور ہے اور زمین پانی سے پاک ہو جاتی ہے اسکا کھودنا ضرور نہین **عن** اَنَسٍ اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامَ اِلَيْهِ بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ وَلَا تُزْرِمُوْهُ قَالَ فَلَمَّا فَرَغَ دَعَا بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَصُبَّ عَلَيْهِ **م** ترجمہ انس رضہ سے روایت ہے ایک گنوار مسجد مین پیشاب کرنے لگا لوگ اوٹھے اسکو مارنے کو

یا ہٹانے کو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت روکو پیشاب آسکا جب وہ پیشاب کر چکا آپ نے
ایک ڈول پانی کا منگوایا اور اسپر ڈالدیا **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا اَعْرَابِيًّا قَامَ اِلٰى نَاحِيَةٍ
فِي الْمَسْجِدِ فَبَالَ فِيهَا فَصَاحَ بِهِ النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ فَلَمَّا فَرَغَ
اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَنُوْبٍ فَصُبَّ عَلٰى بَوْلِهٖ ترجمہ انس بن مالک رضؓ ذکر کرتے
تھے کہ ایک گنوار مسجد کے کونے مین کھڑے ہوکر موتنے لگا لوگ چلائے اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا چھوڑ دو اسکو جب وہ موت چکا آپ نے حکم کیا ایک ڈول پانی کا اوسکے پیشاب
پر ڈالا گیا **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کا پیشاب نجس ہے اور اسپر
اجماع ہے خواہ وہ آدمی بڑا ہو یا چھوٹا لیکن کمسن بچے کے پیشاب پر صرف پانی چھڑک دینا کافی ہے
اسکو آگے ہم بیان کرینگے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کی عظمت اور عزت کرنا چاہیے اور نجاستوں
سے پاک رکھنا چاہیے اور زمین پانی ڈالنے سے پاک ہو جاتی ہے اور اسکا کھودنا ضرور نہین یہی ہمارا
اور جمہور علما کا مذہب ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک وہ بغیر کھودے پاک نہین ہوتی اور یہ بھی معلوم
ہوتا ہے کہ جاہل کو نرمی اور ملائمت سے سمجھانا چاہیے جب وہ تذلیل یا عناد سے مخالفت نہ کرے
اور علما نے لکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گنوار کے چھوڑ دینے کا دو وجہون سے
حکم کیا ایک تو یہ کہ پیشاب رک جانے سے خود اسکو ضرر ہوتا دوسری اگر وہ موتتا چلا جاتا تو ساری
مسجد اور اسکے کپڑے وغیرہ سب نجس ہو جاتے **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي
الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ فَقَامَ يَبُوْلُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ اَصْحَابُ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ مَهْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزْرِمُوْهُ
دَعُوْهُ فَتَرَكُوْهُ حَتّٰى بَالَ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ اِنَّ هٰذِهِ
الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِّنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَذَرِ اِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةِ وَقِرَاءَةِ
الْقُرْاٰنِ اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاَمَرَ رَجُلًا مِّنَ الْقَوْمِ فَجَاءَ بِدَلْوٍ مِّنْ مَّاءٍ
فَشَنَّهٗ عَلَيْهِ ترجمہ انس رضؓ مالک سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے
تھے مسجد مین اتنے مین ایک جنگلی آیا اور کھڑا ہو کر پیشاب کرنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب
نے کہا ہائین ہائین کیا کرتا ہے آپ نے فرمایا اسکا پیشاب مت روکو جانے دو لوگون نے چھوڑ دیا یہانتک کہ وہ

پیشاب کرچکا تب آپنے اوسکو بلایا اور فرمایا یہ مسجدین پیشاب اور نجاست کی لائق نہین یہ تو اللہ کی یاد کے لیے اور نماز اور قرآن پڑہنے کے لیے بنائی گئین ہین یا ایسا ہی کچھ آپنے فرمایا پھر ایک شخص کو حکم کیا وہ ایک ڈول پانی کا لایا اور اسپر بہادیا فا نووی نے کہا اسحدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد کو بچانا چاہیے ناپاک چیزون سے اور تھوک سے اور آواز بلند کرنے سے اور جھگڑے لڑائیون سے اور خرید اور فروخت سے اور سب معاملات سے اور یہان پر مین چند مسئلے مختصر طور پر بیان کرتا ہون ایک یہ کہ بے وضو کو مسجد مین بیٹھنا درست ہے اور اگر عبادت کی نیت سے بیٹھے جیسے اعتکاف یا علم دین پڑہنے یا پڑہانے یا وعظ کرنے یا سننے یا نماز کی انتظار کی نیت سے تو مستحب ہے ورنہ مباح ہے اور بعضے لوگون کے نزدیک مکروہ ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے اسیطرح مسجد کے اندر سونا درست ہے امام شافعی نے ام مین اسکی تصریح کردی ہے ابن منذر نے اشراف مین لکھا ہے کہ مسجد مین سونے کی اجازت دی ہے سعید بن مسیب اور حسن اور عطا اور شافعی نے اور ابن عباس نے کہا مسجد کو خوابگاہ مت بناؤ اور ایک روایت النسی یہ ہے کہ اگر نماز کے لیے مسجد مین سوجاوے تو کچھ قباحت نہین اور اوزاعی نے کہا مسجد مین سونا مکروہ ہے اور امام مالک نے کہا مسافرون کو مسجد مین درست ہے اور مقیم کو مناسب نہین امام احمد نے کہا مسافر وغیرہ کے لیے قباحت نہین پر اگر کوئی مسجد کو خوابگاہ بنالیوے تو جائز نہین اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے اور جس نے مسجد مین سونا جائز رکھا ہے اوسکی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی اور ابن عمر اور اصحاب صفہ مسجد مین سویا کرتے تھے اور کافر مسلمانون کی اجازت سے مسجد مین جا سکتا ہے البتہ بغیر اجازت سے اوسکو جانے سے روکا جاویگا ابن منذر نے کہا مسجد مین وضو کرنا ہر ایک عالم نے درست رکھا ہے البتہ ایسے مقام مین وضو کرنا جس سے لوگون کو تکلیف ہو مکروہ ہے اور ابن سیرین اور مالک نے سحنون سے اسکی کراہت مروی ہے مسجد کے صاف رکھنے کے لیے - ہمارے اصحاب مین سے ایک جماعت نے لکھا ہے کہ جانورون اور دیوانون اور لڑکون کا مسجد مین لیجانا مکروہ ہے اور مراد وہ لڑکے ہین جنکو تمیز نہین کیونکہ وہ نجس کردین گے مسجد کو پر جانور کا لیجانا حرام نہین ہے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فوات کیا ہے خانہ کعبہ کا اونٹ پر سوار ہوکر اور یہ کراہت کے منافی ہے اسواسطے کہ آپنے بیان جواز کے لیے ایسا کیا ہوگا یا اس لیے کہ آپ سب لوگون کو دیکھ لین تو دور

پاک چیز ہی کپڑے بدن سے نجاست کا لگنا حرام ہے اور جسکے بدن کپڑے ایسی نجاست لگی ہو کہ اگر
اس سے مسجد کے خشک ہو جانے کا ڈر ہو وہ مسجد میں نہ جاوے اور جو ڈر نہ ہو تو جا سکتا ہے اگر مسجد میں
فضلہ پاخانہ اور خون کے لیے کوئی برتن نہ رکھے تو حرام ہے ورنہ مکروہ ہے اور اگر برتن کے اندر
مسجد میں پیشاب کرے تو اسمیں دو قول ہیں ایک یہ کہ مکروہ ہے دوسری یہ کہ حرام ہے مسجد
میں چت لیٹنا پاؤں ہلانا اونگلیاں چٹخانا درست ہے مسجد کو جھاڑنا صاف کرنا مستحب ہے

باب حکم بول الطفل الرضیع وکیفیۃ غسلہ شیر خوار بچے کے پیشاب کو کیونکر دھونا چاہیے

عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتی بالصبیان فیبرک علیھم و
یحنکھم فاتی بصبی فبال علیہ فدعا بماء فاتبعہ بولہ ولم یغسلہ ترجمہ ام المومنین عائشہ
سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاس لوگ بچوں کو لاتے آپ اُنکے لیے دعا کرتے اور تالو
چبا کر اُنپر اور کچھ چبا کر اونکے مونہ میں دیتے (جیسے کھجور وغیرہ) ایک لڑکا آپ پاس لایا گیا اسنے
آپ پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوایا اور اس جگہ ڈالدیا اور دھویا نہیں اسکو **عن** عائشۃ
اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بصبی یرضع فبال فی حجرہ فدعا بماء فصبہ علیہ ترجمہ
ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دودھ پیتا بچہ لایا گیا اس نے آپ کی
گود میں پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوا کر اسجگہ ڈالدیا **عن** ام قیس بنت محصن انھا اتت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بابن لھا لم یاکل الطعام فوضعتہ فی حجرہ فبال فقال
فلم یزد علی ان نضحہ بالماء ترجمہ ام قیس بنت محصن سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایک بچہ لیکر آئیں جو ابھی کھانا نہیں کھاتا اور اسکو بٹھا دیا آپکی گود میں نے پیشاب کر دیا آپ نے فقط پانی
اسپر چھڑک دیا **عن** الزھری بھذا الاسناد وقال فدعا بماء فرشہ ترجمہ زہری سے
روایت ہے اوسی اسناد سے اسمیں یہ ہے کہ آپ نے پانی منگوایا اور چھڑک دیا **عن** عبید اللہ بن
عبد اللہ بن عتبۃ بن مسعود ان ام قیس بنت محصن وکانت من المھاجرات الاول اللاتی
بایعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھی اخت عکاشۃ بن محصن احد بنی اسد بن خزیمۃ
قال اخبرتنی انھا اتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بابن لھا لم یبلغ ان یاکل الطعام قال
فبسط لہ اخبرتنی ان ابنھا ذاک بال فی حجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدعا رسول اللہ

عَنِ الْاَسْوَدِ وَهَمَّامٍ عَنْ عَائِشَةَ فِي الْمَنِيِّ قَالَتْ كُنْتُ اَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ اسود و ہمام سے روایت ہے حضرت عائشہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
کپڑے سے منی کو کھرچ ڈالتی عَنْ عَائِشَةَ فِي تَحْتِ الْمَنِيِّ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ
خَالِدٍ عَنْ اَبِي مَعْشَرٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ترجمہ ان روایتوں کا بھی وہی جو اوپر گذرا عَنْ عُمَرَ بْنِ
مَيْمُوْنٍ قَالَ سَئَلْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيْبُ ثَوْبَ الرَّجُلِ اَيَغْسِلُهُ اَمْ يَغْسِلُ
الثَّوْبَ فَقَالَ اَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْسِلُ الْمَنِيَّ ثُمَّ يَخْرُجُ
اِلَى الصَّلٰوةِ فِيْ ذٰلِكَ الثَّوْبِ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلٰى اَثَرِ الْغَسْلِ فِيْهِ ترجمہ عمرو بن میمون سے روایت ہے
میں نے سلیمان بن یسار سے پوچھا اگر منی کپڑے میں لگ جاوے تو منی کو دھو ڈالے یا کپڑے کو دھو دے
انھوں نے کہا مجھے حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منی کو دھو ڈالتے پھر نماز
کو نکلتے وہی کپڑا پہن کر اور میں دھونیکا نشان دیکھتی آپکے کپڑے میں عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ
بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَمَّا ابْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ فَحَدِيْثُهُ كَمَا قَالَ ابْنُ بِشْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ يَغْسِلُ الْمَنِيَّ وَاَمَّا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ فَفِيْ حَدِيْثِهِمَا قَالَتْ كُنْتُ اَغْسِلُهُ
مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اسمیں یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے
کہا میں دھو ڈالتی تھی منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شِهَابٍ رض
الْخَوْلَانِيِّ قَالَ كُنْتُ نَازِلًا عَلٰى عَائِشَةَ فَاحْتَلَمْتُ فِيْ ثَوْبَيَّ فَغَمَسْتُهُمَا فِي الْمَاءِ فَرَاَتْنِيْ جَارِيَةٌ
لِعَائِشَةَ فَاَخْبَرَتْهَا فَبَعَثَتْ اِلَيَّ عَائِشَةُ فَقَالَتْ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ بِثَوْبَيْكَ قَالَ قُلْتُ اَنَا
رَاَيْتُ مَا يَرَى النَّائِمُ فِيْ مَنَامِهِ قَالَتْ هَلْ رَاَيْتَ فِيْهِمَا شَيْئًا قُلْتُ لَا قَالَتْ فَلَوْ رَاَيْتَ شَيْئًا غَسَلْتَ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ
وَاِنَّ لَاَحُكُّهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَابِسًا بِظُفُرِيْ ترجمہ عبداللہ بن شہاب خولانی سے
ترجمہ روایت ہے میں حضرت عائشہ پاس اترا مجھے احتلام ہوگیا کپڑوں میں میں نے انکو پانی میں ڈبویا حضرت
عائشہ کی ایک چھوکری نے دیکھا اور اُنسے بیان کیا انھوں نے مجھے بلا بھیجا اور پوچھا یہ کپڑوں کو تم نے
کیا لیوں ڈبویا میں نے کہا خواب میں میں نے وہ دیکھا جو سونیوالا دیکھتا ہے (مراد احتلام ہے) انھوں
نے کہا کپڑوں میں تو نے کچھ اثر پایا میں نے کہا نہیں انھوں نے کہا اگر کپڑوں میں تو کچھ دیکھتا تو
البتہ اسکا دھو ڈالنا کافی تھا اور میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے سوکھی منی اپنے ناخنوں سے چھیل

ف یعنے اگر کپڑے مین منی لگ جاوے تو سارے کپڑے کا دھونا اور غیظہ و بنا ضرور نہین صرف اتنے مقام کو دھو ڈالے جہان منی لگی ہو نووی نے کہا علما نے اختلاف کیا ہی آدمی کی منی مین تو مالک اور ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ نجس ہے مگر ابو حنیفہ کے نزدیک اگر منی خشک ہو تو اسکا مل ڈالنا کافی ہے اور یہی ایک روایت ہی احمد سے اور امام مالک کے نزدیک ہر حال مین اسکا دھونا ضرور ہے اور لیث نے کہا ہے کہ منی نجس ہے لیکن منی بھرے اگر کوئی نماز پڑہے تو نماز کا لوٹانا ضرور نہین اور حسن نے کہا کہ اگر کپڑے پر منی بھری ہو اور اس سے نماز پڑہے تو نماز لوٹانا ضرور نہین اگرچہ منی لگنی ہی بہت ہو لیکن اگر بدن مین لگی ہو تو نماز کا لوٹانا ضرور ہے اگرچہ منی تھوڑی ہو اور زہبت سے علما اسطرف گئے ہین کہ منی پاک ہی اور یہی مروی ہے حضرت علی اور سعد بن ابی وقاص اور ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم اور داؤد اور احمد سے صحیح تر روایت مین اور یہی مذہب ہے شافعی اور اہلحدیث کا اور حسن نے یہ کہا کہ منی کی طہارت صرف شافعی کا قول ہے اس نے غلطی کی اب جو لوگ نجس کہتے ہین انکی دلیل وہ حدیث ہی جسمین منی دھونیکا ذکر ہے اور جو پاک کہتے ہین انکی دلیل وہ حدیث ہی جسمین کھرچ ڈالنے کا ذکر ہے کیونکہ اگر منی نجس ہوتی تو اسکا ملنا اور کھرچنا کافی نہ ہوتا جیسے خون کا ملنا اور کھرچنا کافی نہین اور یہ لوگ کہتے ہین کہ دھونے کی روایت محمول ہے استحباب اور صفائی پر یعنے دھو ڈالنا بہتر ہے یہ تو آدمی کی منی کا حکم ہوا اب ہمارے اصحاب کا ایک قول ضعیف اور ہے وہ یہ کہ منی عورت کی نجس ہے اور مرد کی پاک ہے اور ایک قول اس سے بھی زیادہ ضعیف ہی کہ دونون کی منی نجس ہے اور ٹھیک یہی ہے کہ مرد اور عورت دونون کی منی پاک ہے اور جب منی پاک ہوئی تو اسکا کھانا درست ہی یا نہین اسمین دو قول ہین صحیح یہ ہے کہ درست نہین ہے کیونکہ طبیعت اس سے گھن کرتی ہے تو وہ خبائث مین داخل ہے جو حرام ہین اب منی اور جانورون کی تو کتے اور سور کی منی تو نجس ہے بلا خلاف اور باقی جانورون کی منی مین تین قول ہین صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہے خواہ اس جانور کا گوشت حلال ہو یا نہو دوسرا قول یہ ہے کہ وہ نجس ہے مطلقا تیسرا قول یہ ہے کہ جس جانور کا گوشت حلال ہے اسکی منی پاک ہے اور جس جانور کا گوشت حرام ہے اسکی منی بھی ناپاک ہے انتہے نووی نے کہا حضرت عائشہ کی احدیث سے لوگون نے دلیل قائم کی ہے کہ عورت کی فرج کی رطوبت پاک ہے اور صحیح بھی یہی ہے اور انہون نے یہ کہا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احتلام تو ہونا محال تھا کیونکہ احتلام شیطان کے فریب سے ہوتا ہے تو اب جو منی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم پر ہوگی وہ ضرور جماع کی وجہ سے ہوگی اور جماع مین منی فرج کی رطوبت کے ساتھ شریک ہوتی ہے اور جو لوگ فرج کی رطوبت کو نجس کہتے ہین انہون نے دو جواب دیے ہین ایک یہ کہ احتلام ہمیشہ شیطان کے فریب سے نہین ہوتا بلکہ جب بدن مین اعتدال سے زیادہ منی پیدا ہو جاتی ہے تو طبیعت اسکو دفع کرتی ہے دوسری یہ کہ احتمال ہے کہ یہ منی مقدمات جماع یعنے بوسہ اور مساس اور مباشرت سے نکلی ہو انتہے **باب** نجاسۃ الدم وکیفیۃ غسلہ خون کی نجاست کا اور اسکے دھونے کا بیان **عن** اسماء قالت جاءت امرأۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت احدنا یصیب ثوبہا من دم الحیضۃ کیف تصنع بہ قال تحتہ ثم تقرصہ بالماء ثم تنضحہ ثم تصلی فیہ ترجمہ اسماء سے روایت ہے ایک عورت آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے پاس اور اس نے کہا ہم مین سے کسیکے کپڑے مین حیض کا خون لگ جاتا ہے وہ کیا کرے آپنے فرمایا پہلے اسکو کھرچ ڈالے پھر پانی ڈالکر ملے پھر دھو ڈالے پھر اسی کپڑے مین نماز پڑھے **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نجاست کا دھونا پانی سے واجب ہے اور جو کوئی کسی اور رقیق چیز سے دھوئے جیسے سرکہ وغیرہ تو جائز نہ ہوگا اور خون نجس ہے باجماع اہل اسلام اور نجاست کے دھونے مین صاف کرنا اسکا ضرور ہے عاد کی شرط نہیں ہے اگر نجاست حکمی ہے جو آنکھ سے دکھلائی نہین دیتی جیسے پیشاب وغیرہ اسکا دھونا ایک بار واجب ہے اور دوسری تیسری بار مستحب ہے اور جو نجاست عینی جو آنکھ سے دکھلائی دیتی ہے جیسے خون وغیرہ تو اسکا دھونا یہانتک واجب ہے کہ عین نجاست زائل ہو جاوے اب بعد اسکے دوسری یا تیسری بار دھونا مستحب ہے اور کپڑے کا نچوڑنا دھونے کے بعد شرط نہین ہے صحیح قول کے موافق اب اگر نجاست عینی کے دھونے کے بعد اسکا رنگ رہجاوے تو کچھ قباحت نہین البتہ اگر اسکا مزہ باقی رہے تو وہ کپڑا نجس ہے اور مزہ دور کرنا ضرور ہے اور جو بو باقی رہی تو اسمین دو قول ہین صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہو جاویگا انتہے مختصر **عن** ابی ہشام بن عروۃ بہذا الاسناد مثل حدیث یحیی بن سعید ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی جو اوپر گذرا۔ **باب** الدلیل علی نجاسۃ البول ووجوب الاستبراء منہ پیشاب کی نجاست کا بیان **عن** ابن عباس قال مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی قبرین فقال انہما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر اما احدہما فکان لا یستتر من بولہ وفی

فدعا بعسیب رطب فشقہ باثنین ثم غرس علی ھذا واحدۃ وعلی ھذا واحدۃ ثم قال
لعلہ ان یخفف عنھما ما لم ییبسا ۱۲ ترجمہ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی علیہ
وسلم دو قبروں پر سے نکلے تو فرمایا ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کچھ بڑے گناہ پر نہیں
ف بخاری کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اور وہ بڑا گناہ ہے پھر یہ جو فرمایا بڑے گناہ پر نہیں اس
سے یہ غرض ہوگی کہ انکی دانست میں بڑا گناہ نہ تھا یا یہ مطلب ہے کہ اس گناہ سے باز رہنا اپنے تئیں مشکل نہ
تھا اور قاضی عیاض نے ایک تیسری تاویل کی ہے وہ یہ ہے کہ بڑے سے بڑا گناہ نہ تھا اس سے یہ مطلب ہے
کہ عذاب کچھ بڑے سے بڑے گناہ پر منحصر نہیں بلکہ چھوٹے گناہ پر بھی ہوتا ہے اور اس گناہ کی بڑے
ہونیکا یہ سبب ہے کہ پیشاب سے پرہیز نہ کیا تو نماز باطل ہوئی اور نماز کا ترک کبیرہ گناہ ہے اسیطرح
چغل خوری اور فساد سب سے بدتر گناہ ہے (نووی) ف ایک تو انمیں چغل خوری کرتا یعنے ایک
کی بات دوسرے سے لگا دیتا فساد اور لڑائی کے لیے) اور دوسرا اپنے پیشاب سے بچنے میں احتیاط
نہ کرنا پھر آپنے ایک ہری ٹہنی منگوائی اور چیر کر اسکو دو کیا اور ہر ایک قبر پر ایک ایک گاڑ دی
اور فرمایا شاید جب تک یہ ٹہنیاں نہ سوکھیں اسوقت تک انکا عذاب ہلکا ہووے ف نووی
نے کہا اسکا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی سفارش کی تو وہ سفارش
قبول ہوئی اسطرح سے کہ انکے عذاب کم کرنے کا حکم ہوا ٹہنی کے سوکھنے تک اور شاید آپ دعا کرتے
ہوں انکے لیے ٹہنیوں کے خشک ہونے تک اور احتمال ہے کہ ہری ٹہنیاں تسبیح کہتی ہوں اور سوجب تک
عذاب کی کمی ہو اور جب سوکھ جاویں تو تسبیح موقوف ہو جاتی ہو کیونکہ وان من شیء الا یسبح بحمدہ
سے اکثر مفسرین کے نزدیک یہی مراد ہے جو زندہ ہو اور لکڑی اور پتھر کی زندگی جب ہی تک ہے
کہ وہ کاٹی نہ جاویں اور محققین علما کا بھی قول ہے کہ یہ آیت عام ہے اور ہر ایک چیز حقیقۃً تسبیح
کرتی ہے اور بعضوں نے کہا کہ ہر چیز اپنی صورت اور سیرت اور اوصاف اور تاثیرات کی وجہ سے
اپنے صانع کی قدرت پر دلالت کرتا ہے اور یہی اسکی تسبیح ہے۔ برگ درختان سبز در نظر ہشیار ہر ورقے
دفتریست معرفت کردگار۔ اور اس حدیث سے علما نے یہ بات نکالی ہے کہ قبر کے پاس قرآن
پڑھنا مستحب ہے اسلیے کہ جب ہری شاخ سے عذاب کی کمی ہو تو قرآن کی برکت سے ضرور عذاب میں کمی
ہوگی اور بخاری نے اپنے صحیح میں روایت کیا ہے کہ بریدہ بن حصیب اسلمی نے وصیت کی تھی کہ میری قبر

دوہری شاخین رکھدی جاوین اور شنا یا انہون نے تبرکاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فعل کو دیکھکر
یہ وصیت کی خطابی نے انکار کیا اس فعل کا جو لوگ قبرون پر کیا کرتے ہین یعنے پھول اور شاخین ڈالنے کا
اور کہا سکی کوئی اصل نہین اسحدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ قبر کا عذاب حق ہے اور معتزلہ نے اسکا خلاف
کیا ہے اور پیشاب نجس ہے اور چغل خوری حرام ہے جب فساد کی نیت سے ہو اور جو کسی مسلمان کا ضرر سے
بچانا منظور ہو تو ثواب ہے وہ چغل خوری مین داخل نہین انتہے مع زیادہ متن سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا
الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَكَانَ الْآخَرُ لَا يَسْتَتِرُ عَنِ الْبَوْلِ أَوْ مِنَ الْبَوْلِ ترجمہ اس روایت کا
وہی جو اوپر گذرا **كِتَابُ الْحَيْضِ** کتاب حیض کے بیانمین **ف** حیض کے معنے لغت مین
بہنا اور اصطلاح مین حیض اس خون کو کہتے ہین جو بالغہ عورت کی رحم سے بہتا ہے سین دلون مین اور
استحاضہ وہ خون ہے جو بے وقت عادت کے خلاف آوے **بَابُ مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ فَوْقَ الْإِزَارِ** حائضہ
کے اوپر حائضہ عورت سے مباشرت کرنا **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَمَرَهَا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَأْتَزِرُ بِإِزَارٍ ثُمَّ يُبَاشِرُهَا ترجمہ ام المؤمنین عائشہ رضہ سے روایت ہے
ہم مین سے جب کوئی حائضہ ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو حکم کرتے تہ بند باندہنے کا پھر
مباشرت کرتے اسکے ساتھ **ف** یعنے لپٹتے اُس سے اور مساس کرتے اور بوسہ لیتے پر جماع نہ کرتے
کیونکہ حیض مین جماع کرنا حرام ہے باجماع اہل اسلام اور اگر کوئی اسکو حلال جانے تو وہ کافر مرتد ہے
اسلیے کہ حرمت اسکی قرآن سے ثابت ہے اور جو کوئی حلال نہ جانے اور بھول سے یا نادانستہ ایسا کام
کرے تو اسپر نہ گناہ ہے نہ کفارہ اور اگر جان بوجھ کر کرے تو گناہ کبیرہ ہے اور کفارہ واجب نہین
مالک اور ابو حنیفہ اور احمد اور شافعی کا ایک روایت مین یہی قول ہے اور جمہور سلف نے اسی کو اختیار کیا
ہے جیسے عطا اور ابن ابی ملیکہ اور شعبی اور نخعی اور مکحول اور زہری اور ابو الزناد اور ربیعہ اور حماد بن ابی سلیمان
اور ایوب اور سختیانی اور سفیان ثوری اور لیث بن سعد کا اور ایک قول یہ ہے کہ اسپر کفارہ واجب ہے
اور یہی مروی ہے ابن عباس اور حسن بصری اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور اوزاعی اور اسحاق کا اور
احمد کا ایک روایت مین اب اختلاف کیا ہے ان لوگون نے کفارہ مین تو حسن اور سعید نے کہا وہ کفارہ
ایک بردے کا آزاد کرنا ہے اور باقی لوگون نے کہا وہ ایک دینار یا آدھا دینار صدقہ دینا ہے اور دلیل
انکی ابن عباس کی حدیث ہے مرفوع جو شخص اپنے عورت سے جماع کرے حیض کی حالت مین وہ ایک

ایک دینار صدقہ دیوے یا آدھا دینار لیکن یہ حدیث ضعیف ہے باتفاق حفاظ اتنے عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ كَانَتْ اِحْدَانَا اِذَا كَانَتْ حَائِضًا اَمَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَاْتَزِرَ فِيْ
فَوْرِ حَيْضَتِهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا قَالَتْ وَاَيُّكُمْ يَمْلِكُ اِرْبَهُ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَمْلِكُ اِرْبَهُ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے ہم مین سے جب کسی عورت کو حیض آتا تو رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم اسکو حکم کرتے کہ بند باندھنے کا جب حیض کا خون جوش پر ہوتا پھر اس سے مباشرت کرتے
حضرت عائشہ نے کہا تم مین سے کون اپنی خواہش اور ضرورت پر اسقدر اختیار رکھتا ہے جیسا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم رکھتے تھے فائدہ اپنے نفس پر قابو رکھنا اور اپنی خواہش کو بے موقع روکنا یہ ہر شخص
کا کام نہین البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین یہ قدرت تھی اس لیے جس شخص سے صبر نہ ہو سکے اسکو
یہی بہتر ہے کہ حائضہ عورت سے مباشرت بھی نہ کرے ایسا نہ ہو کہ غلبہ شہوت مین جماع کر بیٹھے اور گنہگار رہو
نووی نے کہا مباشرت ایک تو جماع کے معنی مین ہے وہ حیض کی حالت مین حرام ہے جیسا اوپر گذرا
اور ایک مباشرت یہ ہے کہ ناف سے اوپر اور گھٹنون سے نیچے مباشرت کرے ذکر سے یا بوسے سے یا چمٹاوے
یا مساس کرے یہ حلال ہے حیض کی حالت مین باتفاق علما اور وہ جو عبیدہ سلمانی سے منقول ہے
کہ اس قسم کی مباشرت بھی حیض کی حالت مین درست نہین تو یہ شاذ ہے منکر اس کو کسی نے قبول
نہین کیا اور اگر ثابت بھی ہو تو مردود ہے بدلیل احادیث صحیحہ کے جنکو بخاری اور مسلم نے روایت
کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ازار سے اوپر مباشرت کرتے تھے اور ایک مباشرت یہ ہے کہ
گھٹنے و ناف کے بیچ مین مباشرت کرے لیکن سوا قبل اور دبر کے اور مقامون مین اسمین قول
بین صحیح یہ ہے کہ حرام ہے اب یہ حرمت حیض کی موقوف ہونے تک ہے جہان حیض بند ہوا اور عورت
غسل کر لیا یا تیمم کر لیا تو ہر طرح کی مباشرت حلال ہو جاویگی ہمارا اور مالک اور احمد کا مذہب یہی ہے
اور ابو حنیفہ کے نزدیک اگر دس روز مین حیض بند ہوا تو غسل سے پہلے بھی مباشرت حلال ہے اتنے مختصرا ✽
عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَاشِرُ نِسَاءَهُ فَوْقَ الْاِزَارِ وَهُنَّ
حُيَّضٌ ترجمہ ام المومنین میمونہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتون سے مباشرت
کرتے تھے ازار کے اوپر اور وہ حائضہ ہوتین **بَابُ** اِضْطِجَاعِ مَعَ الْحَائِضِ فِيْ لِحَافٍ وَاحِدٍ
حائضہ عورت کے ساتھ ایک چادر مین لیٹنا عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَاجِعُنِيْ وَأَنَا حَائِضٌ وَبَيْنِيْ وَبَيْنَهُ ثَوْبٌ ترجمہ ام المومنین میمونہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ لیٹتے اور میں حائضہ ہوتی اور میرے اور آپکے بیچ میں ایک کپڑا حائل ہوتا عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ بَيْنَمَا أَنَا مُضْطَجِعَةٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمِيْلَةِ إِذْ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيْضَتِيْ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِيْ فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيْلَةِ وَكَانَتْ هِيَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلَانِ فِيْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنَ الْجَنَابَةِ ترجمہ ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیٹی ہوئی تھی چادر میں دفعۃً مجھے حیض آیا میں کھسک گئی اور اپنے کپڑے اٹھا لیے حیض کے رسول اللہ صلی اللہ نے فرمایا کیا تجھے حیض آیا میں نے کہا ہاں آپ نے مجھے بلایا پھر میں آپکے ساتھ لیٹی اسی چادر میں ام سلمہ نے کہا میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے جنابت سے ف نووی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سونا جائز ہے حائضہ کے ساتھ اسی طرح لیٹنا اسکے ساتھ ایک چادر میں بشرطیکہ بدن سے بدن نہ ملے ناف اور زانو کے نیچے یا صرف فرج نہ ملے علماء نے کہا ہے کہ حائضہ کے ساتھ لیٹنا یا اسکا بوسہ لینا درست ہے اسی طرح مساس کرنا ناف کے اوپر اور زانو کے نیچے اور حائضہ عورت کا ہاتھ نجس نہیں ہے وہ پانی اور ہر ایک رواں چیز میں ہاتھ ڈال سکتی ہے اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے اسکی کنگھی کر سکتی ہے اسکا جوٹھا اور پسینا دونوں پاک ہیں اور ان چیزوں کا اسپر اجماع ہے علماء کا انتہے **باب** جَوَازِ غَسْلِ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا وَتَرْجِيْلِهِ وَحَمْلِهَا سُؤْرَهَا وَالْاِتِّكَاءِ فِيْ حِجْرِهَا وَقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ فیہ اس باب میں یہ بیان ہے کہ حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے اسکے سر میں کنگی کر سکتی ہے اسکا جوٹھا پاک ہے اسکی گود میں تکیہ لگا کر بیٹھنا درست ہے اور قرآن پڑھنا عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اعْتَكَفَ يُدْنِيْ إِلَيَّ رَأْسَهُ فَأُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کرتے تو اپنا سر میری طرف جھکا دیتے میں اسمیں کنگی کر دیتی اور آپ گھر میں تشریف نہ لاتے (مسجد سے) مگر ضروری حاجت کیواسطے (جیسے پیشاب یا خانہ وغیرہ) ف نووی نے کہا اس حدیث سے چند فائدے اعتکاف کے متعلق معلوم ہوئے جنکا ذکر اعتکاف کے باب میں آویگا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اعتکاف کرنیوالا آدمی کا کوئی حصہ جیسے ہاتھ یا پاؤں یا سر مسجد سے باہر نکالے

تو اسکا اعتکاف باطل نہ ہوگا اور جو شخص حلف کرے اس بات کی کہ فلان گھر میں نہ جاویگا یا فلان گھر سے نہ نکلے گا پھر اپنے بدن کے کسی حصہ کو اسکے اندر کرے یا اسمیں سے نکالے تو اسکی قسم نہ ٹوٹے گی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خاوند اپنی بی بی سے خدمت اسکتا ہے پکانے اور نہانے دھونے میں بشرطیکہ وہ راضی ہو انتہی عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت ان کنت لادخل البیت للحاجۃ والمریض فیہ فما اسئل عنہ الا وانا مارۃ وان کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیدخل علی راسہ وھو فی المسجد فارجلہ وکان لا یدخل البیت الا لحاجۃ اذا کان معتکفا وقال ابن رزیح اذا کانوا معتکفین ترجمہ ام المومنین عائشہ رضی نے کہا میں (جب) اعتکاف میں ہوتی گھر میں حاجت کے واسطے اور چلتے چلتے جو کوئی گھر میں بیمار ہوتا اسکو بھی پوچھ لیتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں رہ کر اپنا سر میری طرف کر دیتے میں اسمیں کنگی کر دیتی اور آپ گھر میں نہ جاتے مگر حاجت کے لیے جب اعتکاف میں ہوتے عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج الی راسہ من المسجد وھو مجاور فاغسلہ وانا حائض ترجمہ ام المومنین عائشہ رضی سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں ہوتے اور مسجد کے باہر اپنا سر نکال دیتے میں آپکا سر دھو دیتی حالانکہ میں حائضہ ہوتی عن عائشۃ انہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدنی الی راسہ وانا فی حجرتی فارجل راسہ وانا حائض ترجمہ ام المومنین عائشہ رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر میرے نزدیک کر دیتے اور میں حجرے میں ہوتی پھر میں کنگی کرتی آپ کے سر میں اور میں حائضہ ہوتی عن عائشۃ رض قالت کنت اغسل راس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا حائض ترجمہ ام المومنین عائشہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر دھوتی اور میں حائضہ ہوتی عن عائشۃ رض قالت قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناولینی الخمرۃ من المسجد قالت قلت انی حائض فقال ان حیضتک لیست فی یدک ترجمہ عائشہ رضی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا مجھے سجدہ گاہ اٹھا دے مسجد سے میں نے کہا میں حائضہ ہوں آپ نے فرمایا حیض تیرے ہاتھ میں تو نہیں ہے ف حدیث میں خمرہ کا لفظ ہے اکثر علماء نے کہا کہ خمرہ وہ ذرا سا ٹکڑا ہے بوریے وغیرہ کا جسپر سجدہ کیا جاوے اور خطابی نے

ف باب ما جاء فی المعتکف یعود المریض ویسئل عن الناس الا وھو مار

کہا خمرہ ہی مراد جانماز ہے اور یہ جو فرمایا تیرا حیض ہاتھ مین نہین ہے اسکا یہ مطلب ہے کہ تو مسجد کے باہر رہ
پر ہاتھ اندر کرکے بوریا کھسیٹ لے اور ہاتھ اندر لے جانے مین کوئی قباحت نہین اگرچہ تو حیض سے ہو
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ اُنَاوِلَہُ الْخُمْرَۃَ عَنِ الْمَسْجِدِ
فَقُلْتُ اِنِّیْ حَائِضٌ فَقَالَ فَنَاوِلِیْنِیْهَا فَاِنَّ الْحَیْضَۃَ لَیْسَتْ فِیْ یَدِكِ ترجمہ ام المومنین عائشہ
سے روایت ہی مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا سجدہ گاہ کے اوٹھا لینے کا مسجد سے مین نے
کہا مین حیض سے ہون آپ نے فرمایا اٹھا دے حیض تیرے ہاتھ مین تھوڑی ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ
قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ یَا عَائِشَۃُ نَاوِلِیْنِیْ الثَّوْبَ فَقَالَتْ
اِنِّیْ حَائِضٌ فَقَالَ اِنَّ حَیْضَتَكِ لَیْسَتْ فِیْ یَدِكِ فَنَاوَلَتْہُ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین تھے اتنے مین آپنے فرمایا ای عائشہ مجکو کپڑا اٹھا دے انہون نے کہا
مین حائضہ ہون آپ نے فرمایا تیرا حیض تیرے ہاتھ مین نہین ہے پھر انہون نے کپڑا اٹھا دیا
عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کُنْتُ اَشْرَبُ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ اُنَاوِلُہُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَیَضَعُ فَاہُ عَلٰی مَوْضِعِ فِیَّ فَیَشْرَبُ وَاَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ اُنَاوِلُہُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ فَیَضَعُ فَاہُ عَلٰی مَوْضِعِ فِیَّ وَلَمْ یَذْکُرْ زُهَیْرٌ فَیَشْرَبُ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت
ہے مین پانی پیتی تھی پھر پیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی آپ اسی جگہہ منہ رکھتے جہان
مین نے رکھکر پیا تھا اور پانی پیتے حالانکہ مین حائضہ ہوتی اور کبھی ہڈی نوچتی پھر رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کو دیدیتی آپ اسی جگہہ منہ لگاتے جہان مین نے لگایا تھا عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّهَا قَالَتْ
کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَّکِئُ فِیْ حَجْرِیْ وَاَنَا حَائِضٌ فَیَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ ترجمہ
ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم میری گود مین تکیہ لگاتے اور قرآن
پڑہتے اور مین حائضہ ہوتی عَنْ اَنَسٍ اَنَّ الْیَهُوْدَ کَانُوْا اِذَا حَاضَتِ الْمَرْاَۃُ فِیْهِمْ لَمْ یُؤَاکِلُوْهَا
وَلَمْ یُجَامِعُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ فَسَاَلَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ قُلْ هُوَ اَذًی فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی
الْمَحِیْضِ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اصْنَعُوْا کُلَّ شَیْءٍ اِلَّا النِّکَاحَ فَبَلَغَ
ذٰلِکَ الْیَهُوْدَ فَقَالُوْا مَا یُرِیْدُ هٰذَا الرَّجُلُ اَنْ یَدَعَ مِنْ اَمْرِنَا شَیْئًا اِلَّا خَالَفَنَا فِیْهِ

فَجَاءَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ فَقَالَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الْيَهُودَ تَقُولُ كَذَا وَكَذَا أَفَلَا نُجَامِعُهُنَّ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَيْهِمَا فَخَرَجَا فَاسْتَقْبَلَتْهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ فِي آثَارِهِمَا فَسَقَاهُمَا فَعَرَفْنَا أَنْ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا

ترجمہ انس سے روایت ہے یہود میں جب کوئی عورت حائضہ ہوتی تو اسکو اپنے ساتھ نہ کھلاتے نہ گھر میں اسکے ساتھ رہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے آپ سے اس مسئلے کو پوچھا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ اخیر تک یعنے پوچھتے ہیں تجھ سے تم کہہ دو حیض پلیدی ہے تو جاؤ عورتوں سے حیض کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب کام کرو سوا جماع کے یہ خبر یہود کو پہنچی انہوں نے کہا یہ شخص (یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) چاہتا ہے کہ ہر بات میں ہمارا خلاف کرے یہ سنکر اسید بن حضیر اور عباد بن بشر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہود ایسا ایسا کہتے ہیں ہم حائضہ عورتوں سے جماع کیوں نہ کریں (یعنے جب یہود ہماری مخالفت کو برا جانتے ہیں اور اس سے جلتے ہیں تو ہمکو بھی اچھی طرح خلاف کرنا چاہیئے) یہ سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا (اونکے یہ کہنے سے کہ ہم جماع کیوں نہ کریں آپکو برا معلوم ہوا کیونکہ یہ بھی خلاف قرآن کے ہے) ہم یہ سمجھے کہ آپکو ان دونو شخصوں پر غصہ آیا وہ اٹھکر باہر نکلے اتنے میں کسی نے آپ کو دودھ بھیجا تحفے کے طور پر آپنے ان دونو کو پھیر بلا بھیجا اور دودھ پلایا جب انکو معلوم ہوا کہ آپکا غصہ انکے اوپر نہ تھا فائدہ آپ انکی بات پر صرف غصہ ہوئے تھے انکی ذات پر کوئی غصہ نہ تھا آخر وہ مسلمان ہوئے انہوں نے اسلام کی حرارت میں یہود سے جلکر یہ بات کہدی جو قرآن کے خلاف تھی **بَابُ الْمَذْيِ** - مذی کا بیان **ف** مذی ایک سفید رقیق پانی ہے جو شہوت کے وقت نکلتا ہے اسکے نکلنے کے بعد شہوت کم نہیں ہوتی اور کبھی اسکا نکلنا محسوس نہیں ہوتا اور مرد اور عورت دونوں میں یہ پانی نکلتا ہے بلکہ عورتوں میں زیادہ (نووی) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَكُنْتُ أَسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَانِ ابْنَتِهِ فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ ترجمہ حضرت علی رضہ سے روایت ہے میری مذی بہت نکلا کرتی میں نے شرم کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے میں کیونکہ آپکی صاحبزادی سے نکاح میں تھیں میں نے مقداد بن الاسود سے کہا انہوں نے پوچھا آپنے فرمایا اپنے ذکر کو دھوئے اور وضو کرے عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ اسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ

صلی اللہ علیہ وسلم عن المذی من اجل فاطمۃ فامرت المقداد فسألہ فقال منہ الوضوء ترجمہ
حضرت علی نے کہا مجھے شرم آئی مذی کا مسئلہ پوچھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجہ فاطمہ رضہ کے
میں نے مقداد سے کہا انہوں نے پوچھا آپ نے فرمایا مذی نکلنے سے وضو لازم آتا ہے (غسل ضرور
نہیں) عن ابن عباس قال قال علی بن ابی طالب انی سألنا المقداد بن الاسود رضی اللہ ارسلت
عنہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسألہ عن المذی یخرج من الانسان کیف یفعل بہ
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ وانضح فرجک ترجمہ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے
حضرت علی رضہ نے کہا ہم نے مقداد کو بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انہوں نے پوچھا اگر
کسی آدمی کی مذی نکلے تو وہ کیا کرے آپ نے فرمایا وضو کر ڈال اور شرمگاہ دھو ڈال فائدہ نووی نے
کہا علماء نے اتفاق کیا ہے اس امر پر کہ مذی نکلنے سے غسل لازم نہیں آتا لیکن وضو لازم آتا ہے
ابوحنیفہ اور شافعی اور احمد اور جمہور علماء کا یہی قول ہے اور ان حدیثوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور
یہ بھی نکلتا ہے کہ مذی نجس ہے اسید اسطے آپ نے ذکر کے دھونے کا حکم کیا اور مراد ذکر کے دھونے سے یہ ہے
کہ جتنا ذکر میں مذی لگ گئی ہو اتنی دھووے نہ کل ذکر کو شافعی اور جمہور علماء نے ایسا ہی کہا ہے
اور مالک اور احمد سے منقول ہے کہ ساری ذکر کو دھووے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ سوائے پیشاب اور پاخانہ کے
اور نجاستوں میں جیسے مذی اور خون وغیرہ ڈھیلے سے پاک کرنا کافی نہیں بلکہ پانی سے طہارت کرنا
چاہیے اور یہی صحیح ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ڈھیلے سے بھی پاک کرنا درست ہے اور یہ بھی نکلتا ہے
کہ مسئلہ پوچھنے میں کسی اور کو وکیل کرنا درست ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ داماد کو اپنے خسر سے یا ساس سے
یا سالی سے جماع کے متعلق باتیں کرنا ادب کے خلاف ہے انتہے باختصار **باب غسل الوضوء بین**
اذا استیقظ من النوم جب سو کر اوٹھے تو منہ ہاتھ دھونا عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قام من اللیل فقضی حاجتہ ثم غسل وجہہ ویدیہ ثم نام ترجمہ ابن عباس سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوئے تو حاجت سے فارغ ہوئے پھر منہ اور ہاتھ دھوئے
پھر سو رہے فائدہ نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کو جاگنے کے بعد بغیر سر دھونا مکروہ
نہیں ہے اور سلف کے بعض نے اسکو مکروہ کہا ہے اس خیال سے کہ آنکھ نہ کھلے اور رات کا انتظام درہم
وظیفہ ناغہ ہو جاوے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا ڈر نہ تھا **باب جواز نوم الجنب**

وَالاستحباب الوضوء لہ وغسل الفرج اذا اراد ان یاکل او یشرب او ینام او یجامع معہ جنب کو سونا درست ہے لیکن وضو کرنا اور شرمگاہ دھو لینا کھاتے اور پیتے اور سوتے اور جماع کرتے وقت مستحب ہے۔

عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اراد ان ینام وھو جنب توضأ وضوءہ للصلوٰۃ قبل ان ینام ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ علیہ وسلم جب سونے کا قصد کرتے اور آپ جنب ہوتے تو وضو کر لیتے جیسے نماز کے لیے کرتے ہیں سونے سے پہلے عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان جنبا فاراد ان یاکل او ینام توضأ وضوءہ للصلوٰۃ واراد

ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنب ہوتے اور کھانا یا سونا چاہتے تو وضو کر لیتے جیسے نماز کے لیے کرتے تھے عن ابن عمر ان عمر قال یا رسول اللہ ایرقد احدنا وھو جنب قال نعم اذا توضأ ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے حضرت عمر رضہ نے کہا یا رسول اللہ اگر کوئی ہم میں سے کوئی سونا چاہے اور وہ جنب ہو آپ نے فرمایا وضو کر لے پھر سو سکتا ہے عن ابن عمر ان عمر رضہ استفتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ھل ینام احدنا وھو جنب قال نعم لیتوضأ ثم لینم حتی یغتسل اذا شاء ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے حضرت عمر نے مسئلہ پوچھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اگر کوئی ہم میں سے جنب ہو تو وہ سو سکتا ہے آپ نے فرمایا ہاں وضو کر لیوے پھر سو رہے اور جب چاہے غسل کرے عن ابن عمر قال ذکر عمر بن الخطاب لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ تصیبہ جنابۃ من اللیل فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ واغسل ذکرک ثم نم ترجمہ عبد اللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے حضرت عمر نے بیان کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ انکو جنابت ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا وضو کر لے اور ذکر کو دھو ڈال پھر سو رہ عن عبد اللہ ابن ابی قیس قال سألت عائشۃ عن وتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر الحدیث قلت کیف کان یصنع فی الجنابۃ اکان یغتسل قبل ان ینام ام ینام قبل ان یغتسل قالت کل ذلک قد کان یفعل ربما اغتسل فنام وربما توضأ فنام قلت الحمد للہ الذی جعل فی الامر سعۃ ترجمہ عبد اللہ بن ابی قیس سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہ رضہ سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کو پھر بیان کیا حدیث کو یہانتک کہ میں نے کہا آپ جنابت میں کیا کرتے تھے کیا سونے سے پہلے غسل کرتے تھے یا غسل سے پہلے سو رہتے تھے انہوں نے کہا آپ دونو طرح کرتے کبھی غسل کر لیتے پھر سوتے اور کبھی وضو کر کے سو رہتے

مین نے کہا شکر خدا کا جس نے گنجایش رکھی امر مین عن معاویۃ بن صالح بھذا الاسناد مثلہ ترجمہ یہ بھی روایت ہی جیسی اوپر کی حدیث عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی احدکم اھلہ ثم اراد ان یعود فلیتوضأ زاد ابو بکر فی حدیثہ بینھما وضوءا او قال ثم اراد ان یطعم ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سے کوئی اپنی بی بی سے صحبت کرے پھر دوبارہ کرنا چاہے تو وضو کر لیوے پھر کرے عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یطوف علی نسائہ بغسل واحد ترجمہ انس سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سب عورتون پاس ہو آتے ایک ہی غسل سے ف نووی نے کہا حاصل ان سب حدیثون کا یہ ہے کہ جنب کو کھانا اور پینا اور سونا اور جماع کرنا غسل سے پہلے درست ہی اسپر سب کا اجماع ہے اور اس بات پر کہ جنب کا بدن اور اسکا پسینا پاک ہے۔ ان حدیثون کے رو سے یہ امر مستحب ہے کہ جنب اگر کھانا یا پینا یا سونا یا جماع کرنا چاہے تو وضو کر لیوے اور شرمگاہ کو دھو لیوے اگر ایسا نکرے تو مکروہ ہے اور ابن حبیب اور داؤد ظاہری کے نزدیک وضو واجب ہے اور ان حدیثون سے یہ بھی نکلتا ہے کہ جنابت کا غسل فی الفور واجب نہین بلکہ جب نماز کے لیے اوٹھے اسوقت واجب ہے (انتہے باختصار) باب وجوب الغسل علی المرأۃ بخروج المنی منھا اگر عورت کی منی نکلے تو اسپر غسل واجب ہے عن انس بن مالک قال جاءت ام سلیم وھی جدۃ اسحاق الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت لہ وعائشۃ عندہ یا رسول اللہ المرأۃ ترٰی ما یرٰی الرجل فی المنام فترٰی من نفسھا ما یرٰی الرجل من نفسہ فقالت عائشۃ یا ام سلیم فضحت النساء ترّبت یمینک قولھا ترّبت یمینک خیر فقال لعائشۃ بل انت فترّبت یمینک ثم قالت اغتسل یا ام سلیم اذا رأت ذلک ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہی ام سلیم آئین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس (اور وہ دادی تھین اسحاق کی جو راوی ہے اسحدیث کا انس سے) اور وہان حضرت عائشہ بیٹھی تھین انہون نے کہا یا رسول اللہ عورت اگر سوتے مین ایسا دیکھے جیسے مرد دیکھتا ہی پھر دیکھی وہ چیز جو مرد دیکھتا ہی (یعنے منی کو) یہ سنکر عائشہ نے کہا اے ام سلیم تو نے رسوا کر دیا عورتون کو (اسوجہ سے کہ احتلام اسی عورت کو ہوگا جو بہت پر شہوت ہو اور منی بھی اوسکی نکلے گی) تیرے ہاتھ مین مٹی لگے (اور یہ انہون نے نیک بات کہی ف یعنے حضرت عائشہ کا یہ کہنا تیرے ہاتھ مین مٹی لگے اس سے بد دعا مقصود نہ تھی نہ کو سنا بلکہ انہون نے نیک نیتی سے یہ کلمہ کہا تھا اگرچہ اس کلمہ کا مطلب اس سے کچھ مختلف ہے

آوے اور تو غریب ہو جاوے پر اب محاورہ ہو گیا ہے عرب مین کہ یہ کلمہ اسوقت کہتے ہین جب کسی بات کو بہت ہی
ہین یا بڑا جانتے ہین یا جھڑکتے ہین یا خفا ہوتے ہین) ف آپنے فرمایا اے عائشہ تیرے ہاتھ مین
مٹی لگے اور ام سلیم سے فرمایا اے ام سلیم عورت غسل کرے اس صورت مین جب ایسا دیکھے ف نووی نے
کہا جب عورت کی منی نکلے تو اسپر غسل واجب ہے جیسے مرد پر اور علما نے اجماع کیا ہے کہ مرد اور عورت دونو
پر غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے سے یا دخول سے اور عورت پر حیض اور نفاس سے بھی غسل واجب ہوتا ہے اور جو کوئی
عورت جنے اور خون ذرا بھی نہ دیکھے تو اسپر بھی غسل واجب ہے صحیح قول کے موافق اسیطرح اگر بچے کو بدلے
صرف گوشت کا لوتھڑا جنے یا خون کی پھٹکی اور جو غسل کو واجب نہین کہتا وہ وضو واجب جانتا ہے
اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے سے خواہ شہوت سے نکلے یا بلا شہوت کودکر نکلے یا سوتے
ہی سوتے مین نکلے یا جاگتے مین معلوم ہو سکا نکلنا یا نہ معلوم ہو عاقل ہو یا مجنون ہو اور منی نکلنے سے یہ
مراد ہے کہ باہر نکل آوے اگر سوتے مین یہ دیکھے کہ جماع کیا اور منی نکلی لیکن درحقیقت منی نہین نکلی تو غسل
واجب نہ ہوگا اسیطرح اگر منی حرکت کرے اور باہر نہ نکلے تب بھی غسل نہین اگر کسی کی منی نکلنے لگے اور وہ
نماز مین ہو اور کپڑے کو اوپر سے ذکر کو تھام لیوے یہانتک کہ منی رک جاوے تو اسکی نماز صحیح ہو جاویگی اور
عورت کا حکم مرد کا سا ہے انتہے مختصر اعن قتادۃ ان انس بن مالک رضہ حدثہم ان ام سلیم
حدثتہ انہا سالت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المراۃ ترٰی فی منامہا ما یرٰی الرجل فقال
ف سلمۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رات ذلک المراۃ فلتغتسل فقالت ام سلیم فاستحییت
ف قالت من ذالک فقالت وھل یکون ھذا فقال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم فمن این یکون الشبہ
ان ماء الرجل غلیظ ابیض وماء المراۃ رقیق اصفر فمن ایہما علا او سبق یکون منہ
الشبہ ترجمہ قتادہ سے روایت ہے انس بن مالک نے اسے حدیث بیان کی
کہ ام سلیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر عورت خواب مین دیکھے وہ جو مرد دیکھتا ہے آپنے فرمایا
جب عورت ایسا دیکھے تو غسل کرے ام سلیم نے کہا مجھے شرم آئی مین نے کہا ایسا کیا ہوتا ہے (یعنے عورت کو بھی
احتلام ہوتا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک ایسا ہوتا ہے ورنہ بچہ عورت کے مشابہ
کیونکر ہوتا ہے ف یعنے بچہ مرد اور عورت دونو کے نطفے سے ملکر پیدا ہوتا ہے پھر جسکا نطفہ غالب ہوتا
ہے بچہ اوسی کی صورت پر ہوتا ہے اور جب عورت کا نطفہ ہوا تو اسکا نکلنا اور احتلام ہونا ممکن ہے ف

ہو جاتا ہے اور عورت کا پتلا زرد سیر ہو اوپر جاتا ہے یا پڑہ جاتا ہے جیسے لیسی کے مشابہ ہو جاتا ہے قولہ النووی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے منی کی صفت کے بیان مین حالت صحت مین اطبا نے کہا ہے مرد کی منی سفید اور گاڑہی ہوتی ہے اور کود کر آہستہ آہستہ نکلتی ہے اور شہوت کے ساتھ نکلتی ہے اسکے نکلنے مین لذت آتی ہے اور جب نکل چکتی ہے اسیوقت شہوت ضعیف ہو جاتی ہے اور اسکی بو ایسی ہوتی ہے جیسے کھجور کے گابہہ کی قریب قریب آٹے کی بو کے اور سوکھ کر بعضون نے کہا ہے شباب کی سی بو ہو جاتی ہے یہ تو اصل حالت ہے منی کی جب مرد صحیح اور سالم ہو کسی بیماری مین مبتلا نہ ہو اگر بیمار ہو تو منی کی بھی زرد اور رقیق ہو جاتی ہے یا آلات منی ضعیف ہو جاتی ہین تو وہ کود کر نہین نکلتی بلکہ بہتی ہے بغیر لذت اور شہوت کے یا کثرت جماع سے سرخ ہو جاتی ہے یعنی کبھی خالص خون کیطرح نکلتی ہے لیکن اگر منی سرخ بھی نکلے تب بھی وہ پاک ہے اور اس سے غسل واجب ہوگا اور منی کے تین خاصے ہین ایک تو یہ کہ شہوت کے ساتھ نکلے اور اسکے نکلنے کے بعد سستی ہو جاوے دوسری بو کھجور کے گابہے کیطرح تیسری آہستہ آہستہ کئی بار مین نکلنا ان مین سے ہر ایک بات کا کافی ہے اوس کی منی ہونے کے لیے اور تینون باتون کا ہونا ضرور نہین اگر ان تینون مین سے کوئی امر نہ ہو تو گمان غالب ہوگا کہ وہ منی نہین ہے اور عورت کی منی زرد اور رقیق ہوتی ہے اور کبھی سفید بھی ہوتی ہے اسکی پہچان دو اوصاف سے ہوا ایک تو بو مرد کی منی کی بو کیطرح دوسرے لذت اسکے نکلنے وقت اور اسکے بعد شہوت کم ہو جانا جیسی جسطرح اور جس حال مین نکلے اوسکے نکلنے سے غسل واجب ہوگا انتہے ما قال النووی عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَاَلَتِ امْرَاَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَرْاَةِ تَرٰى فِيْ مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فِيْ مَنَامِهٖ فَقَالَ اِذَا كَانَ مِنْهَا مَا يَكُوْنُ مِنَ الرَّجُلِ فَلْتَغْتَسِلْ

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے ایک عورت نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر عورت خواب مین وہ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے آپنے فرمایا اگر اسمین سے وہی چیز نکلے جو مرد سے نکلتی ہے (یعنی منی نکلے) تو غسل کرے عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ جَاءَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا احْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ اِذَا رَاَتِ الْمَاءَ فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَتَحْتَلِمُ الْمَرْاَةُ فَقَالَ تَرِبَتْ يَدَاكِ فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا

ترجمہ ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے ام سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئین اور عرض کیا یا رسول اللہ تعالے سچ بات سے شرم نہین کرتا کیا عورت پر غسل واجب ہے جب اسکو احتلام ہو آپنے فرمایا ہان

جب وہ پانی دیکھے (یعنے منی کو) ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے آپ نے فرمایا تیرے ہاتھون کو مٹی لگے احتلام نہین ہوتا تو پھر بچہ عورت کے مشابہ کیسے ہوتا ہے ف اس حدیث سے اور اور کئی حدیثون سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حیا اور شرم یہ بھی اللہ جل جلالہ کی ایک صفت ہے پر جیسی اسکی اور صفتین مخلوقات کی صفتون کی طرح نہین ہین اسیطرح یہ صفت بھی مخلوق کیطرح نہین ہے سلف کا یہی اعتقاد ہے اور پچھلے بعض متکلمین نے جو اللہ تعالے کی صفات مین تاویل کا طریقہ اختیار کیا ہے وہ خوب نہین ہے بلکہ ایک طرح کی بدعت ہے دین مین اہلحدیث نے تاویل کرنیوالون کو بہت برا سمجھا ہے عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَاهُ وَزَادَ قَالَتْ قُلْتُ فَضَحْتِ النِّسَاءَ ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گذرا اسمین اتنا زیادہ ہے کہ بی بی ام سلمہ نے کہا تو نے سب کی عورتون کو رسوا کر دیا عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ اُمَّ بَنِي اَبِي طَلْحَةَ دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ هِشَامٍ غَيْرَ اَنَّ فِيْهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لَهَا اُفٍّ لَكِ اَتَرَى الْمَرْاَةُ ذٰلِكَ ترجمہ حضرت عائشہ نے بھی ایسا ہی روایت کیا کہ ام سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئین اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ نے کہا اے نوج کیا عورت بھی ایسا دیکھتی ہے عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَغْتَسِلُ الْمَرْاَةُ اِذَا احْتَلَمَتْ وَاَبْصَرَتِ الْمَآءَ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ تَرِبَتْ يَدَاكِ وَاُلِّثَتْ قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعِيْهَا وَهَلْ يَكُوْنُ الشَّبَهُ اِلَّا مِنْ قِبَلِ ذٰلِكِ اِذَا عَلَا مَآءُ الرَّجُلِ مَآءَ الْمَرْاَةِ اَشْبَهَ الْوَلَدُ اَخْوَالَهُ وَاِذَا عَلَا مَآءُ الْمَرْاَةِ مَآءَ الرَّجُلِ اَشْبَهَ اَعْمَامَهُ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا عورت غسل کرے جب اسکو احتلام ہو اور پانی دیکھے (یعنے منی) آپ نے فرمایا ہان غسل کرے حضرت عائشہ نے کہا تیرے ہاتھون کو منی لگے اور وہ کونچی جاوین ہتھیار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دے اسکو آخر بچہ جو مشابہ ہوتا ہے ماں باپ کو وہ کاہے سے ہوتا ہے جب عورت کا نطفہ مرد کے نطفے پر غالب ہو تو بچہ اپنے ننہیال کے مشابہ ہوتا ہے اور جب مرد کا نطفہ عورت کے نطفے پر غالب ہو تو بچہ ددھیال پر پڑتا ہے ف حدیث مین اُلَّت کا لفظ ہے اسکا ترجمہ وہی ہے جو بیان ہوا یعنے ہاتھ زخمی کیے جاوین اور کونچی جاوین اَلَّه سے جو ایک ہتھیار ہے نووی نے اسی کو صحیح کہا ہے لیکن مجمع البحار مین ہے کہ صحیح اُلَّت ہے یعنے چیخ ماری

مین اتی زمین پر اکیر کھینچی (جیسے کوئی سوچتی وقت ایسا کرتا ہے) اور فرمایا پوچھ یہودی سے نے کہا جسدن یہ زمین
جاکر دوسری زمین ہوگی اور دوسرے آسمان لوگ اسوقت کہان ہون گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
لوگ اسوقت اندھیرے مین پل صراط کے پاس کھڑے ہون گے اس نے پوچھا پھر سب سے پہلے کون لوگ اس
پل پر سے پار ہون گے آپ نے فرمایا مہاجرین ہین جو محتاج ہین (مہاجرین سے مراد وہ لوگ ہین جو پیغمبر کے
ساتھ گھر بار چھوڑ کر نکل گئے اور فقر و فاقہ کی تکلیف پر صبر کیا اور دنیا پر لات ماری) یہودی نے کہا پھر جب وہ لوگ
جنت مین جاوینگے تو انکا پہلا ناشتہ کیا ہوگا آپ نے فرمایا مچھلی کے جگر کا ٹکڑا جو نہایت مزیدار اور مقوی ہوتا ہے
اسنے کہا پھر صبح کا کھانا کیا ہوگا آپ نے فرمایا وہ بیل کا ٹھا دیگا انکے لیے جو جنت مین چرا کرتا تھا پھر اوس نے پوچھا پیکا کو
کیا پینگے آپ نے فرمایا ایک چشمہ کا پانی جسکا نام سلسبیل ہے اس یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا اور مین آپ سے ایک
ایسی بات پوچھنے آیا ہون جسکو کوئی نہین جانتا دنیا مین سوا نبی کے شاید ایک دو آدمی جانتے ہون آپ نے فرمایا
اگر مین وہ بات تجھے بتا دون تو تجھے فائدہ ہوگا اس نے کہا مین اپنے کان سے سن لونگا پھر اس نے کہا مین تجھ
کو پوچھتا ہون آپ نے فرمایا مرد کا پانی سفید ہے اور عورت کا پانی زرد ہے جب یہ دونو اکٹھا ہوتے ہین اور مرد
کی منی عورت کی منی پر غالب ہوتی ہے تو اللہ کے حکم سے لڑکا پیدا ہوتا ہے اور جب عورت کی منی غالب ہوتی
ہے مرد کی منی پر تو لڑکی پیدا ہوتی ہے اللہ کے حکم سے یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا اور بیشک آپ پیغمبر ہین
پھر چلا بیٹھ پھر کر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسنے جو باتین مجھے پوچھین وہ مجھے کوئی معلوم
نہ تھی یہانتک کہ اللہ تعالی نے مجکو بتا دین عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَّامٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ
أَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ زَائِدَةُ كَبِدُ النُّوْنِ وَقَالَ اَذْكُرُ
اَنْتَ وَلَمْ يَقُلْ اَذْكُرُ وَاَنْثَى ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اسمین یہ ہے کہ مین رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے پاس
بیٹھا تھا اور کچھ لفظون کا فرق ہے بَابُ صِفَةِ غُسْلِ الْجَنَابَةِ غسل جنابت کے بیان مین عَنْ
عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَءَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ
ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَيَغْسِلُ فَرْجَهٗ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَاءَ
فَيُدْخِلُ اَصَابِعَهٗ فِي اُصُوْلِ الشَّعْرِ حَتّٰى اِذَا رَاٰى اَنْ قَدِ اسْتَبْرَاَ حَفَنَ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ
ثُمَّ اَفَاضَ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جب جنابت کا غسل کرتے پہلے دونو ہاتھ دھوتے پھر داہنے ہاتھ سے پانی ڈالتے اور بائین ہاتھ سے شرمگاہ دھوتے پھر وضو

جسطرح نماز کے لیے کیا کرتے تھے پھر پانی لیتے اور اپنی انگلیاں بالوں کی جڑوں میں ڈالتے جب آپ دیکھتے
کہ بال تر ہو گئے تو اپنی سر پر دونو ہاتھوں سے بھر کر تین چلو ڈالتے پھر ساری بدن پر پانی ڈالتے پھر دونوں
پانوں دھوتے ف نووی نے کہا ہمارے اصحاب کے نزدیک غسل جنابت کا کمال یہ ہے کہ پہلے دونو ہتھیلیوں
کو تین بار دھووے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے پھر شرمگاہ پر اور بدن پر جو نجاست لگی ہو اسکو دھووے پھر
وضو کرے جسطرح نماز کے لیے وضو کرتا ہے پھر سب انگلیاں پانی میں ڈالکر ایک چلو لیوے اور کھڑے بالوں
اور داڑھی کے بالوں میں اس سے خلال کرے پھر اپنے سر پر تین چلو بھر کر ڈالے پھر بغلوں اور کانوں اور
ناف اور سرین کی خبر لیوے اور پانوں کی انگلیوں کی اور ان سب جگہوں میں پانی پہونچا دے پھر تین
بار ساری بدن پر پانی ڈالے اور سب جگہ پانی پہونچا دے اور مستحب ہے کہ داہنی جانب سے شروع کرے اور
قبلے کیطرف منہ کر کے بیٹھے اور بعد فراغت کے اشہدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہدان محمدا عبدہ
و رسولہ اور غسل سے پہلے نیت کرے ان سب چیزوں میں نیت اور ساری بدن پر پانی پہنچانا فرض ہے اور شرط
یہ ہے کہ بدن نجاست سے پاک ہو اور باقی سب چیزیں سنت ہیں اور مانا بدن کا واجب نہیں ہے مگر مالک اور فرنی کے
نزدیک واجب ہے اسیطرح وضو بھی غسل جنابت میں واجب نہیں ہے مگر داؤد ظاہری کے نزدیک واجب ہے
انتہی مختصرا عن ہشام فی ھذا الاسناد ولیس فی حدیثہم غسل الرجلین ترجمہ وہی جو اوپر
گذرا مگر اس روایت میں پانوں دھونے کا ذکر نہیں ہے عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم اغتسل من الجنابۃ فبدا فغسل کفیہ ثلاثا ثم ذکر نحو حدیث ابی معاویۃ ولم یذکر
غسل الرجلین ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابت کا غسل کیا تو دونو
ہتھیلیوں کو تین بار دھویا پھر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری اور اس روایت میں پانوں دھونے
کا ذکر نہیں ہے عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اغتسل من الجنابۃ
بدا فغسل یدیہ قبل ان یدخل یدہ فی الاناء ثم توضا مثل وضوءہ للصلوۃ ترجمہ ام المومنین
عائشہ رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے تو پہلے دونو ہاتھ دھوتے برتن میں ہاتھ ڈالنے
سے پہلے پھر وضو کرتے جیسے نماز کے لیے وضو کرتے ہیں عن ابن عباس قال حدثتنی خالتی میمونۃ قالت اتیت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسلہ من الجنابۃ فغسل کفیہ مرتین او ثلاثا ثم ادخل یدہ فی
الاناء فرغ بہ علی فرجہ وغسلہ بیدہ ثم ضرب بیدہ الارض فدلکھا دلکا شدیدا ثم توضا وضوءہ للصلوۃ

باب نسخ الوضوء بعد الغسل

اور چھپکنا مکروہ نہیں کہہ سکتے دوسری یہ کہ مکروہ ہے تیسری یہ کہ مباح ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ احادیث سے اباحت ثابت ہوتی ہے اور ممانعت کی کوئی دلیل نہیں ہے انتہی **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ دَعَا بِشَيْءٍ نَحْوِ الْحِلَابِ فَأَخَذَ بِكَفِّهِ بَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ الْأَيْسَرِ ثُمَّ أَخَذَ بِكَفَّيْهِ فَقَالَ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ ترجمہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے تو ایک برتن پانی کا منگواتے حلاب کے برابر (حلاب وہ برتن ہے جسمین اونٹنی کا دودھ دوہتے ہین) پھر ہاتھ سے پانی لیتے اور پہلے داہنا جانب سر کا دھوتے پھر بایان جانب بعد اسکے دونو ہاتھ سے پانی لیتے اور سر پر بہاتے **ف** صحیح حلاب ہے بکسر حا اور تخفیف لام اور بعضون نے اسکو جلاب پڑھا ہے بضم جیم و تشدید لام کے اور مراد اس سے گلاب ہے لیکن ہروی نے اسکا انکار کیا ہے اور کہا کہ صحیح حلاب ہے **باب** الْقَدْرِ الْمُسْتَحَبِّ مِنَ الْمَاءِ فِي غُسْلِ الْجَنَابَةِ غسل جنابت مین کتنا پانی لینا بہتر ہے **عَنْ** عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ إِنَاءٍ هُوَ الْفَرَقُ مِنَ الْجَنَابَةِ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے ایک برتن سے جسمین تین صاع پانی آتا ہے (یعنے سات رطل سیر) جنابت سے **ف** نووی نے کہا اہل اسلام نے اجماع کیا ہے کہ وضو اور غسل کے لیے پانی کی مقدار معین نہین ہے بلکہ قلیل اور کثیر سب کافی ہے بشرطیکہ اعضا بھیگ جاوین اور مستحب ہے کہ وضو مین ایک مد سے کم نہ ہو اور غسل مین ایک صاع سے کم نہ ہو اور صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے اور مد ایک رطل اور تہائی رطل کا اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ یہان وہ صاع مراد ہے جو آٹھ رطل کا ہوتا ہے بہرحال پانی بیکار بہانا منع ہے اگرچہ ندی کے کنارے غسل کرتا ہو اور یہ ممانعت تنزیہی ہے اور بعضون نے کہا کہ ہر صرف حرام ہے انتہی **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ فِي الْقَدَحِ وَهُوَ الْفَرَقُ وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَهُوَ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ وَفِي حَدِيثِ سُفْيَانَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ قَالَ قُتَيْبَةُ قَالَ سُفْيَانُ وَالْفَرَقُ ثَلَاثَةُ أَصْوُعٍ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے ایک کٹورے سے اور وہ فرق تھا فرق اس برتن کو کہتے ہین جسمین تین صاع پانی آتا ہے اور مین اور آپ ایک ہی برتن سے غسل کرتے سفیان نے کہا فرق تین صاع کا ہوتا ہے **ف** نووی نے کہا مرد اور عورت دونو کا طہارت کرنا ایک برتن سے جائز ہے بالاجماع اہل اسلام لیکن عورت کا طہارت کرنا مرد کی طہارت سے بچا ہوا پانی سے وہ بھی بالاجماع جائز ہے اور مرد کا

باب فی الطیب یعنی الشعر من الجنابة

ام اور غسل کرنا مرد اور عورت کا ایک برتن سے کر ایک ہی حالت مین اور غسل

طہارت کرنا عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے ہمارے اور مالک اور ابو حنیفہ اور جمہور علما اسکے نزدیک جائز ہے
اور ہمیں کراہت بھی نہیں ہے بدلیل احادیث صحیحہ کے اور احمد بن حنبل اور داؤد ظاہری کے نزدیک عورت
کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو طہارت درست نہیں بشرطیکہ عورت اس پانی کو نجاست میں لے گئی ہو اور اوسکو استعمال
کیا ہو اور عبد اللہ بن سرجس اور حسن بصری سے ایسا ہی منقول ہے اور امام احمد سے ایک روایت ہمارے موافق
بھی ہے اور سعید اور حسن سے مطلقاً کراہت بھی منقول ہے اور مختار جمہور علما کا قول ہے کیونکہ احادیث صحیحہ سے
یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بیوں کے ساتھ غسل کیا ہے اور ایک نے دوسرے بچا ہوا پانی
استعمال کیا اور خباثت کو اسمیں کوئی دخل نہیں اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
ایک بی بی کے بچے ہوئے پانی سے غسل کیا روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور اصحاب سنن نے ترمذی
نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور وہ جو ممانعت کی حدیث حکم بن عمرو سے منقول ہے وہ ضعیف ہے آئمہ حدیث نے جیسے
بخاری وغیرہ اسکو ضعیف کہا ہے یا مراد اس سے ہے کہ جو پانی عورت کے اعضا سے گرے وہ تو مستعمل ہے اس سے غسل
درست نہیں یا وہ ممانعت استحباب کے لیے ہے واللہ اعلم **انتہے** عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَتْ
عَلِیَّ عَائِشَۃُ اَنَا وَاَخُوْھَا مِنَ الرَّضَاعَۃِ فَسَاَلْھَا عَنْ غُسْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَنَابَۃِ فَدَعَتْ
بِاِنَاءٍ قَدْرِ الصَّاعِ فَاغْتَسَلَتْ وَبَیْنَنَا وَبَیْنَھَا سِتْرٌ وَاَفْرَغَتْ عَلٰی رَاْسِھَا ثَلٰثًا قَالَ وَکَانَ اَزْوَاجُ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْخُذْنَ رُءُوْسَھُنَّ حَتّٰی یَکُوْنَ کَالْوَفْرَۃِ ترجمہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے
ہیں اور حضرت عائشہ کا رضاعی (دودھ کے ناتے کا) بھائی (عبد اللہ بن یزید) اونکے پاس گئے اور غسل جنابت کو پوچھا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر کرتے تھے انہوں نے ایک برتن منگوایا جسمیں صاع بھر پانی آتا تھا اور نہانے میں ہمارے
انکے بیچ ایک پردہ تھا انہوں نے اپنے سر پر تین بار پانی ڈالا **ف** ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو سلمہ اور
عبد اللہ بن یزید نے انکا سر اور اوپر کا بدن دیکھا ورنہ اونکے سامنے پانی منگوانے سے اور نہانے سے کوئی فائدہ نہ تھا
عبد اللہ تو رضاعی بھائی تھے اور ابو سلمہ رضاعی بھانجے تھے کیونکہ ام کلثوم بنت ابی بکر نے انکو دودھ پلایا تھا اور یہ دونو
محرم ہیں اور محرم کو اوپر کا بدن دیکھنا درست ہے **ف** ابو سلمہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیاں اپنے
بال کترائی تھیں اور کانوں تک بال رکھتے تھیں **ف** حدیث میں وفر کا لفظ ہے اصمعی نے کہا وفرہ سے بڑا ہے
اور لمہ ان بالوں کو کہتے ہیں جو مونڈھوں تک ہوں اور ون نے کہا وفرہ لمہ سے کم ہے یعنی جو بال کانوں تک
ہوں ابو حاتم نے کہا وفرہ وہ بال ہیں جو کانوں پر ہوں قاضی عیاض نے کہا عرب کی عورتیں تو چوٹیاں نکالا کرتیں

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیون نے آپکی وفات کی بعد شاید ایسا کیا ہو زینت کے ترک کرنیکے لیے نووی نے کہا قاضی عیاض کی طرح اور علماء نے بھی کہا ہے اور یہ گمان نہین ہوتا کہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین ایسا کیا ہو اور اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ عورت کو بال گم کرنا درست ہو انتہے

عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَۃُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اغْتَسَلَ بَدَءَ بِمَیَامِنِہٖ فَصَبَّ عَلَیْھَا مِنَ الْمَآءِ فَنَسَلَھَا ثُمَّ صَبَّ الْمَآءَ عَلَی الْاَذٰی الَّذِیْ بِہٖ بِیَمِیْنِہٖ وَغَسَلَ عَنْہُ بِشِمَالِہٖ حَتّٰی اِذَا فَرَغَ مِنْ ذٰلِکَ صَبَّ عَلٰی رَاْسِہٖ قَالَتْ عَائِشَۃُ کُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَآءٍ وَاحِدٍ نَحْنُ جُنُبَانِ ترجمہ ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہو حضرت عائشہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل کرتے تو داہنے ہاتھ سے شروع کرتے پہلے اسپر پانی ڈالتے اور اسکو دھوتے پھر داہنے ہاتھ سے پانی ڈالتے اور بائین ہاتھ سے جو مابہ نجاست ہوتی اسکو دھوتے جب اس سے فراغت ہوتی تو سر پر پانی ڈالتے حضرت عائشہ نے کہا مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کا غسل ایک برتن سے کرتے

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا کَانَتْ تَغْتَسِلُ ھِیَ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اِنَآءٍ وَاحِدٍ یَسَعُ ثَلَاثَۃَ اَمْدَادٍ اَوْ قَرِیْبًا مِّنْ ذٰلِکَ ترجمہ ام المومنین عائشہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے جسمین تین مد یا کچھ ایسا ہی پانی آتا تھا قاضی عیاض نے کہا مراد یہ ہے کہ ہر ایک کے لیے تین مد پانی لیا جاتا یا سہ مراد صاع ہے تاکہ موافق ہو اس حدیث کے جسمین فرق کا ذکر ہے یا ایسا ہی کسی وقت مین ہوا ہوگا نووی نے کہا اسحدیث مین تین مد کا ذکر ہے اور دوسری روایت مین یہ ہے کہ ایک فرق سے آپ غسل کرتے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت عائشہ ایک صاع سے غسل کیا اور ایک روایت مین پانچ مکوک کا بیان ہے غسل اور ایک مکوک کا وضو مین اور ایک روایت مین ایک صاع غسل کے لیے اور ایک مد وضو کے لیے آیا ہو اور ایک روایت مین ایک مد سے وضو اور غسل ایک صاع سے پانچ مد تک امام شافعی اور اور علماء نے کہا ہے کہ اختلاف باعتبار موسم اور حالت اور قلت اور کثرت پانی کے تھا پر حال طہارت کے لیے پانی کا کوئی مقدار مقرر نہین ہے

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَآءٍ وَّاحِدٍ تَخْتَلِفُ اَیْدِیْنَا فِیْہِ مِنَ الْجَنَابَۃِ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہو مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے ایک برتن سے دونون کے ہاتھ اسمین پڑجاتے اور یہ غسل جنابت کا تھا

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَآءٍ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ وَاحِدٍ فَیُبَادِرُنِیْ حَتّٰی اَقُوْلَ دَعْ لِیْ دَعْ لِیْ قَالَتْ وَھُمَا جُنُبَانِ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہو مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے ایک برتن سے جو میرے اور آپکے بیچ مین ہوتا

ن باب غسل الرجل والمرأة من اناء واحد جنابا

آپ جلدی جلدی پانی لیتے یہانتک کہ میں کہتی تھوڑا پانی میرے لیے چھوڑو میرے لیے چھوڑو
اور دونو جنب ہوتے **عن** ابن عباس قال اخبرتنی میمونۃ رضی اللہ عنہا انہا کانت
تغتسل هی والنبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اناء واحد ترجمہ میمونہ سے روایت ہے
اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غسل کرتے ایک برتن سے **عن** ابن عباس ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کان یغتسل بفضل میمونۃ ترجمہ ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میمونہ کے غسل سے جو پانی بچتا اس سے غسل کرتے **عن** ام
سلمۃ قالت کانت انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغتسلان فی الاناء الواحد
من الجنابۃ ترجمہ ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے وہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
جنابت کا غسل ایک برتن سے کرتے **عن** انس یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یغتسل بخمس مکاکیک ویتوضأ بمکوک وقال ابن مثنی بخمس مکاکی ترجمہ انس سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ مکوک سے غسل کرتے اور ایک مکوک سے وضو
کرتے (مکوک سے مراد مد ہے) **عن** انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتوضأ
بالمد ویغتسل بالصاع الی خمسۃ امداد ترجمہ انس رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ایک مد سے وضو کرتے اور ایک صاع سے لیکر پانچ مد تک غسل کرتے **عن** سفینۃ
قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغسله الصاع من الماء من الجنابۃ ویوضئه
المد ترجمہ سفینہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ کو ایک صاع پانی غسل جنابت کے لیے اور ایک مد
پانی وضو کے لیے کافی تھا **عن** سفینۃ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغتسل بالصاع ویتطهر بالمد ترجمہ
سفینہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک صاع پانی سے غسل کرتے
اور ایک مد پانی سے وضو کرتے **ف** امام مسلم نے کہا کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے سفینہ
کو صحابی کہا اور ابو ریحانہ نے کہا کہ وہ بوڑھا ہو گیا تھا یعنے سفینہ اور مجھے اسکی روایت کا اعتبار
نہیں نووی نے کہا اس صورت میں امام مسلم نے اس حدیث کو اور حدیثوں کے متابعت
کے طور پر نقل کیا نہ اس پر اعتماد کر کے **باب** استحباب افاضۃ الماء

باب ۳۰

باب ۳۱ باب کراہۃ غمس المتوضی وغیرہ یدہ المشکوک فی نجاستہا فی الاناء الذی دون القلتین

تجھسے زیادہ تھے اور تجھسے بہتر تھے **باب** حکم ضفائر المغتسلۃ عورتین چوٹیان غسل مین کھولین یا نہ کھولین **عن** ام سلمۃ قالت قلت یا رسول اللہ انی امرأۃ اشد ضفر رأسی افانقضہ لغسل الجنابۃ فقال لا انما یکفیک ان تحثی علی رأسک ثلاث حثیات ثم تفیضین علیک الماء فتطہرین ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت ہے مین نے کہا یارسول اللہ مین اپنے سر پر چوٹی باندہتی ہون کیا جنابت کے غسل کے لیے اسکو کھولون آپنے فرمایا نہین تجکو کافی ہے سر پر تین چلو بھر کر ڈالنا پھر سارے بدن پر پانی بہانا تو پاک ہو جاوے گی **عن** ایوب بن موسی فی ھذا الاسناد وفی حدیث عبد الرزاق افانقضہ للحیضۃ والجنابۃ فقال لا انما ذکر نحن حدیث ابن عیینۃ ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گذرا اسمین یہ ہے کہ مین کھولون اسکو حیض اور جنابت کے لیے **عن** ایوب بن موسی بھذا الاسناد وقال افاحلہ فاغسلہ من الجنابۃ ولم یذکر الحیضۃ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اسمین یہ ہے کہ کیا مین کھولون اسکو اور دھوون جنابت سے اور حیض کا ذکر نہین ہے **فائدہ** نووی نے کہا ہمارا اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ چوٹی مین جب بالون کو پانی پہونچ جاوے اندر اور باہر تو اسکا کھولنا ضرور نہین اور جو بن کھولے پانی نہ پہونچے تو کھولنا چاہیے اور نخعی سے منقول ہے کہ ہر حال مین کھولنا ضرور ہے اور حسن اور طاؤس سے مروی ہے کہ حیض کے غسل مین کھولنا چاہیے اور جنابت کے غسل مین ضرور نہین اور ہماری دلیل امسلمہ کی حدیث ہے اور اگر مرد کے سر پر چوٹی ہو تو اسکا بھی حکم عورت کا سا ہے انتہی **عن** عائشۃ ان عبد اللہ بن عمرو یامر النساء اذا اغتسلن ان ینقضن رؤسھن فقالت یا عجبا لابن عمرو ھذا یامر النساء اذا اغتسلن ان ینقضن رؤسھن افلا یامرھن ان یحلقن رؤسھن لقد کنت اغتسل انا ورسول اللہ صلی اللہ وسلم من اناء واحد ولا ازید علی ان افرغ علی راسی ثلاث افراغات ترجمہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے عبد اللہ بن عمر عورتون کو غسل کے وقت سر کھولنے کا حکم دیتے حضرت عائشہ نے کہا تعجب ہے ابن عمر سے وہ سر کھولنے کا حکم کرتے ہین غسل کے وقت تو سر منڈانے کا حکم کیون نہین دیتے مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونون ایک برتن سے غسل کرتے اور مین فقط اپنے سر پر

تین چلو ڈال لیتی ف نووی نے کہا عبداللہ بن عمر نے جو سر کھولنے کا حکم دیا یہ اس صورت
مین ہے جب سارے بالون مین پانی نہ پہونچ سکے یا اونکا مذہب یہی ہوگا کہ سر کھولنا چاہیے
جیسے بعضی سے ہم نے نقل کیا اور انکو ام سلمہ اور عائشہ کی حدیث نہ پہونچی ہوگی یا یہ حکم بطور استحباب
اور احتیاط کے ہوگا **باب** اِسْتِحْبَابِ اِسْتِعْمَالِ الْمُغْتَسِلَةِ مِنَ الْحَيْضِ فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فِي مَوْضِعِ الدَّمِ ترجمہ جو عورت حیض کا غسل کرے وہ ایک ٹکڑا کپڑے یا روئی کا مشک لگا کر خون کے
مقام پر استعمال کرے تو مستحب ہے ف یہ حکم نظافت اور طہارت اور پاکیزگی کے لیے ہے نہ بطور وجوب
کے اور نفاس کے بعد بھی ایسا ہی مستحب ہے بعضون نے کہا کہ مشک کی استعمال سے نطفہ جلدی
ٹھیرتا ہے جب مشک نہ ملے تو اور کوئی خوشبو استعمال کرے اور یہ استعمال غسل کے بعد چاہیے اگر کوئی
خوشبو نہ ملے تو صرف پانی سے پاک کرنا کافی ہے لیکن بکر کو فرج اندر پانی پہونچانا ضرور نہین اور
ثیبہ کو اتنی دور تک پانی پہونچانا واجب ہے جسقدر حاجت کے لیے بیٹھنے مین کھلتا ہے **عَنْ**
عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْ حَيْضَتِهَا قَالَ
فَذَكَرَتْ أَنَّهُ عَلَّمَهَا تَغْتَسِلُ ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا
قَالَ تَطَهَّرِي بِهَا وَسُبْحَانَ اللهِ وَاسْتَتَرَ وَأَشَارَ لَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ بِيَدِهِ عَلَى وَجْهِهِ قَالَ
قَالَتْ عَائِشَةُ وَاجْتَذَبْتُهَا إِلَيَّ وَعَرَفْتُ مَا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ تَتَبَّعِي
بِهَا أَثَرَ الدَّمِ وَقَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي رِوَايَتِهِ فَقُلْتُ تَتَبَّعِي بِهَا آثَارَ الدَّمِ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے
روایت ہے ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حیض سے کیونکر غسل کرون آپنے
سکھلایا اسکو غسل کرنا پھر فرمایا مشک لگا ہوا ایک پھاہا لے اور اس سے پاکی کر وہ بولی کیونکر
پاکی کرون آپنے فرمایا سبحان اللہ تعجب ہے کہ ایسی ظاہر بات بھی نہین سمجھتی (پاکی کر اس سے
اور آڑ کر لی آپ نے سفیان نے بتلایا ہمکو ہاتھ اپنا منہ پر رکھکر (یعنے شرم سے آپ نے ایسا کیا)
حضرت عائشہ نے کہا مین نے اسعورت کو اپنی طرف کھینچا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا مطلب
مین پہچان گئی تھی مین نے کہا اس پھاہے کو خون کے مقام پر لگا (یعنے شرمگاہ پر) **عَنْ** عَائِشَةَ
أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَغْتَسِلُ عِنْدَ الطُّهْرِ فَقَالَ خُذِي
فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِي بِهَا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سُفْيَانَ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض

تتبع

سے روایت ہے ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میں جب حیض سے پاک
ہوں تو کیونکر غسل کروں آپ نے فرمایا ایک پیمانے مشک لگا ہوا لے اس سے پاکی کریعنی
بیان کیا اوسیطرح جیسے اوپر گذرا عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَسْمَآءَ سَاَلَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِ الْمَحِیْضِ فَقَالَ تَاْخُذُ اِحْدَاکُنَّ مَآءَهَا وَسِدْرَتَهَا فَتَطَهَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّهُوْرَ ثُمَّ
تَصُبُّ عَلٰی رَاْسِهَا فَتَدْلُکُهُ دَلْکًا شَدِیْدًا حَتّٰی تَبْلُغَ شُؤُوْنَ رَاْسِهَا ثُمَّ تَصُبُّ عَلَیْهَا الْمَآءَ
ثُمَّ تَاْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّکَةً فَتَطَهَّرُ بِهَا فَقَالَتْ اَسْمَآءُ وَکَیْفَ اَتَطَهَّرُ بِهَا فَقَالَ سُبْحَانَ
اللّٰہِ تَطَهَّرِیْنَ بِهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ کَاَنَّهَا تُخْفِیْ ذٰلِکَ تَتَبَّعِیْنَ اَثَرَ الدَّمِ وَسَاَلَتْهُ
عَنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ تَاْخُذُ مَآءً فَتَطَهَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّهُوْرَ اَوْ تُبْلِغُ الطُّهُوْرَ
ثُمَّ تَصُبُّ عَلٰی رَاْسِهَا فَتَدْلُکُهُ حَتّٰی تَبْلُغَ شُؤُوْنَ رَاْسِهَا ثُمَّ تُفِیْضُ عَلَیْهَا الْمَآءَ
فَقَالَتْ عَائِشَةُ نِعْمَ النِّسَآءُ نِسَآءُ الْاَنْصَارِ لَمْ یَکُنْ یَمْنَعُهُنَّ الْحَیَآءُ اَنْ
یَتَفَقَّهْنَ فِی الدِّیْنِ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اسماء (شکل کی بیٹی یا یزید بن
شکن کی بیٹی) نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کا غسل کیونکر کروں آپ
نے فرمایا پہلے پانی بیری کے پتوں کے ساتھ لیوے اور اس سے اچھی طرح پاکی کرے (یعنے
حیض کا خون جو لگا ہوا ہو دھووے اور صاف کرے) پھر سر پر پانی ڈالے اور خوب زور سے
ملے یہانتک کہ پانی مانگوں (بالوں کی جڑوں) میں پہونچ جاوے پھر اپنے اوپر پانی ڈالے (یعنے
سارے بدن پر) پھر ایک پیمانا (روئی یا کپڑے کا) مشک لگا ہوا لے کر اس سے پاکی کرے اسماء
نے کہا کیونکر پاکی کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ پاکی کرے ....
حضرت عائشہ نے چپکے سے کہدیا خون کے مقام پر لگاوے پھر اس نے جنابت کے غسل کو
پوچھا آپ نے فرمایا پانی لے کر اچھی طرح طہارت کرے پھر سر پر پانی ڈالے اور ملے یہانتک کہ
پانی سب مانگوں میں پہونچ جاوے پھر اپنے سارے بدن پر پانی ڈالے حضرت عائشہ نے کہا انصار
کی عورتیں بھی کیا عمدہ عورتیں ہیں دین کی بات پوچھنے میں شرم نہیں کرتی ہیں (اور یہی لازم
ہے کیونکہ شرم گناہ اور معصیت میں ہے اور دین کی بات پوچھنا ثواب اور اجر ہے) عَنْ
شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ وَقَالَ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ تَطَهَّرِیْ بِهَا وَاسْتَتَرَ ترجمہ

یبلغ

تطہر

وہی جو اوپر گذرا اسمین اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے منہ پر آکر کہا شرم سے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ شَكْلٍ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ اِحْدَانَا اِذَا طَهُرَتْ مِنَ الْمَحِيْضِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اس روایت مین غسل جنابت کا ذکر نہین ہے **باب** الْمُسْتَحَاضَةِ وَغُسْلِهَا وَصَلٰوتِهَا مستحاضہ کا بیان اور اسکے غسل اور نماز کا حال **فا** مستحاضہ اس عورت کو کہتے ہین جو استحاضہ مین مبتلا ہو اور استحاضہ کہتے ہین اُس خون کو جو بے وقت عورت کی شرمگاہ سے جاری ہو اور یہ خون ایک رگ ہین سے نکلتا ہے جسکو عاذل کہتے ہین اور حیض کا خون رحم کی قعر ہین سے نکلتا ہے مستحاضہ سے وطی درست ہے اگرچہ یہ خون جاری ہو ہمارا اور جمہور علما کا مذہب یہی ہے اور حضرت عائشہ سے اسکی ممانعت منقول ہے نخعی اور حکم کا یہی قول ہے اور ابن سیرین کے نزدیک جماع مکروہ ہے اور احمد نے کہا کہ اسوقت جماع کرے جب خاوند کو زنا مین پڑجانیکا ڈر ہو اور صحیح جمہور کا قول ہے اور دلیل اسکی وہ ہے جو عکرمہ نے روایت کیا حمنہ بنت جحش سے کہ وہ مستحاضہ تھین اور انکے خاوند انسے جماع کرتے تھے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور بیہقی نے اور نماز اور روزے اور اعتکاف اور قرات قرآن اور مس مصحف اور سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر مین اور ساری عبادات مین مثل پاک عورت کے ہی بالاتفاق لیکن جب نماز کا قصد کرے تو اپنی شرمگاہ کو دھولیوے اور فرج مین ایک کپڑا یا روئی رکھ لیوے اگر خون بہت بہتا ہو اور یہ کپڑا کافی نہ ہو تو اوپر سے لنگوٹ باندھے پھر وضو کرے اسی وقت دیر نہ کرے یا تیمم کرے اگر پانی نہ ملے یا عذر ہو اور فرض پڑھنے کے بعد جتنے نفل چاہے پڑھے لیکن ہمارے نزدیک ایک وضو سے فرض ایک ہی پڑھے ادا ہو یا قضا اور ابوحنیفہ کے نزدیک ہر وقت پر نماز کے وضو کرے اور وقت کے اندر جتنی فرضین چاہے پڑھے اور ربیعہ اور مالک کے نزدیک استحاضہ کے خون سے وضو نہین ٹوٹتا تو جب تک اور کسی قسم کا حدث نہ ہو جتنے فرض اور نفل چاہے پڑھے اور وقت آنے سے پہلے استحاضہ کا وضو اس نماز کے لیے ہمارے نزدیک درست ہے اور مستحاضہ پر غسل واجب نہین کسی نماز کے وقت پر اور جمہور علما کا یہی قول ہے اور ابن عمر اور ابن زبیر اور عطا بن ابی رباح سے منقول ہے کہ وہ ہر نماز

الحیض ام

ہمارے اور ابوحنیفہ کے نزدیک وضو

کے لیے غسل کرے اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ہر روز ایک بار غسل کرے اور سعید ابن حسن سے منقول ہے کہ ظہر کے وقت غسل کرے پھر دوسرے دن ظہر پر غسل کرے اور جمہور کا مذہب صحیح ہے کہ وہ کبھی غسل نہ کرے مگر جب حیض سے پاک ہو اور تکرار غسل میں جو حدیثیں آئی ہیں وہ ضعیف ہیں اور استحاضہ دو قسم ہے ایک تو ایسا خون دیکھے جو حیض نہیں ہے جیسے ایک دن ایک رات سے کم دوسری جو کچھ حیض ہے کچھ نہیں ہے جیسی برابر خون دیکھا کرے یا حیض کی مدت سے زیادہ خون دیکھے اس دوسری قسم کی تین صورتیں ہیں پہلی یہ کہ وہ عورت مبتداہ ہو یعنے شروع اسکو یہی خون آیا ہو تو اسکا حیض ایک دن ایک رات تک شمار ہوگا ہمارے نزدیک اور ابو حنیفہ کے نزدیک تین دن تین رات اور باقی استحاضہ دوسری یہ کہ معتادہ ہو تو جتنے دن حیض کی عادت ہوگی اوتنا حیض گنا جاویگا اور باقی استحاضہ تیسری یہ کہ ممیزہ ہو اور کبھی خون قوی دیکھے کبھی ضعیف تو جب تک سیاہ خون دیکھے وہ حیض ہے بشرطیکہ ایک دن ایک رات سے کم نہ ہو اور پندرہ دن سے زیادہ نہ ہو اور لال خون پندرہ دن سے کم نہ ہو (نووی معہ زیادۃ و اختصار) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ قَالَ لَا إِنَّمَا ذَلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي ترجمہ ام المومنین عائشہ رضی سے روایت ہے فاطمہ بنت ابی حبیش رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے استحاضہ ہو گیا ہے میں پاک نہیں ہوتی کیا نماز چھوڑ دوں آپ نے فرمایا نہیں یہ خون ایک رگ کا ہے حیض نہیں ہے جب حیض کے دن آویں تو نماز چھوڑ دے پھر جب حیض کے دن گذر جاویں تو خون دھو ڈال اور نماز پڑھ ف نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مستحاضہ نماز پڑھے مگر اس زمانہ میں جو حیض کا خون نہ ہو اور اسپر اتفاق ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ حاجت کے وقت مسئلہ پوچھے اور عورت خود مسئلہ پوچھ سکتی ہے اور اسکی آواز حاجت کے وقت غیر مرد سن سکتا ہے ۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتِ اسْتَفْتَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَقَالَ إِنَّمَا ذَلِكِ عِرْقٌ فَاغْتَسِلِي ثُمَّ صَلِّي فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ

عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ قَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ لَمْ يَذْكُرِ ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَمَرَ اُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ اَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَّلٰكِنَّهٗ شَيْءٌ فَعَلَتْهُ هِيَ
وَقَالَ ابْنُ رُمْحٍ فِيْ رِوَايَتِهٖ اِبْنَةَ جَحْشٍ وَّلَمْ يَذْكُرْ اُمَّ حَبِيْبَةَ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ سے
روایت ہے ام حبیبہ بنت جحش نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا مجھے استحاضہ ہے آپ نے
فرمایا یہ خون ایک رگ کا ہے تو غسل کر اور نماز پڑھ پھر وہ غسل کرتی تھیں ہر نماز کے لیے لیث نے
کہا ابن شہاب نے یہ نہیں بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو حکم کیا ہر نماز کے لیے
غسل کرنیکا بلکہ ام حبیبہ نے خود ایسا کیا ابن رمح کی روایت میں ام حبیبہ کا نام نہیں ہے بلکہ صرف
جحش کی بیٹی کا ذکر ہے عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ
بِنْتَ جَحْشٍ خَتَنَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ
اُسْتُحِيْضَتْ سَبْعَ سِنِيْنَ فَاسْتَفْتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذِهٖ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلٰكِنْ هٰذَا عِرْقٌ
فَاغْتَسِلِيْ وَصَلِّيْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ فِيْ مِرْكَنٍ فِيْ حُجْرَةِ اُخْتِهَا زَيْنَبَ
بِنْتِ جَحْشٍ حَتّٰى تَعْلُوَ حُمْرَةُ الدَّمِ الْمَاءَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَحَدَّثَتْ ذٰلِكَ اَبَا بَكْرِ بْنَ
عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَقَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ هِنْدًا لَوْ سَمِعَتْ هٰذِهِ الْفُتْيَا
وَاللّٰهِ اِنْ كَانَتْ لَتَبْكِيْ لِاَنَّهَا كَانَتْ لَا تُصَلِّيْ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضہ سے روایت
ہے ام حبیبہ بنت جحش کو جو سالی تھیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اور بی بی تھیں عبد الرحمن بن
عوف کی سات برس تک استحاضہ رہا انہوں نے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا آپ نے
فرمایا یہ حیض نہیں ہے بلکہ ایک رگ کا خون ہے تو غسل کر اور نماز پڑھ حضرت عائشہ نے کہا وہ ایک
کپڑے میں غسل کرتیں اپنی بہن زینب بنت جحش کی کوٹھری میں تو خون کی سرخی پانی پر آجاتی
(اسقدر خون بہا کرتا) ابن شہاب نے کہا میں نے یہ حدیث ابوبکر بن عبد الرحمن سے بیان کی
انہوں نے کہا خدا رحم کرے ہندہ پر کاش وہ یہ فتوے سن لیتی قسم خدا کی وہ روتی تھی نماز نہ پڑھنے
سے (یعنی ہمکو بڑی استحاضہ تھا اور یہ مسئلہ معلوم نہ تھا تو نماز نہ پڑھتی اور نماز کے جانی پر رویا کرتی) عَنْ
عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ اُمُّ حَبِيْبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ

استحیضت ستۃ سنین بمثل حدیث عمرو بن الحارث الی قولہ تعلو حمرۃ الدم الماء وہم یذکرون ما بعدہ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا مگر یہ حدیث یہین تک ہے کہ خون کی سرخی پانی پر آجاتی ہے اور بعد کا قصہ یہین نہین ہے عن عائشۃ ان ابنۃ بجحش کانت تستحاض ستۃ سنین بنحو حدیثہم ترجمہ وہی جو اوپر گذرا عن عائشۃ انہا قالت ان ام حبیبۃ سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الدم فقالت عائشۃ رایت مرکنہا ملآی دما فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امکثی قدر ما کانت تحبسک حیضتک ثم اغتسلی وصلی ترجمہ ام المومنین عائشہ رضی سے روایت ہے ام حبیبہ نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استحاضہ کے خون کو حضرت عائشہ نے کہا مین نے انکو دیکھا خون سے بھرا ہوا تھا آپ نے فرمایا تو جتنے دنون تجھ کو حیض آیا کرتا تھا یعنے عادت کے دنون مین اس ہماری سے پہلے پھر غسل کر اور نماز پڑھ جتنے دنون حیض آیا کرتا تھا یعنے عادت کے دنون مین اس ہماری سے پہلے پھر غسل کر اور نماز پڑھ عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہا قالت ان ام حبیبۃ بنت جحش التی کانت تحت عبد الرحمن بن عوف شکت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدم فقال لہا امکثی قدر ما کانت تحبسک حیضتک ثم اغتسلی فکانت تغتسل عند کل صلوۃ ترجمہ حضرت عائشہ سے روایت ہے ام حبیبہ بنت جحش جو عبد الرحمن بن عوف کے نکاح مین تھین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئین اور شکایت کی خون بہنے کی آپ نے فرمایا اتنے دنون ٹھہری رہ جتنے دنون تجھ کو اس ہماری سے پہلے حیض آیا کرتا تھا پھر غسل کر ڈال تو وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتین فنا جحش کی تین بیٹیان تھین ایک زینب جنکے پہلے زید بن حارث نے نکاح کیا تھا پھر انہون نے طلاق دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح مین آئین دوسری ام حبیبہ جو احادیث مذکور مین یہ عبد الرحمن بن عوف کے نکاح مین تھین تیسری حمنہ جو طلحہ بن عبید اللہ کے نکاح مین تھین بعضون نے کہا جحش کی تینون بیٹیان استحاضہ مین مبتلا تھین اور بعضون نے کہا کہ فقط ام حبیبہ کو یہ بیماری تھی (نووی)

باب وجوب قضاء الصوم علی الحائض دون الصلوۃ

حائضہ عورت پر نماز کی قضا واجب نہین اور روزے کی قضا واجب ہے عن معاذۃ ان امراۃ سالت عائشۃ فقالت اتقضی احدنا الصلوۃ ایام محیضہا فقالت عائشۃ احروریۃ انت قد کانت احدانا تحیض علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم لا تومر بقضاء ترجمہ معاذہ سے روایت ہے

ایک عورت نے حضرت عائشہ سے پوچھا کیا عورت قضا کرے حیض کے دنوں کی نماز کو انہوں نے کہا
کیا تو حروریہ ہے ف حروری نسبت ہے حرور کی طرف اور حرور ایک گانون ہے کوفے سو دو میل پر پہلے
پہل خارجی وہین اکٹھا ہوئے تھے ان خارجیون نے ساری اہل اسلام کے خلاف یہ بات اختیار کی ہے
کہ حائضہ کو نماز کی قضا کرنا چاہیے ان کے سوا تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ حائضہ پر نماز کی قضا واجب
نہین ہے پر روزون کی قضا واجب ہے ت ہم مین سے جسکو حیض آتا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
زمانے مین اسکو نماز کی قضا کا حکم نہ ہوتا عن مُعَاذَةَ اَنَّهَا سَاَلَتْ عَائِشَةَ اَتَقْضِي
الْحَائِضُ الصَّلٰوةَ قَالَتْ عَائِشَةُ اَحَرُوْرِيَّةٌ اَنْتِ قَدْ كُنَّ نِسَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحِضْنَ
اَفَاَمَرَهُنَّ اَنْ يَقْضِيْنَ ترجمہ معاذہ نے پوچھا حضرت عائشہ سے کیا حائضہ نماز کی قضا کرے انہون
نے کہا کیا تو حروری ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بیان حائضہ ہوتین پھر کیا آپ انکو نماز کی
قضا کا حکم کرتے عن مُعَاذَةَ قَالَتْ سَاَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي
الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ فَقَالَتْ اَحَرُوْرِيَّةٌ اَنْتِ قُلْتُ لَسْتُ بِحَرُوْرِيَّةٍ وَلٰكِنِّيْ
اَسْاَلُ قَالَتْ كَانَ يُصِيْبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ
ترجمہ معاذہ سے روایت ہے مین نے حضرت عائشہ سے پوچھا کیا وجہ جو حائضہ روزون کی قضا کرتی ہے
اور نماز کی قضا نہین کرتی انہون نے کہا تو حروری تو نہین ہے مین نے کہا نہین مین پوچھتی ہون انہون
نے کہا ہم لوگون کو حیض آتا پھر حکم ہوتا روزون کی قضا کرنے کا اور نماز کی قضا کا حکم نہ ہوتا ف
یہ عنایت ہے پروردگار کی جو نماز کی قضا معاف کردی ورنہ بڑا حرج ہوتا کس لیے کہ نماز ہر روز پانچ بار فرض
ہے سال بھر مین صدا نمازون کی قضا کرنی پڑتی اور رمضان تو ہر سال مین ایک بار آتا ہے پانچ
چار روزون کی قضا کچھ مشکل نہین **باب** سَتْرِ الْمُغْتَسِلِ بِثَوْبٍ وَنَحْوِهٖ غسل کرنے والے
کپڑے وغیرہ کی آڑ کرے عن اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِيْ طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهٗ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهٗ تَسْتُرُهٗ بِثَوْبٍ
ترجمہ ام ہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاس گئی جس
سال مکہ فتح ہوا آپ غسل کر رہے تھے اور فاطمہ آپ پر ایک کپڑے کی آڑ کی ہوئی تھین عن اُمِّ هَانِئٍ
بِنْتِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّهٗ لَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَهُوَ بِاَعْلٰی مَکَّۃَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْغُسْلِ فَسَتَرَتْ عَلَیْہِ فَاطِمَۃُ ثُمَّ اَخَذَ ثَوْبَہٗ فَالْتَحَفَ بِہٖ ثُمَّ صَلّٰی ثَمَانِیَ رَکْعَاتٍ سُبْحَۃَ الضُّحٰی ترجمہ ام ہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے جس سال مکہ فتح ہوا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئیں آپ مکے کی بلند جانب میں تھے غسل کرنے کے لیے اوٹھے تو حضرت فاطمہ نے ایک کپڑے کی آڑ کی آپ پر پھر آپ نے اپنا کپڑا لپیٹا پھر آٹھ رکعتیں چاشت کی پڑھیں ف نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ چاشت کی آٹھ رکعتیں ہیں اور یہ نماز سنت ہے عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ ھِنْدٍ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ سَتَرَتْہُ بِنْتُہٗ فَاطِمَۃُ بِثَوْبٍ فَلَمَّا اغْتَسَلَ اَخَذَہٗ فَالْتَحَفَ بِہٖ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰی ثَمَانِیَ سَجَدَاتٍ وَذٰلِکَ ضُحًی ترجمہ وہی حدیث اوپر گذری اس میں یہ ہے کہ آپکی صاحبزادی فاطمہ نے کپڑے سے آپ پر آڑ کی جب آپ غسل کر چکے تو اوسی کپڑے کو لپیٹا پھر کھڑے ہوئے اور آٹھ رکعتیں چاشت کی پڑھیں عَنْ مَیْمُوْنَۃَ قَالَتْ وَضَعْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَاءً وَسَتَرْتُہٗ فَاغْتَسَلَ ترجمہ ام المومنین میمونہ رضؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پانی رکھا اور آڑ کی آپ نے غسل کیا **باب تحریم النظر الی العورات** دوسرے کے ستر کیطرف دیکھنا حرام ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَۃِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْاَۃُ اِلٰی عَوْرَۃِ الْمَرْاَۃِ وَلَا یُفْضِی الرَّجُلُ اِلَی الرَّجُلِ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَلَا تُفْضِی الْمَرْاَۃُ اِلَی الْمَرْاَۃِ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد دوسرے مرد کے ستر کو (یعنے عورت کو جسکا چھپانا فرض ہے) نہ دیکھے اور نہ عورت دوسری عورت کے ستر کو دیکھے اور مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ لیٹے اور نہ عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے ف یعنے اسطرح کہ دونوں ننگے ہوں اور دونوں کے بیچ میں کوئی چیز حائل نہ ہو نووی نے کہا جیسے مرد کو مرد کا اور عورت کو عورت کا ستر دیکھنا حرام ہے اسیطرح مرد کو عورت کا اور عورت کو مرد کا ستر دیکھنا حرام ہے بالاجماع مگر اسمیں سوا خاوند اور لونڈی کا مالک مستثنی ہے خاوند کو اپنی بی بی کا اور بی بی کو خاوند کا تمام ستر دیکھنا درست ہے سوا شرمگاہ کے اسمیں تین قول ہیں ایک یہ کہ ہر ایک کو دوسرے کی شرمگاہ بغیر ضرورت کے دیکھنا مکروہ ہے حرام نہیں ہے دوسری یہ کہ حرام ہے دونوں پر تیسری یہ کہ مرد پر حرام ہے اور عورت کو مکروہ ہے اسیطرح

عورت کی شرمگاہ کے اندر دیکھنا بھی مکروہ ہے اور لونڈی کا مالک اگر اس سے وطی کر سکتا ہے تو وہ دونو مثل جورو اور خاوند کے ہین اور اگر محرم ہے جیسی بہن یا پھوپھی یا خالہ وغیرہ تو وہ مثل آزاد عورت کے ہے اور اگر لونڈی مجوسی ہے یا مرتد یا بت پرست یا معتدہ یا مکاتبہ تو وہ مثل غیر کی لونڈی کے ہے اب مرد کو اپنے محرم عورتون کا دیکھنا ناف سے اوپر اور گھٹنی سے نیچے کے بدن کا درست ہے اور بعضون نے کہا اوتنا ہی بدن کو دیکھنا درست ہے جتنا کام کاج کرنے مین کھل جاتا ہے اب مرد کا ستر مرد سے اور عورت کا ستر عورت سے ناف کے نیچے سے گھٹنے تک ہے اور گھٹنی اور ناف مین تین قول ہین ایک یہ کہ وہ ستر نہین ہین یہی صحیح ہے دوسرے یہ کہ وہ ستر مین داخل ہین تیسری یہ کہ ناف ستر ہے پر گھٹنا ستر نہین اور حنفیہ کے نزدیک ناف ستر نہین پر گھٹنا ستر مین داخل ہے اور مرد کو غیر عورت کا دیکھنا اسیطرح عورت کو غیر مرد کا دیکھنا بالکل حرام ہے خواہ یہ نظر شہوت سے ہو یا بغیر شہوت کے اور بعضون کے نزدیک عورتکو غیر مرد کا منہ دیکھنا بغیر شہوت کے درست ہے مگر یہ قول ضعیف ہے اور جب عورت اجنبی ہو تو کچھ فرق نہین آزاد اور لونڈی مین اور حنفیہ کے نزدیک غیر لونڈی مثل محرم عورت کے ہے اسیطرح حرام ہے مرد کو خوبصورت بے ریش لڑکے کا منہ دیکھنا خواہ یہ نظر شہوت سے ہو یا بغیر شہوت کے خواہ فتنہ کا ڈر ہو یا نہ ہو صحیح اور مختار یہی مذہب ہے مگر جتنی حرمت نظر کی اوپر بیان ہوئی اسی صورت مین ہے جب حاجت اور ضرورت نہ ہو ورنہ حاجت کے وقت نظر درست ہے جیسے پچھنے کھولنے والا جراح کے وقت پر شہوت سے اسوقت بھی حرام ہے ہمارے اصحاب نے کہا کہ شہوت سے نظر کرنا تو ہر شخص پر حرام ہے سوا اپنی بی بی اور لونڈی کے یہانتک کہ اگر کوئی اپنی بیٹی یا ماں کو بھی شہوت سے دیکھے تو وہ حرام ہے اور یہ جو مرد کو مرد کے ساتھ اور عورت کو عورت کے ساتھ ایک کپڑے مین لیٹنے کی ممانعت تحریمی ہے اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ دوسرے کے ستر کا چھونا بھی نادرست ہے اور لوگ حمام مین اکثر ایسی خرابیون مین پڑ جاتے ہین حالانکہ بچنا چاہیے ان باتون سے اور جو کوئی ایسا کرے اسکو منع کرنا چاہیے اگرچہ ماننے کی امید نہ ہو اور تنہائی مین آدمی ننگا ہو سکتا ہے پر بلا ضرورت مکروہ بلکہ حرام ہے (نووی) عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ مَكَانَ عَوْرَةِ غُرْيَةُ الرَّجُلِ وَعُرْيَةُ الْمَرْأَةِ ترجمہ وہی ہوا اوپر گذرا ہین عورت کو بدلے عریہ کا لفظ ہے اور معنے وہی جو اوپر بیان ہوا **باب** جَوَازِ الْغُسْلِ

عریانا فی الخلوۃ تنہائی مین ننگے نہانا درست ہے عن ہمام بن منبہ قال ھذا ما حدثنا
ابوھریرۃ عن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر احادیث منھا وقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کانت بنو اسرائیل یغتسلون عریانۃ ینظر بعضھم الی سوءۃ بعض
وکان موسی علیہ السلام یغتسل وحدہ فقالوا واللہ ما یمنع موسی ان یغتسل معنا
الا انہ آدر قال ذھب مرۃ یغتسل فوضع ثوبہ علی حجر ففر الحجر بثوبہ
قال فجمح موسی صلی اللہ علیہ وسلم بأثرہ یقول ثوبی حجر ثوبی حجر حتی نظرت
بنو اسرائیل الی سوءۃ موسی علیہ السلام وقالوا واللہ ما بموسی من باس فقام الحجر
حتی نظر الیہ قال فاخذ ثوبہ فطفق بالحجر ضربا قال ابوھریرۃ واللہ انہ بالحجر ندب
ستۃ او سبعۃ ضرب موسی بالحجر ترجمہ ہمام بن منبہ سے روایت ہے وہ حدیثین ہین جو ابوہریرہ
نے ہمسے بیان کین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنکر پھر بیان کین انہون نے کئی حدیثین
انمین ایک یہ بھی تھی کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے لوگ ننگے نہایا کرتے تھے
ایک دوسرے کے ستر کو دیکھتا اور حضرت موسے علیہ السلام اکیلے مین نہاتے تھے لوگون نے کہا موسی
علیہ السلام ہمارے ساتھ ملکر نہین نہاتے انکو فتق کی بیماری ہے (یعنے خصیہ بڑہ جانے کی) ایکبار
موسی نہانے کو گئے اور کپڑے اتار کر پتھر پر رکھے وہ پتھر خود بخود (اللہ کے حکم سے) اونکے کپڑے لیکر
بھاگا موسی علیہ السلام اسکے پیچھے دوڑے اور کہتے جاتے تھے اے پتھر میرے کپڑے دے اے پتھر
میرے کپڑے دے یہانتک کہ بنی اسرائیل نے اونکا ستر دیکھ لیا اور کہنے لگے قسم خدا کی انمین تو کوئی
بیماری نہین ہے اسوقت پتھر کھڑا ہوگیا اور لوگون نے خوب انکو دیکھ لیا پھر انہون نے اپنے
کپڑے اوٹھالئے اور پتھر کو مارنا شروع کیا (غصے سی) ابوہریرہ نے کہا قسم خدا کی پتھر پر موسی
علیہ السلام کی ماروننکا نشان ہے سات یا چھ مارونکا ف ہمارے زمانے کے بعض احمق لوگ ایسی
باتونکا انکار کرتے ہین اور پتھر کا خود بخود چلنا خلاف عقل سمجھتے ہین حالانکہ یہ خلاف عقل نہین ہین
اور چاند اور سورج اور تارے جو پتھر کی طرح بیجان ہین رات دن حرکت کرتے ہین پھر ایک پتھر کا
چلنا کیا مشکل ہے نووی نے کہا ہم بیان کر چکے ہین کہ ضرورت کے وقت ستر کھولنا درست ہے تنہائی
مین غسل کے وقت یا پیشاب کرتے وقت یا بی بی سے صحبت کرتے وقت اور لوگون کے سامنے ہرگز

ستر کھولنا درست نہیں لیکن علماء نے کہا ہے کہ تنہائی میں بھی نہانے وقت تہبند باندھنا مستحب اور ننگے ہو کر بھی نہانا درست ہے حدیث کے لانے سے بھی یہی غرض ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خلوت میں ننگے نہاتے تھے اور یہ حدیث ان لوگوں کے مذہب پر دلیل ہوگی جو کہتے ہیں کہ اگلے لوگوں کی شریعتیں ہماری لیے بھی کافی ہے عمل کرنے کے لیے بشرطیکہ اس سے ممانعت نہ ہو اور بنی اسرائیل جو ایکدوسرے کے سامنے ننگے ہو کر نہاتے تھے تو شاید یہ انکی شریعت میں جائز ہو یا حرام ہو لیکن وہ اس کو کرتے ہوں جیسے ہمارے شرع والے بھی بہت سے حرام کام کیا کرتے ہیں **باب** اَلْعَوْرَةِ سَتْرُ وُضُوْءٍ بِحِفْظِ نہانے میں احتیاط رکھنا **عن** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ لَمَّا بُنِيَتِ الْكَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبَّاسٌ يَنْقُلَانِ بِحِجَارَةٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْ إِزَارَكَ عَلٰى عَاتِقِكَ مِنَ الْحِجَارَةِ فَفَعَلَ فَخَرَّ إِلَى الْأَرْضِ وَطَحَتْ عَيْنَاهُ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ إِزَارِي إِزَارِي فَشَدَّ عَلَيْهِ إِزَارَهُ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ فِي رِوَايَتِهِ عَلٰى رَقَبَتِكَ وَلَمْ يَقُلْ عَاتِقِكَ ترجمہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے جب کعبہ بنایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباس پتھر ڈھونے لگے عباس نے کہا آپ سے تم اپنے تہبند اوڑھا کر کندھے پر ڈال لو پتھر اٹھانے کے لیے آپ نے ایسا ہی کیا اسی وقت زمین پر گر پڑے اور آنکھیں آپکی آسمان سے لگ گئیں پھر آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا میری ازار میری ازار انہوں نے ازار آپکی باندھ دی ابن رافع کی روایت میں کندھے کی جگہ گردن کا ذکر ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچپنے سے محفوظ تھے بری عادتوں اور خصلتوں سے جو جاہلیت میں جاری تھیں اور اور پیغمبروں کی عصمت کا بیان ہو چکا ہے کتاب الایمان میں اور ایک روایت میں ہے کہ فرشتہ اترا اور اس نے آپکی ازار باندھ دی (نووی) **عن** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ الْحِجَارَةَ لِلْكَعْبَةِ وَعَلَيْهِ إِزَارُهُ فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ يَا ابْنَ أَخِي لَوْ حَلَلْتَ إِزَارَكَ فَجَعَلْتَ عَلٰى مَنْكِبِكَ دُوْنَ الْحِجَارَةِ قَالَ فَحَلَّهُ فَجَعَلَهُ عَلٰى مَنْكِبِهِ فَسَقَطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ قَالَ فَمَا رُئِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ عُرْيَانًا ترجمہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ پتھر ڈھو رہے تھے کعبہ بنانے کے لیے اور آپ تہبند باندھے تھے عباس نے کہا جو آپ کے چچا تھے اے میرے بھتیجے تم اپنی ازار اتار کر موندھے پر ڈال لو تو اچھا ہے

آپ نے ازار کھولی اور مونڈھے پر ڈالی ہی وقت غش کھا کر گرے پھر اسدن سے آپ کو ننگا نہیں دیکھا

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ اَقْبَلْتُ بِحَجَرٍ اَحْمِلُهٗ ثَقِيْلٍ وَّعَلَيَّ اِزَارٌ خَفِيْفٌ قَالَ فَاَحْمِلُ اِزَارِيْ وَمَعَ الْحَجَرِ لَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اَضَعَهٗ حَتّٰى بَلَغْتُ بِهٖ اِلٰى مَوْضِعِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِرْجِعْ اِلٰى ثَوْبِكَ فَخُذْهُ وَلَا تَمْشُوْا عُرَاةً ترجمہ مسور بن مخرمہ سے روایت ہے

میں ایک بھاری پتھر اٹھائے ہوئے آرہا تھا اور ہلکی ازار پہنا تھا وہ کھل گئی اور میں پتھر کو زمین پر

رکھ نہ سکا یہاں تک کہ اسکی جگہ پر لے گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اپنا کپڑا اوٹھا

اور ننگے مت چلا کرو **باب** التستر عند البول یعنی پیشاب کرتے وقت ستر کو چھپانا عَنْ

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ اَرْدَفَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهٗ فَاَسَرَّ اِلَيَّ حَدِيْثًا لَّا اُحَدِّثُ بِهٖ اَحَدًا مِّنَ النَّاسِ وَكَانَ اَحَبُّ مَا اسْتَتَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهٖ هَدَفٌ اَوْ حَائِشُ نَخْلٍ قَالَ ابْنُ اَسْمَاءَ فِيْ حَدِيْثِهٖ يَعْنِيْ حَائِطَ نَخْلٍ ترجمہ عبداللہ بن

جعفر سے روایت ہے مجھے ایک بار رسول اللہ علیہ وسلم نے سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیا پھر میرے

کان میں ایک بات کہی وہ بات کسی سے بیان نہ کرونگا اور آپ کو حاجت کے وقت ٹیلے کی یا کھجور

کے درختوں کی آڑ سے زیادہ تھی (تاکہ ستر کو کوئی نہ دیکھے) **باب** بیان ان الجماع کان فی اول

الاسلام کان یوجب الغسل الا ان ینزل المنی وبیان نسخہ وان الغسل یجب بالجماع

اوائل اسلام میں جماع سے غسل واجب نہ ہوتا جب تک منی نہ نکلے لیکن وہ حکم منسوخ ہوگیا

اور جماع سے غسل واجب ہو جاتا ہے عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ اِلٰى قُبَاءٍ حَتّٰى اِذَا كُنَّا فِيْ بَنِيْ سَالِمٍ وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ بِبَابِ عِتْبَانَ فَصَرَخَ بِهٖ فَخَرَجَ يَجُرُّ اِزَارَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعَجِلْنَا

الرَّجُلَ فَقَالَ عِتْبَانُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ الرَّجُلَ يَعْجَلُ عَنِ امْرَاَتِهٖ وَلَمْ يُمْنِ مَاذَا عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ ترجمہ ابوسعید خدری سے روایت ہے میں پیر کے دن رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا مسجد قبا کیطرف جب ہم بنی سالم کے محلہ میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم عتبان بن مالک کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور اسکو آواز دی اپنی ازار گھسیٹتا ہوا نکلا آپ نے فرمایا ہم نے

اسکو جلدی میں ڈالا عتبان نے کہا یا رسول اللہ اگر کوئی شخص جلدی اپنی عورت سے الگ ہو جاوے

اور منی نہ نکلے تو اسکا کیا حکم ہے (یعنے غسل کرے یا نہیں) آپنے فرمایا پانی (یعنے نہانا) پانی سے (یعنے منی نکلنے سے) واجب ہوتا ہے ف نووی نے کہا اب امت کا اجماع ہے اسپر کہ جماع سے غسل واجب ہوتا ہے اگرچہ انزال نہ ہو اسیطرح انزال سے غسل واجب ہوتا ہے اور ایک جماعت صحابہ کا یہ قول تھا کہ غسل بغیر انزال کے واجب نہیں ہوتا پھر بعضوں نے رجوع کیا اس قول اسے اور اجماع ہوگیا جماع سے غسل واجب ہونے پر اب یہ حدیث انما الماء من الماء کی منسوخ ہے یعنے اوائل اسلام ایسا حکم تھا کہ اگر جماع کرے اور انزال نہ ہو تو غسل واجب نہ ہوتا لیکن بعد کو غسل واجب کیا گیا اور ابن عباس کے نزدیک یہ حدیث منسوخ نہیں ہے بلکہ مراد اس سے احتلام کی حالت ہے یعنے اگر کوئی خواب میں جماع کرے لیکن تری نہ دیکھی تو اسپر غسل نہیں ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ ترجمہ ابوسعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی سے پانی واجب ہوتا ہے عَنْ اَبِی الْعَلَآءِ بْنِ الشِّخِّیْرِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْسَخُ حَدِیْثُہٗ بَعْضُہٗ بَعْضًا کَمَا یَنْسَخُ الْقُرْاٰنُ بَعْضُہٗ بَعْضًا ترجمہ ابوالعلا ابن شخیر سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک حدیث کو دوسری حدیث سے منسوخ کر دیتے جیسے قرآن کی ایک آیت دوسری آیت سے منسوخ ہوجاتی ہے ف نووی نے کہا امام مسلم کی غرض اس حدیث کے یہاں لانے سے یہ ہے کہ انما الماء من الماء کی حدیث منسوخ ہے دوسری حدیثوں سے اور حدیث کا نسخ حدیث سے جائز ہے اور اسکی چار صورتیں ہیں ایک تو حدیث متواتر کا نسخ حدیث متواتر سے دوسری خبر واحد کا نسخ خبر واحد سے تیسری خبر واحد کا نسخ حدیث متواتر سے یہ تینوں صورتیں تو بالاتفاق جائز ہیں چوتھی خبر متواتر کا نسخ خبر واحد سے اسمیں اختلاف ہے جمہور کے نزدیک جائز نہیں اور بعض ظاہریہ کے نزدیک جائز ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاَرْسَلَ اِلَیْہِ فَخَرَجَ وَرَاْسُہٗ یَقْطُرُ فَقَالَ لَعَلَّنَا اَعْجَلْنَاکَ قَالَ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِذَا اُعْجِلْتَ اَوْ اُقْحِطْتَ فَلَا غُسْلَ عَلَیْکَ وَعَلَیْکَ الْوُضُوْءُ وَقَالَ ابْنُ بَشَّارٍ اِذَا اُعْجِلْتَ اَوْ اُقْحِطْتَ ترجمہ ابوسعید خدری سے روایت ہے رسول صلے اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے مکان پر گذرے اسکو بلایا وہ نکلا اور اسکے سر میں سے پانی ٹپک رہا تھا آپ نے فرمایا ہماری وجہ سے تم نے جلدی کی اسنے کہا ہاں یارسول اللہ آپ نے فرمایا جب تو جلدی کرے (اور بغیر انزال کے اٹھ کھڑا ہو) یا تجھے اسکا سامنا ہوا اور منی نہ نکلے تو تجھپر غسل واجب نہیں ہے صرف وضو کرلے عَنْ

أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُصِيبُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يُكْسِلُ فَقَالَ يَغْسِلُ مَا أَصَابَهُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي ترجمہ ابی بن کعب سے روایت ہے میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر کوئی مرد اپنی عورت سے جماع کرے پھر انزال سے پہلے اٹھ کھڑا ہو آپ نے فرمایا دھوڈالے جو اوسکو لگا عورت سے (یعنے ذکر کی رطوبت وغیرہ کو جو فرج سے لگ گئی ہو) پھر وضو کرے اور نماز پڑھے عن أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَأْتِي أَهْلَهُ ثُمَّ لَا يُنْزِلُ قَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ ترجمہ ابی بن کعب سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنی بی بی سے جماع کرے اور اسکو انزال نہ ہو تو وہ اپنا ذکر دھو ڈالے اور وضو کرے عن زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ قُلْتُ أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَلَمْ يُمْنِ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ زید بن خالد جہنی نے حضرت عثمان سے پوچھا اگر کوئی شخص اپنی بی بی سے صحبت کرے اور منی نہ نکلے حضرت عثمان نے کہا وہ وضو کرے جیسے نماز کے لیے وضو کرتا ہے اور ذکر کو دھو ڈالے حضرت عثمان نے کہا یہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے عن أَبِي أَيُّوبَ أَنَّهُ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابو ایوب نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سنا ہے عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ وَفِي حَدِيثِ مِصْرٍ وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ قَالَ زُهَيْرٌ مِنْ بَيْنِ أَشْعُبِهَا الْأَرْبَعِ ترجمہ ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد عورت کے چاروں کونوں میں بیٹھے (چاروں کونوں سے ماتھ اور پاؤں مراد ہیں یا دونوں پاؤں اور دونوں رانیں یا شرمگاہ کے چاروں کونے) پھر لگے اس سے (یعنے دخول کرے) تو غسل واجب ہوگیا مرد پر مطر کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اگرچہ انزال نہ ہو **فائدہ** نووی نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ غسل کا وجوب منی نکلنے پر موقوف نہیں ہے بلکہ جب حشفہ (سپاری) فرج کے اندر چلا جاوے تو مرد اور عورت دونو پر غسل واجب ہوگا اور اسمیں آج کے ان بالکل اختلاف نہیں ہے پہلے البتہ چند صحابہ کا اسمیں خلاف تھا لیکن بعد کو اجماع ہوگیا ہے صحابہ نے کہا کہ اگر حشفہ عورت کی دبر میں یا مرد کے دبر میں غائب ہو جاوے یا کسی جانور کے فرج میں تب بھی غسل واجب ہوگا اگرچہ وہ عورت یا مرد یا جانور

مرد ہو یا کمسن ہو بھولے سے یا قصداً زبردستی سے ہو یا اختیار سے اسی طرح اگر سویا ہوا اور عورت اسکا ذکر اپنے فرج کے اندر رکھ لے خواہ ذکر کو انتشار ہو یا نہ ہو غسل واجب ہوگا خواہ منی ہوا ہو یا نہ ہوا ہو ان سب صورتوں میں فاعل اور مفعول دونوں پر غسل واجب ہے مگر جب کوئی انمیں سے نابالغ ہو تو اسپر واجب نہیں لیکن وہ جنب ہوگا اور جو وہ تمیز دار ہو تو اسکے ولی پر لازم ہے کہ حکم کرے اسکو غسل کا جیسے حکم کرتا ہے وضو کا اگر وہ بغیر غسل کے نماز پڑھے تو اسکی نماز صحیح نہ ہوگی اور دخول کے لیے صرف حشفہ کا غائب ہونا کافی ہے تمام ذکر کا غائب ہونا ضرور نہیں اور جو ذکر پر کپڑا وغیرہ لپیٹ کر دخول کرے تو انمیں تین قول ہیں صحیح یہ ہے کہ غسل واجب ہے دونوں میں انتہی مختصراً

عن قتادة بهذا الاسناد مثله غير ان في حديثه ستعتسر ثم اجتهد ولم يقل وان لم ينزل

ترجمہ دوسری روایت کا بھی یہی جواب ہے اوپر گذرا

عن ابي موسى قال اختلف في ذلك رهط من المهاجرين والانصار فقال الانصار لا يجب الغسل الا من الدافق او من الماء وقال المهاجرون اذا خالط فقد وجب الغسل قال فقال ابو موسى فانا اشفيكم من ذلك فقمت فاستأذنت على عائشة فاذن لي فقلت لها اي اماه او يا ام المؤمنين اني اريد ان اسالك عن شيء وانا استحييك فقالت لا تستحيي ان تسالني عما كنت سائلا عنه امك التي ولدتك فانما انا امك قلت فما يوجب الغسل قالت على الخبير سقطت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا جلس بين شعبها الاربع ومس الختان الختان فقد وجب الغسل

ترجمہ ابو موسیٰ سے روایت ہے اختلاف کیا اس مسئلے میں مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت نے انصار نے کہا غسل جب ہے واجب ہوتا ہے کہ منی کود کر نکلے اور انزال ہو اور مہاجرین نے کہا جب مرد عورت سے صحبت کرے تو غسل واجب ہے ابو موسیٰ نے کہا میں تمہاری تسلی کیے دیتا ہوں ٹھہرو میں اٹھا اور حضرت عائشہ کے مکان پر جا کر ان سے اجازت مانگی انہوں نے اجازت دی میں نے کہا اے ماں یا ماں مسلمانوں کی میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں لیکن مجھ کو شرم آتی ہے حضرت عائشہ نے کہا مت شرم کر تو اس بات کو پوچھ جس سے اپنی سگی ماں سے پوچھ سکتا ہے جسنے پیٹ سے تو پیدا ہوا ہے میں بھی تو تیری ماں ہوں اسلیے کہ حضرت عائشہ کی بی بیان مومنین کی مائیں ہیں) میں نے کہا غسل کس سے واجب ہوتا ہے انھوں نے کہا تو بڑا دقیقہ رس ہے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد عورت کے چاروں کونوں میں بیٹھے اور ختنہ ختنہ سے ملجاوے (یعنے ذکر فرج میں داخل ہو جاوے) تو غسل واجب ہو گیا خواہ انزال ہو یا نہ ہو نووی نے کہا ختنہ ختنہ سے مراد اس سے دخول ہے ورنہ عورت کا

ختنہ اوپر ہوتا ہے جماع مین وہ نہین لگتا اور اجماع کیا ہے علمانے اسپر کہ اگر ذکر کو صرف فرج سے چھپا دی اور داخل
نکرے تو غسل واجب نہین عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَتْ اِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُجَامِعُ اَهْلَهٗ ثُمَّ يُكْسِلُ هَلْ عَلَيْهِمَا الْغُسْلُ وَعَائِشَةُ جَالِسَةٌ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَفْعَلُ ذٰلِكَ اَنَا وَهٰذِهٖ ثُمَّ نَغْتَسِلُ ترجمہ ام المومنین
عائشہ رض سے روایت ہی ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر کوئی مرد جماع کرے اپنی عورت سے پھر انزال سے پہلے ذکر کو نکال لے کیا غسل واجب ہے دونو پر آپ نے فرمایا مین اور یہہ (حضرت عائشہ کو فرمایا) ایسا کرتے
ہین پھر غسل کرتے ہین ف نووی نے کہا ایسی باتین آدمی بی بی سے کرسکتا ہی اگر اسمین کوئی مصلحت ہو
اور کسی کو برا نہ ہو آپ نے یہ اس لیے فرمایا کہ اس شخص کو تشفی ہو جاوے **باب الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ**
جو کھانا آگ سے پکا ہوا اُسکے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہی ف نووی نے کہا امام مسلم نے اس باب مین پہلے
وہ حدیثین بیان کین ہین جن سے وضو کا لازم ہونا آگ کے پکے ہوئے کھانے سے ثابت ہوتا ہی پھر وہ حدیثین بیان کین ہین جن سے
وضو کا لازم نہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور اس سے یہ غرض ہے کہ پہلی حدیثین منسوخ ہین اور جمہور سلف اور خلف اور صحابہ و تابعین
کا یہی قول ہے کہ آگ سے پکے ہوئے کھانا کھانے سے وضو نہین ٹوٹتا اور یہی مذہب ہے ائمہ اربعہ اور اسحاق اویسی اور ابو ثور
اور ابو خیثمہ کا اور ایک جماعت اسلاف گئے ہین کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی منقول ہی عمر بن عبد العزیز اور حسن بصری اور زہری
اور ابو قلابہ اور ابو مجلز سے (نووی مختصرا) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ يَقُوْلُ الْوُضُوْءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ قَالَ لِيْ شِهَابٌ اَخْبَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ
اِبْرَاهِيْمَ بْنِ قَارِظٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ وَجَدَ اَبَا هُرَيْرَةَ تَوَضَّاَ عَلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ اِنَّمَا اَتَوَضَّاُ مِنْ اَقِطٍ
اَكَلْتُهَا لِاَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تَوَضَّئُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ قَالَ ابْنُ
شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ وَاَنَا اَحَدِّثُهٗ هٰذَا الْحَدِيْثَ اَنَّهٗ سَاَلَ عُرْوَةَ
ابْنَ الزُّبَيْرِ عَنِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَقَالَ عُرْوَةُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّئُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ ترجمہ زید بن ثابت سے
روایت ہی مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے وضو لازم آتا ہے اُس کھانے سے جو آگ سے پکا ہو ابن شہاب
نے عمر بن عبد العزیز سے سنا انہون نے عبد اللہ بن ابراہیم سے انہون نے ابو ہریرہ کو مسجد مین وضو کرتے دیکھا انہون
نے کہا مین نے پنیر کے ٹکڑے کھائے ہین اسلیے وضو کرتا ہون مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے

وضو کرو اس کھانے سے جو آگ سے پکا ہو ابن شہاب نے سعید بن خالد سے سنا اور وہ ابن سعید یہ حدیث بیان کر رہے تھے سعید نے کہا میں نے عروہ بن الزبیر سے پوچھا وضو کو آگ سے پکے ہوئے کھانے سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ سے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا وضو کرو اس کھانے سے جو آگ سے پکا ہو **عن** ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل کتف شاۃ ثم صلی ولم یتوضأ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کے دست کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا **عن** ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکل عرقا او لحما ثم صلی ولم یتوضأ ولم یمس ماء ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہڈی پر لگا ہوا گوشت کھایا یا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا پانی نہیں چھوا **عن** عمرو بن امیۃ الضمری انہ رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحتز من کتف یأکل منہا ثم صلی ولم یتوضأ ترجمہ عمرو بن امیہ ضمری سے روایت ہے انہوں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دست کا گوشت چھری سے کاٹ کر کھا رہے تھے پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا ف نووی نے کہا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گوشت کاٹ کر کھانا درست ہے جب ضرورت ہو مثلاً گوشت سخت ہو یا بڑا سا ٹکڑا ہو اور بے ضرورت مکروہ ہے **عن** عمرو بن امیۃ الضمری قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحتز من کتف شاۃ فأکل منہا فدعی الی الصلوۃ فقام وطرح السکین وصلی ولم یتوضأ ترجمہ عمرو بن امیہ ضمری سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ایک بکری کا دست چھری سے کاٹ کر کھا رہے تھے اتنے میں نماز کے لیے بلائے گئے آپ نے چھری ڈال دی اور نماز پڑھی وضو نہیں کیا **عن** ابن عباس وعن میمونۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکل عندہا کتفا ثم صلی ولم یتوضأ ترجمہ ابن عباس سے اور ام المومنین میمونہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے پاس دست کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا **عن** ابی رافع قال اشہد لکنت اشوی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطن الشاۃ ثم صلی ولم یتوضأ ترجمہ ابو رافع سے روایت ہے میں گواہ ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بکری کی کلیجی بھونی آپ اسمیں سے کھاتے پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے **عن** ابن عباس رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم شرب لبنا ثم دعا بماء فتمضمض وقال ان لہ دسما

باب ترک الوضوء مما مست النار

باب یأکل

ف نسخہ متضمض

ترجمہ ابن عباس کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا پھر پانی منگوایا اور کلی کی اور فرمایا دودھ سے منہ چکنا ہو جاتا ہے ف تو کلی کرنا اسکے بعد مستحب ہے اسیطرح ہر ایک کھانی پینے کی چیز سے تاکہ تمام مین کچھ منہ مین نہ رہجاوے جسکے نگلنے کی حاجت پڑے اور منہ صاف ہو جاوے اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا مستحب ہے یا نہین اور ظاہر یہ ہے کہ مستحب ہے کھانے سے پہلے مگر سب ہاتھ کی صفائی کا یقین ہو میل کچیل اور نجاست سے اسیطرح کھانے کے بعد مگر جب ہاتھ پر کھانے کا اثر نہ ہو مثلاً کھانا خشک ہو اور امام مالک نے کہا کہ کھانے کے بعد ہاتھ دھونا مستحب نہین مگر جب ہاتھ مین کوئی نجاست لگی ہو تو دھونا ضرور ہے (نووی) عَنِ الزُّهْرِيِّ مِثْلَهُ ترجمہ ابن شہاب سے اوپر کی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ عَلَيْهِ ثِيَابَهُ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاُتِيَ بِهَدِيَّةِ خُبْزٍ وَلَحْمٍ فَاَكَلَ قَدَّتْ لَكُمْ ثُمَّ صَلّٰى بِالنَّاسِ وَمَا مَسَّ مَاءً ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کپڑے پہنے پھر نماز کو نکلے اسوقت ایک شخص آپ پاس حصہ لایا گوشت اور روٹی آپنے تین لقمے کھائے پھر نماز پڑھائی اور پانی کو ہاتھ نہین لگایا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ ابْنِ حَنْظَلَةَ وَفِيْهِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ شَهِدَ ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ صَلّٰى وَلَمْ يَقُمْ بِالنَّاسِ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا

باب الْوُضُوْءِ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنا ف نووی نے کہا اکثر علماء اسطرف گئے ہین کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہین ٹوٹتا اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور یحیی اور ابن منذر اور ابن خزیمہ اور اہل حدیث کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَتَوَضَّاُ مِنْ لُحُوْمِ الْغَنَمِ قَالَ اِنْ شِئْتَ فَتَوَضَّاْ وَاِنْ شِئْتَ فَلَا تَتَوَضَّاْ قَالَ اَنَتَوَضَّاُ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ قَالَ نَعَمْ فَتَوَضَّاْ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ قَالَ اُصَلِّيْ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ نَعَمْ قَالَ اُصَلِّيْ فِيْ مَبَارِكِ الْاِبِلِ قَالَ لَا ترجمہ جابر بن سمرہ سے روایت ہے ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا بکری کا گوشت کھا کر مین وضو کرون آپ نے فرمایا چاہے کر چاہے نہ کر پھر اسنے پوچھا اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرون آپنے فرمایا ہان وضو کر اونٹ کے گوشت سے اسنے کہا بکریون کے تھان مین مین نماز پڑھون آپنے فرمایا ہان اور اسنے کہا اونٹون کے تھان مین آپنے فرمایا نہین ف کیونکہ اونٹ زبردست اور سرکش ہے ایسا نہ ہو

ف ناقض الوضوء من لحوم الابل

کہ نمازی کو کچھ صدمہ پہونچے اور بکریوں کے تھان میں اسکا ذکر نہیں تو وہی نے کہا یہ ممانعت تنزیہی ہے۔

عن جابر بن سمرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمثل حدیث ابی کامل عن ابی عوانۃ

ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **باب** الدلیل علی ان من تیقن الطہارۃ ثم شک فی الحدث فلہ ان یصلی بطہارتہ تلک جس شخص کو طہارت کا یقین ہے پھر حدث میں شک ہو تو وہ اس طہارت سے نماز پڑھ سکتا ہے **عن** سعید بن عباد بن تمیم عن عمہ شکی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الرجل یخیل الیہ انہ یجد الشیء فی الصلوۃ قال لا ینصرف حتی یسمع صوتا او یجد ریحا قال ابوبکر وزہیر بن حرب فی روایتہما ہو عبد اللہ بن زید

ترجمہ سعید اور عباد بن تمیم عباد کے چچا سے روایت کیا اونہون نے شکایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی آدمی کو معلوم ہوتا ہے نماز میں کہ اسکو حدث ہوا (یعنے گمان ہوتا ہے) آپ نے فرمایا وہ نماز نہ توڑے جب تک حدث کی آواز نہ سنے یا بو نہ سونگھے **ف** نووی نے کہا یہ حدیث ایک بڑا قاعدہ ہے اسلام کے قواعد میں سے اس سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک چیز جسکے وجود کا یقین ہو وہ شک سے رفع نہیں ہو سکتی جیسے طہارت جو یقینی تھی حدث کے گمان سے ساقط نہیں ہو سکتی ہمارا اور جمہور علما کا یہی مذہب ہے اور امام مالک سے آئین دو روایتین ہین ایک تو یہ کہ وضو لازم ہے اگر شک نماز کے باہر ہوا اور جو نماز کے اندر ہو تو لازم نہیں اور دوسری یہ کہ دونون صورتون مین پھر وضو کرنا چاہیے (انتہے مختصرا) **ف** ابوبکر اور زہیر نے اپنی روایتون مین عباد کے چچا کا نام لیا یعنے عبد اللہ بن زید **عن** ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وجد احدکم فی بطنہ شیئا فاشکل علیہ اخرج منہ شیء ام لا فلا یخرجن من المسجد حتی یسمع صوتا او یجد ریحا

ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کسی کو اپنے پیٹ مین خلش معلوم ہو پھر اسکو شک ہو کہ پیٹ مین سے کچھ نکلا یا نہین (یعنے باد سری یا نہین) تو مسجد سے نہ نکلے جب تک آواز نہ سنے یا بو نہ سونگھے (یعنے یقین نہ ہو حدث ہونے کا) **باب** طہارۃ جلود المیتۃ بالدباغ مردے جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے **عن** ابن عباس قال تصدق علی مولاۃ لمیمونۃ بشاۃ فماتت فمر بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ہلا اخذتم اہابہا فدبغتموہ فانتفعتم بہ فقالوا انہا میتۃ فقال انما حرم اکلہا

ترجمہ ابن عباس

سے روایت ہے میمونہ کی لونڈی کو کسی نے ایک بکری صدقہ دی وہ مرگئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو پڑا ہوا دیکھا فرمایا تم نے اسکی کھال کیوں نہ لی دباغت کرکے کام میں لاتے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ وہ مردار تھی آپ نے فرمایا مردار کا کھانا حرام ہے ف نہ اسکی کھال سے فائدہ اوٹھانا نووی نے کہا اسباب میں علمار کے سات مذہب ہیں ایک شافعی کا وہ یہ ہے کہ دباغت سے ہر ایک مردی جانور کی کھال پاک ہوجاتی ہے اندر اور باہر اور تر اور خشک ہر ایک چیز میں اسکا استعمال درست ہے سوا کتے اور سور کے دوسری یہ کہ کوئی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی احمد اور مالک سے یہی مروی ہے تیسری یہ کہ حلال جانور کی کھال پاک ہوجاتی ہے اور حرام کی پاک نہیں ہوتی اوزاعی اور ابن مبارک اور ابو ثور اور اسحاق کا یہی قول ہے چوتھی سب مردار جانوروں کی کھال دباغت سے پاک ہوجاتی ہے سوا سور کے ابو حنیفہ کا یہی مذہب ہے پانچویں یہ کہ سب کھالیں پاک ہوجاتی ہیں مگر صرف باہر سے اور تر چیز میں اسکا استعمال درست نہیں مالک کا مشہور مذہب یہی ہے چھٹی یہ کہ سب کھالیں پاک ہوجاتی ہیں یہانتک کہ کتے اور سور کی بھی اندر اور باہر سے اور یہی قول ہے داؤد ظاہری اور ابو یوسف کا ساتویں یہ کہ مردار جانور کی کھال سے فائدہ اوٹھانا درست ہے اگرچہ اسکی دباغت نہ ہو زہریکا یہی قول ہے انتہی مختصراً **عن** ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجد شاۃ میتۃ اعطیتھا مولاۃ لمیمونۃ من الصدقۃ فقال رسول اللہ ھلا انتفعتم بجلدھا قالوا انھا میتۃ قال انما حرم اکلھا ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مردار بکری دیکھی جو میمونہ کی لونڈی کو صدقہ ملی تھی آپ نے فرمایا تم نے اسکی کھال سے فائدہ کیوں نہیں اوٹھایا لوگوں نے کہا وہ مردار ہے آپ نے فرمایا مردار کا کھانا حرام ہے **عن** ابن شہاب بہذا الاسناد ترجمہ یہی اوپر گذرا **عن** ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر بشاۃ مطروحۃ اعطیتھا مولاۃ لمیمونۃ من الصدقۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا اخذوا اھابھا فدبغوہ فانتفعوا بہ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری دیکھی پڑی ہوئی جو میمونہ کی لونڈی کو صدقہ میں ملی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں نے اسکی کھال کیوں نہ دباغت کرکے فائدہ اٹھائے **عن** ابن عباس ان میمونۃ اخبرتہ ان داجنۃ کانت لبعض نساء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فماتت فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اخذتم اھابھا فاستمتعتم بہ ترجمہ ابن عباس سے روایت

ب فقالوا فقال

ہے میمونہ نے اسی بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بی بی کے گھر مین ایک جانور پلا تھا وہ مر گیا تو آپ نے فرمایا تم نے اسکی کھال کیون نہ لی اسکو کام مین لاتے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاۃٍ لِمَوْلَاۃٍ لِمَیْمُوْنَۃَ فَقَالَ اَلَا انْتَفَعْتُمْ بِاِھَابِھَا ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ کی لونڈی کی بکری کو دیکھا (وہ مری پڑی تھی) آپ ادہر سے نکلے فرمایا تمنے اسکی کھال سے فائدہ کیون نہ اوٹھایا عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا دُبِغَ اِھَابٌ فَقَدْ طَھُرَ ترجمہ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب کھال دباغت ہو گئی تو وہ پاک ہے ف نووی نے کہا دباغت ہر اس چیز سے درست ہے جو کھال کی رطوبت کو سکھا دے اور اسکی بدبو دور کرے اس طرح سے کہ پھر کھال سڑنے کے لائق نہ رہے جیسے انار کے چھلکے پھٹکڑی وغیرہ دواؤن سے اور صرف دھوپ مین سکھانے سے دباغت نہین ہوتی اور حنفیون کے نزدیک ہو جاتی ہے اور جب کھال دباغت سے پاک ہو گئی تو اسکا بیچنا بھی جائز ہے اور اوسکے کھانے مین تین قول ہین صحیح یہ ہے کہ کھانا اسکا جائز نہین (نووی مختصراً) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِہٖ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا عَنْ اَبِی الْخَیْرِ قَالَ اَیْ عَلَی ابْنِ وَعْلَۃَ السَّبَائِیِّ فَرَاَیْتُہٗ لَبِسَ قَدْ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَبَّاسٍ قُلْتُ اِنَّا نَکُوْنُ بِالْمَغْرِبِ وَمَعَنَا الْبَرْبَرُ وَالْمَجُوْسُ نُؤْتٰی بِالْکَبْشِ قَدْ ذَبَحُوْہُ وَنَحْنُ لَا نَاْکُلُ ذَبَائِحَھُمْ وَیَاْتُوْنَنَا بِالسِّقَاءِ یَجْعَلُوْنَ فِیْہِ الْوَدَکَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ سَاَلَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَ دِبَاغُہٗ طُھُوْرُہٗ ترجمہ ابوالخیر سے روایت ہے مین نے ابن وعلہ کو ایک پوستین پہنے دیکھا مین نے اسکو چھوا انہون نے کہا کیون کیا چھوتے ہو (یعنے کیا اسکو نجس جانتے ہو) مین نے عبداللہ بن عباس سے کہا ہم مغرب کے ملک مین رہتے ہین وہان بربر کے کافر آتش پرست بہت ہین وہ بکری لاتے ہین ذبح کر کے ہم تو اونکا ذبح کیا ہوا جانور نہین کھاتے اور مشکین لاتے ہین چربی ڈالکر ابن عباس نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکو پوچھا آپ نے فرمایا وہ دباغت سے پاک ہو جاتی ہین (یعنے چمڑے پر جب دباغت ہو گئی تو وہ پاک ہے اگرچہ کافر نے دباغت کی ہو) عَنِ ابْنِ وَعْلَۃَ السَّبَائِیِّ قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ عَبَّاسٍ قُلْتُ اِنَّا نَکُوْنُ بِالْمَغْرِبِ فَیَاْتِیْنَا الْمَجُوْسُ بِالْاَسْقِیَۃِ فِیْھَا الْمَاءُ وَالْوَدَکُ فَقَالَ اشْرَبْ فَقُلْتُ اَرَاَیْتَ اِنْ لَّمْ اَرَہٗ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ

ف (یعنی ابوداؤد ۲۰۴ اِھَابٌ اِذَا دُبِغَ فَقَدْ طَھُرَ)

صلی اللہ علیہ وسلم یقول دباغۃ جلودھا طہورھا ترجمہ ابن عباس سبائی سے روایت ہے میں عبداللہ
بن عباس سے پوچھا ہم مغرب کے ملک میں رہتے ہیں وہاں مجوسی (آتش پرست) مشکیں لیکر
آتے ہیں پانی کی اُن میں چربی پڑی ہوتی ہے انہوں نے کہا پیو وہ پانی میں نے کہا کیا تم اپنی
رائے سے کہتے ہو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کھال
پاک ہو جاتی ہے دباغت سے **باب التیمم** تیمم کا بیان **ف۱** تیمم ثابت ہے کتاب اور
سنت اور اجماع امت سے اور وہ فقط منہ اور دونوں ہاتھوں پر مسح کرنا ہے خواہ حدث سے ہو یا جنابت سے
[illegible] اور حرام کی پاک نہیں ہوتی آواعی اور ابن المنذر کا مذہب یہ ہے کہ تیمم میں دو مار [illegible]
اور علماء کے اختلاف ہیں اس میں
ایک مار منہ کے لیے اور ایک مار دونوں ہاتھوں کے کہنیوں تک اور یہی مروی ہے علی بن ابیطالب سے
اور عبداللہ بن عمر اور حسن بصری اور شعبی اور سالم اور سفیان ثوری اور مالک اور ابو حنیفہ اور اصحاب الرائے
سے اور ایک جماعت علماء کا یہ قول ہے کہ تیمم میں ایک مار کافی ہے مسح کرے اور اس سے منہ اور
دونوں ہتھیلیوں پر اور یہی قول ہے عطاء اور مکحول اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور ابن منذر اور اکثر اہل
حدیث کا اور یہی صحیح اور مختار ہے محققین کے نزدیک اور زہری سے منقول ہے کہ ہاتھوں کا مسح بغیر
ٹخنوں کے ضرور ہے اور ابن سیرین سے منقول ہے کہ تین ماریں چاہییں ایک منہ کے لیے دوسری
دو ہتھیلیوں کے لیے تیسری ہاتھوں کے لیے اور حدث اصغر یعنے وضو کے بدلے تو تیمم سب کے نزدیک
درست ہے اسیطرح حدث اکبر یعنے جنابت کے بھی اور اسمیں کسی سے خلاف نہیں کیا حضرت عمر اور عبداللہ بن مسعود
سے منقول ہے کہ تیمم جنابت سے درست نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر اور عبداللہ بن مسعود نے اس قول سے رجوع کیا اور احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت
ہے کہ تیمم جنابت سے درست ہے اور جب جنب تیمم کر نماز پڑھ لے پھر پانی پاوے تو اسپر غسل واجب ہے باتفاق علماء اور مسافر
کو سفر میں جہاں پانی نہ ہو اپنی بی بی سے جماع کرنا درست ہے اور تیمم کر کے نماز پڑھ لیویں پر شرمگاہ کو
پانی سے پاک کریں اگر اتنا بھی پانی نہ ہو اور صرف تیمم سے نماز پڑھ لیویں تو بھی درست ہے اور اگر بے وضو
کے کسی عضو پر نجاست ہو اور وہ اسکے بدلے تیمم کرنا چاہے تو درست نہیں ہے اور امام احمد کے نزدیک جائز
ہے اور ثوری اور اوزاعی اور ابو ثور نے کہا کہ اس مقام پر مٹی سے مسح کر لیوے اور جب تیمم سے نماز پڑھ لی پھر
پانی ملے تو نماز کا لوٹانا ضرور نہیں اور شافعی احمد اور ابن منذر اور داؤد ظاہری کے نزدیک تیمم کے لیے
پاک مٹی کا ہونا ضرور ہے اور ابو حنیفہ اور مالک کے نزدیک جو چیز زمین کی نسل سے ہے اسپر تیمم